

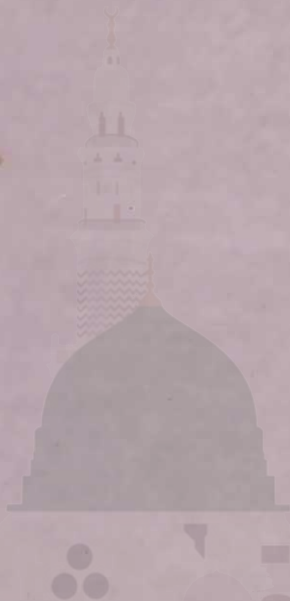
دیوان حافظ

رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهَا

مترجمہ:

مولانا قاضی سجاد حسین صاحب

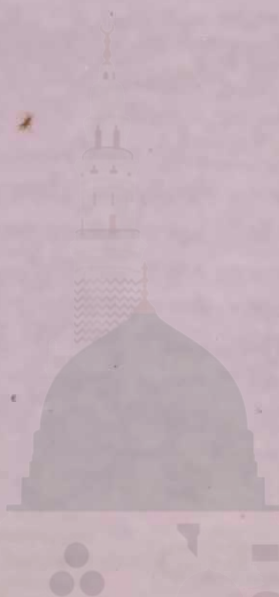
پروفیسر کینیڈا



www.maktabah.org



www.maktabah.org



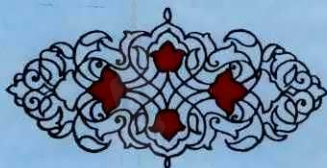
www.maktabah.org

دیوان حافظ

تَحْمَنًا لِلَّهِ عَلَيْهِ
الْحَمْدُ

مترجم:

مولانا قاضی سجاد حسین صاحب



پروگریسو بکس

۴۰- بی اردو بازار، لاہور



حافظ اور کلام حافظ

انتر

جگت کوشچاندپوری

سرزمین ایلان اپنا تاریخی تہذیب اور ثقافت کے لحاظ سے ہمیشہ ممتاز رہی ہے، اور پاکستان سے اس کے روابط تاریخی حیثیت رکھتے ہیں، دونوں ملکوں کے درمیان تعلق اور تہذیبی تعلقات کی علامت سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا ایران کے اہل فلسفہ قویوں نے فلسفے سے گہری دلچسپی رکھتے ہیں، فطرتی لطیفے سے انہیں بڑی مناجعت ہے اس لیے سرزمین نے بہت سے عالم فلسفی شاعر صوفی اور آرٹسٹ پیدا کیے جن کو اپنی انفرادی خصوصیات کے لحاظ سے صفحات تاریخ پر نمایاں مقام حاصل ہے۔ ایران کا عظیم شاعر میں فروسی، خیام، سعدی اور حافظ کو جو قبول عالم کا ہے وہ ان کے اقبال ہونے کی ایک روشن دلیل ہے، ایران کے یہ چاروں فن کار زندگی کی تاریخ شاعری میں ہمیشہ کے لیے ایڑ، جگہ محفوظ کر چکے ہیں شاعرانہ نکتہ قبول، قدرت کلام اور اصناف شعر بہ فن کارانہ گرفت کے اعتبار سے ایران کے یہ عناصر روبرو دور میں مقبول اصرار و معروضہ رہے ہیں ان کے کلام کے تراجم نہ صرف اردو بلکہ انگریزی، فرانسیسی، برٹنی اور ترکی زبانوں میں بھی ہو چکے ہیں پاکستان میں گلستان بوستان اب تک پڑھائی جاتی ہے فروسی کا شہناشا اور دیوان حافظ بھی ارباب علم و تحقیق کی توجیہ کا مرکز ہے۔ ہر کلام میں لوح رباعیات خیام کی قبولیت سے انکار نہیں کیے، فروسی مناظر رزم و ہزیم کی عکاسی کی بنا پر زمرہ جاوید ہے، خیام کی زندگی و سرسختی اس کی رباعیات کے آئینوں سے چمکتی رہتی ہے۔ غلامی شاعری طراغ حسین حاصل کرتی رہتی ہے اس کے ساتھ ان کی منزل کے اشعار و لوگوں کی دلگاہیہ شہادت کرتے رہیں گے اور حافظ اپنی فحاشی شاعری اور اس سے زیادہ بقول میر گھڑی اپنے جذبہ طبیعت و خدائی کی بدولت ہمیشہ فنا میں مقبول رہیں گے۔ یہ کہنا کسی بے انصافی پر مبنی نہیں کہ حافظ ایران کے تمام شاعروں سے زیادہ شہرت اور مقبولیت کے مالک ہیں یہ شہرت جنزلفانی حدود کی پابندی نہیں بلکہ نسیم صبح کی انشا ایران سے چل کر لہندا، روس، ہنگام اور دیگر ملک چاہے جہاں اس کے پیلاس نے فزائن، جرمنی، انگلینڈ اور ترکی کو بھی اپنی ادھر بڑا اور خشک لہروں سے سرشار کیا حافظ کا شمار ان خوش نصیب شعراء میں ہے جن کا کلام ان کی زندگی ہی میں قبول عالم کے درجہ تک پہنچا ان کے اشعار سے چشمانی کثیر اور زبان سمرقند بھی بخیر دنیا جاویا کرتے تھے وہ انہیں سن کر وجد کرنے لگتے تھے۔

نثر شاعر حافظ شہراز می گویند وہی رقمند

سیہ چشمانی کشمیری و تترکان سمرقندی

عراق عرب اور غیر منقسم ہندوستان کے فرماؤاؤں کے خواجہ کے کلام کو جو خوش حالی حسن بندش

دیوان حافظ مرتبہ میر گھڑی ۱۰ دیوان حافظ ۳۰

فنگی اور خنایت کی وجہ سے پھر پند کیا اور آرزو کی کہ وہ
ان کے دربار میں آئیں لیکن خواہہ دنیا کی تمام لذتوں، مشرق اور مغرب
دو عشرت کو چھوڑنا صحتی کی فرست افزا ہواؤں اور آب و آسماں کی لذت و فریب
اہوں پر نثار کر دینے کی جرأت نہ رکھتے تھے اور جس فیاضی کے ساتھ غالب ہندی پر
مشرق و مغرب کو لٹا سکتے تھے اسی دریا دل کے ساتھ تمام دولت اور بلندی کو نسیم خاک مصلیٰ اور آب رکتا ہوا
پر قربان کر دینے کی جرأت رکھتے تھے۔

نئی دہند اجازت مرا بہ سیر و سفر
نسیم خاک مصلیٰ و آب رکتا ہوا

لیکن جس طرح ارباب فضل و کمال میں ایک خاص قسم کی نازک مزاجی کی جھلک دکھائی دیتی ہے غالب میں بھی تو جی چنانچہ
وہ آرزو اور ہزار ہوں پر کسی بھی شیرازے سے نکل جانے کی تمنا بھی کرنے لگتے تھے یہ جذبہ عام طور پر اہل شیراز کی بے توجہی اور
ناقد شناسی کی بنا پر پیدا ہوا کرتا تھا۔

سمت لاتی و خوشخوانی نمی در زند در شیراز

بسیا حافظ کہ با غور ملک و دیگر اندازیم

انہیں یہ شکوہ بھی ملے کہ وطن میں رہ کر ان سر بلندیوں تک نہیں پہنچ سکے جن کو وہ اپنی منزل مقصود خیال کرتے تھے۔

وہ نیز دم بمقصود خود اندر شیراز

خزم آن روز کہ حافظ رو بغداد کند

یہ جذبہ بیزاری بالکل حماقت اور بنگالی ہونا تھا جو لوگ جسے کہ جسے کی طرح آتا اور گذر جاتا تھا لیکن اپنے قومی جوش اور حب الوطنی
کے نقطہ نظر سے ہر وطن میں ناقابل شکست ہے اور ہر آدمی نے انہیں خوب سمجھا ہے لیکن جب موقع ملا ہے وہ دامن
جما کر فاقہ زندگی سے اٹھے، اور ادراک سلطنت پر جا بیٹھے، ان کی یہ خصوصیت تاریخ میں نمایاں حد تک
ماثلہ کے احساس میں جس وقت وطن کی بہت کموش جسنے ملتی تھی بیزاری کا وہ حماقت جذبہ شکر کہ جاتا تھا اور وہ اپنے
مقطعات اس کے گن گانے لگتے تھے۔

خوش شیراز و وضع بے شائش

خدا و خدا نگہ مدبر آرزوایش

مہم اتفاق ہے کہ حافظ اپنی مقبولیت اور بے مثال ہر دور مزین کے باوجود نہایت بے توجہی کا شکار رہے ہیں۔
تذکرہ نگاروں اور مؤرخین نے ان کے حالات زندگی سے زیادہ اقداس نہیں کیا جس کا نتیجہ یہ ہے کہ ان کے دار و دولت حدیث
تلاش کے بعد بھی کتب طبع و دستاویز نہیں ہوتے علامہ شبلی نے شرار فارس کے کلام پر بے لگتہ تفسیر کرنے کے
ساتھ ہی ان کی زندگی پر روشنی ڈالنے کی بھی سعی کی ہے لیکن حالات کے وہی کوائف و حالات انہیں مل سکے ہیں جو
میرزا عبدالحی، تاریخ فرشتہ، حبیب السیر اور چند دوسری تاریخوں میں مذکور ہیں

۱۔ دیوان حافظ ص ۲۰ دیوان حافظ ص ۲۹

۲۔ دیوان حافظ ص ۲۵

دلاؤ تیری کہ میں سرترانہ فرزند
 چہ دید اندر خیم میں طاقی نبیین
 بجائے لوح سببیں در کنارشن
 فلک۔ بر سر نهادش لوح سنگیں

پیر محمد کی کا خیال ہے کہ شاہ نعمان نے باپ کی زندگی ہی میں جامِ فناوش کر لیا تھا مافظ نے دونوں بیٹوں کی موت کے متعلق اپنے اشعار میں اشارت کی ہے، مافظ کا زمانہ حیات بڑی افرا تفریب کا تھا مافظ کے دیکھنے ہی دیکھتے خاص شہزاد میں ہیں ایسے ہنگامے ہوتے جن کو حرب و بیکار سے موسم کیا جاسکتا ہے مافظ اس عہد کے ممتاز ترین فن کار تھے وہ ان سیاسی مناقشات سے دامن نہیں چکا سکتے تھے انہیں مجبوراً حجازی اور قصبہ گونی کا سہارا لینا پڑا اس کے باوجود وہ خطرات سے دوچار ہوتے بیزہرہ سکے، جن ممدوعین یا ماسا حرن کے نام مافظ کے اشعار میں ملتے ہیں ان میں یہ حضرت شامل ہیں۔ شاہ ابوالفتح امیر مبارک الدین۔ شاہ شجاع۔ شاہ نصرت الدین بکلی خواجہ قوام الدین حاجی قوام حسن شاہ منصور، شاہ قطب الدین محمود۔ عماد الدین محمود۔ خواجہ عماد الدین محمود ان کے علاوہ کچھ کچھ لوگ ہیں جن کا ذکر دیوان مافظ میں ملتا ہے۔

منہ مافظ کے زمانہ میں دہلی کے تخت پر فریر و زشاہ فلق جلوہ افروز تھا۔ دکن کا حکمران، محمود شاہ بہمنی ابن علا الدین بکلی تھا جس کا وزیر اعظم فیض اللہ تھا اور بنگال کا حکمران غیاث الدین تھا۔

ایران میں طوائف الملوک تھی مختلف حصوں پر مختلف حکمران تھے بلکہ شاہ سے مخاطب کیا جاتا تھا اور ان میں باہمی جنگ و جہال رہتی تھی بالآخر آل مظفر کو کامیابی ہوئی اور ان کی سلطنت وسیع تر ہو گئی۔

اس خاندان کا موروثی اعلیٰ فیاض الدین احمد حاجی خراسانی تھا۔ اس کے تین لڑکے ابوبکر۔ محمد۔ منصور تھے ابوبکر اور محمد نے بلا کوخان کی رفاقت اختیار کر لی۔ ابوبکر مصر پر حملہ کے وقت مراگیا اور چند دن بعد محمد بھی اس دنیا سے رخصت ہوا۔ منصور باہمی کی خدمت میں رہا۔ منصور کے تین بیٹے محمد۔ علی اور مظفر تھے۔ مظفر اگرچہ تمام بھائیوں میں سب سے چھوٹا تھا لیکن شہا سعید اور ابو العزیز میں سب سے بڑھا ہوا تھا۔

بلا کوخان کی اولاد اور یلان تھے۔ ظفر کو عروج شروع ہو گیا تھا۔ بلا کوخان کی نسل میں شاہ خازن تھان مظفر بہ بہت مہمان تھا کہ اس کے بھائی سلطان اول کھانہ کے دور سلطنت میں مظفر امیر بنا۔ بہارت اور مرو وغیرہ کی صورت داری اس کے سپرد کی گئی اور بالآخر امیر مظفر ہی آل مظفر کی سلطنت کا بانی بنا۔ امیر مظفر کے بعد اس کا لڑکا امیر مبارک الدین محمد اس کا نائبین ہوا جو مافظ کا معاصر تھا۔

سلطان اول کھانہ کے بعد بلا کوخان کی آٹھویں پشت میں سلطان ابوسعید بہادر خاں برساتے نام ایران کا بادشاہ تھا۔ صوبوں میں امران نے علم بنایا، بند کر کے تھا ابیر شیخ ابواسحاق کا باپ امیر محمود عراق کے ایک حصہ کا ولی تھا امیر مبارک الدین محمد سزا کا حاکم تھا اور درجین شیراز پر حکومت کرتا تھا۔ امیر بنگلہ اشرف کو شیراز پر حکومت کرنے کا لالچ پیدا ہوا تو وہ عراق پہنچ کر ابواسحاق سے ملا اور پھر دونوں نے ملکر شیراز پر حملہ کر دیا ابواسحاق نے بنگلہ اشرف کو دھوکا دیکر خود شیراز پر قبضہ

دیوان مافظ ۱۳۵۳ھ منہ یہ عبارت اس جگہ سے منسوخ کی کہ کوشمب

کی نہیں ہے۔ (ناشر)

کر لیا اور اپنی ادا ہست کا اعلان کر دیا۔ اب ابواسحاق کو اپنی سلطنت وسیع تر کرنے کا خیال دامن گیر ہوا تو اس نے اپنے بیٹے میں مبارز الدین کو نوکری رکھنے کے لئے بے زور پر حملہ کر دیا اس حملے میں اسکو سخت ناکامی ہوئی اور اس کے بیٹے میں مبارز الدین محمد نے ابواسحاق کے خلاف

شیراز پر حملہ کا ارادہ کر دیا۔ ابواسحاق نے قاضی محمد الدین عبدالرحمن کو صلح کا پیغام دیکر بڑھ چلا مگر قاضی صاحب نے مقصد میں ناکام رہے۔ یہی قاضی عضد الدین ہیں جن کے بارے میں خواجہ صاحب نے اپنے اور ابواسحاق کے دور کی پانچ شخصیتوں کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا ہے۔
 وگرت سہنتہ دانش عضد کر در تعریف۔

بنائے کار حوافن بنام شاہ نہاد

اب وہ وقت آچکا تھا کہ ابواسحاق کا ستارہ گردش میں تھا اور تختہ ہی اس سے منہ پھیر چلی تھی اس کے معتد و مشیر کلا دنیائے صحت ہو چکے تھے اور اس کے دور کی انہی شخصیتیں رفتہ رفتہ ختم ہو رہی تھیں شیخ محمد الدین کا وصل ہو چکا تھا شیخ امین الدین بھی عالم آخرت کو سہا رہ گئے تھے۔

امیر مبارز الدین محمد نے ۵۴۳ھ میں شیراز پر حملہ کر دیا ابواسحاق کے وزیر اعظم فاسن قوام الدین حسن کی اسی محاصرہ کے دوران انتقال کر گئے۔ اس حملے کے نتیجے میں مبارز الدین محمد کا شیراز پر قبضہ ہو گیا اور ابواسحاق نے شیراز سے راہ فرار اختیار کی تین سال تک مارا مار پھرتا رہا اور بالآخر گرفتار ہوا اور مبارز الدین کے حکم سے قتل کر دیا گیا۔

مبارز الدین محمد نے شیراز پر قبضہ کے بعد عراق کا رخ کیا اور اپنے بیٹے جلال الدین شجاع کو شیراز میں اپنا قائم مقام بنایا اس دوران میں خواجہ عماد الدین محمود نے جو ابواسحاق کا وفادار وزیر تھا شجاع کے خلاف ایک ناکام بغاوت کی اور مارا گیا خواجہ عماد الدین محمود بھی خواجہ صاحب کا مورخ رہے۔

ابواسحاق پر فتح پانے کے بعد مبارز الدین محمد بادشاہ تو بنگیا لیکن برابر غارتگریوں میں مصروف رہا۔ تبریز، اصفہان اور عراق آسکی جولا نگاہ تھے۔

مبارز الدین محمد کے پانچ لڑکے تھے۔ شجاع، شرف الدین مظفر، قطب الدین محمود، سلطان اقسر اور سلطان ابو یزید شرف الدین مظفر کا مبارز الدین محمد کی زندگی میں انتقال ہو گیا۔ شجاع برابر باپ کا ساتھ دیتا رہا لیکن آخر میں مبارز الدین کے مزاج اور تند خو ہو گیا اور بڑے بیٹوں کے ساتھ تڑ شرونی سے پیش آتا تھا۔ اور صرف سلطان ابو یزید سے محبت کرتا تھا۔ شجاع اور قطب الدین کو یہ خیال پیدا ہوا کہ مبارز الدین محمد ان کو محروم کر کے ان کے چھوٹے بھائی سلطان ابو یزید کو تخت و تاج کا مالک بنا دینا چاہتا ہے۔ چنانچہ ان دونوں نے اور شاہ سلطان نے جو ان کا بہنوئی اور اصفہان کا گورنر تھا ملکر سازش کی اور مبارز الدین محمد کو گرفتار کر کے اس کی آنکھوں میں گرم پستیاں پھیرا کر موزوں کر ڈالا مبارز الدین محمد کا اسی حالت میں ۵۶۰ھ کو انتقال ہو گیا۔

اس انقلاب میں شاہ شجاع اور نگ سلطنت پر قابض ہو گیا اور اس نے اپنے بھائیوں اور بیٹوں کو نصرت الدین کی پٹی اور منصور کو مختلف علاقے سپرد کر دیے

لیکن منصور سے ہی عرصہ میں باہمی اتفاق پیدا ہوا

اور قطب الدین محمود نے شیراز پر چڑھائی کر دی اور سلطان اویس
ابن ابی شیبہ حسن ایلیکانی عالم عراق کی مدد سے شیراز پر قبضہ کر لیا ماداؤن محمود

انہی قطب الدین کا وزیر تھا جو حافظ کا ممدوح ہے جس کو اکثر غزلوں میں آصف دولت

کہا گیا ہے شاہ شجاع شیراز سے عسکر خواجہ جلال الدین توران شاہ کے پاس پناہ گزیں ہوا اور کچھ دن بعد شاہ شجاع نے
توران شاہ کی مدد سے کرمان وغیرہ پر قبضہ کر لیا نصرت الدین بنی حمی اس فرماں بردار بنگلیا کچھ عرصہ کے بعد شاہ شجاع نے
شیراز کا رخ کیا اور قطب الدین محمود کو شکست دیکر شیراز پر قبضہ کر لیا۔

اب شاہ شجاع کا اقتدار پھر واپس آیا۔ اور خواجہ جلال الدین توران شاہ وزیر اعظم مقرر ہوا جو بہت ہر دل عزیز تھا
اس سے قبل خواجہ قوام الدین محمود اور کمال الدین شاہ شجاع کے وزیر اعظم رہ چکے تھے جو مہنڈوؤں کے الزام میں قتل کرنے
گئے۔ شاہ شجاع کے یہ بیٹوں وزیر اب بھی خواجہ حافظ کے ممدوح رہے ہیں۔

شاہ شجاع کی وفات ۷۵۵ھ میں ہوئی اس کے بعد اس کا بیٹا سلطان زین العابدین تخت نشین ہوا مگر شاہ شجاع کے
بچتے منصور اور نصرت الدین بنی باغی ہو گئے اور شاہ شجاع کے بھائی سلطان البرزید نے بھی علم بناوت بلند کیا اور
ملک فارس پر فائدہ جیٹی کا شکار ہو گیا نتیجہ میں منصور کا سیلاب ہوا اور اس نے پورے ملک میں اپنی سلطنت قائم کر لی
کہ یہی عرصہ گذرا تھا کہ فارس پر تیمور کے حملے شروع ہو گئے اور منصور تیمور کے ہاتھوں قتل ہوا اور فارس سماں مظفر
کی حکومت کا ماتمہ ہو گیا۔

حافظ شیراز چھوڑنا پسند نہ کرتے تھے انہوں نے عمر میں صرف تین سفر کئے پہلا شاہ نصرت الدین کی خواہش پر اس
سفر میں وہ شیراز سے یزد گئے دوسرا سفر محمود شاہ یعنی شاہ دکن کے اصرار پر شیراز سے جزیرہ ہرمز تک کیا گیا۔ ارادہ
دکن جانے کا تھا اس ارادے سے ہرمز آئے تھے مگر سندھ کی طوفانی لہروں کو دیکھ کر دل دہل گیا اور ارادہ نسخ
کر دیا میر فضل اللہ کہ جس کے توسط سے شاہ محمود نے انہیں ہرمز اور اراک پھیل کر بلا یا تھا۔ غزل لکھ کر بھیجی۔ جس کا مطلع ہے

دھے باغم بسیردن جہاں یکسر خنی ارزو

ہے سے بغروش ولقی ماگزین بہتر خنی ارزو

تیسری مرتبہ حافظ آخری ایام عمر میں اصفہان گئے۔ شاہ منصور کا زمانہ تھا۔

حافظ کا کمال ان کی وفات کے بعد ۷۵۸ھ میں محمود گن انڈاس نے مرتب کیا۔ براؤن محمد گل انعام کے حوالے سے لکھتے ہیں
دوران کی ترتیب اس زیادہ کے ممتاز عالم قوام الدین محمد اللہ کی خواہش پر شروع کی گئی تھی۔

... The writer of these lines, this least of men, Muhammad

Gulandam, when he was attending the lectures of our Master, that
most eminent teacher Qiwanu d-Din Abdu'llah, used constantly and
repeatedly to urge, in the course of conversation; that he (Haltz)

should gather together all these rare gems in one
concatenation and assemble all these lustrous

pearls on one string, so that they might
become a necklace of great price for his
contemporaries or a girdle for the brides of his
time. With this request, however, he was unable to

comply? alleging lack of appreciation on the part of his contemporaries as an excuse, until he bade farewell to this life... In A. H. 791

(A. D. 1389).

- A Literary History of Persia
Volume III, page 272

(مشہور مدرس مرقا نامہ میں حمد و ثناء کے مدعا میں برابر تعلق کرتے رہے کہ وہ زمانہ ماضی اپنے بے مثل و جاہر کو ایک جگہ پیش کریں اور وہ نام
ہنگامہ میں ایک لکڑی ہو جو ہر دور میں نگران کے عصوں کے لئے وہ ایک تکی ہا رہیں جاتے اور ان کے زمانے کے لئے ہندوں کے لئے گوشت والو
بہر حال ماضی ان کو بے غرضت سے ہر کسی کے لئے تیار نہ ہوتے اور وہ ہمیشہ اپنے ہم عصروں کی قدر ناشناسی کا لاکھ کرتے رہے
حق کرنا ہے (مشافہ) میں انہوں نے اس دنیوی زندگی کو خیر یاد کیا:)

انگریزی زبان میں لٹریچر ہنسی آف پریشیا کے علاوہ ماضی کے متعلق کچھ اور سرمایہ بھی موجود ہے سرگر
اوزلے (See Georg Ouseley) کے جزائفاقی نثر میں انہوں نے فارسی شراہ پر لکھے ہیں ماضی کے کلام
سے متعلق کثر امور پر روشنی ڈالنے میں لیکن ماضی کے مآذ حیات اور ان کے کلام پر سب سے اچھی اور قابل عقائد
مطراہت — Miss Gertraude Lowthian Bell (سیر گزرد ڈو ٹو جھیں ہیل) —

نے اپنے قلم میں ہنسی کی ہیں۔ براؤن نے اس سلسلہ میں مولانا سبلی نعمانی کی بھی تعریف کی ہے۔

ماضی پر بہت سی کتابیں لکھی جا چکی ہیں ان میں سے اکثر میں روز اور کلام اس بات پر صرف کیا گیا ہے کہ ماضی
لسان غضیب بی مان کے اشار میں ایک ایسا اخلاقی جذبہ موجود ہے جو آئندہ واقعات کی خبر دیتا ہے ان کا شراب
میں کلام بہت نادر شعر ہے ذکر کرتے ہیں معرفت کی شراب ہے اسی طرح ان کا محبوب بھی اس دنیا کا بادشاہ نہیں
وہ ایک ایسا ماضی و محمد ہے جن کو سیریلڈ صلاحیتیں و دولت کی گنتی بھی کچھ ایسا باب علم میں ہیں جو ماضی کو
زندہ کر دیتے ہیں ماضی پر شاعری کو تسلیم کرتے ہیں کہ ماضی ہر زندگی دوسری کا جذبہ غالب تھا جس کو وہ نہایت
جول و دروش کے ساتھ ظاہر کرتے تھے لیکن ان کے شاہد و شراب کے متعلق وہ بھی کوئی واضح فیصلہ صادر نہیں
کرتے وہ ان کی سستی پر ہی اپنے اظہار خیال کی بنیاد رکھتے ہیں جو شراب معرفت اور شراب انگور دونوں سے پیدا
ہو سکتی ہے لیکن شاعر گروا علی طراہت کے ساتھ خارجی واقعات اور سماجی تقاضا صلی کی عکاسی بھی کرتا ہے تو ماننا
پڑے گا کہ ماضی کے ان شعروں میں جو مہر و شہاب کی یا نگار میں شہی مرغوشی اور مرشدی مثنوی ہے جمالی دست و پا ہوتی
ہے جب شاعر علی طراہت کی کلیات سے گزرا ہا ارمین کی جو خصوصیات ان کے یہاں مثنوی میں وہ ماضی میں سے
زیادہ اس جو انہیں آپ سکل کے مجال و معانی کی تصویر کشی کرتی ہیں ماضی کے ان پرستاروں سے ہیں جسے ہمیں
جہاں کے ہر شاعر اور استاد سے کہنا چاہیے کہ وہ ماضی کے ماضی سے معرفت و حقیقت کو رنگ دینے کا کوشش کرتے ہیں ماضی سے

نہیں شاعر سے معرفت شاعر بلند نمایاں کی تصویر کشی کر سکتی ہے اس میں میں نے زیادہ اوصاف
کی تجویز تجویز نہیں ہو سکتی۔ ماضی کا ایک شہرہ شراب ہے

تھے تھو سال و محبوب چندا رہ سال
ہیں میں است مرا عجب صبر و کبر

ملا دروان ماضی کا

ظاہر ہے کہ شعر میں جو الفاظ استعمال ہوئے ہیں وہ اپنے
صحیح معانی پر دلالت کر رہے ہیں دوسال سے وہ شراب قدیم مزاد
ہے جسے اس کے نثر اور تاثرات کے لحاظ سے زیادہ پسند کیا جاتا ہے اور

محبوب چہارہ سالہ کا خطاب کسی ایسے نوجوان مرد سے ہے جس پر ایرانی شعور ہمیشہ
سے ہوش و حواس شاکر کرتے آئے ہیں اور غالباً وہی شاعری میں اکثر ایسی مثالیں ملتی ہیں شاہ طہما سب کے دلہ
شیر جلال الدین کمینیت طیب لاجم تھا جو حسن و جمال کے اقدار بہت جاذب نظر تھا ایک مرتبہ وہ شاہ کی مجلس میں
پہنچا تو شاہ طہما سب نے اسے دیکھتے ہی بے اختیار کہا

خوش طیبے است بیانا ہمہ بیمار شویم

اس مصرعہ سے شاہ کا فوجی ہونے کا اشارہ ہے اس شدت سے نمایاں ہے کہ اسے کسی تاریل نے پر دے میں نہیں
چھپایا جا سکتا یہ جرم خان ترکمان زبردست فاتح سپہ سالار اور بڑے دلہلے کا وزیر تھا لیکن اس کے دلوان
میں ایسے تضاد ملتے ہیں جو اس عہد کے حسین و جمیل مردوں کی تعریف میں کہے گئے ہیں شہنشاہ بابر کی کیفیت
بھی یہی ہے یہی بیماری اردو کے بہت سے شاعروں کو فارس کی طرف سے دہشتے میں ملی ہے ماخذ سے پہلے
شیخ سعدی کے الفاظ ایسے ہی اس نوعی پر چھپائیاں ملتی ہیں۔ ماخذ بہر حال انسان تھے انہوں نے ایران ایسے ملک میں
آکھ کھولی تھی جہاں شراب و شادمانی اصل صورت اور معانی میں تسکین و ذوق کے لئے کام میں لاتے جا رہے تھے
اگر انہوں نے ایرا کیا تو یہ کوئی سماجی جرم نہیں ہے پھانسی کی کوشش کی جانے انسان اپنے سماج ہی کا پروردہ
ہوتا ہے وہ اس کی بہت سی خصوصیات اپنے اندر جذب کرتا ہے یہی دنیا کا اصول ہے لیکن ان عقیدت کی مشور
پر حیرت ہونے سے جو کہتے ہیں کہ اسے دوسال سے قرآن مزاد ہے اور محبوب چہارہ سالہ سے رسول اکرم کی لغات
مٹا کر اس تمہک تارولات نہ صرف ہے اشارہ بے کیف ہے بلکہ ان سے شاعر کے وہ اصل تصورات بھی ہٹل
ہوتے ہیں جو اپنے سماج کے متعلق اس کے ذہن میں موجود ہیں۔ شعر کی لغات اور بلاغت پر ان باتوں کا بوجھ پڑتا
ہے وہ صاحبان ذوق سے غفلت نہیں ہے وگتور محمود بامداد ماخذ شناسی میں لکھتے ہیں کہ آقا محمد رضا مرحوم قلم سے
اس شعر کے متعلق استفسار کیا گیا تھا انہوں نے اس کا نہایت منقول جواب دیا تھا۔

البتہ انتظار دار ہے کہ جو کچھ مراد از منی دوسالہ قرآن است و از محبوب چہارہ سالہ سالہ انسانیکہ
بہر حال و کمال رسیدہ باشد و چون در انبیا این کمال پہل ساگی دست میدہد پس مقصود
از انہم رسول اکرم ص است لکن حق یہاں خبر ان کہ مقصود ماخذ ذہن شہر یہاں معانی
ظاہری و لغوی است۔

ماخذ کے علم و فضل اور ملک کے اس عرفان سے اظہار نہیں کیا جا سکتا جو آگے چل کر انہیں مائل ہوا لیکن انہی غفلت
اور تنقیدی مباحث میں لانا غلط بات ہے کہ تعریفیں آتا ہے اور خبرانی و تاثراتی اظہار عیال میں کوئی ذوق
نہیں ہوتا حقیقت پسند از اسلوب بیان ہی قابل اعتقاد ہوتا ہے ایک شقیق

سے قورک بھاگتگی سفرتہ و الماتے مہر مندر کوثر ہانہ ہری مفریہ

سے ماخذ شاہی باہدم سلطورد چاہ خانہ حجاز مفریہ

شاعر جس میں نفاذ اذوقی جہاں بھی موجود ہے وہ سن سے
مستثر ہونے کی وہی صلاحیت رکھتا ہے جو بارود میں آگ پھوٹنے کی ہوتی
ہے اور یہ صحت و معرفت کی شراب سے مدہوش اور سرشار ہونے کے
باوجود اس میں زندہ رہتی ہے زندگی بجائے خود تغیر پذیر ہے یہ وہ مختلف ادوار اور

مراحل سے گزرتی ہے اور ان سے گزرتے وقت جو اثرات مرتب ہوتے ہیں ان کا اظہار ضرور کسی نہ کسی طرح ہوتا ہے۔
زندگی کے ادوار اور مراحل میں عمر کے وہ سنگ میل شامل ہیں جن سے ان کو تعبیر کر دیا گیا ہے مثلاً بچپن، جوانی اور
بڑھاپا بچپن کے حالات و خصائص شباب اور بڑھاپے کے الحواس سے بالکل مختلف ہوتے ہیں ماخذ عمر کے بنی نثار
سے گزرتے ہیں انہوں نے ان کی نہایت کامیاب ترجمانی اور دکھائی اپنے افسانوں کی ہے اور سچے ایک بلند پایہ
شاعر کی خصوصیت ہے دیوانی ماخذ کے مطلع کو دیکھ کر یہ نہیں سمجھ لینا چاہئے کہ شاعری کے آغاز ہی میں انہیں یہ طریقت
اور ہادی معرفت کا منسوب بلبل مل گیا تھا۔ دیوان کا یہ پہلا شعر لفظیاً حقائق و معرفت کا ترجمان ہے۔

آلایاً لایاً التانی آدراً کاشاً و تاناً و نصاً
کہ عشق آسان نمود اول ولے افتاد شگبیا

لیکن یہ بات کسی طرح قرین قیاس نہیں کہ دیوان حافظ جس ترتیب سے مدون ہو کر شائع ہوا ہے اسی ترتیب سے شاعر نے
نظم بھی کیا ہے۔ لیکن عبدالنبی کا بیان ہے کہ حافظ کم عمری میں شعر کہنے لگے تھے شروع میں وہ موزوں اشعار نہیں کہ
سکتے تھے چنانچہ بے لگے اور غیر موزوں اشعار نے انہیں لوگوں کے ذائقہ کا ایک دلچسپ ذریعہ بنا دیا تھا آہستہ آہستہ
ان کا ذوق شعر گوئی نکھرنا گیا آخر کار وہ اس مرتبہ تک پہنچ گئے کہ ان کے کلام پر ہندوستانی گانگن ہولے لگا۔
دیوان حافظ کے مصنفی پر محمدی بھی لکھتے ہیں۔

از اولی جوانی بلین آزمانی در شعری پرداخت

لیکن کمالی شعر گوئی کی منزل تک پہنچنے میں بہت دیر لگی اسی طرح سلوک و طریقت کا ادراک بھی پالیس سال سے قبل
نہ ہو سکا اس عمر میں وہ ناکامی، یاس و ناامیدی اور تنگ و دو کے پیشانی بیچ و خم سے گزرتے دکتور بامداد لکھتے ہیں۔
شاید در چہل سالگی ہمارا درسیہ است کفر خودہ۔

چل سال رنج و غصہ کشیدیم و عاقبت
تدبیر با بدست شراب دوسال بود
علم و فضل کہ بسپل سال دلم گرد آور د
ترسم آن ترگس مستاد بیکب ببرد
حافظ نے ایک اور شعر میں بھی اس امر کا اعتراف کیا ہے کہ انہیں پالیس سال کی عمر ہی میں تصوف کا ادراک نصیب ہوا۔
کہ اے صوفی شراب آنگہ شود صاف
کہ در شیشہ بماند از بعینے

۱۔ دیوان حافظ ص ۲۹
۲۔ دیوان حافظ ص ۱۵۴
۳۔ دیوان حافظ ص ۴۰

اس کے بعد انہیں سلوک و طریقت میں وہ مرتبہ سیدہ ہوا جس کو نفضل
 و کمال اور صدق و صفا کا آئینہ کہا جا سکتا ہے اس کے ساتھ فتح و طریقت کا
 منصب بھی لگایا ہوا تو بعد میں جیسا کہ وہ خود کہتے ہیں۔
 تحرم اہ نقب میں ساندہ بدولت خواہی
 گفت باز آئی کہ دیرینا میں درگاہی
 با منی راہ نشیں خیزد سو سے میکدہ آئی
 تا بہ بینی کہ در آن معلقہ چہ ضاحب جاہم

ماخذ کے اشعار میں جو تناقض اور تضاد نظر آتا ہے وہ غزل کے متغیر اور منثر اشعار میں عام طور پر پایا جاتا ہے
 غزل کا شاعر مشکل ہی سے کوئی ایسا سالم نظر پیش کر سکتا ہے جس کو فتنہ کا نام دیا جاسکے جس طرح آج غزل کی اس
 خصوصیت پر اعتراض کیا جاتا ہے ماخذ کے عہد میں بھی ذہنوں میں اس قسم کے تصورات موجود تھے چنانچہ شاہ شجاع
 نے حافظ پر بھی اعتراض کیا تھا تذکرہ دولت شاہ سمرقندی کا بیان ہے کہ شاہ شجاع نے ان سے یہ سوال کیا تھا۔
 ایسا تے غزل ہائے شاعر تباہے با ہم نزارند یک بیت در وصال است و یک بیت در فراق دوسوی زندہ ست
 ز ہدیہ یاد نگاہ سے و میخانہ پر دامنہ و از زندگی و بجزوی حکایت میکنی باز دم از بے نیازی و استغنا ز در و دہم حال
 بدردی ہر روزی یعنی از شجاع بہ شاعری ہر روزی خالی و درین تلون ذہن شغورندہ مشوش خواہ شد و وقع کلا از زمین می
 رود کہ ایں خود بر خلاف ضاحت است۔

یہ اعتراض ماخذ پر نہیں درحقیقت غزل پر ہے جس میں کوئی مضمون تسلسل کے ساتھ بیان نہیں کیا جاسکتا۔
 اس کا مشورک و واحد کی کیفیت رکھتا ہے شاہ شجاع کے اس سوال سے پتہ چلتا ہے کہ وہ شعر کا کتنا بچھا ذوق
 رکھتا تھا اور کتنی عمدہ تنقید کر سکتا تھا اس وقت کا ذہن فکر یا مسلسل غزل کا طالب تھا جس میں کسی موضوع پر
 ربط و تسلسل کے ساتھ خیالات کا اظہار کیا جاتا ہے فردوسی کی مثال سامنے تھی جس نے ایران کی پوری تاریخ
 مشنکامیں بیان کر دی ہے عمر خیام رباعی میں ایک سالم نظر پیش کر دیا کرتے تھے اس اعتبار سے ان کا شاعرانہ
 شعرا میں ہونا چاہئے۔ حافظ اور خسرو میں یہ بات مشترک ہے کہ دونوں نے متعدد سلاطین کا راز دیکھا، خسرو
 نے حافظ سے بادشاہوں کے دیباچوں کا نظارہ کیا حافظ نے صرف چار سلاطین ہی کے عہد حکومت کی تبدیلیاں
 دیکھیں یعنی ابوالفتح۔ مبارز الدین محمد شاہ شجاع اور شاہ منصور جو شاہ شجاع کا بھتیجہ تھا ان چاروں بادشاہوں کا
 زمانہ حالات کے لحاظ سے بالکل مختلف تھا شیخ ابوالفتح جن کو جمال الدین شاہ ابوالفتح بھی کہا جاتا ہے۔ ابتدا
 فارس کے گورنر مقرر ہوئے اور ۱۱۳۳ھ میں تخت حکومت پر رونق افروز ہوئے یہ سب سے پہلے بادشاہ
 تھا انہوں نے حافظ کے ہم زمانی کو سپہ سالار بنایا۔ حکیم نظام مہدی ایم۔ اے۔ ۱۰۱۱ھ اپنے انگریزی ڈیفنسیو مقالے میں لکھتے ہیں۔

Shah Jamaluddin Abu Ishaq was the first great ruler
 who came to the throne in 742 A.H. He was a wise and
 just king and for the first time discovered the genius
 of our great poet.

۱۔ ایران کا حافظ ۲۔ دیوان حافظ ۳۔

(شاہ جمال الدین ابوالفتح پہلا عظیم مکتوب
 تھا جو اس کے لیے میں تخت نشین ہوا۔ وہ ایک مہاتر اور انصاف پسند
 بادشاہ تھا۔ اور اس نے میری پہلی بل چلے سے اس عظیم شاعر کی صلاحیت
 کو دریافت کیا تھا۔)

ابوالفتح شاعر بھی تھا اور شاعر دوست بھی یہ دوسرے شہزاد کی عزت کرتا تھا لیکن عیش پرست تھا اور
 امور مملکت پر کوئی توجہ نہ کرتا تھا آخر کلاسی عیش پرستی کی بدولت سلطنت سے ہاتھ سے نکل گئی اس واقعہ کو
 علامہ شبلی نے بھی لکھا ہے اور ہاؤن نے بھی۔ براؤن لکھتا ہے:

This Abu Ishaq was a poet and friend of poets, heedless,
 pleasure-loving, and so negligent of the affairs of state that
 when he was at last induced by his favourite Shaykh Aminu'd-Din
 to fix his attention on the Musafferi hosts who were investing
 the capital, he merely remarked that his enemy must be a fool to
 waste the delicious season of Spring in such fashion, and concluded
 by reciting the verse:

تیا ایک امشب تماشا کینم
 چو فردا شود فک فردا کینم

(یہ ابوالفتح ایک شاعر تھا، وہ شاعروں کا دوست، بلا پرواہ اور عیش پسند تھا اور ملک کے حالات
 سے اتنا بے پروا تھا کہ جب آخر کار اس کے عزیز مصاحب شیخ امین الدین نے اس کی توجہ ان مظفری سپاہ کی طرف متعلق
 جو اس کے دارالسلطنت پر لینا کر رہے تھے تو اس نے سرسری طور پر جواب دیا کہ اس کا دشمن بیوقوف ہے جو موسم
 بہار کے اس خوشگوار وقت کو اس طرح ضائع کر رہا ہے اور اپنی بات مندرجہ ذیل شعر کہہ کر ختم کر دی۔
 اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مبارز الدین مقررے شیراز فتح کر لیا اور ابوالفتح کو تہ تیغ کر دیا اس افسانہ ننگ سا فرماؤ حافظ
 بیخبر بخیر ہوئے انہوں نے اس واقعہ میں ایک قطعہ نظم کیا جس میں اس عہد کے تمام مہادب عالم کا ذکر کیا۔

یہ عہد سلطنت شاہ ابوالفتح
 پہنچ شخص جب تک نالک ہوا بلو

شاہ ابوالفتح کو حافظ جلیل نے کہے ان کی یاد مرستک ان کے دل و دماغ سے گونجتی غزلوں میں گمان کا نام
 حافظ کے لبوں پر آجاتا ہے۔

راستی خاتم فیروزۃ بو اسحاقی
 نوش و زخید لے سعادت مستعمل بود

ابوالفتح کا دور فرناز روائی اس اعتبار سے نہایت مہاں تھا کہ شیراز میں بڑے بڑے صوفی بھتیق
 اور دانشور جمع ہو گئے تھے۔

ابوالفتح کے بعد مہاز الدین محمد شیراز اور فارس کا فرمانروا ہوا یہی ابو شاہ

شاہری ہمشری آنتہ ہر شاہ جہدوم صوفیہ ۲۰ دیوان حافظ
 ۳۵۵ دیوان حافظ ۳۵۵ دیوان حافظ ۳۱۶

آل انگریز حکومت کا بانی اور کوس ہے سہارنوالین محمد
 نہایت مذہبی قسم کا فرماؤ تھا اس نے شراب خانے بند کر دیئے اور طرف
 محنت منکر کر دیئے۔ حافظ اس وقت جوان تھے لیکن اپنے اشعار میں
 سماجی نفیرات کی تصویر کشی کا بہت اچھا شعور ان میں پیدا ہو چکا تھا چنانچہ اس عرصہ
 پر یہ ہرگاری پرائیوں نے نہایت کامیاب طنز لکھے ہیں۔

دوستے خانہ بہ بستند خدا یا پسند

کہ در خانہ تزویر وریا کشایند

مستیوں کی چیز دوستیوں سے حافظ نگ تھے ان کے خوف سے نہایت احتیاط سے شراب نوشی کی تلقین کرتے ہیں

اگر تیرے باوہ فرح بخش و باوکل زیادت

ہو باگب چنگ مخورے کہ مستب تیز است

سہارنوالین محمد کے لباس کی بجز اس کے نامور فرزند شاہ شجاع کوئی یہ بھیانک لوگوں میں تھا جن کو شراب بندی سے اذیت
 پہنچتی تھی چنانچہ باپ کے زمانہ ہی میں اس نے بھی ایک راجی لکھی تھی۔

در مجلس دبر سازستی پست است

نہ چنگ نہ قانون و نہ دف بڑست است

ندان ہمہ ترکب سے پرستی کر دند

جو محنت شہر کہ بے دست است

شاہ شجاع نہایت علم دوست اور وسیع نظر تھا اس نے وہ تمام پابندیاں اٹھا دیں جو اس کے باپ نے عائد کر دی تھیں
 اب دوسرا جام پر کوئی تدریج نہ رہی مینا نے باوہو گئے زمین بلا فرش بے خطر آتقی سستال سے کیٹلے گئے اور عقیدت مندوں
 کے طنز کا شکار ہو گئے حافظ سماجی آزادی کے اس اعلان کو سن کر باغ ہو گئے اس عالم مستی میں جنوں چلکا

سحر ز باغ غیب غیب رسید خرد بگو سس

کہ دور شاہ شجاع است سے دیر بخوش

حافظ آقا حیات سے نجات پانے کی غرض سے "شرابِ اسل" کا سہارا لے کر نکلے گئے

شرابِ اسل نیز اجم لمر وائلک اہد و نیش

کہ تاکہ ہم بیاسیم ز دنیا و مشر و مشر

شرابِ اسل می نوشم من از جام نہر و گل

کہ ز لہامی وقت است میسایم بلنک کدش

ان تکالیف کے پیش نظر زاہد کرافھی وقت گزار دینا جو اس سے حواس کو بہل سکتی رہی تھیں یہی قابلِ تریف تشبیہ ہے علامہ
 نمرتو سے سانپا کے اٹھا ہوا جانے کا عقیدہ تجربات سے درست ثابت نہیں ہوا۔

۱۔ دیوان حافظ ۱۳۳۰ء ۲۔ دیوان حافظ ۱۳۳۱ء ۳۔ شعرا و ادیب

۴۔ دیوان حافظ ۱۳۳۲ء ۵۔ دیوان حافظ ۱۳۳۳ء

شراب و شاہد سے پابندیاں اٹھائیں تو حافظ نے بتائے دو سلا
ہی کو فہم زندگی کا ریف نہیں بناتے ہیں بلکہ اسی پر لہن پر نرد و ستار کو بھی
شاکر کر ڈالنے کی جرات تب نہ لند نہ کہتے ہیں جو کسی محبوب کے عشق میں چاک کر ڈال گیا ہو۔

فدا ہے ہرین چاک ماہر و یان باد
ہزار جانتہ تقویٰ و خرقہ پر مہیہ
وہ تراب و شکار بھی کو فروغ مجلس کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔
ہیچ آدم نا شاہد فریغ مجلس اس
مگر بروئے نگار و شراب انگوری

ان تمام اشعار میں حافظ نے اپنے مخصوص ہوش بیان سے اس مسترت کا اظہار کیا ہے جو شراب اور
دوسرے لوازم عیش و نشاط پر سے پابندیاں ہٹ جانے کے باعث انہیں حاصل ہوتی تھیں۔ شراب کے بیڑ میں
کوئی کشش باقی نہیں رہتی زمانہ آگیا ہے دونوں سے ایک ہی بزم میں پوری آزادی کے ساتھ لطف اٹھایا جاسکتا ہے۔
اسی بنا پر حافظ بیہوش سرور ہیں وہ جوش انبساط میں دگر کرتے نظر آ رہے ہیں اپنی ذاتی کیفیات کے ساتھ ہی حافظ اس
سماج کی عکاسی بھی کرتے جا رہے ہیں جس میں وہ زندگی گزار رہے ہیں انہیں جام زمر و گون بھی گردش کرتا نظر آ رہا ہے
ماہر یوں پر چاک ہرین بھی پیش نظر ہے اور ان خیالات میں بھی شمیم جملاتی دکھائی دے رہی ہیں جہاں کل تک تاریکی
سگواہی اور سناٹے کے علاوہ کچھ نہ تھا یہ ساری باتیں ہماری آپ کی دنیا سے متعلق ہیں ان میں اس کا نات کا جلوہ
نہیں دیکھا جاسکتا جس کو حقیقت اور صرفت کا عالم کہتے ہیں اسی عالم انبساط میں حافظ نے شاہ شہماک کی مدد میں نزل لکھی
صداست و آفرینش و باران در انفسار
ساقی بروئے شاہ بین ماہ دے بیار

حافظ شراب نوشی کے آداب اور لازم سے بھری طرح باخبر ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ تنہا پینے میں کئی لطف نہیں اور
شراب کی کمی کے متعلق وہ اس نقطہ نظر کے حامل ہیں جو ہمہ کو غالب نے اپنایا یعنی

خم کھائے میما بود اول ناکا کہ بہت ہے
یہ رنج کہ کم ہے سے کف کف کہ بہت ہے

حافظ اس وقت تک شراب پینا پسند نہیں کرتے جب تک انہوں شراب قیوم ان کے سامنے نہ ہو۔

دقیار زہر یک و از باد کہن دوسنے
خراغنے دستا لے دو گوشہ پینے

وہ شاہان سین رخسار کی زلفوں کو چہرے پر منتشر دیکھ کر کہتے ہیں۔

دی در میان زلف: بیم رخ نگار بر صیغہ کہ اور محیط قر شود
گفتم کہ ابتدا کہتم از بوسہ گفت نے گذار تاکہ ماہ ز عرق برد شود

۱۔ دیوان حافظ ص ۲۲۹ ۲۔ دیوان حافظ ص ۲۹۱ ۳۔ دیوان حافظ ص ۲۱۱

۴۔ دیوان حافظ ص ۲۹۹ ۵۔ دیوان حافظ ص ۱۹۹

ان اشعار کو طرقتی و معرفت کا مائد نہیں پیتا یا پاسکتا یہ حافظ
کی ایسی واردات ہیں جو غائبی باترات کی ترجمانی بھی کر رہی ہیں اور داخلی کیفیتاً
کو بھی نمایاں کرتی ہیں یہی وجہ ہے کہ وہ دور شباب کے ضد خواہی ضروری
کھتے ہیں مگر یہ بھکر کہ یہ سب چیزیں تو عمر پر شباب کے مظاہر ہیں۔

حافظ شہد ار عاشق وز زندات و نظر باز

بس طرب عجب لازم آیام شباب است

حافظ عالم مستی میں بھی لعل تباں کے ساتھ بادۂ خوشگوار کو ضروری سمجھتے ہیں وہ ان میں سے کسی کی برائی پر آلودہ نہیں۔

باعیبت کس برزندی وستی نمی کینم

لعل تباں خوش است مئے خوشگوار ہم

جوانی کا دور اپنی تمام سرستوں کے ساتھ گزرا اور اس کے بعد وہ مزاج و شہوت ہوا جب وہ اسرار سلوک سے واقف بنے
اس وقت بھی انہوں نے نقطہ نظر کی تبدیلی کے ساتھ ان کیفیات کا اظہار کیا جو اس نئی دنیا میں قدم رکھنے کے بعد
پیدا ہوتی تھیں۔

بر شتر جام ہم آنگہ نظر توانی کرد

کہ خاک یکدہ کبھی لہر توانی کرد

اس غزل میں حافظ کی قلب باہیت ہو گئی ہے وہ بالکل بدلے ہوئے نظر آ رہے ہیں انہوں نے مندی و سرستی
کی قبائلی سبزیز، ناروی ہے اور ساکنوں کو یاد دہا رہا ہے لیکن یہاں سے ان کی زندگی کا وہ دور شروع ہوتا ہے
جس میں وہ زندگی حیثیت کے گامزن نہیں بلکہ سادگت و شہد طریقت کے روپ میں آہستہ آہستہ چل قدمی کر رہے ہیں
اس تبدیلی کے اوجہ و حافظ اپنی ذہنی فلاح اور طلب ساش سے غافل نہیں ہوتے وہ آخر عمر تک سلاطین کی تلمی
کے کھسوت حاصل کرتے رہے۔ لیکن ان کی تھبہ سرائی کی سطح انوری۔ طہیر قاریانی۔ اور سلمان سارچی وغیر سے
بہت بلند تھی انہیں قصائد کا صلازہ ملتا تو ہکا سا سکونہ تو ضرور کرتے لیکن فقرت اور رجو سے ان کا دل کبھی بواظہار نہ ہوتا
وہ مہی طلب کے طہر پر نہایت لطیف اشارے کر کے فاعوش ہو جاتے اس قطعے سے ان کے حسی طلب کی کھنڈھن ملتی ہے

بیتع خواجہ رساں اے رفیق وقت مشاں

یہ غلو تے کہ درآن اچنی صبا باشد

حافظ کا عمر پر شباب مندی و سرستی میں ضرور بربول ہے لیکن ان کی اس سبزی قصیدیت کو کسی عالم میں نظر انداز نہیں کیا
ہا سکتا کہ ان کا ایسی میلان تبدیلی سے معرفت و حقیقت کی طرف رہا ہے ان کے دل میں کوئی ایسی چنگاری دہنی ہوتی
تھی جو کہ لاسکتی تھی اس کا بچنا ممکن نہ تھا یہی وجہ ہے کہ ان کے کلام میں انما اس سے کہ وہ ظاہری بارہ و دوست کا
مخاس ہو یا سلاطین اور کاروبار وقت کی مدح میں ہوا اس میں عرفان کا ایک تڑپتا چہرہ ضرور مل جاتا ہے۔ اسی سبزی
مخاس کا اثر تھا کہ آخر کار حافظ اس منزل پر پہنچ گئے جہاں انہیں لسان الغیب کا

۱۔ دیوان حافظ ص ۲۰ دیوان حافظ ص ۲۰ دیوان حافظ ص ۲۰

۲۔ دیوان حافظ ص ۲۰

عقب دید گیا حافظہ صحت بھی اس خصوصیت سے خالی نہیں
چنانچہ ان ذرا شاہد کو دیکھئے جو شیخ ابوحنیفہ کے ساتھ رحمتاً پر ایک منزل میں
کبے گئے ہیں۔

یاد باد آنکہ سر کونے قوام منزل بود

دیدہ را روشنی انفاق کس دست حال بود

دو دم بود کہ بے دوست ناشم ہرگز

چراں کر و کہ کسی من و باطن بود

یہ اشار میں حافظہ اپنی ذاتی واردات کی تصویر کشی کرتے تھے وہ اس قسم کے اشارت سے بالکل مختلف معلوم ہوتے تھے
یہ بلاشبہ ایک قسم کا تشویر و شہد ہے لیکن واقعہ یہ ہے کہ جب اس نظریہ کی چنگاری کو لہانی تھی وہ زیادہ تر اسی قسم کی عظمت
پیش کرتے تھے جن میں ان کی ذات نمایاں رہتی تھی۔

جلال الدین لوگ شاہ، محمد شاہ شہزاد کا نہایت مرتبہ امیر تھے اور ان کو ذہانت کے حوالے سے ہر کسی میں ہو گیا تھا اس کا
محمد ذہانت کا بی طریق ہوا حافظہ کی کھڑخڑ میں تو لوگ شاہ کا ذکر ملتا ہے اور اس آغاز سے ملتا ہے جس سے یہ پتا
چلے کہ تو لوگ شاہ بھی عالم عرفان کی دو مجلسوں کا لذت کش تھا ایک مقام پر حافظہ نے اس کے متعلق اشارہ بھی کیا ہے
من سلام نظر اصعب محمد م کو را

مصعب غلامی و سید محمد شافعی

تو لوگ شاہ سے متعلق مدحیہ اشعار میں عرفانی کیفیات کی جھلک بھی پائی جاتی ہے۔

حافظہ ظاہر و خفیہ کی ربا کاری کو قطعی پسند نہ کرتے تھے اور اس پر طنز کرنا ضروری سمجھتے تھے جب اس کا
موضوع آیا تو مصلحتاً اندیش کے پابند رہتے اور نہایت مہیا کی کے ساتھ اپنا فرض ادا کر دیتے تھے۔ شاہ
شہزاد کے زمانہ میں خواجہ عماد ایک مشہور فقیر تھے شاہ شہزادوں سے حدیث تھی خواجہ عماد نے ایک آپ بیتی لکھی
تھی جس میں وقت خواجہ نواز شہزادے نے بھی اس آغاز سے جتنی اور کچھ سرائشی تھی مآلوں پر مشہور ہو گیا تھا کہ خواجہ
نبی نواز شہزادے سے اس زمانہ میں حافظہ نے ایک منزل بھی لکھی ہے یہ وہ شعر بھی تھے۔

شوقی نہاد و امیر ہر چند باز کرد

بنیاد کر بافتل کو مقرر باز کرد

اسے ایک نثری غلام کوش می دیکھا

قرہ مقرر کر چہ سار نماز کرد

کھڑی شہزادے کی بھی ہے اور غلامت کی پاشی بھی شہزادے کی بیعت جگوار ہوئی گا اور اس نے حافظہ کے اسلوب نثر
پر وہ اعتراضات کئے جو پہلے کلمے جاچکے ہیں ان کا جواب حافظہ نے نہایت معقول و اچھا انہوں نے کہا
تھا کہ ان تمام نقائص کے باوجود میری غزلیں دوسرے تک مشہور ہوا کرتی تھیں

۱۵ دیوان حافظہ ص ۲۱۱

۱۶ دیوان حافظہ ص ۱۲۱

بیکر دوسرے شہزادہ کا نام چکر دیواری سے ٹھوکار لوٹ
آتا ہے۔ اسی دوران میں حافظ نے ایک اور نزل بھی جس کا یہ شعر
گر شہمانی ہیں ماستک حساباً فطر دارو
وائے گرد رہتے امروز بود فردائے

مرضی بوٹ میں آگیا شاہ شجاع پہلے ہی سے گذر تھا اس نے اس شعر میں تیا ماستک کے انکار یا شک کا پہلو
کمال کیا۔ حافظ نے نزاکت و وقت کا احساس کرتے ہوئے مولانا زین الدین ایوب کی رائے سے منقطع سے قبل اس
شعر کا اضافہ کر دیا اس طرح وہ دوسرے شخص کا مقولہ بن گیا۔

این شخصم چه خوش آمد که مرگرمی گفت
بر دو میکرة بادف و نئے تر سائے

۱۷۰۰ء میں شاہ شجاع نے شاہ منصور بن محمد بن مظفر کے لئے بگڑ عالی کر دی۔ خواجہ صاحب نے اس کی تحت نشینی پر
بھی غول کی صورت میں تہنیت پیش کی۔

بشیک رایب منصور بادشاہ رسید
نویزنج و ظفر تا بہ مہر و ماہ رسید

منصور کے دورِ فراخی میں تیمور نے شیراز پر حملہ کر دیا اور منصور اس لڑائی کے دوران میں قتل ہو گیا۔

تیمور ۷۵۵ھ میں شیراز میں داخل ہوا۔ حافظ اور تیمور کی جس ملاقات کا حال تذکرہ نگاروں نے لکھا ہے وہ
ظہا اسی سن میں ہوئی دولت شاہ سمرقندی نے ملاقات کا صحیح وقت نہیں لکھا وہ ۷۵۵ء و ۷۵۶ء میں اس ملاقات
کا ہونا ظاہر کرتا ہے۔ اس وقت تیمور دوبارہ شیراز پر حملہ کیا ہے لیکن حافظ اس سے پہلے یعنی ۷۵۵ء میں انتقال کر چکے تھے۔
اسی میں بعض ۷۵۶ء میں ان دونوں کی ملاقات کا کوئی مکان نہیں بتا سکتا کہ عداوت کے مطابق تیمور نہایت انصاف
سے پیش آیا تھا۔ اس نے حافظ سے کہا تھا کہ میں نے سمرقند اور بخارا کو آباد کرنے کی کوشش میں دیا جانے کئے ممالک
کو ویران کر ڈالا ہے اب ایک خالی ہندی پہاں شہر ہے کہ جو میرا وطن ہے، شاعر کے لڑتے ہیں اور بچا کر کہتے ہیں

اگر آن ترک شیرازی بدست آمد خطو مارا

بہ خالی ہندی و شہر کاشم سمرقند و بخارا

علامہ نہایت ہلہ سنج اور حاضر جواب تھے متانت کے ساتھ فرمایا کہ انہیں فضول غریبوں کا نتیجہ ہے کہ فقر و فاقہ
زندگی بسر کر رہا ہوں۔

۱۷۰۰ء میں حافظ کا انتقال ہو گیا۔ ناگہ مصطفیٰ سے تاریخ فطاعت برآمد ہوئی ہے۔ علامہ شبلی کا بیان اشارہ درست
نہیں کہ اس میں ایک سال کی کمی ہے مصطفیٰ جو کو زندگي خبر سزا پتے رہے تھے ان کا مدفن ہے۔ سلطان بابر پہاں
کے دورِ سلطنت میں جو سماقی نے جو صلاحت کے عہدے پر مامور تھا کافی مدد پر موقوف کر کے مقبرہ تعمیر کرا دیا
جس کو حافظیہ سے موسوم کر دیا گیا ہے۔ حافظیہ مرثیہ نام ہے۔ ہفتہ میں ایک روز

۱۷۰۰ء میں حافظ ۳۹۰ء میں دوران حافظ ۳۹۰ء میں دوران حافظ ۳۹۰ء

۳۹۰ء میں دوران حافظ ۳۹۰ء

لوگ ریات کو جاتے ہیں گمانے پکتے ہیں چاہتے نوشی ہوتی ہے۔ میٹرش حضرت شراب بھی پیٹے ہیں اور عافطہ کے نام کی شراب زمین پر گرا دیتے ہیں۔

حافظ کی غزل کا انداز بالکل انفرادی ہے یہ اب دلجو انہیں کے لئے مخصوص ہے ان کے

شعار ایک خاص کیفیت کے آئینہ دار ہوتے ہیں ان کے کلام میں ایک ایسی عکاسی یا اثر لینی جاتی ہے جو دلوں کو اچھا کرتی ہے یعنی ہے انہیں خصوصیات کی بنا پر کلام حافظہ پر جگہ مقبول ہے۔ غیر متعمد یہ سہ ماہی کی جانب تک تاریکی کا ذوق سارا دینا، حافظہ کو بیزیر عہدہ کے پڑھانے کا سہا تھا، اس لیے یہ مذاق کم ہو گیا تو حافظہ کو پڑھنے اور سمجھنے کی غرض سے تراجم کی ضرورت ہونے لگی۔ ماضی قریب میں بعض حضرات نے وقت کے تقاضوں کا خیال کرتے ہوئے دیوان حافظہ کے لہجہ و نثر کو شائع کیے لیکن جس انداز سے ان کی اشاعت ہوئی اس میں وہ حسن اور میعاد تھا جس سے جدید نعتی کی تسکین ہوئی۔ مگس میں سب سے پہلے مولانا سہا حسین صاحب صدر، صدر سرحد پوری دہلی نے نواک کے ذوق کی بلند می کا احترام کرتے ہوئے دیوان حافظہ مترجم کا ایک سیاری نسخہ بازار میں پیش کیا، ترجمہ میں زبان کی سلاست روانی اور اختصار کا لہجہ لکھا گیا ہے اور زائر، غیر ضروری الفاظ کے استمال سے احتراز کیا گیا ہے کوشش کی گئی ہے کہ اصل شریک روح ان کی رواں دواں اور آسان نثر میں منتقل ہو جائے مولانا عربی و فارسی کے سہایت ممتاز عالم ہیں اور بدس و تدریس کا طوطی بھر رہ گئے ہیں انہیں فارسی اور اردو پر پوری قدرت حاصل ہے مشرقی علوم کی روشنی میں ہی سے ان کے ذہن دوام کو متور کرتی رہی ہے وہ کتر پر صلیح کلمہ کے ایک ایسے علمی اور تاریخی خانوادے سے تعلق رکھتے ہیں جس کو قدیم زمانہ سے منصب قضا حاصل رہا ہے ان کے والد حکیم قاضی شہاد حسین صاحب مرحوم نے مولانا کی تعلیم و تربیت پر غیر معمولی اور جہد فرمائی مولانا نے مزبور سلسلہ کو چھپا ہوتے نام کی نام قاضی غلیل الرحمن اور قاضی نور حسین رکھا گیا عربی اور فارسی کی اجتنابی تعلیم کتر پوری میں ہوئی ۱۳۳۷ھ میں انہیں دارالعلوم دیوبند میں داخل کیا گیا۔ ۱۳۴۰ھ تک وہاں تعلیم پاتے رہے۔ مسنونہ فراغت حاصل کرنے کے بعد ۱۳۴۱ھ سے مدرسہ محمدی دہلی میں درس کی خدمات انجام دینا شروع کی اور ۱۳۴۲ھ میں صدر مدرس کے منصب پر پہنچ گئے۔ اگرچہ مولانا عربی علوم میں پوری مہارت حاصل کر چکے تھے لیکن علم کی پیاس نہیں بھی گئی چنانچہ انہوں نے پڑھانے کے ساتھ پڑھنے کا سلسلہ جاری رکھا اور ۱۳۴۲ھ میں الہ آباد سے فاضل دیب کا امتحان دیکر تمام پور ڈیور درجہ اول میں کامیابی حاصل کی پھر ۱۳۴۵ھ میں پنجاب یونیورسٹی سے آنرز این عربک (موسیقی) حاصل کیا اس کا امتحان آئی ایچ آر میں اول نمبر سے اور تقریبی میڈل حاصل کیا۔ اس کے علاوہ مشرقی و مغربی درجہ اول میں پاس کیا اور عربی و فارسی کے دوسرے امتحانات بھی دئے۔ اضعیف اور توجہ کے مشاغل سے فطری دلچسپی تھی ان کی کتاب التوحیدت و عربی کی شہرہ آفاق کتاب سیر مقلقات کی شرح ہے پاکستان ہند کے علمی معلقوں میں کافی مقبول ہے۔ انہوں نے گلستاں، بوستان اور اخلاق حسنی کے تراجم بھی کئے ہیں۔ ان وجہ سے دیوان حافظہ کے ترجمہ میں ان خصوصیات کی موجودگی بہن کا بھی ذکر کیا جا چکا ہے تعجب خیز نہیں۔ بحالت موجودہ مولانا سید دوغلا خانہ میں معاون متولی کے فرائض بھی انجام دے رہے ہیں۔

مولانا سہا حسین صاحب کے دیوان حافظہ مترجم کا پہلا اور دوسرا ایڈیشن مگس میں بہت زیادہ مقبول ہوا ہے۔ اس قبول عام کے پیش نظر سنوں نے ایک قدم اور آگے بڑھایا، ترجمہ اور

ماضی پر نظر ثانی کر کے تیسرا ایڈیشن کسی آئیڈیٹ پر چھپوانے کا اہتمام کیا یہ کام بڑی جلد رفت مرواد کا طالب تھا۔ اسی نسبت سے مصنف کا بار بڑھ رہا تھا۔ مولانا نے عشق نیرو پیشہ کے اس چیلنج کو قبول کیا اور اس ایڈیشن میں انہوں نے لسانی معنیوں کی ان تعلیقات کے ضمن اور مباحث کو پیش نظر رکھا

ہے جو ایران میں حافظ کے متعلق دستور اور غیر دستور شائع ہو رہی ہیں۔ مولانا بھی ذاتی طور پر آٹھ سے دوپہی رکھتے ہیں شاید یہی وجہ ہے کہ انہوں نے ترجمہ کے لئے دیوان حافظ کا انتخاب کیا جو ایران کا بہت بڑا متن دوست اور غنائی شاعر ہے۔ وہ مناظر قسمت پر مہمان چوڑے کا غور کرنے کا غور ہے کہ کتاب کی حسین لہروں سے دل کی دھڑکنوں میں اضافہ کتابے اور مصلحین علمریز چوڑوں سے رواج کو معطر کرتا ہے۔ حافظ کی غزلیہ شاعری کا مجموعہ جس میں عشاق اور مہمان درمناں سے وہ ظاہری خوبصورتی کی عکاسی کریں یا اور لائی خوبصورتی کے زلف اور عساکر تصویر کشی، اس میں حسن کا ایک مخصوص آئینہ کار فرما رہتا ہے۔ مجلسی زندگی میں بھی مولانا کی اس خصوصیت کا اظہار ہوتا رہتا ہے۔ وہ ہدایت میں کہ اسدیلہ سنج ہیں ^{۱۹۶۶} میں صدیوں پہنچنے والے انہیں سڑیکٹ آف آئرن ان پریکٹس میں دیا ہے۔ جس کی تاریخ تقریباً ۱۹۶۶ء ہے:

قاضی سجاد کو خوب آج یہ انعام ملا

حق کے اطاعت و عنایت کا ایک نمونہ ہے یہ

بیرونی میں کہی بے ساختہ تاریخ قمر

محض اللہ کا بکشا ہوا اعزاز ہے یہ

فارسی و زبان ہے جس نے پاکستان ہند پر بڑے خوبصورت نقش و نگار بنائے ہیں اور وہ پر فارسی ہاڑ شہب گہرا ہے جس طرح مفلوں کے ان نقش کو تک کی تہذیب اور کچھ سے کوششیں کیا جا سکتا جو صدیوں تک ابھرتے رہے ہیں۔ اب اس کے جوہر میں سرایت کی جگہ ہے، اسی طرح فارسی کی حلاوت کو اردو سے جدا نہیں کیا جا سکتا۔ اردو کی لیاقتی شہرت اور مقبولیت میں فارسی کا حصہ بہت زیادہ ہے۔ فارسی نہایت معنی پر سلی اور اثر انگیز زبان ہے۔ اس میں مدعا اور صفا نہایت درمناں ہے جو صرف محسوس ہی کی جا سکتی ہے اس زبان کے اضافہ میں بھی بڑی دلچسپی تاثیرات پائی جاتی ہیں۔ یہ کافی مالدار زبان ہے اور لٹریچر کا بہت بڑا ذخیرہ اپنے دامن میں رکھتی ہے۔ فارسی کی بڑی خصوصیت ہے کہ اس میں قوم پرستی اور وطن دوستی کا عنصر نہ ہوتا ہے۔ ایران کی تاریخ سے ظاہر ہے کہ قوم پرستی کا جذبہ پرورد میں وہاں موجود رہا ہے۔ علم آندوں نے بار بار اسے فرغ کیا ہے لیکن ان کے قدم سزمین فارسی پر جتنے نہیں پاتے کسی کسی نوبت پر انہوں نے ملک مکمل سے مانا ہی لیا۔ ایران کے باشندے اپنی حکومت ہی کے سامنے سر جھکانے کے غور میں کسی بیرونی پرچم کے آگے سرنگوں رہنے پسند نہیں کرتے۔ فارسی کتابوں کے تراجم کی وساطت سے جب الوطنی کی یہ شہرہ بھی چین میں آئی تو یہی ہے فارسی لٹریچر کو اردو لیکچر سمیٹانے کا سب سے بڑا قاعدہ بن گیا ہے۔ خاص طور پر حافظ جیسے بین الاقوامی نیکا کی تخلیقات کو اردو میں منتقل کرنا اس لئے جو ضروری ہے کہ وہ مختلف

فروں میں یکہ جہتی اور ہمہ آہنگی کی روح پیدا کرنے کے محرک ہیں وہ صوفی ازم کے علمبردار تھے جس میں سب زیادہ اہمیت انسانیت کو حاصل ہے مذہب ان کے یہاں ثانوی درجہ رکھتا ہے۔

ہمارے ملک میں بیرونی زبانوں کی تعلیم پر کافی توجیہ کی جا رہی ہے۔ فارسی اور عربی کا یوں میں بھی پڑھائی جاتی ہے اور جو لوگ فارسی کا ذوق رکھتے ہیں وہ انفرادی طور پر اس کے لڑکچہ کا مطالعہ کرتے ہیں، ہندوستان ہر ملک سے دوستانہ تعلقات استوار رکھنا چاہتا ہے۔ وہ امن اور دوستی کی بنیاد پر بقائے بائقی کے عقیدہ کا احترام کرتا ہے۔ ایران سے بھی اسی اصول پر ہندوستان کے روابط باہلہ بالکل دوستانہ ہیں۔ ان حالات میں فارسی تراجم کی اہمیت اور اقدار سے مسلم ہے۔ مولانا سمکھو حسین صاحب کو عربی اور فارسی سے گہری دلچسپی ہے۔ ان کی ذات سے یہ توقع بجا نہیں کہ وہ اپنے کام کو نہ صرف جاری رکھیں گے بلکہ اس کی رفتار تیز اور اس کا دائرہ وسیع کر دیں گے۔ اسی کے ساتھ جیسے یہ گہمی یقین ہے کہ دورانِ ماندگاری میں ساری ایڈیشن عام طور پر پست کیا جائے، مجازاً ملک میں اس کا پرورش غیر مقدم ہوگا۔

کوثر چاند پوری

کلام حافظ اور فاضل

نثر

مولانا محمد میاں صاحب قمر دہلوی، مسجد قچوری دہلی

حافظ کا کلام جس طرح رندانِ قدحِ خوار کے لئے سرستی اور خوش میثی کا ذریعہ ہے۔ اسی طرح ہمیشہ سے اہلِ باطن بھی اس سے استفادہ کے قائل رہے ہیں۔ اہلِ مصفا کی مجلسِ حافظ کے زمرہوں سے گونجتی رہی ہیں ان پر حافظ کے اشعار سے وجدِ حال کی کیفیتیں طاری ہوتی رہی ہیں۔

ایک بہت بڑا طبقہ ہے جو اپنی جہوں اور پیش آنے والے واقعات میں حافظ کے کلام سے خیال نکال کر اپنے قلب کو مطمئن کرتا رہا ہے اور حافظ کی صد کو ایک غیبی آواز یقین کر کے اپنے کاموں کی اس کو بنیاد بنانا رہا ہے اور حافظ و کلام حافظ کو انسانِ انیسب کا درجہ دیتا رہا ہے تیوری بادشاہ اپنی تمام جہوں میں دیوانِ حافظ سے راہنمائی حاصل کرتے رہے ہیں۔ ہمایوں، اکبر اور جہانگیر کی نہیں بلکہ عالمگیری دیوانِ حافظ سے خیال لے کر پیش قدمیاں کرتا رہا ہے۔

حافظ کے تذکرہ نگاروں نے ایسے سینکڑوں واقعات نقل کئے ہیں جن سے خیال نکالنے والوں کو حافظ کے کلام سے حیرت و تعجب کا اشارہ حاصل ہوتے ہیں۔ ہم ان میں سے کچھ واقعات نقل کرتے ہیں۔

تذکرہ حسینی میں مذکور ہے (۱) ایک شخص کا لڑکا گم ہو گیا تھا کاش اور جستجو کی گئی لیکن لڑکے کا کچھ پتہ نہ چلا اس نے دیوانِ حافظ سے خیال نکالی تو یہ شعر سامنے آیا ہے

فاش سب کویم و از گفت خود در شام بندہ عتقم دازم دروچہاں آنا دم

اس شعر میں جو اشارہ تھا وہ نہ سمجھ سکا کچھ عرصہ بعد اس کو اس کا لڑکا ایک خانقاہ میں فقیر لڑکے میں ملا اس نے اپنے لڑکے سے احوال دریافت کئے تو اس نے بتایا کہ میں نے فرقہ زاراں اختیار کر لیا ہے اور میں شاہِ عشق اللہ کامریہ ہو گیا ہوں۔ اس نے شاہِ عشق اللہ سے درخواست کی انہوں نے اس لڑکے کو باپ کے محلے کی کتاب اس پر دیوانِ حافظ کے شعر کا مطلب واضح ہوا۔

(۲) مولوی احمد رضا کو اپنے ایک شاگرد جیاد خان سے بہت محبت تھی بنیاد خان کی چاری پر مولوی

صاحب نے خیال نکالی تو یہ شعر نکلا

اکو دادیم دل و دیدہ بطوفانِ بلا

گر بیاسیلِ حم و خفا نہ زیناد ہر

دوسرے ہی روز بنیاد خان کا انتقال ہو گیا۔

(۳) ایک شعر کا معنی قیہ تھا اس نے دیوانِ حافظ

سے خال نکالی تو یہ مصرع سامنے آیا ہے
کہ دم بہت مکر و زبند آزادست
اسی روز اس کا بھائی قید سے رہائی پا کر گھر آیا۔

(۳) ہجرتوں بادشاہ نے جب ایرانی فرج لے کر ہندوستان پر حملہ کارواہ کیا تو دیوان
حافظ سے خال نکالی یہ شعر سامنے آیا ہے

عزیز مصر برنجم برادرانِ فیروز ز قہر چاہ برآمد براوج ماہ رسید
تاریخ دان صاحبان جانے ہیں کہ اس حمل میں سب بھائیوں کو شکست دیکر وہ ہندوستان پر قابض ہوا۔

(۵) جہانگیر کنگال کی ہم چار ہجرتوں دیوان حافظ سے خال نکالی تو یہ شعر سامنے آیا ہے
خوردہ ام تیر نظر بادہ تہا برست دست و در بند کر تہ کشی جزا منغم

اس ہم میں عثمان جو کہ بالمقابل تنہا کی پیشانی پر تیر لگا اور وہ مر گیا اور جہانگیر کنگال پر قابض ہو گیا۔
(۶) جہانگیر، اکبر کی نانا مہلی کی وجہ سے الہ آباد میں مقیم تھا اور اگرہ کا سفر کرنے میں متروک تھا دیوان
حافظ سے خال لی تو یہ غزل برآمد ہوئی ہے

چرانہ در پئے عزم و یار خود باشم چرانہ خاک رو کوئے یار خود باشم

اگرہ پر چھا آپ کے ملائقت استوار ہوئے۔ چند روز بعد اکبر کی وفات ہوئی اور جہانگیر تخت و تاج کا وارث بنا۔
دعا شاہان صفویہ میں کا شاہ عباس ثانی تیر پر شکست کھیلا اور کہہ کر ہجرتوں دیوان حافظ سے خال لی

تو یہ شعر آمد ہوا ہے

وقایع و ہارس رفتی پشیم غمخس حافظ بیا کہ فرت بندار وقت تبریز است

تاریخ شاہد ہے کہ شاہ عباس نے اس ہم میں تیر پر فتح کر لیا۔

(۸) اس سلسلہ میں حافظ کی نناز جنازہ ماہ تدفین کا بھی دلچسپ واقعہ ہے حافظ کے انتقال کے بعد
ان کے مخالفین نے کچھ شرور و غر فکایا نناز جنازہ ماہ تدفین کے ہرستان میں دن کی مخالفت شروع کر دی۔ سلاوی
عقائد کے سلسلہ میں ان کا کلام زیر بحث آیا تو سب سے پہلے یہ شعر سامنے آیا ہے

قدم درین مدار از جنازہ حافظ کر گمہ خرق گناہ است میر و رو بہ پشت

اس پر اتفاق رائے نناز جنازہ ہوئی اور جنازہ خاک مصعب کی سپرد کر دی گئی۔

(۹) سلطنت صفویہ کا بانی شاہ اسماعیل جس نے شیبہ کو ایران کا مذہب قرار دیا تھا اور سنی
بزرگوں کے مقبروں کو ڈھانے کا بھی حکم جاری کر دیا تھا۔ ایک روز ایک شیعہ عالم ملائیس کے ساتھ خواجہ حافظ
کے دربار کے پاس سے گزر ملائیس نے خواجہ حافظ کے منار کو سہا کر کے لے کر شاعر دیا تو شاہ اسماعیل نے دیوان
حافظ سے خال نکالی تو یہ شعر نکلا ہے

جزا سحر خداد مسائل برابر م یعنی غلام شاہم و سگند بنوم

شاہ اسماعیل نے اس شعر کا مطلب یہ لیا کہ حافظ اس کا تاج اور فریاد
ہے ملائیس کے مزید اصرار پر اس نے دوبارہ خال نکالی تو حسب ذیل
شعر آمد ہوا ہے

اسے کس حضرت سے سرخ نہ جو انکے دست

مرض خود میری دوزخ با سیداری

دوا فتح علی سلطان ایک نیکیت میں فرجان تھا۔ خواجہ حافظ کے

مزار کے پاس پہنچا اور فال نکالی تو یہ شعر نکلا

سرست ہاتھ سے زرا نشانہ گزری ایک بوسہ نذر حافظ پشینہ پر سٹس کن

فتح علی نے کہا کہ ایک بار تیرا جگر دو بار بوسہ دوں گا لیکن بوسہ دو یا اور دانی ہو گا مانگے ہفت کپڑے

مزار پر پہنچا اور فال نکالی تو یہ شعر نکلا ہوا ہے

گفتہ پوری کر شوم سے درد ہست و بیم و دردہ از درد بشد و ماند دو دویم و نیک

فتح علی نے پھر کہا کہ میں دو بوسے نہیں بلکہ تین بوسے دوں گا اور پھر تیرے دسے چلا گیا۔ تیسری بار جب

خواجہ صاحب کے مزار پر پہنچا اور فال نکالی تو یہ شعر برآمد ہوا ہے

سہرہ کر دہبت کردہ محالہ من اگر ادا نہ کنی رام داریں باشی

فتح علی اپنی جگہ سے اٹھا اور بے اختیار بے درہے مزار کو بوسے دئے۔

دو دفعہ حافظ سے فال نکالنے کے مختلف طریقے رائج رہے ہیں۔ بعض صاحبان بسم اللہ پڑھ کر

دو دفعہ حافظ کو کہتے ہیں۔ اور پھر کسی شعر پڑھ کر رکھ کر اس شعر کے مطلب سے فال نکالتے ہیں۔

بعض صاحبان دروازے حافظ کو کھڑکھڑائیں منے کے ساتریں شعر سے فال لیتے ہیں۔

بعض صاحبان نے فال نکالنے کی مسجد ذیل حدیث میں تمیز کی ہیں۔ جسے فال نکالنے کا طریقہ ہے۔

فال نکالنے کا طریقہ

جب فال نکالنے کا ارادہ ہو، پہلے معلوم کریں کہ وہی یا استد کے چار پہلوں میں سے کونسا پہرے

دلت اور دکن کے آتشیں پہرے کی حد میں آگ آگ دینی ہے یا پھر شمال کی حد میں آگ کر پہلے یا جنوب

کا رخ پڑھ کر خواجہ حافظ کو روح کے لئے ایصال کرنا ہے۔ پھر سورت فاتحہ ایک بار پڑھ کر بعد از ان بسم اللہ پڑھ کر

دو رو شریف سات سات بار پڑھیں یا وہ اپنے مقصد کا خیال کر کے اس حدوں کے کسی خانہ میں آگ کر کہیں اور

اس خانہ میں جو صفت ہوا اس کو تک کا قدر پکھڑیں پکھڑیں ہوتے حرف کے طالعہ دانی سے دائیں اچھے صوف

پھڑلے کے لئے اس حدوں کے اور کھنا ہاتھ صورت گن کر لاکھوت بھی اس کا قدر پہلے پکھڑے ہوتے

طرف کی برابر دائیں طرف کھینچیں جب سطر مڑے ہوتے تو اس سے اور دانی سطر میں بائیں سے دائیں بھی عمل

کریں پھر انگ کے ستر اور دانی (دہلی) سطر پہنچ جائیں۔ اگر اس سطر میں کچھ خالص ایچھے ہی جائیں جو حساب

میں نہ آئے ہوں تو انہیں چھوڑ دیں۔

پھر اس کے بعد جس حد میں آگ رکھی تھی اس سے آگے دائیں سے

بائیں یا بائیں طرف صفت گن کر کا قدر پکھڑے پکھڑے صوف کی سطر

میں بائیں طرف کھینچتے جائیں جب سطر مڑے ہو جائے تو اس سے

اگلی سطر والی سطر میں سے گن لے

اور کاغذ پر لکھتے جاتیں یہاں تک کہ سب سے نیچے
والی آخری سطر پہنچ جاتیں۔ اگر اس سطر میں کچھ حروف نامک
جاتیں جو حساب میں نہ آتیں تو انہیں بھی چھوڑ دیں۔
اب ان حروف کو جو مذکورہ طریقہ سے کاغذ پر جمع کئے ہیں، ملا کر دیکھیں تو ضرور
ماٹھ میں سے کسی حرف کے مطلع کا پہلا مصرع بن گیا ہوگا۔ پھر اس مصرع کو دیوانِ حافظ میں تلاش کر کے اس کے
ترجے اور مضبوطی سے پنا منظر لکھائیں۔

مثال

دست کی جدولوں میں سے پہلے ہر کی جدول میں حرف ج پر اٹھلی رکھی۔ جو اوپر سے نیچے
ساتویں سطر میں ہے اس ج کو لنگ کاغذ پر لکھ لیا۔ پھر اس جدول کے اوپر رکھی ہوئی چارٹ کے مطابق ج کے
ملاوہ سات حرف جاتیں سے دائیں چھوڑ کر اگلا حرف ن کاغذ پر لکھے ہوئے ج کی دائیں طرف بڑھا دیا۔ اسی
طرح اوپر والی سطروں میں سے جاتیں سے دائیں سات سات حرف چھوڑ کر اگلا حرف کاغذ پر دائیں طرف
بڑھاتے رہے یہاں تک کہ سب سے اوپر والی سطر میں اب تک پہنچ گئے۔ باقی چار حرف چونکہ حساب میں نہیں
آتے اس لئے انہیں چھوڑ دیا۔

پھر اسی طرح دس ج سے آگے جس پر اٹھلی رکھی تھی (دائیں سے دائیں سات سات حرف
چھوڑ کر اگلا حرف کاغذ پر لکھے ہوئے حرف کی دائیں طرف بڑھاتے رہے یہاں تک کہ سب سے نیچے والی سطر
میں پہلے سب تک پہنچ گئے۔ جس کے بعد تین حرف بچے جو حساب میں نہ آئے کیونکہ ج سے چھوڑ دئے۔ تو کل ڈھٹ
حساب ذیل ہوئے۔

ب ا غ ب ان گ ر پ ن ج ر ذ ی ص ح ب ت گ ل ب ا ہ ی د
ش جنے یہ مصرع بن گیا۔ ظ
باغبان گر پنج روزی صحبت گل با پیدش

نوٹ

وہ وقت جس میں رات اور دن ملتے ہیں۔ اور اُس وقت کو دن کہہ سکتے ہیں نہ رات۔ ایسے
وقت کی جدول بھی علیحدہ ہے جو رات اور دن کی اٹھوں جدولوں کے بعد صبح لگتی ہے۔
اس علم میں چونکہ جزء اضافت کو مستقل حرف تسلیم نہیں کیا گیا ہے اس لئے جو مصرع برآمد
ہو گا اس میں جزء اضافت نہیں ہوگا۔ لیکن پڑھنے میں اگر ایسا جزء ادا نہیں کیا گیا تو نہ صرف وزن شعر
غلا چوگا بلکہ شعر کے صحیح مفہوم تک رسائی بھی مشکل ہو جائے گی نیز الف
مقصودہ کی صورت میں برآمد ہوگا۔

دن کے پہلے پہر کی جدول ۱
اس میں سات سٹک حروف چھوڑ کر اگلا حرف لیا جائیگا۔

۱۳	۱۲	۱۱	۱۰	۹	۸	۷	۶	۵	۴	۳	۲	۱	
ا	ی	ن	و	ح	ج	و	د	ا	م	د	ر	ر	۱
ک	س	ن	ت	ن	ق	م	ز	و	و	ق	و	ر	۲
د	ا	ک	ا	ر	ت	ا	ر	ا	ی	ر	ک	ر	۳
پ	ی	ت	ی	ز	م	خ	ہ	ی	ا	ر	ر	ر	۴
ت	ک	ی	ک	ی	ا	ل	س	ع	ی	ع	ن	ج	۵
ت	ش	ش	ت	ت	ک	ہ	س	م	ہ	س	ہ	ج	۶
ی	ا	م	ح	ر	د	د	ا	ر	د	ر	ص	د	۷
ع	ن	ل	ل	ی	ج	ا	پ	ا	ر	ر	و	ا	۸
د	ر	ا	ع	ر	ا	ی	و	ا	ر	ر	ر	ر	۹
ک	ا	ک	ق	ن	ی	س	د	ہ	ن	و	ن	و	۱۰
ر	ی	پ	س	س	ر	ع	و	و	د	د	ن	و	۱۱
ی	ک	ی	ک	م	پ	ر	ک	ر	ت	ا	پ	ا	۱۲
د	پ	ا	ا	ر	ا	م	ر	م	ہ	ت	ہ	ی	۱۳
و	ا	د	ہ	و	ا	س	ر	ت	ر	ل	ل	ل	۱۴
ا	ر	ا	ی	ا	ی	ی	پ	ب	ا	ج	ل	ل	۱۵
ت	ی	ت	و	ر	د	ی	س	م	ن	د	ت	ت	۱۶

۱۲	۱۱	۱۰	۹	۸	۷	۶	۵	۴	۳	۲	۱	
پ	ح	ی	ی	ہ	س	پ	ز	س	ع	ا	ز	۱
س	ر	ح	ق	ا	ا	ر	د	د	ی	ا	ن	۲
س	پ	و	و	ت	ت	ج	ج	ی	ل	ع	ع	۳
پ	ل	ل	م	ن	ت	ل	ص	ل	د	م	م	۴
ل	و	و	ز	ر	ل	ت	و	ح	ہ	و	و	۵
ی	ا	ا	ک	ی	پ	م	پ	ا	ب	ا	و	۶
ہ	پ	پ	ل	ر	ر	ن	ر	ا	ی	ک	ک	۷
ر	ا	د	ی	ک	ا	پ	ل	و	س	و	ی	۸
ی	ع	ی	ا	ن	ی	ق	م	ت	ہ	ر	م	۹
ر	ر	س	ض	ض	پ	ا	ت	ت	ا	ی	۱۰	
ی	ض	م	ل	ب	و	ر	ر	د	ی	ک	۱۱	
ر	ب	و	ز	ج	ا	د	ر	خ	ا	ز	۱۲	
ر	ی	م	ی	ن	ا	د	ا	ا	ر	ا	۱۳	
ا	ب	ع	و	د	ر	س	ا	ا	د	۱۴		

دن کے دوسرے پہر کی جدول ۲
اس میں چھ حروف چھوڑ کر اگلا حرف لیا جائیگا۔

دن کے تیسرے پہر کی جدول ہے
اس میں چھ حرف چھوڑ کر اگلا حرف لیا جائیگا

۱۲	۱۱	۱۰	۹	۸	۷	۶	۵	۴	۳	۲	۱	
ر	ح	ی	ا	د	ا	ک	ش	س	ا	ب	ا	۱
ی	ہ	ر	د	ب	ا	ر	پ	ر	ش	ی	ل	۲
ت	ا	ح	ل	ہ	ک	ا	ف	ل	ن	ب	ز	۳
ش	ل	ت	ی	ف	م	ک	ی	ع	ا	پ	گ	۴
ح	ج	د	ہ	ا	م	ف	ک	ع	ت	ب	ر	۵
م	م	د	ج	و	ی	ا	ر	ر	ز	ی	ش	۶
ہ	د	و	م	و	ہ	ی	ا	م	ر	پ	ت	۷
م	س	ہ	ا	د	ز	ی	س	ر	ع	پ	ک	۸
ا	د	ح	ج	ق	ی	ہ	ر	ن	ہ	ا	ن	۹
ا	ا	ک	ب	م	م	گ	د	ی	ج	ی	د	۱۰
ع	ن	ن	ف	م	ن	ل	ی	ی	ی	ی	ر	۱۱
ی	ک	ل	د	ذ	ا	ہ	د	ا	ی	ا	ب	۱۲
ی	ر	ا	ر	ب	ک	ت	و	و	ر	ا	ن	۱۳
ی	و	ن	ش	ک	م	ہ	ع	ک	ی	ل	۱۴	

۱۱	۱۰	۹	۸	۷	۶	۵	۴	۳	۲	۱	
م	ن	ع	ی	ص	م	ح	ش	ع	پ	ا	۱
و	ا	ر	ع	د	م	ہ	ن	ب	ز	ط	۲
ا	ر	ن	ک	ر	ب	ع	ذ	ت	ا	د	۳
ش	ش	ت	ب	ر	د	ک	ل	ع	ہ	س	۴
ن	ا	ن	د	گ	م	ہ	ز	ی	ح	ہ	۵
ت	ا	ن	ی	ل	ر	د	ف	م	م	ن	۶
پ	د	ہ	د	ن	ز	س	ت	ک	ا	۷	
م	ع	م	ن	ی	ی	پ	و	ت	ع	۸	
ہ	م	م	ر	م	م	ی	ر	د	ر	۹	
ت	ا	ب	س	س	ی	و	ن	ب	ہ	۱۰	
ا	ک	ر	ا	م	ر	ط	ر	ت	د	۱۱	
م	ہ	و	ی	ب	و	س	ا	ق	ب	۱۲	
ا	ج	ا	ک	ہ	ا	ص	ح	ش	ش	۱۳	
د	و	د	ل	ن	ل	ن	م	ا	ا	۱۴	

دن کے چوتھے پہر کی جدول ہے
اس میں چھ حرف چھوڑ کر اگلا حرف لیا جائیگا

رات کے پہلے پہر کی جدول ہے
اس میں ساٹھ ساٹھ حروف چھوڑ کر اگلا حرف لیا جائیگا

۱۳	۱۲	۱۱	۱۰	۹	۸	۷	۶	۵	۴	۳	۲	۱	
ا	ا	و	ی	و	ی	د	ن	د	ب	ر	م	ن	۱
د	ہ	ر	م	ت	ج	ن	ز	س	ب	ا	ا	ک	۲
ک	د	ا	ک	ی	ز	ا	پ	ن	ب	ا	ی	ع	۳
ج	س	ا	س	ن	ل	ن	ل	د	ہ	م	ا	ر	۴
د	و	ن	ن	ر	ت	ن	ز	ا	ن	ا	ک	گ	۵
ک	و	ن	م	ر	ر	گ	ہ	پ	پ	د	گ	ت	۶
ن	ن	ق	ن	ج	و	ع	ج	ن	ا	ن	ل	م	۷
د	ن	ن	م	د	ت	ک	ت	ن	ن	ی	ر	ر	۸
ی	و	د	و	م	ن	د	ا	ج	ز	ع	ر	و	۹
ہ	ز	د	ر	ک	ص	ل	ز	ت	ا	ک	ا	د	۱۰
ر	ن	ر	پ	ن	ر	ج	ر	ع	ج	ا	ق	د	۱۱
ر	ا	ن	ا	پ	پ	م	ت	ا	ی	ت	و	ن	۱۲
ل	د	ر	ر	ل	م	ن	ت	د	پ	ر	ز	ہ	۱۳
پ	ا	ک	پ	پ	ی	ک	ی	و	ک	ی	د	گ	۱۴
ر	ا	م	ی	پ	ی	ن	ی	د	ی	ا	پ	ش	۱۵
ن	ہ	ن	ن	د	م	ی	ن	د	ی	د	ی	ن	۱۶

۱۳	۱۲	۱۱	۱۰	۹	۸	۷	۶	۵	۴	۳	۲	۱	
ی	پ	ر	ر	ی	ا	ہ	ن	م	د	م	ا	ا	۱
ر	پ	ر	ز	ا	س	ا	ج	ا	ج	ا	گ	ز	۲
ر	ک	د	ک	ک	ا	ا	ت	پ	ر	ت	د	د	۳
م	ر	ج	ا	و	و	ن	س	س	س	پ	ط	م	۴
م	م	ر	ر	ت	ا	ن	و	ج	م	ع	ی	ج	۵
ر	ی	پ	ا	ک	ن	ج	و	و	و	م	ز	م	۶
ن	م	ن	س	ن	ج	ا	ت	ر	ا	م	ا	ج	۷
س	و	و	ج	و	ی	و	ت	ن	ن	ر	ر	ر	۸
ج	ر	ن	ر	ن	ر	م	ن	ن	ن	م	ک	ہ	۹
ر	م	ل	د	ت	ج	ع	ا	ن	ا	ن	پ	ز	۱۰
م	ت	ا	و	ا	و	ن	ت	ن	ا	ل	ن	ا	۱۱
پ	ا	پ	ل	و	و	ی	ی	ی	ہ	ج	ا	ج	۱۲
ا	ص	ل	ل	ی	ی	ی	ی	د	و	ہ	ج	ح	۱۳
ل	ن	ق	م	م	و	ا	ا	ا	ا	ا	ا	ن	۱۴

رات کے دوسرے پہر کی جدول ہے
اس میں پندرہ حروف چھوڑ کر اگلا حرف لیا جائیگا

زات کے تیسرے پہر کی جدول ہے

اس میں پندرہ حرفوں چھوڑ کر اگلا حرف لیا جاتے گا۔

۱۴	۱۱	۱۰	۹	۸	۷	۶	۵	۴	۳	۲	۱	
ن	ہ	ر	ز	ا	پ	م	ج	ک	م	ج	ا	۱
ہ	ہ	ح	د	ع	م	ق	ج	ی	و	ج	ل	۲
و	ج	ر	ا	م	و	م	و	ذ	و	خ	ا	۳
ی	پ	ی	ت	ل	ر	ہ	ر	ت	ی	ن	ص	۴
ہ	د	و	ک	ج	ز	ک	ا	ت	ا	و	د	۵
و	ج	ک	ل	ا	ز	ک	ل	و	ک	ی	۶	۶
ر	د	ت	ل	ک	ل	ا	ن	س	ر	س	ز	۷
و	ت	ا	س	م	ی	ا	ت	ت	ف	ا	ز	۸
ر	ج	س	م	ج	ع	ق	ک	ن	ن	ن	ن	۹
ا	ر	ا	خ	م	ہ	ا	ت	ی	ہ	ی	و	۱۰
م	ی	م	د	پ	ی	ن	ر	ہ	ی	ن	ن	۱۱
ج	ک	خ	ا	ا	پ	ہ	ر	ر	ن	د	ن	۱۲
ز	ا	پ	ا	و	ا	ی	ر	ر	ر	ن	ن	۱۳
ش	س	ز	ی	م	م	ی	پ	ا	ن	ر	ن	۱۴

۱۱	۱۰	۹	۸	۷	۶	۵	۴	۳	۲	۱		
ی	ی	ر	ی	س	د	پ	ا	ا	د	و	ا	۱
ا	ا	د	ر	د	ن	ا	د	ت	ر	س	ن	۲
ا	پ	ر	ل	ر	ر	م	ی	ل	و	ل	ز	۳
ر	د	پ	ز	ذ	ک	ج	پ	ن	ہ	ا	ا	۴
ا	ل	ی	م	ت	م	د	ی	ا	و	س	ن	۵
ن	ح	س	خ	ر	ع	م	س	د	ی	ل	ر	۶
ی	ت	ا	ق	س	س	ر	س	ن	ل	ن	س	۷
ذ	ن	ت	پ	و	و	م	ک	ع	ن	و	ن	۸
س	م	ر	ح	ا	ز	ی	و	و	د	ت	ا	۹
ت	ی	س	ج	و	ا	م	ل	ر	ہ	ت	۱۰	۱۰
ی	ن	م	ن	پ	ن	ت	ل	ک	ہ	ا	۱۱	۱۱
ی	ی	ی	و	د	ا	ج	ن	ذ	م	ک	۱۲	۱۲
ک	ہ	س	ز	ن	د	ک	م	ل	و	ل	۱۳	۱۳
د	م	م	ی	ن	د	م	ق	ن	ل	ن	۱۴	۱۴

زات کے چوتھے پہر کی جدول ہے

اس میں گھٹے جانے والے حرف کے علاوہ پندرہ حرف چھوڑ کر اگلا حرف

لیا جاتے گا۔

زات اور دن کی مشترک جدول ۹

اس میں، لکھے ہوئے حرف کے علاوہ چھ حروف چھوڑ کر آٹھ حرف لکھا جائیگا۔

۱۴	۱۳	۱۲	۱۱	۱۰	۹	۸	۷	۶	۵	۴	۳	۲	۱	
و	ن	ر	ل	ی	ر	و	ر	ک	د	پ	م	ت	ی	۱
ر	گ	ت	ل	م	م	ز	ف	ا	ز	ب	خ	ک	س	۲
ر	پ	و	پ	خ	ج	ا	ا	ا	د	ی	ن	ن	گ	۳
ش	پ	ت	گ	ش	ن	ش	و	ی	و	س	و	و	گ	۴
ک	ی	ل	پ	ی	ع	د	د	ی	ا	گ	م	ج	ت	۵
د	ی	ش	ش	خ	م	د	پ	ن	پ	ی	ن	ر	پ	۶
م	و	ن	ش	ک	ک	ر	ا	د	د	ی	و	ز	ش	۷
خ	پ	ن	ن	ن	ن	د	ی	ط	ک	ر	ا	ی	ی	۸
ن	ش	ا	و	ر	ر	ا	ک	ع	ک	گ	د	ب	گ	۹
خ	ر	م	د	ر	ک	ع	ع	ع	م	ر	س	د	ن	۱۰
م	ی	ب	ق	پ	ک	د	ن	و	ل	ا	ا	ا	ا	۱۱
م	ر	ا	ر	م	ب	م	ا	ت	پ	ا	ل	خ	۱۲	
ک	خ	ا	ا	ر	ک	ی	خ	ی	ر	ی	د	م	۱۳	
م	ش	ت	ت	د	د	ن	ر	و	ن	م	ن	د	۱۴	



کہ عشق آسان نمود اول و لے اقاد مشکلها
 کیونکہ ابتدا عشق آسان نظر آیا لیکن مشکلین آن پدید
 ز تاب جعد مشکینش چرخوں قناد در داما
 اس کے مشکین گنگد انوں کی مشکیں کیوں سے دروں پر گم نظر خون پڑا
 کہ سالکت سحر نمود ز راه و رسم منزلها
 اس لیے کہ سالک سحر کی رسم دہ سے بھر نہیں ہوتا ہے
 جرس فریادی دارد کہ بر بندید محلها
 تھڑا اعلان کر رہے ہے کہ کچھ ایسے جس کو
 کجا واندر حال ماسکسا ان ساحلها
 ساحلوں کے لیے فکر ہے ہوا حال کب کچھ کہتے ہیں؟
 نہاں کے ماند آن رائے کے زوسان مغلها
 وہ راز کب چھپ سکتا ہے جس سے مخفی گرم ہیں؟

أَلَا يَا أَيُّهَا السَّاقِي اذْكُرْ كَأَسْوَأَ مَا وُلِّهَا
 اگھا دے ساقی جیسے کا در جلاد اور وہ شے
 بیوشے نافہ کا خرصہ ازل طرہ کب شاید
 اس ناز کی ہلک تھم جو تیرہ صدمہ اسرا سے کوئی
 کے سجادہ رنگیں کن گرت پر مغال گوید
 اگر کچھ پر مغال کہے تو اصل حساب تھے تھنے
 مراد منزل خانان چہ امین عیش و ہم
 کچھ محبوب کے پڑاؤ میں کیا امن و عیش؟ جبکہ ہر دم
 شب تاریک و بی موج و در دا چندین بل
 اندھیری رات اور موج کا خوف اندر ایسا خوفناک سمجھو
 ہمہ کارم ز خود کامی بہ بدنامی کشید آخر
 خود فرضی کیوں سے ہرے تاہم کام انجام میں بدنامی پر پہنچے

حضورِ گرامی خواہی از وغائب شو حافظ

لے حافظ تو حضوری چاہتا ہے تو اس سے غائب نہ ہو
 مَنِّي مَا تَنْتَوِي مَنْ تَهْوِي وَيَعِ الدُّنْيَا وَآفِيهَا
 جس تری مری سے ہمتاں ہو دنیا کو تھوڑو درسا کر کے کہے

آرمئے خوبی از حیا و زرخندان شما
 لبس لای آبرو و تہاری غمخیزی کے گڑھے سے ہے
 باز گردو یا برآید صیبت فرمان شما
 تہا رکابا مگر ہے وہ دھنل آئے یا لوٹ جائے
 خاطر مجموعہ ماز لعل پریشان شما
 ہمارے معین دل، اور تہاری پریشان زلف
 پر کہ لغو و شند مستوری بستان شما
 بہتر ہے کہ برسانی تہا ہے ستوں کے ہاتھ بچا دیں
 زانگہ زرد زردیدہ آئے یعنی زرخندان شما
 اس کے کہ تہا ہے دوستے نہ کھولہ ہاں پر لٹائے
 لو کہ بوئے بشنوم از خاک بستان شما
 شاہ تہا ہے باغ کاغ کی کہ خوشبو سرنگہ سے
 زینہار لے دوستاں ہاں من جان شما
 مزور سے دوسترا تہاں میری تہا تہا جان کہ تہا

اے فرقیغ ماہ حسن از روی زرخندان شما
 اے دیکھ حسن کے چاند کی رونق تہا ہے روتہ رونق سے ہے
 عزیزم دیدار تو دار جان بر لب آمدہ
 ہر تہاں پر آتی ہوتی جان تہا ہے دیدار کا اندازہ رکھتی ہے
 کے در دست این غرض ہاں کہ بہر تہاں شونہ
 اے غمخیزہ نصیب کب حاصل ہوگا کہ اگلے ہر صبا آئے؟
 کس بد و بر زنگت طرے نبت از عافیت
 تہاں زنگ کے دور میں کسی کو چین نصیب نہ ہوا
 بخت خواب آلود ماییدار خواهد شد مگر
 شاید: ہمارا سو یا ہوا نصیب ہاگ اٹھے
 با صبا ہمراہ لغو فرست از رخت گلہ ستہ
 اپنے زینہ کا ایک گلہ ستہ ہاں کے ساتھ بھیج دو
 دل خرابی می کند دلدار را آگہ کنید
 دل خرابی پیدا کرے اگر ہے محبوب کو آگاہ کر دو

لبس لای کسی کو مہربانی
 مہربانی کی وجہ سے
 عزت حاصل ہوتی ہے۔
 سہ دل میں بھی جب
 ہی حاصل ہوگی
 جب پریشان غمخیزی کا
 وصل مستور ہو جائے
 سہستان سے
 مہربانی کی آغوشیں
 مراد ہیں یعنی زہر
 ان پر تہاں تہا
 جائے۔
 سہ چمک دار چیز کو



گر تہا جام مانند پر سے پدوران شما
 اگر تہا سے دور میں ہاں ایلادہ شہزادہ پر تہا ہاں
 کاے مبرحق ناشناساں گئے میدان شما
 کہ سے حق ناشناساں کا سر تہا سے میدان کی گیند سے
 بندہ شاہ شما ہم و شنا خوان شما
 ہم تہا سے بادشاہ کے غلام اور تہا سے ملاح ہیں
 کا اندر میں رہ کشتہ بہ تہا بند قرباں شما
 اس لئے کہ اس بات سے ہم تہا پر قرباں منتقل بہت ہی
 مآب جو تہا ہو کر دوں خاک ایوان شما
 تاکہ تہاں کی طرح تہا سے مملکت کی تہا کہ تہا سے دون

گم تاں با داور ازے ساقیان بزم جم
 ہر تہا کی عقل کے ساتھ تہا ہی غمخیزاں سے
 اے صبا یا ساکتان شہم پرودا نا بلکو
 اے سلوینڈ کے ساکن کو تہا سے ہاں سے کہ سے ق
 گر تہا دور مگر از بسا ط قرب بہت دور نیست
 اگر تہا قرب کی بات سے ہم دور ہیں، تو تہا دور نہیں ہے
 دور دار از خاک و خون دامن چور با گدیزی
 جب ہم پر سے گذر دامن کو خاک اندازن سے دور رکھو
 اے شہنشاہ بلند اختر خدرا تہا
 اے بلند اختر بادشاہ! خدا کے لئے تہا تہا

سہ پور، پور کا مضمون
 سہ پور کا مضمون
 سہ پور کا مضمون
 سہ پور کا مضمون
 سہ پور کا مضمون
 سہ پور کا مضمون
 سہ پور کا مضمون
 سہ پور کا مضمون
 سہ پور کا مضمون
 سہ پور کا مضمون

می کند حافظ دعائے بشنوا میںے جو
 حافظ دعا کرتا ہے، سنو، اور آئین کبر
 رونے مابا دعل شکر افشان شما
 تہا شکر بخیرنے والا ہونٹ، ہمارا گدزی ہو

بخال چندوش بختم سمرقند و بخارا
 تہاں کے دل میں بھی کبھی میں سمرقند و بخارا
 کتا را پر کتا باد و گلگشت مصلی را
 کتا باد کی ہر کتا سدا، اور مصلی کی سیرگاہ

اگر آں ترک شیرازی بہت آرد دل ہارا
 اگر وہ شیرازی مشوق، ہمارا دل تمام کے
 بدہ ساتی سے باقی کہ در جنت نخواہی یافت
 لے ساتی لاتی شرب بھی در مٹاں لے کہ تہا جنت میں نہ لٹے گا

فقال کیں لولیا ان شوخ شیریں کا شہر آشوب
 فریاد کہ پر شریر شیریں کا شہر کہ تہہ میں جگہ جگہ لہلہ مشرق
 ز عشق تا تمام با جمال یار سخی مست
 چارے ناقص مشق سے، یار کا حسن ہے نیا ہے
 من ازل حسن و ذوقوں کو یوسف داشت دستم
 میں اس روز ہر روز ہنسنے لگے جس سے جو کلمہ کہتے تھے
 حدیث: از مطرب سے گوی و از زم زم تر جو
 جہتے تھے شراہ کلمات کو نہ ناز کا راز کا شمس کر
 بصیرت گوش کن جہاں کا زبان مست بخارند
 چارے بصیرت مشق سے اس لئے کہ جان سے زہر پیاہ لگھیں
 برم گفتی و خرم دم عفاک اللہ لیکو گفتی
 نے لے کر باہار میں غرض ہوں ملنے سے سنا کہ تمہارا ہلکا

چنال بر بند میرا نزل کہ تر کمال ان نهارا
 دل سے میرے کس طرح روٹھنے جیسا کہ لہلہ مشق کے نواں تاکہ
 باہر رنگ و فال خط پر حاجت ہے زبیرا
 حسین چہرے کو آب و رنگ اور نزل اور خط لکھا کیا فریاد ہے
 کہ عشق از پر وہ عصمت برول آرزو لیا را
 کہ عشق زین کو باک کے پر سے باہر نکال لائے سما
 کہ کس نکشود و نکشاید حکمت این معنارا
 اس لیکے کہ ہائی سے کسی نے یہ مڑا نہ ہے نہ آگے
 جو انان سعادت مند بند پیر دا تارا
 سادہ ندرتوں پر پڑے بودار کی نصیحت کو
 جو اب تلخ می زید لب لعل شکر خارا
 اس جیسے شکر پینے پر خوش کر لاد جواب نہ دینا ہے

غزل گفتی و در سستی بیا و خوش کوا حافظ

لے ہاتھ اتارنے میں کہاں سوچے رہے، اور غرض الہامی ہے پڑہ
 کہ ز نظر تو افشاں فلک عقد شریارا
 اس لئے کہ آگے جہاں تیری نظم پڑھتا ہے ہر جگہ کے ہر جگہ کے

بلا زمان سلطان کہ رساند این دعار
 بادشاہ کے ملازموں کو یہ انتہا کن پہنچائے گا
 چه قیامت مست ما نان کہ با اشتغال کوی
 اسے مشورتی کیا ہے کہ کہنے لگے تھے نورد کہ ہے
 ز قیپ دیو سیرت بخدا ہی پناہم
 دیو طبیعت رکھ سے میں خدا کی پناہ چاہتا ہوں
 دل خانے بسوزی چو خدایر فردوزی
 ہمت نہ ملے کہ کہ ہے، ایک ملک وہ کہ وہاں ہے
 خرد سیاہت از کہ وہ بخوان ما اشارت
 تیرے سہا بگولے لے کر چاہے تھی کا اشارہ کیسے
 ہمہ شب در ایامیدم کہ نسیم صبح گاہی
 تمام رات، اسی حلقہ میں ہوں کہ نسیم حرن
 دل دہ مند عاشق کہ زہر توست پخل
 مدد مند عاشق کا دل چہرے سے نون سے کھن میں ہے
 دل مستمند مالا بشکن زلف بردی
 ہلکا سا منہ لکھ کر نہ لکھتے ہیں تیرے کے لکے

کہ بشکر بادشاہی ز نظر مرا نگہ دار
 کہ بادشاہی کے سرکار میں تیرے کو نظر سے نہ بٹ
 بچ جو ما و تا بان دل بچو سنگ خارا
 روشن ہاند جیسا میرا اور سنگ ہانا جیسا دل
 مگر آں شہاب ثاقب مددے کند خدارا
 شایا وہ روشن ستارا خدا کے لیے سدا کرتے
 تو ازیں یہ سوواری کہ نمی کفی مدارا
 تھے اس کے کیا فائدہ ہے تاکہ خاطر تو اتنی نہیں کرتا ہے
 ز فریب او پیندیش و غلط کن نگارا
 تم اس کے بسے میں سر پہاڑ سے مشرق، بسمل ذکر
 یہ پیام آشنائی بیوازد آشنا را
 دوست کو، دوستی کے پیغام سے نواز دے
 چه شود گردش رسانی بوصال خویش یارا
 کیا ہو جائے گا لگنے با تراس کہ لگنے صال تک پہنچنے کا
 مشکن دل ضعیفم بنوازا میں گدارا
 چارے کہ وہ دل کو تہہ اس نغیر کو نواز دے

۱۔ بر بند میرا نزل
 ۲۔ حسین چہرے کو آب
 ۳۔ و نال خط پر حاجت
 ۴۔ کہ عشق از پر وہ
 ۵۔ کہ عشق زین کو باک
 ۶۔ کہ کس نکشود و نکشاید
 ۷۔ اس لیکے کہ ہائی
 ۸۔ جو انان سعادت مند
 ۹۔ سادہ ندرتوں پر پڑے
 ۱۰۔ جو اب تلخ می زید لب
 ۱۱۔ اس جیسے شکر پینے
 ۱۲۔ سلطان کہ رساند
 ۱۳۔ بادشاہ کے ملازموں
 ۱۴۔ چه قیامت مست
 ۱۵۔ اسے مشورتی کیا ہے
 ۱۶۔ ز قیپ دیو سیرت
 ۱۷۔ دیو طبیعت رکھ سے
 ۱۸۔ دل خانے بسوزی
 ۱۹۔ ہمت نہ ملے کہ کہ ہے
 ۲۰۔ خرد سیاہت از کہ وہ
 ۲۱۔ تیرے سہا بگولے لے
 ۲۲۔ ہمہ شب در ایامیدم
 ۲۳۔ تمام رات، اسی حلقہ
 ۲۴۔ دل دہ مند عاشق
 ۲۵۔ مدد مند عاشق کا دل
 ۲۶۔ دل مستمند مالا
 ۲۷۔ ہلکا سا منہ لکھ کر
 ۲۸۔ کہ بشکر بادشاہی
 ۲۹۔ کہ بادشاہی کے سرکار
 ۳۰۔ بچ جو ما و تا بان
 ۳۱۔ روشن ہاند جیسا
 ۳۲۔ مگر آں شہاب ثاقب
 ۳۳۔ شایا وہ روشن ستارا
 ۳۴۔ تو ازیں یہ سوواری
 ۳۵۔ تھے اس کے کیا فائدہ
 ۳۶۔ ز فریب او پیندیش
 ۳۷۔ تم اس کے بسے میں
 ۳۸۔ یہ پیام آشنائی
 ۳۹۔ دوست کو، دوستی کے
 ۴۰۔ چه شود گردش
 ۴۱۔ کیا ہو جائے گا
 ۴۲۔ مشکن دل ضعیفم
 ۴۳۔ چارے کہ وہ دل کو

نظرے کن بھالشی بہت دل را خدرا
 لے دل را بہت خندا کے لئے اس کے مال پر ایک نظر کر
 دل درو مند عاشق زک جوید این دو را
 تو عاشق کارو مند دل اس دو اکس کے پاس تلاش کرے
 برسد مگر زلفش اثرے مشام مارا
 شاید اس کی زلف کا کوئی اثر ہمارے دماغ تک پہنچ جائے

ز فریب چشم مست دل درو مند خوں شد
 بڑی مست نگاہ کے فریب سے درو مند دل خون ہو گیا ہے
 چو طیب درو منداں لب لعل یار باشد
 جبکہ درو مندوں کا طیب مشوق کا لبں جیسا ہونٹ ہو
 خبرتے ز حال عاشق بر بار بار گوئید
 عاشق کی حالت کی خبر بار بار کہیں پاس جا کر کہہ دو

۱۔ عاشق کے مرض کی
 دو مشوق ہی کے
 پاس ہے بلایا
 ہی طلب کیا کسکی
 ہے۔

۲۔ محبوب کی زلفوں
 کی خوشبوی عاشق کو
 جان لاس کسکی ہے
 تہ صبح کی شرب
 پکار دے مالے

بخدا کہ جرعدہ تو بجا قضا سحر خیز
 خدا کیلئے بیج کو بیاد ہر نوالے ماندا کو تو ایک گوشت دیر سے
 کہ دعائے صیوگاہی اثرے کند شمارا
 اس لئے کہ بیج کے وقت کی دعا تمہارے لئے مفید ہوگی

جان ودل افتادہ انداز زلف حالت بر بلا
 جان اور دل بڑی زلف اور تن سے صحبت میں نہ ہے یہی
 کسندیہ درجیاں جز کشنگان کر بلا
 کہ بلا کے شہیدوں کے علاوہ کسی نے دنیا میں نہیں دیکھا ہے

تا جمالت عاشقان را ز دہ وصل خود صلا
 جب سے ترس میں نے عاشقوں کو اپنے وصال تک رحمت دی ہے
 آنچہ جان عاشقان از دست بھرت کی شد
 عاشقوں کی جان تیرے سزا کی ہے اتھ سے جو کچھ بدلتا کرتا ہے



صبح کی دعا
 میں
 ہوتا
 ہے
 کہ میں مشوق
 کے رنگ میں رنگا
 جانا چاہیے۔

تربک مستوری وز بہت کر دیا بد اول
 تجھے پہلے پر میر گاری اور نہ کہو ترک کر دینا چاہئے
 بیخ روز ایام عشرت را غنیمت ہاں دلا
 بیش و عشرت کے پاگان کو اسے دل بہت سمجھ
 ز انگ من در عشق او جز غم خرم حاصل
 اس لئے کہ غم کے سوا اس کے عشق میں کچھ بھی نہیں ہے

تربک ما گرمی کند رندی و مستی جان من
 اگر بنا مشوق زنی اور مستی کرتا ہے تو لے سیری جان
 بر زم عیش و موسم شادی و ہنگام طرب
 عیش کی فصل اور خوشی کا موسم اور مستی کا وقت
 با کہ بنشینم کہ را گویم دگر من را ز دل
 کس کے ساتھ بیٹوں کہیں سے کہوں پھر دل کا راز

حافظا گر پائے بوس شاہ دست می پرہ
 لے ماندا اگر تجھے شاہ کی قدم بوسی حاصل ہو جائے
 یافتی در ہر دو عالم ز نسبت عز و علا
 تو تو نے دونوں جہان میں عزت اور مندی کی دونوں حاصل کر لی

بیکدم بوصول خویش بکن مشاواں مرا
 تھوڑی دیر کے لئے پہنچنے وصل سے مجھے خوش کر
 دیدی بکام خویش تن آخر چناں مرا
 ہر تو نے مجھے وہی حالت میں اپنے مقصد کے مطابق دیکھا
 زائل رو کر نیست جز تو کے درجیاں مرا
 اس لیے کہ جہاں ہیں تیرے سوا سب اور کوئی نہیں ہے
 چوں نیست خوب خویش غمت کی زماں مرا
 جبکہ تیرے غم کو جسے تھوڑی دیر کے لیے مجھے مہینوں کا غم لگتا ہے

تا کے بدر و بھر کنی ناتواں مرا
 بھر کے درد میں کچھ کب تک : تاواں بنائے عیا
 میخواستی ہمیشہ گرفتار بھجر خود
 تو ہمیشہ اپنے فراق میں گرفتار رکھنا چاہتا تھا
 نبود پہنچ و میر دے از توام گر نیز
 تھوڑی دیر کے لئے بھی کسی طرف برس لئے تھوڑے کر پڑھنے کیلئے
 در حیرت کہ بے تو چساں زندگی کنم
 بی جہاں ہوں تیرے بغیر کس طرح زندگی گزاروں

۳۔ میں نے عیش کی
 چند روزہ زندگی
 کو غنیمت سمجھا
 چاہئے۔
 ۴۔ میں نے کچھ جہاں
 گزارنے کے لئے
 تجھے کیا فاتحہ ہے۔

افقادہ ام بکج غم جز فغاں وآہ
 میں ہم کے گوش میں لٹا ہوں اور سائے فراد راوردہ کے
 بودم ہمیشہ شاد ز وصلت لمے کنوں
 میں، ہمیشہ تیرے وصل سے خوش تھا مگر اب

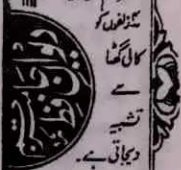
نے پار غم گسارے ونے ہن ہاں مرا
 نہ میرا کوئی پار غم گسارے ہے، نہ ہم زبان
 کارے ز ہجر تو نمود جز فغاں مرا
 تیرے ہجر کی وجہ سے سوائے فراد کے میرا کوئی پار غم

حافظ عجب مدارا اگر می کشد بغم
 اے حافظ! عجب مدارا اگر منہ میں مار ڈالے
 از در و فرقت آل مہ نامہر باں مرا
 فرات کے دروسے مجھے وہ نامہر باں چہاں

دل می رود ز دستم صاحبان خدارا
 لے دل دلو خسرا کے لئے، میرے ساتھ سے دل چاہتا ہے
 وہ روزہ مہر گر دوں افغانہ ایست افغانا
 زبان کی دس روزہ جنت افغان اور ظلم ہے
 کشتی شکستگانیم لے یاد شرط بر نیز
 ہم ہفتی ٹرے ہیں، لے سوائے ہوا، ہیں پڑ
 در حلقہ گل و گل خوش خواند و گل لیل
 گزشتہ رات پہلا اور شراب کی مغل میں نہیں کیا تریبی
 لے صاحب کرامت شکر آئے سلامت
 لے کرامت دالے، لے مٹی کے شکرانہ میں
 اسائن دوستی تفسیر اس در حرفت
 دونوں جہان کی راحت ان در حرفت کی تفسیر ہے
 در کوئے نیک نامی مارا گذرند از بند
 نیک نامی کے کوچ میں انھوں نے ہیں گذرے سامنے دنیا
 آئینہ سکندر جام جم ست بنگر
 سکندر آئینہ، جمشید ہوا جام ہے، دیکھا
 سرکش مشوکہ چوں شیخ از غیرت لبوزد
 سرکش ذہن، تجھے غیرت کی وجہ سے موم بھی کی طرح ملا تھا
 گر مطرب حرفیاں ایں پارسی خواند
 اگر دوستوں کا تو یہ پارسی غزل گائے گا
 آل تلخوش کہ صوفی ام آغیا مش خواند
 وہ کوادی، صوفیوں سے جس کو ام آغیا تھا کبیا
 چہنگارم تنگدستی در عیش کوش مستی
 تنگدستی کے وقت مستی اور عیش میں تک صبا

۱۔ میں تمہارا مرض عشق
 میں مبتلا ہوں میری
 داستان تجھے دلا کی
 کوئی نہیں ہے۔
 ۲۔ کھلم کھلا ہر
 ہل کے اور راز
 کھل جائے گا۔
 ۳۔ دنیا کی چند سو فی
 زندگی کا نام لے لو
 چہ اس میں لے کر لے
 ۴۔ مسخوق کا فرض
 ہے کہ اپنے حسن کی
 تزکاة عاشقوں کو
 ہائے۔
 ۵۔ دنیا کا نام عشق
 آرام میں لے لو
 چہ کوشاں
 دوستوں
 سے پائی
 اور عشق
 سے غلڑا عشق
 ہے پیش آئے۔
 ۶۔ ہماری بولی بھی
 اپنا تھی کہ نہیں ہے
 ۷۔ تاریخ کے نہیں
 دوسروں کے سوال
 دیکھ کر صحت کا کوئی
 پائی۔
 ۸۔ میرے کسی عین
 میں مناسب نہیں ہے
 ۹۔ تم اپنا تھی کا
 بلوں کی بڑی شہرہ کا
 پائی۔
 ۱۰۔ تم کوئی نہ گناہ
 پیشانی سے لڑنے کا
 مادی جانتے ہو
 دولت ہے۔

عہ پارسیاں ہفت
تحسین کا ناما مانے
تو مطلب یہ ہو گا
پارسی کے رہنے والے
پورھوں کے لئے
خوشخبری ہے
۱۔ انسان کی نگار
ہری اپنی استیاری چیز
نہیں ہے۔
۲۔ ہر حال محبوب کی
پیروی ضروری ہے
۳۔ تیری بھری ہوئی
زلفوں نے ہاں لایا
خاطر شرم کروید
کٹاؤں کو



کالی گشا
۱۔
تشبیہ
دیکھائی ہے۔
۲۔ ہاں ہی آہوں
کے اثر سے نور۔
۳۔ جو انان ہیں سے
سرو اور گل وریاں
مرا ہیں۔

خوایں پارسی گو بخشندگان عمر مند
کبدہ کہ پارسی کے عشوق عمر بے محنتے والے ہیں

حافظ مخدوم شیدا میں خرقہ مے الود

یہ خواب میں ترک گری مانفا نے خود نہیں پہنی ہے
لے شیخ پاک دامن معذور دار مارا
اسے پاک دامن، شیخ، ہمیں معذور سمجھ

ساقی ہدہ بشارت پیران پارسیاں را
لے ساقی نیک بوذو کو خوشخبری دیدے

چھیت یاران طریقت بعد ازیں تدبیر ما
یاران طریقت اس کے بعد ہماری کیا تدبیر ہے؟
کایا چھینیں رفت مست در عہد نزل تقدیر ما
اس کے لئے کہ ان میں ہماری تقدیر اسی طرح ہی ہے
رو بسوئے خانہ خمار دار دیر ما
ہمارا پیر بھٹی کی حساب رخ رکھتا ہے
عاقلاں دیوانہ گردند از پئے زنجیر ما
تو ہماری بیڑی کے لئے عقلمندوں نے ہی مائیں
زاں سبب جز لطف خوبی نیست در تفسیر ما
اس لئے ہر مانہ در بھلائی کے سہارا ہی تفسیر میں کہہ سکتے ہیں؟
آہ آتشبار و سوز ناز شب گیر ما
ہماری آگ بر سمانی آہ اور تمام رات کے تانے کی ہیں
زلف بکشادی بوزاز دست ششخبر ما
تو نے زلف کو لڑائی بھلا کلا بھرا رہا ہے ہاتھ سے نکل گیا
نیست از سولے زلفت بیش ازیں تو فر ما
تیری زلف کے کشنے میں اس سے زیادہ ہمارا مصلحت ہے
رحم کن بر جان خود پر مہیز کن از تر ما
اپنی جان پر رحم کر، ہمارے تیرے پیچھے

دوش از مسجد سوئے میخانہ آمد پیر ما
کل ہمارا پیر مسجد سے میخانہ کی طرف آیا
در خرابات مغان مایز ہم منزل شویم
آتش پرستوں کے شہ پارٹنہ ہم بھی ہمیں کے ہم نواز بنائیں
ما فریادیں رو بسوئے کعبہ چوں از کھچوں
ہم مرید کعبہ کی طرف رخ کیے گزریں جب تک
عقل اگر داند کہ دل زمیند زلفش چوں خوش است
عقل کو اگر یہ معلوم ہو جائے کہ دل، سکی زلف کی تیریں کیا شوں
بے خوب آیتے از لطف بر ماکت کرد
تیرے سین پرے غم ہانی کی ایک آیت ہم پر کھول دی ہے
بادل سلینت آیا بیچ در گھر دشنے
تیرے سلینت دل نہ کسی رات کو کیا کچھ اڑ کرے گی؟
مخ دل را صیحتت با ہم افتادہ بود
دل کے پرند کے لئے المیانا ہاشکار جاں میں بچنا تھا
باد بر زلف تو آمد شد جہاں بر من سیاہ
تیری زلف کو ہوا، جہاں ہم پر تاریک ہو گیا
تیرا وہ ما ز گردوں بگذر در جہاں عزیز
لے جان عزیز ہماری آہ کا تیرا آسمان سے گئے جتنا ہے

بر در میخانہ خوا ہم گشت چوں حافظ مقیم
میں بھی مانند کی طرح ہر باب خانہ کے دروازے پر شہم ہو جاؤں گا
چوں خرابانی شد لے یا بر طریقت پییر ما
جسکے یا بر طریقت، ہمارا پیر خرابانی ہو گیا ہے

میر سرد مشردہ گل میل خوش الحیاں را
بھول کی خوشخبری خوش انسان میل کو پیر نہیں ہے
خدمت ما برساں سرو و گل وریاں را
تو سرو اور گل وریاں اور ناز کو ہمارا سلام پہنچا رہے

رونق عہد شباب ست در گستاں را
باغ کے لئے پھر جوانی کے زمانہ کی رونق ہے
لتصباگر بچوانان چمن باز رسی
لے صبا گھن کے جوانی کے پاس سے تیرا اگر بھول گئے

اے کہ بر سر کشتی از غیر سارا چو کاوان
 لے دوہ جو خاص مہر کا بلا جانہ پرتانے ہے
 ترسم آل قوم کہ بر در کشتال می خندان
 مجھے ڈر ہے جو لوگ تجھٹ پیچن والوں پر ہنسنے میں
 یاز مردان خدا باشش کہ در کشتی نوح
 مردان خدا کا بارہن اس لئے کہ نوح کی کشتی میں
 برتو از خانہ گردوں بدر فرمان مطلب
 آسمان کے گھر سے باہر نکل جہلا اور وہی نہ انگ
 گر جنیں جلوہ کند مرغی بادہ فروش
 اگر سے فرخش کا منجھہ اس طرح جلوہ دکھائے گا
 نشوئی واقف یک نکتہ ز اسرار وجود
 وجود کے بزدوں کے ایک نکتہ سے بھی واقف نہونے کا
 ہر کرا خواجگہ آخر بادوشے خاکست
 جس شخص کی خواجگہ انتخاب کار دروغی خاک ہے
 ماہ کتغانی من مندر مصر آن تو مشد
 اسے بیرے او آسمان ہر کی سنہتری لیکت چھٹی ہے
 در سز زلف ندا تم کہ چہ سود اداری
 زلف کے مسائل میں منسلک تو کیا دیوانگی لکتابے
 ملک آزادگی و کین قناعت گنجست
 آزادگی کا ملک اور قناعت کا گوشہ ایسا خستہ ہے

مضطرب حال مگرواں من مگر واں را
 مجھ حیران کو پریشان حال نہ لوٹا
 در مہر کار خرابات کنستد ایماں را
 خرابات کے کام میں ایمان کو نہ کٹا پیشیں
 چہست خاکے کہ بآلے مخزوطو فان را
 ایسی خاک بھی ہے جو لونان کو ذرا سا پانی نہیں بھتی
 کیں سیہ کا سردر آخر یکشد مہماں را
 اس لئے کہ یہ جمیل آخر میں مہمان کو مار ڈالتا ہے
 خاکروب در مینان کنم مشرگاں را
 ترمیں بکلوں کو شراب خانے کے دروازہ کا خاکروب بنا دوگا
 گر تو سرگشتہ شومی دائرہ امکان را
 اگر تو امکان کے دائرہ میں گومتا رہے گا
 گوچہ حاجت کہ برا فلک کشتی ایوان را
 اس کو کہہ دو کہ اس کی کیا ضرورت ہے کہ تو سونگھل بنائے
 وقت آنت کہ پیر و دینی زنداں را
 اب وہ وقت ہے کہ توحید خانہ کو خیر باد کہہ دے
 کہ ہم بر زدہ کیسوںے تشک فشاں را
 کہ تو نے تشک بچھرنے والی زلفوں کو پریشان کر رکھا ہے
 کہ لبشیر مینتر نشود سلطان را
 جو بادشاہ کو تلوار کے ذریعہ حاصل نہیں ہو سکتا ہے

حافظ مے خور و زندی کن و خوش باش و

اسے حافظہ ہر اپنی اور سنی کہ اور خوش رہ لیکن

دام تزدیر من چون دگر آن قرآن را

دوسروں کی طرح ہتھرت آن کو دیکھ کر کاجبال نہ ہینا

مضطرب بلو کہ کار جہاں شد بکام ما
 گوتے گا: دنیا کا کام ہماری منشا کے مطابق ہو گیا ہے
 لے پنجبر ز لذت شرب مدام ما
 اسے بے خبر ہمارے شراب کے پینے کی لذت سے
 کا یز بکلود سرد صنوبر خرام ما
 جیسے کہ ہمارا سرد صنوبر کی ذرت ٹھینے والا سیلوہ میں آئے
 مثبت مست بر جریدہ عالم دوام ما
 ہماری بیٹھنی دنیا کی تدریجیت قائم ہو سکتی ہے

ساقی بنور بادہ بر افسوز جام ما
 لے ساقی شراب کے نور سے ہمارا جام روشن کرنے
 مادر پیالہ عکس رخ یار دیدہ ایم
 ہم نے پیالے میں یار کے رخ کا عکس دیکھا ہے
 چنداں بود کہ شمد و ناز سہی قداں
 سیدھے تدمشو قوں کا کہ شمد اور ناز اسی وقت ہے
 ہرگز نمیر دانکہ دلش زندہ شد بعشق
 جس کا دل عشق کی وجہ سے زندہ ہو گیا وہ کبھی نہیں مرتا

۱۔ دوسرے مراد چہرہ
 اور جگہ کان سے مراد
 زلفیں ہیں۔
 ۲۔ دوسروں کی صحبت
 پر ہنسنے والے خود
 اس مصیبت کا علاج
 ہوتا ہے۔
 ۳۔ مردانِ خدا سے
 اہل اللہ مراد ہیں
 جن کی نگاہ میں دنیا
 دنیا بھج ہے۔
 ۴۔ دنیا سے بھلائی کا
 طالب نہن۔
 ۵۔ جب تک انسان
 خلک ذات
 وصفا
 ساطم
 معامل
 کرے کثرت
 کے راز اس پر کشف
 نہیں ہو سکتے ہیں۔
 ۶۔ ماہ انسان سے مراد
 حضرت یوسف ہیں۔
 ۷۔ مگر یہی بیکاری
 سے بڑا گنہ گری ہے۔
 ۸۔ دوسرے مشورن
 کی اسی وقت تک
 قدر و قیمت ہے
 جب تک ہمارا محبوب
 جلوہ گر نہیں ہوتا ہے۔
 ۹۔ شیدان اور جن کو
 حیات با دوئی حاصل
 ہوتی ہے۔

مستی چشم شاہد دل بند ما خوش است
 چاہے دل ریسند عشق کی نظر میں مستی سہل ہے
 ترم کہ صرف نبرد روز باز خواست
 مجھ نہ پڑے جگت ہمت کھنکھہ نہ پائے گی

اے باد گر بگوشن احباب بگذری
 اے ہولہ اگر تو دوستوں کے چمن سے گزرے
 گو تا ماز یاد بعد اچھ می بری
 کہدینا! جان پر ہر کہ ہارا نام کیوں بھلا نا ہے
 بگرفت بچو لالہ دل در ہوائے سرو
 سرو کی ہمت میں لالہ کی طرح، بس راول گرفتار ہو گیا ہے
 دریائے اخضر فلک و کشتی بلال
 آسان کا سبز دریا اور یہ جہان کی بھشتی

زآں رو سپردہ اند بستی زرام ما
 اسی درجے ہاں باک مغز نے مستی کہ ہاتھ میں بی ہے
 نان حلال شیخ زآب حرام ما
 شیخ کی حلال مدنی، ہمارے حرام پانی سے

ز نہ ہار عرضہ در جانال پیام ما
 تو حذر مشوق پر ہمارا پیغام پیش کردی
 خود آید آنکہ یاد نیاری ز نام ما
 وہ دن خود آ رہے ہب تو ہارا نام یاد نہ کرے گا
 اے مرغ بخت کے شوی آخر تو رام ما
 اے نصیر کے پر نہ ہمارے قبضہ میں کب آئے گا
 ہستند غرق نعمت حاجی قوام ما
 ہمارے حاجی قوام الدین کی نعمتوں میں غرق ہی

حافظ زریبہ دانہ اشکے ہی فشاں

مانفذاً کھوں سے آنسوؤں کا دانہ بھیسر
 باشد کہ مرغ وصل کند قصہ دلم ما
 شاید اوصال کا پرند ہمارے ہال کا قصہ کرے

ساقیا بر خیز و درودہ جام را
 اے ساتی! اٹھ اور جام ہے
 ساغرے در کف نہ تاز سر
 میرے ہاتھ میں شراب کا پیلا دے تاکہ مرے
 گرچہ بدنامیست نزد عافلان
 اگرچہ یہ خدمتوں کے نزدیک، بدنامی ہے
 باد درودہ چند ازین باد غور
 شراب دے یہ غور کی بھونک کب تک
 دود آد سینہ سوزان من
 میرے جلتے سینے کے دھو دیں نے
 محمد رم راز دل شیدا کے من
 اپنے شیدائی دل کا محسوس راز
 بادل آراے مرا خاطر خوش است
 اُس محبوب سے میری طبیعت خوش ہے
 مشکرد دیگر بسرو اندر چمن
 وہ چمن میں، بھر سرو کو نہ دیکھے گا

خاک بر سر کن غم آیام را
 ز ماند کے غم کے سر پر خاک ڈال
 بر کٹم این دلیق ازرق فام را
 اس نیل گوں گڑھی کو آثار بھیسوں
 مانخی خواہیم تنک و نام را
 ہم تنگ و نام کے، خواہاں نہیں ہیں
 خاک بر سر نفس نا فرجام را
 بر بخت نفس کے سر پر خاک ہو
 سوخت این افسردگان خام را
 ان کچھ ہنصرے ہوں، کو جہلا ڈال
 کس نمی بینم ز خاص و عام را
 خاص اور عام میں سے میں کسی کو نہیں دیکھتا ہوں
 کزدلم یکبارہ برد آرام را
 جو یکبارہ، میرے دل سے آرام کو نکال لے گیا
 ہر کہ دید آں سرو سیم اندام را
 جس نے اُس چاندی جیسے سہم والے سرو کو دیکھ لیا

سرا و عشق میں کو کاپی
 کیوں سے کہیں میں منسوب
 نہ ہو جائیں۔
 سہم تو خوبی نسفا
 چہ نرسا ہے لہذا عوا
 ہارا نام بھلائی کیا
 ضرورت ہے۔
 سہ حاجی قوام الدین، الہ
 اہمات کے ذریعہ کیا ہے
 جس نے مانفذاً دیکھا کسی

اس دعوت
 میں فنا
 کے
 پیازیں
 آسان اور
 جام کا مکس پڑا تو یہ
 شکر کیا۔
 سہ محبوب کے سوال
 کے لئے آنسوؤں کا دانہ
 بیکھریکل ضرورت ہے
 سہ شراب کی ہستی میں
 غم کو بھلا دے۔
 ت یعنی ناقص عشق والے
 سہ جو نہ کہیں کے تھکے
 مقابلہ میں سرو بیچ ہے۔

از سر دنیا گذشتی غم مخور خوش بخور ہم خوش بداریام را
 تو دنیا کی فکر سے گذر گیا ہے نہ کر اچھی طرح کھا، پی، نیز زمانہ کو خوش رکھ

صبر کن حافظ بسختی روز و شب

اسے حافظ ادن رات کی سختی پر صبر کر

عاقبت روزے میں بی کام را

انجام کار تو کسی دن مقصد حاصل کرے گا

ساقی بگذا را ز کف خود طبل گراں را
 اسے ساقی بھاری بچان اپنے ہاتھ سے بٹھا

ز اہل چہ عجب گر کند م عیب برندی
 کوئی توب نہیں! اگر زاہد مجھ پر رندی کا عیب گناہ ہے

در قبلہ و یتیمانہ تو مسجودی و عبود
 کعبہ اور یتیمانہ میں تو ہی مسجود اور عبود ہے

ارباب خرد ذوق مے عشق پر دانشد
 عقل والے عشق کی شراب کا ذائقہ کیا مابین

کام طلب حافظ ازیں چشمہ جیول

حافظ اس چشمہ حیات سے مقصد طلب کرتا ہے

آرے تنواں خور و نصیب در گراں را

ہاں دوسروں کا حصہ نہیں ہنی سکتا ہے

شب از مطرب کہ دل خوش باد ویرا
 رات گونے سے رندا کرے اس کا دل خوش رہتا

چناں در جان من سوزش اثر کرد
 شیریں جان میں، بلبل نے ایسا اثر کیا

حرف یغی بد مرا ساقی کہ ہر دم
 ایسا بار، سیرا ساقی سنا جو ہر وقت

چو شوخم دید در ساغرمے افزود
 جیسا نے یہ اشرق دیکھا تو پیالے میں شراب بڑھادی

ربا نشدی مرا از شتر ہستی
 تونے تجھ دبوڈ کے شتر سے رہائی دینی

صَمَّاكَ اللهُ مَعْنِ شَرِّ التَّوَابِئِ
 عسرا، تجھے معصیاب کے شر سے بچائے

چو بخورد گشت حافظ کے شمارد
 جب حافظ بے خود ہو گیا تو کب شمار میں لانا ہے

تا خوش گذرانیم جهان گذراں را
 تاکہ ناپائیدار دنیا کو ہم اچھی طرح گزار دیں

بر اہل ہمنہ طلعہ نہ بود بے ہنراں را
 بے ہنروں کا ہنر مندوں پر طلعہ ہوتا ہی ہے

رُوسوئے تو باشد مہ صاحب نظر اں را
 تمام صاحب نظروں کا رخ تیری طرف ہوتا ہے

از حالت مانیست خبر جینیراں را
 بے خبروں کو، بیماری حالت کی خبر نہیں ہے

۱۔ ستیوں کے وہ ہی
 وصال میں آتا ہے

۲۔ صاحب شمس صا
 ہنر ہے، بے ہنر

۳۔ ہنر مندوں پر طلعہ
 زن ہوتے ہی ہیں۔

۴۔ بے خبروں سے
 مراد ابا پ فریبیہ۔

۵۔ چہرے
 سوزج

۶۔ اور جان
 کی شب

۷۔ تاریک سے تشبیہ
 ہے۔

۸۔ سستی میں انسان
 ہستی کو کم کر دیتا ہے

۹۔ سستی کی حالت
 میں کھٹک کاؤس

۱۰۔ دکھ کی حقیقت
 ایک جوی بڑا نہیں

۱۱۔ رہتی ہے۔

تا بگری صفائے قلع لثام را
تا کہ تو مسل بھی شراب کی صفائی دیکھے
کیس حال نیت صوفی عالی مقام را
اس لئے کہ صوفی عالی مقام کلام مقام نہیں ہے
کا سجا ہمیشہ باد بدست ست و ام را
اس لئے کہ میاں ہمال کے ہاتھ میں ہیشہ ہوتی ہے
کلاں دل نہاد در کف عشقت زما را
جبکہ اس دل نے تیرے عشق کے ہاتھ میں ہمالی گائی
اے خواجہ باز میں تیرم غلام را
اے خواجہ! پھر غلام پر تم کی نگاہ ڈالو گے
آدم تہشت روضہ دار السلام را
آدم نے جنت کا باغیچہ چھوڑ دیا
یعنی طبع ملار وصال دوام را
یعنی دینی وصال کی تفت نہ کر
پیرانہ سرمن ہنریے تنگ و نام را
بڑھاپے میں تنگ و نام کی ہوس نہ کر

صوفی بیکر آئینہ صاف ست حجام را
اے صوفی! آج صاف ست حجام ہے
را ز درون پردہ ز زندان مست پرس
پردے کے شہر کے راز مست مندوں سے سلوک پر
عناقا شکار کس نشو و نام باز میں
عقاد بکس کا شکار نہیں بنتا اب جاں اٹھالے
من آں زمان طمع بہر یلم ز عافیت
میں نے اسی وقت عافیت کا لالچ ختم کر دیا
مارا بر آستان تو بس حق خدمت ست
تیری جو کٹ پر ہمارا بہت حق خدمت ہے
در عیش نقد کوش کہ چون آبخور نہ ماند
موجودہ میں حاصل کر اس لئے کہ جب رو پانی نہ رہا
در بزم دوریک و در قح درش و برو
دور در شراب کی مجلس میں ایک دور پال چلے اور چلے
اے دل شباب رفت و بخدی گلے ز عمر
اے دل جوانی نصرت ہوتی اور تو نے عمر کی ایک کھل بھی نہ پھینکی

حافظ مرید جام جمہ مست اے صبا برو

ما فذ تو جام بر شیدہ کامیہ سے لے صبا
وز زیندہ بندگی برساں شیخ جام را
اور نام کی جانب سے جام کے شیخ کو جندگ پیو بچا دے

میں تفاوت رواں کیا جاست تا کجا
دیکھو راستہ کا فرق کہاں سے کہاں تک ہے؟
سماخ و عطف کیا لغتے رباب کجا
کہا دھکا سنا، کہا ستار سا نف؟
کیا است در معان و شراب ناب کجا
انف پرستوں کا بچکانہ اور خاص شراب کہاں ہے؟
خود آں کرشمہ کیا رفت و آں عتاب کجا
خود وہ تازہ اور لہفتہ کہاں پلا گیا؟
چراغ مرودہ کیا شمع آفتاب کجا
کہاں بجا ہوا چراغ کہاں آفتاب کی شمع؟
کیا تابی روی اے دل پریشاں کجا
اے دل! اس قدر تیزی سے کہاں جانا ہے!

صلاح کار کجا و من خراب کجا
کام کی نئی کہیں؟ اور میں زیندہ کہاں؟
چہ نسبت ست برندی صلاح و تقویٰ را
نیکی اور تقویٰ کو برندی سے کیا نسبت؟
دلیم ز صومعہ بگرفت و خرقہ سالوس
عبادت خانے، دیکھ کر کی گدڑی سے بیرواں لگتیں ہو گیا
بشد زیاد خوشش یا در روزگار وصال
اُس کی اچھی یاد سے وصال کے زمانہ کی یاد ختم ہو گئی
ز رویے دوست دل دشمنان چہ دریاہ
دوست کے چہرہ سے دشمنوں کا دل کیا پائے سما
میں سبب ز نخلان کہ چاہو در دست
خوشی کے سبب کو دیکھو زرات میں کون ہے

۱۔ ما بین مستحق ہی
۲۔ اس وقت سے وقت
ہو سکتا ہے۔
۳۔ جاں میں ہوا کا
۴۔ آج ہجری سے کہہ
ہے۔

۵۔ درویش میں آرام
کی تھلا مائل ہے
۶۔ لڑائی جنت کا موسم
۷۔ تبت کی خاطر فسد
عیش کو چھوڑنا سنا
نہیں ہے۔
۸۔ جوانی ہی کام کا
وقت ہے۔

۹۔ تاکر
۱۰۔ وہاں
۱۱۔ ہونے پر
۱۲۔ کہو فریب کا
۱۳۔ جامہ پاکہ روں۔
۱۴۔ بے چیز زمانہ وصال
۱۵۔ مجھے حاصل تھیں۔
۱۶۔ مردہ چلنے سے باز
۱۷۔ قبول کامل اور کتب
۱۸۔ آفتاب سے روز مشرق
کا چہرہ ہے۔
۱۹۔ مستحق کی خوشی
۲۰۔ کہ گڑھے کو کونوی
سے تشبیہ کی جاتی ہے۔

چو کھل میش ما خاک آستان شہاست
 بیک جاری بیانی کا سرہم تباری چرکت کی خاک ہے

کجا روکم بفرما زیں جناب کجا
 تم کہا فرماؤ، اس دربارے کہاں جائیں

قرار و خواب زحافظ طبع ملدے دست

اسے دوست مانا فاضلے سکون اور نیند کی توقع نہ رکھ

قرار میت صبوری کد ام و خواب کجا

سکون کیا ہوتا ہے مہر کیا ہے۔ نیند کہاں ہے؟

صبا بلطف بگو آں غزال رعنا را

اے صبا نری سے اس ناز میں ہرن سے کہہ

بشکر آنکہ توئی بادشاہ کشور حن

اس بات کے شکر اے میں کہ تو ہی ملکیت میں کار شد ہے

شکر فروش کہ عرش دراز باد چرا

شکر فروش (خاک سے) اس کی عمر دہر (ہر) کیوں

غور حن اجازت مگر نل دے گل

اے کھولنا شاید حن کے غور نہ لہازت نہیں دی

محسن خلق تو اں کرد صید اہل نظر

اہل نظر کو حسن انفاق کے ذریعہ شکار کیا جا سکتا ہے

چو باجیب نشینی و بادہ پیانی

جب تو دوست کے ساتھ بیٹھے اور شراب نوشی کرے

ندام از چو سب رنگ آستان نیت

نہ سلسلہ دوستی کا رنگ کیوں نہیں ہے؟

جز ایں قدر نتوان گفت در حال غیب

تیرے حن میں اس کے سوا کوئی کج نہیں بتایا جا سکتا ہے

کہ سر بکوه و بیابان تو داوہ مارا

تو نے ہی جا ہارا سکوڑہ و بیابان کے حوالہ کر دیا ہے

بیاد آر غریبان و دشت و صحرا را

دشت و صحرا کے، پہرہ دبیوں کو یاد رکھ

تلفقے تلکد طوطے مشک فارا

مشکوٰۃ طوطی کا بات نہیں پوچھتا ہے؟

کہ پرستے کنی غنڈلیب شیدرا

جو تو عاشق جیل کی پرستش نہیں کرتا ہے

بلام و دانہ گیسرند مرغ دانارا

بھلاہر پرند کو مال اور دانے کے ذریعہ نہیں پکڑتے ہیں

بیاد آر حریفان باڈ پیا را

تو آوارہ دوستوں کو بھی یاد کر لیا کر

سہی قدان سی چشمہ و ماویا را

سیدھے قدوں، کول، ٹکڑے اور پانی جیسے ہے لائق ہیں

کہ خال مہر و وفائیت رونے زیارا

کہ حسین چہرے میں مہر و وفا کا کئی بھی نہیں ہے

در آسماں چو عجب گرز گشتہ حافظ

کوئی تہ نہیں آرمافقہ کے کلام کو آسمان میں

سماخ زہرہ برقص آورد سجارا

زہرہ کا سماں، سیمیا کو رو بہ میں نے آئے

صبح دم بکشاہ خمارے در مخا را

کال لے، صبح کو مینا کا دروازہ کھولا

دور گرداں آمدہ آخر درس بزے حن

ہنوز کا بس بزم میں دورس کی باری بھرتی آئی

چون شرم ممنوں برونے عشق لیلیا در جہاں

جب میں نہایت میل کے عشق کی وجہ سے مجھ کو برکتا ہوں

تقلقل آواز صراحی جاں بدستانہ را

صراحی کی تقلقل کی آواز، مستوں میں جان ڈالتی ہے

ساقیا بر خیز و بپردہ آخریں پیانہ را

تو اے ساقی! گھر اور آخری پیانہ کو پورا بھرنے

عاقلا پندے مارہ، پچھل من دیوانہ را

تو نہ مانا تھا، جو جیسے دیوانہ کو نصیحت نہ کر

تیرے عشق میں ہم
 و بیابان میں اوسے
 مارے پھر سے ہیں۔
 مہر فروش سے
 مراد محبوب ہے اور
 طوطی سے مراد عاشق
 مہر شہر
 مہا ہے
 تو جی
 کی وہ
 بیان کی ہے
 مہر بلو جی آوازہ گرد
 مہر زہرہ و ورقہ مند
 قلب ہا گیا ہے
 حضرت سخی چرخ
 چارہ پرستیا۔
 مہر دیوانہ کو نصیحت
 کرنا عقل مندوں کا کام
 نہیں ہے

آرٹیزنگار از سیتقل ز تقوے پاک کن
 رنگ آلود آئینہ تقوے کی سیتقل سے صاف کر کے
 گردِ شمع جان معشوقے بگرد از عاشقی
 عاشقی کو جسے معشوق کی جان کی شمع کے گرد چکر لگا
 نیست دشنامے بصیاد ازل ایجان من
 اسے میری جان معشوقہ و ازل پر کوئی برائی نہیں ہے

پاک بنگر اندر دل آئینہ حسانا نہ را
 تمہارا آئینہ میں، معشوق کو اجنبی خسرت و بیک
 عاشقی آموز اندر سوختن پر روانہ را
 جلنے میں پر روانہ ہو کہ عاشقی سکا
 آمدہ مرغ ہو اگر داں ز بہر دانہ را
 دانہ کی خاطر ہوا میں اڑنے والا پرند آ پھنسا ہے

حافظ از زہد ریائی تو یہ کردہ پیش دل
 ریاضی کے زہد سے حافظ اس سے پہلے ہی تو بہر کچلے
پس برو بکشائے آخر شب در میخانہ را
 پس آخر شب میں اس پر میخانہ کا دروازہ کھول دے

لطفت باشد گر نوشی از گدا باروت را
 مہربانی ہوگی اگر فیروز سے تو اپنا چہرہ نہ چھپائے
 پیچو مارو تم دائم در ملائے عشق زار
 ہم ماروت کی طرح، جو شہ عشق کی حیثیت میں در ماندہ ہیں
 کہ شدے ماروت در جان خدائش امیر
 باروت اس کی معجزی سے کہ تو نہیں میں کیوں تیرے ہوتا؟
 جلنے گل بر فاست گوئی در زمین باروت بود
 روئے گل اٹھی تو یا کہ چھوڑوں میں تیرا ہمراہ

تا بکارم دل یہ بسند دیدہ ماروت را
 تاکہ ہماری آنکھوں میں بھر کر تیرا چہرہ دیکھ لے
 کاشکے ہرگز نہ دیدے دیدہ ماروت را
 کاش! ہماری آنکھ تیرا چہرہ کبھی نہ دیکھتی
 گر نگفتے شہ از حسن ادا روت را
 اگر ماروت اس کے حسن کا تصور سامنے بیان نہ کرتا
 جلال مستند گوئی دیدہ چوں ماروت را
 جلالیت مست ہوگی تیرے جگہ اگر انھوں نے ہماری طرح تیرے چہرہ کو دیکھا

می کشم جو روجفا بایت زہمراں لے صنم
 لے معشوق جو کہ وہ سے میں تیرا صنم و جفا برداشت کر رہا ہوں
روی بہمانا یہ بیند حافظ ماروت را
 روانہ کر دے تاکہ ہمارا حافظ تیرا چہرہ دیکھ لے

ماہر فستیم تو دانی و دل عنخویر ما
 ہم ترے لیے، تو! اور ہمارا علم خودوں جانتا ہے
 بے عنت شاد مبادا دل غم پرور ما
 ہمارا غم پروروں تمہارے تیرے صنم کے ہونے کی وجہ سے
 می کشم شادی ازاں روز کہ لفتی بر قیب
 میں اس دن سے خوشی منانا ہوں تو نے تیرے قریب سے کہا تھا
 از شمار مزہ چوں زلف تو در در گیرم
 بلکہ میں کبھی سے تیری زلفوں کی طرح موتیوں سے میرے دلوں کو
 بدعا آمدہ ام ہم بدعادت برآر
 میں بدعا کرتا ہوں، تو بھی دعا کے لئے ہاتھ اٹھا

بخت بد تا کجا می برد آیشخویر ما
 برا نصیب ہمارا دانہ پانی کہاں تک لہجہ کے سوا
 غم خویر ایدل کہ بجز غم نبود در خویر ما
 اے دل کو تو کھاسا لے کوڑے کے سوا اور کوئی چیز بنا ہے دل کو بہتر
 کیں گدا کیست کہ ہرگز نرود از در ما
 یہ بیکاری کون سے چور کسی وقت بھی ہمارے دروازہ سے نہیں لٹکا رہے
 قاصدے کہ تو بسلا لے برساند بر ما
 اس پیام کو جو میرا سلام، ہم تک پہنچائے
 کہ وفا با تو قرین باد و خدا یاد را
 کہ وفا تیرا ساتھی ہو، اور خدا سیرا مددگار

عجب تک انسان
 ماسی اللہ سے تقویٰ
 ترک نہیں کر لے
 اس کو صلا میں نہیں
 آتا ہے
 عاشق کو روانہ
 معشوق پر تیراں چوٹا
 چاہیے
 اس سفر میں ہمار
 بار بار دست ماروت
 کا لفظ راجہ چلیں
 تو چاہو باہن
 والے
 پارٹ
 وارڈ
 ملازمین ہمار
 کہیں ہا طاقت
 میں اور انہی حکم
 کے ساتھ روت
 نہیں روئے تو لادیا
 گیا ہے۔
 کے آواز بھر نے لایب
 ہمارے دل کو سلام
 چھپا تھے
 نے تمہارے چہرے میں
 نہ سے شے والا کہا
 اس لیے ہیں مست
 شہ ترے قلم سے پہلے
 آنکھوں کے ملی بھار
 کر لگا۔

گر تہم خلق جہاں برمن و توحیف خوردند
 اگر تمام دنیا کی مخلوق تجھ پر اور مجھ پر افسوس کرے
 بسرت گر ہمہ عالم بسرم بخرد مشند
 تیرے سر کی قسم اگر تمام جہاں میرے سر پر شور مچائے
 فلک آوارہ بہر شوکتدم می دانی
 تجھے ملزم ہے کہ مجھے آسمان ہر طرف آوارہ پھیرا رہے
 درد مند کم و خبر می دیہلاز سوز دروں
 ہم درد مند ہیں اور اندرونی سوز پیش کی خبر دیتا ہے
 ماز و تصف رخ زیبائے تو را دم از درہ ایم
 جب ہم ہفت تیرے عین تیرے کے اوصاف لکھنے لگے کہ لہجے
 زو و باشد کہ می یاد لبلا امت یارم
 بہت جلد ہو گا کہ ہمارا مشوق سلاحتی کے ساتھ دہم پھیرا جائیگا

بگش از ہمہ انصاف ستم دا در ما
 ہمارا فدا ہے سے غلم کا انصاف کے بیٹا
 تنواں بردہ ہوائے تو بردوں از سر ما
 تو بھی میرے سر سے تیری نسبت نہ محال کے سکا
 رشک می آیدش از صحبت حال پرور ما
 ہماری جہاں برد و صحبت پر اس گرشک آتا ہے
 دین خشک و لب تشنہ و چشم تر ما
 ہمارا خشک لب و اور پیرا سا ہونٹ، اور تر آنکھ
 ورق گل خجل ست از ورق دفتر ما
 گلاب کی بجلی ہمارے دفتر کے ورق سے شرمندہ ہے
 اے خوش آں روز کہ اید لبلا امت بر ما
 وہ دن کیا ہی اچھا ہو گا جس دن سلاحتی سے وہاں پہنوں آئیگا

ہر کہ گوید کہ کج رفت خدا را حافظ
 چو بھی کچھ کہو کہ اس کے لئے کج رفت کہاں چلا گیا
 گو بزاری سفرے کرد و بر رفت از بر ما
 کہہ داسے عاجز اگر سفر دیکھتا ہوں جہاں سے چلا گیا ہے

ہنگام نو بہار گل از بوستاں جدا
 ز بہار کے وقت، چوں کہ جن سے جدا
 تبیل بنالہ در چین آمد بہ صبح دم
 صبح کے وقت تبیل چین میں بنا لگتی چوئی آئی
 دنیا ست باغ کہنہ و انساں چو گو گند
 دنیا پر پناہ ہے اور انسان چوں گو گند
 افسوس کہیں حیات جہاں را کجا گذشت
 افسوس اگر یہ دنیا کی زندگی بیکار گئی
 بسیار خفتہ اند دریں خاک سیم تن
 بہت سے پائنتی بیسے ہم دلتے تک میں سوتے ہوئے ہیں
 چہ شدار و پائے بر سر این مردگان مند
 ہوش میں وہ اور ان مردوں کے سر پر بیڑ نہ کرے

یارب مباد و چہ کس از دوستاں جدا
 اے خدا ایسا کیوں نہ ہو، اور کوئی بھی دوستوں سے جدا
 از وصل گل ہی شدہ اندر خزاں جدا
 خزاں کے موسم میں پھول کے وصل سے جدا ہو کر
 ہر یک ز شاخ عمر کند باغیاں جدا
 ہر ایک کو باغیاں عمر کی شاخ سے جدا کر دیتا ہے
 افسوس دیگر آں کہ شود تن ز جاں جدا
 دوسرے یہ افسوس ہے کہ جسم جان سے جدا ہو جائے گا
 شاہان و نوع ووس بے از جہاں جدا
 بادشاہ اور دولہا، دنیا سے بہت وعدہ
 تنہا خاک خفتہ و از خا منماں جدا
 جو کہ ہے جدا تنہا خاک میں سوتے ہیں

ترک ہوا و حرص سخن حافظ انوں
 لے جا حافظ اب جو اور حرص کو چھوڑ دے
 بہر وصال دوست شو از این تو اں جدا
 دوست کے وہاں کے لئے اس آواز سے جدا ہو جا

ابن کر و غل لہذا
 کا کوئی حق نہیں ہے
 غلامان کے ظلم کا بدلہ
 دے گا۔
 حاجت کے معاملتیا
 آسان بھی رقیب بنا
 ہوا ہے۔
 سترے سترے میں جو
 خوبیاں ہیں وہ گلاب
 کی بجلی تو کہاں نسیب
 ہیں۔

سے سینے
 کوئی درد
 کسی نیت
 سے جلا ہو۔
 جسے طرح تازہ پھول
 شاخوں سے توڑنے
 ہلنے ہیں اسی طرح
 انسانوں کی عمر قطع نوبت
 جاتی ہے۔
 شان و آں کا نشاء
 ہوا اور حرص کی خوف
 ہے۔

ردیفِ با تے موحدہ

سایہ را باشد حجاب از آفتاب
سورج سے سایہ پر دے میں ہو جاتا ہے
ماو بے مہر م جو بر بند و نقاب
جب میرا ہونے ہو نقاب الٹ دیتا ہے
گرد را غوشش یہ مینم شب خواب
اگر رات کو خواب میں اس کو اچھی نینل میں دیکھ لوں
خالقہ معمور و درویشاں خراب
خالقہ و بھری ہے اور درویش بریشاں میں
آبرو بر باد دارم از شراب
شراب کی وجہ سے میں نے آبرو کو برباد کر دیا
مقتب را حد بیحد و حساب
مقتب کو کوڑے بے حد حساب
در دم از مے شال نذر آتش آب
تو ان کی شرب کا پانی نور آتش پر چڑھ کے
زیر دامن باد را در چوں حجاب
وہ دامن کے نیچے امیر کی طرح ہوا چھین ہون رکھتا ہے

حافظا و عطا و نصیحت گو ممکن

اسے حافظہ و عطا، ایزر نصیحت، کہہ دے، ذکر

ترک ترکان خطا نمود صواب

گنہگار خطا کے مستحقوں کا چھوڑنا درست ہے

کہ آمد ناگہاں دلدارم امشب
کہ آج کی رات ناگہان میرا عشق آگیا
بحمد اللہ تلو کر دارم امشب
بمدا اللہ میں آج کی رات نسیکوں کا ہوں
ز بخت خویش بر خوردارم امشب
میں آج کی رات اپنے نصیب سے بہرہ ور ہوں
چو منصور ارکشی بردارم امشب
اگر آج رات منصور کی طرح تو مجھے سولی پر چڑھائے گا
رسید از طالع میدارم امشب
آج کی رات میرے جانتے نصیب کی وجہ سے مل گیا

آفتاب از روئے او شد در حجاب
اس کے چہرے کی وجہ سے آفتاب پر دے میں چھپ گیا
دست ماہ و مہر بر بند حسن
حسن کی وجہ سے آفتاب اور ماہتاب کا ہاتھ بندھ دیتا ہے
از خیالم باز شناسد کے
کوئی بڑی سوچ سمجھت کو بھر نہیں پہچان سکتا
شاہراں مستور و مستال بے شکیب
مستحق بچے ہیں اور ست بے مہر مہرے ہیں
خون دل در جام دیدم از سر شک
آنسوؤں کی وجہ سے دل کا خون میں نے جام میں دیکھا
از جزلے باد می باید زدن
شراب کی خاطر مارنا چاہیے
سوز متاں گرد اندر متعب
اگر متعب دستوں کی سوزش کو سمجھنے کے
چہر کر از دیدہ شد باران اشک
جس کی آنکھ سے آنسوؤں کی بارش برے

تعالی اللہ یہ دولت دارم امشب

اللہ اکبر، آج کی رات مجھے کیا دولت ملی ہے

چو دیدم روئے خویش سجدہ کردم

جب میں نے اس کا سینہ چہرہ دیکھا تو سجدہ کیا

نہال عیشم از وصلش بر آورد

میرنی زندگی کی پورے نفا کے وصل کا سہل دیا

کشہ لقس انا الحق بر ز میں خون

خون زمین پر بہا، الحق کا نقش، کھینچ دے گا

بر ات لیلة القدرے پرستم

لیلة القدر کا خواب مجھے

سے محبوب کے چہرے
سے شکر آفتاب
چھپ گیا سب سورج
نکلتا ہے چھانڈا نقاب
ہو جاتی ہے۔
سے چاند اور سورج
اس کے دست بستہ
غلام کی ہے۔

تو اگر اس کا سوچو
وصال ہی حاصل
ہو جائے تو میں اپنی
ہستی کو گوارا دوں
میں سہاڑ
الین گونے
اپنے دور کیا
شراب خلتے بند

کر دے تھے اور تپ

مقرر کر دے تھے۔

ت بازن، اشک

کے بعد دست میسر

آجائے تو، اس کا

عمر چیت جائے گا

جیسے جو اسے بچیت

جائے ہے۔

تانا، لکھنے پر منصور کی

سوں لکھی تھی حکومت

کی رات مجھے محبوب سے

ایسا اتوار مال ہے کہ

میرے خون کا پتھر ملان

کا نقش قائم کر دے گا۔

برائے غم کہ اگر خود میر و دوسر
 میں اس کی غمانے ہوں کہ اگر سرجاتا رہے
 تو صاحب نعمتی من مستحق
 تو نعمت والا ہے، اور میں مستحق ہوں

کہ سرپوش از طبق بردارم امشب
 تو آج کی رات طباق سے سرپوش پشادوں
 زکوة حسن دہ حق دارم امشب
 حسن کی زکوة دے آج کی رات مجھ کا کفن ہے

ہمیں ترسم کہ حافظ محو گرد
 مجھے ڈر ہے، کہ حافظ محو ہو جائے گا
 ازیں شورے کہ در سردارم امشب
 اس شور سے جو آج کی رات میرے سر میں ہے

زباغ وصل تو یا بدریا ضل ضول آب
 رضوان کے باغ تیرے باغ وصال سے وقف حاصل کرتا ہوں
 چو چشم من ہمہ شب جو تبار باغ بہشت
 تمام رات میری آنکھ کی طرح بہشت کا چشمہ
 یہ جن عارض وقد تو بردہ اند پناہ
 تیرے نرسا اور تیرے حسن سے پناہ چاہی ہے
 بہار شرح جمال تو دادہ در ہر فصل
 موسم بہار سے ہر فصل میں تیرے حسن کی شربت کی ہے
 لب در بان تر لے بسا حقوق تک
 تیرے لب اور دہن کے تک سے بہت سے حقوق
 بسوخت ایں دل ما و بکام دل نرسید
 ہمارے دل سوخت ہو گیا اندازے مقصد تک نہ پہنچا
 گمان مبر کہ باد ویر تو عاشقان مستند
 یہ خیال نہ کر تیرے دور پر مدد، عاشق مستند
 مراد تو ربت شد نفس کہ جو ہر لعل
 تیرے ہونٹوں کے دروز میں مجھے نفس ہو گیا اکمل کے جوہر
 ہمیں عشق بہت رسیدہ ایدل
 اسے طلب عشق کی برکت سے تو باطن تک پہنچا ہے

رتاب جگر تو دار دشر اردوخ تاب
 ذائقہ کی ایک کی کوز مشن تیرے جگر کی سوز سے ہے
 خیال نرس مست تو میند اند خواب
 تیری مست دگر کانیال خواب میں دیکھتا ہے
 بہشت وطونی و طونی لہم و حسن ما آب
 بہشت اور طونی ہے ان کے لئے طونی اور مین ٹھکانا جو
 بہشت نرس جمیل تو کردہ در ہر باب
 بہشت نے ہر باب میں تیرا جمیل ذکر کیا ہے
 کہ بہت بر جگر ریش و سینہ ٹٹے کباب
 جین کباب بنے ہوئے سینوں اور زخمی جگر پر
 بکام اگر رسیدے نرسچے خون سباب
 اگر مقصد حاصل کر لیت تو خالص خون نہ بہتا
 خیر نداری ز احوال زاہدان خراب
 مست زاہدوں کے احوال کا مجھے علم نہیں ہے
 پدید میشود از آفتاب عالمتاب
 عالم کو مد مشن کرنے والے آفتاب سے بنتے ہیں
 زراہ بائے خط آمدی براہ صواب
 غلط راستوں سے توبہ سے راستے پہ پہنچنا ہے

مہل کہ عمر بہ بیہودہ بگذر حافظ
 اسے حافظانہ بیہودگی سے بیکار گذرے
 بکوش و حاصل عمر عزیزا در یاب
 کوشش کہ اور بیاری زندگی کا مقصد پانے

صبح دولت میدمد کو جام مجوں آفتاب
 دولت کی صبح نمودار ہو رہی ہے آفتاب سیاح جام کھن
 فرصتے زیں بہ کجا باشد بدہ جام شراب
 اس سے بہتر فرصت کہاں ہوگی شرب جام کا نام ہے

شائستگی کی رات
 امین وصحت حاصل
 ہے کہ اگر سرپوش پشادوں
 تو سانس لٹکا کر لیتے
 اور ثابت کردوں کہ
 وہ موجود اور انہی کا کفن
 شخص فریب ہے اور
 وجود ایک ہی ہے
 جو کبھی وصل کی
 جڑ میں ہی وہ جنت
 میں کبھی اندر
 تھما جو صاحب میرا
 لطف سے تباری میری
 ہے میرے حسن کے خلد
 تھما جنت کا حسن ہے
 ہے امان اس کھد کے
 عقاب میں عقاب
 کون
 ہے
 کا تیرے
 جو نہ کباب شد
 سینوں پر کف پاش
 کرتے ہیں۔
 ہے تیرے فتن سے
 عاشق ذرہ بہ سب ہی
 مست ہیں۔
 ہے جو کبھی جھوٹا
 ہے اور جھوٹا
 ہے عشق جھوٹی
 ہے عشق جھوٹی
 ہے جو عشق جھوٹی
 ہے۔



خانہ بے تشویش و ساقی یار و مطرب نہ لگو
 گوہر مسکون ہے، یار ساقی ہے، مطرب لطیف گو ہے
 شاہد و ساقی بدستاقان و مطرب باکوب
 مشفق اور ساقی بجاؤ دکھا رہے ہیں ناو مطرب رقص کر رہا ہے
 خلوت خاص مست جائے امن و زنجکاوا انس
 خاص خلوت ہے، امن کی جگہ ہے اور محبت کی سرگاہ ہے
 از خیال لطف مے مشاطہ چالاک طبع
 چالاک طبع مشاطہ شراب کے لطف کے خیال سے
 از تفریح طبع و زویر حسن و طرب
 تفریح طبع اور حسن و مستی کی آراستگی کے لئے
 جائے امن و یار ساقی و حرفاں کجیبت
 پڑا طیمان جنگ، اور ساقی یا باور یکدل دوست

موسم عیش ست و دور سانو و عہد شباب
 عیش کا وقت ہے ساغر کا دور ہے، اور جوانی کا زمانہ ہے
 غمخوار ساقی زخمیہ مے رستاں بردہ خواب
 ساقی کے تازہ و لذت کے لئے پرستوں کی کینیت داڑھا لگا ہے
 اینکہ می بنیم بہ بیدارست یارب یا خواب
 لئے خلیج جو کچھ میں دیکھ رہا ہوں بیداری میں سے یا خواب میں
 در ضمیر برگ گل خوش میکنم نہ ہاں گلاب
 گلاب کی خوشبو کے دل میں اچھی طرح گلاب بھر رہی ہے
 خوش بو ذکر کرتے ہیں جام بالعلیٰ مذاہب
 ندریں جام اور بچھے ہونے لعل کا جوڑ مسدود ہوتا ہے
 کردہ چشم مست ساقی مے رستاں خراب
 ساقی کے لئے مستی انکھوں کے لئے پرستوں کو مست کر دیا ہے

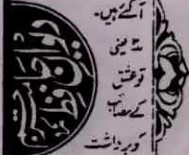
تا شادان نہ مشتری نہ رہاے حافظ را لکوش

جبکہ کہ وہ چاہتا تھا کہ موتوں کو جان میں ہو پیکر خرید نہ لے
 میر سادہ مردم لکوش زہمہ گل بانگ رباب
 ستاری آواز ہر وقت نہ رہو کے کالوں میں پڑ رہی ہے

گفت در دنیاں لنگم کہ کہیں غریب
 وہ بول دلاں کے کچھ مسکین رہیں، داریتہ بھول جاتا ہے
 خانہ پر دیتے چیتاب آردم چندیں غریب
 گھر کا پالا ایسے عجیب علم کی کیا تائیاں لہکتا ہے؟
 گرز خار و خارہ ساز و بسترو بالیں غریب
 اگر کوئی بڑی سی کاتوں اور کتب خلاصہ ساز و بسترو بالیں بنائے
 خوش فتادان خال مشکین سرت خنک غریب
 نادر نہیں رہتا، بڑا سوداہاں کی کیا جلاوطن ہوا ہے
 گرہ نمود در نگارستاں خط مشکین غریب
 اگر یہ جھگڑا ستان میں ایسا خط نادر نہیں ہوتا ہے
 مجبور گت ارغواں بر صفحہ نرس غریب
 یہ کائنات پر ارجون کا پتہ، عجیب نذر آتا ہے
 در سحر کہاں حذر کن چوں بنا لیں غریب
 سحر کے وقت جب یہ پروردیسی ناز کرے تو خود ہاں سے ڈر
 ورنہ خواہی ساخت مارا خست و مسکین غریب
 ورنہ ہمیں خستہ اور مسکین غریب بنا دے گا

گفتے اے سلطان خوباں رحم کن براں غریب
 میں نے آپ کے سینوں کے بادشاہ اس پروردیسی پر رحم کر
 گفتش بگذر زمانے گفت معذوم باطلہ
 میں غصاں سے باہر تھوڑی دیر کے لئے آنا سے کابل بچھ منہ نہ بچھ
 خفتہ بر سنجاب شاہی نازینے راہ غم
 شاہی سنجاب پر سوسے ہوئے نازینوں کو کیا غم؟
 اے کہ در زنجیر زلفت جان چندیں کشتا
 اسے وہ کہ تیری زلف کی زنجیر میں سے کشتاؤں کی جان ہے
 بس غریب فتادہ استاں مور خطا زخمت
 تیرے رخسار کے گرد، سبز، آفتاب کیا عجیب ہے؛
 می نماید طس مے در رنگ رشتے ہوشمت
 تیرے چاند جیسے چہرے کے رنگ میں شکر کا کس ایسا نظر آتا ہے
 گفتے اے شام غریباں طرہ شبنگ تو
 میں نے کہا ہے کہ وہ کہ تیری زلف سے زلفیں شام غریباں کیا
 باز گفتہ ماہن آن عارض گلگون ہوش
 پوچھنے کے کہا ہے میرے چاند گلچا ہیا رخسار چھپا

۱۔ اعلیٰ مطلب شراب
 کو کہتے ہیں۔
 ۲۔ یعنی جیسے ماہنگے
 ۳۔ اشعار محبوب کو کہتے ہیں۔
 ۴۔ آگے ہیں۔
 ۵۔ یعنی
 ۶۔ توفیق
 کے ساتھ
 ۷۔ کو برداشت
 نہ کر سکے گا۔
 ۸۔ سرخ نسروں کی طرح ہے
 اور شراب کو رنگ
 اور علانی ہے۔



گفت حافظ آشنایاں در مقام حیرت اند

ما فظ نے کہا ہائے دالے مقام حیرت میں

دور زور گزشتہ دستہ و سکن غریب

اگر ایک سکین اور غریب تخت ہر بیٹے کو بید نہ ہوگا

می دم صبح و کلبہ سحاب

صبح طلوع ہو رہی ہے اور پردہ تانے ہے

میچسکد زالر بر رخ لاله

لالہ پر ، شبنم پر رہی ہے

می وز در چمن سیم بہشت

چمن میں ، بہشتی پہاڑ آرہی ہے

تخت زریں زوہست گل چمن

پھول نے ، چمن میں زریں تخت بچایا ہے

لب و دندان تو حقوق منک

تیرے ہونٹ ، اور دانت ، منک کے حقوق

در میغانہ بستہ اندگر

شراب خسانہ کا دروازہ پھر بند کر دیا

در چنیں موئے عجب باشد

اس جیسے موسم میں ، تہب کی بات ہوگی

زاہد اے بنوش زندانہ

اے زاہد! زندانہ شراب پنی

گرتشاں زاب زندگی جوئی

اگر تو آب حیات کا متلاشی ہے

چوں سکندر حیات اگرتلی

اگر تو سکندر کی طرح ، حیات کا طالب ہے

بر رخ ساقی پیری پیکر

پڑی جیسے جسم واسے ، محبوب کے رو بہ

شادی روئے ساقی ہوش

چاند جیسے ، ساقی کے پیہرے کی خوشی میں

الصبوح الصبوح یا اصحاب

اے ساتھیو! صبح کی شراب لاؤ

المدام المدام اصحاب

اے دوستو! کبہ شراب لاؤ

خوش بنوشید داماے ناب

مسلسل ، خالص شراب خوب پیو

راح چوں لعل آتشیں دریاب

آتشیں ، لعل میں ، شراب حاصل کر لو

داشت بر جان سینہ ہائے کباب

رکھتے ہیں کباب سے سینوں کی جان پر

افتح یا مفتح الابواب

اے دروازوں کے کھولنے والے ہر کون رسے

کہ بر بندن میکہہ بشتاب

کہ شراب خسانہ جلد بند کر دیں

فالتوا اللہ یا اولی الکباب

اے عتقل والوا اللہ سے ڈرو

مے نوشیں بجویا تکباب

ستار کی دھن پہ ، شراب مانگ

لب لعل بکار را دریاب

تو مشرقی کے لعل جیسے ، ہونٹ حاصل کر

موسم گل ہوش بادۂ ناب

پھول کے موسم میں ، خالص شراب پی

ہو حافظ ہوش بادۂ ناب

حافظ کی طرح ، خالص شراب پی

حافظ اعظم مخور کہ شاد بہ سخت

اے حافظ اعظم! کھا اس لئے کہ نصیب کا محبوب

عاقبت بر کشد ز چہرہ نقاب

انجام کار ، پھر سے سے نقاب اٹھا لے گا

لاؤ ہر ایک پر رسے

اور خیرہ کو کچھ ہیں۔

۲۰ یعنی ہر چھایا ہلکتے

اور موسم خوشگوار ہے۔

۲۰ جگہ مست ہوئیں

جل رہی ہیں شراب کا

درد ضروری ہے۔

۲۰ یعنی شری دلان

پہنچے

۲۰ یعنی

۲۰ یعنی

۲۰ یعنی

۲۰ یعنی

۲۰ یعنی

۲۰ یعنی

۲۰ یعنی

۲۰ یعنی

۲۰ یعنی

۲۰ یعنی

۲۰ یعنی

۲۰ یعنی

۲۰ یعنی

۲۰ یعنی

۲۰ یعنی

۲۰ یعنی

۲۰ یعنی

۲۰ یعنی

۲۰ یعنی

۲۰ یعنی

۲۰ یعنی

۲۰ یعنی

ردیف تائے فوقانی

چشمِ میگوں لبِ خندانِ لُحْرمِ باو ست
ست آسمانیں، سکرنا ہونٹ، غرض دل سے ما ہے
اے سلیمان زمانِ ست کہ خاتمِ باو ست
وہ سلیمان زمانہ ہے اس لئے کہ انکو تمہاں کے پاس ہے
لاحرمِ بہتت یا کائن دو عالم باو ست
وہ محار و دو جہاں کے پانوں کی ہنسی تو ہے اس کی طرف ہے
متر آں دانہ کہ شد رهن آدم باو ست
اس دانہ کا راز جو کہ حضرت آدم کے تھے ہر جناح کا پتہ
چہ کنم بادلِ مجروح کہ مریم باو ست
میں زخمی دل کا کیا کروں، اس لئے کہ مریم تو اس کے پاس ہے
کشت مارا و دمِ عیسیٰ مریم باو ست
ہیں لہذا اور حضرت مریم کے عیسیٰ کی جہاں پہنچا سکے ہیں

حافظ از معتقدانست گرمی دارش

مانند معتقدوں میں سے ہے، اس کو معتقد سمجھو۔

زانکہ بخشایش بس روح مکرم باو ست

اس لئے ہے کہ مکرم لہجہ کی اس پر بخشش ہے

یار بس تاثیر دولت از کرد امی کوکب ست
لئے عملہ دولت کی یہ تاثیر کس ستارے کی وجہ سے ہے؟
ہر لئے در حلقہ در ذکر یارب یارب ست
ہر حلقہ میں ہر دل یارب یارب کے ذکر میں ہے
صد زارش گوان جاں ز رطوقِ غیب ست
لاکھوں ہڈیوں کی گردنیں اس کی خوری کے توش کے کھونٹ کے نیچے ہیں
در ہوائے آن عرق بہت بروزش ست
جب سے اس کے پینے کے عشق میں ہے ہمارا ہے
باشلیماں چوں بر آیم منکہ مومر مکب ست
سلیمان سے ہم کیسے نہیں کہ ہمارے سوزی چوں ہے
تا ج خورشید بلندش خاک نعل مکب ست
بند آفتاب کا جہاں اس کی سوزی کے نعل کی خاک ہے
زاع کلک من بنام ایزد و چنانی مشرب ست
محمد ایڑے تلوار کو اس قدر صاف مرتب ہے

آں شہِ چردہ کہ شیرینی عالم باو ست
وہ چہ کہ تمام دنیا کی مسکاس اس میں ہے
گرچہ شیریں دہناں پادشہاںدوے
اگرچہ تمام شیریں دہن، بادشاہ ہیں لیکن
رفعی خواست و کمال ہنر و دامن پاک
جسین چہرہ ہے، اور کمال ہنر ہے، اور پاک ہے
خالِ شکیں کہ بر آں عارض گندم گولت
کالا تیل، جو اس گندم گولت رخصار پر ہے
دلبرم عوم سفر کرد خدا را یاراں
میرے عشق نے سفر کا عزم کر لیا ہے، لہذا کہ لہذا دوستو
پاکہ ایں نکتہ تو ان گفت کہ آں سنیں دل
یہ راز کس سے سب جا سکتا ہے، لیکن اس سنیں دل نے

شہینہ سے مشرق
میں ملائے گئے تھے
صبا سے ہے۔
میں جس کے خیر وہ
جن دامن پر کھوت
کرتے تھے

میں

میں

میں

میں

میں

بتلاؤں کے اصرار
اس کے خفا کا تین
فردہ مانہ ہے
تو وہ رول کو زندہ
کرتا ہے، لیکن اس نے
ہیں لہذا
یہ حضرت سلیمان کے تھے
سوزی کے تھے ایک
ماہی مسافرت کو لاندہ
ایک ماہ کی مسافرت تھا
کوئے کرتا تھا۔

من خواہم کہ در ترک لعل یار و جامے
میں یار کے لعل اور شرب کے جام کو ترک نہ کر لوں گا

زاہل معذور داریدم کہ تم نہیں بہت
اسے زاہد دیکھے سفور کجھوہ سیرا مذہب ہے

آنکہ ناوک بردلم از زیر چستے میزند
وہ جو بھی جگاہوں کا تیرا سیرے دلیر چپا تا ہے
قوت جان حافظش در خند زریں است
مانند کی حسان کی خوراک اس کی مسکراہٹ میں ہے

آں شیک نامور کہ رسید از دیار دوست
وہ نامور قاصد جو دوست کے وطن سے آیا ہے

آورد در جزایں زخو خطا مشکبار دوست
وہ دوست کا مشکبار غصہ جان کا توفیق آیا ہے

خوش میدہد نشان جلال و جمال یار
یار کے جلال اور جمال کا بڑی خوبی سے چھوہ ہے

خوش می کند حکایت عز و وقار دوست
دوست کی عزت اور وقار کے نشے وہ توفیق بیان کر رہا ہے

جان دلداش بجز وہ و تجلیت ہی برم
انعام میں میں نے اس کو جان دیدی ان میں غرضہ جہاں

زین نقد لم عیار کہ کردم تشار دوست
کم جو ہر نقد کی دست سے جو میں نے دوست پر بچا اور کیا

سیر سپہر و دور فرما چہ اختیار
آسان کی گردش اور چاند کے چکر کو خود کیا اختیار ہے؟

در گردش اندر حسب اختیار دوست
وہ دوست کے اختیار سے توفیق میں میں

شکر خدا کہ از مدد بخت کار ساز
خدا کا شکر ہے کہ کار ساز نصیب کی مدد سے

بر حسب مدعاست ہم کار و بار دوست
دوست کا تمام کار و بار، تمہارے مطابق ہے

گر بادقنہ ہر دو جہاں را ہم زند
گر قنہ کی ہوا دونوں جہاں کو بھی در ہم پہنچ کرے

ما و جریغ چشم فرہ انتظار دوست
میں ہونگا اور آنکھ کا چرغ ہم کو ان دوست کے انتظار کا راستہ

کحل الجواہر ہے من آراکے لیم صبح
لے صبح کی نسیم ابر سے لئے کحل الجواہر ہوا

زال خاک نیک بخت کہ شد گذار دوست
اس خوش نصیب قناک کا، جو دوست کا راستہ بنی

مایم و آستانہ عشق و سرنیاز
ہم ہیں ماور عشق کی جو کھٹ اپر نیاز مند کی کامر

تا خارج شکر ابر و اندر کنار دوست
دیکھے نہیں دنیا کس کو دوست کی نخل میں جو بختیاتی ہے

دین بقصد حافظ اگردم زند چہ پاک
مانظ کے ارادہ سے اگر دشمن تصد کرے تو کیا ہر وہ ہے

مہنت خدائے را کہ نیم شمار دوست
خدا کا احسان ہے جو میں دوست سے شرمندہ نہیں ہوں

آں ترک پری چہرہ کہ دروش از بیارفت
وہ پری چہرہ مسنونتی جو گزشتہ راست جا سے پہلے سے نکل گیا

آیا چ خطا دید کہ از راہ خطا رفت
تسلیم کیا خطا دیکھی جو خطا کے راستے سے نکل کر چلا گیا؟

تارفت مرا از نظر آں چشم جہاں میں
دنیا ہو کر دیکھنے والی آنکھ جیسے میری آنکھ کے کھلنے سے نکلے ہے

کس آقف مانیست کہ از دید جہا رفت
کسی کو کہانے ہائے میں نظر نہیں لگتا کہ جہاں سے چلا گیا

بر شمع نرفت از گذر آتش دل دوش
کھل راست، دل کی آگ کی وجہ سے شمع پر نہ گزرا

آں دو دکہ از سوز جگر بر بارفت
وہ دھواں جو جگر کے جلنے سے مہاسے سر پر سے گزرا

ما میں دوست کا
خط میری جان کی قلت
کا توفیق ہے۔

سے اگرچہ قاصد کے
قدوں پر تھکاں بند
کری لیکن میں شرمند
ہوں کہ اتنی چیز نثار
نہ کر سکا۔

سے دنیا کا کوئی تیز
چارے عشق کو نہیں بدل
سکتا ہے۔

کا مصروف
کے کوہ
کی گرد
ہاں کا کہ
کوئی ملات

بختی ہے ہوسر کہ ہون
بختی ہے۔

شہ میں دشمن گر مانفا
کے خون کا خواہاں ہے
تو کوئی کھڑ نہیں جسک

دوست لڑتی ہے۔
شہ میں ہول جٹنے سے
شع کوہ تکلیف نہیں

ہونے ہے جو میں ہوتی
ہے۔

دور از رخ تو دمیدم از گوشه چشم
تیرے چہرے سے دور میری آنکھ کے گوشے سے دمیدم
از بایے قتادیم جو آمد شب ہجران
جب قشب ہجران آئی تو ہم لوٹ لوٹ ہو گئے
دل گفت صالہش بدعا با تو ایا یافت
دل بولا اے دل کا رسالہ دُعا کے ذریعہ دوبارہ ماں کیا یا ملکتے
احرام چہ بندیم کہ آں قبل نہ اینجاست
ہم کہیں احرام باندھیں، قبل تو اس جگہ نہیں ہے
دلی گفت طیب از ہر حسرت چو راوید
کن طیب نے جب مجھے دیکھا، حسرت سے کہا

سیلاب مرشک آمد و طوفان بلا رفت
آنسوؤں کا سیلاب آیا اور بلا طوفان انصاف
در دردمانم کم خوار دست و وارفت
جب ہاتھ سے دو اکل گئی تو ہم درد میں مبتلا رہ گئے
عمریت کہ عمر ہم در کار دعا رفت
ایک نادر گوار گیا ہے کہ میری عمر تمام تو دعا میں صرف ہو گئی
در سعی ہر کوشم کہ از مر و صفارفت
سوی میں ایک کوشش کر رہا ہوں، مر و صفارفت سے مدد ملے گی
ہیبت کہ درد تو ز قانون شفا رفت
ہم نے افسوس کیا کہ تیرا درد تو شفا کے قانون سے باہر ہو گیا

اے دوست پر سیدن حافظ قدمے نہ
اے دوست! اما نذکی طویح پرستی کے لئے ایک قدم دھر
زاں میں کہ گویند کہ از در فنارفت
اس سے پہلے کہ لوگ کہیں کہ وہ دنیا سے چلا گیا

اے شاہد قدسی کہ کشد بند لقا بہت
اے مقدس! نبوب بگون ہے جو تیرے نقاب کے بندھنے کو
رفتی ز کسار من دل خستہ بنا کام
نا کام کر کے تیرا سہا کے پہلو سے تو روانہ ہو گیا
خواجہ بشارت دیدہ دریں فکر جگر سوز
اس جگر سوز خیال سے میری آنکھوں سے نیند اڑ گئی
درویش نمی برسی و تو رسم کہ نہا شد
تو فقیر کی پرستش نہیں کرتا ہے اور مجھے نہ ہے
راہ دل عشاق ز دواں چشم خماری
اس خماری والی آنکھ نے عاشقوں کا دل لوٹ لیا
تیرے کہ زدی بردلم از غرہ خطارفت
ناز کا تیر جو تو نے میرے دل پر چھلایا، وہ جو تک گیا
ہر نالہ تو فریاد کہ کردم لشنیدی
میں نے سب توں قدس تر میں نالہ اور فریاد کی تو نے نہ سنا
اے قصر دل افروز کہ منزل کہہ انسی
اے دل کو روش کرنے والے عسقلان تو مجھ کی منزل ہے
دورست سر آب دریں بادیمیشدار
اس صحرا میں پانی کا کنارہ دور ہے، مجھ سے

وے مرغ بہشتی کہ دید داند و آبیت
اے بہشتی چڑیا گون ہے جو تجھے آب و روانہ سے
تا جائے کہ شد منزل و ماوائے کہ خوابت
کس کا گہری منزل چلا کر گناہ نما آتروں خواجہ ہے
کا غوش کہ شد منزل آسائش و خوابت
کہ تیرے آرام اور نیند کی منزل کس کی آنسو سف سے
اندیشہ آمرزش و پروا کے خوابت
کہ تجھے سنبھانے تک نہ کرے اور خواب کی پروا نہیں ہے
پیدا ست ازین شیوہ کہ مست شربت
اس سے یہ بات ظاہر ہے کہ تیری شرابہ شہلی ہے
تا باز جہ اندیشہ کن رائے صوابت
معلوم تیری درت رائے اب کیا سوچے؟
پیدا ست نگار کہ بلندت جنابت
لے مسخوق بن گیا ہے تیری بارگاہ بیت بلند ہے
یارب نکتہ آفت آیام خرابت
خدا کے نکتہ دانگی آفت تجھے برابر نہ کرے
تا غول بیابان نہ فرمید بر سر ابست
تاکر جنگل بھوت، تجھے سراب کا فریب دے

ہا جبکہ ہلا کہ بہ مقصد
ہماری غفلتوں سے
قائب ہو گیا ہے تو
احرام کس کے لئے
باندھیں اور کس کے لئے
کریں۔
اے رفیق! عشق کی دوا
شیخ ابوعلی سینا نے اپنے
تائون اور شفا کتاب
میں تحریر نہیں کی ہے۔
اے عاشقوں
کے ساتھ
چلا نکر
تاکر آخرت
تیرا سیلاب ہے۔
تیرے تیرے چشمے ایک
تو یہ گیا ہوں غلوں سے نڈ
تیرا لگا اوروہ ہے۔
اے راجہ جنت و شہان
دھر کے کہ بیت ہے
سراب کو کھانا چاہئے
ہو شیار بنا جا ہے۔

تا در روی پیری بچہ آہیں روی اے دل
لے دن بڑھانے کے راستے میں کسی غم پر چلے گا

بائے بغلط صرف شد آیام شبامت
اب، تیری جوانی کی عمر تو غلط کئی

حافظ نہ غلامیت کہ از خواجہ گرز

ماخذ ایسا غلام نہیں ہے، جو آتا سے بھاگتے

لطف کن و باز آ کہ خراب کم ز غنابت

ہر ذائقہ گزے اور باز آ جا کیونکہ تمہارے مقابلے تیار ہیں

اے ہر ہر صبا بسا بی فرستمت
لے باد صبا کے وہاں میں تجھے سب سے پہچانیں

بنکر کہ از کجا بجا می فرستمت
سچو سلا میں تجھے کہاں سے کہاں پہنچ رہا ہوں

حیف است طائے چو تو در خاک لہان ہر
زمانہ کے خاکدان میں، تجھ جیسے بڑے نام نہاں علم ہے

زینجا آشیان وقامی فرستمت
میں تجھے اس جگہ سے دفن آشیانہ میں کیجئے رہا ہوں

در راو عشق مرحلہ فریب لعدنیست
عشق کے راستے میں دوری اور نزدیکی کا سہارا نہیں ہے

می بینمت عیان دعای فرستمت
میں تجھے کھلم کھلا دیکھ رہا ہوں، تیرے لئے دعا بھیج رہا ہوں

ہر صبح وشام قافلہ از دعائے خیر
ہر صبح اور شام کو دعائے خیر کا قافلہ

در صحت شمال و صبا می فرستمت
بڑے دل اور بچھوڑا کے ساتھ تیرے لئے بھیج رہا ہوں

در روزے خود قفر ج صنع خراب کن
لینے چہرے میں خدا کی کارگیری کی سیر کر

کابینہ خدائے تمامی فرستمت
میں تیرے پاس، خدا کا آئینہ بھیج رہا ہوں

تا اشاعت نکت دلک دل خراب
تاکہ تیرے غم کا شکر دل کے ملک کو تباہ نہ کرے

جان عزیز خود بفرامی فرستمت
اس لئے میں اپنی بیاد کی جان کو تیرے پاس نہ بھیج رہا ہوں

ہر دم غمے فرست مرا و بگو بن باز
ہر دم میرے لیے غم روانہ کرادو، باز سے کہہ

کامیں تحفہ از برائے خدای فرستمت
کہ یہ تحفہ خدا کے لیے، تیرے پاس بھیج رہا ہوں

اے غائب از نظر کشدی، غمشین دل
اسے نظر سے غائب کر دو، اگر تو دل کو سب نہیں ہے

می گویمت دعا و شامی فرستمت
میں تجھے دعا دیتا ہوں اور تیرے پاس تلوار بھیج رہا ہوں

آمطر باں ز شوق منت آگہی دہند
تاکہ گریہ تیرے عشق سے تجھے باغیہ کر دیں

قول وغزل باز و نوامی فرستمت
قول اور غزل میں ساکاراؤ، تیرے پاس بھیج رہا ہوں

ساقی بیبا کہ با لطف غیبی بشارت گفت
اے ساقی، تیری بشارت نے غم کو خیر بنا دیا ہے

باد در صبر کن کہ دوامی فرستمت
درد پر صبر کر، کیونکہ میں تیرے پاس دوای بھیج رہا ہوں

حافظ سرور مجلس ما ذکر خیرت

بے مائدہ جاری مجلس کما کما تیرا ذکر خیر ہے

تعمیل کن کہ اسب وقیامی فرستمت

جلدی کر، میں تیرے پاس کھوڑا اور بیجا بھیج رہا ہوں

اے غائب از نظر بخدای پیارمت
اے نظر سے دور میں تجھے خدا کے پیوستہ ہوں

جانم بسوختی و بدل دوست ہارمت
تسک تیری جان جلاؤ، اے دوست، تجھے دل سے جاتا ہوں

حضرت میلان نے
ہر ہر نمے کو نہیں
احوال معلوم کرنے کے
ملک سبکی لطف کا
کیا تھا۔
عشق و محبت کا
نما ظاہری فاضلے
باقی نہیں ہے
یہ
یہ عجیب
کا چہرہ
غلطی کا آئینہ ہے۔
عہد مجرب بھی ہمارے
لئے تحفہ ہے۔
یہ دلکش اور مجلس
میں بلائے تجھے تو شک
اور سواری بھی دیتے تھے۔

تا دامن کفن نہ کشم ز مریائے خاک
 جب تک کفن کا دامن میں فاسک تھے پیچھے کچھوں کا
 گر ایامِ شدن سوائے باروتِ باہلی
 اگر باقی نالے ہادست کی لڑت مجھے جانا پڑا

محرابِ ابرواں بہتا ماسحِ کعبے
 ابروؤں کی محراب دکھا، تاکہ صبح کے وقت
 خواہم کہ پیش میرمت لے ہو وفا جلیب
 لے ہو وفا جلیب ہمیری خواہش ہے کہ تیرے ملنے جان وصل

صد جمعے آبِ بیتام از دیدہ در کنار
 آنکھوں سے، پیلو میں میں نے پانی کی تونری بنائی ہے
 تو نمِ ریخت و از غمِ بحرمِ خلاص داد
 بیسرا خونِ بہا یا، اور مجھے جہمِ جبر سے چھڑا دیا

می گریم و مرادم ازین چشمِ اشکیار
 میں رہتا ہوں اور ان آنسو بہانے والی آنکھوں کی تیرے
 گردیدہ قدم کند آبتنگ دیگرے
 اگر میری آنکھ اور دل کسی دوسرے کا قصد کریں

بارم وہ از کرمِ بر خود تا بسوز دل
 مجھ نے پاس پائے کرم سے بار یا دیدے سے تاکہ دل کی تونری کیا تہ
 حافظ شریف شاہد فرزندنی وضعیت
 لے ما لفظ نثر اب اور مشوق اللہ سے تیری وضع نہیں ہے

نی الجلمہ سینی و فر و میگذا رمت
 بچوگی تو کرتا ہے اور میں مجھے صاف کرتا ہوں

اگر یہ لطفِ سخوانی مزید لطافت
 اگر تو ہر بانی سے بلائے، مزید مہربانی ہے
 بیانِ وصف تو گفتن نہ جاہلکان است
 تیرے وصف کا بیان کرنا اہلکان کی حد سے باہر ہے

چوسر و سرکش لے یار سنگدل از ما
 لے سنگدل یا مانو جو کہ سرک طرح ہم پر کش کی کر لے
 ز چشمِ عشق لوان دیدے شایر ما
 ہارے کشور کے چہرے کو عشق کی نگاہ سے دیکھا جاسکتا ہے

ز مصنفِ ریح دلدار آیتے بر خوال
 مشوق کے رشتے کے قرآن سے کوئی آیت یاد کر لے

باور مکن کہ دست زد ا من بدار مت
 شیونہ کو میں تیرے دامن سے دست بردار ہوں گا
 صد لوند ساحری بجھتا یا بیار مت
 سرتقم کے جاودہ گردن کا، تاکہ تجھے صحیح بلادن

دستِ دعا بر آرم و در گردن اوست
 دعا کے لیے ہاتھ اٹھاؤ، اور تیری گردن پر ڈالوں
 بیمار باز پرس کہ در انتظار مت
 بیمار کو پھر مجھ سے لے کر تیرے انتظار میں ہوں

بر لوئے تخم مہر کہ در دل بکار مت
 جنت کے اُس بیج کی رو سے جو میرے سر دل کی بوند
 منت پذیر غمخوار خنجر گزار مت
 میں تیرے ناز و ادا کے خنجر کا نمون ہوں

تخمِ محبت مت کہ در دل بکار مت
 جنت کا روئے بیج ہے جو میرے دل میں بوڑوں
 آتش زخمِ در دل دیدہ برار مت
 اس دل میں ناک کی درون اور تیری غلامی تاکہ نکال دلاں

ز ریات و میدم کہ از دیدہ بار مت
 تیرے یوں بستی مانا تو کھر سے ہے دے پرتی تھانہ بار دلاں

وگر یہ تہریرانی درونِ ماضی است
 اور اگر غفرت سے نکال دے غمخیزی ہا لاطافِ صاف ہے
 چرا کہ وصف تو مرسلِ خدو و صفا است
 اس لیے کہ تیرے اوصاف بیان کی حد سے باہر ہے

چہ چشمہ شاست کہ بر رویہ تا طراف است
 ادا سے کس قدر نچھا ہیں، جہاں سے چہرے پر نہر کی ہیں
 کہ نورِ چہرہ خوبان ز قاف تا قاف است
 اس لیے تو حسینوں کے چہرے کا نور و قاف سے قاف سے

کہ آں بیان مقامات کشف کشف است
 اس لیے کشف اور کشف کے مقامات کا بیان ہے

چاہو باہلی میں باروت
 جاودہ کر قید ہے۔
 میں اپنے آنسوؤں
 سے اس گم کو پانی بنے
 رہا ہوں جو میں نے
 تیرے دل میں بولی ہے
 تاکہ وہ بار آور ہو۔
 میں یہ ممکن نہیں ہے
 کہ تیرے من کا پورے
 کیا جاسکے۔
 میں
 قیوں
 کے سامنے
 شرمندہ ہونا
 پڑتا ہے۔
 میں شہر ہے کہ رو
 قاف تمام دنیا کو
 چاہوں طرف سے
 کیسے ہوتے ہے۔
 میں علم قیوں میں غلام
 ز جنتی کی شہر ہے کہ تہ

عذو کہ منطق حافظ طمع کسند در شعر

دشمن جو شعر کہنے میں کلام کے کلام کا لاج کرتا ہے

ہاں حدیث پہاوی و طریق خطابت

یہ تو وہی ہاکی ہاست اور ابابیل کا قصہ ہے

اگرچہ بارہ فرح بخش و یاد گل ہرست

اگرچہ شراب خوشی پسہ لاکر یزالی اور ہوا جتا تو لہ ہے

صلحیہ و حریف گرت بدست افتد

صلحی اور دوست اگر ترے ہاتھ آجاتیں

در آستین مرقع پیالہ نہاں کن

گڑھی کی آستین میں، پیالہ چھپانے

ز رنگ بارہ بشوید خرقہ بازا نشک

گڑھی کے شراب کے رچنے تو خروں سے دھولے

مجوی عیش خوش از دور و از کون سپہر

آسمان کے لئے چکرے خوشی رو عیش کا مشلاشی دین

سپہر بر شدہ پرویز نیست خوں اقبال

لینہ آسمان، ایسی خون چھڑکنے وال چھٹتی ہے

ہر آنچہ میرب از نور فیض سبحانی

اللہ کے فیض کے نور سے ہر کچھ پہنچتا ہے

عراق و پیارس گرتی لشعر خود حافظ

لے جان لکارتے لپٹے اشعار سے عراق اور پیارس پر تعلق رکھتا

بیا کہ نوبت بغداد و وقت تبریزت

آہا کہ اب تو بغداد کی باری اور تبریز کا وقت ہے

اگرچہ عرض ہنر پیش یار بے ادبیت

اگرچہ بار کے سامنے کسی ہنر کا پیش کرنا ہے ادب ہے

بہر می نہفتہ رخ و دیو در کر شتم و ناز

بہر می نہ ہنر چھپایا اور دیو کر شتم اور ناز رکھتا ہے

سبب میرس اگر چرخ از چہ سفلہ پرو شد

اس کا سبب نہ پوچھو کہ آسمان کیوں پرو کر رہ گیا ہے

ازیں زمین گل بے خار کس خمید آرے

اس زمین سے جے لکٹے کا جھول بھی لے نہیں چتا بیشک

خشن ز بھر و بلال از جہش صہبیز از رم

بعروسے حسن، جہش سے بلال، دم سے صہبیز

یہ عروسے حسن، جہش سے بلال، دم سے صہبیز

بیانگ چنگ جوئے کہ قسب تیزست

ستار کی آواز پر شراب دل پاس لگے قسب بہ تیز ہے

بعقل کوش کہ آیام فتنہ انگیزست

تو بھی عقل کا کام کرو زمانہ بہت فتنہ انگیز ہے

کہ بچو چشم صراحی زانہ خونریزست

اس لئے کہ زمانہ، صراحی کی آنکھ کی طرح خونریز ہے

کہ موسم و سرع و روزگار پر ہیزست

اس لئے کہ تقوے کا موسم اور روزگار پر ہیز ہے

کہ صاف اس سرخ حمار دی آمیزست

اس لئے کہ اس کے اوپر کی صاف بھی تو آمیز ہے

کہ قطہ اش سرکسری و تاج پرویزست

کہ اس کا ایک لپکے قندو کسری کا سر اور پرویز کا تاج ہے

نصیبہ دل نخصہ کہ شب سخنیزست

اس شخص کے دل کا مقدر ہے اور شب سخنیز ہے

عراق و پیارس گرتی لشعر خود حافظ

لے جان لکارتے لپٹے اشعار سے عراق اور پیارس پر تعلق رکھتا

بیا کہ نوبت بغداد و وقت تبریزت

آہا کہ اب تو بغداد کی باری اور تبریز کا وقت ہے

زبان خموش و لیکن زبان از ع بیست

زبان خاموش ہے لیکن نغمہ غری سے بھرا ہے

بسوخت عقل ز حیرت کرا حق الو جحیت

حیرت سے عقل جل گئی کہ یہ کیا کرا ہمیں ہے

کہ کلام محنتی اور اہمانہ بے اسبیت

اس لئے کہ اس کی مطلب محنتی کے لئے بلکہ جی کا بہانہ ہے

چراغ مصطفوی با شتر لوہبیت

مصطفوی چراغ، لوہبیں پٹ کے ساتھ ہے

ز خاک مگر ابو جہل اس جہ لوہبیت

مذکی خاک سے ابو جہل! یہ سب لوہبیں ہے

مذکی خاک سے ابو جہل! یہ سب لوہبیں ہے

۱۔ ظاہر ہے کہ یہاں اور
ابابیل میں کوئی نسبت
نہیں ہے۔

۲۔ زمانے سے خاص

عیش کی ترشہ نہ کر۔

۳۔ یعنی جو شخص کے قولے

آسمان برساتا ہے

اس میں کہہ سکتے ہیں

اور پرویز کے تاج کی

آئینہ ہے۔

۴۔ اپنے جہش کر کے

۵۔ یعنی باہن ذلیل ہیں

اور نااہل و عوج و پشیمانی

۶۔ یعنی کہیں کو بلا

سبب فرج

۷۔ ہے۔

۸۔ ہے۔

۹۔ آہ خور

۱۰۔ صیحا ابواب

۱۱۔ کنیتیں مشہور ہے۔

۱۲۔ یعنی کوئی بزرگ

۱۳۔ خاک سے ابو جہل پیدا

۱۴۔ ہوا اور دوسری

۱۵۔ مرزمنوں سے

۱۶۔ بڑے بڑے بزرگ

۱۷۔ پیدا ہوئے۔

۱۸۔ عہد شہزادہ امین ہوئے

۱۹۔ شراب خانے بنکر کر

۲۰۔ خوب نظر کر دے

۲۱۔ تھے۔ اس مظلوم نے

۲۲۔ واقعتاً پر طنز ہے۔

جمال دختر ز نور چشم ماست مگر
 آنکس کی بیخاستن پاری آنکس کا نور سے لیک
 دولتے در خود انکوں ازاں مفرح حوی
 اب اپنے درد کی دوا، اُس مفرح سے بخش کر
 بنیم جو نیم طاق خانقاہ و رباط
 خانقاہ اور لنگر خانہ کے مابین تو ہے جو ہیں کی خرید
 ہزار عقل و ادب و دانشم من لے خواہ
 اسے صاحب ہیں ہزار عقل و ادب و دانشم

کہ در نقاب ز جامی و مردود عنیت
 نگہ ز جامی نقاب اور نہیں پرے میں ہو
 کہ در صراحی چینی و شیشہ مطہیت
 جو چینی مرا می اور چینی بون میں ہو
 مرا کہ مصطبہ ایوان و پائے خم طبیعت
 کیوں کہ میرا عمل خرابی خانہ اور بلند تہہ، پائے خم ہے
 کنوں کہ مست و خرابی صلا کے لادہ نیست
 اب جبکہ میں مست اور خراب ہوں تو بے لادہ کی صدا ہے

بیارے کہ جو حافظ مدامم استفاد
 شرب ہماں لئے کہ حافظ کی طرح ہیشہ میری استفاد
 بگریہ سحری و نیاز نیم شبیت
 مجھ کے وقت کوئے اور آدمی رات کے مجھ کے ساتھ ہے

اے نسیم سحر آگمہ یار کجاست
 اے صبح کی شکر یار کی آرام نگاہ کجاست ہے؟
 شب تارست و رہ وادی آئین پیش
 رات نہ میری ہے اور وہی آئین کا راستہ در پیش ہے
 ہر کہ آمد یہاں لقمش خرابی دارد
 جو ہیں دنیا میں آیا ہے خرابی کا نقش رکھتا ہے
 آنکس مست اہل بشارت کشارت اند
 اہل بشارت وہ ہے، جو اشارہ کے
 ہر سر موعے مرا با تو ہزاراں کارست
 میرے ہر درد کے کو، مجھ سے ہزاروں کام ہیں
 عاشق خستہ ز درد غم ہجر تو لبوخت
 خستہ، عاشق تیرے فراق کے غم میں مل گیا
 باد و مطرب و گل جلمہ نبات و لے
 شارب اور گویا اور پھول سب نسبتاً ہیں لیک
 عقل دیوانہ شد ان سلسلہ تمثیل کو
 عقل دیوانہ ہو گئی ہے، مگر پیری کہاں ہے؟
 دل از موعود و صحبت شیخ ست لعل
 میاں دل عبادت خدا اور شیخ کی ہم نشینی سے نکلے ہے
 باز پرید ز گیسوے شکن پر شکنش
 اس کی چچی در بیگہ زلفوں سے پھر پوچھو

منزل آں میر عاشق کش عیار کجاست
 اُس ماہی بخش، شون، سپانہ کی منزل کہاں ہے؟
 آتش طور کجا و وعدہ دیدار کجاست
 کو طور کی آگ کہاں ہے، دیدار کا وعدہ کہاں ہے؟
 در خرابات پر سپید کہ شیار کجاست
 شرب خانہ میں یہ نہ پوچھو کہ شیار کہاں ہے؟
 محکمہ ہست لبے محرم اسرار کجاست
 کئے تو بہت ہیں، رازوں کا محرم کہاں ہے؟
 ما کجا نیم و نصیحتگر بیکار کجاست
 ہم کہاں ہیں ماور فضل نصیحت کرنے والا کہاں ہے؟
 خود نیرسی تو کہ آں عاشق غمخوار کجاست
 تو خود یہ نہیں پوچھتا ہے کہ وہ غمخوار، عاشق کہاں ہے؟
 عیش بے دوست بیدار کجاست
 دوست کے بغیر عیش نہیں، آپس میں دوست کہاں ہے؟
 دل ز ما گوشہ گرفت از غم دل کجاست
 دل نے ہم سے کنارہ کر لیا، غم کی گرفت کہاں ہے؟
 یار تر سا بچہ کو خانہ خمار کجاست
 آتش پرست زاد، یار کہاں ہے، خالی کی بیٹی کہاں ہے؟
 کیس دل غمزدہ اش گشتہ گرفتار کجاست
 کہ یہ غمزدہ دل، جو اس کا گرفتار ہے کہاں ہے؟

مولانا جامی اور شیخ آگمہ
 کے ہر دور کے نام
 کہی ہیں۔
 اے حضرت موسیٰ کو روئے
 آئین میں تکیا رب کا
 دیدار ہوا تھا۔
 اے نیکوں کا ستا ہونا
 نہیں ہے۔
 کہ جب اس دور کی
 واسطیل ہے فزاع

کی نصیحت
 انور
 بیکار
 ہے
 ہر وہی
 عقل کو زلفوں کی لہریں
 کی فرصت ہے۔
 نہ نکلے وہاں سے اس کو
 تلاش کر کے لائیں۔

حافظ ازبا درخزاں در چین دہر مرغ
 اسے مانگنا ماز کے بہن میں خزاں کی ہوا کے رنجیدہ تہو
فامعقول بفرما گلے خار کی است
 صحیح بات سوجھ بول کاٹنے کا بچوں کہیاں ہے؟

امروز شاہ انجمن دلبران کیست
 آج دلبروں کی انجمن کا بادشاہ تو ایک ہی ہے
 من بہر آں کیے دل و دین دیدہ مہیار
 تیسرا ہی ایک کی خاطر ناگردین تیار کر دیا ہے
 سو دنیائے عالم پست دار را بلوی
 خود پسندی کی دنیا آٹھے دیوانوں سے کہدو
 خلقے زبان بدعوتے عشق کشاہ اند
 لوگوں تیسرا سے عشق کے عرصے میں زبان کول ہے

دلبر اگر ہزار بود دلبر آں کیست
 دلبر اگر ہزار بھی ہوں وہ دلبر ایک ہی ہے
 عیلم مکن کہ حاصل ہر دو جہاں کیست
 مجھ تک نہ لگا اس کے کہ دونوں جہاں ہنسا ایک ہی ہے
 سراپا یہ گم کنند کہ سو دوزیاں کیست
 سراپا کو گم کر دھاس لے کر نفع اور نقصان کہاں ہے
 لے من غلام آنگہ دلش نیازاں کیست
 میں اس کا غلام ہوں جن کا دل آندہ نیازاں ایک ہے

حافظ بر آستانہ دولت نہادہ سر

حافظ نے دولت کی چوکت پر سر دھر دیا ہے
دولت در آں سرست کہ یا آستانہ کیست
 خوش نصیبی اسی سر میں ہے جو چوکت کے ساتھ ٹکرا گیا ہے

آلشہ لشد کہ در میکدہ باز ست
 تھلا کا احسان ہے تھک دیکھہ کا دروازہ کھلا ہے
 خمہا ہمہ در جوش و غرور شند ز مستی
 سستی کی وجہ سے تمام شکل جوش و غرور میں ہیں
 از لے ہمہ مستی و غرور ست و مجبر
 اس کی جانب سے تمام تر سستی اور غرور اور مجبر ہے
 شرح شکیں ز لطف تم اندر خم جہاں
 محبوب کی بیچ در بیچ، بزلفوں کی سرنگ کی شرف
 بار دل مجنون و خم طرہ لیلست
 مجنون کے دل کا جوہر اور لیلی کے گیسو کا بیچ ہے
 بر دوختہ ام دیدہ جو باز از ہمہ عالم
 باز کی طرح تمام جہاں سے میں نے آنکھیں سی لی ہیں
 رازیکہ بر خلق نہفتیم و تکفیم
 جو دن ہم نے تمام خلق سے نہ کہا اور چھپایا
 در کعبہ کوئے توہر آنکس کہ در ایہ
 جو تیرے کوچہ کے کعبہ میں آج ہے

ز انر و کہ مراد را و روئے نیاز ست
 اس طرح ہے کہ میرا بجزی کا چہرہ اس کے دلوں پر ہے
 وان کے کہ در آنجاست حقیقت مجاز ست
 وہ شراب جو ان میں ہے وہ حقیقی ہے مجاز ہی نہیں ہے
 وز ما ہمہ بیچارگی و عجز و نیاز ست
 ہماری جانب سے تمام تر بیچارگی اور عجز و نیاز ہے
 کو تہ ستواں کہ در کس اقصہ مر از ست
 مختصر نہیں ہو سکتی، کیوں کہ یہ لبا قصہ ہے
 رخسارہ محمود و کف پائے نیاز ست
 محمود کا رخسارہ اور ایاز کے پیر سے تلوایا ہے
 تادیدہ من بر رخ زیتاے تو باز ست
 جب سے میری آنکھ تیرے رخ زیا پر کھلی ہے
 بادوست بگویم کہ او محرم راز ست
 دوست سے کہیں گے، کیونکہ وہ محرم راز ہے
 از قبلہ ابروئے تو در عین نماز ست
 تیرے ابرو کے قبلہ کی وجہ سے، عین نماز میں ہے

لہذا کمال عشق تکلیف
 کے بغیر نہیں ہے۔
 سہ دنیا میں تمہاری ہے
 ہیں لیکن میرے پیر کا
 دل انا صفاں کیساں
 ہے۔
 تائیں جو کھٹ اور
 سستی دہلی ختم ہو جائے
 تائیں سو کھٹ شراب
 تبتقی ہے۔
 عشق محبوب کی
 جہاں
 ہے،
 مائیں کا
 کام مجھ و نیاز
 ہے۔
 سلا طولانی زلفوں کی
 خرابی بھی مختصر نہیں
 ہو سکتی ہے۔
 سہ بڑا کراؤں کرنے
 اور مدعا کرنے کے
 اس کی آنکھیں ہی ہوتی
 جاتی ہیں۔

اے تجلیاں سوز دل حافظ مسکین
 لے بیٹھو! مسکین، حافظ کے دل کی سوزش
 از شمع پر سید کہ در سوز و گداز است
 شمع سے مسکوم کرد، ہر سوز و گداز میں ہے

بیار باد کہ بنیاد عمر بر باد است
 شراب لے آ، کیونکہ عمر کی بنیاد ہوا میں قائم ہے
 زہر حیرت نگ تعلق پذیر آزاد است
 ہراسِ حیرت سے آزاد ہے جو تعلق نہ گناہ قبول کرے
 کہ ایں حدیث زہر پر لقمہ یاد است
 اس لے بکہ یہ بات سمجھے ہر ذوق کی یاد ہے
 کہ ایں عجز و عروس ہزار داماد است
 اس لیے کہ یہ بڑھیا ہزار شوہروں کی دہن ہے
 سروش عالم ضمیمہ چتر وہ باد است
 عالمِ غیب کے فرشتے لے آئے کہ یہ عجبوں کی دی ہیں
 نشین تو نہ ایں کج محنت آباد است
 تیرا آسٹا ہاں اس محنت آباد کا گوشہ نہیں ہے
 نہ امنت کہ دریں دالہ چاقواد است
 نغمہ، تر کیوں اس جال میں پیسا ہے؟
 کہ ایں لطیفہ نغم زہر مے یاد است
 اس لے کہ ایک ساک کا یہ نذر لطیفہ سمجھے یاد ہے
 کہ بر من و تو در اختیار کشتاد است
 اس لے کہ تجھ اندر تجھ پر اختیار کا درد ازا نہیں کھلا ہے
 بنال تبیل مسکین کہ جائے فریاد است
 لے تبیل تبیل کیوں کہ نہ فریاد کی میگہ ہے
 حد صبری بری اے است نظم جاوقظ
 لے کہ در نظم کہنے والے حافظ پر کیا مسکرتا ہے
 قبول خاطر و لطف سخن خداداد است
 طبیعت کی پسندیدگی اور کلا کی پائیزگی خداداد چیز ہے

یہ ایک قصہ اہل سخت سست بنیاد است
 آجہا کیونکہ مشافہہ کا عمل بہت کم زور بنیاد کا ہے
 غلام بہت آسم کہ زہرِ حیرت کبود
 میں اس کی توجہ کا غلام ہوں تاکہ بیگنوں پر غم کے بچے
 نصیحت کثمت یاد گیر و در عمل آ
 میں سمجھے نصیحت کرتا ہوں، یاد کر لے اور عمل کر
 مجور سستی عہد از جان سست نہاد
 کم زور بنیاد کی دنیا سے عہد کی پختگی نہ ڈھونڈ
 چو گوشت کہ ہمیں ناخوش مست خراب
 میں سمجھے تباہی بناؤں، اگر کل شب مست و ذرا بہتگی تباہی
 کہ اے بلند نظر شاہیاز سدرہ نشین
 کہ لے پتہ نغمہ سدرہ نشین، پتہ سبب آرا
 ترا زنگرہ عرش میز نند صغیر
 تجھے تو عرش کا کنگرہ سے آواز میں دے ہے ہے
 غم جہاں مخور و پند من مبراز یاد
 دنیا کا غم نہ کر، اور مسیری نصیحت نہ بھلا
 رضا بارہ بہ وز جہیں گرہ بکشتای
 لے ہے جو سے پر راضی ہو جلاہ پیشانی سے گرہ کھول
 نشان مہر و وفا نیست در تسمیم گل
 پھیل کی مسکرتا ہے، مہر و وفا کا نشان نہیں ہے

ساجد تک خور پر
 نگہ سے دوسرے
 کا کیفیت ہمیں نہیں
 آتی ہے۔
 لے نہ عورتاں اعتبار
 ہے نہ ہاں عشق مضبوط
 ہے لہذا اہل ہرانی
 کر دے۔
 لے دنیا نے
 ہزاروں
 ہے
 رشتہ جو
 ہے اور ان کو
 ختم کیا ہے۔
 لے یعنی نہیں فرشتہ
 یہ کہا۔
 لے جبکہ نہ کافر
 اختیار نہیں تو قضا
 الہی پر یعنی ہر جہاں
 عقلمندی ہے۔
 لے جو ماسکرتا ہے
 لے کہ کیا لہجے بیاد
 دل جہاں رہا ہے۔



مرا فتادہ دل از کف ترا چاقواد است
 میرا تو دل ہاتھ سے گھسیا ہے تیرا کیا اگر اسٹا؟
 نصیحت ہمہ عالم بگوش من یاد است
 تمام دنیا کی نصیحت میرے کان میں ایک ہوا ہے

مرو بکار خود اے واعظانہ فریاد است
 لے واعظانہ اپنے کام میں لگے یہ کس کی صورت ہے؟
 بکام نامرساند لبش مرا چوں نائے
 جب تک اس کے ہوش مجھ سے نہ ہو تب تک نہ بولے گا

میان آو کہ خدا آفریدہ است از بیخ
 اس کی کہ جس کو خدا نے مدم سے بنایا ہے
 گناہ کو تو از پشت خلد مستفی است
 تیرے کو کہ گناہوں جنوں سے بے نیاز ہے
 اگرچہ مستی عشق خراب کر دے
 اگرچہ عشق کی مستی گئے خراب کر دیا ہے لیکن
 دلائل نازبید اور جو ریا کہ یار
 لے دل یار کے غلم سے ملاں نہ ہوں گئے گیارے
 فریب عشوہ حسن از جان پیر خور
 پڑھیں دنیا کے حسن کے نازدلائل سے فریب نہ کھا
 برو ملاست دردی کشال مکن ناصح
 لے ناصح ہا تجھ سے دلی کو ملاست نہ کر

دقیقہ ایست کہ بیخ آفریدہ نکشاد است
 ایک ایسا دانہ ہے جس کو کسی پیلہ پونسل نے بھی مکھلا ہے
 اسپر بند تو از ہر دو عالم آزاد است
 تیری قید کا قیدی، دو جہاں سے آزاد ہے
 اسار ہستی نین میں خراب یاد است
 میری ہستی کی بنیاد، اس خرابی سے بار ہے
 ترانصیب ہمیں کردہ است این آزاد است
 تیرا ہی حضور کف ہے، اور یہی انصاف ہے
 کہ ہر کہ کر دلوے اختلاط ناشاد است
 اس لیے کہ جس نے بھی اس سے اختلاط کھیا وہ عمیق ہے
 کہ رزق و قسمت رزق ماہمیں آزاد است
 اس لیے کہ رزق، اور کرائی کی تقسیم نے ہمیں ہی دیا ہے

بروفانہ مخوان و فسون مدم حافظ

جاننا نہ بیان کر اور منتر چھو تک لے حافظ!

کز بس فسانہ و افسوں مرالے اداست

اس لیے کہ اس قسم کے فسانے اور منتر مجھے بہت یاد ہیں

بارغ مرا چہ حاجت مرو و صنوبر است
 میرے باغ کو سرو اور صنوبر کیا ضرورت ہے؟
 لے نازنین پس تو چہ مذہب گرفتہ
 لے نازنین کے پاس لے لے کو نسا مذہب اختیار کیا ہے؟
 چوں نقش عمز دور بہ بینی شراب خواہ
 جب تو غم کا نقش دور سے دیکھے، شراب پائے
 یکت قصد میں نیت غم عشق و ایں عیب
 چہ عشق ایک قصد سے زیادہ نہیں ہے اور یہ نیت نہایت
 از آستان پیر مغال سر جر اکتھم
 پیر مغال کی چوکھٹ سے سرکون چھپوں
 دی وعدہ داد و صلح و در شراب داشت
 اُس نے جو وعدہ اور صلح کیا، اور نشہ میں تھا
 ما ابروئے نقو و فاعت نمی بریم
 ہم قناعت اور فقر کی ابرو ریزی نہیں کرتے
 شہ از آب رکنی و آل باد خوش نسیم
 شیراز اور رکن آباد کا پانی، اور وہ بہترین نسیم

شمشاد سایہ پرور زمین از کتر است
 میرا سایہ پرور شمشاد، کس سے کم ہے
 کت خون ما حلال تر از شیر مادر است
 کتہ کے لیے ہمارا خون ماں کے دودھ سے بھی زیادہ حلال ہے
 تخفیف کردہ ایم و مداد و اقمس رست
 ہم نے تخفیف کر دی اور مداد، تجویز تو معتز ہے
 از ہر کس یک می شخوم نامکتر است
 میں جس سے بھی رستا ہوں، کمتر معلوم نہیں ہوتا ہے
 دولت دریں سرا و کشالیش دریں رست
 دولت تو اسی قدر ہے، اور کشالیش اس در میں ہے
 امروز تا چہ گوید و باز شہ در سر است
 دیکھئے آج کیا کہتا ہے، اور اب اس کا کیا خیال ہے؟
 یا باد شہ گوی کہ روزی مقدر است
 باد شہ سے کہہ دو کہ روزی تقدیر میں لکھی گئی ہے
 غیبش مکن کز حال رخ جفت کشور است
 اس میں غیب نہ ڈال، اور ساقی اقل القیام کے رخ کاہل ہے

ما مشرق کی کو صفا
 ملتا ہوتا ہے۔
 یہ عشق کی مستی ہی
 انسان کا کمال ہے۔
 یہ زندگی دین کے عشق
 میں جہان پرنا چلی ہے
 کے میرا محبوب ہر سرد
 و سرور سے بڑھ کر ہے
 یہ غم کا علاج شراب
 سے ہی ہو سکتا
 ہے۔
 یہ
 ہر بار
 ایسا لطف
 آتا ہے جیسے نکتہ
 میں۔
 یہ مدد دہی میں وصل
 کا وعدہ کر گیا، اب
 معلوم کیا کرے۔
 یہ سوال کا قناعت
 کی زلت ہے۔

سار کتاوا کی ہر کھانسی
 اللہ اکبر یا ملگے۔
 سے خواہست تو ام،
 شاہ شجاع کا وزیر درواز
 ہے جو مانڈا کا رتی قضا
 بیاد اور ماہی تو ام دو
 جدا کا دھن ہیں۔
 سے پیری دیوانی تو
 دیوانہ میں جا پھانچتی
 ہے لیکن آئے زنجیر
 شک کر رکھی ہے۔
 سے آصف حضرت
 سلیمان کے وزیر کا
 نام ہے ہم سے مراد
 حضرت سلیمان ہیں
 یعنی آصف
 نے
 حضرت
 سلیمان
 دان و دھوشی
 کودی جس کی وجہ
 سے وہ جہنم والے
 پر حکومت کرتے تھے
 اسی وجہ سے جو بی بی
 کو زہر دیا وہ جان چلائے گا۔
 سے پہلی جگہ کذب ہوتی
 ہے اسی وجہ سے اس کے
 گزیرہ سیاہی جاتی ہے
 دوسری جگہ ملاق ہے
 جس کو سونہ نور ہوتا ہے
 سے یعنی گزیرہ میں فنا
 کی حالت میں ہے تو اس
 اس کے حسن میں کوئی
 عیب چہ نہیں ہر تلبے۔

فرق ست آنجگر کھلا جائے اوست
 آہ غم میں جس کی بگ اندھریاں ہے خرق ہے
 در کھنے ما شکستہ دل میخیزد بس
 ہمارے کو چہ میا، بس شکستہ دل خیرتے ہیں
 باز اگر در فراق تو چشم زگریہ باز
 واپس آجا اس لیے کرتیرے فراق میں نے میں آنکھیں ملے گئے

تائب ما کہ مبعش اللہ اکبر ست
 ہماری نہر سے کیونکہ اس کا منبع اللہ اکبر ہے
 بازار خود فروشی از اں سچے دیگر ست
 خود فروشی کا بازار اس سے دوسری جگہ ہے
 چوں گوش روزه دار بر اللہ اکبر ست
 جیسا کہ روزہ دار کا لسان اللہ اکبر پر ہوتا ہے

حافظ چہ طرفہ شاخ نباتیت کلک تو
 لے مانڈا تیرا تلم کس قسم کی شاخ نبات ہے
 کش میوہ دلپذیر تر از شہد و شکر ست
 کہ اس کا میوہ شہد و شکر سے بھی زیادہ لذیذ ہے

بجان خواجہ و حق قدیم و عہد درست
 خواجہ کی جان، اور قدیم حق ماور کے عہد کی قسم
 سرشک من کہ ز طوفان نوح دست برد
 میرے آنسو جو طوفان نوح سے بھی بازی لے گئے

کہ ٹوس دم صمغ دعالے دولت آست
 کرتی دولت کی دعا، امیری صمغ کے وقت کی ٹوس ہے
 ز لوح سینہ نیار ست نقش ہر پوست
 تیری محبت کا نقش سینہ کی تختی سے نہ دھو سکے

لیکن معاملہ و ایں دل شکستہ بخر
 معاملہ کرے ماور یہ تو نا ہوا دل، ہنسی لے
 شد از عشق تو شیدائے کوہ و درشت ہنوز
 میرے عشق میں کوہ و درشت کا شیلانی بن گیا اور کھینک

کہ با شکستگی از زلدید نر در دست
 اسلئے کہ لڑا ہوا ہونے کے باوجود، لاکھا شرفوں کے لائق ہے
 چینی تیر تم نطق سلسلہ ست
 تو تم دلی سے بجز کا بندھن ڈھیل نہیں کرتا ہے

ملا تمہ خرابی لیکن کہ مرشد عشق
 خرابی پر اچھے ملائمت نہ کہ اس نے ہم عشق کے مرشد نے
 دلا طمع نیر از لطف بے نہایت دوست
 لے دل دوست کی لانتہا بہر سانی کا لالچ نہ کر

حوالتم خرابات کہ در روز نخت
 روز بازار میں ہی بچھے خرابات کے حوالہ کر دیا تھا
 جو لاف عشق زدی سر بیاز جا کہ چست
 جیتنے عشق کی ڈھکلی ہے جتنا کہ چلائے سر کی اپنی لگا دے

زبان مور بر آصف در زکشت از اں
 چونکہ کی زبان آصف ہر اس وجہ سے دراز ہوئی
 بصدق گوش کہ خورشید ز اید از لفتست
 تھانی کی گوشش کہ تلکسوں تیری چوتھسے پریدہا ہر

کہ از درغ میروی گشت صبح نخت
 پہلی صبح، چونکہ میری وجہ سے سیر ہوئی ہے
 بیاز مو دروش سخت بود و حال ست
 آزا یا اس کا دل سخت تھا اور توجہ کو در تھا

ہزار بار اگر عاشقے بنگارے را
 اگر کسی عاشق نے، ہزار بار مشرق کو

مرخ حافظ و از دلبراں وفا کم جوی
 حافظہ تجسیدہ ہنوا در مشرقوں سے وفا تلاش کر
 گناہ باغ چہ باشد حواس گیاہ نر ست
 باغ میں کیا عیب، جو کا اگر یہ گناہ سن نہ آئی

بنال مبلبل اگر بامنت سربالیت
 لے لیں تانا کر آگے مجھ سے دوستی کا خیال ہے
 دریا چین کی نیسے وزیر زطرۃ دوست
 جس چین میں دوست کے گیسے نسیم ہے
 بیاض مادہ کہ رنگیں نسیم جامنہ دلچ
 شراب لپٹا کر گڑی کے کپڑے کو رنگین کر لیں
 نہ بست اندر تو یہ حالیا بر خیز
 تو یہ کا دروازہ بند نہیں کیسے بابا خج
 سحر کشم و صلش بخواب میدیم
 میں صبح کو خواب میں اس کے وصل کا شکر و تحمیرا تھا
 خیال زلف تو بختن نہ کار خانان مست
 تیری زلف کا خیال پہلا خجسام کاروں کا کام نہیں ہے
 لطیفہ ایست نہانی کہ عشق از خویند
 جس سے متفق پیدا ہوتا ہے ایک اور مفیدہ لطیفہ ہے
 جمال شخص نہ چشم مست زلف عارض قال
 کسی شخص کا حسن آنحضرتؐ ، زلف ، خضراوت ہی نہیں ہے
 باتان تو مشکل تو ان رسید آری
 تیری جو کھٹ تک پہنچنا مشکل کام ہے، ہاں
 روزنگان طرقت یہ نیم جو سخن زند
 طرقت سے سبک آئے جو میں بھی نہیں خریدتے ہیں

کہ مادو عاشق زار کم و کار مازاریت
 اس لیے کہ ہم دونوں عاشق زار ہیں اور پورا آواز دہری ہے
 چھلکے دم زدن نافلہ متا تاریت
 تاناری نافوں کے لئے دم مارنے کا کیا موقع ہے
 کہ مست جام غور کم و نام ہشاریت
 اس لیے کہ ہم دوسرے جام کے مست ہیں اور نام ہوشیاری ہے
 کہ تو بہ وقت گل از عاشقی زکاریت
 اس لیے کہ بچوں کے سو میں عاشقی سے تو بکر نایابیت ہے
 نہ بے مراتب خوا کہ بے ز سیداریت
 یہاں انہ دین کے مرتبوں کا کیا کہنا جو عیداری سے بہتر ہیں
 کہ زیر سلسلہ رفتن طریق عیاریت
 اس لیے کہ زنجیر کے نیچے آنا ہوشیاری کا کام ہے
 کہ نام آں نہ لبس خط زنگاریت
 جس کا نام لبس لعل اور خط زنگاری نہیں ہے
 ہزار کتہ دریں کار و بار ولداریت
 اس دلداری کے کام میں، ہزاروں کتے ہیں
 عروج بر فلک سروری بادشاہاریت
 سروری کے آسمان پر چڑھنا بہت دشواری ہے جوتہ ہے
 قبائے اطلس آنکس کہ از نہر عاریت
 اس شخص کی اطلس کی تہہ جو جہنم سے خالی ہے

دلش بنالہ میا زار و ختم کن حافظ

اسے حافظ اس کا دل نالہ سے آرزو نہ کرنا دیکھ کر ہے

کہ رنگاری جاوید و کم آزاریت

اس لیے، کہ ہمیشہ کا چھٹا رنگہ سنا ہے

بکونے میکہ ہر سال کے کہ وہ دانست
 جس سالک نے شراب خاند کے کوہ کا دستہ جان لیا
 زمانہ افسر زندی ندا جزیرہ کے
 زمانہ زندی کا تاج، اسی کو دیا ہے
 بر آستانہ میخانہ ہر کہ یافت رہے
 جس کو میخانہ کی چو کھٹ کا ماستہ مل گیا
 ہر آنکہ راز دو عالم ز خط ساغر خواند
 جس نے ساغر کے خلسے دونوں جہاں کے گلہ پڑے لے

درد گر زدن اندیشہ بر تہہ دانست
 دوسرا دروازہ کھٹکنا نا اس نے بڑا جانا
 کہ سفر فزای عالم دریں کلمہ دانست
 جس نے جہاں کو سیا سیالی، اسی لڑی میں بھی ہے
 ز فیض جام مے اسرار خالق دانست
 اس نے شراب کے جام کے نفیس سے فنا تہہ کے مارے جو لے
 رموز جام جمہ از نقش خاک وہ دانست
 اس نے جام جمید کے رموز راستہ کی خاک کے گچھے نہیں

لیکھو تک اس کی خوشی
 رونوئی خوشی کے سامنے
 بچے۔

اسی ہوشیاری سے
 جس کی تیریں خود ہو
 مستی ہزار دہرے بہتر ہے
 تیرے کار و بار و بند
 نہیں ایسا ہو سکتا۔

میرے نزل
 میں کتنا
 میرے ہوشیاری
 میری کامیابی نہیں

بے۔
 دوشی کے استیلا ہے
 بے۔

آسا مجبور ہو رہی ہے
 عزیز پر ہو چکا ہے۔

بعضی منہ کا کچھ آک
 شخص کو کھانے کو اس پر
 سرفرازی کچھ

شما سفر پڑی وقتان
 ہوتے اس کو کھانا سفر
 کہتے ہیں۔

شاه پانچے کے کیا
 فائدہ ہو کہ تان میں شہ
 تیرے پیام کو بالہ اور
 مدد سے تیرے چوڑے
 کا چاند کہا
 تیرے تیری ماند کی عشق
 کہی ہو شہ نہ تیری
 کے وصل میں کیفیت
 اضطراب مند زیادہ
 ہر حال ہے
 میں مقام نہ کہ ہر
 ہی مقام بقا حاصل
 چہ ہے
 تیرے میں نقش
 نقاشی دل کی پر کار

تیرا پشیمانی
 کی شہ
 صفات
 فریادیں
 ملامت گزشتہ

ان پر ایک وقت آیا گیا
 حکایت تیرے مال کی
 ہر حالتوں کو تھے
 خلیفہ تیرے ملامت میں
 مرتبہ ہرے کی گزرت
 تیرے جانی کوئی
 میں تیرے کھوں سے
 مشوق کے گلے کے
 تیرے تیرے تیرے تیرے
 ہشت کے ان کو تیرے
 پیرا ہر گزرت کے ہے
 میں تیرے تیرا ہر
 ہشت میں تیرے تیرے
 میں تیرے تیرے تیرے
 تیرے تیرے تیرے

دل زنگیں ساقی اماں خواست مجال
 میرے حلقے نے ساقی کی زنگیں سے جان کیوں نہیں سپاہی
ورائے طاعت دیوانگان زما مطلب
 دیوانوں کی سخنوں پر بڑی کے سوا ہم سے کو دہیاد
ز جو رکوب طالع سحر کہاں چشم
 سحر کے وقت ہمیں کے تارے کنگم سے میری آنکھیں
خوش آن نظر کرب جام درونے ساقی را
 مٹا کہ اس قدر خوش نہیں کہ جسے ہاں کبھی نہ ساقی کے چہرے کو
بلند مرتبہ شاہے کہ نہ رواق سپہر
 وہ بلند مرتبہ بادشاہ ہم نے آسماں کے دروازے کو

چرا کہ شیوہ آن ترک دل سیر دانست
 اس لیے کہ وہ سیاہ دل مشوق کے شیوہ کو سمجھ گیا
کہ شیخ مذہب ما عاقلی گنہ دانست
 اس لیے کہ جہاں سے مذہب کے شیخ نے عقلی کو گناہ سمجھا ہے
چناں گریست کہ خوشیہ ز یادہ دانست
 اس قدر روئے کہ خوشیہ سے یادہ دیکھا اور جاننے جانا
ہلال یکیشہ وماہ چار دہ دانست
 پہلے رات کا چاند اور چوڑے میں راستہ کا چاند کہا
نمونہ ز خم طاق بار گنہ دانست
 دربار کے طاق کے، جھکاؤ کا نمونہ سمجھا

حدیث حافظ و ساعر کشیدن نہیں
 ماند کی بات، اور چھپر کا ساڑھ چڑھانے کو
چہ چائے تخت و شہنہ یاد شدہ دانست
 چہ چائے تخت اور شہنہ یاد کیا، یاد شاہ تک جان گیا

میلے برگ گلے خوش رنگ دستار داشت
 ایک چمن ایک خوش رنگ چمن کی پتی چرخ ہلنے سے تھی
گفتش دین فصل میں ناز فریاد صیبت
 میں نے اس سے کہا میں وصل سے نالا اور فریاد کسی
یا اگر نشست با نایت جائے اعتراض
 اگر دوست چاہے ساتھ بیٹھا اور اعتراض کو قیغ نہیں ہے
عاشقے کو سیر کرد اندر مقام نیستی
 جس صفت کے مقام نیستی کی سیر کر لی
در سیکرد نیاز و عجز ما با حسن دوست
 دوست کے حسن چہاری ما چری اور نیاز نہی انہر سیکرد
خیز تا بر کلک لسان نقاش جان فشاں کینم
 اٹھا کہ اس نقاش کے قلم پر ہم جان چرک میں
گر مہر دیاہ عشقی فکر بد نامی مکن
 مگر عشق کے راستے کا مہر سے شہرت نامی کی فکر نہ کر
وقت آں شیریں قلندر خوش کہ در لہو اسیر
 اُس شیریں قلندر کا وقت ہاں قدر تیرے تیرے کمال میں
چشم حافظ زیر بام قصر آں توری سرشت
 اُس کوہ قدرت کے قوس کے نیچے، ماند کی آنکھ

وندل برگ تو خوش نالہائے زار داشت
 اور اس ماند ملان میں باجمع حزن عاجزی سے نلے کر رہی تھی
گفت مارا جلوہ مشوق در آں کار داشت
 وہ دل مشوق کے جلوے سے ہیں اس کام میں مشوق کو ہے
پادشاہ کامل او بود از گدایان علم داشت
 وہ کامیاب بادشاہ تھا اس کو فقیروں سے عار آتی
مست شد چون مستی از عالم اسرار داشت
 بڑھ کر عالم کنگ مستی میں آئی، لہذا وہ مست ہو گیا
خرم آں کز ناز نیناں بخت بہر تو خوا داشت
 وہ خوش نصیب، چمن ناز نینوں سے بہرہ ورنہ یہ رکھا
کین ہم نقش عجب گردش کردار داشت
 اس لیے کہ یہ تمام عجیب نقش وہ چکر میں گردش میں کھاتا تھا
شیخ صنعاں خرقہ رہن خانہ تھا داشت
 صنعاں کے بزرگ نے شہری خراب خانہ میں رہن کر دی تھی
در کسب ملک در حلقہ ز ناز داشت
 فرشتہ کی سبب کا کارزار کے ملحق میں رکھتا تھا
شیوہ جنات سحری تنہا الہا تھا داشت
 جنات سحری تنہا الہا تھا سحری طریقہ کرتی تھی

یلام زلف تو دل مبتلائے خوشین مست
تیری زلف گئے حال میں دل نمود و مبتلا ہوا ہے
گرت ز دست بلایہ مراد خاطر ما
اگر جا سے دل کی تفتاز سے ہاتھ سے پوری ہو سکے
بجائتے اے بت شیرین من کر تجوں شمع
اسے میرے پیارے بے حد تری جان کی فتنہ، جسے دل لرن
چو تری عشق زری با تو فتنم کے بلبل
نئے بلبل ہے تیرے عشق کی لگی لگے تامل کی تریں تھم گئے
بمشک چین و گل نیست حسن گل تلاج
بجول آسماں چین و گل کے مشک کا تاج ہیں ہے
مرو بخانہ ارباب بے مروت دہر
زمانہ کے بے مروت اصحاب کے گروہ چہ

بجش لغزہ کہ امیش سزای خوشین مست
ناز سے اس کو قتل کر دے بھی اس کی سزا ہے
بجوش زود کخیرے برای خوشین مست
تو جلد کر دے اس لئے کہ اپنے کے ساتھ بھلائی ہے
شبان تیرہ مرادم فنا ی خوشین مست
تاریک راتوں میں میرا قصہ خود کو فنا کر دینا ہے
مکن کہ ایں گل خود زوری خوشین مست
ایسا دکراں لے کر یہ خود زور قبول لینے لے ہی میں
کہ نافاش ز بند قبا ی خوشین مست
اس لئے، ہاں اس کے نئے خود اس کی بند قبا سے پیدا ہوتے ہی
کہ کنج عافیت در سگئے خوشین مست
اس لئے کہ تیری عافیت کا گوشہ اپنے گویا میں ہے

بسوخت حافظ و در شرط عشق مجاہدازی

ماظ بل گیاہ اور عشق و جان کی بازی کی شرط میں
ہنوز بر سر عہد و وفائے خوشین مست
ابھی تک اپنے عہد اور وفا پر قائم ہے

بحر است بحر عشق کہ پیش کن او نیست
عشق کا سمندر ایسا سمندر ہے جس کا کوئی کنارہ نہیں ہے
آن دم کہ دل بر عشق رہی خوش سے بود
جس وقت بھی دل کو عشق میں لگا رہے وہ تھوڑا وقت ہوگا
ما را مینع عقل مترسان و مے بیار
عقل کی ممانعت کی وجہ سے ہمیں نہ ڈرا و ترسنا ہے لا
از چشم خود بر بس کہ مارا کہ میکشد
اپنی آنکھ کے پونچھو، کہ ہیں کون تکل کر رہا ہے؟
رویش بچشم باک تو ان دید چوں بلال
اس کا چہرہ بلال اسی طرح پاک مجھ سے دیکھا جانتے ہے
فرصت شرط یقہ زندی کہ ایں نشان
زندی کے راستہ کو نصبت مجھ سے اے کہ یہ نشان

آنجا جزا نیکہ جاں بسیارند چارہ نیست
بجز اس کے کہ جان دیدیراں کوئی چارہ نہیں ہے
در کار خیر حاجت میج استخارہ نیست
کار خیر میں کسی استخارہ کی ضرورت نہیں ہے
کاش سخنہ در ولایت ماہم چارہ نیست
اس لئے کہ وہ جاہلی ملک میں کسی کو تم کو سا نہیں ہے
جاناں گناہ طالع و جرم ستارہ نیست
پیارے نصیب کی خطا اور ستارے کا جرم نہیں ہے
ہر دیدہ جائے جلوة آں ماہ بارہ نیست
ہر آنکھ اس ماہ پارے کے جلوے کی جگہ نہیں ہے
چون راوخ بر سبہ کس آستکارہ نیست
خزانے کے راستے کی طرح ہر شخص پر آشکار نہیں ہے

نگرفت در تو گریہ حافظ ہنج روی

مانند کے رونے نے بھی طرح تھم ہر اثر و تمب
حیران آں دل کم از سنگ نیست
میں اس دل سے حیران ہوں جو سنگ نکلے کم نہیں ہے

۱۔ جس طرح تارک
رات میں شمع اپنے کپکپ
گھٹا کر شمع کو دیتی ہے۔
میں بھی بھری راتوں
میں اپنے آپ کو فنا
کر رہا ہوں۔
۲۔ یعنی مشتاق اپنے
سوا کسی کے نہیں ہوتے
چین۔

۳۔ جلد سے جلد عاشق
ہو جاننا ہے
۴۔ استخارہ
قراوی
بات میں
کیا جانتا ہے
جس کی چھائی اور بلبل
کلی ہوئی نہ ہو۔
۵۔ ہم پر عقل کی صورت
نہیں ہے۔
۶۔ تیری نگاہ نے کہا کیا
تکل کیا ہے۔
۷۔ دینیہ کا راستہ
صاحب نصیب کو ہی
مناسب ہے۔

کہ خلد و زلز از بہر شہ نرسشت
 اس لیے کہ قدرانے مجھے از ان میں جنت کہنے نہیں بتایا ہے
 ہر کہ در راہ فنا و رہ حق دانگشت
 جس نے فنا کے راستے اور حق کے راستے میں ایک واحد نہیں پایا
 من و میخانہ و ناقوس مرہ در گنگشت
 میں ہوں اور میخانہ اور ناقوس اور تھانہ اور ناقوس غاۃ راستہ
 در لزل طینت مارانے صا سرشت
 از ان میں ہلا غیر صاف شراب سے گوندا ہے
 خرقہ در میکد بارانے تاب نہشت
 خرقہ کا ٹھکانہ میں خاص شراب میں گندی کو رہیں نہیں کیا ہے
 ہر کہ او دارین معشوق غوا در دست بہشت
 جس نے اپنے محبوب کو دارین باہر سے چھوڑ دیا

بروے زاہد و دعوت مکرم سوئے بہشت
 اسے زاہد اور مہربان اور مجھے جنت کی دعوت نہ دے
 یکجو از خرم ہستی نتواند برداشت
 وہ جو درد کے کلیاں سے ایک جو بھی حاصل نہ کر سکے گا
 تو تسبیح و مصطلے و رہ زہد و ورع
 تو ہے اللہ سبحانہ اور جس نے نماز اور ہر چیز گاری اور تسبیح کا علم ہے
 منعہ از مے مکن لے صوتی صافی کہ کلیم
 لے خالی صوفی یا مجھے شراب سے درد رکھ لے لے یہ مکمل لے لے
 صوتی صاف بہشتی بنو روز انکہ جو من
 خالی صوفی یا بہشتی نہیں ہو سکتا ہے اس لیے کہ اس نے یہ فرمایا
 لذت از حور بہشت و لہجہ شش نبود
 حور بہشتی کی لذت اور حورین کا کناہ اس سے کہ حورین کو ہر

حافظ الطیف حق اربا تو غایت دارد

لے حافظ اگر اللہ کی مہربانی کی تحفہ عنا یت ہو
 باش فارغ ز غم و دنخ و شادی بہشت
 روزش کے غم، اور جنت کی خوشی سے بے نیاز ہو جا۔

وز غم را جز شب و بچور نماز دست
 اور دن نگلے سے ہر سے لے ساریک رات کے علاوہ کچھ نہیں رہا ہے
 دو رازخ تو چشم انور نماز دست
 تیرے جسم سے دو طرفہ کی آنکھیں نور نہیں رہا ہے
 کہ جاں رمقے در تن رنجور نماز دست
 اس لیے کہ رنجور جسم میں جان کی رشت بھی نہیں رہی ہے
 مہمات ازیں گوشہ کہ معمور نماز دست
 اس گوشہ پر انوس سے ہوا آباد نہیں رہا ہے
 دو راز دست آن خستہ رنجور نماز دست
 تیرے دسے دور، وہ خستہ رنجور نہیں رہا ہے
 سوز من ازیں غمتہ کہ مستور نماز دست
 میں اس غمتہ سے جاں مبرا ہوں کہ وہ پوشیدہ نہیں رہا ہے
 از دولت ہجر تو کونل دور نماز دست
 اب تیرے ہجر کی دولت کی دج سے وہ دور نہیں رہی ہے
 چوں صبر تو ان کر کہ مقہور نماز دست
 صبر کو بکھر کیا جاے، وہ تمہیں نہیں رہا ہے

بے ہر رخت روزم انور نماز دست
 تیرے رخ کے سوج کے بغیر، میرے دن کے لئے کوئی نہیں بنا
 بنگام تو راس کر سید کہ قدم
 تیری جوانی کے وقت، تیجہ اس قدر رو یا
 من لبعری سو دار قدمے رنجور دوست
 اس کے بعد کیسا فائدہ اگر دوست قدم رنجور فرمائے
 میرفت خیال تو رچشم من و میگفت
 میری آنکھوں سے بڑا خیال کیا تاکہ تھلا دیکتا تھا
 نزدیکش آن دم کہ رقیبان تو گویند
 وہ وقت قریب آگیا ہے کہ تجھ سے قریب کہیں گے
 از تلمنی بجران تو زیں گردش بے ہر
 تیرے ہجر کی تمہی ہوا اس لیے ہر گردش کی وجہ سے ہے
 وصل تو اجل راز سر دور ہی اشت
 تیرا دھال ہوت کو میرے سر سے دور سے ہوتے تھا
 صبر است مرا چارہ ز بجران تو لیکن
 تیرے ہجر کا علاج دیر سے لے صبر ہے لیکن

ساز زندگی سے وہی
 فائدہ اٹھائے گا جو فائدہ
 کا مقام حاصل کر لگا۔
 اسے شراب ہمارے
 غیر میں ہے فہم شراب
 سے روکنا مناسب
 نہیں ہے۔
 اسے اصلی
 توحید
 جو ہے
 کو جنت
 اور روزش سے
 بے پردائی ہو۔
 اسے میری آنکھیں چھوڑ
 جو کہیں غم نہ کرے
 تیرا ہر سیرا ایسا نہ ہو
 کہ گوشہ چشم کی آبدانی
 مجھ سے خیال ہی سے تھیں
 اسے جانتے ہو کہ کیفیت
 سب بظاہر ہو گئی ہے۔

در بحر تو گر چشمم آب نماز است
تنت بجز نما اگر میری آغوش میں بانی نہیں رہا ہے

گو خون جگر ریز کہ معذرت نماز است
کہو، کہ خون جگر سے تیرا ہے کہ معذرت نہیں ہے

حافظ زغم از گریہ نیرداخت بخند
حافظ، غم کی وجہ سے رونے سے بٹنے میں لگا

ما تم زده راداعیہ سور نماز است
خزردہ کو خوشی سا کوئی داعیہ نہیں رہا ہے

باد سحر از ناف تا تار و زیدہ است
سج کی ہوا تار کے ناف سے جلی ہے

نہ نے غلط از سر کوئے تو سیدہ است
نہیں نہیں، میں نے غلط کیا تیرے کوچے سے جلی ہے

گر باد ہنت غنی نمی کرد تبسم
اگر تیرے منہ کے مقابلہ میں، غنہ نے تبسم نہیں کیا تھا

باد سحر کش بہر چہ اس پر دہریدہ است
سج کی ہوا نے فکروں اس کا پیر وہ چاک کیا ہے؛

چول دیدر زلف چو زنجیر دم گفت
جین زلف کے کندے کو زنجیر کہ دلا دیکھا تیرے دل کے کہا

دیوانہ نامک در دل زہر چہ دیدہ است
معلوم نہیں دیوانہ نے اس زہر میں کیا دیکھا ہے؛

پرسی تو چہ حال دل بدر روز کہ بہرت
اس بد قسمت دل کا کیا حال پوچھتا ہے جہنم نے تیری خاطر

از زلف تو وریخ شب تار کشیدہ است
تیری زلف اور تار یک رات کا ریخ برداشت کیا ہے

بخشائی بر اشکم کہ چو باد از پیے بوست
یر سے ان آنسوؤں پر رسم کر جو ہوا کی گھبراہٹ تیری تو بولینے

سر گشته بد نبال تو بیا ز ویدہ است
یران، تیرے سر کے بہت دور سے ہیں

گفتم بر گیسوئے چو مار تو کتم گفت
میں بولا، تیرے گیسوؤں کو جو سانپ کی لٹاؤں کے گھبراؤں گا

بگذر کہ بلا جانم غمی دگش کشیدہ است
اس نے کہا جانے دے کسی کے معیشت اپنی طرف نہیں پھی ہے

از حال دل و زلف سیاہ تو چہ آگاہ
دل اور تیری کالی زلف کی حالت سے وہ کیا آگاہ ہو سکتا ہے

آنکس کہ گمبہ ما رسیا ہش نگزیدہ است
جس کو کسبھی ہسنا یاد سانپ نے نہ ڈسا ہو

تا کہ غم نہبان تو در سینہ بدرارم
میں تیرے بوسیدہ غم کو کب تک سینے میں رکھوں

چول از غمت آہم بہ زخم چرخ سیدہ است
جبکہ تیرے غم سے میری آہ زخم آستان تک پہنچ چکی ہے

گفتی کہ چہ حالت فلاں چشم پر آیت
تو نے کہا کہنے فلاں تیری آنکھوں پر ہی انکھوں کا کیا مہل ہے؛

ز آنخانہ چہ پرسی کہ دہ سال چھکدہ است
اس کہ کے اسے میں کیا پوچھتا ہے جس کو مینے ہزار سال چھکدے میں

تا چند دبی وعدہ کہ نزدیک رسم باز
کب تک یہ وعدہ کرے گا کہ میں پھر تیرے پیچوں کا

رس تا کہ کے سخت سید و تشنیدہ است
اس وقت تک آج تک کسی سیاہ رو فیضی نے ہالہ مال ہی نہیں

گفتی کہ شب حافظ بدر روز خرابت
تو نے کہا، کہ بد نصیب حافظ کی رات تباہ ہے

عزیمت کہ بر روی تو بخش ندیدہ است
ایک ہو گزرتی ہے کہ تیرے چہرے بدلان اس کی سچ نہیں ہوتی ہے

ہزارش عاشق شیدا جو ماہست
ہم جیسے اس کے ہزاروں عاشق شیدا جو ماہست

پر یروئے کہ رخسارش چو ماہست
وہ پری رو جس کا رخسار ہنسنا کی طرح ہے

اگر آنسوؤں سے
ہیں تو خون جگر کے
آنسوؤں سے رونا
چاہیے۔

ساحل بحر میں ہنسی کا
کوئی داعیہ بانی نہیں ہے
سج کے چمکے غنہ نے تیرے
منہ کی ہنسی کی تھی
اسی لئے اس کا پیرہ
چاک ہوا ہے۔

کے جس طرح ہوا تیری
خوشبو مائل
کرنے کے
تیرے
پچھلے دل کی
ہے اسی طرح

یر سے آنسو تیرے
در پہ رہے ہیں۔
مے زلف کو سیاہ
سانپ سے تشبیہ
دی ہے۔

ساحل تیسبہ بد نصیب کو
معلوم ہونے سے قبل تھا۔
ش ریخ جو بوس صبح
ہے جب تک وہ غمزدہ
لئے تو رات ہی رات ہے۔

دریں چاہش خدا مارا گواہست
 اے اس کو تیری میں غدا ہی جاہرا گواہ ہے
 چو لعل دلیرش غدر خواہست
 جبکہ اس کا دل پستہ لعل، غدر خواہ ہے
 کہ چون زلف پریشانش سیاہست
 چونکہ وہ اس کی پریشان زلف کی طرح، سالی ہے
 نگارینے کہ عالم را پناہست
 وہ مشرق و جو جہان کے لیے پناہ ہے
 زشادی روز چشم روبراہست
 اس خوشی میں میری آنکھ ہر روز راستہ پر گئی ہے

زخزانش مرا چاہست دائم
 اس کی شوری میرے لئے مستقل کنواں ہے
 چہ باک ار میزند شمشیر مارا
 چہ پر وا ہے اگر کہ ہمارے تلوار لڑتا ہے
 کمال قرب زآن دارو شب قدر
 شب قدر و قرب میں اسی وجہ سے کمال رکھی ہے
 مرا چون اشک می اندازد از چشم
 مجھے آنسو کی طرح آنکھ سے جراتا ہے
 نکتی خواہست لشتن دریں راہ
 کیارتے ہیں کہا خٹکے آٹھ اس دستے میں لڑتا تھا تلواروں

دل و دریں چون فدرا کر دم حافظ

لے حافظہ جو کہ ہم نے دل اور دریں میں تیرا بن کر دیا ہے

لب خشک و درخ زردم گواہست

ہمارا خشک ہونٹا، اندر زرد چہرہ، گواہ ہے

دل سو از وہ از غصہ و درنم افتادہ است
 سوراخی دل، رنگ کیوہ سے دھمکتے ہوا پڑا ہے
 این قدر ہست کہ این سخن مستقیم افتادہ است
 بس اس قدر ہے کہ یہ نثر بیاد واقع ہوا ہے
 نقطہ و در وہ کہ در حلقہ حرم افتادہ است
 دھریں ایک نقطہ ہے جو حیم کے دائرے میں قائم ہوا ہے
 عکس و صیحت کہ بظلم مہم افتادہ است
 روح کا ایک عکس ہے جو روح کے آئینوں پر پڑا ہے
 چیت طاؤس کہ در باغ غم افتادہ است
 حور ہے، جو جنت میں آگیا ہے
 خاک اپہیت کہ در دست نیم افتادہ است
 ماست کی خاک ہے جو سیر کے ہاتھ لگی ہے
 از میر کئے تو زان رو کہ عظیم افتادہ است
 تیرے کوپے سے کیونکہ میری طرح عرا ہے
 بر در میکہ دیدم کہ مقیم افتادہ است
 میں نے دیکھا ہے کہ میکہ کے در پہ مقیم ہو گیا ہے
 اتحاد لیبیت کہ از عمد قلم افتادہ است
 ایسا اتحاد ہے جو تیرے نام سے ہوا ہے

تا سر زلف تو در دست نیم افتادہ است
 جب سے تیری زلف کا سرا سیم کے ہاتھ میں پڑا ہے
 چشم جاوئے تو در زمین سواد سحرست
 تیری آنکھ کا باد فی الحقیقت جہاں کے درشتاں ہے
 در خم زلف تو آن خال سیرانی حیست
 تیری زلف کے رخ میں دکھلائیں! تجھے سلام ہے کیا ہے
 سایہ سمر و تو در قالم لے عیسی دم
 اے عیسیٰ نفس! میرے جسم پر تیرے سرو کا سایہ
 زلف مشکین تو در گلشن فردوس عذر
 رخسار کی جنت کے باغ میں تیری سایہ زلف کیسا ہے
 دل من در مہوس رونے تو نے تو لے تو لے تو لے
 لے جان کے ٹوٹے ہوئے دل تیرے منہ کی ہوس میں
 ہچوگر داس تن خالی تو تواند رخاست
 یہ فانی جو تیرے کی طرح نہیں اٹھ سکتا ہے
 آنکہ جز کعبہ مقامش زبدا ز اہلبیت
 وہ جس کو کہتے ہیں سوا کوئی مقام نہ تھا تیرے ہونٹوں کی اداس
 حافظ گم شدہ را با غمت لے جان عزیز
 لے جان عزیز! گم شدہ حافظ کو تیرے غم سے

سایہ سمری اس کو تیری میں
 قیامت ہائی ہے۔
 سایہ سمری کو تیری میں
 سے جبکہ کہا جاتا ہے
 کہ وہ تیری زلفوں کی
 طرح کالی ہے۔
 سے تو نے مجھے قتل
 کر ڈالنے کا وعدہ کیا
 تھا میں خوشی سے اس
 دن کا منتظر ہوں۔
 سے چونکہ میرے سے بھی
 رفاقت ہے۔

سے جادو کے نقش میں
 جواشر ہوتا ہے وہی
 ان تیری کالی آنکھوں
 میں ہے ہوشیور چونکہ

ماشوق کو آنکھ
 اشاکر
 نہیں
 دیکھتے
 اس لئے اس کی

آنکھوں کو سیرا زلیخا
 جانتے ہے

شکستہ کے کھرا ہے
 تشہید دکانی ہے جس
 کے پیش میں غصہ پڑا ہے
 و حور ہے جس کی سانس
 میں ہے جو ہر خاکہ وہ
 کو زخم کر دیتا تھا۔
 طرح سے را در حور
 ہیں۔

ش زلف کو مورا در رخسار
 جنت سے تشبیہ دی ہے۔
 اس تھا میں کہ کعبہ
 اس کو لڑا کر لیا ہے اور
 تیرا دل کر لے۔

جز آستان تو ام در جہاں پناہ نیست
 تیری جو کشت کے علاوہ دنیا میں تیری کوئی پناہ نہیں ہے
 عذو و چو تیر کشد من سپر سببند از م
 دشمن جب تلوار کینے چاہے میں سپر انداز ہو جس تا ہوں
 چہ از کوئے خرابات روی پر تا بم
 میں شراب مندے کو کھینے سے نکوں مگر لانی کر دل
 زمانہ گر بزند آتش مخر من عمر
 اگر زمانہ میری عمر کے کلیان میں آگ لگے دے
 غلام نرس گس تجا مش اس سہی سروم
 میں اسی سیدھے تدمرک شروع آنگہ ہا غلام ہوں
 مباحث در پیے آزار و ہر جہ خواہی کن
 سستانے کے در پے ہا اور جو چاہے کر
 غناں کشد رولے بادشاہ کشور جن
 لے نیکے من تے بادشاہ لگام کینے جس
 عقاب جو رکشاہ است بال زہمہ شہر
 ظفر کے بازے ہب شہوں میں اپنے ہا دیکھ لے تے ہیں
 چشیں کہ در ہمہ سودا م راہ می بنیم
 چونکہ میں تمام جانب راستوں کے حال دیکھتا ہوں

سر مرا بجز ایس در حوالہ کا ہے نیست
 بسے سر کے لئے اس کے علاوہ کوئی سر واری کب نہیں ہے
 کہ تیر ما بجز از نالے و آبے نیست
 اس لئے کہ ہلڑی کب تلوار ایک آگے علاوہ کب نہیں ہے
 کز بس ہم بچاں بیچ رسم دلے نیست
 اس لئے کہ میرے لئے دنیا میں اس سے بڑے کوئی رسم نہیں ہے
 بگو بویوز کہ بر من برگ کا ہے نیست
 کہہ دو جگہ اس لئے کہ وہ میرے نزدیک کسی ٹھکانے کا بڑے بڑے
 کہ از شراب غرورش بکن گناہ نیست
 فردک شراب کیوہ سے جس کی کسی کراہت ہو نہیں ہے
 کہ در شریعت ما غیر از اس گناہ نیست
 اس لئے کہ ہماری شریعت میں اس کے علاوہ کوئی گناہ نہیں ہے
 کہ نیست بر سر راہ کہ داد خواہ نیست
 اس لئے کہ راستہ پر کوئی ایسا نہیں جو سزا ہی نہیں ہے
 کمان گوشہ نشینی وتر آہ نیست
 گوشہ نشینی کی گمان اور آہ ہا سزا نہیں ہے
 یہ از حمایت زلف تو ام پناہ نیست
 تیری زلف کی حمایت سے بہتر میرے لئے کوئی چٹا نہیں ہے

خزینہ دل حافظ زلف و خال مدہ

مانند کے دل کے خزانہ کو زلف اور خال کے سپرد کر
 کہ کار مائے چنین خدیر سیاه نیست
 اس لئے کہ ایسے کام پر کمانے کے بس کے نہیں ہیں

چو بشنوی سخن اہل دل گلو کہ خطاست
 جب تو اہل دل کی بات کہنے تو یہ نہ کہہ کہ غلط ہے
 سرم ہدینا و عقبی سرو نمی آید
 یہاں سردینیا اور عقبی کی طرف نہیں جکنا ہے
 در اندرون من خستہ دل ندا تم کست
 جو خستہ دل کے اندر نہ معلوم کون ہے
 دلم ز پردہ بروں شد کجا بانی لے مطرب
 میرا دل پردہ سے باہر ہو گیا لے مطرب تو کہاں ہے
 مرا بکار جہاں ہرگز التفات نبود
 دنیا کے کام کی طرف تیری کوئی توجہ نہ تھی

سخن شناس نہ دلبر اخطا اینجا ست
 تو خوب بات کہنے والا نہیں جتنے دلبر واقعی تو یہ ہے
 تبارک اللہ از اس فتنہا کہ در سہاست
 (غلامی ایکیت ہے) ان فتنوں کی بدولت جو یہاں سر میں ہیں
 کہ من خنوم و او در فغان و در غما ست
 کہ میں توجیب ہوں ۲ صفا فریاد اور فغان کا ہے
 بنال ہاں کہ از بس پردہ کار با نخواست
 تاکر کہ اسی پردہ کی وجہ سے جلاکارا ہر موقع ہے
 شیخ تو در نظر من چنین خوشش آست
 تیرے منے اس کی کویری نظروں میں جتنے خوش ہے تیرے آست

۱۔ اس قصہ ماجور
 ۲۔ تو ان جہاں کہ دشمن
 کے مقابلہ کی طاقت
 نہیں ہے
 ۳۔ غریب حسن کی وجہ
 سے وہ کسی کی طرف
 جھکا حتی اگر نہیں چکنا
 ہے۔
 ۴۔ مانڈا کا یہ شہنشاہ
 نہ وہ طاقت ہے۔
 ۵۔ سب سے بڑے چرکے
 فزاد کا تیرا۔
 ۶۔ ظلم کو ختم کر دینے
 حوش و نشانی پر
 ۷۔ صفا و غما
 ۸۔ غم و غما
 کی صورت
 ہے۔
 ۹۔ چنستان ہی ہے تو
 سخن تو کی زلف میں
 چنستان ہی ہے۔
 ۱۰۔ چونکہ میں خوشی
 فتنے میں اس لیے ہم
 دونوں جہاں کے جلاکار
 ہیں۔
 ۱۱۔ دلالت میں چکر کی
 تعلیقات ہر اس لئے
 یہاں میں گئے ہیں۔

نخفته ام بخچالے کہ می نرم شبها
 میران خجالات آن وجہ سے جن کو کس پچاتا ہوں رازوں نہیں
 چنیں کہ صومعہ آلودہ شد بخون دلم
 ایسی حالت میں کہ میرے خون دل سے عبادتخانہ آلودہ ہو گیا
 از آن بد مرغی غم عزیزمیدارند
 اس وجہ سے آتش پرست آسمان میں مجھے عزت سے رکھتے ہیں
 چه ساز بود کہ بنواخت مطرب عشاق
 وہ کیا ساز تھا جو عاشقوں کے شہرب گئے بیخود
 خمار عشق تو دیشب در اندر و غم بود
 تیرے عشق کا خمار رات شب میرے اندر تھا

خمار صد شہہ دارم شرخا نہ کجاست
 سو لوگوں کا خمار مجھ پر بڑھا ہے زہب خاند کہاں ہے
 گرم بہادہ بشوید حق بدست شہاست
 اگر تم شہراب سے مجھے دعو دو تو جن تہ سے ماتو ہے
 کہ آتشی کہ نمیرد ہمیشہ در دل ماست
 کہ جو آگ بھی نہ بجھو وہ ہمیشہ جوار سے دل میں ہے
 کہ رفت عمر و ہنوزم دماغ پز صداست
 کہ زمانہ گذر گیا اور صدا سے سید دماغ پڑے
 کہ وقت عبادت پز وقت جانے لہماست
 عبادت کا وقت کہاں ہے اور دعا کا مقام وقت کجا؟

ندائے عشق تو دروشم در اندر دل دادند
 تیری محبت کی آواز میں شب میرے اندر انھوں نے دی
 فضائے سینہ حافظ ہنوز پز صداست
 حافظ کے سینہ کی فضا اب تک صدا سے پڑے

چہ لطف بود کہ ناگاہ رشخہ قلمت
 کیا ہیرانی تھی کہ اچانک تیرے قلم کے ترخ نے
 بنوک خامہ رفتم کردہ سلام مرا
 صلح کی ٹوک سے تو نے مجھے سلام لکھا ہے
 نلویم از من بیدل بسہو کردی یاد
 میں تو نہیں کہہ سکتا کہ تو نے مجھ کو بھول کر یاد لیا ہے
 مرا ذلیل مگرداں بشکر این نعمت
 اس نعمت کے شکر میں، مجھے ذلیل نہ کر
 بیا کہ با سز زلفت تزار خواہم کرد
 آ، میں تیری زلفت سے عہد کروں گا

حقوق خدمت ماعض کرد بر کمر مت
 ہماری خدمت کے حقوق تیرے کمر کے سامنے پیش کر کے
 کہ کار خانہ دوراں مباد بے رقت
 خدا کیسے زانہ کار خانہ تیری تحریر بدوں نہو
 کہ در حساب خرد نیست سہو بر قلمت
 کیونکہ انوکھے قلم تیرے قلم سے بھول نہیں ہوتے
 کہ داشت دولت سر بند عزیز و محرمت
 کیونکہ سرمدی دولت کے نیچے با عزت و محرم بنایا ہے
 کہ گر سرم برود بر بندام از خدمت
 کہ اگر سر میرا بھی جاتا رہے گا تیرے قدم سے نہاؤں گا
 کہ لاہ بردم از خاک کشتگان نعمت
 جبکہ تیرے قدم کے ماروں کی خاک سے ملا لگے گا

ز حال ما دل آگ شود مگر وقتے
 تیرا دل جہاں حالت سے شاہد اس وقت آگاہ ہوگا
 روان تشہ مارا بجز عہ در یاب
 ہماری پیاسی مدد کا ایک گھونٹ سے مدد کر دے
 صبار روئے تو باہر گلے حدیث کرد
 صبا نے تیرے چہرے کی بات ہر گلے سے کہہ دی
 دلم مقیم در تست حرمتش میدار
 میرا دل تیرا جو گھٹ پر مقیم ہے اس کی عزت کر

چو میثد ہند زلال خضر بجام حبت
 جبکہ خضر کا پانی اترے گا جام ہمیں دے رہے ہیں
 رقیب کے رہ نماز داد در حرمت
 محافظت سے چلن جو کہ تیرے حرم میں نہیں دلاستے دیا
 بشکر آنکہ خدا داشته است محرمت
 اس بات کے شکر میں کہ خدا نے مجھے با عزت رکھا ہے

۱۔ یہ ہے جیسی موشک
 سے ہی جا سکتا۔
 ۲۔ آتش پرست جہاں
 اس لئے عزت کرتے
 ہیں کہ چونکہ ہمارے دل کی
 دل ہمیشہ روشن رہتی
 ہے۔
 ۳۔ عاشقوں
 نے جو
 نوز شاہ
 وہ زمانہ
 گذرنے پر بھی
 ڈٹا۔
 ۴۔ دوست کا خاندان
 پر حافظ نے یہ قول کیا
 ۵۔ یعنی سب ہم کو کوشی
 میں جانتا ہوں کہ اور
 ہماری خاک سے گل و
 لالہ لگائے۔
 ۶۔ کہ اگر کائنات تھاقہ
 نے تیرے پاس جہاں
 حیات بھرنے ہے۔

یوش وقت تو لے عیسیٰ صباخوش باد
لے عیسیٰ ہم بند کرے تو ہمیشہ خوش وقت رہے
تراز حال دل خستگیاں چہ عزم کہ مدام
خستہ دل کی حالت سے کچھ کیا تمہاراں نے کرینا

کہ جان عاشق دل مستند شد بدست
اس نے گو مستند دل عاشق کی جان تیری ہونکے نہ ہونی ہے
ہمی دہند شراب خضر بجا مہجرت
خضر کی مشراب تیرے جام ہم میں بیٹے ہیں

میں گہست و تو خوش تیز میری حافظ
لے ماقتل اکین عمامہ ہے اور تہست تیز جا رہا ہے

مکن کہ گرد بر آید ز شرہ عدالت
ایسا نہ کر کہ تیرے دم کی شاہ راہ سے گراؤٹھے

حال دل یا تو گفتنم ہوس ست
بجے ہوس سے مال طرا بجھنے کی ہوس ہے
طمع خام ہیں کہ ققتہ فاش
کھلا خواہیں تو دیکھو تو ایک کلمے ققتہ کو
شب قدمے چینی عزیز و شریف
ابھی عزیز اور شریف شب مستدیں
وہ کہ در دانه چینی نازک
واہ! اس قدر نازک ہوتی
اے صبا! شبنم مد فرمای
اے صبا آج کی رات تیری مد کو روکے
از برائے شرف بنوک مرثہ
عزت حاصل کرنے کے لئے بکھلا کر کے لگتے

خبر دل شفقتم ہوس ست
بجے دل کی خبر گمانے کی ہوس ہے
ازرقیبیاں نہ گفتنم ہوس ست
زقیہوں سے بھولنے کی ہوس ہے
یا تو تاروز خفتنم ہوس ست
بجے دن بکھنے تکا ترے ساتھ سوئی ہوس ہے
در شب تار شفقتم ہوس ست
بجے اس کو تار کھ رات میں بھولنے کی ہوس ہے
کہ سحر گہم شفقتم ہوس ست
اس لئے کو صبح کو بکھنے کی ہوس ہے
خاک راہ تو رفتنم ہوس ست
تیرے راستہ کی خاک کو ماسا لکر نیکی بکھ ہوس ہے

تجو حافظ بر عین مدحیاں
دعویاں کی ذلت کے لئے ماقتل کی طرح
شعر زندا کہ گفتنم ہوس ست
رندہ چہ شہر بکھنے کی ہوس ہے

حسنیت با اتفاق ملامت جہاں رفت
تیرے حسنیت ملامت کی موافقت سے تمام دنیا پر بکھلا
افتائے راز خلوتیاں خواست کر دمع
غیب نے گوسفند خیزوں کا راز افشاء کیا جہاں
مینو است گل کہ دم زنداننگ لکھتے تو
پہلے نے جہاں تھا کہ تیرے رنگ دیو کا مقابلہ کیے
چوں لالہ کج نہاد کلاہ طرب ز کبر
تجربے سے کی توئی اللہ کی طرح تک اور ہے ہوس ہے

آئے با اتفاق جہاں میتواں گرفت
ہیک موافقت سے تمام جہاں پر کبھی کیا جا سکتا ہے
شکر خدا کہ سیر دلش در زباں گرفت
خدا کا شکر ہے آپ کے دل کے لڑنے نے زباں پکڑ لی
از غرتش صبا نفس اندر وہاں گرفت
مہاسے غرت سے اس کا ماسن میں بند کر دیا
ہر دغ دل کہ باوہ جوں ارغواں گرفت
دل کا ہر وہ واقعہ جس نے ارغواں شرب حاصل کر لیا ہے

سے تیرا سن لک ہے
مہر وہ بیان کہنے پر
قادر
ذہنی
دہ
سوا
کر ڈالتی
سے اسی نے غنچہاں
لہستہ ہوتا ہے

آں روز عشق سا غمے خرم نم بوخت
 اُس دن غم سے کیا ہے عشق کے بغیر اعراسِ حبلا ڈالا
 آنوردہ بر کنار جو ز کار می شدم
 میں کس سے ہر پر آرزو کی طرح آرزو سے جھلتا تھا
 خواہم شدن بکوئے مغال آتیں نشان
 میں تین مہا ذکر، آتش پتوں کے کوچ میں مانا جا بہتا ہوں
 بر برگ گل ز خون شقائق نوشتہ اند
 جھول جھول پیوں پر گل للا کے غم سے مکھو دیا ہے
 مے وہ بجا م جم کہ صہ شاح صوحیاں
 ہام جھیش میں شربطہ طاس کے گرج کے پینے لانا ہی ہے
 مے وہ کہ ہر کہ آخر کار جہاں بیدید
 شربطہ طاس کے گرج میں نفس نے دنیا کا اجڑا م رکھا ہے
 فرصت نگر کہ فتنہ چور عالم اوقاد
 موقع دیکھ جب عالم میں فتنہ ابر پا ہوا
 زین آتش نہفتہ کہ در سینہ من مت
 اس چہی ہوئی آگ کا بیج بڑے سے میں ہے

کاش ز عکس عارض ساقی دل گرفت
 جبکہ ساقی کے رخسار کے لمبے سے اس میں رنگ لگ
 دوراں چون نقطہ عافیتم در میاں گرفت
 زمانے کی گذر سے نہ بالا غرقہ کی طرح لے دیاں میں لیا
 زیں فتنہ باکہ دامن آخزیاں گرفت
 ان فتنوں کی وجہ سے جو آخری زمانہ کے دامن سے بچنا کوی
 کاکس کی بچہ شد مے چوں غول گرفت
 کہ وہ شخص جو بچتا ہے اس نے ارضی خرابی ہے
 چوں پادشہ بہ تیغ زلفشان جوں گرفت
 زلفشان تلواری کے ذریعہ بادشاہ کی طرح دنیا بھر کو لیا ہے
 از غم بکت آمد و طیل گلاں گرفت
 غم سے ابکا ہر کھلا ہے اندھاری چاند لے لیا ہے
 عارف بجا مے زرد و از غم گل گرفت
 عارف نے غم سے آگے غراب لڑائی لے کر رہا ہے جو گیا
 خورشید شعلہ آیت کہ بر آسمان گرفت
 سورج ایک شعلہ ہے جو آسمان میں لگ گیا ہے

حافظ جو آب لطف ز نظم تو مسجد
 لے ما نغفیکہ پاکر کہ ساہانی تری نغم سے آیتا ہے
 غیرے چکونہ نکتہ تو اند بر آں گرفت
 کوئی دور اس پر کیے نکتہ پین کر کتابے

بادہ پیش اگر کہ اسان جہاں اس بہ نیست
 شراب لا اس لیے کہ دنیا کے اسباب سے سب بچتا ہے
 مہمہ آنت مگر نہ دل جال اس بہ نیست
 سب بچتا ہے اور نہ دل اور جان سے سب بچتا ہے
 کہ خوش بگری لے سر فر و ال اس بہ نیست
 اس لیے کہ سر و دماغ اگر تو خور دیکھے صورت سب بچتا ہے
 ورنہ با سعی عمل باغ جہاں اس بہ نیست
 ورنہ کو خوش اور دل کے ساتھ حرکت کے باغ سے سب بچتا ہے
 خوش بیاسانی زمانے کہ ز ماں اس بہ نیست
 آرا سے کچھ دن گزار لے، کیونکہ زمانہ سے سب بچتا ہے
 فرقتے داں کہ ز لبتا بد راں اس بہ نیست
 یہ کچھ کہ چوڑے سے نہ تکتی فرصت سے سب بچتا ہے

حاصل کار کہ کون و مکان نایں بہ نیست
 کون و مکان کے علاوہ کائنات کا خلاصہ، یہ سب بچتا ہے
 از دل جہاں شرف صحبت جہاں غرضت
 دل اور جان سے ملائے ہمنوع کی صحبت سے شرف ہے
 دست سدرہ وطوبی زئے ساری کش
 سدرہ اور طوبی کا احسان سے کے لئے دروشت نہ کر
 دولت آنت کہ بخون دل آید بکنار
 دولت تو ہی ہے جو دل کا خون کے بدون حاصل ہو
 پنجوڑے کہ دریں مہلہ مہلت داری
 اس مہلہ میں پانچ دن کی جو کچھ مہلت حاصل ہے
 بر لب بحر فنا منتظر یکم اے ساقی
 ملے ساقی ہم فنا کے سمندر کے کنارے منتظر ہیں

ہا میں ہیں ہفت جلاہ
 سوچ سکر کیا بچاہ
 شراب کا وہ چلے
 مانی برسیت کی
 گری سست کی گری
 بہت زیادہ ہے
 مے عشق کے علاوہ
 دنیا کی ہر شے فانی ہے
 کہ سدرہ طوبی کے



اس درشت
 کا نام ہے
 چو آتوں
 آسمان پر
 طوبی اور درشت
 ہے میں کہ بچتا ہے
 آسمان پر ہے اور شایں
 نامہ سائل بچتا ہے
 مے اتنی فرصت کوئی
 چہ ہوش سے نہ کے
 اندر جانے یہ بھی ہوجا
 ہے

زادہا مکن مشوا ز بانے غیرت ز نہار
 استفاہا شک غیرت کی بانے ہرگز مفلح نہ ہو
 در دمندی جو من سوختہ زار و زار
 مجھ جیسے سوختہ ناز و ناز کی حدست ہی کے لئے
 از ترنگ مکن اندیشہ و چو گل خوش باش
 بے اجبوتی کی فکر نہ کرو اور چھوٹی کی طرح خوش رہو

کر رہ صومعہ تادیر موعالی اس ہم نیست
 اس لئے کہ عبادت ماننے سے تو پرستش کن نہ ہو گناہ تیرے ہم نہیں ہے
 ظاہر حاجت تقریریاں اس ہم نیست
 بظاہر تقریر و بیان کی حاجت یہ سب کچھ نہیں ہے
 زانکہ تکلیف جہاں گذراں اس ہم نیست
 اس لیے کہ گفتارے والی دنیا کی سختی سب کچھ نہیں ہے

نام حافظ رقم نیک پذیرفت ولی
 حافظ کے نام سے اچھا نفع اختیار کر لیا ہے، لیکن
 پیش ز نال رقم سو دریاں زمین نیست
 دنیا کے لئے نفع وادار نقصان کا نفع یہ سب کچھ نہیں ہے

خدا جو صورت ابروئے دربانے تولبت
 خطے جہاں جیسے دریا ہر دو کی صورت پیدا کی
 ہزار ہوں زمین را بخاک راہ نشانہ
 جس کے ہزاروں سو رو کو راستی کا خاک پر کھڑا کر دیا
 مراقب مرغ چین را ز دل ببرد آرام
 میرے ساتھ چین کے ہر نئے کے دل سے آرام لگایا
 ز کار ما ذل غنیمت گره بشود
 ہمارے کام اور غنیمت کے دل کی محروم نہ کر دی
 مرابند تو دربان چرخ راضی کرد
 زمانہ کی گردش سے نیک بختی تیری تسلیم پر راضی کر دیا
 چوناف بر دل سکین من گره مفلح
 ناند کی طرح میرے سکین دل پر گروہ لگا
 تو خود حیات گر بوی لے زمان مصال
 لے وصال کے زیادہ خود دوسری قسم کی زندگی تھا
 ہما نسیم تو روزے کشائیشے یا بد
 تیری نسیم ہے، اگلی دن کشا کی حاصل کر لے گا

کشا و کار من اندر کر شہماے تولبت
 میرے کام کی کشا کر کے بناؤ اور اے دل بستر دل ہے
 زمان تا قصب ز کش فائے تولبت
 زمانہ جسے کہ ز کش تصف کی تباہی ہے
 سخن کہاں کہ دل ہر دور روانے تولبت
 جبکہ صبح کے وقت نے دونوں کا دل تری آواز سے وابستہ کر لیا ہے
 نسیم صبح خود دل در رہ ہوائے تولبت
 صبح کی نسیم نے جب دل تیرے ہی سے واسطہ دیا ہے
 ولی شہ سو در کہ سر شتر رضائے تولبت
 لیکن کسی قائمہ جبکہ ہر تیری رضائے سے وابستہ کر لیا ہے
 کہ عہد یا سر زلف گره کشائے تولبت
 اس لئے کہ اس نے تیری گره کشائے سے وابستہ کر لیا ہے
 خطا نگر کہ دل امید و فائے تولبت
 غلطی کو دیکھ کر دل نے تیری وفا سے امید وابستہ کر دی
 چون غنیمت ہر کہ دل خوش در موائے تولبت
 غنیمت کی طرح ہر وہ جس نے تیری نعمت سے دل وابستہ کر لیا ہے

ز دست جو ز تو لقمہ ز شہر خواہم رفت
 میں نے کہا تیرے ظلم کے اچھوٹا شہر سے چلاؤں گا
 بخندہ گفت برو حافظ کہ بٹائے تولبت
 اس نے ہنس کر کہا جا حافظ میرا پر کس نے بازو ہے

۱۔ انسان کی تکلیف کیا ہے
 ہر وقت غصے میں رہے
 سب کے لئے وہی ہے
 ۲۔ دنیاوی سختی
 ۳۔ صبح ایک شہر
 ۴۔ کپڑے سڑکوں میں پھینک دیا
 ۵۔ صبح
 ۶۔ پاؤں
 ۷۔ تیری
 ۸۔ جتنے
 ۹۔ وابستہ ہے اس نے
 ۱۰۔ میرے اندر چمکے لٹکی
 ۱۱۔ گریں کو لہریں
 ۱۲۔ دنیا کی اختیار کئے
 ۱۳۔ دل ہے
 ۱۴۔ نہ تو رسال
 ۱۵۔ بے وفا ہے اس سے
 ۱۶۔ دغا کن تیرا غلطی ہے



فلوت گزیدہ را بتا شاپہ حاجت مست
 فلوت نہیں کو، میری کیا حاجت ہے؟
 فلوت کو تیرے دوست ہست لہو لہو حاجت مست
 جب دوست کا کوہ جو جڑ ہے تو جنگ کی کیا فہمست ہے؟

جا تاں بھاجتے کہ ترا جست با خدا
 لے ہاں اس حاجت کی قسم جو تجھے فلا ہے
 اے بادشاہ حسن خدارا بسوختیم
 لے جس کے بادشاہا خدا کے لئے ہم میں گئے
 اربابِ حاجتیم و زبانِ سوال نیست
 ہم صاحبِ حاجت ہیں اور مانگنے کی زبان نہیں ہے
 جامِ جہاں نماست فیمینر دوست
 دوست تو روشن دل مہم جہاں نما ہے
 آل شد کہ بار منت ملاح بر دے
 وہ وقت گیا کہ ملاح کے سانہم جوں ہوش کو کھتا
 اے ندعی برو کہ مرا با تو کار نیست
 اے تیری نیابیاں تجھے کوئی واسطہ نہیں
 محتاج جنگ نیست گرت قصون مات
 جنگ کی ضرورت نہیں ہے اگر تیرا ہے خون کا لہ ہے
 اے عاشق گدا چولب روح بخش یار
 اے گدا ماشق! جب مشرق کا درت بخش ہو نہ

ساقی تو بے لنگے
 دیتا ہے۔
 ساقی کا جام کب
 اس طرح کا خاکہ
 اس سے تمام دنیا
 کے احوال معلوم کیا
 تمہاری لے اس کو
 جام جہاں نما
 بھی کہا
 چاہتا
 ہے جب
 سہل باب

عیش ہتیا ہیں توانی
 کو فرما آگنا چاہیے
 سے جو ناگاہی اختیار
 ہے جہاں شکر گنا چاہیے
 ناز کی ذکر کیا رہا
 ہے
 سے مست ہے نازا
 سے مست ہے نازا

آخرے میں برس کہ مارا یہ حاجت است
 آخر بھی تو دریافت کر کہ ہیں کیا ضرورت ہے
 ہائے سوال کن کہ گدا را یہ حاجت است
 ہر ایک مرتبہ تو دریافت کرسے کہ فقیر کیا ضرورت ہے
 در حضرت کہ تم متناہی حاجت است
 داتا کے دربار میں متناہی کی کیا ضرورت ہے
 اظہار اقیان خود را انجام حاجت است
 وہاں اپنی ضرورت ظاہر کرنے کی کیا ضرورت ہے
 گوہر خودت داد بیکر یا یہ حاجت است
 جب مرنے والے آپسے دریا کی کیا ضرورت ہے
 احباب حاضرند با عاریہ حاجت است
 دوست موجود ہیں تو دشمنوں کی کیا ضرورت ہے
 چوں تخت از آن است یعنی انجام حاجت است
 جب سلطان تیرا ہے تو لوٹ مار کی کیا ضرورت ہے
 میدانیت و طیفہ تقاضا یہ حاجت است
 تیرا حق مانگتا ہے تو تقاضا کی کیا ضرورت ہے

حافظ تو ختم کن کہ ہنر خود عیاں شود
 ماند تو ختم کنے کہ ہنر خود خفا ہو جائے گا
باندھی نزل و مجاہدہ حاجت مست
 تہی کے ساتھ جھگڑا اور لڑائی کی کیا ضرورت ہے

ساقی کجاست گو سب انتظار چیت
 ساقی کہاں ہے کہہ دو انتظار کیا سب ہے
 جز طرف جو تبار و فتنہ شکار چیت
 نہر کے کنارے اور خوشگوار شراب کے گالیاں
 کس او قوف نیست کہ انجام کار چیت
 کس کو معلوم نہیں کہ انجام کار کیا ہے
 عنخوار خوش باش ختم روزگار چیت
 آجنا خوار ہیں نازا ساقی تم کیا ہے
 اے ندعی نزارع تو بارہ دار چیت
 اسے تہی بارہ دار سے تیرا جملہ کیا ہے
 مادل بعشوة کہ درہم اختیار چیت
 ہم کس کے ناز و نماندہ بادل دیں ہنر کیا ہے

خوشتر عیش صحبت باغ و بہار چیت
 صحبت اور باغ و بہار کے پیش سے زیادہ ہنر کیا ہے
 معنی آب زندگی و روضہ آرام
 آب حیات اور جنت کے باغ کی حقیقت
 ہر وقت خوش گدست دیدم مقلد شمار
 جو اچھا وقت میرا آجائے قیمت آہو
 پیوند بے تہہ بگو نیست ہوش دار
 مرنے والا بڑا بال سے ہے ہوش کر
 راز درون پردہ زندان مست برس
 پردے کے اندر کے لانا سے زندوں سے دریافت کر
 مستور و مست ہر دو جواز یک قبیل اند
 مستور اور مست، جبکہ ایک قبیل سے ہیں

سہو و خطائے بندہ جو گنہ نرا اعتبار
سینل ہرک اور بندہ کہ غفلت کی چھتیاں مستہر ہو

معنی عفو و رحمت پر در دگار چسپیت
تو اللہ کی عفو و رحمت کے معنی کیا ہیں

زائد شراب کو شر و حافظہ پیاڑ خواست
لہرے کو شرکی شراب اور حافظے پیلا مانگا

تادرمیاد خواستہ کردگار چسپیت
دیکھیے اور ذوق میں خدا کا پسند یہ کہ کیا ہے

خیال رونے تو در ہر طریقی ہواست
تیرے ہرے کا خیال ہر راستہ میں ہواست

لیس مومے تو ہوندر جان اگر ماست
تیری آرزوؤں کا نسیم جاری آگاہ و جب کا پیر مذہبے

بیش کی سیب زرخندان اوہ مسکوید
دیکھ اس کی خوشتری کا سبب کس کھتا ہے

ہزار یوسف مصری فائدہ کھراست
ہزار مصری یوسف ہمارے کنز میں کھرسے ہیں

برغم ندم عیاں کے منع عشق کسند
ان ندموں کے برخلاف جو عشق سے شکر کرتے ہیں

جمال و چہرہ تو حجت موجدہ ماست
تیرا حسن اور چہرہ جاری پسندیدہ ہیں

اگر زلف دراز تو دوست مانر سد
اگر تیری دراز زلف تنگ ہمارا ہر چہ نہیں

گناہ و محنت پریشان دست کو تیر ماست
تو ہمارے پریشان نصیب اور کو تیرا ہاتھ تقویہ ہے

بجا جب در خلوت مرے خاص بلو
خاص خلوت سرتانے کے وہاں سے کہے

فلاں ز گوشہ نشینان خال کرد ماست
فلاں ہمارے گوشہ نشینان کی خاک کے گوشہ نشینوں میں ہے

لبصورت از نظر با اگر چہ محبوب است
بظاہر اگرچہ ہماری نگاہوں کے پرشیدہ ہے

ہمیشہ در نظر خاطر مرقم ماست
ہمیشہ ہمارے آسودہ طبیعت کی نظر میں ہے

اگر جو حافظہ سائل درے زند بکشا
اگر حافظہ بھکاری کی طرح دروازہ کلکٹائے تو کون دینا

کہ سالہا است کہ مشتاق رہے ہیں ہم
اس لئے تڑوہ سالوں سے ہمارے چاہیے پرہوش تاشق ہے

تو زلف تو دام کفر و دین است
تیری زلف کا تو ہم کفر اور دین کے لیے مال ہے

زکارستان او یک شتمہ لائن است
اُس کے کاموں میں سے ایک شتمہ لائن کا نام ہے

مقالات نصیحت گو ہمیں است
نصیحت کرنے والے کی باتیں یہی ہیں

کہ حکم انداز ہجران در ملین است
کہ ہجر کا فیصلہ کرنے والا حکمت میں ہے

جہالت معجز حسن است لیکن
تیرا جمال، حسن کا مہرہ ہے نصیحت

حدیث غمزہ ات سحر میں است
نازد انداز کی راست، کھلا ہوا جا دو ہے

برال چشم سید صد آفرین باد
اس سہلی آنکھ کے لئے سوشا ہوش

کہ در عاشق کشی سحر آفرین است
جو عاشق کشی، میں سجادہ مگر ہے

عجب را ہمیت راہ عشق ہہیات
عشق کا راستہ ہمیں، عجب راستہ ہے ہائے انفس

کہ چرخ ہفتش ہفت تہ میں است
کہ اس کے ساتواں آسمان ساتویں زمین ہے

مذہب تو خوں ہر وقت
ہمارے ساتھ ہے
اور تیری زلفوں کی
خوشبو جاری مذہب کی
مذہب کائنات کے کنزوں
میں تو ایک اور منفقہ
مشق قلم کی شمعوں کی
کنزوں میں سیکڑوں
یوسف کسے ہوتے
ہیں۔

عجب
تیرا حسن
دیکھو دیکھو
قاس ہوا میں
گے۔

کے گھنوں سے آرزو
دندے لین دل سے
تو رہا ہے
تیری زلف پر حسن
و کافزہ کیسے ہیں۔
تو در عشق کی ہر چیز
اٹی ہے۔

ملکہ آقا تیس فرشتے
 ہیں جو انسان کی نیکی
 اور بری لکھتے ہیں۔
 ملائکہ ملائکہ متوالی لکھ
 اور کبریٰ فرشتوں کے
 ہیں اور تباہی پیدا
 کرتے ہیں۔
 ملائکہ میں سے تیرے
 لوگوں میں سے کہا جاتا
 کہ اس پر کسی کو پڑنا
 بہت قاتل ہوتا ہے۔
 ملائکہ اس لئے
 ہے کہ آپ
 حیات
 کا ستون
 کمزور ہیں
 آپ
 ۱۰۔ ابرو کو کمان
 سے اور پکوں کو تیرے
 تشبیہ دیا جاتی ہے
 ۱۱۔ مشرقی سکویہ
 کی جنت میں بہت
 ہر کرسول کا گریبان
 چاک ہوا ہے۔

تو بنداری کہ بد گرفت و جاں بُرد
 تو کشتا ہے ہر چنانور چلا گیا، اور مر گیا
 ز چشم شوخ تو کے جاں تو اوں بُرد
 تیری شوخ آنکھ سے کہے جان بمانی جا سکتی ہے
 لب را آبِ حیواں گفتم آما
 تیرے ہونٹوں کو میں نے آسیر حیات کہا لیکن
 مشواہجاں ز کید زلفش ایمن
 اسے جان، اہم کی زلف کی تدبیر سے مطمئن نہ ہو
 حدیثِ مطرب و میمانہ سے
 گریبے اور شرب کے پیمانے کی بات

حالیہ باکر اما کا تین ست
 اس کا حباب تو ترا آہتیس کے پردے ہے
 کہ دائم باکساں اندر کین ست
 جو ہمیشہ کمان لے، گمات میں ہے
 چہ جائے آب کاں ماہر معین ست
 پانی بچنے کا کب مرنے سے دور رہتا پانی ہے
 کہ دل بُرد و کونل در بندین ست
 دل تو لے گئی سب اب دین کی فکر میں ہے
 یہ نبرد عاشقان آیات دین ست
 عاشقوں کے نزدیک دین کے سمجھنے میں

ز جامِ عشق سے نوشید حافظ
 حافظ نے عشق کے جام سے شرب پی ہے
 ملاش مستی و زندگی ازین ست
 ایسی ہے اس کو ہمیشہ مستی اور زندگی حاصل ہے

خوابِ آن نرگس نقان لوبہ چمنے نیست
 تیری نعتیں ستارہ نخل نرس کی نیند ہے سب نہیں ہے
 از لب شیر و لب بود کہ من میگفتم
 تیرے ہونٹوں سے دودھ جاری تھا لکھ میں نے کہا
 حتمتہ آب حیات ست و بانٹ آما
 تیرا ملائے آب حیات کا چشم ہے ایسکین
 جاں در از می تو با داکہ یقیں میدانم
 خدا کے تیری عمر دراز ہوئے یقیں ہے
 مبتلائے بغیر و محنت و اندوہ و فراق
 خود مصیبت اور آرج و فراق میں مبتلا ہو کر
 دوش با داز میر کوش بگشتاں بگشت
 شب کو شہ پہاڑوں کے کوچ سے باغ میں پہنچی

تاپ آن زلف پریشان تو بجز نیست
 تیری پریشان زلف کا تمام بے سبب نہیں ہے
 کایں شکر گرد و گلان لوبہ چمنے نیست
 کہ یہ شکر تیرے تنگ دان سے گرد و لب سے نہیں ہے
 زیر لب چاہہ زخاران لوبہ چمنے نیست
 ہونٹوں کے نیچے تیری ٹھوڑے کا انگوٹھا سبب نہیں ہے
 در کماں ناوک حرم گان تو بجز نیست
 کمان میں تیری پاک سار سے سبب نہیں ہے
 لے دل امینا لوفغان تو بجز نیست
 اسے دلہنہ تیرا ہلا اور شراب دیکھنے سبب نہیں ہے
 لے گل میں چاک گریبان تو بجز نیست
 لے بھول لے تیرا چاک گریبان سبب نہیں ہے

در و عشق ارچہ دل از خلق نہاں میدارد
 دل اگرچہ درد عشق کو لوگوں سے پوشیدہ رکھتا ہے
 حافظ ایں دیدہ گریبان لوبہ چمنے نیست
 حافظ تیری سے ملائی آنکھیں نہتے سبب نہیں ہیں

خمے کہ ابروئے شوخ تو در کمان نداشت
 تیرے شوخ ابرو کے کمان میں جو خم پیدا کیا ہے
 بقصد جان من زار ناواں نداشت
 مجھ کو زور ناز مال کی جان لینے کے پیدا کیا ہے

شراب کو وہ دھوئے کر دہ کے شرف پین
 تو غلاب کو پینے کی حسالت میں کب ہیں میں آیا تھا
 بیک کرشمہ کہ نرسن بخود فردوسی کرد
 بیک کرشمہ کے باعث جو نرسن نے خود ہی نہیں دکھایا
 خرابی خستہ تو ام تعالیٰ اللہ
 تیرے قدم کی وجہ سے میں غلاب اور تیرے ہوں مصلحت نہ
 زشم آنکھ بڑے تو سبتش کر وند
 اس شرم سے کہ لوگوں نے اس کو تیرے ہمہ سے تشبیہ دی
 یہ بزم گلاب میں دوش مست بگذاشتم
 چہن کی میر گاہ تھا میں شب گواشتہست ہرگز گرا ہوا تھا
 بنفشہ طرہ منقول خود گردہ میسر د
 ہنفتہ نفاہی گو دمی ہنفتہ زلفوں میں بچرہ لگی تھی
 کنول یاب نے لعل خرقة می شویم
 نے لعل کے پانی سے تاب میں گزری دھور ہ ہوتی
 نمود رنگ و عالم کہ نقش الفت بود
 دونوں جہازوں کا رنگ بھی تھا کہ محبت کا نقش تمام جہازوں کا تھا
 من از روعے و مطرب بیستم مرکز
 میں میں مرکز کی روعے سے شارب اور گویے کو بھی نہ دریکت
 جہاں بیکام دل کنول شود کہ نور زلف
 دنیا والوں کے ہنسنے سے مطابقیاب ہوئی اس لئے نور زلف لگانے

کہ آپ رونے تو آتش در باغواں انداخت
 کرتے بہرہ کی رونق لے سکی اریاں میں آگ دی ہے
 فریٹ چیم تو صدقتہ در جہاں انداخت
 تیری آنکھوں کے فریب نے دنیا میں سوختے پیدل کرتے
 چہ کلک لک لک کہ این خط دلشال انداخت
 کونسا قلم تھا جس نے یہ دلشال خط ڈالا ہے
 سخن بدست صبا خاک در باں انداخت
 سخن نے صبا کے ہاتھ سے منحہ میں خاک ڈالی
 کہ از در باں تو ام غنچہ در گماں انداخت
 کہ غنچہ نے مجھے اپنے تیرے سحر میں ڈال دیا
 صبا حکایت زلفی در میاں انداخت
 صبا نے تیری زلف کا قصہ در میاں میں چڑھ دیا
 نصیبیہ ازل از خود نمیتوان انداخت
 ازل نصیبیہ اپنے سے نہیں جہاں جاسکتا ہے
 زمانہ طرح محبت میں اس ماں انداخت
 زمانہ نے محبت کی بنیاد اب نہیں ڈالی ہے
 ہوائے مغبوحی کا دم در این دل انداخت
 سنبھوں کی محبت نے مجھے اس اور اس میں بند کر دیا
 مرا بہ بندگی خواہہ زماں انداخت
 مجھے خواہہ زماں کی بندگی میں لگا دیا ہے

مگر کشائش حافظ دریں خرابی بود

شاید حافظ کی سہولت اس خرابی میں تھی
 کہ قسمت از لاش دروغ تعال انداخت
 اس لئے کہ انہی قسمت نے اس کو بچوں کی شراب میں بنا کر دیا

دل شرا پر درہ مجتہت اوست
 دل، اس کی مجتہت کا نتیجہ ہے
 منکہ سرد در نیا ورم بدو کون
 میں جو کہ دونوں جہاں کے سامنے سر نہیں جھکا
 تو و طوبیٰ و ما و قامت یار
 تیرے اور طوبیٰ، میں ہیں اور دوست کا ہنسد
 دور مجنون گذشت و لو بہت نامست
 مجنون کا دور گذر گیا اب ہمارا دور ہے

دیدہ آئینہ در اطاعت اوست
 آنکھ اس کے چہرے کی آئینہ دار ہے
 گردنم زیر بار ہشت اوست
 میری گردن اس کے احسان کی زیر بار ہے
 فکر ہر کس بقدر بہت اوست
 باشان کی حد اس کی محبت کے اندازے کے مطابق ہے
 ہر کے خیر و زہ نوبت اوست
 ہر شخص کا کچھ دن کے لیے قدر ہے

تیری نگاہوں کا
 تیرے زخم سے بہت
 بڑھا ہوا ہے۔
 نے ذکر خط عشیر
 دیکھائی ہے۔
 میں سخن ایک سفید
 خوشبو طوبیٰ ہے۔
 جس سے مشوق کے
 چہرے کو شہیہ دیکھائی
 ہے۔

مگر تو وہ اپنے
 سونے
 پر محبت
 شرمندہ
 ہوئی۔
 ہے یعنی دل اس کی
 محبت سے ہے۔
 نے زارہ طوبیٰ پر ہاتھ
 ہے میں تم کو بار پر۔
 ت اب ہم مجنونوں کی
 تیرا۔

من کہ باشم دلزل حرم کہ صبا
 اس حرم میں کیا کون ہوتا جہل اس لئے کہ صبا
 ملکیت عاشقی، و بیخ طرب
 عاشقی کا ملک، اور مستی سا خزانہ
 من و دل گرفتار شویم چہ پاک
 میں اور دل گرفتار ہو جائیں تو کیا پروا ہے
 بے خیالش میاں نظر چشم
 خدا کرے، بجاہ سا خنجر اس کے خیال ہر دل نہ ہو
 گر من آلودہ دانم چہ عجب
 اگر میں آلودہ دان ہوں تو کیا توبہ ہے
 ہر گل تو کہ شد چمن آزلے
 ہر وہ نیا بھول دیو چمن آرا بنا

پردہ دار حرم حرمت اوست
 اس کی حرمت کے لئے کون سا پردہ دار ہے
 ہر چہ دارم زمین ہمت اوست
 جو کچھ میرے پاس ہے اس کی توجہ کی برکت ہے
 غرض اندر میاں سلامت اوست
 مقصد تو در میان میں، اس کی سلامتی ہے
 زانکہ اس گوشہ خاص نسلت اوست
 اس لئے کہ یہ گوشہ خاص اس کی دولت ہے
 چہ عالم گواہ عصمت اوست
 اس کی بالکلیں کامرا عالم گواہ ہے
 اثر رنگ و بوی محبت اوست
 اس کی محبت کے رنگ و بوی اثر ہے

فقر ظاہر نہیں کہ حیا فطرا
 ظاہر کی فقر کو نہ دیکھ، مانتا کاسینہ
 سینہ بختیہ محبت اوست
 اس کی محبت کا خزانہ ہے

دارم امید عافیت از جناب دوست
 دوست کے دربار سے، مہربانی کا امیدوار ہوں
 واکم کہ بگذر روز سر جسم من کہ او
 مجھے مسلمان ہے تاکہ کسی دن جسے جرم سے دیکھ سکے گا
 بے گفتگوئے زلف تو دل را ہی برد
 بدول بات پرست کے تیری زلف دل کو لئے ہاں ہے
 عمریت تا زلف تو بولے شنیہہ ایم
 آپ زلف لڑ رہا ہے ہم نے تیری زلف کو خوشبو لگھی تھی
 بیخ است آں ہمال کہ ندیم از و نشال
 وہ تیرے جو ہم نہیں دے اس لئے کہ تیرے اس کا کوئی نشانہ دیکھ
 دارم عجب زلفش خیالش کہ چوں زلفت
 مجھے اس کے نقش خیالی پر ہنس ہے کہ وہ کیوں نہ مشا
 چندان کہ لست کہ ہر آنکس کہ برگزشت
 میں اس قدر رویا ہوں کہ جو شخص نہیں گذرا
 ماسرچو گوئے ہر سر کوئے تو یا نسیم
 بہنے تیرے کوچہ پر نیکبند کی طرح سر کو ہار دیا

کردم خیانتے و امید بعفو اوست
 میں نے خیانت کی ہے اور میری امید اس کے عفو سے ہے
 گر چہ پری و شست لیکن فرشتہ سوست
 اس لئے کہ وہ اگر پری ہو سکتی ہے تو فرشتہ نہ ہوتی
 بائیں دلکش تو کرا لے کتقد سیت
 تیرے دلکش چہرے کے ساتھ بات کرنے کو کس کا تہہ ہے
 زائل بولے در مشام دل ماہنوزیوست
 جانے دل کو کتنے شامیں اس سے اب تک غم شہر ہے
 موتیت آں میاں نامک آں حج موسست
 وہ کہ کب ہاں ہے لیکن مجھے معلوم نہیں وہ کب تم کو ہاں ہے
 از دیدہ ام کہ در مشام کا شست شوست
 میری آنکھوں کے سامنے آتا ہوں وہ تو دھوا دھوا کر رہا ہے
 از دیدہ ام جو دیدہ واں گفت انجی جوست
 جب میری آنکھ کو جاری دیکھ لیا تو بولا تو کبھی نہیں ہے
 واقف نشد کے کہ جو گویت انجی جوست
 لیکن کوئی نہ سمجھا کہ یہ کیا سینہ ہے، تیرے کوئی نہ سمجھا ہے

سہ میری آغوش دانی
 سے اس کا کیا بگڑا
 ہے۔
 ہے جس کے چہروں
 میں رنگ و بواس
 کی محبت سے
 پیدا
 ہوئے
 ہیں۔
 سے مشرق کے
 تیرے کو معدوم قرار
 دیا جاتا ہے اور کہ کو
 ہاں سے تیرا کیا جاتا
 ہے۔
 سے میری آنکھوں پر
 ہر کوشہ ہوتا ہے۔

حافظ بدست مال پریشان تو نے

اسے مانتے تیرے پریشان مال برائے تے لیکن

بریاو زلف یار پریشانیت نکوت

بارک زلف کی یاد میں تیری پہیٹا ہوتے ہے

مست آنے و مغز ان زنگ مست نیست

وہ غریب سے مست تھا ان پریشان اس کی مست زنگ مست تھے

وز قید بلند او بالائے ہنوبر نیست

اور اس کے بلند قید کے مقابلہ میں ہنوبر بلند نیست تھا

از بہر جو گویم نیست با او نظر میں نیست

میں کہ نہ کہنے کہوں کہ وہ نہیں ہے جیسا اس پر میری نظر ہے

یسوخت چو روات تا ز فرزندانشت

بہ نظریہ کی طرح دن تک جلا رہا اور بہرے کی نیشا

افعال نظر بازل برخواست چو نوشت

نظر بازلوں کی لہر یاد بلند ہوئی جب وہ بیٹھا

در و سر کمال کش شد با لرے او نوشت

اگر وہ کمال کشی یہ تھا اس کے ابرو سے وابستہ ہوا

بازای کہ باز آید عمر شدة حافظ

تو پھر آج تاکہ حافظ کی گئی عمر موت آئے

ہر چند کہ ناید باز تیرے کل بشمار نیست

اگر چو کائن سے نکلا ہوا تیرے بھی واپس نہیں لوٹتا ہے

صراحی لئے ناب سفینہ غزل مست

وہ قافلہ شراب کی مراہی اور غزل کی کتاب ہے

پیالہ گیر کہ عمر عزیزے بے بدل مست

پیالہ تمام لے اس کے کہ پیار کی ٹرسے بدلے ہے

ملالت علماء ہم ز علم بے عمل مست

ملا رکھو بھی علم بے عمل کا مدعا ہے

جہان کار جہان کجیات فے عمل مست

دنیا اور دنیا سہا سہا م تا پیٹا مارا اور بے عمل ہے

فے اہل برہ عمر ریزن اہل مست

لیکن عمر کے لاستے میں موت ایشید کی رہزن ہے

بشست شوی ہنگورد سفید و ایش مثل

دھونے دھالنے سے سفید نہیں رہتا ہے اور یہ کہی کھوت ہے

در در مغال آمد یام قدمے در دست

آفتی پرستوں کے بیٹھے میری دوست اور حرم چلا گیا

از نعل سمنداوشکل میر فو پیدا

اس کے گونے کے دل سے نعل سمنداوشکل میر فو پیدا

آرزو چو گویم هست از خود خبر میں نیست

میں کہیں خبر سے کہوں کہ وہ ہے جو کہ ہے اپنے خبر میں

چول مع وجود من شب تا بحر خود را

میرا وجود شیخ کی طرح اپنے آپ کو رات سے شیخ تک

جمع دل مسازاں نیست چو او خاریت

جسے دماغ آنگو یا سے مانتوں کے دل کی جمع بھی

گرفایہ خوشبو شد رویے او او خاریت

اگر فایہ خوشبو جی، تو اس کے گیسو سے وابستہ ہوئی

دریں زمانہ رفیقے کہ غالی از خلل مست

اس زمانہ میں اگر کوئی دوست و خالی سے غالی ہے

جز یہ دور کہ گذر گاہ عافیت تنگ مست

تنہا ہوا اس لئے کہ عافیت کا راستہ تنگ ہے

نہ من زبے عملی در جہاں ملولم و بس

نہ دنیا میں میرا ہی ہر من ہے، مملول سے تجھ نہیں ہوں

پچشم عقل بیبیں در جہاں پر آشوب

پر عقلی زمانہ کو مقل کی آکھ سے دیکھ

ولم امید فراوان ز وصل رویے تو داشت

میرا دل تیرے چہرے کے وصل کی بہت زیادہ تیرے کھتا تھا

ز قسمت ازلی چہرہ سبہ سختال

سبہ نیچے والوں کا چہرہ جو ازلی قسمت کی بنا پر ہے

سگڑے کے نعل نہیں

پاں ہوتے ہے۔

ماتہ میں اس کی لہجہ

تا سکتا ہوں اس کے

میں پلنے سے بے خبر

خاس کی عدم موجودگی

کیونکہ وہ میری نظروں

میں سما ہے۔

مے خالی ایک کرب

خوشی سے دوسرے

ابر وقتا نشان

بنایا جاتا تھا۔

مے شخص دوست

مراہی اور شادی کے

علاقہ کوئی نہیں ہے۔

مے بس

دنیا میں

کوئی

تہائی

میں ہی عافیت

ہے۔

مے تیرے عمل ہوں

تو میرا باوجود طے کے

بے عمل تیرے۔

مے انسان زنگین

اپنی قسمت میں پوری

نہیں کرتا ہے۔

مے مجازل سے بہت

ہے وہ کہیں سادہ

شعور بن سکتا۔

کہ سعد و نحس ز تاثير زہر ہو و زحل مست
 کہ نیک کنی اوصیہ یعنی زہرہ ۱۰ قدر حسن کی تاثیر ہے
 مگر بنائے محبت کہ قانی ارجح است
 لیکن محبت کی بنیاد جو ظل سے خالی ہے

بگیر طرہ مرطلعتی و قصہ مخواست
 کسی چاندی سے بہت ملنے کی لذت پر ملا لے اور یقین نہ پڑو
 خلل پذیر بود ہر منہ کہ می بینی
 جو بنیاد کنی تو زینحنا سے لڑو نقصان پذیر ہے

بیچ دور خواہند یافت ہشیار ش
 کئی زمانہ میں بھیجے اس کو ہوش میں نہ پائیں گے
چنین کہ حافظ است باہر است

اس لئے کہ ہمارا حافظہ انہی شراب سے ہے

گفت با ما منشی کہ تو سلامت برخواست
 بلا لہاس سے ساتھ نہ تھا اس لیے کہ تجھ سے ملائی جانی ہی ہے
 کہ نہ در آخر صحبت بر نہادت برخواست
 آرام سے بیٹھا ہوا کہ آخر صحبت میں نہادت لیکر نہ تھا ہوا؟
 پیش عشاق تو شہا بغرامت برخواست
 توجیہ عاشقوں کے سامنے اتوں سزا میں کھڑی رہی
 بہو اداری آن عارض قیامت برخواست
 اس رخسار و دندہ کی محبت میں اٹھ کھڑی ہوئی
 تماشاے تو آشوب قیامت برخواست
 ترسے دیکر کے لیے قیامت سے شور بر پا ہوا
 سرور کرش کہ بناز قیامت برخواست
 وہ کرش سرور ہو تو قیامت کے ناز سے اٹھا تھا

دل و دہنم شد و دلبر بکلامت برخواست
 میرا دل ۱۲ درون تو گیا اور معشوق سلامت نہ آ رہا ہوا
 کہ شنیدی کہ دریں بزم نے خوش نشست
 کس کے ہرست میں تو نے نہا ہے بیکراں بزم میں کھڑی پر لپٹے
 شمع گزراں لب خندان بزباں لاف زدر
 شمع نے اگر اس بیٹھے ہوئے پر زبان سے لاشعری کی
 در حین یاد بہاری ز کنا رکمل و سرو
 چمن میں موسم بہار کی ہوا گل اور سرو کی خوش سے
 مست بگذشتی و از خلوتیان ملکوت
 تو مست ہو کر گزرا وہ دنیا خلوت کے نوبت نشینوں کی نہیں
 پیش رفتار تو یار بگرفت از غفلت
 تیری رفتار کے آگے خرمن کی تھی ایک تہہ نہ تھا تھا

حافظ ایں خر قہ میند از مگر جبال بری

حافظ یہ گھڑی آثار پہنیک شاہد جان بجائے

کاکش از خرمن سالون کرامت برخواست

اس لئے کہ کھاد کرامت کے خرمن سے آگے جوں ہی ہے

بشکست عہدا و از ویج غم نہداشت
 ہمارے جو کھڑے کھڑے ڈالا اور اس کو اس کا کوئی غم نہ ہوا
 افکن و گشت و حرمت صیغہ نہداشت
 بچھانا اور مانتا اور ہر کے حکم کوئی احرام نہ کیا
 حاشا کہ زرم جو روطر قہ تم نہداشت
 یقیناً علم کی علامت اور ستم کو فریقہ انہیں نکات
 ہر جا کہ رفت یہ کیش محرم نہداشت
 جس جگہ بھی گیا اس نے اس کی حرمت دک

دید کی کہ یار جز بر جو رستم نہداشت
 ترسے دیکھنا کہ یار نے علم رستم کے علاوہ کوئی خیال نہ کیا
 یارث لیکر ش ارچہ دل جوں کہوترم
 لے خلاص سے ہوا تھوڑا کر اور اس نے میرے بوتر میرے دل کو
 برین جفا زنجت بد آمد و گر نہ یار
 مجھ پر مستر سے علم ہوا ورنہ دوست
 دل اش ہم جفا کہ بخواری کشد از و
 دل ہم جفا کے ساتھ کہ جو اس نے اس کی جہنم سے ذلت میں نہ تھا

شہ جروت ہی چلئے
 لطف و پیش سے
 گزار دیا چاہئے۔
 سے بزم عشق میں رست
 کہ اور تکلیف زیادہ
 ہے۔
 سے لینی شخص نے چونکہ
 لاشعری کی ایسی لے
 رات بہ کھڑی رہی۔
 کے باوجود ہی اسی کے
 عشق میں ماری ماری
 بہرتی ہے۔
 سے سرو
 ترسے
 دیکر دیکر
 اس قدر شرمندہ
 ہے کہ ایک قدم نہیں
 میں گستا
 سے دل کو بزم کو بزم
 قریب ہے ہر لمحہ کے
 جانور مارا نہ تخت
 گمان ہے۔
 کے اپنی منظوری سے کا
 سبب عقلمند کو قرار
 و نسبتہ کہ کیوں کی
 کے لاشعری ہی ثابت ہو سکے
 ہے چونکہ جو بزمے دل کو
 ذلیل کیا ہے سہاں کو
 ذلیل کرتے ہیں۔

نوبت زہد و روشن گلاں جاں بگذشت
 منت جان زہد سرور شون کی باری کجی
 چه سلامت بوداں را که جو ما باده خورد
 جو چاری طرح شراب ہے اس کو کیا لذت ہو سکتی ہے
 باده نوشی کہ درویشی ریائے نمود
 وہ شراب نوشی، جس میں کوئی ریاضت نہ ہو
 مانہ مردان ریائیم و حریفان نفاق
 یہ ہم نہ ریاضت میں نہ نفاق پسند
 فرض ایندو بیدار کم و کس بد حکیم
 ہم خدا کا فرض یاد رکھیں تاہم کسی کے ساتھ لطف نہیں کرتے
 چه بود گر من تو چند قرح باده خوریم
 کیا ہو جائے گا اگر میں اور تو مل کر چند میلے پیئیں گے
 این نہ عیبت کو میں عیب ظل خواہ بود
 یہ کوئی ایسا عیب نہیں ہے، جس سے کوئی عزلی ہوگی
 باده می نوش و میا از تو کس راحت آفند
 اسے حافظ اور شراب پلے اور کسی کو نہ ستا

وقت شامی طرف دن نکل بر فراست
 رندوں کی خوشی اور سستی وقت آگیا
 این عیبت بر عیاشق رند و خطاست
 عیاشی اور رند پنہ نہ عیب ہے اس کی غلطی ہے
 بہتر از زہد و فروشی کہ درویشی و ریاست
 اس زہد کوئی نکتہ ہے ہمیں اور دکھا اور نہ پاکی ہے
 آنکہ او عالم ترست بد خیال گواست
 جو رانقل کو جانتا ہے وہ اس عالم کو گواہ ہے
 وانچه گویند روانیت بلو حکم گواست
 اور جن کو نہ تاہن کہے ہیں ہم اپنا کچھ ہیں
 باده از خون تراست نہ از خون شماست
 شراب انڈوں کا خون ہے تمہارا خون تو نہیں ہے
 و بود عیب چه شد مردم بے عیب گواست
 اور اگر عیب کی ہے تو کیا ہو لے عیب لہذا تکہا ہیں
 زانکہ آرزو ان مردم ہستی عین خطاست
 اس لیے کہ انہوں کو سستا بہن میں غلطی ہے

حافظ از عشق خط و قال تو سرگردن است

حافظ، تیرے خط و قال کے حتم میں سرگرداں ہے
 پھر کرا لے نقطہ دل پابرجاست
 پر سارگی طرح، لیکن دل کا نقطہ ایک جگہ ہے

ماہی عشقی خدمت درویشان است
 درویشوں کی خدمت، محنت کا سرمایہ ہے
 فتح آل در نظر محبت درویشان است
 اس کی کٹاری، درویشوں کی توجہ کی نذر ہے
 منظر کے ازین نر محبت درویشان است
 درویشوں کی بزرگی کے چہ سادیک منظر ہے
 کیما نیست کہ در صحبت درویشان است
 اگہ ایسی کیا ہے جو درویشوں کی محبت میں ہے
 کہ با نیست کہ در شمت درویشان است
 وہ ایسی بڑائی ہے جو درویشوں کی دولت میں ہے
 بے تکلف بشنو دولت درویشان است
 بے تکلف سن لے جو درویشوں کی دولت ہے

روضہ خلد بریں خلوت درویشان است
 درویشوں کی خلوت، خلد میں کاجی ہے
 کج غفلت کہ طلسمات عجاب دارو
 گوشہ تنہائی، جو عجائبات کے طلسمات ہے
 قہر فروں کہ رضوانش بلدیانی رفت
 جنت کا وہ مل، جس کی درویشوں کے لئے رضوان ہو گیا
 آنچه ز ریش و داز پتو آل قلب سیاہ
 جس کے سایے سیاہ دل، ہنہا میں جاا ہے
 وانکہ پیش بہت حاجت کب تو خورشید
 جس کے سامنے سورج، بخیر و شادمانی آتا ہے
 دو لے زاکہ نباشد غم از آسید نوال
 وہ دولت، جس کو نوال کے غم کا غم نہ ہو

سلسلہ کی عید
 آگے زیادہ دل صفا
 گذر گیا۔
 کے جہاں لاہور باطن
 یکساں ہے لہذا ہم
 سنا حق نہیں ہیں۔
 سے ہم خطک کلامت
 اور نڈاپن خشک کی
 مخالفت کرتے ہیں۔
 کے حرام تو
 ان کا
 غلط ہیں
 ہے کہ
 ان کو غلط ہیں۔

ہے کہ ماننا اور پور
 ہے لیکن دل تجھ ہی
 وابستہ ہے۔
 مد فقر کی خدمت
 سے بڑی خاص ہو گیا
 کے اور کیا لاشک کہ ہے
 زانہ سے سربستہ
 کھتے ہیں۔
 سے فقر کی سیر و خدمت
 و صفات ہیں جو جنت
 سے اعلیٰ ہیں۔

خسرواں قبلہ ماجات چاندو لے
 بادشاہ، جہاں کے قبلہ ماجات ہیں مین
 روئے مقصود کہ شاہان جہاں می طلبند
 جس مقصود کے چہرے کے دنیا کے بادشاہ طلبیں
 لے تو نگہ مفروش این ہمہ نخواست کہ ترا
 بے مالہ بکنجک رو نمائی نہ کرا اس لیے کہ تیری
 گنج قاروں کہ فرد میر و دواز قہر ہنوز
 قاعدن کا خواہد ہوا تک تر کہو جسے وطن رہا ہے
 بندۂ آصف محمدیم کہ در سلطنتش
 ہم اس آصف نہاد کا مظلوم ہیں کہ جس کے دلوں میں
 اے دل آرا آپ حیات ابدی می طلبی
 لے دل اگر تو بیگن کا آپ حیات چاہتا ہے
 از کراں تا کراں شک ظلمت اگر
 اگر ایک کانے سے دوسرے کانے پہ پہنچاں لاکھ ہے

سبش زندگی حضرت نرویشان است
 اس کا سبب نرویشوں کے دربار کی غلامی ہے
 منظرش آئینہ طلعت نرویشان است
 اس کا منظر درویشوں کے چہرے کا آئینہ ہے
 سروری در کف تہمت نرویشان است
 سرداری، درویشوں کی توجہ کے پہلو میں ہے
 خوانہ باشی تو کہ از غمت نرویشان است
 تو نے پڑھا ہے پڑھو کہ درویشوں کی غمت کیوں ہے
 صورت خواجلی و سیرت نرویشان است
 خواجلی کی صورت اور درویشوں کی سیرت ہے
 منبعش خاک در خلوت نرویشان است
 تو اس کا چہرہ درویشوں کی خلوت کے دنگ ناک ہے
 از ازل تا بلکہ فرصت نرویشان است
 تو ازل سے اب تک درویشوں کو فرصت حاصل ہے

حافظ اینجا بادب باش کہ سلطان ہوگ
 ماندا اس جس کے اب سے مراں لیکر بادشاہ فرشتے

ہمہ در زندگی حضرت نرویشان است
 سب کے سب درویشوں کے دربار کی غلامی میں ہیں

روزگار سیت کہ سولے تباہین من است
 ایک دم گذرنا کہ تیروں کا عشق میرا رہن ہے
 میدان لہڑے ترا دیدۂ جہاں می پایز
 تیرا چہرہ دیکھنے کے لئے جہاں کی آنکھ چاہیے
 تا مرا عشق تو تعلیم سخن گفتن کرد
 جہاں سے تیرے عشق نے ناسمجھے بات کرنی سکائی ہے
 دولت فقر خدا یا من ارزانی دار
 لے خدا مجھے فقر کی دولت عنایت فرما دے
 واعظ شہنشاہ اس عظمت کو مفروش
 کوتوال کے وقت داخلے کے بعد کلاس پڑھائی پر فوج کو
 رسم عاشق کشی و شیوۂ مشہر آشوبی
 عاشق کو قتل کر کے رسم اور شہر کو قتل میں مبتلا کر کے مارت
 از کہ ڈر یاری آموخت خیال تو مگر
 تیرے خیال سے تو دیاری اس سے کیسی ہے شہ شہ

غم آہیں کار نشاط دل علیک من است
 اس کام کا غم، علیک دل کی غمی ہے
 ویں کجا مرتبہ چشم جہاں بین من است
 اور میری دنیا دیکھنے والی آنکھ کا یہ مرتبہ جہاں ہے
 خلق را در دریاں حوت و کھنک من است
 میری مخلوق اور تمہیں خلق کو کھنک میں درویشوں ہے
 کیس کر امت سبب شہت من است
 اس لیے کہ یہ قوت میری دولت اور قاتل سبب ہے
 زانکہ منزلت سلطانیل مسکین من است
 اس لیے کہ میرا مسکینوں کو بار خاں کی منزلت ہے
 کاراں شوخ سیر حردۂ شیرین من است
 میرے بیٹے، بچے شوخ کا سہارا ہے
 رہنمائی شہراں ایل شکہ فرین من است
 میرے یا آنسو پودوں کی طرح ہیں اس کے سنا سننے میں

سلطان شاد سے گویں
 کی ضرورتیں پوری ہیں
 یہی نہیں ان کی حکمت
 درویشوں کی خواہش کا نتیجہ ہے۔
 مہمیں ہے کہ خدا کا
 خزاں حضرت کو فتح کیا
 ہے آج تک درخشاں چلا
 جلا ہے۔
 آصف
 ابن خلیفہ
 حضرت
 کے دربار کا ہے
 نیکو بہا دین کو موزا
 کے انسان کو آسہ جنت
 درویشوں کی دیکھو سے
 وہ غم حق ہی ہے
 دل کی خوشی ہے۔
 جسے کھاتو کھیر
 میں کتنوں کو سکھایا
 بیاد دیتا ہے کہ انہوں
 کو کھائیں کہ شہید
 دیجاتی ہے۔

یار با این کعبہ مقصود ز یاد تگر گیت
 اسے خدایہ کعبہ مقصود کسی کی نیراست گم ہے
 یار ما با شکر زیب فلک ز نیت دہر
 لے جانے محبوب، تھرا کے کنگلے کی تھرا کا رنگ از نیت

کہ مغیلاں طر قیش گل نرسن بن مست
 کہ اس کے راستے کے کیکر سے لے گل نرسن بن
 از مہ روئے تو ز لاشک مجھ پروین بن مست
 ترے ہر سے کے جانگاز مرے ہر بن مجھے آنسو لے ہے

حافظ ارجمت پر وزیر گرفتہ خواں

لے حافظ! پر وزیر کے دہرے کے مزید قصے دیکھ ان کہ
 کہ لبش جرہ کش خسرو شیرین بن مست
 اس لے کا اس کے ہنڈا شیرین خسرو کے گرفتہ مال نر لیا

در غمچہ ہنوز و صدمت محمد صلیب ہست
 تو آجی محمدی میں سے اور تری سکیزوں بنسینا میں
 چوں من دریں دیار تہ ازل غریب ہست
 مجھ جیسے اس وطن نما، ہزاروں پر رسی ہیں
 لیکن امید وصل تو ام حقرب ہست
 لیکن تیرے وطن کی امید مجھ سے قریب ہے
 ہر جا کہ ہست پر تو روئے غریب ہست
 جو بھی جگہ ہے وہاں مشورے کے چرے کا پر تہ ہے
 ناقوس در و در اہب نام صلیب ہست
 ناقوس اور تجماد کا اور راہب اور صلیب کا نام ہے
 لے خواجہ دروغیت فکر طیب ہست
 اسے صاحب دروغیت میں ہے لہذا طیب موجود ہے

لئے تو کس ندید و ہزارت رقیب ہست
 تجرہ کسی نے نہیں دیکھا د تیرے ہزاروں دیکھ گیا
 کہ گم کوئے تو جہاں غریب نیست
 اگر میں تیرے کوچ میں آ گیا ہوں تو کون نادبات ہیں ہے
 ہنڈا دوم از تو کہ دور از تو کس مباد
 پر چہ کر میں تجھ سے دور ہلا، فکر کہے تجھ سے کوئی قدر نہوا
 در عشق خانقاہ و خرابات شرط نیست
 عشق کے بار میں خانقاہ اور خرابات نانا کی شرط نہیں ہے
 آنجا کہ کار صومعہ را جلوہ میدہند
 ہیں جگہ عبادت خانے کے کام کو روئیخ دیر ہے ہیں
 عاشق کہ شد کہ یاد مجالش نظر نہ کرد
 کون ہے جو عاشق ہوا جہاں یار سے اس کے مجال پر نظر نہ کی ہوا

فریاد حافظ اسلم ہر آخر ہر ز نیت

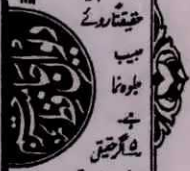
یہ خانقاہ کی ساری فریاد آخر کیرا اس نہیں ہے
 ہم فقہ غریب حدیثے عجیب ہست
 نادر فقہ اور ایک عجیب بات بھی ہے

دشت فاکت است بر بھر نیت کہ نیت
 کوئی ایسی بیانی نہیں ہے سمجھ تیرے دل کی خانقاہ اسلم نہیں ہے
 سر سیتے تو در میج مرے نیت کہ نیت
 کوئی ایسا ستر نہیں ہے جس میں تیرے گیسو کا خیال نہیں ہے
 نخل از کردہ خود خود دے نیت کہ نیت
 کوئی بہد چاک کر لایا نہیں ہے جو چنے کا نادرے خود نہ نہیں ہے
 بر میان دل و جانم نے نیت کہ نیت
 کوئی چٹکایا نہیں ہے جو میرے دل و جان کی کس پر بدلہ نہیں ہے

روشن از پر تو رویت نظر نیت کہ نیت
 کئی ایسا نگاہ نہیں ہے سمجھ تیرے ہر سے کے پر تو روشن نہیں ہے
 ناظر روئے تو صاحب نظر اندو لے
 تیرے ہر سے کے دیکھنے والے تو صاحب نظر ہی ہیں سیکن
 اشک عمای من از مرخ بر آمدہ عجب
 اگر میرا حضور، تو سرخ ہو کر نکلا ہے تو کیا عجب ہے
 کہ کیش بن خستہ چہ بندی کہ ز ہر
 جو خستہ پر کیش کی کر کون کہتا ہے اس لیے کہ جنت کا

یہ نیت ہے جو کعبہ
 سیکل و نادر و
 عاشق ہیں۔
 لے ظاہری عدوی کے
 با در و دل کی قوت

۴۔
 ۵۔ عاشق حقیق خانقاہ
 اور خرابات میں محبوب
 ہی کا جلوہ دیکھتا ہے۔
 ۶۔ یعنی یہ چیزیں تو
 بلکے نام ہیں وہ
 حقیقتاً نوری



۷۔
 ۸۔ صلیب
 بلوہا
 ۹۔
 ۱۰۔ اگر حقیق
 عشق ہوتا ہے تو غریب
 کی نظر پر ہر ہی جاتی ہے
 ۱۱۔ یعنی شاہد تو نہیں
 کہ حال نہیں لیکن عشق
 سب میں موجود ہے۔
 ۱۲۔ تیرے کوئی آنسو تیرے
 نیش کے چلو ہوا میں پر ہوا
 ہر شے سے نہ کے کھا گیا۔
 ۱۳۔ لہذا مجھ جیسے مجبور
 عشق پر ظلم مناسب
 نہیں ہے۔

تا باد امن نہ نشیند ز نیت گردے
 تاکثرے دامن پر سب کی وجہ سے کوئی گروہ کار نہ آئیے
 نام از شام سر زلف تو ہر جا نازند
 تیری زلف کی سیاهی کے عشق کا فتنہ تاکہ ہر جگہ نہ پھیلاے
 من آزیں طالع شوریدہ بر بزم ورنہ
 میں اس پریشان نصیب سے ناکیدہ ہوں ورنہ
 از خیال لب نوشین تو لے چشمہ نوش
 لے چشمہ چاہتے تھے تیرے شیریں ہونٹوں کے خیال سے
 آب چشم کہ برو منت خاک در دست
 میرے آنسو جن پر تیرے در کی خاک کا آستان ہے
 از جو دواں قدم نام و نشانیست کہست
 میرے وجود کا مرزا نام و نشان ہے کہ وہ ہے
 شیر در باد یہ عشق تو رو باہ شور
 تیرے عشق کے جل میں تیرا بھی لومڑی بجا ہے
 نہ من بل شدہ از دست تو خوشی بگرم
 میں تہا دل ہی تیرے ہاتھ سے زخمی ہو گیا نہیں ہوں
 از شکر کوئے تور فتن تو اتم گلے
 میں ایک قدم بھی تیرے کوچے سے نہیں جا سکتا ہوں
 تو خود لے شعلہ زخشدہ چہ داری در سر
 لے دروش شعلہ خود تیرے سر میں کیا خیال ہے!
 مصلحت نیت کہ از پرہ پروں افتد راز
 منہمت نہیں ہے کہ راز پر دہنے سے باہر آئے
 نازکال را سفر از عشق خواست حرام
 نازکوں کے لئے عشق کا سفر قیاساً حرام ہے

سیل اشک از نظم گزیرے نیت کہ نیت
 کوئی رشتہ ایسا نہیں ہے جس پر تیری آنکھوں کی سیل اشک نہیں ہے
 با صبا گفت و شنیدم گمے نیت کہ نیت
 کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس پر میرے ساتھ تیری آنکھیں نہیں ہے
 بہرہ مند از سر کویت دگر نیت کہ نیت
 کوئی دوسرا ایسا نہیں ہے، جو تیرے کوچے سے ہونٹا نہیں ہے
 غرق آب عرق کنوں گمے نیت کہ نیت
 کوئی ایسی شکر نہیں ہے جو تیرے میں ڈوبی ہوئی نہیں ہے
 زیر صدا منت او خاک لے نیت کہ نیت
 کسی صدف سے کن نکلے نہیں ہے تیرے در کی خاک کا آستان میں ہیں
 ورنہ از ضعف آنجا لے نیت کہ نیت
 درد نہ کروری کا کوئی ایسا نظم نہیں ہے جو اس میں نہیں ہے
 آہ ازیں زاہ کہ ورنے نیت کہ نیت
 آہا بے راستہ ہو کوئی ایسا نظم نہیں ہے جو اس میں نہیں ہے
 از غم عشق تو بر خوں گمے نیت کہ نیت
 کوئی ایسا جگر نہیں ہے جو تیرے عشق کے غم سے زخمی نہیں ہے
 ورنہ اندول بدل سفر نیت کہ نیت
 درد بے دل کے دل میں کوئی ایسا سفر نہیں ہے جو نہیں ہے
 کہ کباب از حرکات گمے نیت کہ نیت
 کوئی ایسا جگر نہیں ہے جو تیری حرکات سے کباب نہیں ہے
 ورنہ در مجلس بدل خمیر نیت کہ نیت
 درد ایسی بزم کوئی نہیں ہے جو مہندیوں کی گلاب میں نہیں ہے
 کہ بہر گام دریں خطے نیت کہ نیت
 اس لئے کہ ایسا کوئی خطہ نہیں ہے جو اس راستے پر قدم نہیں ہے

بجز اس نکتہ کہ حافظ ز تو ناخوش دوست
 اس نکتہ کے علاوہ کما حقہ تجھ سے ناخوش ہے
 در سراغے وجودت ہنرے نیت کہ نیت
 ایسا کوئی ہنر نہیں ہے جو تیرے ہونٹوں سے ہونٹا نہیں ہے

مروطق منظر چشم من آشیانہ تست
 تیرا آشیانہ میری آنکھ کے منظر کا آستان ہے
 بلطف خال خط از عارفان بوی دل
 تیرا دل خالی پاکیزگی کی بوی سے تو عارفوں کا دل پختہ گیا

۱۔ تاکثرے دامن غبار
 ۲۔ آنسو نہیں ہر راستہ پر
 ۳۔ آنسوؤں سے چڑھاؤ
 ۴۔ کراہوں۔
 ۵۔ تیرے ہونٹوں کو
 ۶۔ دانا ہوں تاکہ تیرے
 ۷۔ عشق کا چرچا نہ کرے۔
 ۸۔ میرے حواس
 ۹۔ تجھ سے نہیں لپا ہوں
 ۱۰۔ تاکثرے ہوں گیا
 ۱۱۔ شہری ہے تاکہ لگے
 ۱۲۔ شکر بھی غم نہ ہے۔
 ۱۳۔ بلوغ عشق میں دنیا
 ۱۴۔ ہنر کے خطرات
 ۱۵۔ میں۔
 ۱۶۔ ہرگز
 ۱۷۔ سوز و غم میں تہا
 ۱۸۔ لیکن تیرے کوچے
 ۱۹۔ ایک قدم نہیں اٹھا
 ۲۰۔ سکتا ہوں۔
 ۲۱۔ نہ نہ ملے زانے
 ۲۲۔ واقعہ ایسا لیکن بیان
 ۲۳۔ کہ مصلحت کے خلاف
 ۲۴۔ سمجھتے ہیں۔
 ۲۵۔ شہری کی نگاہیں تیرے
 ۲۶۔ آشیانہ پر چکی ہیں۔
 ۲۷۔ خط کو جال اند
 ۲۸۔ تلی کو داغ تو دریا ہے۔

کہ در حرم ہمہ گمانگ عا شقائے تست
 اس لئے کہ میں میںا شب تری ہی مانتانہ ملا میں ہی
 کہ ان مغزح یا قوت در خزانہ تست
 اس لئے کہ میرے خزانہ میں مغزح یا قوتی ہے
 لئے خلاصہ جاں خاک آستانہ تست
 لیکن جان کا خلاصہ تری پر کٹکے کی خاک ہے
 از میں خیل کہ در انہائے بہائے تست
 ان خیلوں سے جو میرے بہادری کی تھیل میں ہی
 در خزانہ بھر تو وراثت تست
 خزانے کے دو لڑنے بہتری میرا وراثت ہے
 کہ تو نے جو فلک رام تازانہ تست
 کہاں ہیبا سترن جو تیرے کوٹے کے تاج ہے

دلت بوصول گل لے بلبل گل خوش بلا
 لے مجھ کی بلبل پھول کے وصل سے تیرا دل خوش رہے
 علاج ضعف لبل بلبل حوائت کن
 ہمارے دل کی کمزوری کا علاج پہلے ہو ٹھنکے کے علاج کر لے
 بہ تن مقصرم از دولت ملازمت
 میں ہم ہستی کی دولت سے جہاں طرہ پر کوتاہ ہوں
 چہ جائے من کہ بلرزد چہ رشید باز
 میں کیا ہوں شہدہ باز آسمان بھی لڑتا ہے
 من آن نیم کہ دم نقد بل بہر شوخ
 میں وہ نہیں ہوں بلکہ ہر شوخ کو دل کا نذرانہ ہے
 تو خود چہ لعبتی لے شہسوار شیریں کار
 اسے مینے کہرتا ہوں والے شہسوار تو کسی کو لڑا ہے؟

سرود مجلس است کنوں فلک برقص آرد

اسہ تری نہیں کا گانا آسمان کو در جہد میں لارہا ہے

کہ شعر حافظ شیریں سخن تراہ تست

اس لئے کہ شیریں سخن، حافظ کا شعر تراہ لکھتا ہے

نہ نام بے زین و آسماں آنجاست
 اس جگہ در زین و آسماں ہے
 نہ تاب بیدن نے طایبیاں آنجاست
 اس جگہ در کھینچنے کی طاقت ہے، نہ یہاں کھینچانات
 نہ صورت سست نہ شکل و جسم جاں آنجاست
 وہاں نہ صفت ہے نہ شکل نہ جسم ہے اور نہ جان
 کہ نے بہا کہ نگاہ نے خزاں آنجاست
 جو ایسا نہیں ہے کہ کہیں بہا نہ پاتا ہو اور نہ دل خزاں ہے
 کہ در مقام عشق نہ امتحان آنجاست
 کہ مقام عشق میں یہاں تک کا امتحان نہیں ہے
 چہ کو نہ صورت لے و جنبہ نال آنجاست
 ہونے کی آواز اور نہ بان کی جنبش وہاں کہ نہ ہوتی ہے؟

رسیدہ ام بمقتلے کہ لامکاں آنجاست
 میں اس مقام پر پہنچ گیا ہوں جہاں لامکاں ہے
 دو دیدہ باز من در روش و لب کشا
 اس کے ہرے پر دو روزن لکھیں نہ کھول دوں لہجہ کھل
 یوادی کہ گذشتہ نہ جائے چون و چراست
 جس وادی سے میں گزرا، وہیں چوں کہ جگہ نہیں ہے
 چرا تو عاشق آل گل نمی شوی بلبل
 لئے نہیں تو اس پھول کی عاشق کیوں نہیں ہوتی ہے؟
 ویاں کشتن فر باد بر سرش ز آنست
 اس کے سر پر باد کو مار ڈالنے کا اس لیے وہاں ہے
 خطا است کہ بے منصور در را و عدت
 وعدت کے راستے میں ہنصور کا کلمہ غلطی ہے

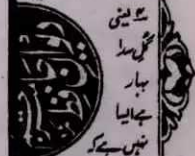
بگرد فغانہ محبوب خود مروح حافظ

اے مانتا اپنے محبوب کے گم کے گمرد نہ جا

کہ نیم شب شد و بیدار پاسباں آنجاست

اس لئے کہ آدھی رات ہوئی ہے اور وہاں تک بیدار ہے

مغزح یا قوتی ک
 کرب دعا ہے چہ
 قلب کے مینے
 سے تیرے پاس
 ایسے چیلے پہلنے
 ہیں جن سے آسمان
 بھی لڑتا ہے۔
 شہسوار شیریں
 و آسماں پر حکومت
 ہے۔



ع عشق
 گل سلا
 ہاں
 ہے ایسا
 نہیں ہے کہ
 جو کہی کہی ہاں
 پرتا ہے۔
 کے عاشق کا امتحان
 تو ایسا ہوتا ہے لیکن جان
 نہیں بیا جاتا ہے۔
 شہسوار منصور کی آواز
 تھی اور جنبش زبان
 میں تو ان کا نام لکھتے
 کہتا غلط تھا۔

زادہ پڑھا ہر پرست از حال ان کا نہایت
 ظاہر پرست زادہ پڑھا سے مال سے واقف نہیں ہے
 در طریقت ہر چہ پیش سالک پذیراوست
 طریقت میں سالک کو جو بھی پیش آئے وہ بھرتی ہے
 تا چہ بازی رخ نماید بیندے خواہیم راند
 دیکھئے بازی کیا رخ دکھائے ہم بیادہ بڑھاتے رہیئے
 انجہ استعانت یارب بخیرا و عاقلست
 اسے فلو کیلئے نیازی ہے اور یہ کیا نصت جلا ہے
 چیتت این سقف بلند یادہ بسیار نقش
 یہ سادہ بہت نقشیں ، بلند چھت کیا ہے
 صاحب یوان ما گویا نمیدانند حساب
 ہمارا حساب کم گویا حساب ہی نہیں جانتا ہے
 ہر کہ خواہد گویا وہ ہر کہ خواہد گو برو
 جو چاہے اس کو کہو آج چاہے اس کو کہو وہ جا
 ہر چہ پرست از قامت ناسازند کامت
 جو چہ ہے وہ جاہ ہے ناموافق خیزناستہ کہو سے ہے
 بر در میخانہ فرستق کار بیکر نکال بود
 میخانہ کے دروازے پر جانا ، نکلنے کا کام ہے
 بندہ پیر خراب تم کہ لطفش دائمست
 تم اس لیے خرابی پیر کا فائدہ ہوں جس کی بہرانی دانی ہے

در حق ماہر چہ گوید جائے بیخ اگر دانست
 پارہ سے پارے میں جو کچھ بھی کہئے نا خوشی کا موت نہیں ہے
 در صلح المستقیم اے دل کے کمر دانست
 اے دل اسی سے راستے پر کوئی گمراہ نہیں ہے
 عرصہ شطرنج نزل را مجال شانست
 زندگی شطرنج کے میدان میں سٹہ کی لڑائی نہیں ہے
 کایں ہمہ زخم نہان ست مجال دانست
 کہ یہ سب پیچھے ختم ہیں اور آگے کرنے کی مجال نہیں ہے
 زین معنائج دانار جمال گادانست
 دنیا میں کوئی عقائد اس منور سے واقف نہیں ہے
 کاندہ میں طغر انشان حسبت دانست
 اس لیے کہ اس فرمان میں بہت شدت کی مرہی نہیں ہے
 گیزر وار حاجبے دیار میں گادانست
 اس دربار میں روٹا روٹا دروغی ہانا اور دربان نہیں ہے
 وز نہ تشریف تو بر مالکے کس گادانست
 وزیر یا غفلت کسی کے قدر چھوٹی نہیں ہے
 خود فروشال بکوسے سمیع قول دانست
 گفتاروں کے لئے ہے فروغوں کے کو میں راستہ نہیں ہے
 وز نہ لطف شیخ وز انکادہ گادانست
 گورنہ زادہ اور شیخ کی تمہاری کجی ہے کجی نہیں ہے

حافظ اربصہ رشید زغانی ہمیں است
 حافظ اگر صبر نہ کرے بہت سے غالی آدمی وہ ہے
 عاشق دردی کش اندر زندان گادانست
 تلخ بیٹے والا عاشق بال اور سیرت کی تفسیر میں نہیں ہے

زلفت ہزاروں بیکے تار موہ بست
 تیرے زلف نے ہزاروں دل ایک ال کے تارے بندھے
 تا عاشقان بیٹے لیس دمنہ جال
 تاکہ عاشق اس کی تسمیر کی خوش بو پر ، حسان دین پیا
 شیدا ازاں شد کہ دم نکارم جو یاہ نو
 میں تو اس پر دلوں کا بن گیا نہ میرے خوب نے پہنچتے تھے میری
 ساقی بچند رنگ کے اندر بار بار زبخت
 ساقی نے چند رنگ کی شراب پیسا ہے تم میں ڈن

زادہ ہزار چارہ گراں چار سو بست
 ہزاروں جاہ داروں کا چاروں طرف ہے راستہ روک دیا
 کبشوز ناف و در ہر آرزو بست
 اس نے ناف کو لہرایا اور ہر آرزو کا دروازہ بند کر دیا
 ابرو نمود و جلوہ لری کرد و در بست
 ابرو دکھایا اور جلوہ لگائی کی اور منہ مچھپا لیا
 اس لفتنا نگر کہ چہ خوش را کرد بست
 ان نقشوں کو دیکھو کہ وہیں اس قدر حسن نظر ہے

جگر وہ حقیقت
 حال سے آگاہ نہیں ہے
 تو کچھ جس کے اس پر
 کیا شود ہے
 نہ ہیندق شطرنج کی
 ایک فرد کا ہے
 جس کو بارہ کجی کہتے
 ہیں یہاں مارو و جوڑ
 ہے۔
 سے عالم کی حقیقت
 سے سب واقف ہیں۔
 نہ حساب میں حسیہ شطرنج
 کی مدد فرما اور فخر
 کے لئے ہوتے ہیں۔
 ہے محبوب برتے سے
 ہے نیک ہے۔
 میں
 اس پر
 کا رتہ
 ہوں میں کینش
 بر وقت ہے۔
 ہے محبوب کی زلف کے
 ہر بار اس ہزاروں
 دل جیسے ہر سے ہیں
 ہے سیر کے در پہنچو سیر
 گھمادی اور کھوشیا
 فردی کرنے کے لئے
 کوئی راستہ چھوڑے۔
 ہے محبوب کا کھنڈ
 اور کجاؤ عاشق کے لئے
 مزگیش کا سبب
 ہوتا ہے۔

یارب پر سحر کر صراحی کہ خون خم
 اے نہ مرا می نے کیا ما دو کی ہے کہ لے کے خون کو
 دانا جو دید بازی این جریخ حقد باز
 عقلمندان نے سب اس بازی کو آسمان کی بازی دیکھی
 مُطرب پر نغمہ سنا مت کہ در پردہ سماع
 نیلاب نے کئی نغمہ شروع کیا کہ ماہ کے ہر حصے میں
 گفتہ کہ حسن چہرہ او را صفت کنم
 میں نے کہا تھا کہ اس کے چہرے کے حسن کی خوبی کا لگانا

بانغمائے قتلش اندر گلو بہت
 لے بیفتنقل کے فنوں کے ساتھ جھگڑے ہی بند کرو یا
 ہنگامہ باز جید در گفت کو بہت
 ہنگامہ بزم کرو یا اللہ بات چیت کا دروازہ بند کر دیا
 بر اہل وجد و حال دیرائے و مویست
 وجد و حال طالبین ہائے و جو کا دروازہ بند کر دیا
 اور نے خود نمود و در گفتگو بہت
 اس نے اپنا چہرہ دکھایا اور بات کا دروازہ بند کر دیا

حافظ ہر آنکہ عشق نور زید وصل است

لے حافظ ہیں نے عشق اختیار دیکھا اور وصل مہیا!
 احرام طوف کعبہ دل بے وضو بہت
 اس نے دل کے کعبہ کے طواف کا احرام لے لیا اور وضو باندھا

زلف آشفته و خمی کر نہ و خندل و
 زلفیں بھجے، پسینہ میں تر، مسکراتے ہونٹا اور دست
 زرش عربہ جوئی لبش افسوس کنال
 اس کی آنکھیں جھجکوا اور اس کے ہونٹ افسوس کرتے ہوئے
 سرفروش من آرد و بہ آواز حریں
 سر کر میرے کانوں کے پاس آیا اور رنجیدہ آواز سے
 عاشقے را کہ جنیں بادہ مشکبیر وہند
 جس عاشق کو اس طرح کی ساری لذت حاصل کرنے والی نظر پڑا
 بروئے زہد و برزور دشاں خردہ مگیر
 اسے زہد اور بیخوشی پہننے والوں پر عیب نہ لگا
 آچہ اور سخت یہ پیمانہ مانوشیدیم
 جو اس نے ہمارے پیانے میں بھرا وہ ہم نے پیا

پیر میں چاک غم جو ان صراحی زردست
 گریبان نکلا ہوا اور فن بڑھتے ہوئے ہر لمحہ ہاتھ میں لے کر
 نیم شب مست بالین میں آمد و رفت
 آدھی رات کو ہستی میں میرے سرہانے آ بیٹھا
 گفت گاہ عاشق شوید میں سخن بہت
 بولا، اے میرے بیٹوں عاشق تو سویا ہے
 کافر عشق بود گر نبود بادہ پرست
 وہ عشق کا کافر ہو گا اگر بادہ پرست نہ ہو
 کہ نذر نذر حیران تحفہ ہمارا فرست
 اس لئے کہ ازل میں اس تحفے کو سنبھالنا ہمیں دیا ہے
 اگر از خم بہشت است ز بادہ مست
 عواد بہشت کی شراب ہو، یا مست شراب

خندہ جامے و زلف گر مگر نگار
 شراب کے پیانے کی ہنسی اور مشرق کی ہنسی زلف نے
 اے لبسا تو بہ کہ چوں تو بجھا وظ لبشت
 حافظ ہی تو ہے جیسی بہت سی تو رہیں توڑ ڈالی ہیں

زگریرہ و چشم زشتہ در خون مست
 سہمی آنکھ کی پتلیاں کہ روئیں وجہ سے خون میں ڈوب گیا
 بیجا و لعل لب چشم مست میگونت
 بڑے بے سلی اور شراب جیسی مست آنکھ کی بازی

بہیں کہ در طلبت حل مروان چون مست
 دیکھ بیری طلب میں اس آئین کا کیا حال ہے
 ز جام غم سے لعل کے منغمز خون مست
 غم کے جام سے جو سبب جی شراب نہا رہا خون ہے

لے عاشق آشفٹے زلف
 ہر تاجے لیکن پھر
 دم بخورد ہوتا ہے۔۔
 عطر کے ایسا نغمہ
 چھڑو یا کہ سب دم بخورد
 ہوتے۔
 عموماً یہ چہرہ دیکھنے
 کے بعد تعریف کرنا ہوتا
 ہے باہر کی طرح
 کے بلاتر
 عشق وصال
 کی تفتا
 لا مائل کا ہے
 یعنی مشورے سے
 اس حالت میں آکر
 آدمی رات میں نوبت
 نہ کیا۔
 ساتھ عاشق کے
 ساتھ اس طرح کا معاملہ
 ہوا کہ وہ بادہ پرست
 نہیں ہے تو کہہ رہے۔
 بھڑکی یا دین خون کے
 گوشہ پناہ رہیں۔

زمشرق سر کوئی آفتاب طلعت تو
 تیرے چہرہ کا آفتاب کہ چہ کی مشرق سے
 حکایت لب شیریں کلام فریادست
 لب شیریں کا لفظ مہر بادی کی بات ہے
 دم بجو کہ قدرت تجو سرود کوئی ست
 یری دیوئی کو کہو کہ تیرا فہم دیو سرود کی طرح ہے
 ز دور بادہ بجاں راتے ترساں ساتی
 ایسے ساتی، شہراب کے دورے جان کو راست ہو چکا
 ازل زماں کہ ز دو تم برفت یار عزیز
 اس وقت سے جب کہ پہلا دوست برسے ہاتھ سے گیا ہے
 چگونہ شاد شود اندرون غمگینم
 میرا رنجیدہ باطن بس طرح خوش ہے

اگر طلوع کند ظالم ہمایون سنت
 اگر طلوع کر آئے تو میرا مبارک نصیب ہے
 شلیخ طرہ لیلیٰ مقام مجنون ست
 لیلیٰ کی زلف کا بیچ، جنوں کا مقام ہے
 سخن گو کہ کلامت لطیف زون ست
 بات کرو کہو کہ تیری بات موزوں اور پاکیزہ ہے
 کہ رنج خاطر م از جور دور گردون ست
 اس لئے کہ آسمان کی گردش کے ظلم سے ہی طبیعت بلیڈ ہے
 کنار دیدہ من تجور و دیو جنون ست
 یری آنکھ سا گوشہ جنوں دریا کی طرح ہے
 باختیار کہ از اختیار بیرون ست
 اس اختیار سے بیخ اختیار سے باہر ہے

ز بخودی طلب یار میکند حافظ
 حافظ، بخودی سے یار کی طلب کرتا ہے
 چو مقلے کہ طلبگار گنج قارون ست
 اس مقلے کی طرح، جو قارون کے خزانہ کا طالب ہے

ز آل یار دلنوازم شکر سیت باشکایت
 مجھے اس دلنواز دوست سے شکر کے ساتھ شکایت ہے
 بیز بود و دست ہر خدمتے کہ کردیم
 جس نے جو خدمت کی وہ بدوں زود کیا اور حسان کہ تمہی
 رندان تشہ لب رائے نمیدہ کس
 پیا سے ہر جنوں واسلے زردوں کو کوئی پانی نہیں دیتا ہے
 در زلف چوں کندش لے دل پیچ کا سخا
 اس وقت اس کی کندیشی زلف میں دلچسپی اس لئے کہ اس نے کس
 ایں راہ را نہایت صورت کجا تو لب ست
 اس راستہ کی انتہا کی کیا صورت ہو سکتی ہے
 چشمت لغزہ مارا خو محرومی پسندی
 یری نگاہوں نے ناز و انداز ہے ہارونان لیا ایسے بچہ نیند ہے
 ہر چند بردی اکیم زو از درت نتا بجم
 ہر چند کہ تو نے میری آبرو خراب کر دی لیکن میرے دوسے نہ نہ تو کو
 لے آفتاب خویاں میسوزد اندرونم
 اسے سینوں کے آفتاب بیزا باطن بھڑک رہا ہے

گر نکند وان عشقی خوش بشناس حکایت
 اگر تو عشق کا اکثر دان ہے تو اس وقت کہ تمہی طرح اس لے
 یارب مباد کس از مخروم لے عنایت
 اسے خدا کسی کا خدمت کیے عنایت نہ ہو
 گو یاولی شناساں رفتند ازین لاییت
 گو یا اس دنیا سے ولی کو پہچاننے والے چلے گئے
 سر ما بریدہ بینی لے جرم لے جنایت
 وہاں کسی جرم اور ظلم کے تو بہت سے سرکٹے ہوئے دیکھے گا
 کش صد ہزار منزل پیش ست برایت
 اس لئے کہ اس کے شرور میں ہزاروں منزلیں درمیں ہیں
 جانال روانا شد خوں ریز را حمایت
 اسے ہاتھ بھول ریز کی حمایت جاری نہیں ہوتی ہے
 جو راز حبیب خوشتر کرد مدعی رعایت
 رقیب کی رعایت سے دوست کا ظلم بہتر ہے
 مگسا عتم بگنجال در سایہ عنایت
 قوی بھر کے لئے بہر بانی کے سایہ میں چنا دیدہ

عشق کے اصلی
 مقام پر پہنچ کر مشرق
 راستن بنا جا سکتا ہے
 عزم عشق کو شراب
 کی مستی کے ذریعہ
 کیا جا سکتا ہے۔
 اس میں جسے ترانہ
 بتلا ہوا ہیں برابر
 ہوں۔
 سے عاشق ہو کر خوش
 ہر نا اختیار ہے باہر
 میں ہو سکتا ہے کہ
 ہی ہوں اور شاکی بھی
 ہوں۔

یہ یری بریدہ
 گزاری
 دون
 کی لالی
 کے ہے کین
 خدمت کو تو جو بھی ہو
 کرنی چاہیے۔
 سے بہر تشہ لب
 رند و دیو ہیں۔
 سے راو عشق میں ہزاروں
 منزلیں لے کر تیکے ہر
 بھی اجلسے راہ ہوتی
 ہے۔
 دوست کا ظلم
 دشمن کے کرم سے
 بہتر ہے۔

در این شب سیاهم گم گشته را و مقصود
 اس نامحیری رات میں سیاهی را و مقصود گم ہوئی ہے
 از طرف کہ رقم جزو ششم منفرد
 میں میں طرف بھی گیا بیوری رحمت کے سوا کچھ نہ بڑھا

از گوشہ برؤل آئے کو کب ہرایت
 اسے ہریت کے ساتھ گوشہ باہر نکل آ
 ز ہزارا زیں سیاباں میں ولجے نہایت
 اس جگہ اور اس لیے انتہا راستے سے خدا کی پناہ

عشقیت رسد لفریادگر خولیاں حافظ

عشق تیری فریاد کو پہنچے تھا مگر تو محافظ کی طرف

قرآن زبر بخوانی با چاندہ روایت

چودہ قرأت کے ساتھ قرآن حفظ پڑھے گا

کہر چہ بر سر مایر و دارادت اور دست
 اس لیے کہ جو کچھ ہمارے سر پر بیت رہی چہاں کے لادہ ہے
 نہ نام آئندہ ہر مقابل رخ و دست
 کا آئینہ تھانے دست کے شے کے بالمقابل رکھا
 فدائے قدر تو ہر سر میں کہ بر لب جمہ دست
 جو بھی نہرے کہہ کر سے سر و دست وہ ترے قدر تو رہا ہے
 کہ باذغالیر ساگشت خاک غمیر بو دست
 اس لیے کہ ہرانا غائب گئے خردانی اور نہ تک جزئی کی خوشبو کی ہوئی ہے
 چرا کہ حال نکو در قفائے فال نکوست
 اس لیے کہ اچھی فال کے بعد اچھی حالت ہوتی ہے
 کہ جوں کج ورتقبائے فحیحے تو بر تو دست
 جو کچھ کی چیزوں کی مستیوں کی طرف تیرے تہہ ہے
 بسا سر کہہ دریں آستانہ سنگ بسو دست
 بہشت سے سر نہیا ہوا اس آستانہ پر سنگ و سوہنے ہیں
 چہ جانے کلک برین زبان ہمدہ گو دست
 زبان کے بیچو وہ گوہر تہہ کے لیے تہہ تہہ ہوتے ہیں

سر اادت ما و آستان حضرت دوست
 دوست کے دربار کی چوک ہے اور جلا مقصد تندر
 نیرد دست ندیم اگر چہ از مد و مہر
 میں نے دوست کی مانند دو کھانے چہ جلا مقصد سورن
 تیار رہے تو ہر برگ گل کہ در زمین دست
 ہر کھجور کی پتی جو بھی زمین کے سب سے ترے چہ ہے پتلا ہے
 مگر تو شانہ زدی زلف غمیر افشاں را
 شایانہ تو نے غمیر چہرے والی زلف میں کتنی بھی کی ہے
 رخ تو در نظر آمد مراد خواہم یافت
 تیرا چہرہ نظر آیا ہے ہر اد بھی حاصل کروں گا

صبا ز حال دل تنگ ما چہ شرح دہد
 ہاتھ تھکے دل کی حالت تک صبا کیا شرح کرے
 نہ من سبو کہش این دیر نہ ہر سوزم ولس
 اس زہد کے جلا نیو لے سزا کا تیس ہی خدمت گدا نہیں ہوں
 زبان ناطقہ در وصف حسن و لال دست
 اس کے حسن کے بیان میں ناطقہ کی زبان تنگ ہے

زاین با دل حافظ در آتش طلب دست

صرف اس زمانہ میں ہی حافظ کا دل طلب کی آگ میں نہیں ہے

کہ داغدار ازل بچو لالہ خود رو دست

وہ تو خود رو لالہ کی بیچ، ازل سے داغدار ہے

آتے نو دریں خانہ کا شاد لب بوخت
 اس گھر میں آپس آپ تھی ہنس کے پورا گھر جلا رہا
 جانم از آتش ہجر رخ جانان لب بوخت
 محبوب کے رخ کے فرق کی آگ تہہ تہہ تہہ میں جلا رہی

سینہ ام ز آتش دل در غم جانان لب بوخت
 عشق کے غم میں دل کی آگ کے پیرا سینہ میں گیا
 تتم ز واسطہ دوری دلبر بگداخت
 دلبر کی دوری کی وجہ سے، دلبر جسم گن گیا

۱۔ ہاگو میں راستہ
 دیکھ سکوں۔
 ۲۔ اگر حافظ کی طرح
 تو بھی چوہہ تو لادوں
 کا ماہر ہو جائے گا تو
 عشق خود تیری مدد
 کرے گا۔
 ۳۔ یعنی آپس میں مقام
 رضا حاصل ہے۔
 ۴۔ آئینہ میں
 بھی دست
 کا نظیر
 پید ہوئی۔
 ۵۔ ہوا اور
 خاک تیری زلفوں سے
 خوشبو دار تھی ہیں۔
 ۶۔ اس ضرب غارت سے
 تجو جیسے سیکڑوں
 دست ہیں۔
 ۷۔ اس کا مست اعانہ
 تحریر و بیان سے باہر
 ہے۔
 ۸۔ یعنی دل کی آگ کے
 پورا جسم میں گیا ہے۔



ہرگز زنجیر سز لاف بری رونے تو دید
 جس نے ترسے بری چہرہ کی زلف مگر زنجیر کو دیکھ لیا
 سو دل میں کہ لڑکھن تش شکم دل شمع
 دل کی گری کو دیکھ کر میرے آنسوؤں کی گری نے نہیں تے دل کو
 چوں پیالہ دم از تو بہ کہ گرم بشکت
 چو ترسے کسی آنسو سے میرا دل پیالہ کی طرح شکستہ ہو گیا
 ماہچراگم کن باز اگر مر دم چشم
 محنت کو کر اور وہیں آھا اس لئے کہ میری آنھوں کی پتلی نے
 آشتے نہ غریب ست کہد سوز من ست
 وہ آشتا انجی نہیں ہے جو میرا دل جھلانے والا ہے
 خرقہ زہد ہم آبخس ربات پرد
 میرے زہد کی کہ گری کہ شراب فنا کا پانی بہا ہے گیا

شدریشان دلش بر من یواہر بوخت
 وہ پریشان ہو گیا اور اس کا دل بھو دیوار پر جھلا
 دوش بر من ز سر مر جو یواہر بوخت
 شب گذشتہ بھو بر ہریاتی سے پر وادتی طرح جھلا دیا
 چوں صراحی بگم بے مے پیماہر بوخت
 یواہر شراب اور چنان کے بہ دل مرا چنی کی طرح جھل گیا
 خرقہ از سر بردار اور دوشکرا نہ لبوخت
 خرقہ سے اتار دیا ہے اور سر کراد میں جھلا دیا ہے
 چوں من از خوش رفق دم بگیا نہ لبوخت
 جب میں اپنے سے گیا تو فیصلہ دیا کہ بھول جھل گیا
 فاذا عقل مرا آتش نمانہ لبوخت
 میری عقل کے فنا کو، شراب فنا کی آگ نے جھلا دیا

ترک فانا بوجو حافظ نے نوش دے
 اسے حافظ افسانہ گوئی چھوڑ اور سوئی دیر شراب پی
 کہ تخفیف شب و شمع با فانا لبوخت
 اس لیے لیکر اہم تمام شب اور شمع افسانہ میں جھل گئی

ساقیا آمدن عید مبارک بادت
 ایسے ساقی عید کی آمد تھے مبارک ہو
 در شگفتہ کہ درین مدت ایام فراق
 میں توجہ تیا ہمیں کہ فراق کے اس زمانہ کی آمدت میں
 برشان بندگی دختر رزگو پد ر آری
 انکور کی بی سلام ہو چکا دے اور کہ بے باہر جا
 شادی مجلیاں در قدم و مقدمت
 ہمیں اللہ کی خوشی ترسے قدم اور تشریف آویک میں ہے
 چشم بد و در کس تفوق خوش باز آورد
 چشم بد و در کس اس تفوق سے تھے آنچھا دہانے لے آیا
 شکار و کاز میں با د خزاں رخ نہ نیافت
 فلا کاشکے ہے کہ اس خزاں کی چوڑے خواب نہ ہوا

وآن مواعد کہ کردی نرود از زیادت
 اور جو وعدے تو نے کیے ہیں تیرے ذہن سے نہ تکلیں
 برگزفتی ز حرفان دل میلادت
 تو نے دوستوں سے دل چھایا اور تیرے دل کو گورا ہوا
 کہ دم بہت ماکر در قید آزادت
 اس لیے کہ ہماری توجہ کی پورکائی تھے قید سے آویک کیسے
 جائے غم باہر کدل کہ سخاہر شادت
 ہمارے وہ دل ہم کی سبک سے جو تیری خوشی نہ چاہتے
 طالع نامور و دولت مادر زادت
 نامور نصیب اور تیری مادر زاد دولت
 بوستان سخن سرو و گل و شمشادت
 تیرے سرو و گل، شمشاد اور سخن کا باغ

حافظ از دست ہد صحت ال کشتی نوح
 اسے حافظ نے ہد صحت ال کشتی نوح کی صحت نہ چھوڑ
 ورنہ طوفان حوادث بہر و ہنادت
 ورنہ طوفان کے طوفان، تیری چڑا تھا روپ گئے

۱۔ میں نے تیری نصیب
 دیکھی ہے وہ پریشان
 ہو گیا اور مجھ دیوار پر
 اس کا دل کڑھنے لگا
 ۲۔ شمع کا گناہ میرے
 دل کی گری کی وجہ سے
 ہے۔
 ۳۔ عشق کے سلاسل
 تیری آنکھوں میں جانتیں
 ہے انہ انصبت بے مے
 ہے۔
 ۴۔ عشق کے سلاسل
 جو ہر دوہے وہ بچکانہ
 نہیں بٹے لڑا عشق تو
 اس درجہ پر سیکے کر گیا
 بھی نہ کھٹے نظر میں۔
 ۵۔ اب نہیں
 زہد بول
 نہ سار
 عقل۔
 ۶۔ وہ وعدہ
 جو عید کے دن سنگ
 بننے کے تھے۔
 ۷۔ ایام فراق میں
 مشوق کا دل عاشق
 توڑ پھاٹے رہے اونی
 ۸۔ لیکن مشرق سے
 شراب کا سلام بہر
 تاکو وہ مجلس میں تھا
 رکھ فرماتے۔
 ۹۔ صومہ تیرے نہ نہرت
 ہر وقت کے ہنسی کی
 اقلہ کے ہر دم کو
 میں اتفاق ہو رہے ہیں کہ
 طوفان سر تو میں لے جا رہے
 نا ہستی تو سے مراد ہوس
 ہے سنی استیجاب تیاں
 کا باعث ہے۔

ذو رمضان میں شراب کے دو روز ۲ جو نقصان پہنچے اس کی کافی کریں۔

۳ شراب پیئے بغیر آٹا میں پختگی آسکتی۔

۴ ایک گوسفند کی ترشہ میں صبح و شام دعاؤں میں لٹاری۔

۵ زابہ کا غریبہ پانی کا سبب جانوروں کا جراس کو جنت میں لیا۔

۶ نیانا و غلوت کھینی زیادہ کھاتے ہر مقل کی قسمت میں بیش کم ہے

۷ شراب کھانے کی کھانا اگر شراب میں منہ ہو گیا

تو کئی مضائقہ نہیں ہے چتر کا گشتہ

۸ دہانے کے نصیحت یہ ہے

۹ تے پر نہیں لاکتی ہے یہ سب ساقی خرمیوں

۱۰ شراب کی جات ہنر توہم کن نہیں ہے۔

۱۱ مشرق کے ہاتھ میں شراب پوری سے بگی زیادہ شہریں ہے۔

۱۲ حضرت سید قاسم نے کوئے کو کہتے تھے جو

فی احوال ماہر ہو جو توفیق سوا مددش کو نر نہ کرتا ہے۔

۱۳ اہل بیت اس شکر پکیتے ہیں جس کو درمندانہ شہتے ماس بخیرہ میں پختی ہیں جو برہمن کرنا حکم کرتا ہے

ساقی بسیار بادہ کہ ماہ صیام رفت
اسے ساقی شراب لاکر روزوں کا مہینہ گیا

وقت عزیز رفت بیابا قضا کنیم
پہا را دقت گذر گیا، آہم تلافی کریں

در تاب تو چند توال سوخت تجر خود
توہ کی آتشیں اگر کی طرح کب تک ہا مانگنا ہے؟

مستم کن آل چنان کہ ندانم ز خودی
بجھایا کہتے کہ دستک پڑی کیوہ سے ہر دہان کھلی

بر پوئے آنکہ جرغہ جامے ہمارسد
اس توجہ پرندہ جام کا ایک گھونٹ ہم تک پہنچے

دل را کہ مردہ بود حیلے ز زور سپید
جو دل مردہ تھا سناں کو از سر زندگی حاصل ہوئی

زادہ غرور داشت سلامت بیرو راہ
زیادہ تکبر تھا سلامتی سے راستے نے نہ کر سکا

زائد تو دان و غلوت تہائی و نیاز
زاہد تو جانے اور تہائی کی گشتہ شیشی اور عاجزی

نقد کے لیے بود مرا صرف بادہ مشد
جو میرا نقدہ دل تھا، شراب میں خرچ ہو گیا

دیگر مکن نصیحت حافظ کہ رہ نیافت

عراق کا کچھ نصیحت نہ کرنا اس لیے کہ راہ باب نہیں ہوا
گم گشتہ کہ بادہ عشقش سب کام رفت
وہ گم گشتہ، جس کے حلق میں عشق کی شراب پہنچ گئی ہے

در وہ قلع کہ موسم ناموس نام رفت
پیارا دے اسے لے کر تمام دن ناموس کا مینہ گیا

عمرے کے بحضور صراحی و جام رفت
اس عمر کی جو صراحی اور جام کی موجودگی کے وہ گم گشتہ گئی

مے وہ کہ عمر در سر سولے خا رفت
شراب لاس لے کر عمر پہرہ وہا لاست میں ختم ہوئی

در غصہ خیال کہ آمد کہ اگر رفت
کریاں کے میدان میں، مومن آیا کون، گیا

در مصطبہ عالی تو بر صبح و شام رفت
شراب نادان میں صبح و شام تیرے لے دیا ہوئی

تا پوئے از لیم پیش در مشام رفت
جب سے اس کی غلاب کی ہوا کی غلاب تک میں گئی ہے

زند از رویا ز بدار التام رفت
زند، ماجزی سے جنت میں پہنچ گیا

عشاق را حوالہ بعیش ملام رفت
عاشقوں کو توڑنا، عیش سے سابقہ پڑا ہے

قلب سیاہ بود از آن در حرام رفت
۱۳، کوٹھا تھا، اسی وہ سے حرام میں گیا

توہ انے چوں نم ہیہات بات
بہنگے انوں میں شراب سے کس طرح توہم کرولا، ل

در خلاوت می برد آب ز نبات
مٹھاس میں، امرتی کو خرمندہ کرتی ہے

مردہ صد سالہ را بخشد حیات
سو سالہ مردے کو، زندگی بخشتی ہے

حل نمیکہ دو مرا این مشکلات
سیاہی، یہ مشکلات حل نہ ہوں گی

جز مے ہجران نشد مارا برات
جو کہ مشرب کے علاوہ ہیں وہ رات ویزنہ کی

ساقی حضرت مے آب حیات
میرا ساقی حضرت مے، اور شراب آب حیات ہے

بادہ تلخ از لب شیریں لبان
شیریں ہونٹ والوں کے ہونٹ سے، تلخ شراب

چو دم علیے اسیم او ز لطف
اس کی ہوا پکڑی کی وجہ سے حضرت علی کی ہونٹ کی طرح

جز باب آتشیں یعنی شراب
آتشیں پانی، یعنی مشرب کے سوا

روزنی مابیں کہ از دیوان عشق
جاری روزنی کو دیکھو کہ عشق کے دفتر سے

شاد بادار و اوج آں رندے کہ او بر سر کوئے مغال یا بد وفات
اس رند کی روح خوش رہے جو منہجوں کے کوچہ میں، وفات پا جائے

ماہل عمر تو حفاظت در جہاں

اسے حافظ اوشیا میں تیری زندگی کا حاصل

یادہ صانی سست باقی تریات

صاف غراب ہے، باقی تہو رو گی ہے

ساتی بیا کہ یاز رُخ پر دہ برگرفت
لے سا نیا ہا اس لیے کہ یار نے رخ سے پرہ چلایا ہے

آں شمع سر گرفتہ در چہرہ بر فروخت
اُس بجی ہونے شمع سے دوارہ پرہ روشنی کر لیا ہے

آں عشوہ داد عشق کہ منفی زرد گرفت
عشق نے وہ ناز دکھا یا کہ منفی راستے سے جنگ گیا

زہنار ازین عبارت شیرین و دلغریب
اس شیرین اور دلغریب عبارت سے خدا کی پناہ

بارے کے کہ خاطر ماخستہ کردہ بود
جس غم کے بوجھ سے ہمارے دل کو خستہ کر دیا تھا

ہر شرف و قدر ہمہ و نور حسن می فروخت
ہر شرف و قدر جو چاہتا اور سورت پر حسن چاہتا تھا

زین قصہ ہفت گنبد افلاک بر صدآ
اس قصہ سے آسمان کے ساتوں گنبد کو نچھ رہے ہیں

حافظ تو ایں دعا کہ آموختی کہ یار

حافظ کرنے یہ دعا کس سے سیکھی کہ یار نے

تعویذ کرد شعہ تراؤ بز ر گرفت

تیرے شکار کو تعویذ بنا لینا اور سونے میں ملاھا

شگفتہ شد مثل حمر او گشت بلبل مست
سرخ بچوں کی طرح کیا اور بلبل مست ہو گئی

اساس تو یہ کہ در حکمی چونک نمود
تو کی بنیاد جو مغیوبی میں پھر تیری نظر آتی تھی

بیار یادہ کہ در بار گاہ استغنا
غراب لاہا س لے کہ بے نیازی کے بعد بلدیا

ازین شراب اور دروہوں فرودست رحیل
اس دروہ کی سرائے سے، ہب ماہ فوضی ہے

صلے سر خوشی لے عاشقان بادہ پرست
لے ماہ پرست عاشق پرستی کی صلا لیندو

بیں کہ جام زجاجی چلو نانش شکست
دیکھا کاج کے جام نے اس کو کس طرح توڑ ڈالا

چہ پاسان چہ سلطان چہوشیا و پرست
کیا پاسان اور کیا بادشاہ اور کیا چہوشیا اور کیا پرست

رواق طاق معیشت پر ہر بلندہ پرست
زندگی کے خواب کا بچو کیا بلند اور کیا پرست

عذیب ہلو گ ہے
جس سے عاشق کا دل
روش ہے شراب لا
دور ہے۔
عاشق کے دل سے
بڑھ بدل ہواں ہے
عاشق کے دل کو
سے نصیب دیکاتی ہے۔
بڑھ عشق جو
سودھ تھا اور
ہر کام
شرخ فر
کو شرف
کرتا تھا تیرے
سائے ہی ہو گیا۔
عاشق پر سونے کا
پتلا چھوٹا ہوا تھا۔
عاشق پر ہوا گیا اور
پرستوں کے عشق کی
صلا ہے۔
عاشق پر تیرے
کے یاد سے نور ہو گئی۔
شہ پہنا نہ کہ وہاں
سب یکساں ہیں۔
شہ پہنا نہ کہ وہاں
تو دیکھا ایک تھے کا
ایک ہے۔

شنیدہ ام سنے خوش کہ پر کتعال گفت
 تہا سے وہ ایچی بات سنی جو پرتکناں نے کہی
 حدیث ہول قیامت کہ گفت و اعظی شہر
 قیامت کی فزونی کا قصہ جو واعظ شہر کے جان کیا
 نشان یار سفر کردہ از کہ پر رسم باز
 سفر کئے ہوئے دوست کا پتہ آنکس سے پوچھوں؟
 فعال کہ آں مینا ہر بان شمن دوست
 فریاد ہے اس لئے کہ اس دشمن کے دوست، ماہران چاند
 عم کہن کئے سال خوردہ دفع کنید
 پڑانے عم کو پرانی شہراب مے دور کرد
 من و مقام رضا بعد ازین و شکر قیب
 اس کے بعد میں ہوں اور مقام رضا اور قیب ہاں تک
 گرہ بباد مزان گرچہ ہر مراد و زرد
 ہوا میں گرہ نہ لگے اگر وہ مقصد کے مطابق چلے
 مزین چون و چرا دم کہ بندہ مقبل
 چون و چرا ایسا کرے باغیب انسان نے
 بعثتہ کہ سپہرت دہد زراہ مرو
 اس فریب سے جو تجھے آسان دسلے راستے نہ بہت
 بیار بادہ مخور زانکہ پر میکہ دوش
 دوست کے ساتھ شہراب کی گفت گوشتنہ بیکہ کہہ پینے

فراق یار نہ آں میکہ کہ تعال گفت
 یہ کافراق وہ کچھ نہیں کرتا سنبہ جو کہا جا کے
 کاتیت مت کہ از روزگار ہجران گفت
 وہ ایک کتاب ہے جس نے ہجر کے زور کا بیان کیا
 کہ ہر چہ گفت برید صبا پریشاں گفت
 اس لئے کہ صبا کے قاصد خط جو کہ کتب پہلا پہلا کہا
 تبرک صحبت یاران خود چہ آساں گفت
 اپنے دوستوں کی صحبت چھوڑ دینے کو کس قدر آساں بنا یا
 کہ تخم خوشدلی اینست پر مقال گفت
 اس لئے کہ یہ دہقان نے بتایا ہے کہ خوشدلی کا بیج ہے
 کہ دل بدر تو خود کرد ترک ماں گفت
 اس لئے کہ دل نے ترک کرنا اور دلچاہی نہ کرنے کی مشاں لی
 کہ ایں سخن بمثل باد با سلیمان گفت
 اس لئے کہ یہ بات مثال کے طور پر ہوائے مہلوں کے ہے
 قبول کرد سخن ہر سخن کہ جاناں گفت
 ہر وہ بات مان لی ہے جو معنی ہے اس سے کہی ہے
 ترا کہ گفت کہ ایں ال ترک ستاں گفت
 تجھ سے اس لئے کہ یہاں سے اس پر مہیا نے تھی چھوڑ دینے کا ہے
 لے حدیث غفور و رحیم و رحل گفت
 غفور رحیم اور رحمان کی بہت باتیں سانی ہیں

گفت حافظ از اندیشہ تو آمد باز
 کہ نے کہا کہ حافظ تیرے خیال سے باز آ گیا
 من ایں نگفتہ ام آں گفتم ہتاں گفت
 میں نے نہیں کہا ہے جس نے کہا، بھوت کہا

صحن بتان فزوق بخش و صحبت یاران خوش بست
 باغ کا صحن فزوق بیدگر خوشنوا اور دوستوں کی صحبت اچھی ہے
 از صبا پر مشام جان ناخوش میشود
 ہادی جان کی کرت شام صبا کو مے سے ہر وقت خوش رہتی ہے
 تا شود گل نقاب ہنک علت ساز کرد
 جب تک بھولے نقاب کو لہکے کہ لہو نے موافقت کر دی
 مرغ ششماں ایشارت باد کا نذر راہ عشق
 رات کو کھینچنے پرندے کے لئے جو مرغی ہوا اس لئے خوشی کہہ گئی

وقت گل خوش باکڑی نے وقت میخوار خوش بست
 غذا کے بھولنے کا زمانہ خوشی ہے اس کو مے سے خراب ہو کر مانا چاہیے
 آئے آئے طیب نفاں ہوا اور خوش بست
 ہاں ایں عاشقہ کے لئے جو دل بہت خوب ہے
 لے ہیں نازکراں لے کر کرمی دلف کا شورا تمہا ہوتا ہے
 دوست را بانا از شبانے بیدار خوش بست
 شب بیداروں کے ہاروں کے دوست خوش ہے

شہر کنہاں سے صحبت
 بیوقوف مزین ہو جانے
 شہر و سب سے فراق کیا
 بتا ہوا ہے تھے۔
 قیامت کی ہر آن کا
 فراق کی ہر آن کی بہت
 کم ہے۔
 صبا کے کچھ احوال
 بتائے لیکن وہ بھی پورے
 نہ تھے۔
 پڑانے عم کو پرانی
 شہراب ہی دور کر سکتی
 ہے۔
 رضی رضا ہر ماجرای
 اور کون شکوہ زبان پر
 نہ لائے تھے۔
 بیوکے نکلے چون
 دھڑکی گھنٹا
 نہیں ہوتی
 ہے۔
 لے ڈال
 سے مراد بڑا ہی

دیا ہے مہی بہر حال
 مکار ہے۔
 ہے ہر بیکہ بولنے لنگی
 منفرت کی باتیں سانی
 ہیں اسکی رقت کے
 بھروسہ پر اپنا چاہیے
 موم گل اور صحن
 جین اور دوست کی
 صحبت بخواری کی کو
 دتی ہے۔
 شامت اس کے لئے
 غنا کا دار خوشگوار
 ہوتی ہے۔
 لے مراد ششماں اور پرند
 ہر رات کہ کچھ۔

سوسن یکسودت
 ہے جس پر نظروں کیوں
 آتا ہے شوہر سے اس کے
 زبان مانی ہے۔
 عا کر صبا اس کا پیام
 لے کر بھی تو اس پر بیان
 تو بات کو دل کا۔
 عا کر صبا اس کا تک
 گزرتا ہے تو اس کے کھنک
 خاک لے لے۔
 عا میں اس کاں تو
 نہیں پہلے کہ سیدی
 میں وصال کا کاش
 غولب میں ہی دیر
 ہو جائے۔
 عا صبر سے کدورت
 میں کاش ہوتی ہے۔

میں کو دل سے
 تشبیہ
 دیکھائی
 ہے
 نکلے چوہر

میں ہونے لگا کر چہ کے
 کتے کیا ضد غوی
 کہلے گا۔
 عا ٹولے سے فخر سے کیا
 تیرا عا پائیدار ہے
 اس قدر تیرے کدورت
 جو لب و آواز سے تبتی
 کہی نہیں عشق سے
 تلخ لکھی نہیں کی جاتی
 ہے۔
 عا وصال اس
 وقت حاصل ہو تے
 جبکہ اسوہ سائے
 جاتیں۔

شیوہ زندگی خوش باشی عیاں خوش مست
 ندی کا لفظ یاد قیاموں کی خوش باشی بہت اچھے ہے
 کا ندیں دیر کنگر سبکباراں خوش مست
 اس پر سائے بجاہ میں، بلوں کا کام اچھا ہے

گر صبر دیا زردم از خوشدلی جز نا نیست
 اگر یہ نرادی کے بازار میں خوش دلی برائے نام ہے
 از زبان سوسن ایں آوازہ ام آمدگوش
 سوسن کی زبان سے یہ آواز میرے کان میں بڑی

حافظا ترک جہاں گفتن طریق خوشدلیت
 اے حافظا ترک دنیا غرضی کا راستہ ہے
 تازہ پنداری کہ احوال جہاں دل خوش مست
 یہ ہرگز نہ سمجھنا کہ دنیا داروں کے اعمال اچھے ہیں

بیاں نفوس از گیسوئے معنبر دوست
 تو دوست کے مہر میں خوش ہوا لے گیسو سے کہے آنا
 اگر گیسوئے من آری بیام از بر دوست
 اگر میرے پاس دوست کی جانب سے تو کوئی پیام لے لے گا
 بے لائے دیدہ بیا اور غمازے از بر دوست
 دوست کے دے سے آنکھ کے لئے غمازے آنا
 مگر تجواب بیغم جمال و نظر دوست
 شاید دوست کا حسن ماند نظر غائب کیا دیکھوں
 ز حسرت قدو بیا لائے چوں بر دوست
 دوست کے صبر ہو جیسے قدوت است کی حسرت میں
 بجائے لے نفوسم موندے از بر دوست
 ہم پوری دنیا کے سب سے ہم کا دوست کا کیا ہیں ہمیں گے
 اگر شبے بتوا ایم بود بر در دوست
 اگر کسی شب کو ہم دوست کے مدد مان پرہ میں گئے

صبا اگر گزے اقدت بشوہر دوست
 اے صبا اگر تیرا دوست کے علاقے سے گزرے ہو جائے
 بجان او کہ بشکرانہ جاں بر افشائیم
 اس کی جان کی تیرے شکر دہی جان چوڑک دوں
 وگر چنانچہ دل دل حضرتت نباشد بار
 اور اگر کسی طرف سے اس کے مدد میں بار پائی نہ ہو تو
 من گدا و تمنائے وصل او مہمات
 میں گدا اور اس کے وصل کی تمنائے! انوس
 دل صبر بریم چو ہم بید لرزان مست
 میرا صبر بڑی دل، بید کی طرح لرزنا ہے
 اگرچہ دوست ہمیں خیرے نیم خرد مارا
 اگرچہ دوست ہیں کسی چیز کے بدلے بھی نہیں خریدتے
 چہ خند باز سب گئے تو تو اکھ خواست
 تیرے کوجہ کے کتے سے میں کیا ضد غوی کر سوں گا؟

چہ باشد ارشود از قید غم دش آزاد
 کیا ہوگا اگر غم کی قید سے اس کا دل آزاد ہو جائے
 چو ہمت حافظا مسکین غلام چا کر دوست
 جبکہ ما را مسکین دوست حافظا صبر کر ہے

ناز کم کن کدیر سداغ لے چون تو شگفت
 ناز کم اس سے نکل س باغ میں تو میرے سب سے کلیدی
 بیج عاشق سخن تلخ بہ مشوق گفت
 کس مانتے مشوقی کو صحت است نہیں کی
 درو یا وقت ہو کہ مژدات باید سفت
 تو تجھے جانوں کی دک سے موزا سبات ہر فضا میں ہیں

صبرم مرغ چین با گل نوحا سے گفت
 میں نے مرغ کے وقت ایک نئے گلے ہوئے بھولے کہا
 گل سخنید کہ از راست ز بیم و لے
 بھول ہنس لگتی بات سے ہم رتیدہ نہیں ہوتے ہیں لیکن
 گر طخ داری از آن جام مضع لے لعل
 اگر اس جام سے لعل جی شراب پینے کی تجھے تانا ہے

تا پدلوئے محبت بمشامش نرسد
 اس شکر کی ناک میں قیامت تک محبت کی خوشبو پہرے گی
 درگستان ارم دوش چو از لطف ہوا
 جب گزشتہ رات جنت کے باران میں ہوا کی پاکیزگی سے
 کفتم لے منہ مجھ جام جہاں بینت کو
 میں لگا کھالے جھیک کی مستند زلف جام جہاں نمکناں پہا
 سخن عشق نہ آنت کہ آید بزباں
 عشق کی بات وہ نہیں سہا ہر زباں پر آئے

ہر کہ خاک در میخانہ بر خسارہ نرفت
 جس نے میخانہ کی خاک، بر خسارے سے صاف نہ کی
 زلف سنبل ز نیم سحری می آشت
 نیم سحری کی وہ سے بسین کی زلف بکھر رہی تھی
 گفتا فسوس کہ آن بولت بیدار محنت
 اس نے کہا فسوس وہ جاگتی دولت سوئی
 ساقی امی وہ کو تہا کہ میں گفت شہنفت
 اسے ساقی شراب دے گا اور اس گلت و شہنید کو ختم کر

اشک حافظ خرد و صبر بدریا نذاخت
 ماندگے آنسوؤں نے صبر اور عقل کو دریا میں بہنے کے لیے
 چہ کند سوز غم عشق تیار ست نہفت
 سب کرے عشق کے غم کی سوزش کو چھپا دے گا

صوفی از پر توے راز نہانی دانست
 صوفی نے شراب کے پتھر کے پلوں میں راز کو جان لیا
 شرح مجموعہ گل مرغ سحر و اندوس
 پھول کے مجموعے کی شرح مرمت جہاں جاتی ہے
 عرصہ کہ دم و وجہاں بدل کار افتادہ
 ہر نئے آنسوہ کا دل پر دلوں جہاں بیٹھ گئے
 اس شد انوں کہ ز افواہ عوام اندلیم
 اب وہ اپنی گئی کہ میں عوام کی زبان سے اندیشہ کروں
 دلیر آسایش با مصلحت وقت نمدید
 مشرق نے ہمارے آرام کو مصلحت و نفع نہ بیان کیا
 سنگ گل را کند از زمین نظر لعل و عقیق
 نگاہ کی برکت سے پتھر اور مٹی کو گل اور عقیق کو چیلے
 آئے کہ آزد فر عقل آیت عشق آموزی
 اسے وہ غصہ جو عقل کی آیت ہے عشق کی آیت کو سیکھتا ہے
 مے بیاور کہ نثار و گل باغ جہاں
 شراب اس لیے کہ دنیا کے باران کے پھول پر وہ تھرتھرتا ہے

گو مر کس ازین لعل توانی دانست
 تو اس شکل سے ہر شخص کا جو پیر جان سکتا ہے
 کہ نہ ہر کوورقے خوانمہ و معانی دانست
 اس لیے کہ ایسا نہیں ہے کہ جملے ایک مدتی پڑھا سنی لپائے
 بجز از عشق تو باقی ہمہ فانی دانست
 اس نے تیرے عشق کے سوا سب کو فانی جانا
 تخت نیز ازین عیش نہانی دانست
 اس چھپے عیش کو، تخت ہی جہاں کیا
 ورنہ از جان بیدل نگرانی دانست
 ورنہ وہ ہماری جانب سے زلی تو تیر کو جان گیا
 ہر کہ قدر نفس با دی میانی دانست
 ہر وہ شخص جو نہیں ہوا کے سانس کی قدر کو جان گیا
 ترسم این نکتہ بتحقیق ندانی دانست
 مجھے ڈرتے ہیں اس نکتہ کو تحقیق سے نہ جہاں سنا
 ہر کہ غار تنگری با در خزان دانست
 جو غواں کی ہوا کی، غار تنگری جہاں گیا

حافظ این گوہر منظوم کہ از طبع محنت
 حافظ نے اس منظوم گوہر کو جس کو اس نے طبیعت سے ملا ہے
 اثر تربیت آصف ثانی دانست
 آصف ثانی کی تربیت کا اثر، جہاں

بہ سب تک نہایتیں
 زنت نہ اختیار کیا ہے
 عشق میں نہیں جلتے
 یہ عشق کی بات نہ مانا ہے
 نہیں لائی جاتیں۔
 یہ شراب نوشی کے بعد
 طبیعت حاصل جو ہر
 ملتے آملتا ہے۔
 یہ تجربہ کار انسان ہوتے
 کے سوا سب چکر کھاتی
 کھاتا ہے۔
 یہ بات عوام کے ہاتھ
 آئی اور کتب
 کی ہے
 یہ سوال
 کو ظاہر مصلحت
 کہا اور ہمارے
 عشق کو وہ جان گیا
 تھا۔
 یہ صرف شراب میں
 جتنے ہیں جان کے سانس
 میں کی جان سے محسوس
 کرتا ہمسالہ نفس با دی کی
 سے مراد اولیا اللہ ہیں
 جو اولیا اللہ کی قدر کو جان گیا
 وہ کیا نظریں ملے گا۔
 یہ عقل اور عشق دونوں
 چیزیں ہیں ایک دوسرے
 سے نہیں بچا جاسکتا ہے۔

شام ظلمت نشان ظلمت اوست
 تاریکی کی شام اس کی تاریکی کسا نشان ہے
 ماہ نو خم زہبہر خدمت اوست
 نیا چاند، اس کی خدمت کے لئے جگا ہوا ہے
 لالہ راداغ دل بفرقت اوست
 لالہ کا راداغ، اس کے نرسراقی کی وجہ سے ہے
 نالہ بلبل از محبت اوست
 بلبل کا نالہ، اس کی محبت کی وجہ سے ہے
 لالہ ماندہ ز صنع قدرت اوست
 گویا اس کی قدرت کی بنا واث کی وجہ سے ہے
 گنج عزت بکنج عزت اوست
 عزت کا خزانہ، اس کے تنہا کی گوشہ میں ہے
 صحت عاجل از طبابت اوست
 فوری صحت، اس کی طبابت سے ہے
 ہر چه پیش آید از ارادت اوست
 جو پیش آئے، اس کے ارادے سے ہے

صبح دولت طلوع طلعت اوست
 فوج نصیب کی صبح، اس کے چہرے کا طلوع ہوتا ہے
 مہر از خوان او نوالہ رساں
 سورج، اس کے دسترخوان سے قرار ہو چکا ہے نوالہ ہے
 از قدش پائے سرو ماندہ بہر گل
 سرو کا پیرا اس کے قد کی وجہ سے نہیں پھنسا ہے
 رنگت و بونے گل از خوش بہرین
 چمن میں پھول کا رنگ، ہوا اس کے رنگ کی وجہ سے ہے
 سوسن دہ زباں خموش بہر باغ
 دیں زباؤں والی سوسن باغ میں خاموش
 فقر اگر رنج محنت است اما
 فقر، اگر محنت کی تکلیف ہے لیکن
 بدو احباب طیب مرو
 دوا کے لئے، طیب کی جانب نہ جا
 در طریق سلوک سا لک را
 سا لک کو، سلوک کے راستہ میں

اس کی رخ نمائی
 طلوع صبح سے اس کے
 طلوع سے شام طلعت
 سے پھولوں کا چاند
 گلے کی پیداوار سوسن
 کی تاریخ سے ہے۔
 ابتدائی راتوں کا چاند
 خمیرہ کر ہوتا ہے
 سے پھولوں کے نام کے
 رخ سے حسن حاصل
 کیا ہے۔
 سے سوسن اس کے
 حسن کو دیکھ کر عاشق
 ہے۔
 ہے فقر کے گوشہ میں
 عورت کا
 خزانہ ہے
 سلوک
 کا گناہ

فقری وغدلیب و حفاظیت

فقری اور غدلیب، اور حافظ ہی نہیں

ہمہ گو یا بندگ مدحت اوست

سب اس کی تعریف کے، ذکر میں گویا ہیں

کہ گناہ دگرے بر تو خواہبت نوشت
 اس لئے کہ دوسرے کا گناہ، جسے نام نہ نہیں گئے
 ہر کے آں درو عاقبت کار کہشت
 ہر شخص آخر میں وہ کاٹنے کا ہوا اس لئے بویا ہے
 ہمہ جانانہ عشق ست سجدہ پرانشت
 ہر جگہ عشق کا جذبہ خواہ مسد ہو خواہ مندر
 مدعی گردن کفر ہم سخن گو سر نوشت
 حمدی آریا ہے نہ کہے تو کہدو سر ہے، اور پھر ہے
 تو جو دانی کہ پس پر وہ کہ خوبت کہ زشت
 کئے کیا معلوم پڑوے کے چھے کون اچھا ہے کون ربا
 پدم نیز مہشت ابد از دست بہشت
 میرے ہونے ہی، دائمی بہشت کو ہاتھ سے چھوڑ دیا

عینہ بدال ممکن نے زاید پاکیزہ نوشت
 اسے پاکیزہ نصرت، نما میرا زندوں پر عجب نہ کا
 من اگر نیکم اگر بد تو برو خود را باش
 میں خواہ نیک ہوتا، خواہ بد تو جا، اپنا کام کر
 ہمہ کس طالب یازند چہ ہشیار و پیست
 سب لوگ دوست کے طالب ہیں، ہوشیار اور ہشیاروں خواہت
 مہر تسلیم من و خاک در مہیکدہ با
 شربت غافلگی کی خاک ہے، اور میرا سر تسلیم
 نام امید و مکن از سابقہ روز ازل
 روز ازل کے گذرے ہوئے معاملہ سے مجھے نا امید نہ کر
 نہ من از خانہ تقوی بدرافت اوم لبس
 میں ہی صرف تقوی کے گھر سے باہر نہیں آ چکا ہوں

زاہد کے ذمہ نہ
 کھسا جائے گا۔
 شہ زار ہونے کے کا
 جس پاسے گا اور
 رہنا اپنے کے۔
 عاشق حقیقی کو
 ہر جگہ مستحق کا ہی جلو
 نظر آتا ہے۔
 میں نے تو شہ ناز
 کے مدنی خاک پر سر
 رکھ دیا ہے اگر کوئی
 نہ سمجھے تو اپنا سر
 پھیر لے۔
 شانہ زکوہ سے اٹھا
 ہی خیر نہیں تو مجھے
 یوں ماہوس رہا ہے۔
 شامیں ہی غفلت اور
 ہوں تو اس کا

بر عمل تکبیر کن خواجہ کہ در روز ازل
اسے صاحبِ عمل پر بھروسہ نہ کر اس لئے کہ روز ازل میں
گر نہادت ہمہ اینست ہے پاک نہاد
اگر تیری تمام طبیعت بھی ہے تو کیا خوب پاک طبیعت ہے
باغِ فردوس لطیف است ولیکن ز نہاد
جنگِ کابانہ پاکیزہ ہے ایسے کج ہر ذرا

حافظ روز اجل گر کیف اسی جامے

اسے حافظ ہوتے کے دن اگر قربت میں پیالہ لے آیا

یکسر از کوئے خرابات بر مدت بہشت

کچے فورا شرابِ نمانے بہشت میں بیجا ہیں گئے

غمش تا در دلم ماوا گرفتہ است
اس کے غم نے جسے پر سے دل میں ٹھکانا کیا ہے
لبت چو آتش آب حیات است
اس کے آگ کی جیسے ہونٹ آبِ حیات ہیں
ہمائے ہتمم عمریت کز حبال
ایک عمر گذری گئے، اگر تیری ہمت کے چھٹنے جان سے
شد تم عاشقِ ببالائے بلندش
اس کے بلند تہذیب میں عاشق ہو گیا ہیں
چو مادر سایۃ الطاف او تیم
جب ہم کسی کی مہربانوں کے سایہ میں تیرا
لشیم صبحِ غیر بوقتِ امروز
آن آسج کی ہوا عبثی ہے
دوائے غم بجز نمے نیست عاشق
غم کی دوا شراب کے علاوہ نہیں ہے، عاشق نے
زدریائے دو چشم گویا اشک
آنسوؤں سے گویا ہرے ہری دونوں آنکھوں سے درہت

حدیثِ حافظ اے سروِ سمن بو

اسے ہمیں کی خوشبو دوائے سرو ما فدا کی بات لے

بو صفتِ قدر تو بالا گرفتہ است

تیرے قدر کی تعریف کی درہ سے بلند ہی حاصل کرنی ہے

تو چہ دانی قلمِ صنغ بنامت چہ نوشت
کچھ کیا معلوم قسمت کے قلم نے تیرے نام کیا لکھا ہے

در روز شدت ہمہ اینست ہے پاک نہاد
اولاً تیری ساری فطرت یہی ہے تو کیا خوب پاک فطرت ہے

تو غنیمت شماریں ساتھ سید ول بکشت
تو پیسہ کے اس سایہ کو اور رعیت کے کار کے کو غنیمت شمار

سرم چو لطف او سودا گرفتہ است
میرے سر سے اس کی لطف کی طرح سودا اختیار کر لیا ہے

از آل آب آتھے دریا گرفتہ است
اس پانی سے، ہم میں آگ کی ہے

ہوائے آں قدیلا گرفتہ است
اس بلند تھوکی محبت اختیار کرنی ہے

کہ کارِ عاشقان بالا گرفتہ است
اس لئے کہ عاشقوں کے کام نے رونق اختیار کرنی ہے

چرا او سایہ از ماوا گرفتہ است
چرا اس نے، ہم سے سایہ کیوں اٹھالی ہے،

مگر یارم رو صحر گرفتہ است
شاہد تیرے دوست نے جھگڑا راست اختیار کیا ہے

از ان روزا غصہ گرفتہ است
اسی لئے، ہر شرابِ سما سے فرح حاصل لیا ہے

جہاں در کو تو لا گرفتہ است
دنیا کو چھوڑ کر، موتیوں سے گھیر لیا ہے

۱۔ بخشش کا معاملہ
رکتِ خدادادی پر
موقوف ہے عمل پر
غرور نہ کرنا چاہیے۔
۲۔ یہ شعر محمدی پرنسز
ہے۔

۳۔ اس کے غم کو چھ
یرادل اس کی لطف
کی طرح پریشان ہے۔
۴۔ ہونٹ سرخی میں لگ
کی طرح میں اس میں لگ
آب حیات ہے۔

۵۔ اس کا
عشق بڑا
جھانکے
ہے۔
۶۔ ہنستا ہیں
ماس ہے۔

۷۔ چونکہ عاشقوں کا رعب
او چاہے اسی وجہ سے
اس کے بلند تہذیب کے عاشق
ہیں۔
۸۔ ہم عمری میں غم کی
خوشبو ای دھستے ہے
کامشوقی لگتا ہے۔

۹۔ حافظ کے کوئی لفظ ہی
اسی وجہ سے کہ روچہ
بندہ کی تعریف کرتا ہے۔
۱۰۔ موسمِ بہار میں لعلیں
لیے بہت ہی سے کہ بچوں
جاؤ گے۔

بصد ہزار زباں جلیبش درو صافست
لاکھ زبانوں سے ہمیں اس کی تعریفوں میں ہے

کنوں کہ در کف گل جامِ باوہ صافست
اب جبکہ بیوں کے ہاتھ میں صاف شراب کا پیارے

چہ وقت مرید مجھ کشف کشف است
 ہر سدا اور کشف و کشف است کی بحث کا کب وقت ہے
 کہ حرام لے بیڑ مال و وقاف است
 کہ شراب حرام ہے، لیکن اوقات کے مال سے تو بہتر ہے
 کہ یہ حیاتی ماریخت میں لطاف است
 اس لیے کہ ہمارے ساتھی بچہ کو ڈال دیا ہے اس میں بہرانی ہے
 کہ صیت گوشہ نشینان قاف تا قاف است
 کہ گوشہ نشینوں کا آواز و قاف سے قاف تک ہے
 جہاں حکایت زردوز و پوریا قاف است
 وہی زردوز اور پوریا بننے والے کا نکتہ ہے

بخواد قر اشعار و رول بصر اسکن
 اشعار کا دفتر لے لے اور بجل ۲، ۳، ۴
 فقیر مریدی مست بود و فتوی داد
 مدرسہ کا فقیر، جس مست تھا اور اس نے فتویٰ دیا
 بدرد و صاف ترا حکم نیست دم در کش
 بدھٹ اور صاف کے فیصلہ کہ تجھے حق نہیں مانا پیش رو
 بجز خلق و زعنا قیاس کار بگیری
 زوں سے بیحدہ جو بجا اور سام کو منقاہ قیاس کر لے
 حدیث مدعیان و خیال ہم کاراں
 دوسیں مارنے کی بات اور اپنے کام میں لے ہوں کا خیال

خوش حافظ و اس نکتہ بلے جوں رخ
 اسے مانفہب دہ اور نکتوں کو جو سرخ سوئے کی طرح ہیں
 مگنا پدار کہ قلاب شہر صراف است
 محفوظ رکھو اس لیے کہ شہر کا دغا باغ صراف ہے

در رگہ ز نیست کہ دام ز بلانیت
 کوئی ایسا راستہ نہیں ہے جہاں میں صیبت کا جال نہیں ہے
 خفا کہ چنین است درین قومی ویرانیت
 یقیناً ایسا ہی ہے، اور اس میں کوئی دروغ بات نہیں ہے
 ہمیش ز خدا شرم و زلفے تو حیانیست
 اس کو خدا سے ڈرا بھی شرم اور ترسہ ہے جسے حیانیست ہے
 مسکین خورش از سر و در و دیو حیانیست
 بجان کو راز کی خبر نہیں ہے اور اسے کھ میں شرم نہیں ہے
 شب نیست کہ صدر بید با یار صبا نیست
 کوئی ایسی رات نہیں ہے جیسے باو طہا سے سواد اتیان نہیں ہی
 در زرم حرفیاں اثر نور و ضیا نیست
 دوستوں کی مجلس میں نور اور روشنی کا شان بھی نہیں ہے
 کیں سوز نہانی کہ مر است ترا نیست
 اس کے لیے کہ چھپی جلیں، کھنٹیا ہے، تو کبھی نہیں ہے
 گفنا غلط لے خواہ دریں مہذنا نیست
 وہ بولا اسے خواجہ غلط ہے اس زیاد میں وفا نہیں ہے
 جاناں مگر اس قاعدہ و شہر ثمانیست
 جاناں شاید تبار کے شہر میں، یہ مدت کو نہیں ہے

کس نیست کہ افتادہ آن زلف تا نیست
 کئی بند سے ہر اس دودلی زلف میں کھینچا ہوا نہیں ہے
 روئے تو مرا آئے لطف الہی است
 تیرا چہرہ، شاید لطف الہی کا آئینہ ہے
 زابہ دم تو بہ زروئے تو زبے زوی
 زابہ دم تو بہ زبے تو بہ کرنا ہے، کیونکہ
 زکس طلب شیوہ چشم تو زبے چشم
 زکس تیری آنکھ وینتہ چاہی ہے، کیا آنکھ ہے
 از ہر خدا زلف میارائے کہ مارا
 خدا کے لئے زلف، دستوار کہ ہمارے لئے
 باز آئی کہ بے روئے تو لے شیخ دل افروز
 اسے دل کو روشنی کرنے والی شیخ کو ہوا اس لئے کہ تیرے چہرے بدن
 لے شیخ سحر گر یہ مجال من و خود کن
 اسے سحر کی شان، اپنے ہاؤر میرے حال پر گریز کہ
 دی میشد و گفتہ صنما عہد بجا ار
 اس دو جلا اور میرے کام آئے، صنم، عبد پور کہ
 تیمار غویماں سبب ذکر جمیل است
 بزرگیوں کی خاطر غرضاً چھی شہرت کا سبب ہے

سلف نامہ ز کاہت
 ہے بحث و فتوی کاہت
 نہیں کشف کشف
 مشہور کتاب میں
 اسے خود فریب
 ہے اور اوقات کے
 مال کو خود بر کر رہا ہے
 اور شراب کی حسرت
 فتویٰ دے رہا ہے
 اس انسان اپنی اچھائی
 پرانی کو نہیں کہہ سکتا ہے
 کہ یہ خیال تھا کہ کوئی
 دنیا گرو گروا جا رہا ہے
 ز قاف تا قاف کا کئی
 وہی میں جواز شرف
 مغرب کے ہیں یعنی
 عشاق شہرت اور وہ

اسی وجہ سے کہ وہ
 آداب سے دور ہے
 ہے عیبوں کے
 اور اسے خیانت
 میں بھی نیست ہے
 زردوز اور پوریا باہت
 میں ہے۔
 ہے جبکہ شہر کا دغا باز
 عزت بنا چاہے تو
 اس کو سونا یا نیو فتویٰ
 ہے۔
 ہے زاہد کو تو کہ کہنا
 ہے شری اور جیانی
 سنی ہے۔
 ہے زکس سحر کی
 آنکھوں کی سحر کا یہ
 ہے چونکہ باو صبا لطف
 پریشان کرتی ہے۔

چوں حتم تو دل می بردار گوشه نشینان
 بجز تری آنکھ آگوست نشیوں کامل پہنچانے جاتی ہے
 اگر سر مغال فرسید ماشرہ تفافوت
 اگر سر مغال فرسید ماشرہ تفافوت
 گفتن پر خورشید کہ من چہ شمسہ نورم
 فرسیدہ کے سامنے یہ کہنا کہ میں سورج کا چشمہ ہوں
 عاشق چہ کند گر خور دیر ملامت
 اگر ملامت کا تیرہ کاسے تو عاشق کب کسے
 در صومعہ زاہد و در خلوت عابد
 زاہد کے صومعہ میں اور عبادت گزار کی خلوت میں

دنبال تو بودن گنہ از جانب مایست
 تیرے پیچھے گنہا، ہمارا گناہ نہیں ہے
 در میج سرے نیست کہ تیرے ز خدائیت
 کوئی ایسا سر نہیں ہے، جس میں خدائی راز نہیں ہے
 دانشد بزرگان کہ سزاوار سہا نیست
 بزرگ جانتے ہیں کہ سہا کئے کے مناسب نہیں ہے
 باہج دلاور سپر تیر قضا نیست
 قضا کے تیر کی ڈھال کسی بہاد کے پاس نہیں ہے
 جز گوشہ ابروئے تو محراب دعائیت
 تیرے ابرو کے گوشہ کے سوا دعا کی کوئی محراب نہیں ہے

اے چنگ فرو بردہ بخون ل حافظ

اے حافظ کے دل کے خون میں پتھر گنٹائے ہوئے

فلت مگر از عت قرآن خدائیت

شاید تجھے خدا کے قرآن کی عت کی ٹکر نہیں ہے

کنوں کہ میدراز بوتال سیم بہشت
 اب جبکہ باغ سے بہشت کی جواں رہی ہے
 چمن حکایت آردی بہشت میس کوید
 چمن آردی بہشت (مہوش) کا لفظ بیان کہہ رہا ہے
 کے عمارت دل کن کہ ایں جہان خراب
 شراب سے دل کا تیرہ کر، کیونکہ نہ دیران دنیا
 وفا محوی زدمن کہ پر توے نہ دید
 دشمن سے وفادار کا شکر لایا لے کر روشنی نہیں دیتی ہے
 مکن بنام سیاہی ملامت من مست
 اعانت اور سیاہی پر بھروسہ کرنا ملامت نہ کر
 گداچرا زندلان سلطنت امروز
 آج غیور سلطنت کی ڈیٹھیں کیوں نہ مارے

من و شراب فرج بخش دیار حور سرشت
 میں ہوں، اور فرست بجز شراب کے اور طریقہ دوست
 نہ عاقل ست کہ نسیم خرید و نقد بہشت
 وہ عقلمند نہیں ہے جس نے ادھار لینا اور نقد کو چھڑوایا
 درکن سرشت کہ از خاک یا بسا ز خشت
 اس خیال میں ہے کہ ہماری مٹی سے انہیں بنائے
 چو شمع صومعہ افروزی از جریغ نشت
 جبکہ تو عبادت خدا کی شمع کو گھٹانے کے پرانے روکش کرے
 کہ آگہ است کہ تقدیر برش پر نوشت
 کون! ہنجر ہے کہ تقدیر نے اس کے مقدر میں کیا لکھا ہے؟
 کہ خیر سایہ ابراست و بزنگ لگ کشت
 جبکہ آبر کا سایہ نہیں ہے اور ڈوبائی کا گناہ اور بھگس ہے

قدم درین مدار از جناب حافظ

حافظ کے جنازے سے قدم نہ روک

کہ گر چہ غرق گناہ ست میو در بہشت

اس لئے کہ اگرچہ گناہ میں ڈوبا ہے بہشت میں جا رہا ہے

گل در بر میے در کف معشوقہ بکام ست
 بچوں نل میں آدر شراب بختمی اور مشرق و مشرق کے گل ہیں

سلطان جہانم بچنیں روز غلام ست
 ایسے دن میں ڈوبنا آ باد شاہ بھی، میرا غلام ہے

۱۔ ہمارا گناہ نہیں ہے بلکہ تیری آنکھوں کا قصور ہے۔
 ۲۔ میرے معشوق کے سامنے سن لا دعویٰ ایسا ہی ہے جیسا کہ سب سنا سکے کا دعویٰ توحیح کے مقابل میں۔
 ۳۔ دعا لکھنے کی محراب مرضت تری ابرو کے کون محراب ہے۔
 ۴۔ حافظ قرآن کی عت کھاتی ہے۔
 ۵۔ جبکہ تیر میں آردی بہشت کا تیر



بہشت کا تیر ہے اور وہ تیر ہے تو اب کے خیال سے اس کو تیر بنا کر
 ۱۔ جب انسان کرشنی میں تھا ہے تو اس کی انہیں پاتھ لگاتی ہیں۔
 ۲۔ دشمن سے وفائی تیر ایسا ہی ہے جیسے عبادت خدا کی شمع گناہ کے جلنے سے روشن کھلتے
 ۳۔ آزاد انسان کے لئے ابر کا سایہ اور کشت کا کنارہ سلطنت سے کم نہیں ہے۔

دوست کے رشتہ
 ہوتے ہوتے شمع کی
 صورت نہیں ہے۔
 ہے جب مشوق سامنے
 نہ ہو تو بادہ لوشی بیکار
 ہے۔
 ہے عشق کی وجہ سے
 مجلس سکرے عطری
 ضرورت نہیں ہے۔
 ہے سبب عشق کی
 شیرینی درکاشتہ
 تندرستوں کے
 ہے میرا رنگ سے آ
 جا و نام سے
 بری
 ہے۔
 ہے تمام شہر
 اور گھسب ہادی
 طرت ہیں۔
 ہے زلف کی نغمی در
 قس کے نظریوں کی ہر
 ہے۔
 ہے صفائی جو طلعے کے
 بعد کہورت کھر جہان
 چاہیے۔
 ہے عشق میں ہست در
 خلد کی چہرہ کفرنی چاہیے

گو شمع میاں رید دریں بزم کہ امشب
 کہد اس مجلس میں شمع نہ لاد اس لئے کہ آج کی رات
 در مذہب ماہارہ حلال است لیکن
 ہمارے مذہب میں مشراب حلال ہے لیکن
 گو شمع ہمہ بر قول نے و لغز چنگ است
 میرا کان پوری طرح بائری کی آواز اور ستارے کا گھر ہے
 در مجلس ما عطر میاں میز کہ جاں را
 ہماری مجلس میں عطر نہ عیال اس لئے کہ جان کے لئے
 از چاشنی تند گلو بیج و زرشکر
 تندہ اور شکر کی شیرینی کی گھاس نہ کر
 تا بیخ غمت در دل ویرانہ مقیم است
 جب سے ویرانہ دل تھا تیرے گھر کا خزانہ مقیم ہے
 از ننگ چگونگی کہ مرانام زنگ است
 وقت کی بات یا کھت ہے بری شہرست ہی وقت سے ہے
 میخوارہ و مرگشتہ و زندیم و نظر باز
 چم شراب خوا اور مرگشتہ اور زند اور نظر باز ہیں
 یا تخم عیب گلو تید کہ او نیز
 گھسبے آیرا عیب نہ بیان کر و اس لئے کہ وہ بھی

در مجلس ما ما و رخ دوست تمام است
 ہماری مجلس میں دوست کے رخ کا کٹل چاند ہے
 بے رونے تو لے مگر گل انداز حرام است
 لے پھول جیسے جسموں کے روزنہ ہے چہرے کے گلن ہزار ہے
 چشم ہمہ بر بعل لب گردش جا است
 ہر کی نگاہیں ہر سے نور پندل پیچے ہونہ در جام کی گردش ہیں
 ہر لحظہ زینے تو خو شہوئے مشا است
 ہر لحظہ تیرے گھوسے و مانع مقرر ہے
 زائل رو کہ مرابا لب شیرین کام است
 اس لیے کہ میرا مقصد تیرے شیرین ہونے سے ہے
 پیوستہ مرا کج خرابات مقا است
 میزہ خرابات کا گوشہ میرا مقام ہے
 و زنام چہرے کی کہ مراننگ زنام است
 شہرت کے نام سے میں کیا جو چہلے چہرے سے ہی بری وقت ہے
 و انکس کہ جو امانت دریں شہر کدما است
 جو ہمہ بسا نہیں ہے توہ اس شہر میں کون ہے
 پیوستہ جو ما در طلب عیش مدام است
 ہمیشہ ہماری طرح پانچو میش کی طلب میں ہے

حافظ انشیں لے و معشوقہ زمانے

ہے حافظ بخوری دیر کے لئے بھی بدلتا شراب و مشق تو گستاخ

کایام گل و یاسمن عید صیام است

کیونکہ پھول، آذر یا سمن، اور روزوں کی عید کا مذہب

گرد و شرف زلف مشکینت خطائے رفت
 اگر تیری شہیں زلف کے ہاتھ سے غلطی ہوئی، چھوئی
 برق عشق از غم زین پندینے پلوشے سوخت شربت
 برق عشق کی بجائے گلیں پرش سے گلکیان جلا دیا، سہلا دیا
 گردے از غم زلف دلدار بارے بر در برد
 اگر کسی دل نے دلدار کا ادا سے تکلیف اٹھائی، اٹھائی
 در طریقت بخش خاطر نباشد مے بیار
 در طریقت میں جسے خاطر نہیں ہوتی، مشراب لا
 عشق بازی را تحمل باید اے دل پایدار
 اے دل، عشق بازی کے لیے پختہ برد باری چاہیے

وز زینہ سے شمار با جفا کے رفت
 اگر تہار سے تیرے ہم پر قسم ہوا، ہوا
 جو رشاہ کا دل گر برگدائے رفت
 اگر ایک گدا پر، فتنہ باب بادشاہ کا سہرا ہوا، ہوا
 و در میان جان جا مانا جلائے رفت
 آہ جان اور جان میں کچھ تندر ہوا، ہوا
 ہر کہ دورت را کہ منی جوں صفائے رفت
 جس کہ دورت کو تو دیکھے سب معانی ہوتی وہ دو ہوئی
 گر بیائے بود بود و گر خطائے رفت
 اگر کوئی معیبت تھی، تھی آرتوئی خدا بہی، ہوتی

از سخن چینیان ملالت پدید آید و لے
نکتہ چینیوں کی وجہ سے سرفراہ ہوتے ہیں۔

چلن میان ہم نشینان اجلے رفت
سب ہم نشینوں میں بات ختم ہوئی ، ختم ہوئی

عیب حافظ گویند کہ زلف زنا خالقہ
زناہ سے کہو، مسافت پر عیب و ننگت مختلفہ سے چاکیا

پائے آزادان چرندی کہ بجائے رفت
آزاد لکھن کھیر تو کب باہر سے آکر کسی تک پہنچا، چاکیا

لعل سیراب بخول تشہ لب یا برین مست
سیراب مل، عورتا یا سا، سیرے بار ۳ ہوت ہے

انہ پتے دیدن او وادرن جال کرین مست
اس کے دیکھنے کی خاطر طوطان دیدینا میرا کام ہے

شرم زان چویم سید بادش و در شکرگان دراز
ان کاں آنکھوں اور لہجوں سے اس کو شرم مانی ہے

ہر کہ دل بردن او وید در کلا برین مست
جس نے اس کا ہا کسوں لینے کہیں دیکھا اندھیرے عکس کر کے

سارباں رخت بد وازہ میر کاں سر کوا
اسے سارباں رخت پر سلمان دیا اس لئے کہ میں پہاڑ کے سر پہ

شاہراہیست کہ منزگہ دلدارین مست
وہ شاہراہ ہے ہم میر سے دلدار کی قیام گاہ ہے

بنده طالع خویشم کہ دریں فخطوفا
میں تو اپنے نصیب کا غلام ہوں کہ اس وقت تک کہ طالعین

عشق آل لولی ہر مست خریدارین مست
اس عشق سرست، کما عشق میرا غسریدار ہے

طلہ عطر گل و درین حیر افغانش
عکاب کی ڈبیا اور کاسمیر چڑکے والا ڈبہ

فیض یک شتمہ بوئے خوش برین مست
میر سے عطار کی، عمدہ خوشبو کا خود ساما فیض ہے

باغبان چو نیم زدر خویش فرماں
اسے باغبان کے نیم کی گھاہ ہے دروازے دہکا

کاب کلزار تو از خاک کجے کلنا برین مست
اس لیے کہ تیرے گلستاں کی ہفتی سے کل نامیے انوشہ ہے

شربت قدر و گلاب از لب یام فرود
میر سے مشرق کے ہونٹ کا شربت قدر و گلاب چھوڑ لیا ہے

زنگ او کہ طیب لب بیمارین مست
اس کی آنکھ سے جو میر سے بیمار دل کا طیب ہے

انکہ در طرز غزل نکتہ بہ حافظ امومت
جس نے غزل کی طرز میں حسانہ کو نکتہ سکھا ہے

یار شیریں سخن نادرہ گفتارین مست
وہ میرا نادرہ گفتار، بیٹھی گفتگو والا یار ہے

مطلب طاعت و ایمان درست از من مست
مجھ سے صحیح اقامت اور عہدہ جاہ

کہ بہ ہیمنہ کشتی شہرہ شرم روز انست
میں انست کے دن سے شراب نوشی میں شہرہ میں

من چہ اندم کہ وضو نماز چہ شہرہ عشق
میں سفاکی وقت ہے میرے کہ عشق کے چہرے سے سفاکی

چار تکبیر زدم یکسرہ بر سر حیم کہ ہست
ہر موجود پر، چار تکبیریں بڑھ دی ہیں

مے ہدہ تا دہمت آہی از سر قضا
شراب رستہ کجے قضا سے قضا ندی کار از دست اول

کہ رفتے کہ شرم عاشق و بونے کہ مست
کہیں جس کے چہرے پر عاشق ہوا اور کس کو شہرہ سے

کہ کہو کہ مست از کمر مور ایخبا
اس جیلہ، پہاڑ کی کمر چوئی کی کر سے کم ہے

نا امید از در حمت مشائے بادہ پر مست
لے ہا پر مست ہر حمت کے دھلاڑے سے نا امید ہو

ملہ و سترن کا لفظ
ختم ہونا ہے۔
ملہ و سترن کی کو کھولنا
ہے اور ہر پرستانی
کرتا ہے اس کو ان اکلنا
ہے شرم آئی ہے۔
یہاں ہوش نہیں ہے
اس جیسے مشرق صفت
یاز غریر ہے۔
یہ چونکہ لڑکے رفتی
ہوئے سترن سے ہے
اس لفظ ہے
دھال
ہا کی
آکھنے
نکتہ کا طیب
ہے میرے در کا طیب
اس کے ہونٹ کے شہرہ
گفتہ سے چھوڑ لیا ہے
عشق اپنی لیا ہے
ہر چہ کے جتنے کہ نماز
چھوڑنے سے ہی حرام
دنیا سے بے تعلق ہو گیا
ہو۔
سے رحمت جو کسانے
پہاڑ سے لگتا ہے
بے حقیقت ہے۔

جاں فتنے دہنت باد کہ در بارغ نظر
 تیرے منہ جہاں قربان ہوا لے کہ چٹھا کے باغیں
 بجڑاں نرس مستانہ کہ چشم مرصاد
 اس مستانہ نرس کے علاوہ ہذا کہ سے اس کو نظر نہ گئے

چمن آگے جہاں خوشتر ازین تنوید بست
 دنیا کے جس کے سوارے لدا لے اس سے بہتر کو نہیں بنا
 زیر اس طائرہ فیروز کے خوش رہت
 اس تھیلے بالا غانہ کے نیچے کوئی آرام سے نہیں بیٹھا

حافظ ازدولت عشق تو سلیمانی یافت

تیرے عشق کی دولت سے، حافظ نے سلیمانی پائی

یعنی از وصل تو اش نیست بجز یاد بست

یعنی تیرے وصل سے اس کے باج میں ہوا کہ سو باج نہیں ہے

مجر بلایے یک مشتاقاں بزمینا دوست
 خوش آمد سے عاشقوں کے قاصد دوست کا پیغام لے
 والد و شہادت و اکیم بچو ٹیلبل در نفس
 بیشہ دلوا دہ اور عاشق ہے نفس میں ٹیلبل کی طرت
 زلفت او را است فاش و از آن مومن
 اس کی زلفت سے جاں ہے اور اس جاں کا داننا سب کھل چاڑھی
 سرز مستی بر نیکر تا بصر صبح روز حشر
 حشر کے دن کی صبح تک سستی کے سہ نہیں اٹھا سکتا
 من نوشتم نامہ از شرح حال خود و لے
 میں نے اپنی حالت کی تفصیل کا ایک خط لکھا ہے لیکن
 میل من سنے وصال قصا و سنے فراق
 بیلبران وصال کی طرف ہے اور اس کا اذہ فراق کجا جانے ہے
 گرد و دردم کشم در دیدہ مجوں تو سیا
 اگر موقع مجھے تو لاکھوں تو سیا کی طرح نکالوں

تا نام جہاں از سر غربت فدائے نام دوست
 تاکہ میرا رحمت کے دوست کے نام پر جاں قربان کر دوں
 طوطی طبع شوق شکر و بادام دوست
 میری طبیعت کی طوطی دوست کے بادام اور شکر کے شوق میں
 بر امید و از اقدام اندر دام دوست
 دانہ کی امید میں، دوست کے جاں میں پھنس گیا ہوں
 ہر کہ چون من نزل بجز خود از ہوا دوست
 ہر وہ شخص جس نے میری طرح ازل میں دوست کا نام لیا تو گھٹلیا
 در میری بات خونوں میں ازین برام دوست
 اس سے زیادہ امر کرنا دوست کے لئے دو سو سو ہوا
 ترک کام خود گرفتار آید کام دوست
 میں نے اپنے مقصد کو چھوڑا ہے تاکہ دوست کا مقصد لپٹ جائے
 خاک لے کے کان مشرف گرد از اقدام دوست
 اس راستے کی خاک کو جو دوست کے قدموں سے مشرف ہوتی ہے

حافظ اندر در دوغم ملیو کو بادر ماں مساز

لے حافظ اندر در دوغم میں جلت رہ اور مساز ذکر

زانکہ در مانے نادر در دے در مان دوست

اس لئے کہ دوست کے علاوہ کوئی ملاقا نہیں ہے

منم کہ گوشہ سینجانہ خانقاہ من مست
 میں ہوں کہ خراب خانہ گوشہ، میری خانقاہ ہے
 گرم تر از و چنگ و صہوح نیست چنگ
 گرم ہے پاس کا اور ستارہ صبح کی خراب نہیں ہے کیا پڑا ہے
 زیادہ شاد و گدافار غم بجز اللہ
 خدا شکر ہے کہ میں بار شاہ اور تیرے بے نیاز ہوں

دعائے سیر مغال رو صہو گاہ من مست
 پیر مغال کو دیکھا دینا، میرا صبح کا دلہنہ ہے
 نوائے من لہم آہ غدر خواہ من مست
 میری آواز صبح کے وقت میری غدر خواہ آہ ہے
 گدائے خاک میر دوست پاوشاہ من مست
 دوست کے ہوا زسے کی خاک کا فیروز میرا اور شاہ ہے

حضرت سلیمان کا ہوا
 پر قبضہ تھا اس طرح
 میرے ہاتھ میں لہجے
 طوطی کو شکر اور
 بادام کھلانے جانتے تھے
 مساز زلف کو جاں اور
 قی کو اس جاں کا دانہ
 تر اور ماہ ہے۔
 میں نے صرف اپنی



مالت کھدی
 ہے سہ شکی
 پر اور
 مناسب
 نہیں ہے۔
 یہ مستحق کی خوش
 پر اور خواہش قربان
 کر دینا تین کال ہے۔
 یہ یعنی میرا حال عقول
 بہتر نہیں ہے تو بہتر
 کی آہیں کافی ہیں۔
 سہ و تادی تو گوں سے
 میر کوئی تعلق نہیں ہے
 اور حالت موجب
 صحیح ہے۔

غرض زمیں و مغاندام وصال شہادت
 سہو بخند سے یہ زعفران چہا را وصال ہے
 مراد لے تو لودن ز سلطنت خوشتر
 میرے لیے تیرا نیر ہونا، سلطنت سے زیادہ اچھا ہے
 مگر تیغ اجل خیمہ برکنم ورنہ
 شاید موت کی تلوار سے خیمہ اٹالوں، اور نہ
 ازل مال کہ برائ آستان بنام زوی
 جب سے میں غلام آستان ہر منہ ز کما ہے
 کلاہ دولت خسرو کی بچشم آید
 خسرو کی دولت لگ لڑی، میری بچھا میں کیا اسکی ہے؟

جز اس خیال ندرم خدا کو اومن است
 اس کے سوا میرا کوئی خیال نہیں ہے، خدا پر لگا رہے
 کہ دل جو رجفائے تو غروما و من سمت
 اس لئے کہ تیرے ظلم و اذیت جفا کی ذلت بری عرضت ادا ہوا ہے
 رمیدن از در دولت نہ سحر و من سمت
 در دولت سے بھانٹنا، میری رسم و راہ نہیں ہے
 فراز من خورشید تکیہ گاہ من سمت
 خورشید کی سنگ کی جگہ، سیر کی گاہ ہے
 کہ خاک گئے شہ عزت کلاہ من سمت
 بچھو تہا کے کوچ کی خاک سیر کی لڑی کی عزت ہے

گناہ اگرچہ بنود اختیار ما حافظ

اے حافظ اگر گناہ ہمارے اختیار میں نہ تھا

تو در طریق ادب کیش و گو گناہ من سمت

تو اب اس طریق اختیار کرو اور کہہ سہ خطایہ ہے

ماہم این ہفتہ شد از شہر و بچشم سالیست
 یہاں چالیس ہفتہ شہر سے رخصت ہوا ہے، در میری کھلاویک مال ہے
 مردم دیدہ ز لطف رخ او در رخ او
 رضا کی پاکیزگی جو بے ساس گد خلد میں آٹھو کہ تپا نے
 ایک انگشت نمائی بکرم در ہمہ شہر
 اے وہ! کتو تمام شہر میں خاصیت میں شہد ہے
 میچکد شہر منور از لب ہموں شکرش
 اس کے شکر جیسے ہونٹ سے اب تک لہوہ پتا ہے
 بعد از تم نمود شائبہ در جو ہر فرد
 اس کے بعد جزو لائچہری میں بچے کوئی خاک نہ ہوگا
 مزوہ دازند کہ بر ما گندے خواہی کرد
 لوگوں نے تو غریبی دی، جبکہ تو ہمارے پاس سے ہرگز نہ گا

حال چہاں توجہ دانی کہ چہ مشکل حالت
 چہر کے حال کو تو کیا جانے، تو کسی قدر مشکل حال ہے
 عکس خود دید و گماں کرد کہ مشکلیں خالیست
 اپنا عکس تو دیکھ لیا، اور یہ بھول گیا کہ سالار ہے
 وہ کہ در کار غریبان عجب است اہما لیت
 واہ، غریبوں کے کام میں تیری عجب سستی ہے
 گرچہ در عشوہ گری ہر فرہ اش قنالیست
 تمہارا وہاں کھانے میں اس کی ہر پاکت اس سے ہے
 کہ وہاں تو در س نکتہ خوش تہا لیت
 کہ تیرا لطف اس معاملہ میں بہترین استعمال ہے
 نیت خیر مگر دان کہ مبارک فالیت
 بہتر نیت، مگر نہ بدل کر اچھی فال ہے

کوہ اندوہ فراق بچہ جلیت بکشد

تیری بے فراق کا بھٹا تو، جس طور پر بچے

حافظ خستہ کہ از ناہ نش چوں نالیست

کو در حافظ کہ آہ فدا کی جو بے اس کا بدن رکھ کر لڑت ہے

ما از خیال تو چہ پروائے شراب است

تیرے خیال جو بے اس میں مشابک کیا برد ہے

حم کو مزوہ گیر کہ خنجانہ خراب است

شک سے کہہ دو اپنا راستہ، کہ شراب خانہ برد ہے

۱۔ دولت سے کر
 ہی ہوں گا۔
 سہ جسے تہا ہے
 آستانہ پر سرو مراد ہے
 مجھے آستانہ بندی تامل
 ہوتی ہے۔
 سہ حافظ کا یہ شعر
 جو وقت کے سلسل
 بہت ادا و شاعر کی
 اگرچہ ہم اپنے اعتبار سے
 گناہ ہی نہیں کہتے ہیں
 لیکن اہل کافرانہ
 ہے کہ گناہ ہونا کرا
 فرق خوب کریں۔

۲۔ فراق کا ایک ہفتہ
 سال کی برابر ہے۔
 ۳۔ مشوق کا وہ امتداد
 شقانہ ہے کہ
 کونڈ کی
 طرح
 ہیں بچے
 دل لگا کر لڑ

آہاں ہے ہم بہر گمان پتا
 بچہ مشوق کے کھ کا
 دل ہے۔
 ۲۔ مشوق کم سن ہے
 ۳۔ بچہ فریضہ کا
 نہ کہ بچہ کھلاویک
 کوئی بڑا ایسا ہو سکتا ہے
 جس کی قسم نہ بھول سکتا
 نہیں ہو سکتا، بعض حکام
 کہتے ہیں کہ ایسا ہر وجود
 ہے جس کی قسم نہیں ہو سکتی
 حافظ صاحب کہتے ہیں جو
 مشوق کا نام سے بچہ
 ہے کہ کسی قسم نہیں ہو سکتا
 لہذا اس کا نشان لڑکوں کے
 ہونے میں ہے جو اس کا
 کے قائل ہیں کہ ایسا جو

حافظ جوزیہ پر در افتاد و تاب یافت

مانند سونے کی طرح کوشالی میں پڑھا اور تپا عاشق نہاں شد آنکہ جوزیہ او تاب نیست دو ماہ میں نہیں ہو سکتا ہر سونے کی طرح نہ تپا ہو

ماہم مست میدار و نیم جوی کسویت
تیرے سونے کے لکھنے والے اہل کاشمیر نے اسے سونے پر تپا ہے
پس از حدس شکیانی شہیار لعل خان
کس قدر صبر کرے بعد اسے خدا کی رات کر دیکھا جائے گا
سواد لوح پیش را عزیز از ہر آن درم
پھر در شتان کی خوشی سا کا کام اس دور سے بیا کر لکھا تھا
لوگر خواہی کہ جاویداں جہاں کیسویاری
اگر تو چاہتا ہے کہ ساری دنیا کا جہیز کے لئے جاوے
وگر رسم فنا خواہی کہ از عالم براندازی
اگر تو سوت کے رواج کو دنیا سے غم کرنا چاہتا ہے
من بیاو صبا مسکین بر گردان و بجاصل
میں جاوے صبا مسکین ہر جہاں جاوے ہے نتیجہ میں
من از لطف صبا دارم سپاس قیمت جاہا
میں صبا کی ہر آن سے ہفتی کی خوشبو کا شکر گزار ہوں
سواد و تیرہ ہوتے تھو لن دل ہی دیدم
میں آٹھک سیاہی کو ہر وقت دل کے خون سے محبت کرتا تھا

خرام میکند ہر دم فریب چشم جاودیت
تیرے سونے کی آنکھ کا فریب لکھ کے ہر دم تباہ کرتا ہے
کہ جمع دیدہ افروزیم و محراب ابرویت
کہ ہاتھ بٹھا محراب کی ٹھنڈے امڈ کی عرب بندہ شکر میں
کہ جاں نترہ باشد ز نقش خال ہندویت
بلکہ تیرے ہاتھ کی نقش سے جان کے لئے ایک سوز ہو
صبارا کو کہ بر درار و زانیہ برقع از رویت
تو صبارا کو کہ بر درار کی طرح تیرے ہر دم سے تیرے خلاف ہے
بمیشال ز لقا تریز در آن لہر ہر رویت
زلف کو جھک نہ سکے تیرے مال سے ہر دم میں جھکے ہے
من از افسون چشمت مست و از لہجہ کسویت
تیرے لہجہ کی آنکھ کے چمکے سے مست ہوں تیرے سر کی از خوشی سے ہے
وگر شے گذر بونے شکر جاں ازین سویت
وہ صبح کے وقت اس جانب تیرا کب گذرے ہوتا
عویزش دوام این ساعت بیا در آن رویت
ابہا اس کو تیرے سیاہ لہجہ کی یاد کو جو سے بیا رات گت ہوں

نہے بہت کہ حافظ رفت از دنیا دار عقی

کیا خوب بہت ہے کہ حافظ دنیا دار مہر حق سے گزر گیا
نیا بی تیغ در چشمش بجز خاک میر کویت
اس کی آنکھ میں بجز تیرے کو جو کہ خاک کے گم نہیں ہوتا

مردم دیدہ ماجز برخت ناظر نیست
جہاں کی آنکھ کی تیرے چہرے کے سوا دیکھنے والی ہیں
اشکم احرام طواف حرمت می بندد
تیرے آنسو تیرے حرم کا طواف کر کے لے اہام باندھتیں
لبتہ دام نفس باد چو مرغ وحشی
خود گریہ وحشی زندگی کی طرح بجز سونے کے جہاں میں پھنسا ہے
عاشق مقلس اگر قلب دلش کرد نثار
مقلس عاشق نے اگر اپنا گونا گون بھلا کر دیا ہے

دل سرگشتہ ما غیر ترا ذا کر نیست
جہاں کو جان و دل تیرے سوا کسی کو یاد کرنے والا نہیں ہے
گر چہ از خون دل ریشمے طہر نیست
مگر وہ زخمی دل کے خون کو جو سے تھموی ہو کہ لے بھی لگ نہیں ہے
طا تر سرد رہ اگر در طلبت سار نیست
سرد ہے کھنڈ مار وہ تیری طلب میں گھومنے والا نہیں ہے
ملکش عیب کہ بر تقدیراں قادر نیست
تو اسے عیب نہ لگا س کے کہ وہ چالو تقدیر پر قادر نہیں ہے

ما کھو کہ تپاں ہر دم
تیری تصویر ہے اسی ہے
وہ لکھ بھری ہے
ما حسب کد زستانی
دن کی لہجہ کی آواز کا
سبب ہے
ما محبوب کی زلف
میں اس قدر جانتا
ہوں کہ اگر ان کو دنیا
میں بکیر دیا جائے تو
پھر دنیا کا فنا ہوتا
کون نہ ہے۔
ما میں مشرق کی آغوش
سے مست ہوں اور
باو صبا اس کی زلف کی
خوشبو سے۔
ما صبا
کھرا ہے
ہے کہ
خوشبو لڑک
ہو نہ جاتی ہے۔
ما آنکھ کی تپاں سے لے
دستی تھی لیکن جو کہ
اس میں تیرے گل کی
مشابہت ہے اس نے
لب بخت ہو لہجہ کی
کے مہلاک اور ہم لکھ
حالت میں باخدا ملکہ
میں جن حضرت جبریل
طیلاں نام۔
ما عاشق کے پاس
کو ڈالوں ہی تیار
اس لئے شکر دیا۔

طہ صحت میں ہو
 کو زندہ کر کے ایسا حالت
 نہ تھی یہیں مشرق میں آتا
 سلف کے ماست کی
 پریشانی اانتہا ہے
 سے روپا نے کوسب
 چھوڑ دیتے ہیں میکس
 ترنا وریا دل کو نہیں
 چھوٹی ہے
 سے چوٹ کا سر گرن
 کا آفتاب ہوا سے سینے
 میں ہے اس کے بگرن
 سے خوبی پائی بھگن کر
 نکلتا ہے
 عاقبت حیات

عاقبت دست بآں سر و بندش برسد
 انہام کا اس کے سر و پاس گھس کا پونجے جانچا
 از دواں بخشیش عیسیٰ زخم پیش تو دم
 میں ترسے سامنے حضرت عیسیٰ کے جان بچنے کی بات نہیں کر سکتا
 منکہ از آتش سودائے تو آئے زخم
 میں جو کرتے تھے عشق کی آگ سے آہ بھی نہیں سر کرنا ہوں
 روز اول کہ سر زلف تو دیدم کفتم
 پچھلے ہی ہو گیا میں نے تیری زلف کا سرا رکھا تو میں نے کہا کہ

ہر کار و طلبت ہمت اوقاصر نیست
 تیری طلب میں جس کی ہمت کو تہا نہیں ہے
 زانکہ در روح فزائی جو دم تو نیست
 اس لیے کہ روح کے بڑھانے میں تیرے دم کی روح قادر نہیں ہے
 کے تو ان گفت کہ در باغ دلم کبر نیست
 مجھ کے کہ کہا سکتے ہے گردن کے در باغ پر مدبر نہیں ہے
 کہ پریشانی این سلسلہ را آخر نیست
 کا سر سلسلہ کی پریشانی کی انتہا نہیں ہے

سر سوید تو تہانہ دل حافط راست
 تیرے تنگ دل کا خیال غرت مانفہ کے دل کو ہی نہیں ہے
 کیست آں کش سر سوید تو در حافط نیست
 وہ دن ہے جس کی صحبت میں تجھ سے گفتگو کیا خیال نہیں ہے؟

متر شد کالتش سوزائے اور جان ما
 ایک فنڈ لگا کر اس کے عشق کی آگ سے ہادی جان میں آگ ہے
 مردم چشم بخوناب جگر وقت زراں
 میری آنکھ کی پٹیاں جگر کے صفوں میں اس نے ڈھکی ہوئی ہیں
 آب حیوان قطرة از لعل تجوں شکرش
 آپ حیات اس کے شکر جیسے ہونے کا ایک قطرہ ہے
 مالمفت فیہ من زوچی شنیدم شد نفس
 جسے سمجھنے میں وقت نہیں ہوتی سننا ہے یقین ہو گیا ہے

وین تمنا ہیں کہ دم وصل میران مست
 اور اس تمنا کو دیکھو ہمیشہ باندہ وصلہ دل میں ہے
 چشمہ زرخش در سیمہ نالان ماست
 کاس سے پونجے کے آفتاب کا پتھر سے ہمیں ہے
 قرص عمر عکس زلفے آن تابان ماست
 آفتاب کی نگینا ہمارے اس بڑھانے کا ہمیشہ ہے
 بر من این معنی کہ مازان کم و زان ماست
 مجھ سے اس معنی کا کہ ہم اس کے ہیں، وہ ہمارا ہے
 محرم این تیر معنی دار علی حافط ماست
 اس آسمانی بامستی لازم ہو، ہماری جان ہے
 دین در سر دوعالم صحبت جہان ماست
 روزوں جہان میں سزا دینا ہمارے مشرق کی صحبت ہے

پہلے را اطلالے نیست بر اسر ز غیب
 غیب کے مازوں کی پہلوں کو غیب نہیں ہے
 چند گوئی اے مگر شرح در حق موثقیں
 اسے داغ دین کے شرح کہہ کرے گا چہ ہو

حافط آثار و ز آخر شکر اس نعمت گزار
 اسے جانکا قیامت تک اس نعمت کا شکر ادا کر
 کال ضم از روز اول واؤ دوران ماست
 کہ وہ ضم پہلے روز سے ہمارے صدقے کا وا اور ملاحظہ ہے

میر من خوش میروی کا ندر سرا میر مست
 میرے ہونے کو اس قدر اچھا ہے کہ تیرے ہونے میں میرا ہونا
 گفتہ بودی کے تیری پیشیم ام تجا صیت
 کہنے لگا تھا میرے سامنے تو کہ میرے کا پیشہ تیری کی ہے

ترک من خوش میخرامی پیشین لا میر مست
 ہرے ہونے کا کیا تھا نہیں ہے تیرے ہونے میں میرا ہونا
 خوش تقاضا میکنی پیش تقاضا میر مست
 تیرے ہونے کا کیا تھا میرے سامنے تیرے ہونے میں میرا ہونا

عاشق ہو جو مخمور بت ساقی کجاست
 میں نگر عاشق کا رہا ہوں، ساقی بنت کیاں ہے؟
 لے کے عمرے شد کہ تا بیمارم از مرگان
 اسے دیکھا یکدم اندر گسیا ہے میری کپڑوں کا بیمار ہوں
 گفته لعل منت ہم درد چند ہم شفا
 تو نگاہ میرا ہر ہوش سے لے دوں پیکر تو را بھی چنار شغل علیہ لا گیا
 خوش خراں میر و حق چشم باز نہ تو دور
 تو کس قدر اچھا بنتا ہے، نظر بد تیرے جو ہے حدیث ہے

گو خراں شو کہ پیش قدر غنا میر مت
 کہد تو بل، میں تیرے حسین قد پر مرتا ہوں
 تو نگاہے کن کہ پیش چشم شہلا میر مت
 تو ایک چمکاء ذالہ سے کہ تیری ترسی آ، نگاہ پر میں مرتا ہوں
 گاہ پیش درد و گہ پیش بلا میر مت
 میں کبھی قدر پر، اور کبھی کدوا پر مرتا ہوں
 دارم اندر سر خیال آنکد دریا میر مت
 میرے سر میں یہ خیال ہے کہ تیرے قدروں میں ہواؤں

گر چہ جائے حافظ اندر خلوت وصل نیست

اگر وہ حافظ کی جگہ تیرے وصل کی خلوت میں نہیں ہے

اے ہمہ جائے تو خوش پیش تو ہمہ جائے میر مت

اے ہر جگہ تیری ساری جگہیں اچھی ہیں تیرے سامنے ہر جگہ مرتا ہوں

نمیدانم دل بلبلی ز عشق رو رنگ نیست
 مجھے معلوم نہیں، کہ کیوں کہ دل کا ہر حال کے عشق سے متاثر ہے
 عجب باشد کہ بلبلی را فرار و صبر کم کرد
 تہیج کی بات ہوگی کہ بلبلی کا تشرار اور صبر کم ہو
 نظر کن بر گن رعنا کہ شکیل او چاقواہ
 میں سمجھوں کہ دیکھو، کہ اس کی شکل کیسی ہے
 چواز پر وہ بروں رنگ آنکہ بلبلی میکس
 جب چہل ہوسے باہر آگیا اس وقت کہ بلبلی
 اگر مستی کن بلبلی دریں موسم روا باشد
 اگر اس موسم میں، بلبلی مستی کرنا ہے تو درست ہے
 دریں موسم کہ بلوئے عیش از عالم نمی آید
 اس موسم میں کہ دنیا سے عیش کی کو نہیں آتا ہے

لے در غم نمی بنمید کا نہاش در خون است
 غم کے دل کو کہ نہ دیکھا ہوں کہ اس کے ترسوں سے خون میں ہے
 ریاحین را چو بر ساعت جمال حسن افزوست
 جبکہ چہچہوں تھا ہر گزری جمال اور حسن بڑھتا ہے
 چہ جرم بلبلی شیدا اگر بجایہ مقتولست
 عاشق نہیں کہ کیا غلا ہے، مار بچھا مارا دیوانہ بولا ہے
 اگر در پردہ مینال درش از زید و یونست
 اگر ہے وہ نال کر با ہے تو اس کا دل کا ہے باہر ہے
 کہ تہمہ شاخ از گلہا ہزاراں جا میگوست
 اس لیے کہ شاخ پڑھوں کے ہزاروں شکاری جام ہیں
 تو خود دانی نگارینا کہ عالم عاشقان نیست
 اے مشرق تو خود ہیانتا ہے عاشقوں کا کیا حال ہے؟

زمان عشرت شادی کہ سببش بجا حافظ

طرحہ اور خوشی کا وہ زمانہ جو ہے حافظ اول سے دم نہیں ہے

غیبت دل کون عشق وقت دل کون

اب کی مشرت کو غیبت جان لے لے لے کو عشق کا وقت اب ہے

ہر آن خجہ نظر زئے سعادت رفت
 ہر وہ مبارک نظر، جو سعادت کے درپے ہوا
 ز در طیل در در کشاں کشف کرد مالک لہ
 راہ کے مالک نے نہایت پیٹے والوں کے پانے سے کھول لیے

بخیج میکدہ و خانہ ارادت رفت
 وہ شہزادہ کے گوش میں اور ارادتندی کے گھر میں ہو گیا
 رموز غیب کہ در عالم شہادت رفت
 غیب کے وہ راز، جو دنیا میں ہو گئے

۱۔ ز گس ن الیک خاص
 تم ہے۔
 ۲۔ یعنی قرب کا مطلق
 مقام تو ماس میں ہے
 پھر بھی وہ مقام ماس
 ہے جس پر ہم قرآن
 ہو جائیں۔
 ۳۔ عاشق کے دل کا
 تو حال معلوم نہیں لیکن
 محبوب اس کی آہوں سے
 متاثر ہے۔
 ۴۔ کے قزاقی اور
 بلے جیرو کے جب
 اسباب موجود ہیں تو
 بیتیاری کیے
 کہ دوست
 ۵۔ اس
 صفت کے ہوتے
 ہے سبب نہیں مستی میں
 مفروض ہے۔
 ۶۔ موسم کی خوشگوار
 کی وجہ سے ہر سبب
 جاؤ جلتے ہے۔
 ۷۔ میں کہ سعادت
 حاصل ہے وہ میکدہ
 میں ہو چکا ہر شہادت سے
 دلوت پیدا کر دیا۔
 ۸۔ نہایت خوش پر
 غیب کے راز کھینچتے
 ہیں۔



۱۔ جو بر پیدائشی تیار
 ہے سنا اس کے
 اثرات ہیں۔
 ۲۔ یہی زندگی سیوی
 مہر ہے یہاں اہم
 رہ سکتی ہے
 ۳۔ حافظ کی شرب افوی
 طوہایت کا سہی
 ۴۔ معلوم نہیں کہ شوق
 کس گم کی طرح مصل ہے
 حالت تو تیار ہی ملے ہی
 ہے معلوم نہیں شوق
 کس کا بنا ہے
 ۵۔ آج تو معلوم ہے
 تیار کس بنا ہے معلوم
 نہیں کس روہ کس کی
 جلد میں اور کس گم

یاد معرفت من شو کہ در سخم
 آید درجہ سے معرفت کی باتیں سواں لے تو یہ کام میں
 مجوز طالع مولود من بجز زندگی
 یہی پیدائش کے ساتھ سے مندی کے سوا پھر نڈھو
 زیامداد بدست دگر بر آمدہ
 صبح سے تو دوسرے طریقہ پر نمودار ہوا ہے
 مگر مجزہ کو شہد طیب علی درم
 شاہ پور سے کے ذریعہ حضرت علیؑ کے سے سانس دلا دیا گیا

ز فیض روح قدس نکتہ سعادت رفت
 حرمین کے فیض سے سعادت کا نکتہ پیدا ہو گیا
 کہ میں معاملہ باکو ب لادت رفت
 اس نکتہ کے معاملہ پائش کے ساتھ سے ہی ہوا ہے
 وظیفہ دوش گز زیادت رفت
 شاید کہ شربت رات کی عادت تو بھول گیا
 چرا کہ کار من خستہ از عیادت رفت
 اس کے کار خستہ کا مہر زیادہ ہی کی حد سے گزر گیا

ہزار شکر کہ حافظ زراہ میکہ دوش
 ہزار شکر ہے کہ حافظ کل رات شربت خاد کے ساتھ سے
 بیخ ز او یہ طاعت و عبادت رفت
 زراہ زاری اور عبادت کے عقائد کے گوشہ میں پہنچ گیا

یارب آں شمع شبانہ روز کا شاد کیست
 اے شمع شب کی گھڑا سے رات کو روشنی کرنوالی ہے!
 حالیا خاد بر انداز دل دین من است
 اب تو وہ میرے دل اور دین کو براد کرنے والا ہے
 بادۂ لعل لبش کز لب مادور مبار
 آنکے گل جیسے ہونٹ کی شربت ہو جا کر ہے جاسے ہونٹ کی شربت
 دولت صحبت آں شمع سعادت یز
 اس سعادت کے ساتھ والی شمع کی صحبت کی دولت
 میدید بر کش افروز و معلوم نشد
 اس پر بر نفس لیکہ شہرت مٹتا ہے اور یہ معلوم نہ ہوا
 یارب گشاہ وش ماہ رخ زہرہ جبین
 اے عطا دہ شہا، جہا ہند جہرہ اور زہرہ جیسے پیشانی والا
 آں شے لعل کہ ناخوردہ مرا کہ خراب
 وہ گل میں شربت جس نے لہو سے ہے خراب کر دیا

جان سوخت بر سید کہ جانا نہ کیست
 اس نے ہاری جان کو مہلا پلہ پائنت کر کے کہ شوق بنا ہے!
 تا ہم آغوش کہ بیبانش و مخانہ کیست
 استہام کار وہ کس کا ہم آغوش چھو اور کس کا ہم خانہ ہے!
 راح روح کہ و سمان وہ پیمانہ کیست
 کس کی دولت کیلئے راحت اور کس کے جہاد سے مہر کرنوال ہے!
 باز بر سید خدا را کہ بروانہ کیست
 خدا کے لیے کہہ رہے ہیں کہ بروانہ کو حاصل ہے!
 کہ دل نازک و مائل افسانہ کیست
 کہ اس کا نازک دل، کس کے نقد کی طرف مائل ہے!
 در کیستائے کہ و گو بر یکدانہ کیست
 کس کا ڈوبیکتا اور کس کا گوہر یکدانہ ہے!
 ہنشین کہ و ہم کاسہ و سپمانہ کیست
 کس کی ہنشین، اور کس کی ہم بیار و بیانہ ہے!

گفتہ آہ از دل دیوانہ حافظ بے تو
 میں نے کہا حافظ کے دیوانہ دل سے تم سے مہلا آہ ہے
 زیر لب خندہ زناں گفت کہ دیوانہ کیست
 زیر لب ہنسنے ہرے بولا کس کا دیوانہ ہے!

یارب تبے ساز کہ یارم بسلا امت
 اے خدایا جیسا صاحب پیدا کر دے کہ میرا رستہ ملاتی ہے
 باز آید ویرماندم از جنگ ملا امت
 واپس آجائے اور مجھے سلامت کے چکل سے چھڑا دے

۱۔ اس کے
 ۲۔ ہونٹوں
 ۳۔ کز شرب
 ۴۔ معلوم کس کی
 ۵۔ روح کی دولت اور
 ۶۔ کسے پیاد سے وابستہ
 ۷۔ اس شمع کی صحبت
 ۸۔ نہ معلوم کس پر دانہ
 ۹۔ حاصل ہے۔
 ۱۰۔ وہ مشرقی جنت
 ۱۱۔ میں لطف مند نہیں
 ۱۲۔ نہ معلوم کس کا مہر
 ۱۳۔ ہے۔
 ۱۴۔ یعنی گویا ایک گم
 ۱۵۔ یہ خبر نہیں کہ کس حافظ
 ۱۶۔ کس کا دیوانہ ہے۔
 ۱۷۔ شازادگی میں لڑکے جے
 ۱۸۔ حالت کسے جیہ خدا
 ۱۹۔ کرے مشرقی لٹ آئے

خاکِ ہاں یار سفر کردہ بسیار دید
 اُس سز میں گئے ہوتے یار کے راستے کی ڈرے آؤ
 فریاد کہ از ششہم را بہ بستند
 فریاد ہے کہ شش بہت سے آیر راستہ تک آیا ہے

امروز کہ در دست تو ام مرتجے کن
 آج جب کہ تم سے قبضہ میں آئیں، رتم کر
 لے آئے تاکہ بتقریر و بیان دم زنی از عشق
 اسے وہ وقتقریر و بیان کے ذریعہ صحن کا دم دھو کر لے گا ہے
 درویش مکن نالہ شمشیر احبا
 اسے فقیر دوستوں کی تلوار سے محفوظ نہ کر
 درخرف زن آتش کہ نجم ابروئے ساقی
 گڑبڑی مہاگ لگا دے اس لیے کہ ساقی کے ابروؤں کے تم
 حاشا کہ من از جو رو جفاے تو بنالم
 خدا بچائے لکڑی سے جبر و جفا سے نالاں ہوں

ما چشم تہاں میں کنش جائے اقامت
 تاکہ اس کی اقسام نگاہ، جہاں ہیں آنکھ کو سنا۔ ہوں
 آن خال مخط و زلف مرغ و عارض اقامت
 اُس تیل، خط، زلف، چہرے، رخسار و قدسے

فردا کہ شوم خاک چہ سودا شک نہ امت
 کل جب میں خاک ہوں جہاں نہ اقامت کے انہوں نے کیا فائدہ؟
 ما با تو نہ داریم سخن خیر و سلامت
 ہماری تیری بات نہیں، خیر سلف
 کلین طائفہ از کشتہ تان نہ امت
 یہ رنگ، تو منتول سے طاوان وصول کرتے ہیں
 برمی شکنند گوشہ محراب امامت
 امامت کے محراب کا گوشہ اکھاڑ رہے ہیں
 بیدار و بیخواب ہمہ لطف مست کرامت
 پاکیزہ لوگوں کا لطف، سب ہر بات اور بخشش سے

کو تہ نکتہ بحث مر زلف تو حافظ
 مانفہ تیرے زلف کے نکتہ کی بحث کو مختصر نہیں کرتا ہے
 پیوستہ شد اس سلسلہ تار و قیامت
 یہ سلسلہ تو قیامت کے دن سے پیوستہ ہے

ردیف تارِ مثلثہ

الغیث لے مایہ جاں الغیث
 فریاد ہے، اے جان کے سراپا، یہ فریاد ہے
 ما ہئی لیم لب از تشنگی
 ہم پیاس سے، ہونٹ چاٹ رہے ہیں
 وہ کجا شد شربت دیدار تو
 ابھی تجھے دیکھ کر شربت کہاں چلا گیا؟
 ما ز گریہ غرق در غول گشتہ ایم
 ہم روئے کی وجہ سے غول میں ڈوبے ہوئے ہیں
 غمہ شوخ تو از راہ اجل
 تیری شوخ ادا، موت کے راستے سے

کفر زلفت بردا میاں الغیث
 تیری زلف کا کفر ایمان لے گیا، فریاد ہے
 در لبانت آبِ جیواں الغیث
 تیرے ہونٹوں میں آبِ حیات ہے، فریاد ہے
 میکشد تلخی حیراں الغیث
 بھیرک تلخی مارے ڈالتی ہے، فریاد ہے
 لعل تو پیوستہ خداں الغیث
 تیرے ہونٹ مسلسل سسکا رہے ہیں، فریاد ہے
 میزند زردیدہ پیکال الغیث
 چپا کر تیر چلا رہی ہے، فریاد ہے

بلین ہی جہاں ہیں
 آنکھوں کا سر سنا ہوا
 عارضہ عشق کی پینہ چڑھا
 کہ سن نے مجھے شش
 جنت سے گھر لیا ہے
 جو شخص عشق کی خواہ
 خواہ ڈنگیہا ملا ہے
 اس سے ہماری حساب
 سلامت نہیں ہے
 سے دوستوں کے خلاف
 کاٹوہ ہے کر
 یہ تکی ہی
 کرتے
 ہیں بچہ
 منتول سے ہی

تلوان لگتے ہیں
 بے تجربے کوئی شہوہ
 شکایت نہیں اس نے
 کہ اس کا تو کرم ہی کہہ
 حد زلف کی سیاہی کو کفر
 سے تیر کیا جاتا ہے
 بے تجربے کے پاس
 آدھیات ہے اور ہم
 پیاس سے ہونٹ
 چمتا رہے ہیں
 بے لعل یعنی ہونٹ

زخما افتاده در جان الغیث
جان میں زخم پڑ گئے ہیں، فریاد ہے
گردش گردون گرداں الغیث
چکر کھانے والے آسمان کی گردش نے، فریاد ہے
ہر طرف کشتیم غلطان الغیث
ہم ہر طرف لڑاکا رہے ہیں، فریاد ہے
رشتہ تن گشت سجاں الغیث
بدن کا دھماکا اُبھرتا ہے، فریاد ہے
جز لبانت نیست درل الغیث
تیرے ہونٹوں کے سوا کچھ نہیں ہے، فریاد ہے

باطناب زلف حافط را بخش

حافظ کو، زلف کی رشتی کے ذریعہ، کہنے کے

ماندہ در جاہ زخندان الغیث

جو ٹھنڈی کے کنوئیں میں گر پڑا ہے، فخر فریاد ہے

دیگر دل میں وہ و شیراست الغیث
میرا دل پھر شیراستہ دار دیوانہ ہے، فریاد ہے
ایں دم بعزم درو بلا بات الغیث
اس وقت درو بلا در معیت کی گمانے ہوئے ہے، فریاد ہے
حیران کھئے او شدہ رسواست الغیث
اس کے کوچہ میں حیران ہو کر رسوا ہے، فریاد ہے
اقتادہ در سلامت سو است الغیث
وہ سلامت اور جنون میں پھینکا ہے، فریاد ہے

ازمان زار حافط و سرگشتگان شوق

حافظ کی لا فرجان اور شوق کے دیوانوں کی جانب سے

فریاد و شور و ولولہ برخواست الغیث

فریاد اور شور، اور ولولہ اٹھا ہے، فریاد ہے

ہجر مارانیت یا یاں الغیث
ہمارے ہجر کی انتہا نہیں ہے، فریاد ہے
الغیث از جور خو یاں الغیث
فریاد ہے، حمیزوں کے ختم ہے، فریاد ہے
میکنند این دستا ناں الغیث
کرتے ہیں، یہ دل لے لینے والے فریاد ہے

از خندگ ناوک مژگان تو
تیری ہلکوں کے تیر اور تیرے سے
چول دوزلفت کردم گرداں مرا
تیری دو زلفوں کی طرح، مجھے پریشان کر دیا
ہمچو گوی از زخم چو گان فلک
آسمان کے بے نیکی چوٹ کے گنبد کی طرح
پیش زلف تو در جا کم فاد
تیری زلفوں کا پسند لہیری جان میں پڑ گیا ہے
چشم بیمار مرا بیمار کرد
تیری بیمار آنکھوں نے، مجھے بیمار کر دیا

بازم ہوائے آں گل عناست الغیث
مجھے پھر اس حسین بھول کی خواہش ہے، فریاد ہے
آں دل کہ رنج عافیتے برگزیدہ بود
وہ دل، جس نے مافیتے کا گوش اختیار کر لیا تھا
صوفی کہ جام صاف و مادم ہمیشید
وہ صوفی، جو صاف جام برابر چڑھا رہا تھا
عارف کہ عرق بود بناموس ننگ نام
وہ عارف، جو ننگ نام کے ناموس میں ڈوبا ہوا تھا

در دیار انیت در ماں الغیث
ہمارے درد کا علاج نہیں ہے، فریاد ہے
دین و دل بردند و قصد جاں کنند
دین اور دل تو نے گئے، اور جان کا ارادہ کر کے یہاں
در شبائے بوسے جانے طلب
ایک بوسے کی قیمت میں، جان طلب

سلا برو کون اور بگیا
کو تیرا دریا۔

یہ زلف کو پریشان
تیرا دریا جاتا ہے۔

یہ جسم کو دھاگا
قرار دیا ہے۔

یہ شہزادی کے گوشے
کو کون اور زلفت کو

رستی قرار دیا ہے۔
یہ عشق کا ارادہ درد

دیا کا ارادہ ہے۔
یہ حریف جو عشق سے

چلے ننگ و
نام کی

نکریں
پڑا تھا

اب عشق و سلامت
میں پھینکا ہے۔

یہ ہمارا درو بلا ہے
اور کیرا انتہا ہے۔

یہ حمیزوں نے دریا
دل تو کون، مینا ہے

جاری جان کی نکریں
گئے ہیں۔

یہ ایک بوسے کی قیمت
میں جان لگتے ہیں۔

خون ماخوردند این کافر دلاں
 کا فرطہ ہمارا خون پنی گئے
 واد مسکیناں بدہ اے روز وصل
 اے وقتل کے دن مسکینوں کی فریاد ہی کر
 ہرز ماخم درد دیکر میرے
 بچے ہرآن، نسیا درد بہنہتا ہے

اے مسلماناں چہ درماں الغیاش
 اے مسلماناں کیا علاج ہے، فریاد ہے
 از شب یلدائے ہجرال الغیاش
 ہجر کی تاریک رات کے، فریاد ہے
 زیں حرفیاں بفرل و حال الغیاش
 ان دوستوں سے دل اور جان پر فریاد ہے

ہو جافظ روز و شب کے خوشن
 حافظ کی طرح، دن رات ہے خود
 گشتہ ام سوزاں و گریاں الغیاش
 سوزاں اور گریاں بنتا ہوں، فریاد ہے

رولیفِ حیمِ عربی

آتش اندر آب فروست پائے در علاج
 فطرت سے ہونے پانی میں آگ ہے، پاشش میں شرب
 از کفب آزادگاں غائب اے آن جام را
 اس جام کو آزادوں کی پاشش سے جدا کر کہ
 ساقیا در وہ ز بہر ابل روح و اہل دل
 اسے ساقی بنا لیں، روح اور اہل دل کے لئے دے
 من چندین آغاز فطرت عاشق مست آمدم
 میں چند تارے پیدائش سے ایسا ہی عاشق اور مست ہوں
 بر فلک سبقت زریخ کن ناز کی مانی پیدان
 رخ سے برق بنا دے اس لئے کہ نازت کی وہ سے تو مانند
 احتیاج من بومصل خوشن دانستہ
 ترے اپنے وصل سے منتظر ہوئی ضرورت جان لی ہے
 عاشقان کوئے جاہاں باگدانی مرغوش ند
 محبوب کے کوہ کے عاشق گردان بر مرغوش ہیں

یاد رخشاں در میان چشمہ حیواں سراج
 یاد آب حیات کے چشمہ کے درمیان دروشن چراغ ہے
 کاہل دل را کا عشرت آن ہمیکہ در رواج
 اس لیے کہ اہل دل کے عیش کا کامی سے رواج پڑتا ہے
 آسیناں سراج کہ با جاں ہست آفر التراج
 وہ شراب، جس کا جان کے ساتھ میل ہے
 بر تمام روزاں سے تا بالوقت اندراج
 دن کے وقت تک اس راستہ سے نہ منہ زنیوں کو
 تازہ گل کرنے سے ریابید یاد شگیری رواج
 اس تازہ پھول کے چہ جس کی رونق رات کی ہوا اثر وقت ہے
 دوستاں زاد شگیری کن بوقت احتیاج
 ضرورت کے وقت، دوستوں کی دستگیری کر
 اینچیں شررا کجا باشد نظر بر تحت مناج
 ایسے بادشاہ کی نظر تحت و تاج پر کب پڑتی ہے

بشوایاں نکتہ تو از حافظ کہ باشد سو مند
 یہ نکتہ تو حافظ سے سن کے مفید ہوگا
 بادہ نوش و خیر کن کہیں بزمال میر حاج
 شراب پنی، اور مہلاں کر یہ ایسا لہان کے مال سے بہر ہے

مشابہ ہجر کی کیف ہے
 دس کے روز سے فریاد
 طلب کی ہے۔
 شرب کو آتش ہے،
 اور شیشے کے جام کو،
 بچے ہونے پانی سے،
 تشبیہ دی ہے کہ
 مصرع میں شراب کو،
 جلا شاد جام کو پیر
 آپ حیات قرار دیا ہے
 سے آن جام سے مراد
 شیشے کا جام ہے جس
 کا ذکر پہلے شریوں کا
 ہے ۱۳۷

روح
 پانی
 پڑوئی
 ہونا۔
 سے وقت اندراج میں
 قرین داخل ہونے کا
 وقت۔
 یعنی اس قدر
 نازک چہرہ کے نقاب
 کو بھی برداشت نہیں
 کرتا۔
 جو مشرق کے
 کوہ کی گدائی میں ست،
 ہے اس کو تاج شاہی
 کی کیا پردہ ہے۔

سزود که از همه دلبران ستانی باج
 تو اس کے اتنی پہلو تمام دلبروں سے عراق و مصر کو کرے
 دو چشم شمشاد تو برجم زدہ خطا و متن
 تیری دو شہرہ آفاقوں نے خطا اور متن کو تو دہلا کر دیا
 بیاض رونے تو روشن جو عارض خورشید
 تیرے چہرے کی سفید آفتاب کے رخ کی طرح روشن ہے
 لب تو خضر و دہان تو آب حیوان است
 تیرا ہونٹ خضر اور تیرا منہ آب حیوان ہے
 ازین مرض حقیقت کجا شفا یابم
 میں اس مرض سے حقیقت کہاں شفا پا سکتا ہوں
 دہان تنگ تو دادہ آب خضر بقا
 تیرے تنگ منہ سے آب حیوان جات کر بقا حیات کا ہے
 چرا ہی شگنی جان من ز سنگ نی
 جان من ، سنگدلی سے کیوں توڑتا ہے؟

چرا کہ بر سر خوبان عالمی چوں تاج
 اس لیے کہ تو تمام عینوں کے سر پر تاج کی طرح ہے
 بچین لطف تو ماچین ہندرادہ علاج
 تیری لذتوں کی شگنی کو چھوڑ کر ہندوستان سے غلام لاکھا ہے
 سوا زلف تو تار کیت ز طاقت داج
 تیرے زلف کی سیاہی کا تیرے دل کی سیاہی سے زیادہ سامان ہے
 قدر تو سر و میان تو موی بوگردن عاج
 تیرا سر و ہاتھ تیری کمر لیا اور گردن اسکی دانت ہے
 کہ از تو در دل من نیز سرد بلعاج
 جبکہ تجھے میرے دل کے سرد صاف نہیں ہوتا ہے
 لب چو قند تو بر داز نبات مصر و لاج
 تیرے منہ جیسے ہونٹ قندھی کی لذت بخور کر دی
 دل ضعیف کہ مست و نازکی جو ز علاج
 اس ضعیف دل کو جو نزاکت میں کاغذ کی طرح ہے

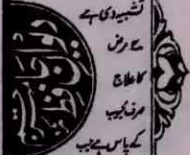
قادر در دل حافظ ہوتے ہیں تو شبے
 تم جیسے شاہ کی ہمت حافظ کے دل میں پیدا ہوتی ہے
 کمینہ بندہ خاک در تو بولنے کا ج
 ماسخ کہ وہ تیرے دروازے کی خاک کا ادنیٰ لگا ہوتا

ردیف جیم فارسی

از مرصوختہ آں یار نیم سرد میج
 مجھ جیسے جو سنے کے اس سے میں وہ بارگاہ نہیں پوچھتا ہے
 او طبیب من و من خستہ و سیمار غمش
 وہ میرا طبیب ہے اور میں اس کے غم میں خستہ اور بیرون
 دی طبیب بصرم آمد و احوالم دید
 کہ ایک طبیب میرے مرانے آیا اور میرے احوال دیکھے
 گفت شبنخت من و طالع شوریک من
 میں نے اس سے کہا میں اپنے نصیب اور غم میں مقدر کو
 جانم از فرقت رویش بلب مد صد بار
 اس کے چہرے کے فرات سے میری جان ہر بار چھوڑ دیتی

خبرے زیں دل افکار نیم سرد میج
 وہ اس زخمی دل کی کوئی خبر معلوم نہیں کرتا ہے
 چو طبیبیست کہ بیمار نیم سرد میج
 کیسا طبیب ہے کہ بیمار کو جو نہیں پوچھتا ہے
 گفت چونست ترا یار نیم سرد میج
 بولا کہ کیا ہے امار تجھ کو نہیں پوچھتا ہے
 خفتہ می بینم و بیدار نیم سرد میج
 سو یا ہوا دیکھ رہا ہوں اور بیدار کہ نہیں پوچھتا ہے
 کہ از تن ل شدہ آں یار نیم سرد میج
 کیونکہ اس گم شدہ دل کے بارے میں خبر نہیں پوچھتا ہے

مے چکر تو سب عینوں کا
 سزاد ہے تو سب سے
 علاج و وصول کر
 سے خطا و متن اور
 ماچین کھلنے کا لکھا
 سب کو خضر اور تنگ
 آپ حیات اور سنگد
 سرور اور گردن باں اور
 گردن کو باسی دانت سے
 تشبیہ دی ہے



سے مرض
 کا علاج
 مرض کجیب
 کی پاس ہے نیت
 وہ علاج نہیں کرتا ہے تو
 شفا کیے حال ہو سکتی ہے
 یہ خضر کو دیکھی نہ تھا کہ تیرے
 نرس کے آپ حیات سے
 حاصل ہوتی ہے صبر کر
 بنی ہوئی مری نہیں ہے
 یہ صفتوں کے دل کو چھوڑ
 اپنے دل کا لکھنے کا لکھا ہے
 ہے ہلا کہ طبیب کا نام
 پتا ہے ہی ہے
 سے میں نے ہم سہ کاروں
 تم ہو گیا ہے۔

دوش خواب چو من ماہ رخ او دیدم
شہ گزشتہ خواب در شب من لعلش کے شمع کے ہانڈے کو دیکھا

گفت کہ گاہ تر ایار نیمبر سدیج
دو ہوا لکھی کہیں وہ بار بجے کچھ نہیں پوچھتا ہے

اے طیب ازلی یک نظرے کن بار
پلے ازلی قلیب ایک نظر ہم پر ڈال دے
حافظ سوختہ رایار نیمبر سدیج
سوختہ حافظ کر، یار کچھ نہیں پوچھتا ہے

ردیف حائے خطئی

اگر ہند مہب تو خون عاشق مست مباح
اگر تیرے مذہب میں ماہ پشیا کا خون بہنا جائز ہے
سوا دہوئے تو لغفیر جاغل القلمات
تیرے بال کی سیاہی میں جاغل القلمات کی تفسیر ہے
زردیہ ام شدہ صد شہ در کنار رول
بری آنخوں کے اہل میں سوچنے جاری ہو گئے ہیں
لے عجیب حیات تو مست قوت روح
تیرا آپ حیات جیسا ہر شہاد روح کی طاقت ہے
زچنگ لف مکندت کے نیافت خلاص
تیری زلف کی کند کے چکل کے ہی نے خسی نہیں بیا
بیا کہ خون دل خویش تن بکل کردم
آجا، میں نے اپنے دل کا خون صاف کر دیا ہے
ند اول لبش بو سہ لبعده تلبیس
سوچا لاکیر کے بھی اس کے مل بیسے ہونے لیکے نہیں بیا
صلاح تو بویہ و تقویٰ ز ما جو زاہد
استغلا ہا ہم سے کل ماور تقویٰ اور تو سے نہ طلب کر
بیالہ چہیت کہ بریاد تو کشیم ملام
پیار کیا ہے جو ہمیشہ ہم تیری یاد پر ہے اہا میں

صلاح ماہمہ آنت کانت صلاح
تو جاہلی بھی وہی صلاح ہے جوتیری صلاح ہے
بیاض روئے تو تیان فایق الا صبح
تیرے چہرے کی سفیدی کا فایق الا صبح کی شرمک ہے
کہ خود شاکندر میان اں ملاح
کہ خود ملاح ان میں تیرے تارے ہیں
وجود خاک مال از دست قوت روح
ہمارے خاکی وجود کو اس سے شاہکی ہدف کی مل جاتا ہے
نہ از کمانچہ ابرو و تیر غمزہ سنج
شاہد کے کمانچہ اور ادا کے تیرے کی کا پانچو ہے
اگر ہند مہب تو خون عاشق مست مباح
اگر تیرے مذہب میں، عاشق کا خون حلال ہے
نیافت کام دل من از ولبعده الحاح
سوچتا ہمارے کہ ہر کئی ہرے لہلہ سے اس قصہ حاصل ہو گیا
زند و عاشق و مخول کے سخت صلاح
زند، عاشق اور مخول کے کوئی لگا کلاب نہیں ہوا ہے
و سخن و کشر شہید الذالک الافتاح
اور ہم تو ایسے جیسے خوب پیتے ہیں

دعائے جان تو در زبان حافظ باد
تیری جان کی دعا، ماخذ کی زبان کا دلغیر سہے
ملام تاکہ بود گردش مسا و صباح
ہمیشہ تک بھی مشا اور صبح کی گردش رہے

شہم تو راضی بر نشانے
پار نہیں۔
ساجد اعلیٰ الطلعت
بہن وہ خدا تار کیوں
کا پیکار تو لاسے۔
عاشق الا صبح کی توفیق
خدا کی کو کھانڈے لیا
سے آن ملاح سے مراد
محبوب ہے۔
کازلف کو کھانڈے لیا
کان اور لارا
کرتیز قرار
دیے
شہ بل
کرتی صاف
کرتیا، ہمیں جس تکہ سے
اسے خون کا عوض نہ
لوتگا۔
سے انتہائی اہم قرار
کر کے بھی اس کا ایک
بوسہ نہ سکا۔
سے اس کی یاد پر ایک
پار نہیں بلکہ بہت سے
پڑا ہے۔
سے یعنی قیامت تک۔

دو باشد قاتم تمچوں کمانے
 بڑا تکان کی لہن دو جا ہو گیا ہے
 نیم مشک تا تاراری خجل کرد
 تا تار کے مشک کی ہوا کہ ہنر مندہ کر دیا
 اگر میل دل ہر کسی بجائے ست
 اگر ہر اس کے دل کا جھکاؤ ایک فرخ کر ہے

زغم پیوستہ چوں ابروئے فرخ
 اس تم آریوب سے ہو فرخ کی ابرووں کی طرح چوستہ ہے
 شمیم موئے عنبر بلوئے فرخ
 فرخ کے عنبر میں بلوں کی خوشبو نے
 بود میل دل من سوئے فرخ
 میرے دل کا جھکاؤ شترخ کی جانب ہو گا

غلامِ خاطر آئم کہ باشد
 میں اس شخص کی طبیعت کا سلام ہوں۔ پھر ہو
 چو حافظ چاکر ہندوئے فرخ
 حافظ کی طرح، فرخ کی زلفوں کا خادم

ردیفِ دالِ مہملہ

ابراڈ آری برآمد باد نوروزی وزید
 آواز کا ابرو آگیا باد نوروز کی ہوا چیل پڑی
 شادیاں در حلویہ و من شتر سار کیہ ام
 مشرق جلو سے میں چہا اور میں تھیلے سے شرمندہ چوں
 قحط جو دست آئے خودی باید فروخت
 سفارت کا جلسہ ہے اپنی ابرو فروخت ذکر نہ چاہیے
 غالباً خواہر کشود از دو لقم کار کردوش
 بیری خوش مستی سے غالباً سلاطین ہوا کے اس لئے کہ شکر کش
 بالٹی و صد ہزاراں خندہ گل اندھاغ
 چوں سکر ایشا اور ہزاروں تہنوں کے ساتھ ایشا ہا گیا
 دانے گر چاک شد در عالم ہندی ہج باک
 ہندی کی حالت میں اگر اس چاک ہو گیا ہے کیا ہوا ہے
 ایں لطائف فکر الجیل توں گفتم گفت
 یہ لطائف جو میرے لب لعل کے بیان کے نہیں ہیں یہ بیان کے
 عدل سلطان گر نہ مال مظاہر عشق
 عشق کے مظلوموں کا حال اگر بارگشاہ انسان دانت نہیں کرتے
 تیر عاشق کش نہا کم بردل حافظ کرد
 عاشق کو مار ڈالنے والا تیر مظلوم ماخذ کے دل پر کھینک رہا ہے

دورے میخو اہم و مطرب کہ میگویرید
 میں شراب کا دورہ اور ایسا کرنا چاہتا ہوں جو کہ کوہ کوہ کیا
 اے فلک ایں شرمساری تالکے باید کشید
 اے آسمان ایسے شرمندگی کی تک اٹھان جیسے گی
 بادہ و گل از ہائے خرقہ می باید خرید
 شراب اور چھوں گدڑی کی قیمت سے خرید لینے چاہئیں
 من ہمیکردم دعا و صبح آئیں میدید
 میں دعا کر رہا تھا اور آج کی صبح نودار ہو رہی تھی
 از کر کے گویا از گوشہ بلوئے شنید
 گویا کسی سنی کی کسی کرنے سے اس نے خوشبو سونگھ لی
 جائدہ رنگینا می نیسرمی باید زید
 ایک لباس نیکسای میں بھی چاک کرنا چاہیے
 وآں تطاول کہ سہر زلف تو من مید کہ دید
 اللہ دست زباں جو تیری زلف کی میں نے برداشت کیں گھر میں کہا
 گوشہ گیراں راز آسایش طبع باید برید
 نوکرت نشینوں کو عاقبت کا لایح، مستتر کروستا چاہیے
 ایں قدر داکم از شعر ترش غم میکید
 میں اس قدر جانتا ہوں کہ ایک تازہ شعر سے خون شکر بہا تھا

۱۔ مشرق کی دونوں
 ابرووں کو ظاہر
 کیا جاتا ہے۔
 ۲۔ مشرق کی خوشبو
 تا مدی مشک کی خوشبو
 بھی شرمندہ ہے۔
 ۳۔ آواز ہمارا ایک
 سینہ ہے نوروز موسم

ہبل کا ہوا
 دن ہے
 آئی دن
 جو شکر
 نشین ہوا تھا۔
 ۲۔ چونکہ میرے پاس
 نچا اور گرنیکہ نہیں ہے
 لہذا میں شرمندہ ہوں۔
 ۳۔ یہی وہ سکرابت
 جو ہونوں پر ہو۔

عمر بگذشتہ بہیرانہ سرم باز آید
 میرے بڑھاپے میں کس قدر عمر ٹوٹ آئے
 برق دولت کہ برفت از ظلم باز آید
 خوش قسمتی کی بھلی بھری ٹھہراں سے گذر گئی ہے ٹوٹ آئے
 بادشاہی بختم گر سرم باز آید
 میں بادشاہی کروں، اگر وہ مجھے پاس ٹوٹ آئے
 جو ہر جہاں بچے کا درد گرم باز آید
 جہاں کا تو ہر پھر میرے کس کام آئے
 از خدای طلبم تا سرم باز آید
 خدا سے چاہتا ہوں، وہ میرے پاس ٹوٹ آئے
 گر بہ بنیم کہ مہ نوسفرم باز آید
 اگر میں دوں تو میرا جہان سفر سے ٹوٹ گیا ہے
 شخصہ ار باز ناید خبرم باز آید
 اگر سیرا اور دو ٹوٹ کر نہ آئے گا میری خبر تو نہ گئی
 ورنہ گر بشنود او سرم باز آید
 وہ اگر نہ میری خبر ہی کی آہ نہیں لے تو ٹوٹ آئے

آرزو مند ریخ شاہ جو ماہم حافظ

اے حافظا میں اپنے چاہے جیسے شاہ کے منہ کا آرزو مند ہوں
 منہ سے تابلاست زدوم باز آید
 تو مجھے کیجئے تاکر سلامتی کے ساتھ میرے مدد کرنے سے ٹوٹ آئے

بزدوئے ماز دیدہ ندا تخم جہارود
 ہمارے ہمیشہ بڑا گھمٹوں کی وجہ سے نسلوں کا کیا گندہ؟
 برباد اگر رود میرا زان ہوارود
 اگر ہمارا سر برباد ہو گا، اسی عشق سے برباد ہو گا
 بر رویے مارواست اگر آشنارود
 اگر دوست ہمارے چہرے پر چلے تو در سب سے
 گر خود دش زنگ بودیم زہارود
 خواہ اس کا دل پتھر کا بھی ہو چلے گا، نبی کے ساتھ
 زیں رنگیز کہ بر سر کولیش جہارود
 اس راستے سے جو اس کے کوچ کے سر پہ ہے کیوں نہ نہر ماتیہا
 گر ماہ ہنر پرورین در قبارود
 اگر میرا تخت پروردہ جہانہ نقبا پہن کر چلے

اگر اٹل طائر قدسی زدرم باز آید
 اگر وہ پاک پرندہ سے مدد مانے لے ٹوٹ آئے
 وارم امیدیں اشک جو بالیں کہ مگر
 ان بارش جیسے آنسوؤں سے دھنچے امید ہے کہ شاید
 آنکہ پیش بہد تاج تکبیر خورشید
 وہ جس کے سامنے سورج جھوکا تاج، انکار کر دیکھتا ہے
 گزشتہ قدم یار گرامی نہ کنم
 اگر عزیز دوست کے پیروں پر چھنا ورنہ کروں
 آنکہ تاج سر میں خاک کف پایش بود
 جس کے ٹوکے کی خاک میرے سر کا تاج سمجھ
 کو بس نودولتی از بام سعادت بزخم
 نئی دولت کا نشہ راہ، جنگ بندی کے ہلا فائدہ پر بکواروں
 خواہم اندر عقبش رفت جو باران عزیز
 پیارے دوستوں کی طرح میں بھی اس کے پیچھے جاؤں گا
 مالعش غفلت جنگ و شکر خواب صوح
 اس کے لیے سستاری آواز اور سجا کی نہیں نیند مانے

از دیدہ خون دل بہرے بر رویے مارود
 دل کا تپاں خون، گھمٹوں سے ہمارے چہرے پر پڑتا ہے
 مادر درون سینہ ہوائے نہفتہ ایم
 ہم نے سینہ میں ایک عشق چھپایا ہے
 برخاک راہ یار نہادیم رویے خویش
 ہم نے اپنا چہرہ پیار کے راستے کی خاک پر مدھ لیا ہے
 سیکست آب دیدہ و بر سر کہ بگذرد
 آنسوؤں کے آنسو تک پہاڑ ہیں، ہمیں ٹھہرے سے بھی گندہ ہے
 مارا بایک دیدہ شب روز ما جراست
 آنکھ کے آنسوؤں سے ہمارا دن رات جھگڑا ہے
 خورشید خاوری کند از رشک طالع
 مشرق ۲ سورج دھنگ سے جاہر پاک کرے

۱۔ غارتگری سے مراد
 مشرق ہے یعنی اگر
 وہ لوٹ آئے تو میں
 از سر پہاڑ ہر جاؤں۔
 سارے سے مرو مشرق
 ہے بارش کے ساتھ کبھی
 کوئی ہی ہے۔
 ۲۔ جو جان مشرق
 کے تھوڑے پر بھگوار
 شکی جا کے وہ بیکار ہے
 ۳۔ یعنی مشرق کے
 واپس آجانے پر مجھے
 از سر نو دولت ہاتھ
 آجائے گی۔
 ۴۔ جس طرح میرے آواز
 دوستوں نے جہاں
 گزرائی ہے
 میرا بھی
 مشرق
 کے پیچھے
 جان گزراؤں گا

۱۔ جنت سے مروا جانی
 توجہ ہوتی ہے۔
 ۲۔ یعنی آنکھوں کی بات
 چہرے کو نسلوں کا کیا
 مصیبتیں بھگتتی ہیں۔
 ۳۔ سینہ کی چھپی ہوئی
 محبت ہمیں برباد کر کے
 چھوڑے گا۔
 ۴۔ پہاڑ سے پتھر اپنی
 جگہ سے ہلکتے ہیں۔
 ۵۔ یعنی مجھے اپنے
 آنسوؤں سے خشک
 ہو گیا ہے کہ وہ بہ کر
 مشرق کے کوچ کی لہز
 کیوں ہلتے ہیں۔

حافظ بکری میکرہ دارم بصدق دل

حافظ صدق دل سے شرابِ خاد سے پوچھ کی طہ

چوں صوفیاں لبغہ دار الصفارود

اس خزانہ آستہ جسے سو بیابان دارالصفیہ کے چمکتے کون

از سر کونے تو ہر کونہ کمالت برود
جو شخص تیرے کوچہ ستارہ نجدہ چکر جاتا ہے

سالک از نور باریت طلبہ راہ بدست
سالک اہلبیت کے نور سے دوست کے راستہ کو نشانہ کرتے

کردہ آخر مزے و مشوق بگیر
تو نے عمر ختم کر دی، بشراب اور مشوق حاصل کر

اے دلیل دل گمشدہ خدارا مدنی
اے گمشدہ دل سے راہنما ہندکے کے مدد کر

حکم مستوری و مستی ہر مغالطہ است
تقویٰ اور مستی کا فیصلہ خاتمہ پر ہے

کاروانے کو بودر قہر اش لطف خدا
جس کا نسل کا را بننا، محمد ایک مہربانی ہو

نرود کارشم آخر نجات برود
اس کا مقصد جاس نہیں ہوتا، اور انجان کا شرک ہو کر جانتے

کہ بجائے نرسد گر بھضلت برود
اس لیے کہ وہ کسی جگہ ہی نہیں پہنچ سکتا ہے مگر گمراہی سے پیٹے

حیف اوقات کیم ہطالت برود
ان اوقات سے پرانسوس ہے جو باکل مامل میں اندر میں

کہ غریب از نرد درہ ہدالت برود
اس لیے کہ مسافر نرد درہ پر نہیں جاتا ہے تو راہنما سے عمل پر تپتے

کس نالت کہ آخر کیم ہطالت برود
کوئی نہیں جانتا ہے کہ آخر میں کس حالت پر چلے گا

تجمل نشیند بجمالت برود
جو بصورتی سے مقیم ہوتا ہے اور نہ کہ ساتھ طیبانے

حافظ از حیدر حکمت کف اور جام

اے حافظ اور اتانی کے چشمہ سے جام بھرے

بگو کہ از لوح دلت نقش جمالت برود

جو سکتا ہے کہ تیرے دل کی کجی سے نیوانی کا نقشہ بنا دے

آں کس کہ بدست جام دارد
وہ شخص جو ہاتھ میں جام رکھتا ہے

آبے کہ خضر حیات از ویافت
وہ پانی جس سے خضر نے زندگی حاصل کی

شمر رشتہ جم بجام بگذار
جمیہ کا سررشتہ جام کے حوالے کر دے

بیرون زلب تو ما قیامت
اے ساتھی! تیرے ہونٹ سے ایہ نہیں ہے

ماؤمے وزا میدان و تقویٰ
ہم ہمارا شراب، زناہ میں اور پیر ہمارا

بر سینہ ریش دروستان
درد مندوں کے زخمی سینہ پر

سلطانی جسم مدام دارد
میشہ، شمشیر کی سلطنت رکھتا ہے

در میکہ جو کہ جام دارد
شرابِ خاد میں نوش لکھو کہ دو چاند اپنے اندر رکھتا ہے

کایں رشتہ از و نظام دارد
اس لیے کہ اس کا رشتہ اسی سے نطق رکھتا ہے

در دور کے کہ کام دارد
زاد میں کوئی ایسا شخص جو مقصد رکھتا ہو

تا یار سر کد کام دارد
دیکھو دوست کس سے خیال رکھتا ہے

لعلت ننگے تمام دارد
ترا ہونٹ، تمام تر ننگ رکھتا ہے

بصدق اس جو تیرے

کہ کہتے ہیں حسن یہ

ساتھ ان ہوا دار الصفا

یعنی صفائی کا گمراہ

سمجھتا ہے

عہ مشوق کے کوچہ

سے نکل کر ہونٹے

والا جو دم اور خرد

ہوتا ہے

کا بے شراب

و مشوق

مراگن

ہے

یہ نیک اور بجا

کا ہر دو حالت پر ہے

اور کہ کو سلوم ہے کہ

کس کا آخر کس حالت پر

ہے

یہ سلطانی جم سے خند

کی سلطنت مراد ہے

یہ جمیہ نے ہاتھ

جام سے ہی ہے

زرگس بہ شیوہ بایستی
زرگس مستی کے تمام طریقے
ذکر شرخ و زلف تو دلم را
یہ سے دل کے لئے ترسے رخ اور زلف کا ذکر

از چشم خوش تو وام دارد
تیری حسینا آغوشے قرض لے ہوتے ہے
وردیت کہ صبح و شام دارد
ایک دغلیف ہے جو وہ صبح و شام پڑھتا ہے

در چاہ ذقن چو حافظ لے جان
اسے جان، غمخواری کے گمنوں میں حافظ بھی
حسن تو دو صد غلام دارد
تیرا حسن، دو سو غلام رکھتا ہے

آنکہ از سنبل او غالی تبا لے دارد
وہ جس کی زلف سے غالی غیرت تھکتا ہے
از سر کشتہ خود میگذرد بچوں باد
وہ اسے منتقل کے پاس سے ہوا کی طرت گزار جاتا ہے
ماہ خورشید نمائش ز بس پردہ زلف
اس کا خورشید نما چاند زلف کے پردے کے نیچے
آب حیوان اگر ایتنا کہ دار و لب یار
اگر آہستہ سے چشم عشق کا ہونٹ رکھتا ہے
چشم من کردہ بہر گوشہ و اس سل مرثک
تیری آنکھوں سے بہر گوشہ میں آنسوؤں کا سیلاب بھیجا ہے
غمزہ مشوخ تو خود کم بخطا میریزد
تیری غمزہ اور میرا خون تاملیہا رہتی ہے
چشم مخور تو دار و زدم قصد جگر
تیری مشعل آنکھوں سے جہت کو برے جگر کا لاکھرتی ہے
جان بیمار ایتنا ز تو روئے سوال
جانور جان میں تیرے سے سوال کی ہمت نہیں ہے

باز بادل شدگان ناز و عتابے دارد
بھر دل گم گئے ہوں سے ناز و عتاب کرتا ہے
چہ تو ان کہ در کمر ست و شتابے دارد
کیا کیا جانتے کہ وہ زندگی ہے اور جلدی کرتا ہے
آفتابیت کہ در پیش سما لے دارد
ایک آفتاب ہے، جس نے ابر رکھا ہے
روشن ست اینکہ خضر ہر سارے دارد
تو یہ بات واضح ہے کہ خضر ہر ما کا حقہ رکھتا ہے
تا سہی سرو ترا تازہ با لے دارد
تا کہ تیرے ہند سرو کو ہانی سے تازہ رکھے
فرقتش با در خوش لے صولے دارد
اس کو صوفی مینا ہے کہ بہتر صبح لائے رکھتی ہے
ترک مت گمیل کہا لے دارد
ترک مت گمیل کہا کہ کھٹ سے نہ نکٹ ہے
لے خوش آن خستہ کہ از دست مجلے دارد
وہ زخمی خوش قسمت ہے جس کو دوست سے جواب ملے

کے کند سوئے دل خستہ حافظ نظرے
حافظ سے نہیں ذل کی طرف تک نظر کرتی ہے
چشم مت کہ بہر گوشہ خرابے دارد
تیری آنکھ سے نکلا ہے ہر جانب ایک درخشش رکھتی ہے

اگر نہ بادہ غم دل زیاد ما برد
اگر نہ غم دل کے غم کو نہ بھلا سکتے
وگر نہ عقل منستی فروکشد لنگار
اور اگر عقل منستی کا سنگ نہ ڈالے

نہیب حادثہ بنیاد باز جا برد
شہ داقہ کا خوف، بہادری جزا نکار دے
چکو دیکشتی ازیں ورطہ بلا برد
اس تباہی کے سمندر سے کشتی کو کس طرح پار نکالے

۱۔ میراج و شام کا
۲۔ طغیانی زلف داروغ
کا ذکر ہے۔
۳۔ عشق کے چاند
میں حافظ جیسے سیکھوں
۴۔ غلامی کا یہ
۵۔ غالی سے کہتے ہیں
نوشہ ہے یعنی غالیہ
۶۔ شہو اس کی خوشبو سے
کہ ہے۔
۷۔ مخموری ہونی زلفوں
کے چھپے اس کا رخ
۸۔ دلی کا چاند ہے۔
۹۔ عین خضر
۱۰۔ کو آب حیات
۱۱۔ نہیں ملی
۱۲۔ بلکسی
۱۳۔ دست پر پانی کا
۱۴۔ دھوا کا آہٹ ہے۔
۱۵۔ دار و زلفوں میں
ہے لیکن میں نے اسے
جہلے بولتی ہوں۔
۱۶۔ ترک مست سے
۱۷۔ دست انھیں میں۔
۱۸۔ میں تو عشق سے
بات کر کے بے ہمت نہیں
۱۹۔ وہ خوش قسمت ہیں
جنکو اس کے نکاح سے
۲۰۔ عقل منستی کا کد
۲۱۔ کجاست حاصل کر سکتی
ہے۔

طیب عشق منم بادہ خور کہ اس معجون
 میں عشق کا طیب ہوں، شراب پی، اس لئے کہ تیروں
 دل ضعیف ازل میکش لطف چمن
 میرا کہہ دو دل اس سب سے چمن کی طرف کھینچتا ہے
 گذر بظلمات مست خضر را ہے جو
 تاکہ میں پر سے گذر ہنڈے کا کوئی خضر نہ ہونے
 فقال کہ یا ہنڈے کس نزد کندہ باخت فلک
 فرادہ ہے، آسمان نے ہر شخص کے ساتھ کئے کہ کشتہ

فراغت آرد و اندیشہ بلا ہبرد
 بے تھری پینہ کرتے ہیں اور معیت کے اندر کہہ کر تھرتھرتے
 کہ حال زمرگ بدلدارے تصبا ہبرد
 تاکہ صبا کی دلزاری کی وجہ سے ہوتے سے جان چھانے
 مبارک کاشش محرومی آب ما ہبرد
 ایسا نہ ہو کہ محرومی کی آب چہاری آبر و خراب کرنے
 کے ہو کہ دستے ازین غا ہبرد
 کوئی نہ ستیا، جو اس دغا سے بچے

بسوخت حافظ و کس حال او با کلفت

حافظ جل گیا اور کسی نے بار سے اس کا حال نہ کیا

مگر نسیم بیامے خدائے را ہبرد
 شاید نسیم اپنا تڑپا خدا اپنی سام لے جائے

اگر تو زم زیش قنبرا بر انگیزد
 اگر میں اس کے سامنے سے ہنڈے ہوں، تو نئے اٹھاتا ہے
 و گہر بر ہنڈے بیکدم از وفاداری
 اور اگر تھوڑی دیر کے لئے و نڈے کی گورہ سے رستہ پر
 چو گو میش کہ چرا با کساں بیامیزی
 میں جہاں کہ گشت ہوں تو تو کوئی سے کیوں نہ جانتا ہے،

و راز طلب ہنشینم بکینہ بر خیزد
 اور اگر جستجو چھوڑ دوں، کینہ دہری کر تا ہے
 چو گرو در ہش اقم چو باد مگر یزد
 اگلے دن میں گلو کی طرح چلتا ہوں بھوکا کونج ہما گشتا ہے
 چنان کند کہ سرشت کہ بخوں بیامیزد
 آیا کر دیتا ہے کہ میرے آسوں کو اکون میں لا دیتا ہے

و گرنہ طلب نیم بوسہ صد افسوس
 اور اگر میں آؤں گا بوسہ بھی ہلکتا ہوں، صد افسوس
 من آن فریب کہ در زگر سومی بنیم
 وہ فریب، جو تیرا آٹھ میں دیکھتا ہوں

ز حقیقہ دہنش چون شکر فرور یزد
 اپنے منہ کی ذبیحے، شکر جیسی گراتا ہے
 بس آرزوئے کہ بر خاک رہ فرور یزد
 بہت سی آرزو میں ہیں وہن کو وہ راستہ کی غا میں ملا ہے

فراز و شیب بیایان عشق و امیلاست
 عشق کے جلجلی کا آواز پر حاکم معیت کا جہل ہے
 تو عمر خواہ و صبور کی کہ چرخ شبہہ باز
 تو زندگی اور صبر چاہا اس لئے کہ شبہہ باز آسوں

کجاست شیر دلے کرن بلانہ پر ہیزد
 کوئی ایسا شیر دل کہاں ہے جو معیت سے نہ بچے
 ہزار بازی ازین طرف فر تر بر انگیزد
 اس سے بھی زیادہ عجیب، ہزاروں زبانوں کا کھاتا ہے

براستا تسلیم سر نہ حافظ

بے حافظ تسلیم کی جو کھٹ پر سرد درے

کہ اگر ستیزہ کنی روزگار بستزد
 اس لئے کہ اگر تو جھگڑے گا تو روزگار جھگڑے گا

آن کیست کہ زوئے کرم با من فایازنی کند
 وہ کیوں ہے، جو ازوئے کرم، مجھ سے دور رہی کرے
 بر جائے بدکارے چو من یکدم تلوکاری کند
 بوجہ بدکار کے ساتھ، تو میری ہی جھلسا کرے

خبر ہے محبوب ہر حالت
 میں مست ہے
 میں میں خون کے آنسو
 دھوا ہے

میں یعنی بڑا
 ہوا کتا
 ہے
 میرے
 ایسا ہی منجانب

مجھے شکر
 ہے محبوب کی آنسو سے
 فریب کی ازیت سے
 سنا آہنہ ہونے ہے
 ہے نواز کہ فریب راز
 کہ کھیلے بڑی طرار
 بہت مامور کا ہے

و وفاداری کی یہ صورت ہے کہ پیچھے جھلس جائے پھر پیچھے کانٹا نہ چلائے۔
 معنی زائد ہر شکل سے اس کی ایک ادا کا ذکر کر دو جو شکر کے پیمانے سے ہے۔
 یہ محبوب کے خوف کی صورت قرار دیا جاتا ہے۔
 یہ محبوب کے شکر کی شری سحر پر خندہ ہونے کا ہے۔
 "مردو"
 پچھلے عرصہ میں تازہ کے معنی میں ہے۔
 "مردو" کا معنی ہے۔
 "مردو" کا معنی ہے۔

دوسرے معنی میں اس لڑکے کے معنی میں ہے۔
 یہ طوفانی ہمت کا ایک اور معنی ہے۔
 اس کے معنی میں ہے۔
 "مردو" کا معنی ہے۔
 "مردو" کا معنی ہے۔

اول بیانگ نای و نگویندن بیغا او
 پہلے نغز ہی زور نغز کی آواز کے ذریعہ مجھے پیغام لے
 دیکر کہاں فرسوزا و کام دل منگشودازو
 وہ دیکر جس سے جان کھل گئی ہمارا اس سے میرے دل کا قصہ پڑنا ہوا
 گفتہ گہ نکشودہ ام زناں طرہ تا من بودہ ام
 میں نے کہا ایسا جب سے ہوں اس زلف کی ہم سے نہ کہو نہیں کولہ ہے
 پیشینہ لوش سدا غم عشق نشیدست بو
 وہ کبھی پوچھنا کہ مزاج جس سے عشق کی بو کی نہیں ہوتی ہے
 چون من گدائے بے نشان مشکل بویا فراق
 مجھ سے گناہ غیر کا اس کا دوست ہوا مشکل ہے
 زناں طرہ پر پیچ و خم سہلست اگر تیرے تتم
 اگر اس پر پیچ و خم زلف سے کبھی غم نہ بھولوں تو آسنا ہے
 شد لشکر غم لے عدا دینخت میخوام ہم مرد
 غم ہوا تو کون گنت ہر ایک ہے جس نصیب کی مدد ہوتی ہے

پاچشم تر نرنگ و حافظ من آہنگ او
 اس کی پر زیب آنکھوں کے ہونے سے ہے حافظ من کا قصہ نہ
 کال طرہ شہ رنگ و اوبیاری کساری کند
 اس کے لئے اس کا رات جیسا طرہ قیمت مکاری کرتا ہے

اے لیتے تو خندہ زدہ بردہ بان قند
 اسے دیکھ کر سے ہستلے شکر کے شکر کی ہنس اڑانی ہے
 جائے کہ یار ما بشکر خندہ دم زند
 جس جگہ کہ ہمارا دوست مکرانے
 خواہی کہ بر خیزد دت از ذیہ زرد خون
 اگر تو چاہتا ہے پھر تیری آنکھ سے خون کی ندی نہ بہے
 گر طرہ می سنائی و کہ طعنہ میزنی
 تو کبھی زلفت دکھاتا ہے اور کبھی طعنہ زنی کرتا ہے
 طوبی از قامت تو نیار دکہ دم زند
 طوبی تیرے قدم کے سامنے دم نہیں مار سکتا ہے
 ز آشفگی حال من آگاہ کے شور
 میری حالت کی ہریشانی سے کبھی ہوشیار ہو سکتا ہے
 بازار شوق گرم قدم شمع رخ کجاست
 شوق کا بازار گرم ہو گیا ہے جہاں سے شمع بجھنے والا کہاں ہے

وانگہ بیک بیانہ م با من ہوادری کند
 پھر غریب سے ایک بیانہ کی گنج پھر عنایت کرے
 نو میزد نتواں بود از و باشد کہ دلداری کند
 اس سے نا امید نہ ہونا چاہیے میرے ساتھ ہے کہ دلداری کرے
 گفتاش فرمودہ اما تا تو طزاری کند
 وہ لوگوں سے اس لئے کہہ رہا ہے کہ تیرے ساتھ شوق کرے
 از متش منے بگو تا ترک ہمشاری کند
 اس سے متوکل ایک بات کہد ہونا کہ ہوشیاری تو چھوڑنے سے
 سلطان کجا عیش نہاں بازند بازاری کند
 بادشاہ ہا بازاری زندگی سے کجا عیش نہاں کرتا ہے
 از بند و زنجیرش چه غم آنکس کہ عیاری کند
 بزرگوار کو زنجیر کا اس کو کبھی غم ہے جو آوارگی کرتا ہے
 تا فخر دین عبدالصمد باشد کہ تخمخاری کند
 ہر کسکے تیروں کا فخر عبدالصمد ختمخاری کرے

مشاقم از بزلے خدا یک شکر بخند
 میں مشاق ہوں خدا کے لئے خدایا شکر ادا ہے
 اے لیتے کیتی تو خدا را در گمخند
 اے لیتے تو کون ہوتا ہے خدا کے لئے پوجہ کرنا
 دل در جوئے صحبت رو دکساں بند
 دلجوؤں کے دلوں کی صحبت سے دلجوؤں کے دلجوؤں سے
 مانیتیم معتقد مرد خود پسند
 ہم خود پسند انسان کے معتقد نہیں ہیں
 زیں قصہ بگنہم کہ سخن میشود بلند
 میں اس قصہ کو سن کر ہوشیار ہوں کہ بات طویل چھوڑ دیتا ہوں
 آل را کہ دل نکشت گرفتار میں کند
 وہ جس کا دل اس چھوڑ دے میں نہ جھنسا ہوں
 تا جان خود بر آتش روشن کنم سیند
 تاکہ میں اپنی جان کو اس کے روشن کرنے کے لئے آگ پر لانا نہ دیکھوں

حافظ تو ترک غمزہ خوبان نمسکینی

لے حافظ تو سینوں کی ادا کو نہیں چھوڑتا ہے
دانی کجاست جائے تو خوارزم یا محمد
تو جانتا ہے مکہ تیری جلد کہاں ہے خوارزم یا محمد

اگر زکوئے تو لوئے یمن رساند باد
اگر ہوا تیرے کوچہ کی خوشبو بھری تک پہنچا دے
اگرچہ گرد برائے سختی زہشتی من
اگرچہ تو نے میری ہستی کی خاک آزادی
تو تابر و تے من لے لوری دیو درستی
لے نوری چشم ہے تو نے میرے اور پردہ بند کر دیا ہے
خیال رفتے تو ام دیدہ میکند برخول
تیرے چہرے کا خیال میری آنکھوں کو پر خون کر دیتا ہے
نور برابر چشمی نہ غائب از نظری
تو آنکھوں کے تپانے بنا آتھوں سے او تپن ہے
بجائے طبع اگر تیغ می زند دشمن
لسنگ کی بجائے بگڑ دشمن تلوار مارے

بمژدہ جان جہاں را بساد خواہم داد
جہاں کی جان کو خوشخبری تیرا سنا دوں گا
غبارے از من خاکی بہ امانت مقلد
بمژدہ خفاک کا عباہ ترے دامن پر نہ پڑے
در جہاں در شادی بیستے من نکشاد
پہر زبائے نظیرے اور پر خوشی لا دروازہ نہیں کھولا
ہوائے زلف تو ام عمر میداد
تیری زلف کی بخت میری عمر کو بر باد کرتی ہے
نہ یاد میکنی از من نہ میروی از یاد
تو نہ بچے یاد کرتا ہے نہ میری یاد سے نکلتا ہے
زدوست دست مدار کیم ہر صبا و اباد
ہر دوست سے دست کش نہ ہوں گے جو ہوتا ہے ہر

زدست عشق تو جاں را نمی برد حافظ
تیرے عشق کے ہاتھ سے ماٹھ جان نہیں بچا رہا ہے
کہ جاں ز محنت شیریں نمی برد فرہاد
اس نے گو شیریں کی محنت سے فرہاد جان نہیں بچا ۱۶

آنکرا خفاک را بنظر کیمیا کنند
جو خفاک کو نظر سے کیمیا سمجھ دیتے ہیں
در دم نہ ہفت بہ ز طیبیان ہمدی
ڈنگلیں اور نوا کے طیبوں سے میرا درویشہ رہنا تیرے
مستوق چون نقاب رخ بر نمی کشد
جبکہ مستوق چہرے سے نقاب نہیں اٹھاتا ہے
چوں حسن عاقبت نہ برندی و ز ابدیت
جیسے احسان کی خوبی اور نوری اور نقوے سے نہیں ہے
بیمعرفت مباش کہ در من یزید عشق
سرفت کے ہون نہ رہا من نے عشق کے بازار میں
بگذر زکوئے میکند تا زمرہ حضور
شرب خاند کے کوچہ پر سے غمزہ باز در باوی گروہ

آیا بود کہ گوشہ چشمے بہا کشند
کاش! ایک گوشہ چشم ہاتھ کی طرف کر دین
باشد کہ از خزانه غنیمت ووا کشند
ہو سکتا ہے کہ وہ غیب کے خزانے سے مین ووا کریں
بر کس حکایت بہ تصور چرا کشند
سب رنگ خیال سے دیکھوں آیت چنان لکھتے ہیں؟
آں بہ کار خود بر عایت را کشند
یہی بہتر ہے بلکہ اپنا معاملہ ہر بانی بند چھوڑ دین
اہل نظر معاملہ با آشنا کشند
اہل نظر و مشاہدہ دونوں کے ساتھ معاملہ کرتے ہیں
اوقات خود ز بہر توصیف عا کشند
ایسے اوقات تیرے لے دماغ میں صرف کرے

لے خوارزم اور محمد
کے مشرق ستارے
میں شہر تھے۔
لے اگرچہ مشرق نے
ہیں بر باد کر دیا ہے
لیکن جہاں کی سولی
حلیف بھی گوارہ نہیں
کرتے ہیں۔

لے سائے نہیں ہے
لیکن اس کی تصویر
ہر وقت آنکھوں میں
ساٹی ہے۔
لے جس طرح فراد نے
کو کبھی کہتے ہوئے
شیرین پر جان دیدی
اسی طرح حافظ بھی
جان دیدی۔

لے محبوب کی
ایک نگاہ
ماشت
کے جسم
کی خاک کو سونا

بتا دیتی ہے
لے میں نہ تہ عیان
شب سے نیاہن
چھپا تا جاتا ہوں تاکہ
کا کہنا نقصا عیب
بیز عیان کر دین۔
لے مشوق کو تین دیکھے
پر آدمی اپنے خیال کے
معاذت اعلیٰ خوبان
ڈگر کر رہے۔
لے حین غارت کھن جوت
نہ وہندی ہر بھڑھے۔
لے من زینتینا کو
کھینچے بازار کے سٹے میں
جو آہستہ آہستہ ہر عشق
میں آتی ہو تو کی سولہا
ہے جو ہو جیتے۔

نہجے نہ ہے مجھ سے
 پڑا ہوں رستی نہ لیا
 جسے اور غمخیز کھائی
 اس کی جگہ نہ ڈرائیں
 سے جب کہ مشرق
 بس پر وہ ہے توتہ
 تھے ہیں اگر پر وہ سے
 پڑا ہوں تو سزا کی
 چوگا۔
 سے چھپی ہو کر نہ لیا
 کی عبادت سے ہے تر ہے
 سے مقبول کو ہی بجا
 دیا جائے۔
 سے شریک کی سہی ہی
 ان کا کیف سے نجات



دے سکتے ہیں
 سے جنت
 کے وسط
 پر دنیا کی
 لذت چھوڑا
 مناسب نہیں ہے۔
 سے پروردگار سے مانگے
 ایک خاص پر وہ کہ
 پہنچے۔
 سے نہیں ملتا تو اگر وہ
 کہہ کر میں جگہ ملے تو
 وہ جنت ہے اور وہ
 تو پروردگار سے کہ
 سے ہیں جس جنت ہے
 حسن اپنے لیے وہ میری
 ہے کہ کتاب۔

پیرا بنے کہ آبدار و لوگے یوسف
 میں تاس سے۔ مجھے یوسف ہی ہو آ رہی ہے
 حالے درون پر وہ بے فتنہ میرود
 اس پر دسے کے اندر بہت سے تھے پیدا ہو تھے ہی
 گرسنگ ازیں حارث بن العجب ملاز
 اگر اس تھے تھے، پھر رو پر سے تو توبت نہ کر
 پتہاں زحما سائل مخوم خواں کہ سماع
 ماسدوں سے چھپا کر کبھی بلاے کیونکہ سستی
 تھے خور کہ ضد گناہ ز اغیار در حجاب
 شراب ہی اس لیے کہ سو گناہ پیڑوں سے چھپ کر

ترسم برادران غمخورش قباکسند
 مجھے درجے کا اس کے فیروز بھائی اس کو جو کہ دیتے ہیں
 تالال زماں کہ پر وہ برافندہ جاکسند
 دیکھو اچھ پر وہ آنھو جاتے تھے، کیا کریں گے؟
 صاحب دلاں حکایت دل خوش داکسند
 صاحب دل، دل کا تعلق اچھی فرام بیان کر تے ہیں
 خیر نہاں میرے رشتے خداکسند
 خدا کی کٹنا مندی کے لئے، چھپی بھلائی کرتے ہیں
 بہتر طاعتے کہ بروی وریاکسند
 اس عبادت سے بہتر ہیں تو دکھا تھے اور دیکھا ہی کرتے ہیں

حافظ ملام وصل میسر تخی شور
 اسے مافذ وصل ہیستہ نہیں آتا ہے
شاہاں کم التفات بحال کہ اکسند
 بادشاہ، فقیر کی طرف کم توجہ کرتے ہیں

آنرا کہ جام یادہ صہباش میدہند
 وہ، جس کو صہباش شراب کا جام دیتے ہیں
 صوفی مہاش منکر زنداں کہ ستر عشق
 لے صوفی بہندوں کا مسخر بن اس لیے کہ مشن کا
 ساقی بیار بادہ گل رنگ و مشکو
 اسے ساقی کلاب سے رنگ والی اور مشک کی خوشبو والی شراب
 از لذت حیات نداد و تمتعے
 زندگی کی لذت سے اس کو کوئی نفع نہیں
 مطرب باز پروردہ عشاق بینوا
 اسے مطرب بینوا عشاق کے پرہے کو بچھڑ
 خوش باش حافظا کہ حریفان کردوش
 لے حافظا خوش رہ اس لیے کہ حریفان اپنے والے دوست

میدان کہ در حریم حرم جاش میدہند
 مجھ کو حرم کے امام میں اسکو بگ دیتے ہیں
 روز ازل نمردم قلاش میدہند
 ازل میں بے تک و تاہم انسانوں کو دیتے ہیں
 کار باب عقل زحمت او باش میدہند
 عقل و اسلارندوں کو سنا تے ہیں
 امروز ہر کہ وعدہ بفرماش میدہند
 آج، جس سے عمل کا وعدہ کرتے ہیں
 کا نرا کہ بینواست نوا باش میدہند
 اس لیے کہ جو بے سرو ساماں ہے اس کو سامان دیتے ہیں
 جام طرب بعا شق خوش باش میدہند
 ستر کا جام خوش باش عاشق کو دیتے ہیں

حافظ نہ ترک جنت فردوس میکند
 کیا حافظ جنت فردوس کو ترک نہ کر دے؟
گر در حریم وصل تو ما و اش میدہند
 اگر تیرے وصل کے حکم میں، اس کو تمنا نہ دے دیتے

انکہ ز خسار ترانگ گل و سرس واد
 جس نے ترے خسار کو گل و سرس کا رنگ دیا ہے
 صبر و آرام تو اندکین مسکین واد
 جو مسکین کو وہ صبر اور آرام بھی لے سکتا ہے

وانگہ سوتے ترازیم تطاول آموخت
 جس نے تیری زلفت کو بظہر کا طریقہ سیکھا ہے
 من ہماروز ز فرما د طمع بمریم
 جس کو اسی روز و رسم بادے باوس ہو گیا تھا
 کج زگر نمود کج قناعت باقیست
 اگر سونے کا خزانہ نہیں تو صبر کا خزانہ باقی ہے
 خوش عروسیست جہاں از ہ صورت لیکن
 دنیا بظاہر ایک بہترین توہین ہے ، لیکن
 بعد ازین ست من ودا من آل سرو بلند
 اس کے بعد میرا ہاتھ ہو گا اور اس بلند مرد کا دامن

ہم تو اندر کمش داد من غمگین داد
 اس کا کہ ہم غم نہیں کیا تو افسانہ نہیں کہ سنت ہے
 کہ عنان دل شیدا کیف شیریں داد
 جب اس نے دیوانہ دل کی بانگ تیرے کے ہاتھ میں دیدی گئی
 آنکہ آن دادشاہاں بگدایاں میں داد
 جس نے بادشاہوں کو وہ دیکھے ہاتھ پر دل کو یہ دیکھے
 ہر کہ پیوست بد و عمر خود ش کایں داد
 جو اس سے بڑھ کر اس نے اپنی عمر نہر میں دیدی ہے
 خاصہ لکنوں کہ صبا شروہ فرور درں داد
 خاص طور پر وہاں جبکہ صبا نے فرور دہی کی تو توجہ دینا

ہم سوز فرما دینا
 بر عاشق ہوا تھا ہم تو
 اسی دن اس کی زلف
 سے ہاوس ہو گئے تھے
 شہ خاں نے ہاوشاہوں
 کو گڑھ سونے کے خزانے
 دیکھے ہیں تو فروروں کو
 صبر کے خزانے عطا
 کئے ہیں۔

۱۱۹ خود دین و ہم
 ہمار کا مین ہے۔
 سے تو آن پاک میں ہے
 اگر خدائوں کو ان کے
 گناہوں کے

در غم و غصہ دو دل دل حافظ خوش شد
 زانہ پر اغم و غصہ میں ، حافظ کا دل خون ہو گیا ہے
 از فراق رخت لے خا مجر قوام الدین داد
 تیرے رخ سے فراق سے ، سے خوب تر م الامین فریاد ہے

اگر خدائے کے را بہ ہر گناہ بگیرد
 اگر خدا کسی کو بہر گناہ پر پکڑے
 گنہ بروئے زمین میلیکی و بیج نرسی
 تو روئے زمین پر گناہ کرتا ہے ، اور ہاتھ نہیں ڈرتے
 شبے ز شرم گنہ آنچنان بے جگریم
 کسی رات کو گنہ کی شرم سے بچھڑتا ہے ایسا روؤں کا
 بر سرست کہ و کوہ پیش حضرت سلطان
 حضرت بادشاہ کے سامنے شہ کا ، اور یہاں تک ہے
 کہ و داع بگریم بلک مشابہ کہ یارم
 رخصت کرتے وقت ایسا روؤں کا کہ سیرا دوست
 تو پاکدامنی از بد کما شود کہ نمایند
 تو پاکدامن ہے ، بڑا گناہ سے ہو جائیگا کہ وہ دکھائیں

زمین یہ نالہ بر آید زمانہ آہ بگیرد
 زمین رو پڑے ، زمانہ آہیں کرنے لگے
 کہ ماہ بر فلک از شوئی گناہ بگیرد
 کہ آسمان پر ماہ گناہ کی برکتی سے ستارے ہوتے ہیں
 کہ سجدہ گاہ من آل شب ہم گناہ بگیرد
 آسماں رات کو بیری سجدہ گاہ میں گناہیں آتے آتے ہیں
 گئے بکوہ نگیرد گئے بہ ساہ بگیرد
 نہیں یہ بکھوے میں نہیں بکھوے ہے کبھی نکلے کہ بکھوے بکھوے
 بہ ہر زمیں کہ رو داب دیدہ راہ بگیرد
 جس سرزمین پر جانے گا ، سورا ستہ روک کر زمین کے
 گناہ بہائے تو قدر را کہ داد خواہ بگیرد
 کہیں کو تیرے سنت ، کہ واد چاہئے والا مواظفہ کرے

بے
 پڑنے
 گئے تو
 روئے زمین پر
 چلنے والا ہوا نہ رہے
 لہ انسان کے گناہ سے
 ہری لاکھت سنا فر
 ہوتی ہے۔
 نہ بھرتے بڑے گناہ
 خد کے دہا رہی کوئی
 حقیقت نہیں دیکھو وہ
 چھوٹے گناہ پر مواظفہ
 کرنا ہے بڑے گناہ کو
 عطا کر سکتا ہے۔
 ۱۱۹ قیامت میں ہر گناہ پاک
 عطا ہوتے ہو گا اور اسے
 کوئی مواظفہ نہ ہوتے گا۔

چو شاہ قصد دل بیدلاں نماید حافظ
 اسے حافظ جب بادشاہ بنے دلوں کے دل کا لالہ کرے
 کہ راست زہرہ و یارا کہ پیش شاہ بگیرد
 کہیں کو یہ طاقت ہے ، کہ اس کا راستہ روئے

آں یار کز و خانہ ما جائے پری بود
 وہ یار جس کی وجہ سے ہمارا ہر پری خانہ تھا
 متر تا بقدم چوں پری از عیب بری بود
 وہ ، سر سے پری تک برف کی طرت عیب سے بری تھا

دل گفت فروکش کن مایں شہر بولیش
 اس کی کوئی ہوگی وجہ سے دل لے گا اس شہر میں شہر بولیش
 تنہا نہ زرا زدل من پر دہ برافتاد
 حرف میرا ہی رازوں پر رستے سے باہر نہیں آیا
 منظور خرد من میں آن ماہ کہ اورا
 پرانہ روزگار، حکمانہ وہ چاند ہے کہ اس کے لئے
 از جناب منش اختر بد ہر بد کرد
 دشمن ستارے سے اس کو میرے قفسے سے نکال دیا
 عذتے بنیادیں کہ تو درویشی و اورا
 اسے دل مایں کا قدر تجوں کو اس لئے کہ تو تیرے اور تیرے لئے
 خوش بود لب و گل و سبزہ و لیکن
 دریا کا کنارہ اور چھوٹا اور سبزہ اور تیرے لئے
 خود را بکش بلبل از سن غصنہ کہ گل را
 اس غصنہ سے بلبل ہے آپ کو خاک رتی ہے کہ گل کی
 اوقات خوش آن بود کہ بادوست بر شد
 وہ وقت آتھے تھے جو دوست مرگے ساتھ تیرے ہوتے

بیچارہ نہ دانست کہ یارش سفری بود
 روز بیچارہ، یہ نہ تھا کہ اس کا دوست مسافر تھا
 تا بود فلک شیوہ او بردہ دری بود
 آسمان جب سے بھی ہے اس کی قادت پروردہ کی تھی
 در حسن ادب شیوہ صاحب نظری بود
 حسن ادب میرا صاحب نظر ہو گیا صفت حاصل تھی
 آئے چکنم آفت دور عمری بود
 ہلا کہ بدوں دوری قری کی معیت تھی
 در مملکت حسن سر تا جوری بود
 حسن کی سلطنت میں، باور تھی کہ انہیں تھا
 افسوس کہ آن گنج رواں رنگیزی بود
 افسوس اس کے وہ خزانہ پلٹا پھرتا تھا
 با باد صبا وقت سحر جلوہ گری بود
 باور تھی کہ سحر صبح کو جلوہ گری تھی
 پانی بہ بیجا صلی و بیخیری بود
 پانی سب کے تھو، اور جہاں تھی

ہر گنج سعادت کہ خدا دادی کا فط

یک بختی کا ہر وہ خزانہ، جو خدا نے بنا لیا

از زمین دعا کے شب وورد عمری بود

وہ راست کہ دعا اور صبح کے وقت دعا کی بخت سے تھا

اگر بادہ رنگیں دکم کشد شاید
 اگر رنگیں شراب کی طرف میزوں کی نسبت سے قورنا ہے
 جہانیاں ہمہ گرمع من کند ز عشق
 اگر دنیا والے سب مجھے عشق سے روکنگے ہیں
 طمع ز فیض و کرامت میر کہ خلق کریم
 فیض و کرامت میری، تمہارے لئے کہ اس لئے کہ تمہاری
 مقیم حلقہ ذکر است دل بہاں امید
 میں ذکر کے حلقہ میں اس امید پر بیٹھتا ہے
 ترا کہ حسن خدا وادہ است و حجاب بخت
 جس کے خدا نے حسن دیا ہے، وہ حجاب بخت
 نخواہد این چمن از سرو و لاله خالی ماند
 یہ چمن، سرو اور لالہ سے خالی نہ رہے

کہ بوائے خیر ز زہد پر یا نخی آید
 اس لئے کہ زہد کی بخت سے خیر ہی ہو نہیں پاتی ہے
 من آن کم کہ خداوند کار فرماید
 تو میں وہ کہ کتابوں اور حجاب سے فرما ہے
 گشت بنشد و میرا شاقاں بختناید
 گناہ و بختنا ہے اور ہا غشوں کو صاف کر دیتا ہے
 کہ نالغہ ز سر زلف یار بکشايد
 کہ باہر کی زلف کو توڑ لے لے گا
 یہ حاجت کہ مشاطات بیاراید
 کہ کیا حاجت ہے، کہ گناہ کی بخت سے
 یہ تیر و دو دیگرے ہی آید
 ایک بیچارہ ہے، دو سرا آ رہا ہے

۱۔ عشق کی خوشبو
 کی وجہ سے دل شہر میں
 مٹی ہو جائے نہ بھگا کہ
 عشق کی ایک جگہ ٹھہرنے
 والا نہیں ہے
 ۲۔ میرا عشق تھا
 اور صاحب نظر ہے
 وہ اچھے ریسے کو کھتا
 ہے اور ہاتھ کے کتے
 عاشق کوں ہے اور
 بواہر کون ہے۔
 ۳۔ چونکہ
 گراے
 بنت
 نہیں کہ کتا
 نہ عشق
 معذرت ہے۔
 ۴۔ گنج خزانہ کی
 خزانوں میں سے ایک
 خزانہ کا نام ہے۔
 ۵۔ یہاں تک کہ
 خدا کوئی بھلائی نہیں ہے
 جس کے برزخ ہوں
 کہ عرف، کہ ہے۔
 ۶۔ جس کے جملہ ہے
 ہونے کی بخت سے
 ۷۔ یعنی دنیا میں
 خالی نہ رہے۔

جمیلہ است غروس جہاں ملے بشدار
دنیائی دہن . خوبصورت ہے یوں مجھے
بلا گفتش لے ماہر و چہا شد اگر
یوں لے سے خوش شاد ہے کہانہ ماہر و کیا ہوا کیا

کہا میں مختصرہ در عقد کس نمی آید
کہ یہ پردہ نشین کسی کے سماج میں نہیں آتی ہے
بیک شکر ز تو دستہ بیاساید
تزی توڑی سی سکاہٹ سے کوئی دل شستہ آرام پاسے

بخندہ گفت کہ حافظ خدائے راہنہ

اس نے ہنس کر کہا اے حافظ خدا کہے نہ چاہ

کہو سے تو رخ ماہ را بیا لاید

کیونکہ تیرا اور لیا چاند کے رخ کو گندہ کر دے گا

آب رو شن مے عاصفے طہارت کرد
عادت نے تیرے کرب کے صاف پانی سے پانی حاصل کی
ہیں کہ سا غرزین خور نہاں کر دند
جیسے ہی انہوں نے خورد شدہ کائنات میں سا غرضیا
خوش نماز و نیاز کے کہ از سر درد
اس شخص کی عاجزی اور نیاز بہتر ہے جس سے درد سے
سہاٹے بازہ چوں لعل صیت جو عقل
میں جیسی شراب کی قیمت کیا ہے . عقل کو توہ
بیابیکمیکہ وہ وضع قرب و جاہم میں
شراب فاسلے جہا ، اور بارے قرب اور جاہ کو دیکھ
نشان شہر و محبت ز جان عاشق جوئی
مہر اور محبت کا نشان ، عاشق کی حسان میں تلاش کر
و لمز حلقہ زلفش بجاں خرید آشوب
یہ سے دل نے ، اس کی زلف کے مقلد سے جان کے بعض لفظوں

علی الصباح کہ میخانہ راز یارت کرد
صبح ، جبکہ میخانہ کا زیارت کی
بلال ابروئے ساتی کے اشارت کرد
ساتی کے ابرو کے چاند نے شراب کا اشارہ کیا
آب دیدہ و خون جگر طہارت کرد
آنکھوں کے پانی اور جگر کے خون سے وضو کیا
بیا کہ سود کے برد کا میں تجارت کرد
آج ، آج ہی اسی نے کایا جس نے تجارت کی
اگرچہ چشم بہا و اعظا از حقارت کرد
اگرچہ واعظانے ہیں حقارت سے دیکھا
اگرچہ فائدہ دل محنت تو غارت کرد
اگرچہ دل کا گھوڑی بھگت سے غارت کر دیا
چہ سود دیدنہ نام کہ میں تجارت کرد
میں نہیں جانتا جہاں کیا نامہ و کھنگدہ سودا کر بیٹھا

اگر امام جماعت بخواند ش امروز

اگر آج . اس کو جماعت کا امام بلا کے

خبر دید کہ حافظ کے طہارت کرد

تو خبر دید کہ حافظ نے شراب سے وضو کر لیا

بہر جام جسم آنکہ نظر توانی کرد
جام جمشید کے تازہ تو اس وقت دیکھ سکا ہے
گدائی در مینا نہ ظرافت اسیریت
میں فائدہ کے دروزے کی گدائی ، ایک اسیر ہے
مباش لے بے و مطرب بزیر خیرج نبود
میں نام بزم کے بیچے ، بد دن شراب تو مطرب نہ وہ

کہ خاک میکہ کحل بصرتوانی کرد
جبکہ میکہ کی خاک کو تو آنکھ کا سوہا بنانے کے
گر اس عمل یعنی خاک زرتوانی کرد
اگر تو یہ عمل کرے ، تو تو تک کو سوزنا سکتا ہے
کزیں ترانہ غم از دل بدر توانی کرد
اس نے تو اس ترانے کو دل سے نکال سکتا ہے

۱۔ وہ خوشدل میں رہنے
خوشدل نہ کہ کر خدا کرانہ
۲۔ صریح غروب ہو جا
کے ہوشو نا شولیا
۳۔ چلنے
۴۔ شرب کی مٹی میں
انسان عقل کو نیٹا
۵۔
۶۔ جاہی خرت مفرد
۷۔ اس سے اگرچہ
۸۔ واعظ
۹۔ خبر
۱۰۔ محنت
۱۱۔ اگرچہ دل
۱۲۔ ہوا جو گیا ہے میں محنت
۱۳۔ کس نے تو تو شرب
۱۴۔ حافظ سے ہے اس
۱۵۔ حالت میں نہ چرمانا
۱۶۔ چاہیں ہے
۱۷۔ اس سے صحت
۱۸۔ شربت میں نہ کہ کھانسا
۱۹۔ ہے

ملفوظ حضرت شیخ صاحب
 من کافق نظر امور
 یعنی دنیا داری کا اعتقاد
 یہ دونوں اہل نظر کے
 فیض سے محال ہے
 عیہ
 یہ سب کی سب بہرہ لک
 خدمت گدائی کرتے ہیں
 تہود لکھتے ہیں
 سے جو خواہشات نفس
 میں لگے ہیں سب کیفیت
 مائل نہیں ہوتا ہے۔
 سے محال یا تو بہرہ
 ہے لیکن خواہاں ہو کر
 میں مائل ہے
 ہے شیخ
 سزا ہے
 ہوتے
 پناہ سزا کرتے ہیں

بہ عزم مرحلہ عشق پیش نہ قدمے
 خشن کے سفر کے ارادہ سے تمام آگے بڑھا
 سیکہ چارہ ذوق حضور و نظم امور
 آہا ماضی کے ذوق اور مسلمات کے انشکاف آنہ سیر
 گل مراد تو آنکہ نقاب بکشاید
 نیز مراد ۲ پھول، اس وقت کھلے گا
 تو کز شترائے طبیعت نیم روی بیوں
 تو جبکہ مزاج کے توجہ سے، باہر نہیں نکلتا ہے
 جمال یار نذر نقاب و پردہ ولے
 پارکسن، پردہ اور نقاب نہیں رکھتا ہے لیکن
 دلاز نور ریاضت گر آگہی یابی
 اسے دلہا گر قریاضت کے ذرے باخبر ہو جائے
 ولے تو تائب معشوق و جامے خوابی
 لیکن جب تک تو مشرق کا ہونٹا اور شرباب کا جام چاہتا ہے

کہ سود با بری ارا میں سفر توانی کرد
 اگر تو یہ سفر کرے گا، سنا نہ تھا نے تھا
 پرفیض بخشی اہل نظر توانی کرد
 تو انہو نظر کا فیض بخش سے کرے گا
 کہ خدمتش جو سیم سحر توانی کرد
 جبکہ سیر سحر کی طرح، تو اس کی خدمت کرے گا
 کجا بلوئے حقیقت گذر توانی کرد
 حقیقت کے کوچہ تک کہاں پہنچے کے گا
 غبار رہ بنشائ تا نظر توانی کرد
 راستہ کا غبار ہٹا تا کہ تو دیکھ سکے
 چو شمع خندہ زناں ترک سرتوانی کرد
 شمع کی طرح بجتے ہوئے ہرے دست بردار ہو سکے
 طبع مدار کہ سکار دگر توانی کرد
 اس کا لالچ نہ کر کہ تو کوئی دوسرا کام کر سکے گا

گر این نصیحت شامانہ بشنوی حافظ
 اسے حافظ اگر تو یہ نصیحت سنی ہے
 بشاہراہ طریقت گذر توانی کرد
 طریقت کی شاہراہ پر گذر سکے گا

بیا کہ ترک فلک خوان روزہ عارت کرد
 آج کل آسمان کے فاکو نے روزہ کے خوان پر لٹا چلا ہے
 ثواب روزہ و حج قبول نکس بُرد
 روزہ کا ثواب اور حج کی قبولیت اس شخص کو حاصل ہوتی ہے
 مقام اصیل مالوشہ خرا با تلت
 جہاں اصیل مقام، شراب نماز کا کوٹ ہے
 نماز در خم آں ابروان محسرابی
 ان خمی ابروؤں کے خم میں، نماز
 امام شہر کہ تبادہ میکشید بدوش
 شہر کا امام اسی سے جانتے نماز کا مذہب پر ڈالی تھی
 فعال کز گس تماشا شیخ شہر اموز
 فردا سے آج شہر کے شیخ کا مکار آجھانے
 برشتے یار نظر کن ز دیدہ منت وار
 دوست کے چہرے پر نظر کر، جو تجھ کے چہرے میں شہر نہ ہو

ہلال عید بدو رقدح اشادت کرد
 عید کے پانچواں پہاڑے کے دور کا اشارہ کر دیا ہے
 کہ خاک میکدہ عشق زاریارت کرد
 جس نے عشق کے میکدہ کی زیارت کی ہے
 خدائش خیرد باد آنکہ ایں عمارت کرد
 خدا اس کو بھیجا، کرے عیب سے یہ تیر کیا ہے
 کے کند کہ بخون جگر طہارت کرد
 وہ شخص جو یہ کہتا ہے جس نے خون شہیدہ دیکھا ہے
 بخون دخیتر ز جامہ راقصارت کرد
 انگوٹھی جی کے خون سے اس سے کہتے دھوئے ہیں
 نظر بدر دکشاں از مہر حقارت کرد
 تلخ تینے زون کو، حقارت کی نگاہ سے دیکھتے
 کہ کار و دیدن ہمہ از مہر نصیارت کرد
 اٹھنے آجھو کتاب ہم، دیکھنے کے لئے تیر کیا ہے

حدیث عشق زحاف شوناز واعظ

عشق کا تفسر حافظ سے سن: مذکر واعظ سے
اگرچہ صنعت بسیار در عبارت کرد
آریچ اس نے عبارت میں بہت کاریگری کی ہے

میلے خون جگر خورد و گلے حاصل کرد

نیک نہیں سخن جگر پیلاہ ایک کھیل حاصل کر لیا
طوڑے را بہوئے شکرے دل خوش بود
سشکر کی جنت سے آگے طوڑے کا دل خوش تھا

قرۃ العین من آں میوہ دل یادش باد

وہ دل کا میوہ میری آنکھ کی شہینہ کس کو یاد رہے
سارباں بار من افتاد خدا را مدھے

اسے شتر بان ہر ابو جو گریچہ اسپتاز کے لئے مکر نے
رفتنے فاکہ و نیم چشم مرا خوار ملد

میرے خاک آلود چہرے اور آنکھ کی تخی کو ذلیل نہ کر
آہ و فریاد کہ از چشم حسود مد و مہر

آہ و فریاد ہے کہ چاند اور سورج کی مدد کی نظر سے

باد غیرت بصش حال پریشان دل کرد

غیرت کی چوڑائی اس کو سزاوار لغتوں سے پریشان دل بنا دیا
ناہش سیل فاقش امل باطل کرد

کہ خود آساں لشکر کار مرا مشکل کرد

کہ خود تو آسانی سے چلا گیا، اور میرا کام مشکل بنا دیا
کہ امید کرم ہرہہ میں عمل کرد

اس لیے کرم کی امید نہ تھی اس کجاوہ کے ساتھ کیا ہے
چرخ فیروزہ طربخانہ ازیں کھل کرد

بیٹے آساں نے طربخانہ کو اسی سے کھل گیا ہے
در لحد ماہ کہاں ابروئے من منزل کرد

میرے کان چہ پیر و پلا ہے نہ تیرے ہڈاؤں کا کیا ہے

نزدی شام رخ و فوفت شد لکمال حافظ

تو نے شام کی جاں نہ چلی اور اسے حافظ سوت مانتا رہا۔

چہ کنم بازی آیام مرا غافل کرد

کیا کروں زمانے کی بازی نے مجھے ناخن بنا دیا

مخت از دباں یار نشا تم نمید بد

غیبہ معشوق کے مدد کا مجھے ہتہ نہیں دیتا ہے
از بہر لوستہ ز لبش جاں ہمید تم

اس کے سونے کے یوسے عورتوں میں جان دیتا ہوں
مردم ز انتظار و دریں پردہ ارنیت

میں انتظار میں مراد اور اس پردہ میں راستہ نہیں ہے
شکر بصبر دست و مدعاقت ولے

میرے تمام کار وصال یار نصیب ہوتا ہے لیکن
زلفش کشد باد صبا چرخ سفلی میں

باد صبا سے اس کی زلف کو چھینا۔ کیونکہ آسمان کو دیکھو
چند آنکہ برکتار چو پر کار میروم

تنت سے پر کار کی حرکت میں قدر میں میں جنت ہوں

دولت خیر ز راز نہ نام نمید بد

دولت نیچے راز کی مجھے شہر نہیں دیتی ہے
ایم نمی ستاند و آنم نمید بد

وہ جو مجھ سے اس کو نہیں ایسا ہے اور مجھ سے نہیں دیتا ہے
یا بست و پردہ دارش نام نمید بد

یا ہے اور پردہ دار مجھے اس کا پتہ نہیں دیتا ہے
باد عہدی زمانہ اما تم نمید بد

زمانہ کی بد عہدی مجھے اس نہیں دیتی ہے
کاشجا مال بادوز نام نمید بد

مجھے اس جگہ جہاں ہوا کی سبک نہیں دیتا ہے
دوراں چو لفظ رہہ میا تم نمید بد

زمانہ لفظ کی دیتا ہے دریاں کا سوت نہیں دیتا ہے

ہے معنی سب سے عبارت
یوں رہتا ہے۔

تے یہ شہر ہے جو حافظ
نے اپنے کسی لڑکے کے

مرنے پر کہا ہے کہ جس سے
مراد وہی لڑکے ہے اور

میں سے مراد خود
حافظ ہے۔

تے فرمے ہے حافظ
اور شکر سے مراد

لڑکا ہے۔

تے ہمارے چہرے کی
خاک کو آندوں سے

گوند کر زمانے نے
اپنے مغل فائدہ کو کیا ہے

یہ راز نہیں
سے مراد

مستحق
کہتا ہے

تے میں سے
مراد جان مال سے مراد

یہ ہے۔

یہ شکر سے مراد کوشا
یہ ہے۔

یاد صبا کو زلف سے
کھینچنے کا سوت دیتا ہے

عاشق کو دل کا گڑبگڑ
نہیں ہے۔

یہ پر کار اور صبا
لفظ پر کار ہے

اور پر کار کا جیگر
کتاب ہے یعنی چرخ

من فانی کہ ازیں در تو نام بخواست
 میں فانی ہوں میں نے تو ہی نہیں سکتا
 جز بزلت تو نہ ارد دل عاشق میلے
 عاشق کا دل تو نہ رخصت کے ہوئی خواہش نہیں لگتا ہے
 شبہ و زنت بدعا عاشق بیدل گوید
 بیدل عاشق کو کتنے ہی بدعاشقوں سے کہا ہے
 تو غریبے تو رو دکش حافظ شنو
 تو غریبے تو رو دکش غریبے میں نہیں
 باز مستان لالہ الیہ گیسوئے مشکیں حافظ
 اسے حافظ لالہ اس مشکیں زلف سے دل واپس نہ لے

از کیا بوسہ زخم بر لب آں قصر بلند
 اس بلند محل کے بوسے کہاں سے بوسہ لوں
 آہ ازیں دل کہ بصد بندہ نمیکہ در بند
 اس دل پر گناہ کا سونہ دل سے بھی نصیحت حاصل نہیں کرتا ہے
 کہ مینا دہی قامتت از دہر گزند
 کہ خدا کرے تیرے بلند دکھ کو نہ مانا کہ گزند نہ ہو گئے
 گر کمالیش بود شعر بگویند بخت
 اگر اس کو کوئی دکھان ہوگا وہ مجھ میں شعر ہے گا
 باز مستان لالہ الیہ گیسوئے مشکیں حافظ
 اسے حافظ لالہ اس مشکیں زلف سے دل واپس نہ لے

زانکہ دیوانہ مہاں یہ کہ بماند در بند
 اس لئے کہ دیوانہ وہی ابتلا ہے جو تیرے میں رہے

مے دارم کہ گرد گل ز سنبل سیال دارم
 یہ ایک عادت ہے جنھیں کے پیول کے گرد سنبل کا پانا ہے
 عابد خط نوشتانید غور شیر خش یارب
 اس خط کے بعد لکھتے ہیں کہ سورت کہ نہیں چھپا لے خدا
 چو عاشق می شدم گفتہ کہ بردم گوہر مقصود
 جب تک کہ میں عاشق بن گیا تو میرے گوہر مقصود کا مس کر گیا
 چو در سویت بخند دل مشور دانش اسبلیل
 اسے بھیجا کہ بیدل ترے سامنے ہے تو اس کے دل میں رہیں
 خدا را اولی من است از اول شیخ مجلس
 اے خدا تو پہلے عشق تھا کہ لے پیرا سے انصاف کر۔
 اشیم لر و ان گردان اگر امید آن داری
 اگر تجھ سے امید ہے تو میری امید پوری کر۔
 چو در دم طاقتانہ بلرد خاطر عاشق
 جب جھڑپ کے مہل کو عاشق کے دل میں رہے جہاں تیرا ہے
 ز خوف حرم آئین اگر امید آن داری
 مجھے ہے خوف سے ملنے کہ نہ کرے اس کی امید ہے
 چاہا دوست مراں رہ کہ بر سلطان معنی برا
 اس دوست پر کیا پڑا ہے جو حقیقت کے پر بادشاہ کو
 بفرآک ارمی بندی خارا ازو صیدم کن
 اگر تو فرسک سے بہت ہے تو ان کے لئے مجھے بلو شکار ہے

بہار عارض خط خون ارغوان دارم
 اس شعر غزل کی بہار کے پاس ارغوان کے خون کا ہے
 حیات جاودالت در حسن جان دل دارم
 اس کے بعد لکھتے ہیں کہ زندگی جاودا ہے اس کو سن ہیشہ رہنے والا ہے
 ندانم کہ ایں دریا جویں بیکران دارم
 میں نے دل لیا کہ دریا میں آئینہ ہے یا اس کو نہیں رکھتا ہے
 کہ بر کل اقماعے نیت کو حسن مہاں دارم
 اس لئے کہ یہاں ہر کوئی جو در سن ہے بہاں جو ان کو کہتا ہے
 کہ مے باد گلخان در دست باں مگر آن درم
 کہ اس نے دوسروں کے ساتھ ہے نہ ہے درجہ ہے ان کا ہے
 قدرت آئین مرد و ناز و لغت لطفش در
 بڑا ہے مرد و ناز کا لطف اور بڑا ہے لطف جان کا لطف رکھنا ہے
 بقماز صبا کوید کہ راز من نہاں دارم
 صبا کے چلو رست بنا ہے جو کہ بھیا اپنا شہید رکھے
 کہ از حشر بداندیشان بیت مرال دارم
 بداندیشوں کا لطف ہے خدا کے لئے محفوظ رکھے
 دریں درگاہ می میز کہ مہر بر آستان دارم
 میں اس درگاہ میں دو حکمت ہوں ہے جو صدمہ ہر رکھتا ہے
 کہ آفتہاست رتایہ و طالب ازیاں دارم
 اس لئے کہ در کرتے ہیں آفتیں میں اور طلبگار کا نقصان ہے

بہار عارض خط خون ارغوان دارم
 میں لالہ وقت نہیں جتا
 مجھ سے کہ لطف کے
 ہوتے ہوتے اس کے
 مرنے تک جو کچھ لکھتا ہے
 وہ لکھتے ہے مراد خسار
 اور سنتوں سے مراد
 زلف میں خط خون کے
 باشتن کے معنی نہیں
 کسی کو قتل کر کے دل میں
 رکھنا ہے جو کچھ اس کا
 رخسار ارغوان سے بھی
 حسین ہے بنا اس کے
 حق ہے کہ وہ ارغوان کو
 قتل کر دے
 نہ ہو کہ
 رخصت
 پر غلط
 سمجھنے سے
 میں اس کے حسن کی
 نہیں آتی بلکہ اس میں
 ہمیشہ رہے رہتا ہے
 اسے لکھ کے مسکن ہے
 مجھ کو جو صدمہ نہ لکھتا
 چاہئے
 یہ تو میری امید پوری
 کر کے تو کھتا ہے تو ہی
 امید پوری کر دے
 اس کی زلف میں آفتوں
 کے جہاں تو دل چھینے ہیں
 جو کچھ لکھتا ہے تو
 میں نے جو کچھ لکھتا ہے
 اس میں لکھتا ہے
 اس میں لکھتا ہے

سرو کے شہزادے کے لئے ان کی ضرورت ہے وہ بڑی آگوشوں میں موجود ہے۔
 تہ قاعدے کے کوشیہ سے قبل غمگینی کا یہیں پر لگائی جاتی ہے۔
 میں جینہ کے کوسوں کا خاکہ یہ نہیں ہیں۔
 تہ چل نعت ہی میں لیا ہے۔
 ہے یا سے مراد آگوش کی وقت گوی ہے۔
 تہ دروغ دنیا کو دور تہ مائل نہیں ہے۔
 صلہ کو حاصل ہے۔
 تہ دروغ دنیا کا سدا ایسا رنگ نہیں ہوا۔
 بیچارہ آگوش۔
 تہ قافلہ عیسوی حضرت صفات ہیں۔
 تہ عاصدوں کی وطن زنی سے ہمارے وہ۔
 کوئی انہیں پوسکتے۔
 تہ انسان کو بڑے دلچسپ چاہیے۔
 اور وہ بھی اس طور پر چلے گا اس لئے کہ کوئی تکلیف نہ پہنچے۔
 تہ ایک آدمی شاہ جی شہزادہ پرتو کا بیٹا تھا۔
 تہ انہوں نے شہزادہ کو کہا کہ اس کو کھلیں۔
 تہ انہوں نے کہا کہ اس کو کھلیں۔
 تہ انہوں نے کہا کہ اس کو کھلیں۔
 تہ انہوں نے کہا کہ اس کو کھلیں۔

ز سرور قد و جویت مکن محروم چشم را
 میری آنکھوں کو مجھے دیکھنے کے سرو سے محروم نہ کر
 ز حیمت جان نشاید بزرگ ہر سوئی بنیم
 بڑا غمگین جان بھائی بلکہ کسی کے لئے میں ہر جاہ و دنیا ہوں
 میفشال جعہ بر خاک حال بل شکست میں
 ایک گھنٹہ میں پر لڑنا عاصدوں کی جہاں کی حالت پر غور کر
 چہ عذر از سخت خود گویم کہ آن عیار شہ آشوب
 میں نے نہیں کویک یا سدا کو کراں شہزادے سے بہتر کیا ہے۔
 بتائی کشت حافظ را و شکر در دواں گرد
 حافظ کو تلخ کماہی سے مراد اولاد نند میں مسخر رکھتا ہے

بدیں سر حشمت اش نشان خوش آرواں رد
 اس کو اس سر پر کاڑوسے کا بوندت، تہا باری بل کھتا ہے
 کس از گوشہ کرد دست تیر اندر کمال ارد
 کہ گوشہ میں کھتا گاٹی ہے، نہ کمان پر تیر چلایا ہے
 کہ از جمشید و کیمبر و سزراں داستان طرز
 اس لئے کہ وہ میں عیش و کھیل کے ہزاروں داستانوں میں
 چہ عذر از سخت خود گویم کہ آن عیار شہ آشوب
 میں نے نہیں کویک یا سدا کو کراں شہزادے سے بہتر کیا ہے۔
 بتائی کشت حافظ را و شکر در دواں گرد
 حافظ کو تلخ کماہی سے مراد اولاد نند میں مسخر رکھتا ہے

بہ حسن و خلق و وفا کس بیار مانرسد
 حسن بولوں کو وفا کوئی ہمارے بار کو نہیں پہنچتا ہے
 اگرچہ حسن فروشاں بجلوہ آمدہ اند
 اگرچہ حسن فروشن بھلے میں آگے ہیں
 بکھی صحبت دیریں کہ بیج محرم راز
 دیرینہ صحبت کے حق کی قسم ہر کوئی راز دار
 ہزار نقد بیازار کائنات آرنند
 کائنات کے بازار میں ہزاروں لگاتے ہیں
 دروغ قافلہ عمر آنجناں رفتند
 انہوں نے کہ عمر کے قافلہ اس طرح چلے گئے
 ہزار نقش بر آید ز کھک صنع و عیال
 ہزار بیکری کے ہمارے ہزاروں نقش سے میرا اور تہا جو
 دلاز طعن حوواں مسج و اکین باش
 لئے دل ہماروں کے طعن سے، تہیہ ہوا اور زمین رو
 چنان بزی کہ اگر خاک رہ شوی کس را
 اس طرح زندہ رہے اگر تہا راستہ کی خاک بنائے کسی کو

ترادریں سخن انکار کار مانرسد
 تجھے بھی اس بات میں ہندے ہم کا کھانہ نہیں پہنچتا ہے
 کس سخن و لطافت بیاد مانرسد
 کوئی سخن اور پاکیزگی میں، ہمارے بار کو نہیں پہنچتا ہے
 بیار کھیت حق گزار مانرسد
 ہمارے بار حق گزار، تیسو کو نہیں پہنچتا ہے
 بیکہ صاحب عیار مانرسد
 ہمارے خاص سنے والے سدا کو ایک نہیں پہنچتا ہے
 کہ گردشاں ہوائے دیا بر مانرسد
 کہ ان کی گرد بھی ہمارے کسی کو ہاتھ نہیں پہنچتی ہے
 بدلیذیری نقش نگار مانرسد
 ہمارے خوب کے نقش و دیدیری کو، نہیں پہنچتا ہے
 کہ بدبخت خاطر امید وار مانرسد
 اس لئے کہ ہلکی تھلا رحمت میں کوئی بھلی نہیں پہنچتی ہے
 غبار خاطرے از رنگزار مانرسد
 ہمارے راستے سے کوئی بخت نہ پہنچے

بسوخت حافظ و ترسم کہ شرح قصہ او
 حافظ جل گیا، اور میں ڈرتا ہوں کہ اس کے قصے کی تفصیل
 بسبع بادشہ کا مگار مانرسد
 ہمارے کا سیاب بادشاہ کے ساتوں میں نہ پہنچے

نوید فتح و بشارت کہ پروا رسید
 فتح کا پیام، اور نذر سحری صحت، ہمارے ہر ایک کو پہنچتی ہے

بیتا کہ رایت منصور بادشاہ رسید
 اہل منصور بادشاہ کا بخت، آگیا ہے

جمالِ بخت ز رونے نظر نقابِ اخت
 نصیب کے جس نے ہا مینوں کے چہرے سے نقابِ آنکھ کا
 سپہر دور خوش کنوں زندگہ ماہ آمد
 آسوں کا دور لب بہتر جو گاہ کہ جہانہ نکل آیا ہے
 ز قاطعانِ طریق این زماں شونامین
 بڑا کوڑوں سے، آبِ مٹھن ہوں گے
 عزیزِ مصبر، غمِ برادرانِ غیور
 مگر عزیز، ماسد جانیوں کی ذلت کے سامنے
 کجاست صوفی دجالِ حشیم محمد شکل
 کہاں سے دجال کی آنکھ اور محمد کی شکل والا صوفی
 صبا بگو کہ جہاں بر سرِ دریں تم عشق
 صبا بتا دے کہ اس عشق کے عز میں میرے سر پر کیا کیا؟
 ز شوقِ رونے تو جہاں برس اسیرِ فراق
 جہاں تیرے چہرے کے عشق سے اس فراق کے قیدی بنے۔

کہاں عدل بفریادِ داد خواہ رسید
 مکمل انصاف، فریادی کی تسر یاد کو سپہ چنگیا ہے
 جہاں بکامِ دل کنوں سکہ شاہ رسید
 دنیاؤں کے دغا کو اب پہنچے گی جبکہ شاہ پہنچ گیا ہے
 قوافلِ دل و دانش کہ مردِ راہ رسید
 دل اور عقل کے قافلہ، کیونکہ مردِ راہ پہنچ گیا ہے
 ز فقر چاہ برآمد باوج ماہ رسید
 تنوں کی گزنی سے نکل آیا اور چاہ کی بلندی پہنچ گیا ہے
 بگو بسوز کہ مہدی دیں سپناہ رسید
 کیونکہ مہدی سے کہ دین کی پناہ، مہدی پہنچ گیا ہے
 ز آتشِ دل سوزان و برقِ آہ رسید
 جلتے دل کی آگ اور آہ کی بجلی کے گزرا ہے
 جہاں رسید کہ آتشِ برگ کاہ رسید
 وہی پہنچا ہے جو آگ سے گھاس کے نکلے ہو پہنچا ہے

مرد و خواب کہ حافظ سبارگاہ قبول
 دسو، اس لیے کہ حافظ مقبولیت کی بارگاہ میں
 زور و نیم شب و درسِ صبوحہ کا رسید
 آدمی رات کے دلہنہ اور صبح کے وقت کے درس پہنچ گیا ہے

بنفشہ دوش بگلِ گفت خوش نشانِ زار
 بنفشہ نکل رات کو بچوں کے کہا اور چھاپہ بنا
 دلم کہ مخزن اسرار بود دستِ قضا
 میرا دل جو رازوں کا خزانہ تھا تقدیر کے ہاتھوں نے
 شکستہ وار بدرگاہتِ اہم کہ کسب
 شکستہ ہو کر تیرے دربار میں آیا ہوں اس لیے کہ کسب نے
 برو معالجی خود کن لے نصیحت گوئی
 اے ناصح! اپنا علاج کر
 نقشِ درست و دوش شاد با دو خاطر خوش
 اس کا بہت شکر ہے اور اس کا دل خوش اور اس کے حوالے ہے میں
 گذشت بر من مسکین و بار قیماں گفت
 بچہ مسکین کے ہاتھ سے گزرا اور رکتیوں سے ہوا
 خردیہ دل حافظ ز گوہر اسرار
 حافظ کے دل کے خزانہ سے رازوں کے جوہر کا

کہ تاب من بجاں طرہ فلانے داد
 کہ فلاں کی زلف نے مجھے دنیا میں دل دیا ہے
 درش ہیست و کلیدش بہتالے داد
 اس کا دروازہ بند کر دیا اور اس کی کئی ایک نیوٹا ہاتھوں میں
 محو مہمانی لطف توام نشانے داد
 تیری مہربانی کی مہمانی کا لہجہ بہت آیا ہے
 شراپ شاہد و ساقی کرانیا نے داد
 شراپ شاہ اور مشوق اور ساقی کے سن کر نقصان دینے؟
 کہ دست او و دوش داد تاوانے داد
 جس کے داؤد دوش کے ہاتھوں نے کسی کو روک دیا ہے
 در بیع عاشق مسکین من چلنے داد
 انیسویس میرے مسکین عاشق نے کیس جہان دینے ہے
 یہ مین عشق تو سر مایہ جمانے داد
 تیرے عشق کی برکت سے ایک زمانہ ۷ سر مایہ دینے ہے

دلِ دل اور دانش کے
 قافلابِ داؤدوں سے
 اس میں شہید
 بادشاہ کو موٹ
 اور حقائق کو بلانا
 دستِ قرار دینے ہے
 ستارہ جہاں کی ایک لکھ
 میں پہلا چوگا اور
 روایات میں ہے کہ
 اس کو لانا مہدی قتل
 کریں گے۔
 حافظ کو کامیابی
 شب بیداری سے
 ہوتی ہے وہی
 شب
 بیداری
 کرے
 ۷ بنفشہ کی
 زلف کو دیکھ کر شکستہ
 میں کچھ کتاب کا ہے
 ۷ اس میں راز عشق کو
 قہر کرنے کے ہاتھوں میں
 ہوں۔
 ۷ مہمانی ایک
 دو اسے چھوٹی چھٹی
 بڑی کو چھڑنے میں
 آکر ہے۔
 نصیحت کر گیا ہے
 اس کو ان علاقوں کو
 چاہتے۔
 ۷ زمین میں جہاں کہیں
 وہی پہلا چوگا اور حافظ
 ۷ مہمانی ہے۔

نمید باد صبادوشم آگهی آورد
 باد صبا کے فاصد نے گل بجے خوردی سب
 منظر بان صبحی دہم جامہ پاک
 ہم پاک ناکس بھی کے گو قیل کو رہیں گے
 نیم زلف تو شخضر را ہم اندر عشق
 عشق کے ہائے میری زلف کی خوشبو ہماری خضر ہوتی ہے
 بیابا کہ طہور ہشت راضواں
 آیاتہ جانا اس لیے کہ روضاں ہشت کی پاکیزہ خراب
 بخیر خاطر ماگوش کابین کلاہ نذر
 ہماری طبیعت کی بھلائی کے لئے کوشش کرنا ضروری ہے
 چہ آہ ہا کہ رسید از دم بخر گہ ماہ
 کتنی آہیں ہیں کہ میرے دل سے چاند کے ٹکے پہنچتی ہیں

کہ روز محنت و غم زو کیوتی آورد
 کہ محنت اور غم کے دن کے ہی کی فطرت یہاں ہے
 بدیں نوید کہ باد سحر ہی آورد
 اس خوشخبری پہنا جو سنی کے وقت تک بدیالانی ہے
 نے رفیق کہ محکم ہم ہی آورد
 کیا عہد ساتھی ہے جس کو نصیب نے سنا تھا کیا ہے
 درنخماں ز برائے دل ہی آورد
 اس وقت تک ایک غلام کہ دل کی خاطر لایا ہے
 بے شکت کہ برافشہی آورد
 شاہی تاج پر ہمت ہی عتسیر لانی ہے
 چو یاد عارض آل ماہ غری آورد
 جب اس نے غیب کے چاند کے رخسار کو یاد کیا ہے

رسالہ ایت مقصورہ بر فلک حافظ

ماظف نے منصور کے چنڈے کو آسمان پر پہنچا دیا ہے

چو التاج نجاب شہنشاہی آورد

جبکہ اس نے شہنشاہی دربار میں التاج کی ہے

بلوئے میکدہ باب سحر چہ مشغلہ بود
 اسے خدا کی میکدہ کے کو چہ عیب کیا مشغلا تھا؟
 حدیث عشق کہ از حرف صوت تغینت
 عشق کی بات ہو حرف اور آواز سے مستغنی ہے
 مباحثے کہ دراک خلق جنوں میرفت
 وہ نہیں جو اس درواغی کی مجلس میں ہوئیں
 دل از کرشمہ ساقی لشکر بود و ولے
 ساقی کے اتارے چشم کا دل ہر شکر گزار تھا سکیں
 قیاس کردم آراں چشم جاودا دست
 ان جاودہ بھری دست آکھوں تو میں نے آغاز کیا
 بگفتش بلیم بوسہ حوالت کن
 میں نے اس سے کہا بچھا بوسٹ سا کیا بر عنایت کر
 زاخر تم نظر سعد در دست کہ دوش
 میرے ساتھ کو سعد پر نگر نہ پیش سنا اس لیے کہ شب
 کرشمہ کہ بگرداں دوشم شہر آشوب
 شہر وقتہ میں ڈالنے والی ان دو آکھوں کے اشارہ بہ

کہ جوش شاہد و ساقی و شمع و مشعل بود
 کہ مشوق اور ساقی اور شمع اور مشعل سب جوش تھا
 بنا لہ دف نے درخوش و ولولہ بود
 دف اور بانسری کے نالے سے خوش اور ولولہ سخی
 و رائے مادر سرد و قیل و قال و مسئلہ بود
 مدد اور قیل و قال اور مسئلہ سے آگے کی تھیں
 ز نامساعدت بختش اندکے سکلہ بود
 نصیب کی نامساعدت سے اس کو تھوڑا سا تھکا
 ہزار ساحر چوں سامریش در گلہ بود
 سامری جیسے ہزار ب دوگر ان کے شاکی تھے
 مخذہ گفت کیت با من اہم معاملہ بود
 نہیں کہ نواہڑا مجھ سے یہ معاملہ کب تھا؟
 میان ماہ و رخ یار من مقابلہ بود
 چاند اور میرے یار تھے رخ میں مقابلہ تھا
 ز خیال دل شد گانش ہزار گلہ بود
 دل دیکھتے ہوئے بھی تیرے ہزاروں ٹکے میں تھے

بے شمار درج کی
 کیفیت کہ ہر گاہ اور
 رخ و در کلاں پیشا
 ہو جائے گا۔
 سے ہر جہت سے سلام
 میں مافک کے لئے
 رضا اجت سے۔

شراب لایا ہے
 سے خوش
 کی کہانی
 کے بیان
 کے لئے الفاظ

اور عزت کی معرفت
 نہیں ہے
 کے لئے محنت کے باعث
 طاہرہ ظاہر کی قسم تہ
 بلا تشریح
 ہے بلکہ وہ اس کی
 جاوگی کے مقابلہ
 میں ماجرتے
 عن منصور نے شاہ
 شہر کے لئے
 زین ہمارے کو شکست
 و بگوشا کی بادشاہت
 مال کی یہ بھی
 حافظ کا مدح ہے

دہان یار کہ در مان در حافظ در
 محب کا وہ منہ جو حافظ کے درد کا علاج کرتا تھا
 فغان کہ وقت مروت پہ تنگے صلہ بود
 فریاد ہے، مروت کے وقت کس قدر تنگ حوصلہ تھا

یوں خوش تویر کہ زیادہ صبا شنید
 تیری خوشبو جس نے بھی باو صبا سے سرگمی
 اینش سزا نبود دل حق گزارین
 برسے سکر گوارا وہ دل کی یہ سزا نہ تھی
 لے شاہ حسن چشم بجال گدا ننگن
 لے حسن کے باد شاہ بفر کی حالت پر نظر کر
 خوش میکنم بادہ شلیکس مشام جاں
 میں شلیکس شرابے کہاں کے رابع کو خوش کرتا ہوں
 ستر خدا کہ عارف سالک کس گفت
 خدا کا راز جو مانت، سالک نے کسی سے نہیں کہا
 ما بادہ زیر خرقہ نہ امروزی خوریم
 ہم گمراہی میں چھپا کر آج ہی شراب نہیں پلے رہے ہیں
 یارب کجاست محرم رازے کہ یکراں
 اسے خدا ایسا ہم راز کیاں ہے کہ تھوڑی دیر کے لئے
 ماٹے بیابانک جنگ نہ امروزی کشیم
 ہم جنگ کا نازیر شراب آج ہی نہیں پی سبے میں
 ساقی نیا کہ عشق ندای کسند بلند
 ساقی آج کہ عشق پکار رہا ہے
 پند حکیم عین صواب ست و مخض خیر
 دانائی نیکو، ناکل درست اور خاص بھلائی ہے
 شنید ہر جہ گفتم و بگذشت وی عیب
 جو میں نے کہا اس نے نہ سنا اور پچھلایا اور یہ عجیب بات ہے
 محرم اگر شرم ز سر کوئے اوچر شد
 اگر میں اس کے کہے محرم رہا ہوں تو کیا ہوا
 ہر شام ماجراے من دل شمال گفت
 شمالی چوئے ہر شام کو میرا اور دل کا قصہ بیان کیا ہے
 حافظ وظیفہ تو در ما گفتن ست و بس
 لے حافظا بڑا وظیفہ ہیں دما دینا ہے

از یار آشنا سخن آشنا شنید
 اس نے کہا نے پچھلایا دوست کی جانی پچھانی بات سنی
 کہ غمگسار خود سخن ناسزا شنید
 کہ اس نے اپنے غمگسار سے ناسزا بات سنی
 کیں گوش میں حکایت شاہرا شنید
 اس لیے کہ ان کا دل نے باد شاہ اور فریاد کے وقت تھے سنے
 کہ درلق پوش صومعہ یوںے ریا شنید
 اس لیے کہ عبادت فاڈ کے گمراہی میں لے رہے تھے ریا کی پرشوی ہے
 در حیرتم کہ بادہ فروش از کجا شنید
 مجھے تعجب ہے کہ ہر فروش نے کہاں سے سنا
 صد بار پر میکہ ایں ماجرا شنید
 میکہ کے شیخ نے سو بار یہ قصہ سنا ہے
 دل شرح آں دہ کہ چید و ہوا شنید
 دل اسکی تفصیل کرے کہ کیا دیکھا اور کیا ہوا کس نے سنا
 بس دیر شد کہ گنبد جریح ایں صدا شنید
 بہت زیاد چڑ گیا ہے کہ آسمان کے گنبد نے یہ آواز سنی ہے
 آنکس کہ گفت قصہ ماہم زما شنید
 جس نے کہا ہمارا قصہ بیان کیا ہے اس نے میں سے سنا
 فرخندہ بخت آنکہ بسع رضا شنید
 مبارک نصیب ہے جس نے رضا مندی کے کان سے سنی
 سلطان شنیدہ ام کہ حدیث گدا شنید
 تھانے تو سنا ہے کہ بادشاہ نے فقیر کی بات سنی ہے
 از گلشن زمانہ کہ بوئے وفا شنید
 زمانہ کے گلشن سے کس نے وفا کی خوشبو سرگمی ہے
 ہر صبح گفتگوئے من و او صبا شنید
 ہر صبح کو صبا نے میرا اور اس کا قصہ سنا ہے
 در شیداں مہاش کہ نشنید یا شنید
 اس فکر میں نہ رہو کہ اس نے سنا یا نہیں سنا

۱۔ مشقوں کا نمونہ
 ۲۔ قصہ تنگ ثابت جو کہ
 ۳۔ مروت کی ایک بات
 ۴۔ بھی اس سے نہ سکی۔
 ۵۔ مشقوں کو تو غمگسار
 ہونا چاہیے ذکر وہ
 دل دکھانے والی بات
 کرے۔
 ۶۔ بہت سے قصے
 مشہور ہیں کہ شاہوں
 نے کہاؤں پر کہہ کر کیا
 ہے۔
 ۷۔ ظاہر ہے کہ کسی
 سے نوش سے
 ہی سنا
 ہوگا۔
 ۸۔ ہم
 آتے کے علی گڑھ
 سے نوش نہیں ہیں،
 عرصہ سے یہ طریقہ جاری
 ہے۔
 ۹۔ عشق کا قصہ وہی
 بیان کر سکتے ہیں جو خود
 بتلا ہوا ہو۔
 ۱۰۔ پیری بڑھی کر اپنے
 میری ایک دستی ملانے
 وہ بادشاہ ہے اور میں
 فقیر ہوں۔
 ۱۱۔ یہی عنوان من گزری
 مرتب ہے۔

ساکون دیا اور کرنا
 پاتا ہوں جس سے
 فریفتہ ہونے
 کے لیے سرو نیز
 اور فرشتے سے
 مراد دوست ہے۔
 سے دنیا واسطے کے
 مدد سے ہر چیز
 ان کا انفراد کرنا
 چاہیے۔
 کے دنیا واسطے
 تو دنیا خود شری بکر
 آتی ہے
 سے انہیں سرکتی ہے
 تو مقصد
 حاصل
 ہو کر
 رہتا ہے
 دیکھ کے
 تیروں کا سیانی حال
 چلتی ہے۔
 سے صاحب کا ایک
 وقت ہے تو ان کی
 چکا اس وقت میں
 صاحب نے میرا کیا
 سے انسان طالب ہوتا
 ہے تو ہر روز ہی جاتا
 ہے۔
 لعل کے ہر اعتبار کیا
 ہے اور پانچ لاکھ مار
 چھوڑ دیا ہے
 سے ہم ہر ملک ان تریا
 ہاتھ سے لئے اس کے
 پیرا کے صاحب کو تیر
 کر دیا ہے۔

بر سر آسمانم گر ز دست بر آید
 اس خیال میں ہونگا اگر ممکن ہو سکے
 منظر دل نیست جاتے صحبت اغیار
 دل کا منظر و فریوں کی صحبت کی جگہ نہیں ہے
 صحبت حکام ظلمت شب یلداست
 غم کی صحبت ہمارے ایک رات کا اندھیرا ہے
 بر در آراب ہیر وقت دنیا
 ہے وقت دنیا واسطے کے اور دازے پر
 بگذر ازین روزگار تلخ تر از زہر
 زہر سے زیادہ کڑا سے زمانہ سے گزر جا
 صالح و طالح متاع خویش نمودند
 نیک اور بد نے اپنی بد بختی دکھائی
 بلبلی عاشق تو عمر خواہ کہ آخر
 عاشق و بلبلی تو عمر پانہ کیونکہ بالآخر
 صبر و ظفر ہر دو درستان قدیمند
 صبر اور صبر کا سیلابی دو پانے ساتھی ہیں
 بہتر از آن نیست در مقام توکل
 توکل کے مقام میں اس سے بہتر نہیں ہے کہ
 ترکش گدائی ممکن کہ گنج بیانی
 فقیر نہ چھوڑے کہ تو خزانہ پاتے نہ سنا

دست بجائے ز زم کہ غصہ سر آید
 ایسے کام میں ہاتھ ڈالنے میں سے غصہ ختم ہوجائے
 دل و چو بیروں رو در فرشتہ در آید
 شیطان جب باہر نکل جاتا ہے تب فرشتہ انہما ہے
 نور ز خورشید خواہ لہو کہ بر آید
 نور آفتاب سے لگا ہو سکتا ہے کہ وہ مال ہوجائے
 چند نشینی کہ خواجہ کے بدر آید
 کب تک بیٹھا رہے گا کہ خواجہ کلبہ مکتا ہے؟
 بار در گروزگار چوں شکر آید
 پھر شکر جیسا، زمانہ آئے گا
 تاکہ قبول افتد و چہ در نظر آید
 دیکھ کر کسی قبول ہونے سے اور کس منظور ہوتا ہے
 باغ شود سبز و سرخ گل بدر آید
 باغ نیز ہر جگہ اور سرخ پھول کھل جاتے گا
 بر اثر صبر نوبت ظفر آید
 صبر کے نتیجہ میں، کامیابی کی ہادی آتی ہے
 صبر کف تا کہ عمر شاں بسر آید
 میں صبر کروں تاکہ ان کا وقت ختم ہوجائے
 از نظر رہبر کے کہ در نظر آید
 کسی راہرو کی نظر سے، جو نظر آئے گا

غفلت حافظ دریں بر سر عجب نیست
 اس سرائے میں حافظ کی غفلت عجب تیز نہیں ہے
 ہر کہ تمیغانہ رفت بیخبر آید
 جو بیخبر میں گیا، بد پریش آیا ہے

بازم میر رخسار کے در نظر آمد
 تمہاری رخسار کا چاند مجھے پھر نظر آیا
 باز میں دل سودا ز وہ ام گشت ہوائی
 میر پائیں دل، پھر بل اختیار ہو گیا
 یکبار نظر بر خم ایروش فلندم
 اس نے ایروش کے خم پر میں نے ایک بار نظر ڈالی
 این طرف کہ امروز بدیدم میر رویش
 یہ عجیب بات ہے کہ آج میں نے اس کے چہرے کے چاند کو دیکھا

مہرے بدل از طلعت آن لہ درآمد
 اس چاند کے چہرے سے دل میں سورج اتر آیا
 وز کار خود و بار خود ایں بار بر آمد
 اس بار، اپنے سارے بار سے بیخبر ہو گیا
 صد تیر ملا بر من از آن یک نظر آمد
 اس ایک نظر سے سعادت کے سوتیلے پر آئے
 از روز دگر در نظر م خوبتر آمد
 تو اہم دونوں سے مجھے زیادہ اچھا نظر آیا

حافظ طلب وصل بے کردو نہ آخر

ماطف نے وصل کی بہت طلب کی اور بالآخر
از دست غم ہجر تو از پائے درآمد
تیرے ہجر کے غم سے ہجر پڑا

پیرانہ سرم عشق جو آنے لبر افتاد
بیرے بیجا ہے میں ناپاک جوان
از راہ نظر مرغ و دم گشت ہو گیر
بیر مرغ دل و فکر کی ماہ سے نفسا میں از گیا
درد کا ازل آن ہوتے مشکین حشمت
بلتے لہر سے اس مشکیں، سیاہ چشم ہون کی دوستی
بار غم او عرض بہر کس کہ نمودند
اس کے اکرم و عاقبتوں نے کسی پر ہم پیش کیا
از ریکز خاک سر کوئے شاد بود
تجارتے کوچہ کے راستے کی خاک سے تھا
مژگان تو تابیغ جا بگری بر آورد
جب تیری پکوں نے جہاں کو رخ کہنے والے تھوڑا سوتی
ایں بادہ کہ پرورد کہ خمار خرابات
یہ فراب کس نے تیار کی ہے کہ شراب خاد کا دل
بس تجر بہ کردیم دریں دایر مکافات
اس بد لگی دنیا میں ہم نے بہت تجر بہ کی ہے
گر جاں بد بد سنگ یہ صل نگرود
اگر آلا ہجر جان بھی دیدے تو وصل نہیں چوسکتا
فریاد کہ از زیر کی مرغ سخن سخن
فریب ہے کہ بات کرتے والے پر ملاحظہ کی کی وجہ سے

وآن راز کہ در دل ہنہقم بدر افتاد
جو راز میں نے دل میں چھپا یا ہنہ قلم ہو گیا
اے دیدہ نظر کن کہ بدام کہ در افتاد
اے آنکھ! دیکھ کر کس کے جان میں چھپا ہے
چوٹ ناف بے خون و دم در جگر افتاد
ناذک طرف سے دل کا بہت سا خون جگر میں بیج ہو گیا ہے
عاجز شدو ایں قریہ بنام بشر افتاد
وہ عاجز آ گیا، اللہ یہ قرص انسان کے نام پر پڑا
ہر ناف کہ در دست نسیم سحر افتاد
ہر وہ ناز، جو صبح کی نسیم کے ہاتھ پڑا
بس کشتہ دل زندہ کہ بریکد گر افتاد
بہت سے شہید ہیں کے دل زندہ تھے ایک دوسرے پر
از لوتے بہشتیش ز خود بخیر افتاد
اس کی بہشتی خوبی کی وجہ سے اپنے سے بدلہ ہو گیا
باد و کشاں ہر کہ در افتاد بر افتاد
جو تھوٹ پینے والوں سے لاپرواہ گرا
باطنیت اصلی چو کند بگہر افتاد
ان مغزات کے ہوتے ہوئے کیا ہے، بدوائے ہونی ہے
بیدانہ زدوش راہ و بدایم حطر افتاد
اس نے ہولناکی کی، ان کا دل لہاڑے خطرے کے لہر پر گیا

حافظ کہ سر زلف تبتان دست کشش بود

وہ حافظ تبتان کی زلف کا خیال، جس کا ہاتھ کینٹا تھا

بس طرف حریفیت کش کنول بسر افتاد

بہت عجیب و غریب ہے جو اب اس کے سر پڑا ہے

مہورزی تو با مشعر آفاق بود
ہمارے ساتھ تیرا محبت کا برتنا کی دنیا میں مشہور تھا
بحث سیر عشق و ذکر حلقہ عشاق بود
عشق کے لڑکی بحث اور عاشقوں کے حلقہ تھا ذکر تھا

پیش از نیت پیش از غم خورای عشاق بود
اس پہلے عاشق کے ساتھ تیری، اس سے زیادہ غم خورای عشق
یا د یاد آں صحبت شبہا کہ باز لطف توام
دلوں کی وہ محبت یاد رہے کہ تیری، تیری لطف کے ساتھ

لذت طلبی جو عاشق
ہو گیا ہے جس کو دل
یہ سرسرا ہوں۔
۲۰ ناز، ہر وہ کمال
تو کی جس میں جان
ہو کر شکستہ بن جاتی ہے،
۳۰ عشق (آ) سے
ہر چیز کو جو کئی آدمہ
انسان کے سر پر چھلے
کے نافرمانے خوشبو
مشوق کے راستے
کی خاک کے حاصل
کی ہے۔
۴۰ شگفتاں عشق کے
دل کو زندہ قرار دیا
جاتا ہے
۵۰ درد
کشل
سے ہر
پیار ہو جی والا
بر باد ہو جاتا ہے۔
۶۰ مرغ سخن سخن
کے لیے اس کی عقل بوار
زلف اامت مصیبت
ہو گئی۔
۷۰ حافظ حسیں میں
پہنسا تھا لیکں ایک
بڑے محبوبے اس کا
پالا پڑا ہے۔
۸۰ محبوب پہلے تو بہت
زلفہ نمودار ہوا
لیکن اب وہ بہت
نیب ہے۔

ماہم جو کبے حسین
 باطنی کے عاشق ہیں۔
 مے ہماری محبت سحر
 انداز ہے۔
 ہم ہم عشق کے تعلق
 ہیں اور عشق کی کوئی
 جہے تعلق ہے وہ بلا
 مشتاق ہے۔
 مے ماہم کے وجود
 کئے سے پہلے ہم
 عشق کے شہید ہیں۔

مے تیرے شامی دست پر
 پر کبھی ہے تو
 اس کو
 غلطی کو
 تعلق تھا
 چاہیے۔

مے لہلا شرب
 پیشہ میں منور تھا
 شہنشاہی و ضدا
 میں کوئی فرق نہ لکھ۔
 شہم وہی ہیں جو لڑ
 تھے اور ابد تک وہی
 رہ گئے۔
 مے تیرا نشان دم
 صاحب نظر لوگوں کی
 سجدہ گاہ ہے۔

حسن ہر بیان مجلس گریز می برود
 محفل کے شہین کا حسن اگر بولے اور دین لے جا رہا تھا
 از دم صبح ازل تا آخر شام ابد
 ازل کی صبح کے وقت سے ابد کی شام تک
 سایہ معشوق اگر اقتدار عاشق چہ شد
 معشوق کا سایہ اگر مانتے بڑ گیا تو کیا ہوا
 چینی ازیں کیں مقہف منوطاق بنا کشید
 اس سے پہلے تیرے سبز حجت اور نقش طاق بنایا
 رشہ تسبیح اگر گنست معدوم ہلا
 تسبیح کا ڈورا اگر لٹ گیا تو بچے منور رکہ
 بر در شاہم گدائے نکتہ در کار کرد
 بادشاہ کے دروازے پر لکھ لکھ تیرے کا اکھا
 در شب قدر اصبوحی کردہ ام علیہ کن
 اگر میں نے شب قدر میں صبح کی شرابی بنے تو ہر چیز میں لگا

شعر حافظ در زبان آدم اندر باغ خلد
 بہشت کے باغ میں آدم کے زمانہ میں ماہم کے اشار
 دولت نسرین و گل راز نیت اوراق بود
 نسرین اور گل کی دولت کے لیے اوراق کی نیت تھے

عشق ماہ لطف طبع و خوبی اخلاق بود
 ہمارا عشق طبیعت کی لطافت اور سخاوت کی خوبی پر تھا
 دوستی و مہر سیک عہد یک شیاق بود
 دوستی اور محبت ایک عہد اور ایک شیاق پر تھی
 ما باو محتاج بودیم او بہا مشتاق بود
 ہم اس کے محتاج تھے وہ ہمارا مشتاق تھا
 منظر چشم مرا بر برے جانان طاق بود
 میری آنکھ کی پتلیوں کا طاق مشتاق کی ابرو تھی
 دتم اندر سا عد ساقی سیں ساق بود
 میرا ہاتھ پتلیوں میں پتلیوں والے ساقی کے لہلا تھا
 گفت بر سر خوں کہ شستم خلد راز بود
 اس کے لہلا میں سر دھو کر کبھی بیٹھا خلد راز تھا
 سر خوش آمدید و جامے بر کنایا طاق بود
 یار مست ہو کر آیا اور جام طاق کے کفار سے چمکا

سہرا خاک رو یہ مغناں خواہد بود
 ہمارا سر سبز مغناں کے راستے خاک تیار ہے
 ماہتا نیم کہ بودیم و مجال خواہد بود
 ہم وہی ہیں جو تھے ہمارا ہی طرف رہتا
 کہ زیارت تکر رندان جہاں خواہد بود
 اس لیے کہ وہ کوئی تکر رندان کی زیارت گاہ رہے گی
 ساہبا سجدہ صاحب نظر ان خواہد بود
 وہ سائوں صاحب نظر لوگوں کی سجدہ گاہ رہے گی
 راز اس پر وہ نہاںست نہاں خواہد بود
 اس پر وہ کا راز پوشیدہ ہے اور پوشیدہ رہے گا
 تاقیامت مل ماہر تو کشاں خواہد بود
 ہمارا اول قیامت تک تیرے طرف کبھی سب سے
 تاکرا خون دل اور زرواں خواہد بود
 دیکھو تیرے کس کے دل کا خون جاری ہو گا

تازہ میخانہ و مے نام و نشاں خواہد بود
 جیسے کہ شہزاد خانہ اور شرب کا نام و نشاں باقی ہے
 حلقہ یہ مغناں زازل در گوش است
 میں ازل کے چیرے مغناں کا حلقہ گوش میں
 بر سر تربت ماچوں گدزی ہت خواہ
 جب تو ہمارے قبر کے سرانے سے گزرے وہاں تک
 برز میں گدز نشان کف پائے تو بود
 جس تربت پر تیرا نقش قدم ہو گا
 بر دوائے زاہر خود ہیں کہ ز چشمین تو
 لے نکلیں زاہر اچلا ما اس لئے کہ میری اور تیرے ہی آنکھ سے
 لے کے وقتے تکشیرت ملت جانب ما
 اسے وہ کہ میں ہوں جاری طرف کسی وقت بھی نہیں کھینچت
 ترک عاشق کش من مست برل فتاموز
 میرا عاشق کش عشق تو ہی مست ہو کر باہر نکل گیا

عین متان من لے خواہیں کہ نہ باط
 لے خواہیں ہوں پر جب نہ لگا اس پہلے اس پہلے نہ لے
 چشم آں دم کہ ز شوق تو نہ بند سر بلکہ
 بوی آغہ لب سے تیرے شوق میں گریں سرد مرئی

کس نہ است کہ رحلت بحال خواہد بود
 کوئی نہیں جانتا ہے کہ کس طرح کوچ ہوگا
 تا دم صبح قیامت نگران خواہد بود
 قیامت کی صبح تک ہر لمحہ کو جیت رہے گی

بخت حافظ گرازیگوند مدد خواہد کرد
 حافظ کا نصیب، اگر اس طور پر مدد کرے گا

زلف معشوقہ بدست دگران خواہد بود
 تو معشوقہ کی زلف دوسروں کے ہاتھ میں ہوگی

ترسم کہ اشک در غم ما برده در شود
 مجھے خوف ہے کہ آنسو ہمارے رخ کی پردہ دہی کر دے گے
 گوئید سنگ لعل شود در مقام صبر
 کہتے ہیں ہیر کے مقام میں پتھر مسل بن جائے
 خواہم شدن نمیکہه گریان و داد خواہ
 رہنا ہوا اور داد چاہتا ہوں خدا میں خدا چاہتا ہوں
 این سر کشی کہ در سر سرو بلب تست
 یہ سرکشی جو تیرے بلند سرو کے سر میں ہے
 این قصر سلطنت کہ تو اش ماہ منظری
 یہ سلطنت کا محل جہاں کا تو ماہ منظر بنا ہوا ہے

وین راز سر کھرب عالم سمر شود
 اور یہ سر بستہ راز دنیا میں تقسیم جائے گا
 آئے شود و لیک بخون جگر شود
 پاں ہو جاتا ہے تشنگی جگر کے خون سے ہوتے ہیں
 کز دست غم خلاص دل آنجا لگر شود
 شاید غم کے ہاتھ سے رہاں دل بچھڑا پائے
 کے با تو دست کوتاہ مادر مگر شود
 ہمارا کوتاہ ہاتھ، کب تیری کر میں ہو سکتا ہے
 سر ما بر آستانہ او خاک در شود
 بہت سے سراں کی چوکھٹ چلا کر خاک ہوں گے

از ہر کسار تیر دعا کردہ ام رواں
 ہر جانب سے میں نے دعا کے تیر روانہ کئے ہیں
 از کلبائے جہر تو ز گشت روفے من
 تیری جنت کی گھاس کی وجہ سے میرا چہرہ سونا بن گیا ہے
 اے دل حدیث ما بر دلدار عرض کن
 اے دل! ہمارا تقہ دلدار کو سنادے
 روفے اگر غم رسدت تنگدل مباش
 اگر کسی دن تجھے غم ہو جائے، تنگدل نہ ہو
 اے دل صبور باش و مخور غم کہ عاقبت
 اے دل! صابر رہ اور غم نہ کر کہ آج خس
 در تنگنائے حیرتم از سخت رقیب
 رقیب کے کھڑکوں سے میں حیرت کے تنگنائے میں ہوں
 بش نکتہ غیر حسن بیاید کہ تا کے
 حسن کے علاوہ، نکتہ بھی چاہیے تاکہ کوئی

باشد کز میں میانہ یکے کار گر شود
 ہو سکتا ہے کہ ان میں سے کوئی کار گر ہو جائے
 آئے زمین بہت تو خاک ز رشود
 پاں تیری تویہ کی برکت سے خاک سونا بن جائے
 لیکن خیال ممکن کہ صبار از خبر شود
 لیکن قیامت نہ کر، کہ صبا کو خبر ہو جائے
 زوشکر کن مباد کہ از بنبر شود
 ہا، ہوشکر کر ایسا نہ ہو کہ بد سے بدتر ہو جائے
 از شام صبح گرد و از شب سحر شود
 شام سے صبح، اور رات سے سحر ہو جاتا ہے
 یارب مباد آنکہ گدا معتبر شود
 اے غلامیسا نہ ہو کہ گدا صاحب اعتبار بنے
 مقبول طبع مردم صاحب نظر شود
 کسی صاحب نظر کی طبیعت کو پسند آئے

نہ اس کیفیت پر
 کسی فسانہ پر نہ وقت
 طردی چون ہے اندر کی
 معلوم نہیں کہ اس وقت
 کس کی کا مانت رہتا ہے
 مگر مانت کی ہی نہیں
 ہے تو اس کا مشرق
 دوسروں کے قصص میں
 چمکا۔

تا جب تک انسان
 خون جگر نہیں پیتا ہے
 اور مقصد کے حصول میں
 انتہائی کوشش نہیں کرتا
 ہے وہ تنگ سے نکل
 نہیں سکتا ہے۔

یہ معشوقہ کے تدک
 بندگی کی وجہ سے چار
 ہاتھ اس کی
 کر تک
 نہیں
 پہنچتا ہے
 محبوب کی

توجہ سے ہماری تعداد
 منزلت نہیں ملتی ہے۔
 انسان کو ہر حالت میں
 شکر گزار ہونا چاہئے
 خدا اس سے ہر حال
 میں بھی نجات دلا سکتا ہے
 جو خدا پر تکیہ ایک
 کینہ انسان تھا جو جب
 کی عیادت کی وجہ سے
 تکیہ میں مبتلا ہے۔
 عین عقوبت کے لئے
 غصہ نہیں تو ہر کی کانی
 نہیں ہے جسے ہا لہی
 کی بھی ضرورت ہے

سزا عشق و محبت
جاری گشتی میں چلے ہے
مگر کجی کھلے گا۔
ع دوست کی آمد
دشوار ہے اس کا خیال
آتا جیسے اندیشہ ہے
کہ رونے سے اس کے
پیر نہ ہوتا ہیں۔
سے حافظ کی قبر اگر
تو آگیا تو وہ بھی کئے
حافظ نہ ہو جائے گا۔
سے مشرق کی سلامتی
میں تمام دنیا کی سلامتی
منفرد ہے۔
ہے چونکہ دنیا میں ظہری
اور باطنی
دو قسم
ہوتی ہے
ظاہر و باطنی
ہر طرف سے۔
سے آگے پر کالا دانہ
نہ ہوتا ہے نہ خوش
کی کچی کان حشر ہو
جو کالے دانے والے
پر ہوتے ہے۔
سے محبوب کے ہاں
اور زلفوں کے خوار تے
ہے لار غریب سے
نہی دل بنتا ہے اور
سین کا باز ٹھنڈا
پڑ جاتا ہے۔

فہر تو در درونم و عشق تو در سرم
تیری محبت میرے اندر ہے اور سزا عشق میرے سر پر ہے
لے مردمان دیدہ مگر مید بعد ازین
اسے آنکھ کی پتیلی اس کے بس نہ رونا
ایدل جوان فہر سز زلفش بدست تست
اسے دل فاس کی زلف کے سر سے کھانڈتے ہے اتھو مچ

باشیر در درون شد با جان بدر شود
جڑو سے کما تر اندھ کیب جگاہ جان کے ساتھ لہر آجیا
پائے خیال دوست مبادا کہ تر شود
ایسا نہ ہو کہ دوست کے ہمال کا ہر تر ہو جائے
دم در کشار نہ باد صبارا خیر شود
مانس کیجے لے لاندہ باد صبا کو غیر ہو جائے گی

حافظ سزا زلف بد آرمیا تبوس
مانڈا ہر جو نے کے لئے کہتے سزا لے گا
گر خاک او بیائے شہا پے سر شود
اگر اس کی خاک آپ کے سر سے پائال ہوگی

تست بناز طیبیاں نیاز مند مباد
نہا کر سے تیرا جسم طیبیوں کے ناز کا نیاز مند رہنے
سلامت ہمہ آفاق در سلامت تست
تمام دنیا کی سلامتی، تیری سلامتی میں ہے
دریں چمن چو در آید خسراں بیغمائی
اس چمن میں، جب خزاں لوٹ مار کے لئے آئے
در آن بساط کہ حزن تو جلوہ اندازد
جس بساط پر تیرا حسن جلوہ گر ہو
جمال صورت و معنی تین ہت تست
صورت اور معنی کا حسن تیری تو کچھ کی بکت ہے ہے
ہر آنکہ روئے چو ماہیت بچشم بد بیند
جو شخص تیرے چاند بھیجے جہے کو بر ہی ٹھکانے دیکھے

وجود نازک آزر دہ گزند مباد
تیرا نازک وجود کسی مصیبت سے آزر دہ نہ ہو
بہج عارضہ شخص تو در دست مباد
تیرا جسم کسی بیماری سے درد مند ہو
رہش بسرو سہی قامت بلند مباد
نہا کہ سانس کا راستہ، بلند تھک کے بلند سرو کی طرف نہ ہو
مجال طعنے بد بین بد پسند مباد
جہیں، بد پسند کے لیے اس میں طعنے کی گنجائش نہ ہو
کہ ظاہر ت درم و باطن ت خند مباد
نہا کہ سزا تیرا ظاہر افسردہ اور تیرا باطن عکسین ہو
جز آتش تو بجز چشم او پسند مباد
جو اس کی آنکھ کے تیری آب پر کوئی ٹھکانہ نہ ہو

شفا ز گفتم شکر فتان حافظ جوی
مانڈا کے شکر بھرنے والے سلام سے، شفا مانڈا کہ
کہ حاجت بعلال گلاب و قند مباد
بلکہ کچھ کھند کے علاج کی خدمت نہ ہے

ترک سن چوں جگر نکلیں گرد کا کل بشکند
یہا محبوب جہیں کھنڈے ہاں زلف کے چار طراف بجز تہ ہے
در خمایاں سرو گلنار ش کند میل چمن
اگر اس کا گلنار، سرو، گلنار ہوا چمن کی طرف ہاں کھنڈے
تا خیال آہوئے جاناں تر چشم دور شد
محبوب کے تر کھنڈے لگایاں، جس سے تیری آنکھوں سے دور ہو جائے

لاہ را دل نعل شود بازار سنبل بشکند
لاہ کا دل نعل ہو جائے، سنبل کا بازار سنبل نہ پڑ جائے
سرو را ز یاد را انداز دل گل بشکند
سرو کو گرا دیتا ہے بچوں کے دل کو توڑ ڈالتا ہے
اندیز رہ سیلہا باشد کہ میل بشکند
اسد تیرا بہت سے سیلاب ہوں گے ہوتو تیرا دل توڑ لیں

چوں نسیم صبح گاہی پردہ گل بردرد
جب سحر کی جواہیروں کے پردے کو چاک کرتے ہے

خاتم اندر دل مجروح ملبس بشکند
بہل کے مجروح دل میں ہم سما کاف توڑتی ہے

حافظ ایں تیر وحدت از دست خود مده

اے حافظ وحدت کے اس ساز کو باحمے ندوینا

تا خیال زہد و تقویٰ را تو گل بشکند
تا کہ زہد اور تقویٰ کے خیال کو تو گل توڑ دالے

جاں بچاں جاناں میل جہاں ندارد
مشرفی کے حسن بغیر طبیعت دنیا کا میلان نہیں کرتا ہے

باہجکس نشانے زان دستاں ندیم
اس مشرف کا پتہ ہر نے کسی کے پاس نہیں دیکھا

ہر شے در سرہ صدموج آتشیست
اس راستہ میں ہر شے بزم آگ کی سوسو جہیں ہیں

سر منزل قناعت توان دست دادن
قناعت کا سر منزل ہاتھ سے نہیں دیا جاسکتا ہے

چنگ خمیرہ قامت میخواند بعشرت
گر چہ چنگ، چنگ بجز کوہش و عشرت کی دعوت ہی ہے

گر خود رقیب شمع است احوال زویوشال
اگر شمع خود رقیب ہے اس سے احوال پر سیدہ رنگ

دورے چناں ندارد بے دوست زندگانی
ایسا دوری محبوب کے بغیر زندگی نہیں رکھتا

احوال گنج قاروں کا یام داد بر باد
قاروں کے خزانہ کے احوال جس کو زمانہ نے پر لڑ کر دیا

آنرا کہ خواندی استاد گریگری بہ تحقیق
جس کو ترے استاد کہا ہے اگر تحقیق سمجھے گا

اے دل طریق زندی از متعب بیاموز
اے دل! زندگی کا طریق متعب سے سیکھ لے

ہر کس کہ ایں ندارد حقا کہ آں ندارد
جو شخص یہ نہیں رکھتا ہے یقیناً وہ نہیں رکھتا ہے

یا من خبر ندایم یا اونشاں ندارد
یا تو مجھے ہی خبر نہیں ہے یا اس کا نشان نہیں ہے

دردا کہ ایں معاشرا و میاں ندارد
ہائے افسوس اس مہر کی کوئی شرکاء در میان نہیں ہے

اے ساریاں فروکش کا این و کراں ندارد
اے مسلمان بظہر جاہ اس راستہ کا کفارہ نہیں ہے

بشنو کہ نیندیراں جمعیت زیاں ندارد
سن سنا اس لیے کہ بزموں کا جمعیت صرف نقصان نہیں ہوتا ہے

کال شوم سر سر بیدہ ہستیاں ندارد
اس نے کوہ سرخی، شرم، زبان کو بند نہیں رکھتا ہے

بے دوست زندگانی ذوقے چناں ندارد
زندگی محبوب کے بغیر ایسا ذوق نہیں رکھتی

در گوش گل فروخوان تاز زجاں ندارد
پھول کے گلان میں چیکے سے کہہ نہ کہہ کر نہ سکتے جیسے

صنعک لیست اما طبع رواں ندارد
ایک کاریگر ہے لیکن رواں طبیعت نہیں رکھتا ہے

مست دست و در حق او کس لیں ندارد
دوست بنا لیکن دیکے ماں میں نہ کہہ سکتا ہے جیسا کہ

کس در جہاں ندارد یک بندہ جو حافظ
مافذ جیسا تمام ہونیا میں کسی کے پاس نہیں ہے

زیرا کہ جوں تو شامے کس در جہاں ندارد
اس نے اگر مجھ جیسا بادشاہ دنیا میں کوئی نہیں رکھتا ہے

جہاں برائے عید از ہلال و سمر کشید
دنیا نے عید کی آمد پر چاہا تھا دم لگایا ہے

ہلال عید برابر مے یار یا یاد دید
مید کے سپ مذکور عشق کے ابرو میں دیکھنا چاہیے

۱۔ جب تک نازد

تقریباً کہ خود بینی کو

تو گویا پاش پاش نازد

اس وقت تک کہ کھوئی

کوا تھ سے دونیا۔

۲۔ اگر دنیا بے جا لیا

ہے تو دنیا کی ہیرا کوئی

خواہش نہیں ہے بیکو

جہاں یا دینے نہیں یا سکو

جان میں نہیں ہے۔

۳۔ میرا مجھے یہ نشان

دیکھتے ہے۔

۴۔ لڑو عشق کی شہم

بھی آگ کی سب سے

اور اس مہر کی آگ تک

کسی سے شرم نہیں لگا

۵۔

۶۔ درویشی

کے راستے

کی نشانی

نہیں ہے۔

۷۔ کو برتر حقا تو ہے

اور اس کی بھلائی ہے

کی نسبت۔

۸۔ صبر اول انور

میں مضمون کہہ ہے

۹۔ پھول کے نینے

کو زربہا جاتا ہے۔

۱۰۔ پھول کو چاہئے کہ کوئی

کے خزانہ کے انول سے

عورت حاصل کرے۔

۱۱۔ یعنی ایک خاص دن

پر لشکر کو ڈھال لیتا ہے

کیس طبیعت میں غلطی ہے

۱۲۔ اس کو درویشی کہتی

چاہئے کہ کسی کو گناہی نہیں

۱۳۔ عشق کو کھینچنے سے

مائل ہوتی ہیں اصحاب

سنتھا، ہمدردی
 ہو جسے کہیے ہے۔
 ستوں کے گرس سے دل
 خوش کر دیا درجیں تو
 مرد چھا اس نے کہ
 تیرے خطے آیت
 ان کا لکھی گدا
 الایتمہ پڑھ کر مگر
 ہے اب لگا اندیشہ
 نہیں ہے۔
 ہے چریں عالم وجود
 میں بھی نہ آئی تھیں کہ
 میرے وجود کی شان
 سے گونہ
 گئی تھی
 بگا آسرو
 جبکہ تیرے
 اور نظار تیا
 ات کی آمد ریزی نہ کر
 ہے تمام ایسوں کے
 باوجود سلسلہ لعل
 جاری ہے۔
 ہے زند کے نقوبت
 کوئی ترقی نہ رہی چاہیے
 آسان کاروں طریقہ نہ
 ہے لگا۔
 ستوں کو دوسرے سینوں
 کے چہرے سے نہ چاہئے

شکست گشت چو پشت بلال قامت من
 نے ہانڈی پشت کی طرح، میرا تہ جھک گیا ہے
 پیش روی و مشورہ ہم از لقرح حزن
 چہرہ نہ چھپا، اور حسن کی لقرح سے ناراض نہ ہو
 مگر نیمت صبح در چمن بگذشت
 شاید تیرے جسم کی ہوا، جا کہ ہمیں میں گذر گئی
 ببا کہ یا تو یوگم غنم ملاست دل
 تو آخ، تاکہ تجھ سے دل کا ہم سب لوں
 بود جنگ و رباب گل و نیب کرد بود
 چنگ اور رباب اور سچوں اور نیب نہ تھے کہ
 ہائے وصل تو گر جاں بود خریارم
 تیرے وصل کی تبت اگر جان ہوتی بھی میں خریاروں
 مرن آب سرشک کہ بے تو دور از تو
 میرے آسرو کی آمد ریزان نہ کر تو تیرے بغیر تجھ سے دور
 چو باد برفے تو در زیر زلف می دیدم
 میں نے جب تیرے چہرے کا چائز لعل کے نیچے دیکھا
 بلب رسید مرا جان و بر نیامد کام
 میری جان ہوتی پر آگئی اور مقصد پورا نہ ہوا
 ز انقلاب زمانہ طبع مدار کہ چرخ
 زمانے کے انقلاب سے اتنی دکان لے کر آسمان
 دلم ز زلف تو شوریدہ بود می نامم
 یہاں تیری زلف کی وجہ سے دیوانہ تھا لیکن ملام ہے

کمان ابروئے یارم کہ بار و سمہ کشید
 سیر سے کمان کا ابرو دوسرا کبابک برواقت کہ کتابے
 خواند خط تو بروی وان بکا دوسید
 اس نے کہ تیرے خط نے چہرہ پر ان بجا ڈبکہ کر بیکر بیا ہے
 کہ گل ہوئے نوشت همچو صبح جام زرید
 اس نے کہ چہل نے تری خوشبو کہ سے بیج کی کتابے جاکے گوا
 چہرہ کہ بے تو نامر مجال گفت و شنید
 اس نے کہ تیرے ہونے کیے سننے کی طاقت نہیں ہے
 گل وجود من آغشته شراب و نبدید
 برت و وجود کی مٹی شراب اور نبدید سے آلودہ تھی
 کہ جنس خوب مبصر بہرہ دید خرید
 اس کے لئے جو بھی جنس کو بڑے خوش خریدتا ہے جو کس پاس ہے
 چو باد میشد و در خاک راہ می غلطید
 ہوا کی طرح ہو گیا، اور خاک میں لوٹتا رہا
 شم برفے تو روشن چو روز میگردید
 تیرے چہرے سے جسے میری راتوں کی مانند روشن ہو گئی تھی
 بسر رسید امید و طلب بسر رسید
 اتنی ستم چھٹی، اور طلب ختم نہ ہوئی
 چو صبح بر رخ عالم ازین صفت خندید
 تھی کی طرح، عالم کے رخ پر ایسے ہی ہنسا ہے
 کہش برفے تو بر خود جو برق میخندید
 اس نے کہ تیرے چہرے کے سامنے آنے کو برق جگمگاتا تھا

ز شوق لعل تو حافظ نوشت شعری چند

تیرے لعل کے شوق میں، حافظ نے چند اشعار کہے ہیں
 بخوان تو لطمش و در گوشش چوم و ارید
 تو اس کی لقمہ کر چمدا اور ہوتی کی طرح کان میں ڈال لے

ز خوبی برفے تو خیمت خوب تریاد
 تیرا حسین چہرہ، جس میں زیادہ حسین ہے
 دل شاہان عالم زیر پر پیار باد
 ہرول کے نیچے دکان کے باد شاہوں کے دل ہیں
 ہمیشہ غمرہ خون جبگ باد
 ہمیشہ خون جگر میں ڈوبا ہوا ہے

جمالت آفتاب ہر نظر باد
 جیسا حسن ہر نظر کے لئے آفتاب ہے
 ہمائے اوج شاہیں شہرت را
 باز ہے شہرہ والے تیری بلندی تمہا کے
 دلے کو بے زلفت نباشد
 وہ دل، جو تیری زلفت سے وابستہ نہ ہو

تباچوں غمزات ناوک شاید
 اسے بہت اجب تیسری ادا تیر چلائے
 چو لعل شکرینت یوسف بختد
 جب تیرا شکر جیسا ہونٹا بوسدے
 مرا از تست ہر دم تازہ غفے
 تیرا ہنقہ سے ہر دم تازہ عشق ہے
 کے گوشتے رویت نباشد
 جو تیرے چہرے کا شبید نہ ہو

دل مجروح من پیش سپر باد
 خدا کرے میرا زخمی دل اُس کی سپر ہو
 مذاق جان من زور پر شکر باد
 میری حبان کا مزاج اس سے بیجا ہو
 ترا ہر ساعتے حسن دگر باد
 تجھے ہر گدای نیا حسن لے
 چو زلفت در ہم وزیر و زرب باد
 وہ تیری زلفت کی طرح پریشان اور زیر دہر ہو

بجاں مشاقِ رومے تست حافظ

حافظ حبان سے تیرے چہرے کا مشتاق ہے

ترا بر حال مشتاقاں نظر باد

خدا کرے، عاشقوں کے حال پر تیسری نظر ہو

چو رویت مہر و مہتاباں نباشد
 چاند اور سورج تیرے چہرے کی طرح روشن نہ ہوگا
 چو لعل و گوگوت درد لفروزی
 دلفروزی میں تیرے لعل اور موتی کی طرح
 میانِ خط سبزت لعل نوشین
 تیرے سبز خط کے درمیان شیریں ہونٹ
 چو فندق لیت اش خند و محالم
 اس کا بہتہ فندق جیسا میرے حال پر سکارا ہے
 سواد کفر زلف او کہ دل را
 اُس کی زلف بکفر کی جیسی سیاہی ہے کہ دل کو
 بتو نسبت نباشد، سیج تن را
 کسی جسم کو ہنقہ سے کوئی نسبت نہ ہوگی

چو قدرت سرور دستاں نباشد
 باغ میں سرور تیرے تقد کی طرح نہ ہوگا
 در دریا و لعل کاں نباشد
 دریا کا موتی اور کان کا لعل نہ ہوگا
 عجب گر چشمہ حیواں نباشد
 قہب ہے الہ چشمہ حیات نہ ہوگا
 چرا با دام من گریاں نباشد
 میرا با دام روکنے والا کیوں نہ ہوگا
 بر مئے تو از آل ایماں نباشد
 تیرے چہرے کی قسم اس سے ایمان حاصل نہ ہوگا
 نہ تن باللہ کہ مثلت جاں نباشد
 خدا کی قسم جو میری نہیں تیری طرح کوئی جان میں نہ ہوگی

الرحیہ ہست شیریں شعر حافظ

اگر چہ حافظ کے شعر میں شیریں ہیں

چو لعل خسروِ خواباں نباشد

خسرو کے بادشاہ کے ہونٹ کی طرح نہ ہونگے

چو آفتاب سے از مشرق پیالہ برید
 جب پیالہ مشرق سے شراب کا آفتاب بنتا ہے
 نیشم در سر گل بکشند کلالہ سنبل
 نیشم کے سر پر گل بکشد کلالہ سنبل
 کسی پھول کے سر پر سنبل کی زلف کو دسے نہ ہوتی ہے

ز باغ عارض ساقی ہزار لالہ بر آید
 باغ کے رخسار کے باغ سے ہزار لالہ پیدا ہوتے ہیں
 چو در میانِ حمن یوسف آل کلالہ بر آید
 جب اس زلف کی خوشبو حمن میں آکھتی ہے

۱۔ تاکہ جو تیرے چہرے
 پر آگے
 ۲۔ تیرے چہرے کی کل
 چاند سورج اور شمس
 نہیں ہے تیرے تقد
 مقابلہ میں سرور ہیچ
 سے لعل سے ملو ہوگی
 اور گوگوت سے ملو ہوتا
 ہے۔

۳۔ خط بھی سیاہ ہے
 اور آب حیات بھی سیاہ
 ہے۔

۴۔ فندق
 ایک میوہ
 کھیل ہے
 کھیلوں

۵۔ کوا سے
 تشبیہ دیکھاتی ہے
 ۶۔ ایت سے ملو ہوا اور
 باد سے ملو ہوا ٹھیک
 ۷۔ اس کی زلف میں
 کفر کی سیاہی ہے جسے
 دل کو نور ایمان میں
 نہیں آسکتا ہے۔
 ۸۔ شراب پی کر مشرق
 کے حمن میں اور افغان
 ہو جاتا ہے۔
 ۹۔ حنا سے لفظ لالو

۱۰۔ باغوں اور ایک خوشبو
 گل سے سنبل شرمند
 ہے۔

۱۔ صفت ذوق و طوفان
پر سرگرمی کے ساتھ
ہونے۔
۲۔ کوئی نام و صفت
ہونا ممکن نہیں ہے۔
۳۔ ہوا کی مشرق کے
کوہ سے منگنا ہر کہ
آتی ہے میں کہا ہے
ساتھ کو کھانا بناؤ گا
یہ مشرق اور شراب
بدوں کے ساتھ ساتھ
سے عروکہ آئے گا
۵۔ اس کی منت نے

محروم
کر دیا ہے
کرتاج کی
شمت کی طرح
اپنی ہو کر اس
عشق میں ختم کر دوں گا
۳۔ مسلمانوں کو ساقی
تھا اور یہ شراب کہاں
سے لایا کہ خوب سستی
پیدا ہو رہی ہے۔
۴۔ یہ نصیب کہہ رہی ہے
خوشی اس طرح کھلاؤں
جیسے باغ میں پھول کھلا
دیتی ہے۔

حکایت شب جہاں آں شکایت حالت
شب جہر بخت خصال کی ایسی شکایت نہیں ہے
زگر دو خان نلون فلک مدار توقع
از سرے آسمان کے گول دسترخوان سے توقع نہ کر کہ
گرت چو نوح نبی صبرست در غم طوفان
غم کے طوفان میں اگر کچھ نوح کی طرح صبر میں ہے
بسعی خود تو آں بڑے بگوہر مقصود
گوہر مقصود کو بچا کر کوشش سے بڑے حاصل نہیں کیا جاسکتا ہے

نسیم وصل تو گر بگذر در شربت حافظ
اگر تیرے وصل کی خواہش نذ کی تیرے گزرنے سے
ز خاک کالبدش صد ہزار نالہ برآید
اس کے جسم کی خاک سے ہزاروں نالے پیدا ہوں گے

چو باد عزم سر کوئے یار خواہم کرد
ہوا کی طرح یار کے کوچے کا ارادہ کر دوں گا
ہر آبروئے کند و ختم ز دانش دیں
حقلا اور دن کی جو آبرو میں نے جمع کی ہے
بہر زبے تم و مشوق عمر میگذرد
غیر شراب اور مشوق عمر بیکار گزرنے سے
صبا کا است کہ این جان خول گرفت چو گل
سبکاپن ہے، پھول کی طرح خون میں نہانی ہوئی اس جان کو
چو شمع صبرم شد زہر اور روشن
اس کی نکتہ یو ج سے پھر پرہیز واضح ہو گیا جس کی شکایت
بیاد چشم تو خود را خراب خواہم ساخت
تیری آنکھ کی یاد تیرا اپنے آپ کو تیار کر لوں گا

نفاق و زرق بختہ صفائے دل حافظ
حافظ نفاق اور جھوٹ، دل کو صفائی نہیں بخشتے
طریق رندی و عشق اختیار خواہم کرد
رندی اور عشق کا طریقہ اختیار کر دوں گا

کہ شمت ز میانش بصد رسالہ برآید
کاس کے میان کا تمورا سا قصہ بھی ہو رسالہ میرا ہے
کہ بے ملالت صد غصہ کنے الہ برآید
کہ بے ملالت صد غصہ کنے الہ برآید
کہ ترغیظوں کے سونے کے جملن کچھ ایک ڈال کر بھرن گئے
بلا بگر دو دو کام ہزار سالہ برآید
سعیت نل مانگے اور ہزار سالہ قصہ میرا ہو جائے گا
خیال باشد کایں کار بے حوالہ برآید
بعض خیال ہو گا کہ یہ کام نقد کے حوالہ کے بغیر ہو جائے گا

نفس بے توجہ خوشش مشکبار خواہم کرد
سانس کر اس کی خوشبو سے مشکبار کر دوں گا
نثار خاک رہاں نگار خواہم کرد
اس مشوق کے راستہ کی خاک پر قربان کر دوں گا
بطالت تم اس ازام وز کار خواہم کرد
برہنہ بیکاری بہت ہوئی، آج سے کام میں لوں گا
فدائے نکتہ کیسویے یار خواہم کرد
یار کے کیسویے خوشبو پر ذر تیراں کر دوں گا
کہ عمر در سراں کار و بار خواہم کرد
عمر اس کو دوبار میں ختم کر دوں گا
بنائے عہد قدیم استوار خواہم کرد
قدیم عہد کی بنیاد پر، مضبوط بنائوں گا

کہ بود ساقی و این باد از کی آورد
ساقی کون تھا، اور یہ شراب کہاں سے لایا ہے!
کہ باد صبح نسیم گرہ کشا آورد
اس نے صبح کی ہوا، اگر وہ کھولنے والی نسیم لائی ہے

چہ شمتی ست ندانم کہ رو کا آورد
مجھے مسودہ نہیں کہی سستی ہے جو ہم ہم نہ دھڑکا
دل آچو مخمیر شکایت ز نکتہ بستہ مکن
اسے دل مخمیر کی طرح بندھنیر کی شکایت نہ کر

رسید گل و نسیم بخیر و خوبی یاد
گل و نسیم کی آمد بجزیت و ممانیت ہو
علاج ضعف دل ماکثر شہ ساقی ست
ہارے دل کے ضعف کا علاج، ساقی کی ادا ہے
صبا بخوشخبری بہرہ سلیمان ست
صبا، خوشخبری میں، سلیمان کا بہرہ ہے
چتر راہ میزند این مطرب مقام تناس
مقام کو بیان کرنے والا، مطرب کی اداستہ اختیار کرنا ہے
تو نیز بادہ بچنگ آرو راہ صحرا گیر
تو بھی شرب بادہ بچنگ آرو راہ صحرا گیر
مرید سے مخاغم زمین مرغ لے شیخ
میرید، نرنگاں کا مرید ہونا ہے شیخ، بھروسے پر رسیدہ خواہ
بہر سنگ حشی آل ترک لشکی نازنا
بھروسے پر رسیدے، حشی پر ناز ہے

بنفشہ شاد و خوش آمد من صفا آورد
بنفشہ شاد اور خوش ہو کر آئی، من صفا لایا ہے
بر آس کر کہ طیب آمد و دوا آورد
سراٹھا کر کہ طیب آیا، اور دوا لایا ہے
کز خردہ طرب از گلشن سبا آورد
کیونکہ مستی کی خوشخبری، سبا کے گلشن سے لایا
کہ در میان غزل قول آشتنا آورد
کہ غزل کے درمیان دوست کی بات لایا ہے
کہ مرغ نغمہ سرا ساز خوش نوا آورد
اس لیے کہ گانے والا پر نوا بھی آواز کا ساز لایا ہے
چرا کہ وعدہ تو کردی و او بجا آورد
اس لیے کہ تو نے وعدہ کیا مگر اس نے بھرا کر دیا
کہ حملہ بر من مکیں یک قب آورد
کہ مجھ پر بھیسے مکیں، ایک قبائل سے پر حملہ کیا ہے

فلک غلامی حافظوں بطوع کند
آسمان، اب حافظ کی فضلی خوشی سے کرتا ہے
کہ التماس بہر دولت شما آورد
کیونکہ وہ تمہارے بہر دولت پر اتھا لایا ہے

چو دست بر سر زلفش زخم تباب رود
نہیں جب اس کی زلف پر ہاتھ مارتا ہوں، زخم تھما ہوتا ہے
چو ماہ نورہ نظر ارکان بیچارہ
سے ہانڈی طرح بیچارے دیکھنے والوں کا راستہ
طریق عشق پر آشوب فتنہ است لیل
اسے دل افروز کا راستہ پر آشوب اور فتنے ہے
گدائی در جاں بسلطنت مفروش
مستحق کے دروازہ کی گدائی اور سلطنت کے لیے مفروش
حباب را چو قند باد نخوت اندر سر
بچیلے کے سر میں، جب بچیلے کی ہوا بچتی ہے
شب شراب خراگم کند بہ بیداری
وہ بیداری میں، سیر شرب نوشی کی رات، قباب کرتا ہے
مرا تو عهد شکن خواندہ وی ترسم
تو نے مجھے وعدہ شکن بتایا، اور مجھے ڈر ہے

ور آشتی طلبیم بر سر عتاب رود
اور اگر میں صلح چاہتا ہوں تو خست کرتا ہے
زندگیو شہ ابروی و در نقاب رود
گوشہ ابرو سے مارتا ہے، اور نقاب میں چھپ جاتا ہے
بیفتد آنکہ دریں راہ باشتاب رود
مگر پڑتا ہے، جو اس راستہ میں تیز چلتا ہے
کے ز سایہ ایں در بافتاب رود
اس دروازہ کے سایہ سے مچھوٹتا ہے، کون مانتا ہے؟
کلاہ داریش اندر سر مراب رود
اس کی تاج داری، ریت میں، قلاب ہوجاتی ہے
وگر بروز حکایت کنم خواب رود
اگر اس سے دن میں بات کرتا ہوں تو گناتے ہے
کہ با تو روز قیامت ہیں خطاب رود
کہ قیامت میں، تیرا ہی خطاب ہوگا

۱۔ صبا جو یہاں بیٹھا
۲۔ رہی ہے جگہ
۳۔ لے لے ایسی خوش
۴۔ کہ ہے جیسا کہ ہم
۵۔ حضرت سلیمان کے
۶۔ خوش کن ثابت
۷۔ ہوئی تھی پہلے
۸۔ مراد کو چہ محبوب
۹۔ ہے۔
۱۰۔ غزل کے درمیان
۱۱۔ مستحق کے احوال لکھ
۱۲۔ مطرب اور نوا ساز ہے
۱۳۔ بیاد کو خوش ہے
۱۴۔ سو مرید ہمارے پرند
۱۵۔ طلب ہے ہرے میں۔
۱۶۔ سے خوشی تو جتنی شوق
۱۷۔ اور حملہ کا وعدہ کیا چھپنا
۱۸۔ نے مستحق کو
۱۹۔ شرب نوا
۲۰۔ مناسبت کر کے
۲۱۔ یعنی
۲۲۔ سے قابو میں آتا
۲۳۔ ہے نہ زنی ہی ہے۔
۲۴۔ گوشہ ابرو کے اشارے
۲۵۔ سے راستہ دکھ دیتا ہے
۲۶۔ اور بھروسہ چھپا کر گذر
۲۷۔ جاتا ہے۔
۲۸۔ لے گدائی، غزل سا کہے
۲۹۔ اور سلطنت پر فروغ
۳۰۔ شہ جہاں بیٹھنے کی وجہ سے
۳۱۔ نسا ہو جاتا ہے۔
۳۲۔ بہر صورت ہی بشارت
۳۳۔ کے خلاف چلتا ہے۔
۳۴۔ سنا مستحق کو قیامت
۳۵۔ میں عہد شکن کہہ
۳۶۔ بچلا ہوا ہے۔

دلا جو پر شدی حسن و ناز کی مفروش

اسے دل چیت تو ہڑھا ہو گیا ہے جس اور نازک کی باتیں نہ کر

سواد نامہ مومے سیاہ چوں شد طے

کالے بالوں کی سیاہ کتب محبت طے ہو گئی

کہ اس معاملہ با عالم شباب رود

اس لیے کہ بات، جوانی میں چلتی ہے

بیاض کم نشو و نما صد انتخاب رود

سندی کم نہیں ہو سکتی ہے بظرف سو مرتبہ چشائی ہو

تو خود حجاب خودی حافظ لایمیاں بر خیز

اسے حافظ خود ایسا پردہ ہے نور میان سے اٹھو یا

خوشا کہے کہ درس راہ بے حجاب رود

دہی بہتر ہے، جو اس راستہ میں بے پردہ ہے

قاصد کے کوکہ فرستم تو میغاے چند

قاصد کہاں ہے کہ تجھے چند پیغام بھیجوں

ہم مگر پیش نہد لطف شامکا گے چند

ہاں شاید تک کی مہربانی چند قدم آگے رکھے

فرصت عیش نگہدار و بزین جلمے چند

عیش کا موقع دیکھو اور چند حساب اڑالے

بوسہ چند بیا میز بد شناے چند

چند بوسے، چند کھلیوں کے ساتھ ملا دے

چشم انعام نلارید زانغاے چند

ماؤنڈوں سے، انعام کی کچھ امید نہ رکھو

تاخرایت نکلند صحبت بدناے چند

پاک چمن بد ناموں کی صحبت، تجھے خراب نہ کرے

لفی حکمت مکن از بہر دل عالمے چند

چند عمام کے دل کی خاطر حکمت کما شمار نہ کر

کہ گو حال دل سوختہ باخاے چند

کہ جگر دل کا حال، چند بجڑوں سے دکھ

حسب حالے تو شیتیم و شد ایامے چند

کان زمانہ گذر گیا اور ہم نے احوال نہ کھے

ماہلان مقصد عالی تو انیم رسید

ہم اس بلند مقصد تک نہیں پہنچ سکے

چوں مے از خم بسوخت و گل گلن لقلب

جب شراب شے سے مراحی میں آگے اور میں نے نقاب نہ کھلا

قد آمیختہ با گل نہ علاج دل ماست

گلاب کی قدر، ہمارے دل کا علاج نہیں ہے

ائے گدایان خرابات خدا یا شہاست

اسے شراب خانہ کے فقیر و خدا تمہارا مددگار ہے

زاہد از کوچہ زندان لبلا مت بگذر

اسے زاہد زندوں کے کوچہ سے سلامتی سے گزرنے جا

عیب مے جملہ بگفتی ہمیش نزیکو

تو نے شراب کی تمام برائیاں ذکر کیا اس کی خوبیاں بھی بتا

پیر میخانہ چہ خوش گفت بددی گشت پیش

یہ خانہ کے پیر نے دلچسپ بحث پہنے دل سے کیا عمدہ بات کہی

حافظ از تاب رخ مہر فروع تو لبوخت

سورج کو روشنی دینے والے سے رخ کی گرمی سے حافظ مایا گیا

کامکار النظرے کن سوئے ناکلمے چند

اسے با مراد اچھے نامرادوں پر بھی نغفہ ڈالے

رؤیت ہر سال لالہ لگوں باد

تیرا چہرہ ہر سال لالہ کی فرحت رہے

ہر روز کہ ہست در فزوں باد

ہر دن باقی ہما، ہر جاؤ پر رہے

حُسن تو ہمیشہ در فزوں باد

تیرا حسن، ہمیشہ بڑھاؤ پر رہے

اندر سر میں ہوائے عشقت

میرے سر میں، تیرے عشق کی خواہش

سے بڑھانے کے بال
تو چنے سے جوانی نہیں
آسکتی ہے۔

سے وہاں تک اپنی
کوشش سے نہیں پہنچا
جاسکتا جب تک محبت
کی عنایت شاہن شاہن
نہ ہو۔

سے تیری ہر پارک وقت
ہے عیش کر۔

سے دنیا دار
بہتر نہ

چو پاویں
کے ہیں

ہن سے انعام
کی توقع نہ کر۔

ہے شراب بھی مذہبی میل
کر وہ چیز ہے اس میں

کوئی نہ کوئی خوبی تو ضرور
ہے اللہ کا کام کھلے

خانی نہیں ہو سکتا۔
سے تیری تیرے چہ لالہ کی
طرح نہ تو تازہ رہے

سے عشق میں امان
ہو رہے۔

تدبیر دلبران عالم
نام عالم کے سینوں کا تدبیر
ہر شے کو کہ درچمن برآید
چمن میں جو سر بھی پیدا ہو
حشے کہ نہ فتنہ تو باشد
وہ آگہ جو تیرے فتنہ میں مبتلا ہو
ہر جا کہ دلیت در غم تو
جس سگہ کوئی دل ہے تیرے غم میں
چشم تو ز بہر دلربائی
چیزی آگہ دلربائی کے ہے
ہر کس کہ یہ بجز تونازد
جو شخص تیرے فراق سے ناہنہ کرے

در خدمت و امتت نگوں باد
تیرے قدم کے حضور میں ہنسا رہے
پیش الف تدرت چولوں باد
تیرے قدم کے الف کے سامنے دن کاٹنے ہے
از گوہر اشک غرق خوں باد
آنسو کے گزیر سے، خون میں غرق رہے
بے صبر و ترار بے سکون باد
بے صبر و ترار اور بے سکون ہے
در کردن سخن زوفوں باد
جادو کرنے میں ہنسا رہے
از حلقہ وصل تو بروں باد
تیرے دہیصل کے حلقہ سے باہر ہے

لعل تو کہ ہمت جان حافظ

تیرا وہ ہونٹ، جو حافظ کی جان ہے

دور از لب ہر حسیں دول باد

ہونٹ کے دور سے ہر حسیں دول باد

ساحت کون مکان عرصہ میدان تباد
کون مکان کا میدان تیرے میدان کہ نہیں ہو
حصیت خلق تو کہ بیوتہ نگہبان تباد
تیرے اخلاق کی شہرت کے بیوتہ تیرا نگہبان ہو
دیدہ فتح ابد عاشق جو لان تباد
ابدی فتح کی آگہ، تیری رشتہ کی عاشق ہو
عقل کل چاکر ظفر اکش دیوان تباد
عقل کل، تیرے دفتر کے ظفر اکش کی ذکر ہو
غیرت خلد برین ساحت ایوان تباد
تیرے قلندر کا میدان خلد برین کی غیرت ہو
ہر صبر در عالم آمدت بفرمان تباد
جو بھی عالم امر میں ہے، تیرے حکم میں ہو

خسروا گوئے فلک در خم جوکان تباد
اے بادشاہ! سان کی گیند تیرے بنے کے خم میں ہو
ہتمہ آفاق گرفت و ہمہ اطراف کشاد
تمام جان گرفت میں لے لیاور تمام اطراف کو کھینچ لیا
زلف خاتون ظفر شیفتہ پرچم تباد
ذاتی کوشش کی زلف تیرے پرچم کی ماحول ہے
ایکہ انشاے عطار و صفت شکر تباد
تیرے ایک حلاوت کا اشارہ اور تیرے دہے کی انوش کا ہے
طیرہ جلوه طوبی قدر بچوئے توشد
تیرا درجو قدر طوبی کے جلوس کے بخت میں گیا ہے
نہ بہ تنہا حیوانات و نباتات و جماد
موت گھبراہٹ اور نہایت ابد ہلاکت کا نہیں

حافظ خستہ باخلاف شناخوان توشد

ماہر حافظ، غلوس سے تیرا شناخوان ہو گیا ہے

لطف عام توشفا بخش شناخوان تباد

تیرا عام لطف تیرے شمار خواں کو شفا بخشنے والا ہو

۱۔ تدبیر عشق کو الف سے
۲۔ سید جان کی شہرت
۳۔ دیکھان ہے، ہر کس کے
۴۔ فون بننے کا مطلب
۵۔ ہے کہ وہ چمکا
۶۔ جانے

۷۔ عشق کی آگہ کر
۸۔ جادوگر تیرا جادو ہے
۹۔ وصل ای کو دست
۱۰۔ آگے جو جلیقی بر صبر سے
۱۱۔ یعنی تیرے عشق
۱۲۔ کی شہرت تمام عالم میں

۱۳۔ کا سیاق تیرے

۱۴۔ پرچم پر زلف

۱۵۔ ہے

۱۶۔ تیری

۱۷۔ عاشق بولنے

۱۸۔ عطار و ستار کو

۱۹۔ آسان کا عشق تیرا ہے

۲۰۔ گیا ہے یعنی عطار کا

۲۱۔ تیری خوبیاں لکھا ہے

۲۲۔ کے کوشش پریشانی

۲۳۔ جو بارش کی جانی ہے

۲۴۔ اسکا لکھنا صبر کرنا ہے

۲۵۔ عشق کے قدر کو

۲۶۔ دیکھ کر شکر طوبی فریت

۲۷۔ ہے جادو ہے

۲۸۔ عالم اور وہ کائنات

۲۹۔ ہے جو لطف تیرا، ہر طرف

۳۰۔ سے وجود میں آئی ہے

طیار کے ساتھ تہائی
بیت اچھی ہے ذکر
حاشیہ تھا ہوا فرشتہ
دوسروں کے ساتھ۔
ملا ہر شیطاں کو
کہتے ہیں یہاں مراد
رہیب ہے اور شہین
سیلان سے ملاؤ مشرق
۔۔۔
عہد وطن پر طوطی
کی قدر نہ ہوا درمیل کو
لوگ اچھا سمجھیں
پر کسی جاکا سایہ نہ ہو
سے جس طرح سے
سازگول وطن میں
پڑا رہتا ہے اسی
طرح کو کہتے
مشرق
کی جنت
ہمارے
سویں ہے۔
عہد میں یہی ظریف
نوشی ہے ہر کوئی چیز
نہیں ہے۔
بے صدف سے مراد
زمانہ اور گہرے مراد
خوشدلی ہے
کے بارہ مشرق میں ہونے کی
اچھی کہ اصل ہوتی ہے
چھاپنا سر ویسے
شہر میں خوش نصیب
مشرق سے نکال گیا جاتا
۔۔۔
عہد اللہ کو فرعون کو
داد دینا کہنا چاہتے

خوش قسمت خلوت اگر یار میں باشد
تہائی اچھی ہے، اگر دوست ببرا دوست ہو
من آل نیین سلیمان بیچ نستائم
یہ سلیمان کے اس ننگ کو کسی چیز کے بدلے نہیں لیں گے
روا مدار خدا یا کہ در رحم وصال
اے خدا! اس کو جائز نہ رکھو کہ وہ مال کے ملائین
پہاڑی گو مفلک سایہ شرف ہرگز
نہاے کہ دیکھو وہ شرافت کا سایہ ہرگز نہ ڈالے
بیان شوق پر حاجت کہ مال تین دل
شوق کے بیان کی کتب ضرورت چھاس لکھو لکھائیں
ہوائے کئے تو از سر نمیرود مارا
چیرے کو کہ کی جنت ہمارے سر سے نہیں چلتی ہے

نہ لبوزم و او شیخ انجن باشد
ذیہ کہ میں جوں، اور وہ مغل کی شیخ ہو
کہ گاہ گاہ درو دستا ہر من باشد
جس میں کبھی کبھی، شیطان کا ہاتھ ہو
رقیب محرم و حرم ان نصیب من باشد
رقیب قورقوز دار ہو، اور عروسی تیسرا حصہ ہو
در آل دیار کہ طوطی کی از زغن باشد
اس دیار پر، جہاں طوطی چیل سے کم ہو
تو ان شناخت ز سوز یکہ در سخن باشد
اس سوز سے پہچان جا سکتا ہے، ہو گنتگر میں ہو
غریب رادل اولہ در وطن باشد
ساز کا آکاہی، دل، وطن میں ہوتا ہے

بسان سوسن اگر وہ زباں شود حافظ
سوسن کی طرح اگر حافظ، دس زبانوں والا ہوتا ہے
چو غنچہ پیش تو اش مہر بر دہن باشد
تیرے سامنے، غنچہ کی طرح اس کے کندہ پر ہم ہرک

خوش آمد گل و زلال خوشتر نباشد
عہد مومہ بہار آیا دلاس سے بہتر کوئی بات نہ ہوگی
زبان خوشدلی در یاب در یاب
خوشدلی کے زمانہ کو، ماضی کو، حاصل کر
غنیمت دال سے خورد رنگ تال
غنیمت حبان، اور باغ میں شراب ہی
عجب را مہیست راہ عشق کا تاجا
عشق کی راہ بھی، مہیست راہ ہے کہ اس بکے
لبثوی اور اراق اگر ہمد رس مائی
اگر تو ہمارا ہم سبق ہے تو رفتی دوسرے
زمن ہنوش و دل در شاہے بند
بند ہے سن، اور ایسے مشرق سے دل لگا
میا اے شیخ در خمنا ما
اے شیخ! ہمارے شراب ناز میں آ
ایا پر لعل کردہ حجام زریں
اے وہ! جس نے زریں جام میں سے پریا ہوا ہے

کہ درد سنت بجز ساغرباں
کہ تیرے ہاتھ میں ساغرباں کے سوا کچھ نہ ہو
کہ دائم در صدف گوہر نباشد
اس لیے کہ، سبھی میں گوہر ہمیشہ نہیں ہوتا
کہ گل تا ہفتہ دیگر نباشد
کہ سہول دوسرے ہفتہ تک، وہ ہوگا
کے سر بر کند کش سر نباشد
وہی سولہنگ کرتا ہے جس کا سر نہیں ہوتا
کہ علم عشق در دفتر نباشد
اس لیے کہ عشق کا علم، کتاب میں نہیں ہوتا
کہ حنش بستہ زیور نباشد
جس کا حنش، زیور سے وابستہ نہ ہو
شرابے خورد کہ در کوثر نباشد
ایسی شراب ہی، جو کوثر میں نہ ہو
بہتجا بر کے کش زرنہ نباشد
اس کو دیر سے، مس کے پاس زرنہ نہ ہو

شراب بے خمار نمش ساقی
 اسے ساقی اچھے ایسی بے غار شراب دے
 بنام ایندو بیت میں تم ہست
 اندکبر، میرا چاندی جیسے جسم ولایت ایسا ہے
 من از جاں بندہ سلطان اولیم
 میں دل سے، سلطان ادیس کا غلام ہوں
 بتایج عالم آرائش کہ خورشید
 اس کے عالم آراستان کی تیر، کہ آفتاب

کہ با او، بیج در در سر نباشد
 جس کے ساتھ کوئی در در سر نہ ہو
 کہ در پتخانہ آذر نباشد
 کہ آذر کے بیچانہ میں نہ ہوگا
 اگر چہ یادش از جا کہ نباشد
 اگرچہ اس کو، غلام کی یاد نہ ہو
 چنین زیندہ افر نباشد
 اس طرح کی زینت دینے والا تاج نہ ہوگا

کے گیرد خطا در نظم حافظ
 حافظ کی نظم میں دہی، عیب نکالے جا
 کہ ہمیش لطف در گوہر نباشد
 جس کی طبیعت میں، زراعی معانت نہ ہوگی

خندان را چو طلب باش وقت نمود
 در ماندن میں جب طلب ہو، اور طاقت نہ ہو
 ما جفا از تو ندیدیم و تو ہم نپسندی
 ہم نے تو سے جفا کو نہ دیکھا اور تو بھی پسند کرنا
 تا کہ انمول نماند جاوے چشم تو بلام
 جب تک مستقل طور پر پتیری آکر کا ہاؤ نہ تر کرے
 چوں چنین نیک ز سر رشته خود بجزم
 جبکہ میں بہت زیادہ ماننے انعام سے بے خبر ہوں
 شہر کرا آئے صافی نشد از رنگ ہوا
 ہر وہ شخص، جس کا ہوس گنگ سے آئینہ صاف نہ ہو
 خیرہ آں دیدہ کہ آیش نبرد گری عشق
 وہ آکھ جیلا سے جس کا آبرو عشق کے گریے نے ختم کر دیا
 چوں طہارت نمود کعبہ و تخیلیت
 جب پاکی د ہو کہ مہاور بچانہ ایک ہے
 دولت از مرغ ہالیوں طلبی سایا او
 دولت، با برکت بزم، ادرا اس کے سایہ سے چاہ
 گرد و خواستم از پر مغال عیب مکن
 اگر میں تیرے نقصان سے مدد چاہی، تو عیب نہ لگا
 حافظا علم و ادب زر کرد در مجلس شاہ
 لے حافظا علم و ادب اختیار کر اس لئے کہ شاہ کی مجلس میں

گر تو بیدار کنی شرط مرقت نمود
 اگر تو ان پر ظلم کرے، تو مرقت نہ ہوگی
 آنچہ در مذہب ارباب قوت نمود
 اُس بات کو، جو طرافت والوں کے مذہب میں نہ ہوگی
 نور در سو فتن شمع جنت نمود
 جنت کی شمع کے جلنے میں نور نہ ہوگا
 آن مبادا کہ مدد گاری فرصت نمود
 ایسا نہ ہو کہ مدد کی فرصت، نہ ہو
 دیدہ اش قابل رخسار حکمت نمود
 اُس کی آنکھ حکمت کے رخسار کے قابل نہ ہوگی
 تیرہ آں دل کہ در نور مودت نمود
 وہ دل تاریک ہے، جس میں جنت کا نور نہ ہو
 نبود خیر در آن خانہ کہ عصمت نمود
 اُس گھر میں بھلائی نہیں ہے جس میں پاک خانہ نہ ہو
 زانکہ باز اغ وز عن شہر دولت نمود
 اس لئے کہ تیرے اور جیل میں دولت کا شہر نہیں ہو سکتا ہے
 شیخ گفت کہ در صومعہ صمت نمود
 چارے شیخ نے کہا ہے کہ عبادت غلام میں صمت تو نہیں ہوتی
 ہر کر انیست ادب الایق صحت نمود
 جس میں ادب نہیں ہے وہ صحت کے لائق نہیں

۱۔ نام ایزد کے
 موقع پر استمال کرنا
 جا ہے۔ آذر حضرت
 اربابیم کے ظالم یا چا
 کا نام ہے جو شہر
 بت تراش تھے۔
 سلطان امیرین
 اور اس کے مخالف کے مزاج
 کا نام ہے جو بظور کا
 بادشاہ تھا اور خواہ
 صاحب مقصد اس لئے کہ
 بار خواہ کو بظور لکھ کر
 دی لیکن خواہ نہ چاہتا
 ہے اس کے ساتھ کے
 سامنے سر دیکھ کر
 کے ماضی تھا اس کا
 کے مطابق ہوا نام
 کر رہا ہے
 تو اس پر
 ظلم
 انسانیت
 کے خلاف ہے
 ۲۔ عاشق کے طبع میں
 شمع جنت مدد ہے
 جب تک مشرق کا
 فیض اس میں شامل
 ہو وہ ہر فرد نہیں
 ہو سکتی۔
 ۳۔ جب تک انسان
 دل کے تنگ کر سکتا
 دیکھو وہ عقبات کے
 شاہد کے قابل نہیں
 ہو سکتا۔
 ۴۔ جب تک ایک نہ ہو تو
 تیرا دل کبھی ختم نہیں
 ۵۔ جب عبادت خانے
 روحانیت عالی نہیں تو
 پھر نہ اس کی فواید طری
 جب نہیں ہے۔

سخت کو جو کھولتا ہے وہ حقیقت ہی نہیں جہاں سے ناپا کر رہا ہو دیکھو کمال سے کا کرنا چاہیے۔

سے بری اور اسے مشورہ کی مثال شہادہ کی ہے، کھلی شے کے لیے بدیہوتی ہے۔

سے آنکھ کی کو مشورہ کے رخسار کا تیل تڑا دیا ہے کہ تیرے اظہار کی زبان کا تقاضا ہے کہ تیری وفاداری کو فراموش نہ کر سکتا ہے۔

نہیں کہ سکتا ہے۔

نہیں چاہتا ہے کہ سزا میری تو تم کا شکا ہے

دورو

دل کی وجہ سے میرے کان سے میرا

میرے دل کی روشنی کی طرح ختم ہو گیا نہیں ہے

سے اس کو سزا تیرے لیے ہے

کبریٰ پر اعلیٰ سے شریعت پر کئی وجہ نہیں مل سکتا ہے۔

شہ جبکہ ہم پر ہے اس کے ساتھ حضور بھی اس کے ساتھ ہی رہتے

سے ہم انھیں کفر سے ہمیشہ کی مانند ہی جان گئے تھے۔

سے سنگ خارا کی مشابہت ہے جو بہت سخت ہوتا ہے اور اس سے

کاروں۔

خوشادے کے ملامت سے نظر نرود وہ دل خوب ہے جو بیش نظریے سے نہ دوسے

طبع دل لب شیریں نگر مد اولیٰ دست میوان شیریں ہونوں سما، لایح نہ کرنا بہتر ہے

من گدایا ہوس سروت استے دارم میں فقیر۔ ایک ایسے سروقات کی ہوں کرتا ہوں

تو آد دیدہ غم دیدہ ام مشوے اشک لے آسما میری غم دیدہ آنکھ کی سیاہی نہ دھو

تو کہ مکارم اخلاق عالم دگری تو اخلاق کی شرافتیں کیوں سے ایک دوسری ہی دنیا ہے

بہ تاج ہد ملامت از رہ میر کہ باز سفید ہنہ سے تاج کے زینہ مجھے راستے سے بھٹکا اس کی تیز

دل امایش چیں ہرزہ گرد و ہر جانی لیے دل ایسا آردہ کرد واد ہر جانی نہ بن

سیاہ نامہ تراز خود کے نہ می بنیم عدلیے سے زیادہ سیانا سماں والا کسی کو نہیں دیکھتا ہوں

زمن جو یاد صبا بویے تو خود در غم غار بحر سے یاد مہمانی طرح اپنی خوشبود تدک

پوش دامن عطفے بزلت من مست بھوست کی لغزش ہر معافی کا دامن و عتاب لے لے

بہ ہر درش کہ خواند بے خبر نرود حمد و مدح سے ہر اس کو بلا میں بے خبر ہو کر دجائے

وے لیونہ مکس از بے شکر نرود لیکوں، مہمی شکر پر کے نہ جائے

کہ دست درگش جز یہ سیم و زر نرود جس کی کر میں ہاتھ ہر بجز سونے مانگے کہ پائے

کہ نقش خال و یکم ہرگز از نظر نرود اس لے کہ اس کے تلی کا نقش ہرگز میری تلے نہ جا سکا

وفائے عہدین از خاطرت بدر نرود بری وعدہ دہنائی تیری طبیعت سے نہیں کھل سکتی ہے

ز کبر از بے ہر صید محقر نرود تکبر کی وجہ سے ہر محقر شکار سے بچھے نہیں جاتا ہے

کہ بیج کارز پیشت بدیں ہنر نرود اس لیے کہ تیرا کوئی کام ہنسے پورا نہیں ہو سکتا ہے

چگونہ چون قلم دو دو دل بسر نرود قلم کی طرح دل کا دھواں کس طرح سے سرگ نہ پیچھے

چرا کہ بے سز زلف تو ام بسر نرود اس لیے کہ تیری زلف بہ دن، میری ہر بہن ہوئی ہے

کہ آبروئے شریعت میں قدر نرود اس لیے کہ شریعت کی آبرو اس مقدسے نہیں مل جا سکتی

بیار بادہ و اول بدست حافظہ
شراب لا اور پہلے حافظ کے ہاتھ میں لے
بشرط آنکہ ز مجالس سخن بدر نرود
اس شرط پر، کہ بات مجلس سے باہر نہ جائے

دلبر رفت و دل شد گال را خبر نگر دہر چلا گیا اور دل گئے جنوں کو خبر نہ کی

یا بخت من طریق محبت فروگذاشت یا تو میرے نیچے نے محبت کے راستہ کو چھوڑ دیا

من ایستادہ تا نمش جان فداجو شمع میں کھڑا رہتا کہ شمع کی طرح اس پر جان قربان کر دوں

گفتم مگر بگریہ دلش مہر یاں کنم میں کہا تھا یہ روئے سے اس کے دل کو مہر یاں کر لوں

یا دخریف شہر و رفیق سفر نگر د فہم کے دوست، اور سفر کے ساتھی کی یادوں کی

یا اولیٰ ساراہ حقیقت گذر نگر د یا اس نے حقیقت کی، شاہراہ پر گذر نہ کی

او خود گذر بمن چون سحر نگر د وہ خود صبح کی نسیم کی طرح میرے پاس لے نہ گذرا

در رنگ خارہ قطرة بالاش نگر د سنگ خارہ میں، بارش کے قطرے نے اثر نہ کیا

ہر کس کہ دید روی تو بسید چشم
 بس نے تیرا چہرہ دیکھا، میری آنکھوں کو ہم ایسا
 درخشم کہ میری شد ہمدام رقیب
 میں جوں ہلکے وہ رقیب کے ساتھ کس وجہ سے ہو گیا؟
 مرغ دل رقیب اور پیش غم بوخت است
 اگر ہم نے مرغ دل سے ہاں اور پر حلائے ہیں

کاسے کہ کر دیدہ من لے نظر نگر
 اس لیے کہ جو کام میری آنکھ نے کیا ہے وہ دیکھ نہیں گیا
 خرم چہرہ، تجھ کیسے جو قرین کس نگر
 جبکہ کسی نے کوڑی کو مگر ہر کاسے اتنی نہیں بنایا
 سولے خام عاشقی از سر بدر نگر
 عشق کے ناقص جوں کو سر سے نہیں علا ہے

گلکٹ زباں بریدہ حافظ درآین

حافظ کے زبان کے تسلے نے، انہیں میں
 باکس نگفت راز تو تا ترک سر نگر
 تیرا راز کسی سے نہیں کہا، جب تک کہ سر پہلا نہیں ہو گیا

دل از من برد و روز من نہاں کرد
 میلاد لے گیا، اور مجھ سے نہ چھپایا
 شب تنہا تیمم در قصد جاں بود
 بچہ کی رات، میری جان کے دل پہ تھی
 چرا چوں لاله خونیں دل نسام
 میں لالہ کی طرح، غم کیوں نہ ہوں؟
 صبا اگر چارہ واری وقت وقت است
 اے صبا اگر تیرے پاس علاج ہے تو بے وقت ہے
 کرا گو کم کہ ما میں درد جانسوز
 میں اس سے کہوں کہ اس جانسوز درد کے ہوتے ہوئے
 بد انسان سوخت چوں تمم کہ برمن
 اس نے مجھ سے فصیح کی مانند اس طرح مہلا، کچھ مجھ پر
 میان مہربانوں کے تو ان گفت
 دوستوں میں کب بیان کیا جا سکتا ہے

خدا را با کہ ایں بازی تو ان کرد
 بسے خدا! یہ تمہیں اس سے کھلا جا سکتا ہے؟
 خیالش لطف نائے بیکراں کرد
 اس کے خیال نے بسے انتہا میرے باسیاں میں
 کہ با من ز گس او سر گراں کرد
 اس لیے کہ اس کی آنکھ نے، مجھ پر غصہ کیا
 کہ در داشتیا تم قصد جاں کرد
 اس لیے کہ عشق کے درد نے میری جان کا ارادہ کیا ہے
 طہیم قصد جان ناقواں کرد
 میرے طہیم نے ہی نکڑ اور جان لینے کا ارادہ کیا ہے
 صراحی گریہ و ربط فغاں کرد
 صراحی رددی، اور ربط نے فغاں کی
 کہ یار من چنین گفت و چناں کرد
 کہ میرے دوست نے ایسا کہا، اور دنیا کیا

عدو با جان حافظ آں نگرے

حافظ کی جان کے ساتھ، دشمن بھی وہ نہ کرنا
 کہ تیر چشم آں ابرو کماں کرد
 جو اس گمان ہے ابرو لے لے آنکھ کے تیر نے کیا

ولا بشوز کہ سوز تو کار باک بند
 اے دل اجل، کہ تیرا جلنا بہت سے کام ہے
 عتاب یار پیچہ چہرہ عاشقہ بکش
 بری جیسے چہرے ہار کے حضور، عاشقہ اظہارِ بلاشت کر

دعائے نیم شبی دفع صد بلا کند
 آدمی رات والی دعا، ستر بلاؤں کو دفع کرتی ہے
 کہ یک کر شمشہ تلافی صد جفا کند
 اگلے کو ایک ادا، سوظلموں کی تلافی کرتی ہے

تیرا رخ دیکھ کر
 سب اس بات کے خیال
 ہو گئے کہ میری آنکھوں
 کا گریہ بے عمل نہیں ہے
 نہ محبوب بجز لہ لہ اور
 رقیب بجز کوڑی کے
 ہے دعویٰ کا مجھے صل
 ہے۔

حافظ کے قلم نے
 راز عشق کھلا کر
 جبکہ اس کا سر ظلم ہو گیا۔
 عداوت پر کتنا توفیق دیا
 ذکر انوشیروان
 لے لیتا۔

حضور کا حکم
 ذریعہ قول
 غون
 کیوں
 ہے۔

صبا!
 عشق کو ننگ عطا
 کرنے والا پیام لا،
 درد جان گئی۔
 کچھ میرا طہیم ہے
 وہی تامل ہے۔
 شے دشمن تو قتل ہی
 کرتا تھا، نہ نیم میل
 بناویا۔

حضور میں سوز
 پہلا پہتا ہے، جو عا میں
 اتر جاتا ہے۔

زلمت تا ملوکش حجاب برگیرند
 ملک سے حکومت تک پرورے، چنانچہ تیرے
 طیب عشق میجادت و مشفق لیک
 عشق کا قیام برسا جیسے دم والا اور بہرمان ہے لیک
 تو باقدائے خود انداز کار و دل خوش مار
 تو کام اپنے خدا کے سپرد کر اور دل خوش رکھ
 زخمت خفتہ ملو لم بود کہ میدائے
 میں اپنے سوئے نصیب سے بچتا ہوں جو سکتا ہے کہ کئی چیلہ

ہر آنکہ خدمت جام جہاں نما بند
 اس شخص کے لئے جو جاہر جہاں نما کی خدمت کرتا ہے
 چو درد در تو نہ بیند کرا دوا بکند
 جب تجھ میں درد نہ دیکھے تو دو اس کی کرے؟
 کہ رحم اگر نکند مدعی خدا بکند
 کیونکہ اگر قیام رحم نہ کرے گا تو خدا کرے گا
 بوقت فاتحہ صبح یک دعا بکند
 صبح کے استسنانی وقت میں ایک دعا کرے

بسوخت حافظ و بچنے ز زلف یار نبرد
 حافظ مل گیا اور ہر سو کی زلف کی خوشبو اس کو مال پہن
 مگر دالت امیں دولتش صبا بکند
 سنا یاد اس دولت کی طرف صبا کی رہی کرے

دیدم لے دل کہ غم یار در گیار کرد
 لے دل تو نے رو دیکھا کہ دوست کے غم نے پھر کیا کیا؟
 آہ ازاں نرس جا دو کہ صبا زاری نچیت
 آہ اس جا دو کی نرس ہو کہ اس نے کیا ہادی کیل
 اشک من تک شفقت یافت بتمیری یاد
 یار کی جو فانی سے میرے آنسوؤں میں شفقت کا رنگ پیدا ہو گیا
 ستا قیا جام میم دکہ نگارندہ غیب
 نے ساتی لکھے شرب کا جام ہے اس لیے کوئی کھینے والے نے
 آنکہ بر نقش زرداں دائرہ میتانی
 جس نے اس جڑاؤ دائرہ کو بنایا

چوں بشد دسرو یا یار و قادر چه کرد
 دوست کیسا چلا گیا اور دانا دار یار کے ساتھ کیا کیا؟
 دئے ازاں مست کہ با دم ہمشیر چه کرد
 بائے اس مست بہکاس نے ہوش مند کے ساتھ کیا کیا؟
 طالع بے شفقت ہیں کہ دریک چه کرد
 بے شفقت نصیب کو رو بیکر کہ اس نے اس معاملہ میں کیا کیا؟
 نیست معلوم کہ در سپردہ اسلر چه کرد
 یہ معلوم نہیں کہ رازوں کے بندے میں کیا کیا؟
 کس ندانت کہ در گردش بر کار چه کرد
 کسی کو معلوم نہیں کہ اس نے بے راز کیا کرد تو نہیں کیا کیا؟

وہ کہ باخر من مجنون دل افکار چه کرد
 وہاں وہاں اس نے زخمی دل مجنون کے گلہاں کیا کیا؟
 برق عشق آتش غم دل حافظ زخمت
 عشق کی بجلی نے حافظ کے دل میں آگ لگا دی اور وہ جل گیا
 یار درینہ برینہ سید کہ با یار چه کرد
 دیکھو ہیرا نے دوست نے دوست کے ساتھ کیا کیا؟

تکیہ بر عہد تو و باد صبا نتواں کرد
 تیرے عہد اور باد صبا پر بھروسہ نہیں کیا جا سکتا
 ایں قدمت کہ تغیر قضا نتواں کرد
 ہاں یہ ضرور ہے کہ تغیر قضا نہیں بدلا جا سکتا

دست در حلقہ آن لاف دو تا نتواں کرد
 اس دولتی زلف کے حلقہ میں ہاتھ نہیں ڈالا جا سکتا
 آنچه سستی ست من اندر طلبت بمنووم
 جو کچھ کوکشتش عنک ہے میں نے تیری طلب میں کی

طاہر سے دلبرستی دینا
 سے نیک عالم والا کے
 راز کھول دیتی ہے۔
 سے غلام اگر بھروسہ
 ہوتا ہے تو خدا مدد کرے گا
 کے صبا کی بکرت زلف
 کی خوشبو سے آئے۔
 سے نرس کی جا دو کی جا دو
 بھری آنکھ جو خود ست
 تھی اس نے
 ہوش
 دلوں
 کو ہوش
 کر دیا۔
 شہ اپنی فانی آئینہ
 مدعا ہوا۔
 سے شایستگی زانو کو
 کھول دے۔
 کے انسان اپنی سسی
 کو کشتش کرے بیچو کو
 تقدیر کے حوالے کرے۔

دائمن دوست اہل غدا بدست
 دل کے سوگون کے دوست کا دامن ہاتھ میں کیا
 عارضش راہ مثل ماہ فلک تنواں خواند
 اس کے رخسار کو سہاں کے چاند سے مثل نہیں دیکھا سکتی
 سروبالائے من آن دم کہ در آید سماع
 میرا بلند سرو، جب و جہد میں آتا ہے
 مشکل عشق کہ در حوصلہ دانش ماست
 عشق کی مشکل جو جاری عقل کے حوصلہ میں ہے
 غیر تم کشت کہ محبوب جہانی لیکن
 مجھے اس فرشتے اور ڈالاکہ کو دنیا بھرا محبوب ہے لیکن
 من چہ گویم کہ ترانا از کی طبع لطف
 میرا کیا کہوں کہ تیری پاکیزہ طبیعت کی نراکت
 نظر پاک تو ان در رخ جانان دیدن
 محبوب کے منہ کو پاک، نظر دیکھ سکتی ہے

بفسونکہ کند خصم رہا نتواں کرد
 مخالف جو شتر کر رہا ہے اس سے وہ نہیں چھوڑا جا سکتا
 نسبت دوست بہرے سرویا نتواں کرد
 دوست کی نسبت بہرے سرویا سے نہیں کی جا سکتی
 چہ محل جا نہ حال را کہ قبا نتواں کرد
 کیا موقع ہے کہ جان کے کرتے کو جو فدا کیا جا سکے؟
 حل این نکتہ بدیں فکر خطا نتواں کرد
 اس نکتہ کا حل اس غلط فہمی سے نہیں کیا جا سکتا
 روز و شب عہدہ با خلق خدا نتواں کرد
 دن رات بھلتے فدا سے لڑائی نہیں کی جا سکتی
 تا تجدیت کہ آہستہ دعا نتواں کرد
 اس حد تک ہے اگر آہستہ بھی نہیں چھلا جا سکتا
 کہ در آئینہ نظر جز بصفا نتواں کرد
 اس لیے کہ آئینہ میں صفائی جملہ نظریں کی جا سکتی

بجز ابروئے تو محراب دل حافظ نیست
 مانتھ کے دل کی محراب تیرے سرو کے سوا نہیں ہے
 طاعت غیر تو در مذہب ما نتواں کرد
 چارے مذہب میں تیرے غیر کی اطاعت نہیں کی جا سکتی

دانی کہ جنگ و عود وہ تقریر میکند
 تجھے معلوم ہے جگہ اور سار جگہ تقریر کرتا ہے!
 ناموس عشق و رونق عشاق میں بند
 عشق کی حرمت اور عاشقوں کی رونق جہیں ہے ہیں
 جز قلب تیرہ صبح نشد حاصل و ہنوز
 تا ایک دل کے صلہ نہ ہو جو حاصل نہیں ہوا اور اب تک
 گویند رم عشق مگو تید و شنوید
 کہتے ہیں عشق کے راز و دستاؤ سنو
 تشوش وقت پر مغال میں بند باز
 پیر مغال کے وقت کو پھر بدیشان کرتے ہیں
 صد ملک دل یہ نیم نظر نتواں خرید
 دل کے سوکے ادھی نظر میں خریدے جا سکتے ہیں
 ما از برون در شدہ مغرور صد فریب
 ہم پردے کے باہر سو فریبوں کے دھوکے میں ہیں

پہناں خورید بادہ کہ تکفیر میکند
 شراب چمکے پیر کیونکہ سانس نہرتا ہے ہیں
 عیب جوان و سوزش پر میکند
 جوان کو عیب دار اور بڑھے کو سوزش کرتے ہیں
 باطل دریں خیال کہ اکیر میکند
 اس باطل خیال میں ہیں کہ اکیر بتاتے ہیں
 مشکل حکایتیت کہ تقریر میکند
 بہت مشکل بات ہے اس کی تقریر کرتے ہیں
 این ساکان نگر کہ چہ با پر میکند
 ان ساکنوں کو دیکھو اور بس کے ساتھ کیا کرتے ہیں
 خواباں دریں معامہ لقصیر میکند
 مسین اس معاملہ میں کو بتا ہی کرتے ہیں
 تا خود درون پردہ چہ تقریر میکند
 تعلیم وہ پردے کے اندر کیا تقریر کرتے ہیں!

معدوس ہزاروں
 سے حاصل ہر صدمہ
 نتروں سے ہاتھ نہیں
 چھوڑتا۔
 عشق کو کھٹکے کا پلندہ
 ہے تشبیہ رہا ہے کل ہے
 وہ بے سرو پا ہے۔
 بے کرتے کو کہا جاتا ہے
 اس کو چاک کر داتا۔
 عہد عشق کی مشکلات کو
 عقل کے زہر پر مل نہیں
 کیا جا سکتا۔
 عہد بیکر نام غلط خلق
 عاشق ہے تو سب سے
 کہاں تک جھگڑا کیا جائے
 نہ تازا کشت زہر سے
 لہوے کو بھی برداشت
 نہیں کرتا تو پھر
 آگے
 کیا ہے
 غلطی کو
 پاک کر کے ہی
 محبوب کے سہا پر نظر
 ڈال جاتی ہے۔
 شہ دور سار میر جنگ
 اور عود کا تیرا کیا جان
 ہے لیکن اہلین خند
 نہ پڑا بلین غصہ عشق
 اور عشاق کی بے آہوئی
 کرتے ہیں ہر قسم کے مشور
 کے درجہ انکار تک۔
 ملا ان بھلا کاتب
 سیاہ جھانپنے مل کو
 بہتر بیکر چھوڑ
 تا عشق کی بات کرے
 سے دہے ہے کہ کھل
 ہنست ہے۔
 مٹا ہزاروں گلوگلو
 گنہگار تھی۔
 یہ سوزن سب کو کیا
 ہو گا کہ بے خبر ہو سکتا ہے۔

عجب سبک باسی
تو ہم نظر پر تو کیا
دریغ کرتا ہے۔
مہم تو نظر باز ہیں
نعلوم دوسرے میں
کیا کہتے ہیں۔
عہدیکہ صاحب نظر
حیران ہیں بچکار دنیا
تیا کے گل۔
سے اگر توجیے چلی ماٹ
سے واقف ہو جاوینا
تو گڑھی کی کوئی قیمت
باقی نہ رہے۔
یہ جو عاشق بار کے
شکرے کریں وہ جو کہ
سستی ہیں۔
مہم چاند
سویچ میں
کئی محبوب
کئی کہہ کرے گا
کس ہے۔
شد کھانہ ہر وقت کھانے والی
ہر شے کھانے کا اور سب کچھ
مہم گڑھی کی گڑھی رکھ
ہی اپنا تھاپوری
کر سکتے تھے۔
مہم سب سے تیز کے
ظلم آہیں اور وہ آٹا کیا
شا زام دیو ہے اور
میں تو ان خوں جانظ
ہوں۔

قومے بخت و جہد گرفتند وصل دوست
کچھ لوگوں نے دوستی کو شش کے ماہل کر لیا
فی الجملہ اعتماد مکن بر ثبات دہر
زمانہ کے مٹاؤ پر ہاں مگر ہر دوسرے

قومے درحوالہ ہفتد بر می کنند
دوسرے لوگ تقدیر کے حوالے مگرتے ہیں
کایں کارخانہ الیت کر تغیر می کنند
اس لیے کہ یہ ایسا راز ہے جسے کوئی کھانے نہیں

تمے خور کہ شیخ و حافظ مفتی و محتسب
غرابی اس لیے کہ شیخ اور حافظ اور مفتی اور محتسب
چوں نیک بنگری ہم تیزو می کنند
جب تو خور سے دیکھے، سب فریب کرتے ہیں

در نظر بازی ما بیخراں حیرانند
بے خبر لوگ، ہماری نظر بازی میں حیران ہیں
عاقلاً لفظہ پر کار وجودند ولے
عقل مند، وجود کی ہر کار کا لفظ ہیں لیکن
وصف رخسارہ خورشید زخفاش میں
خورشید کے رخسار کی خوبی، چمکاؤ سے نہ پونچھ

من چشمیم کہ نمودم در ایشان دانش
میں نے دیکھا ہے کہ ان لوگوں کے علم میں
عشق دانکہ دریں دائرہ سرگردانند
عشق کو معلوم ہے کہ اس دائرہ میں بچکار ہے
کہ دریں آنہ صاحب نظران حیرانند
اس لیے کہ اس معاملہ میں صاحب نظر حیران ہیں

گر شوند کہ از اندیشہ ما معجز گال
اگر ہمارے خیال سے پہنچے آسمان ہر سب ہیں
لاف عشق و گلہ از اینے لاف فلان
عشق کی بیگیا اور مشرق کا شکر، جھوٹی ڈنگوں کا کیا بنا

بعد ازین خرقہ صوفی بدوستانند
اس کے بعد کسی صوفی کی گڑھی نہ کریں
عشق بازان جنیں مستحق ہجرانند
ایسے عشق باز، ہجر کے مستحق ہیں

جلوہ گاہ رخ او دیدہ من تنہائیت
اس کے رخ کی جلوہ نما صرف میری ہی آنکھیں ہیں
مگر چشم سیاہ تو سیاہ موزد کار
شاہد تیری ہی سیاہ آنکھ تیرے کام کھاتے

ماہ و خورشید ہمیں آئینہ میگردانند
چاند اور سورج میں آئی آئینہ کو گمارہے ہیں
ورنہ مستوری دستی ہمہ کس توانند
ورنہ ہر چیز گاری اور سنی، سب لوگ ہی کر سکتے

مفسلایم و موائے مے و مطرباریم
ہم مفسس ہیں، اور شراب کی عوام میں رکھتے ہیں
گر نیز تنگہ ارواح بر دیوے تو باد
اگر چہ تیری خوشبو، دیوں کی نظر کچھ گاموں پہنچا ہے

عقل و جان گوہرستی بہ شرافتانند
عقل اور جان ہستی کا گوہر کہاؤ کر دی
ما چہ بندہ و ایں قوم خداوندانند
ہم سب غلام ہیں، اور = لوگ آقا ہیں

فدانہ ہا زہد، بیضا ندر گئے ہا زہد کے ساتھ ہا زہد ہے

زادہ از زندی حافظ کند فہم چہ پاک
حافظ کی زندگی کو اگر زاد نہیں سمجھتے تو کیا پرواہ ہے
دیو مگر نیز دازان قوم کہ قرآن خوانند
شیطان ان سے بھالت ہے، جو قرآن پڑھتے ہیں

دوش وقت سحران غصہ نجیتم دادند
 شب گذشتہ صبح کے وقت انہوں نے مجھے شہ نجات دی
 یہ خود از شغفہ پر تو ذاتم کردند
 انہوں نے ذات کے ہر تڑکے اور تے مجھے بخود بنا دیا
 چہ مبارک سحرے بود و چہ فرخندہ شے
 کیا برکت صبح تھی اور کیا مبارک رات سحر تھی
 چوئل من از عشق رخس بخورد و حیران گستم
 مہربانی اس کے رخس کے عشق سے بخورد اور حیران ہو گیا
 من اگر کام اور خوش دل و خوشدل عجیب
 میں اگر کامیاب اور خوش دل ہو گیا تو کیا تمہارے ہے
 بعد ازین رویے من و آئینہ حسن نگار
 اس کے بعد میرا مہر ہو گیا، اور مشرق کے حسن کا آئینہ
 با لطف آں روز زمین خردہ این دولت داد
 یہی رشتہ ہے اس دن لکھے اس دولت کی خوشخبری دی
 ایں ہمدقند و شکر گز سختم می ریزد
 یہ سب تقدیر مسخر، جو میرے کام سے تجھ پر ہے
 کیہا میت عجب بندگی پر مغال
 پہنچ ستمناں کی مٹلائی، عجیب کیہا کیہے
 بحیات ابد آن روز رسانید مرا
 جیسا کہ زندگی کے پاس نے مجھے اس روز پہنچایا
 عاشق آں دم کہ بلام سوز زلف تو فواد
 عاشق ہوں وقت تیسری زلف کے جان میں پھنسا
 شکر شکر بشکر اہ بیفشان اے دل
 اے دل شکر کی شکر، شکر، شکر انے میں خنجر دگر

وند آں ظلمت شب آہستہم دادند
 اور اس تاریکی میں انہوں نے مجھے آہستہ آہستہ دیدیا
 بارہ از جام تجلی صفاتم دادند
 صفاتی تجلی کے جام سے، مجھے شراب دیدی
 آں شب قدر کہ ایں تازہ براتم دادند
 وہ شب قدر جس نے مجھے تازہ دتا اور دیدی
 خبر از واقعات و مناتم دادند
 مجھے لاف اور منات کے واقعہ خبر دیدی
 مستحق بودم و اینہا بزرگاتم دادند
 میں مستحق تھا اور یہ چیزیں انہوں نے مجھے بزرگائی میں
 کہ در آنجا خبر از جلوہ ذاتم دادند
 اس لیے کہ اس جگہ انہوں نے مجھے ذات کے جلوہ کی جلویش
 کہ بیازار غمت صبر و شباتم دادند
 جبکہ تیرے غم کے بازار میں مجھے صبر اور دعاؤ دیدیا
 اجر صبریت کز ان شاخ نامم دادند
 اس صبر کا بدلہ ہے جو اس شاخ نجات کے خوش بکھانوں کو دیا
 خاک او گشتم و جنس در جامم دادند
 میں اس کی خاک بنا کر انہوں نے مجھے اس قدر دھو دیا ہے
 خط آزادی از حسن مامم دادند
 جبکہ حسن مامر کی آزادی کا خط انہوں نے مجھے لے دیا
 گفت کز بند غم و غصہ نجیتم دادند
 ہوا تھا کہ تم غم و غصہ کی قید سے انہوں نے مجھے نجات دیدی
 کہ نگار خوش شیریں حرکاتم دادند
 ایسے کہ انہوں نے مجھے شیریں حرکات دلا پتہ مشق دیدیا

بہت حافظ و الفاس سحر خیزاں بود
 حافظ کی لاطنی توجہ اور صبح کو اٹھنے والوں کے سانس تھے
 کہ زبند غم آیام نجیتم دادند
 کہ انہوں نے زنا غم سے مجھے نجات دے دی

گل آدم بر شتد و بر سپان زردند
 آدم کی گل کو گوندھا، اور اس سے پیانا بنا دیا
 باسن را نشیں باوہ مستانہ زردند
 مجھ، مسافر کو مستانہ شرب دیدی

دوش دیدم کہ ملائک در میخانہ زندند
 میں نے کل شب دیکھا کہ فرشتوں نے میخانہ کار داروں کو گھسٹایا
 شاکان حرم ستر غفاف ملکوت
 عالم ملکوت کی پاکدامنی کے راز کے حرم کے گیسے ہوں

سداوند کا نام علی ماکان
 تصاویر کے کر بنایا جاسے۔
 اس میں ایک تجلی
 صفاتی ہے یعنی جب
 تجلی صفاتی مجھ پر پڑی
 میں اپنی ذات کو قبول
 گیا۔

سداوند اس شاہی
 حرم کو کہا ماہ ہے
 جس کے ذریعہ خزانہ
 سے روپے حاصل
 کئے جا سکتے۔

سلاط وہ دست سخا
 میں کو حضرت شیب
 کی قوم پر تھی تھی اور
 منات عرب میں سبیل
 قبیلہ کا ست

صاف بنے
 وجود کو
 مستقل سمجھا
 بت پرستی ہے۔

یعنی روئے محبوب
 میں مجھے کوئی ذاتی لاشا
 ہوا۔

شاخ نجات، گنا،
 مراد مجھ سے اور ایک
 خاص مشورہ کا نام ہے
 ہے کہ مجھے جو شجاعتی
 ہے کہ ملاقات اہل ایمان پر ہوگا
 لہذا مجھے ایسی نہ دے گا
 ہے۔

شعشع میں جتلا ہو کر
 رنگ کے ٹھکانوں کی حالت
 مائل ہو جاتی ہے۔
 کہ قوم کی تھی شرب
 ممت کے لئے یا تازہ
 نئے نئے شرب کی کوشش
 شرب بلادی

سرور بس عشق دار دل ز مندا حافظ
 ماقا کا درد مند دل عشق کے سبق کا تجھیاں رکھتا ہے
 کہ نہ خاطر تماشا نہ ہوا کے باغ دار
 اس لیے کہ نہ میر کا تجھیاں رکھتا ہے اور نہ باغ کی خواہش

دادگر افلاک ترا جرم کش سپاہ باد
 نے متصف با آسان تیرے پاس سے کہ کون کھنڈا لاہو
 ذرہ کا رخ رفعتت مست فطرت افق
 تیری بندگی کے عمل کا نگرہ، بہت بندگی کی وجہ سے اونچا ہوا
 زلف سپاہ پر حمت چشم و چراغ عالم است
 تیرے کالے پردہ کی زلف تو دنیا کا چشم و چراغ ہے
 اے شہساز معراج معراج مقصد کل آزادی
 اے مصائب کے برہ کے چاچا جو انسانیت کا تھکا گیا ہے
 چوں پہلے قائمیت زہرہ شوق و زور ما
 جب تیرے قدم کے عشق میں زہرہ ترانہ گانے
 زہ طبع سپہ رواں قرصہ سیم وزر کہ مست
 آسان کے لڑکھے اور وہ چاندی سونے کی ٹیکری جو موجود ہے
 دختر فکر بکر من ہمد صحت تو شد
 میرے فکر کی بارہ لڑکی تیری طبیعت کی ہمد ہوئی

دشمن دل سیاہ تو غرقہ بخوں چولالہ باد
 تیرا سیاہ دل دشمن، لالہ کی طرح خون میں ڈوبا ہوا
 راہن روان و ہم را را ہ ہزار سالہ باد
 وہ ہم کا دست چلنے والوں کے سچے ہزار سالہ ہوا
 جان نسیم دولت در شکن کلالہ باد
 تیری دولت کی نسیم کی وجہ سے جانہ زلف کی شکن میں ہوا
 باوہ صاف دانمت در قبح وسالہ باد
 تیرے پاس سلام و تقدیر میں ہمیشہ صاف مشرب ہوا
 حاسدت از سماع آل ہمد آہ ونالہ باد
 تیرا ماسد اس کے سننے سے آہ و نالہ کا ہمد ہوا
 از لب خوان حمتت سہل ترس نوالہ باد
 تیری دولت کے دست خوان کے کہنے کا آسان ترین نوالہ ہوا
 قہر جنیں عروس را ہم بکفت حوالہ باد
 ایسی ذہن سا، ہمہر بھی تیرے ہاتھ کے حوالے ہوا

حافظ تو دریں غزل حجت بندگی نوشت
 تیرے حافظ نے اس غزل میں غلامی کی دستاویز لکھی ہے
 لطف عبید پرورت شاہد اس قابل باد
 تیری غلام پروردہ رہا ہائی اس دستاویز کی خواہ ہوا

دیر است کہ دلدار سیاہم نرفتاد
 زمانہ گزر گیا، کہ دلدار نے کوئی پیغام نہ بھیجا
 صد نامہ فرستادم و اس شاہ سواراں
 میں نے سو خط بھیجے اور اس شاہ سوار نے
 سوائے من وحشی صفت عقل مریدہ
 مجھ وحشی صفت، دیوانے کی جانب
 دانست کہ خواہد شد مرغ دل از دست
 وہ جانتا ہے کہ مرغ دل میرے ہاتھ سے جدا جاتا ہے
 فریاد کہ آں ساقی شکر لب مرست
 ہائے آں شکر سے جو شادمانے مرست ساقی نے

نوشت کلام و سلام نرفتاد
 اس نے نہ کچھ لکھا، نہ سلام بھیجا
 سیکے ند و انید و پیانے نرفتاد
 کوئی قصائد نہ دوز آیا اور نہ پیغام بھیجا
 آہو روشے کیک خرام نرفتاد
 کوئی آہ و روش، کوئی کیک خرام نہ بھیجا
 زان طرہ چوں سلسلہ دلم نرفتاد
 اس زنجیر جیسی زلف کا سانس نے جال نہ بھیجا
 دانست کہ محمود و جام نرفتاد
 جان نیک میں اے شافی میں ہوں اور اسی جام نہ بھیجا

۱۔ یعنی تو منو بیجاں
 ۲۔ یعنی وہم و خیال
 ۳۔ کہ نہ دے بالاتر ہوا
 ۴۔ یعنی تو آدمیت
 ۵۔ کا مقصد ہے۔
 ۶۔ زہرہ ستارے کو
 ۷۔ قاصد رنگ آگیا ہے
 ۸۔ دنیا
 ۹۔ دنیا
 ۱۰۔ تیرے
 ۱۱۔ درخشاں
 ۱۲۔ سے جان ہوا
 ۱۳۔ میرے ایشا اکوٹ
 ۱۴۔ تو اپنے ہاتھ کے
 ۱۵۔ شایان شان دے۔
 ۱۶۔ کہ آہو ز قاصد عشق
 ۱۷۔ اور پگور قمار سے
 ۱۸۔ قاصد مراد ہے۔
 ۱۹۔ غلامی اور شراکت
 ۲۰۔ آگیا کیک بیوت ہوتی ہے
 ۲۱۔ جس میں خزانے لے جاتی
 ۲۲۔ محسوس کرتا ہے اور
 ۲۳۔ جانتا ہے کہ اس کو مل
 ۲۴۔ شرب ہے۔

چنانکہ زدم لاف کرامات مقامات
تیسے کرامت اور مقامات کی بہت ڈیکیں ماریں
ہیچم خراز ہر بیچ مقامے نفرتاد
اس ہیچم کے لیے ہر بیچ مقام کی کوئی جزئی

حافظ بادب باش کہ وخواست نباشد

حافظ ادب سے رہ، کوئی مواخذہ نہیں ہوتا ہے

گر شاہ پیامے بغلامے نفرتاد

اگر بادشاہ نے کوئی پیام کسی غلام کو نہیں بھیجا

گفتا شراب نوش و غم دل ہر زیاد
فرمایا، شراب پی، اور غم دل بھلا دے

گفتا قبول کن سخن و ہر چه باد باد
اس نے کہا بات مان لے، اور جو بھی ہوا ہے

از بہر اس معاملہ علیکں مباحث و شاد
اس سے معاملہ کے لیے عقلمند اور خوش مزاج

تدبیر حلیت وضع جہاں انجمن فساد
کی تدبیر ہے، زمانہ کی وضع یہی ہے

بشنواز و حکایت جمشید و کیقباد
اس سے جمشید اور کیقباد کا قصہ سن

جاں دوردون سینہ غم عشق او نہاد
جان نے سینہ میں اس کے عشق کا مہم کر لیا ہے

در معرضے کہ تخت سلیمان رودیاد
اس جگہ جہاں سلیمان کا تخت ہوا یاد ہے

آنکس کہ بر رخش در ہر آرزو کشاد
وہ شخص جس کے رخ پر ہر آرزو کا دروازہ کھول گیا

آنرا کہ رہ بمسکدہ عشق خود نداد
جس کو اس نے اپنے عشق کے خلاف عائد کارستانہ دیا

حافظ کرت زین حکیمان مالالت است

اسے حافظ اگر تجھے دانوں کی قیمت سے ظالم ہے

کو تہ کینم قصہ کہ عمرت دراز باد

ہم قصہ بخت کر آتے ہیں خدا کے تیری عمر دراز ہو

تادل شب سخن از سلسلے مئے تولود
آدمی رات بکھا تیرے باؤں کے سلسلے کی بات سنی

باز مشتاق کما نختہ ابروئے تولود
پھر تیرے ابرو کے کان غاہ کا مشتاق تھا

دی تیرے فروش کہ ذکرش بخیر باد
کل سفر و مشیر نے (اس کا ذکر خیر سے ہے)

گفتہ بیاد میدہم بادہ نام و سنگ
میں نے کہا شراب میری عزت آبرو کو بر باد کر دیگی

سود و زبان مایہ جو خواہر شدن ز دست
بے پیرا نفع نقصان جسکے ہاتھ سے نکل جائے گا

بیتچار گل نباشد و لے نیش ووش ہم
کاشے ہوں پھول، اور ڈنگ بھون شہ نہیں ہوتا

میکن زباوہ جام و مادام بگوش ہوش
شراب سے بے در ہے جام بیکر، ہوش کے کان سے

در آرزوئے آنکہ رسد دل بر آحتے
اس آرزو میں کہ دل کسی راحت تک پہنچ جائے

بادت بدست باشد اگر دل نبی ہیچ
اگر تو مہول بیڑ سے دل لگائے گا تیرے ہاتھ میں ہوا تھیل

گونا ماردزی کہ بجائے نمیرسد
کہو، مارا سنے، اس لیے کہ کسی جگہ نہیں پہنچتا

ہرگز ہی رسد ز پیش نشہ وصال
اس کی خواہش ہے، وصال کا نشہ ہرگز نہیں حاصل ہوتا

حافظ کرت زین حکیمان مالالت است

اسے حافظ اگر تجھے دانوں کی قیمت سے ظالم ہے

کو تہ کینم قصہ کہ عمرت دراز باد

ہم قصہ بخت کر آتے ہیں خدا کے تیری عمر دراز ہو

دوش در حلقہ ما قصہ گیسوئے تولود
شب گذشتہ، ہمارے حلقہ میں تیرے گیسو کا قصہ تھا

دل کہ از ناوک و مشکان تولود نول میگشت
وہ دل جو کہ تیری پیکوں کے تیرے زہی ہوا

سلیم شاہ ہے اور

حافظ ظالم

سے پیرے کہل کے

نم کو بولنے کا یہی طریقہ

ہے کہ شراب پی، ہر بیچ

کہا، نام ہر جاؤں گا

اس کے کہ بات مان

لے خواہ کچھ ہی ہو

مست مرنے کے بعد

مال کا نقصان نفع

تجربہ میں

نہ رہ گیا

گونا

میں راحت

در غم ہے جلیاں

یہ شراب بچھ بڑے

شرابیوں کا سال

سانے گل

یہ محبوب کا عشق تیرے

راحت ہے

یہ میں دینا نے سلیمان

جیسے صاحب حکمت و

ہلال ختم کر دیا اس

دل لگانا محرومی ہے

شادی ہی پیشہ محروم

رہتا ہے

یہ دعا پر بات

ختم کرنا ہوں

ہم عفا اللہ زہبا کز تو سیامے آورد
 خدا صبا کر بخندہ جوتیری جانب سے لیکر سیام لان
 عالم از شور و شر عشق خیر بیخ نداشت
 دنیا کرین کے خود شکر کی بکھ خبر نہ تھی
 من سرگشته ہم از اہل سلامت بودم
 میں پیران بھی سلامت والوں میں سے تھا
 بکشا بند قبا تا بکشا بد دل من
 قبا کا بند کھولے ، تاکہ وہ میرا دل کھولے

ورنہ در کس نرسید کم کہ در کوئے تو بود
 وہ نہ چاہی کسی ایسے شخص تک رسائی نہ دھوئی جو تیرے کہہ میں تھا
 فتنہ انگیز جہاں غمزدہ جاوے تو بود
 دنیا میں فتنہ برپا کر نہواں ، تیرے ساتھ ہمارے دل کو بھی
 وام را ہم شکن طرہ ہندوئے تو بود
 میرے ساتھ کجا حال تیری کالی زلف کی شکن تھی
 کہ کشائے کہ مراد ز پہلوئے تو بود
 اس لیے کہ جو کشا لگے مجھے حاصل تھی تیرے ہی پہلو سے تھی

یوفائے تو کہ بر تر سبت حافظ بند
 تجھے تیری وفا کی قسم ، مانڈ کی قسم پر سے گذر

کز جہاں میشد و در آرزوئے رفتے تو بود
 جو دنیا سے جا رہا تھا اور تیرے چہرے کا آرزو مند تھا

در ازل پر تو حنت ز تجلی دم زد
 ازل میں تیرے حسن کے برتوں نے ظہور کا دم میرا
 جلوہ کر درخش دید ملک عشق نداشت
 اس کے رخ نے ظہور کیا ، دیکھا نہ تھی کہ عشق نہوا
 ندی حنی خواست کہ آید تماشا کہ راز
 نہ تھی نے چاہا کہ راز کی تماشا کا ایک آہائے
 عقل سخن است کز آل شعلہ رخ افروز
 عقل نے چاہا کہ اس شعلہ سے چراغ روشن کرے
 جان علوی ہوس چاہوز خان تو داشت
 عالم بالا کی جان نے تیری سحر کی کنویں کی شستا کی
 دیگران قرعہ قیمت ہمہ بر عیش زدند
 دوسروں نے قیمت کا قرعہ نام نہ ، عیش پر ڈالا
 نظر سے کہ در کہ بیند بجاں صورت خویش
 اس نے سوچا کہ دنیا میں اپنی صورت دیکھے
 خواست تا جلوہ کن صورت خود را محبوب
 محبوب نے چاہا کہ اپنی صورت کا جلوہ کرے

عشق پیدا شد و آتش بہم عالم زد
 عشق پیدا ہوا اور اس نے سامنے عالم میں آگ لگا دی
 عین آتش شد ازین غیرت بر آدم زد
 اس غیرت سے بالکل آگ بن گیا اور آدم میں لگا دی
 دست غیب آمد و بر سیدنا محرم زد
 غیبی ہاتھ آیا اور نامحرم کے سینہ پر مارا
 برقی غیرت با رخسید و جہاں بر ہم زد
 غیرت کی بجلی کوندی ماور جہاں در ہم پہنچ کر دیا
 دست در حلقہ آں زلف خمدنم زد
 ہاتھ اس بیچ در بیچ زلف کے حلقہ میں ڈال دیا
 دل غم دیدہ ما بود کہ ہم بر غم زد
 ہمارا غم دیکھ دیکھ دل تھا کہ اس نے ہم پر ڈال دیا
 خیمہ در آب و گل مزرعہ آدم زد
 آدم کے کیمت کے پانی اور مٹی میں خیمہ لگا دیا
 خیمہ در معرکہ آب و گل آدم زد
 آدم کے پانی اور مٹی کے میدان میں خیمہ لگا دیا

حافظ آں روز طرہ نامہ عشق تو نوشت
 مانڈ نے تیرے عشق کا نام اس روز لکھا

کہ قلم بر سر اسباب دل خرم زد
 رنجوش دل کے اسباب کے سر پہ قلم پیر دیا

نہ خدا صبا کما بھلا کرے
 اس نے خدا صبا کو بھلا کرے
 چاہی کسی ایسے شخص سے
 چاہی کسی ایسے شخص سے
 طاعت نہیں ہوئی جو تیرے
 طاعت نہیں ہوئی جو تیرے
 محبوب سے جھکا کر نہ ہو
 محبوب سے جھکا کر نہ ہو
 محبوب کا لہو خوش
 محبوب کا لہو خوش
 اس سبب بناوڑ نہ کیا
 اس سبب بناوڑ نہ کیا
 اس فتنہ سے خالی تھی
 اس فتنہ سے خالی تھی
 میری امت تیرے
 میری امت تیرے
 پہلو سے وابستہ ہے
 پہلو سے وابستہ ہے
 جب تو قبا لگا بند کر دیا
 جب تو قبا لگا بند کر دیا
 دل کو راست پر لگایا
 دل کو راست پر لگایا
 تاکہ ازل میں تیرے
 تاکہ ازل میں تیرے
 حسن کی بوسے سے عشق علم
 حسن کی بوسے سے عشق علم
 وہ جس پر آیا اور تمام
 وہ جس پر آیا اور تمام
 دنیا کا رخ ہو چکا ڈالا
 دنیا کا رخ ہو چکا ڈالا
 عشق میں عشق کا
 عشق میں عشق کا
 ماہو نہ تھا تو
 ماہو نہ تھا تو
 عشق
 عشق
 کوفت
 کوفت
 آن اور
 آن اور
 آتش عشق کو
 آتش عشق کو
 انسانوں پر مسلط کر دیا
 انسانوں پر مسلط کر دیا
 نہ تھی کوئی اور نام نہ
 نہ تھی کوئی اور نام نہ
 جہاں عاشق مرد ہے
 جہاں عاشق مرد ہے
 بے عقلی عشق حاصل
 بے عقلی عشق حاصل
 کرنا چاہتی تھی عشق نے
 کرنا چاہتی تھی عشق نے
 تمام جہاں کو ہم پر ہم
 تمام جہاں کو ہم پر ہم
 کر دیا تاکہ اس کی مخالفت
 کر دیا تاکہ اس کی مخالفت
 نہ ہو سکے
 نہ ہو سکے
 سے ظاہر ہے کہ جو نہیں
 سے ظاہر ہے کہ جو نہیں
 اتنے کے لیے کسی پہلو سے
 اتنے کے لیے کسی پہلو سے
 نہ دوسروں کا عقیدہ میں
 نہ دوسروں کا عقیدہ میں
 ہلاقت ہے
 ہلاقت ہے
 نہ لفظ تو ہم کوئی مرتد
 نہ لفظ تو ہم کوئی مرتد
 پر میرا فتنہ ہے گو یا کاپی
 پر میرا فتنہ ہے گو یا کاپی
 صورت کا خود شکر کرنا
 صورت کا خود شکر کرنا
 چاہتا تھا کہ اپنا آدم کہ پہلا
 چاہتا تھا کہ اپنا آدم کہ پہلا
 فرمایا۔ م

www.maktabah.org

اسکے ہم زدہ کو سہا کر
 آ رہا تھا اس لیے اس کا
 منہ سرخ تھا۔
 مے ماشق نشی اور شہر
 آشوری اس پر کبھی تھا۔
 مے زلف ڈوگر زلفی کرتی
 جا اور اس کا رخ اس کے
 راستہ دکھاتا ہے۔
 مے دل کی کمانی اکھوں
 نے نشان ہے۔
 مے پراورین بوسنے
 یوسف کو کبھی کر بڑا
 نقصان اٹھایا تھا۔
 مے لالے داد کو کبھی پر
 جلا یا جاتا ہے تاکہ غریب
 نہ لگے۔

دوش ملی آمدور خارہ برافروختہ بود
 وہ گل آ رہا تھا اور منہ سرخ کئے جوئے تھا
 رسم عاشق کشی و شیوہ شہر آشوری
 ماشق کشی کی رسم اور شہر کو تھے میں شکر کرنے کا طریقہ
 کفر زلفش رہ دیں میزدوں تکیں دل
 اس کی زلف کا کفر دیوں کی رہی تھی کہ تھا حالہ عکس
 دل بے خول بکف آوری لے دیدیخت
 دل نے بہت مے ماخون جنے کبھی لیکن آکھوئے بہا ورا
 یار مفروش بد دنیا کہ بے سود کرد
 دنیا کے بے محبوب کو فروخت کر اس کے کبھی ناکھڑا لیا
 جان عشاق پسندید خ خود میدانت
 وہ مے ماشقوں کی جان کو اپنے رہا رہا سا ۱۱۱۱ داد ہمہ تھا
 گزید میگفت کہ زارت بختم میدیدم
 آ رہے تھے تاکہ کبھی ہی طرح آتے تھے کہ تھیں میں بچے براتھا

تا کیما بادل غمزده سوخته بود
 د مسنون، پھر کہاں کسی مزودہ کے دل کو جلا یا تھا
 جاہتہ بود کہ بر قامت او درختہ بود
 ایک ایسا لباس تھا کہ اس کے قدر پر سلا تھا
 در رہش مشعل از چہرہ برافروختہ بود
 اس کے راستے میں چہرہ کی مشعل روشن تھی
 اللہ اللہ کہ تلف کرد و کماندختہ بود
 اذہا، کس نے برباد کیا اور کس نے جمع کیا تھا
 آنک یوسف بزرگنا سرہ لغوختہ بود
 اُس نے جس نے بوسنے کو کونے سونے کے عمل پر تھا
 وا آتش چہرہ بریں کار برافروختہ بود
 اور چہرے کی آتش اس مقدس کئے کوشش کے ہوئے تھا
 کہ نہائش نظریے با من بسوختہ بود
 کہ چہرہ کو اس کے پاس کی بچاؤ، جو دل سوختہ کی طرف تھی

گفت و خوش گفت بدو خرقہ لبواں حافظ
 اس نے کہا اور خوب کہا ما حافظ گزری پھر تک دے
 یارب ایں قلب شناسی کہ آموختہ بود
 اسے نہ اکھوٹ کی پہچان اس نے کس سے سیکھی تھی؟

عاشق کو کبھی کوئی دل نہیں چاہتا
 اور کبھی کوئی دل نہیں چاہتا



دوش آگہی زیار سفر کردہ داد یاد
 اس سہانے سفر میں گئے ہوئے یارک تھرو
 در چین طرہ تو دل بے حفاظ من
 میرے سے عزت نہ لے تیری زلف کی بھنگ میں
 دل خوش شدم بیاد تو ہر گز کہ در من
 تیرا تیری یاد سے خوش دل ہر جا جب بھی ہیں تیرا
 طرف کلاہ شاہیت آمدن خاطر م
 میرے دل میں تیری مشا جھا ٹوٹی ما کتا را آیا
 کا تم بدل رسید کہ ہمزہ خود گفتم
 یار صادقیاں تک پہنچ گیا کہ بے براہ کرداں
 از دست رفتہ بود وجود ضعیف من
 میرا ضعیف وجود وہ ہاتھ سے چکا تھا
 امروز قدر نبرد غمیزاں شناختم
 آج کے دن دوستوں کی نصیحت کی قدر پہچانی

من نیز دل بباد دہم ہر چہ باد باد
 میں بھی دل کو برباد کروں ہر چہ ہوتا ہے ہوا
 ہرگز نگفت مسکن مالوت یاد باد
 ہرگز نہ کہا کہ وطن مالوت یاد رہے
 بند قباے غنچہ رنگل می کشاد باد
 ہوائے بچول کے غنچہ کی تبا کے بندہ کو لے
 آنجا کہ تاج بر سر زگر سنہاد باد
 جس جگہ ہوائے زگر کے سر پہ تاج دھرا
 ہر شام برق لامع و ہر باد باد
 ہر شام کو جلتی بجس، اور ہر صبح کو ہوا
 صبحی ہوئے وصل تو جیاں بازو داد باد
 صبح کے آؤت تیرے وصل کو فریب سے ہوائے جان ڈال دی
 یارب روان ناصح ما از تو شاد باد
 خدا کے ہوا ہے، میں کی دولت تم سے خوش ہو

مے گزری یاداری ہے
 اس کو جلا کر خاص سونا
 بنے گا۔
 مے بیار دل ایسا بھرت
 نکو زلفوں میں رہنے
 لگا اور میرے سینے کو
 جو اس کا صلہ دینا ہے
 کبھی نہ دیکھا۔
 مے صاحب پر پھول بنا
 اور تیری یاد تازہ کوئی
 مے زلف کے سر پر کپڑے
 دیکھ کر کبھی کبھی تیری
 کی یاد تازہ ہو جاتی۔
 مے تیری سے مراد تو تھی
 انداز سے مراد وہ ہے
 یعنی میں کو تو شاد انداز
 اور میں تیرا ہوں۔

تاریخ عیش مآشب دینار دوست بود
 ہنسے پیش ساز از دوست کے دیوار کی راست تھی
 ہر شب ہزار غم بکن آملر عشق تو
 تیرے عشق کی وجہ سے ہر شب کو ہزاروں غم بھر دیتے

عہد شباب و صحبت احباب یاد باد
 جمالی ساز از ہاورد دوستوں کی صحبت یاد رہے
 یارب کہ ہر دم غم عشقت زیاد باد
 خدا کہ ہر دم ہر سانس میرا تیرے عشق کا قسم زیاد ہے

حافظ نہاد نیک تو کامت بر آورد
 حافظا تیری نیک طبیعت تیسرا مقصود لہذا کرے گی
 جانہا فدائے مردم نیکو نہاد یاد
 خدا کہ ہے نیک طبیعت انسانوں پر، جانیں تران ہوں

دراں ہوا کہ جز برق اندر طلب نباشد
 جس عشق میں برق کے سوا کچھ مطلوب نہ ہو
 مرغے کا بغم دل شد الفقیش حاصل
 وہ پرندہ جس کو دل کے تم کے ساتھ کچھ بہت ہوگئی ہو
 درکار خانہ عشق از کفر ناگزیرست
 عشق کے کارخانہ میں، کفر ضروری ہے
 درکیش جانفرو شاں فضل و ہنر زید
 جانفرو شاں کے طریقہ میں، فضل اور ہنر زید ہیں
 در محفلے کہ خورشید اندر شمار درہ است
 جس محفل میں تمام نقاب درتے ہیں شمار ہے
 مے خور کہ عمر سردگر در جہاں توان یافت
 شراب پیا اگر دنیا میں عمر جیسے وہ پانی مانگتی ہے

اگر خرمے لبوز چندیں عیب نباشد
 اگر کوئی گلابان گل جانے تو زیادہ نقیب نہ ہوگا
 بر شاخسار عرش برگ طرب نباشد
 اس کی عمر کی شاخسار پر، مرغوشی کا پستان نہ ہوگا
 آتش کرا لبوز دگر لو لبب نباشد
 آگ کس کو جلائے مٹی، اگر اوباب نہ ہوگا
 ایتخانہ نگینہ اینجا حسب نباشد
 اس جو حسب مٹی گنہائیں نہیں، اس جو حسب نہ ہوگا
 خود را بزرگ دیدن شرط ادب نباشد
 اپنے آپ کو بڑا سمجھنا، ادب نہ ہوگا
 جز باوہ بہشتی ہمیش حسب نباشد
 تو بہشتی شراب کے سوا اس کا کوئی ذریعہ نہ ہوگا

حافظ وصال جانان با چوں تو تعلقتے
 اسے حافظا محبوب کا وصل تجھ جیسے ایک مناس کو
 روزے شو کہ با او پیوند شب نباشد
 اس دن حاصل ہوگا، جس میں رات کا جڑ نہ ہوگا

دلہم جز مہم سرد ویاں طریقے بر نمیکید
 ہر اول ماہ در دیوں کی محبت کے سوا کوئی راستہ اختیار نہیں کرتا ہے
 خدارا لے نصیحتگو حدیث از نظر مے گو
 لے تابع خدا کے لیے، مغرب اور شراب کی بات کر
 شرابی میکشم نہاں و مردم در فرنگارند
 میں شرابی چھپا کر لے لکھا، تاجداروں کو شراب کتنے کتنے ہیں
 نصیحت کم کن و مار الفرباد و نئے بخش
 نصیحت کم کر، اور وہ ہیں دفت اور لے گی فریاد، ہمیش لہے

زہر در میدم پندش و لیکن در نمیکید
 میں ہر طرح افس کو نصیحت کرتا ہوں لیکن اثر نہیں کرتی ہے
 کہ نقتے در خیال ما زں خوشتر نمیکید
 اس لیے کہ مجھ سے ذہن میں رہا جس بہتر کسی چیز کا نقتہ نہیں جتنا
 عجب گر آتش ایں ررق در دفتر نمیکید
 تہمت ہوگا، اگر اس عمر کی آگ کتاب میں نہ لگے
 کہ غیر از راستی نقتے درس جو ہر نمیکید
 اس لیے کہ اس جو ہر میں کمانی کے علاوہ اور کوئی نقتہ نہیں جتنا

۱۔ اگر ہر وقت دہورت
 آگ کس کو کھانگی چینی
 کو، عشق کا آستانہ
 برباد ہو جائے گا۔
 ۲۔ ہر وقت کھانگی چینی
 لاندہ طرفان کھانگی چینی
 ۳۔ جس عمل سے
 محبوب ہوا کہ
 صورت
 بھی لگ
 بالکمال
 دیکھنے والوں
 خودی بہت بھلائی ہے
 ۴۔ یعنی قیامت دن
 جس کے لہرات نہ لگیں
 ۵۔ جو بات اثر کرے
 وہی ہونی چاہیے
 ۶۔ اس کتاب سے
 نیکتا بل حسنی
 چاہئے۔

راشع کے لئے خند اور
گر یا اور آستین زبان
ثابت کی بات ہے کہیں
اس کی آستین زبان
بھوس والوں کو ستا کر
نہیں کرتی ہے۔ اسی
حرف میری فصاحت
و بلاغت سے محبوب
ستا کر نہیں ہر تلمبہ
مے جب رندوں کو کئے
خدا کی مشیت اور
حکم کے مطابق زندگی
ہے تو ناسخ کا کوستا
خدا کی حکم سے جنگ
کرنا ہے۔

مہذب عاشق و رشتی
ہر نہ ہے۔
تو جب محبوب
ہم سے
بے نیاز
ہے اور

اس پر کوئی
انہوں اثر نہیں کر سکتا ہے
تو انہوں بیگانہ ہے۔
شاہد کی کو فریب دے
قبول کرنا ہی اس کی
مردانہ کرامت ہے۔
تو جبکہ گندی اس تہ
چنگ ہے اس کو کھلا دوں گا
خواب میں ہاتھ میں پیل
دیکھنا خوش قسمتی کی علامت
شہ چاہیں سالار کی گود وال
شراب سے دگر کرتی ہے۔
شہ نازک کہیں میں نہیں رہتے
بلکہ محبوب کی زلف کی
کھنک میں ہے۔
تو تہمت ساتھ باگیاں لڑا
شراب میں دنہ اصفا عشق سے
جان ملی جاتی۔

میان گری میخندم کہ جوں شمع اندریں مجلس
میں دھنکے کے دھنکے جتا ہوں شمع کی دریاں اس مجلس میں
سر و حوشے یاں خوبی تو کوئی چشم از دور گری
اس میں کارواں آفتاب تو کبنا ہے اس سے نذر پاشا ہے
نصیب تنگوائے زندان را کہ با حکم خدا جنگست
بندوں کو نصیب کرنا اور جس کی غذا کے حکم سے لڑائی ہے
چہ خوش صید دم کردی بنا را چشم مست است
یہ سون کرنا چاہی میں نے نہ تو کبھی مست آکھوں یہ مجھے تازہ ہے
سخن در اختیار چ ماوا استغنائے مشوق
ہماری ضرورت اور مشوق کے لیے نیازی کی بات ہے
خدا را رحمتے اے محکم کے درویش سر کویت
لے کھنڈ کے لیے ہم کو اس لیے کر تیسرے کو چہ کا فیر
من از بی مغال دیدم کہ استغنائے مردانہ
میں نے بیہ مغال کی، مردانہ راہنیں دیکھیں
من این لایق مرقع را بخوابم سوختن برونے
میں اس بیہند کی کوئی کوئی دن جو ننگ دون کا
من این آئینہ لافنے بدست آم سکند و
میں اس آئینہ کو سکند کی طرت کسی دن حاصل کروں گا
بیلے ساقی ٹھکر خ گیا ویرا بدہ رنگیں
لے گل لٹ ساقی آ آ، رہیں شراب لا

زبان آتشیم ہست اما در نیگیرد
میری زبان آتشیں ہے، لیکن اور نہیں کرتی رہے
بزدو کایں وعظا بے معنی ملد در سر نیگیرد
جاہے مسن و عطا میرے دماغ میں نہیں بیٹھا ہے
دلش بس تنگ می بنیم چو اس اغر نیگیرد
میں اس کا دل بہت تنگ دیکھتا ہوں وہ ساؤ کوئی نہ کھنڈتا ہے
کہ کس آہوئے وحشی را از بی خوشتر نیگیرد
اس لیے کہ وحشی ہر کوئی اس سے بہتر طریقہ پر نہیں کھنڈتا ہے
چہ سودا فونگری لے دل کرد در لبر نیگیرد
لے دل منتر نہ ہے کا کیا نازہ ہے، جب دلی میں اثر نہیں کرتا ہے
در دیگر نمیداندرہ دیگر نیگیرد
دوسرا دوزخ میں ماشتا ہے دوسرا دستہ انتہا میں کرتا ہے
کہ این دلق ربانی را بجامے بر نیگیرد
کہ اس ربانی کی گڑھی کو ایک باکے بے بول نہیں کرتا ہے
کہ پر میفر و شانش بجامے بر نیگیرد
اس لیے کہ فرخوں کا پیریں کو ایک باکے بے نہیں دیا ہے
اگر نیگیرد این آتش زمانے در نیگیرد
اگر یہ ایک تہوں کریتا ہے وہ ایک زیادہ تک میں اثر نہیں کرتی ہے
کہ رنگے در درون ما از بی بہتر نیگیرد
اس لیے کہ اس سے بہتر کوئی رنگ ہمارے اندر نہیں کرتا ہے

یاں شعر تر و شیرین شاہنشاہ عجب دارم
ان ترادو رہنے شعروں کے باوجود گئے بادشاہ بہتر لقب ہے
کہ تہ تاپائے حافظ را چو از زر نیگیرد
کہ حافظ کو سر سے پرنگ سونے میں کیوں نہیں مڑتا ہے!

تعبیر رفت و کار بدولت حوالہ بود
تعبیر رفتی ہوئی اور کام خوش قسمتی کے حوالے تھا
تذیر ما بدست شراب دو سال بود
ہماری تہذیر، دو سال شراب کے ہاتھ میں تھی
در چین زلفاں بت مشکیں کلال بود
وہ اس ہتھکسی زلف، تہ کے تھیک کی مشکن میں تھا
دولت ماسع آمد و مے در پیال بود
خوش قسمتی حد کار تھی، اور شراب پیالے میں تھی

دیدم بخواب خوش کہ بدستم پیال بود
میں نے ایک لہجے خواب میں دیکھ لیا کہ ہاتھ میں پیال تھا
چل سال سرج و غصہ کشیدم و عاقبت
چالیس سال تک جہنم سے نجات اور غصہ برداشت کیا اور ہاتھ نہام کا
آن نافرہ مراد کہ میخوابم تہ ز غیب
میں غیب سے جس نافرہ مشک کی مراد انگنا تھی
از دست بردو بود و خودم خمار عشق
عشق کا غماری میرے وجود کو ہاتھ سے چھین چکا تھا

تالال و دادخواہ میخانہ میروم
 عمارتوں کے اضافہ کے لیے میخانہ میں جانا ہوں
 غول میخورم ولیکن جائے شکایت
 میں خون پیتا ہوں، تیسک شکایت سامع نہیں ہے
 برطرف مکتبہ نظر اقا در وقت صبح
 صبح کے وقت مجلس کے کتار سے پریری نڈری
 ہر کوئی کاشت ہم روز خوبی گلے نچید
 پردہ میں نہت کونج نہ پریا اور غولی کا بھول دچنا
 آتش قلندہ در دل مرغ اسیم باغ
 باغ کی نسیم نے ہندوں کے دل میں ناگ لادری
 آتش شادمانہ جملہ کہ خورشید شیرگر
 وہ تخت علامہ والا ہمارے کہ نظیر غیر آفتاب

کاسخا کتار کار من از آہ و نالہ بود
 اس لئے کہ اس گلے سے کام کی کتار گداہ اور نالہ ہوں تھی
 روزی باز خوان کرم ایس نوالہ بود
 کرم کے دسترخوان سے، چہاری روزی میں نواز تھی
 آں دم کہ کار مرغ چمن آہ و نالہ بود
 جبکہ چمن کے پردہ کا کام آہ اور نالہ تھا
 در ریزگار باد نگہبان لالہ بود
 وہ ہوا کے راستے میں، لالہ کا نگہبان تھا
 زائل دروغ سز مہر کہ در جان لالہ بود
 اُس سر بھر داغ سے، جو لالہ کے دل میں تھا
 پیشش بروز معرکہ کتر غزالہ بود
 لڑائی کے دن، اس کے سامنے ہرن سے کتر تھا

دیدم کہ شعر دکشش حافظ صبح شاہ
 حمد نے دیکھا کہ شاہ کے تعریف میں حافظ کے دکشش
 ہر بیت از آل سفینہ باز صد سالہ بود
 اس دیوان کا ہر شعر سو رسالوں سے بہتر تھا

دئے باغم بسر بردن جہاں کسیر نمی ارزو
 تمہاری دیر بیتی ہم بسر نہاں نام دنیا کے چلے سنا نہیں
 بوئے مے فروشانش بجملے ہر تکسیر ند
 مے فروشوں کے گورہ میں اس کو ایک ماہم میں نہیں لیتے ہیں
 شکوہ تاریخ سلطانی کہ میر جان زودج است
 شاہی کا نام کا وہ ہر جس میں جان کا خوف بھی ہے
 رقیہ سر ز شہا کہ در کز اس باب سر تریاب
 رقیہ کے لیے غم جو کیا دینا کس سے سر شایے
 تراش برکہ سے خود زشتاں قال پھوشانی
 تیرے لیے بنا سے کہ ہر عاشقوں سے اپنا ہر چہا ہے
 بشو اس نقش دل تنگی کہ در بازار کیکرنگی
 اس دل تنگی کے نقش کو مڑا لاس لے کہ تیرنگی کے بازار میں
 دار و بار مردم را مقید میکند ورنہ
 وطن اور متفق اس لو کو بند کرتے ہیں ورنہ
 بس آساں می نمود اول غم دینے سود
 فائدہ کی بولک ہو سے ابتدا دریا کا تربت آساں سلام ہو تے

کے بغروش دلق ما کزں بہتر نمی ارزو
 ہماری گدڑی فریب کے عوض بچ دکان چہر تیرے کے لائق نہیں ہے
 نے مے سجادہ تقویٰ کہ ایک ساغنی ارزو
 سماں اٹھتوں کی مکیا مینے ہے کہ ایک ساغنی کے لائق نہیں
 کلاد و کش مست آما پدرد سرتخی ارزو
 داکش ٹوپی ہے ولیکن درد سر کے لائق نہیں
 چہ اقا دا اس سر مارا کہ خاک در نمی ارزو
 اس چہارے سر تو کیا ہو ا کہ دروازہ کی خاک کے لائق نہیں
 کہ سودائے جہان زاری غم شکر نمی ارزو
 بادشاہت کا سوز ایش کے غم کے لائق نہیں
 بنعتمتائے گوناگون مے احمر نمی ارزو
 گوناگوں نعمتیں سرخ شراب کے بدلے کے لائق نہیں
 چہ جائے پارکس محنت جہاں کسیر نمی ارزو
 نارس تو کیا یہ معیت پوری دنیا کے عوض کے لائق نہیں
 غلط غنیمت کہ ہر مو حش بصد گومر نمی ارزو
 میں نے غلط کیا اس کی کوئی سوچ ہو گزیر کے لائق نہیں

لالہ کا بھول ہوا کے
 مولوں جھوٹے سے جھوٹا
 چہ تو ہوا اور باہر روکنا
 ناکار لالہ کا بھول دچنے
 ناگن اور بکار باہر
 نے سیم نے بل لالہ کا لکھنا
 اور نہیں میں کی ناگ میں
 چلے نہیں۔
 نہ خود شہادتوں پر
 اس کے ساتھ خود شہادتوں پر
 تروڑ دیا ہے۔
 کے شاہ کی ترفیغ ذول
 کا ہر سو رسالوں سے
 بہتر ہے۔
 ہے شاہ محمود کوں کے
 بادشاہ نے حافظ کو
 تمام مذاہب کے شعریں
 سار ہر کہ چلے
 باوجود محنت
 چلی تھی
 بجز ہر کہ
 سزاوارہ ترک

گرد اور یہ تصدیق لکھ
 بسجد یا پوری دنیا کی
 تو بھی تمہاری دیر کے
 خیر یعنی نہ ہونا چاہیے
 گدڑی شراب میں کب چاہے
 کے لائق ہے۔
 شوقنے کے بدلے کو
 ایک ساغنی کے بدلے میں
 بھی نہیں خریدے تھی۔
 شہنشاہ سلطانی اس
 قابل نہیں کس کو کہ
 سے تمہارا سب دو در
 مل لیا جائے۔
 شہنشاہ تان کسر لشکر
 ہیں تھے ان کی سلطنت
 مائل ہے کیسے ان کی
 اگر اس میں ہو تو سلطان

شہنشاہ تان کسر لشکر
 ہیں تھے ان کی سلطنت
 مائل ہے کیسے ان کی
 اگر اس میں ہو تو سلطان

۱۵۷۔ لکھنے والے گوناگوں ہمتوں کی نسبت ایک غریب کی قول بھی نہیں گائی ہے۔ شاہ ویزار دلازنا کا بیان ہے کہ وہ نہایت ہمت مند نہ تو کیا بول دینا کے بدلے میں بھی مناسب نہیں ہے۔

شرابِ نسیب کا پانی
 سے شکر کے پودے
 سے ہر پھل نائی
 ہے اس کا پسینہ بند
 پر چھوٹا کر دوست
 ہے وہ نہیں کہ پچھلے
 تھی اب ترسب اگر
 شراب ہی ہے اور پسینہ
 پسینہ ہوس ہے
 ہے چونکہ شکر کے پودے
 میں وہی ہے اور لہذا کج
 کے لائق ہے۔
 شکر شکر دیکھ کر ہی
 کہتا سنتے کہ پانی میں
 دھونے تو درکنار
 سو بار لگی
 پتی
 سے
 بھی نہ
 جانتے گے
 ۵۰ عا سب کچھ
 خرد کی بنا پر تہا ہوا
 تو اٹھائی نہ چھوڑ
 نہ دکتی سے دل کا
 تہا ہوا ہوتا ہے دشمنی
 سے کج و ختم ہوتا ہے
 نہ نندوں کے ساتھ گزار
 روز نشہ کے خناسے
 دوسرے ہوجاتا ہے
 نہ عمدی بل کہ کہتے
 ہیں چونکہ لیلیٰ اور نظیر
 جیسی ہے چاند صبح
 سے کہ نہیں ہے اور لہذا
 شہزاد کے حکم میں ہوا
 سوچ کر تیار کیا ہے۔

برونج قناعت جو کج عافیت بنشیں
 جاہر کا خزانہ کا کس زر، عافیت کے ترسہ میں بیٹھ

جو حافظ در قناعت کوش از دنیا دل بگذر
 مانگی دل قناعت کو شش کردار کینہ و تباہے گذر جا

کہ یک جو منت دو نال بصدن نعلنی ازرد
 اس لیے کہ نینوں کا ایک جاسان کھن سرنے کے لائق نہیں

دوستان دختر ز تو بر زمستوری کرد
 اسے دوستو! انور کہ بیٹا نے ہر وہ نشین سے تو ہکی

آماز پردہ بر مجلس عرقش پاک کنید
 بعد سے نکل کر مجلس میں آئی، اس کا پسینہ بچھو

مژدگان بد لے لے دل کہ در مطرب عشق
 اسے دل نام دے کہ عشق کے مطرب نے پھر

جائے آنت کہ در عقد وصالش گزند
 اس کا موقع ہے کہ عقد نکاح میں لے میں

نہ تہفت آب کہ رنگش بصد آتش زود
 یہ سوزوں سے نہیں بلکہ سزاگ سے بھی اس کا رنگ جانا ہے

غزیر گلگین و مزرعیہ میش بشفقت
 یہ سوزوں کی مشافحہ کا نغمہ اس کی نسیب سے کہل گیا

حافظ افتاد از دست مدہ زانکہ حمو
 ماندا اٹھار کور چھوڑ اس لیے کہ حاسد نے

عز منال و دل و دین در سر مغوری کرد
 آمد، مال، دل اور دین غمزد کہ تندر دیا

درخت دوستی بنشائ کہ کام دل ببارد
 دوستی کا درخت لگا، کیونکہ دل کا مقصد میل لانا ہے

چو تہمان خرابانی بعشرت باش بارندان
 جب تو خراب کا ز کا جہان ہے نندوں کے ساتھ پیش آنا

شب صحبت غنیمت نانی واد خوشی و دستا
 وہ بات کی رات کہ نسبت ہو اور خوشی کی داد حاصل کر

عاشی دار لیلیٰ را کہ مہر و ماہ در حکم ست
 یق کا شہزاد نہیں کے تہفت میں سورج اور چاند ہے

بہا رخواہ لے دل و گردن ازین جن ہر سال
 اسے، انور کی بہار چاہ مدد ہے جن ہر سال

کہ یکدم تنگدل بودن بد محرو بر نمی ازرد
 اس لیے کہ تنگدلی کے لئے تنگدل ہونا سزاوار نہیں ہے

شہر بر تختب و کار پرستوری کرد
 تختب کے پاس تھی، امداد ہارت سے کام کیا

تا لگویند حرفیال کہ چہ ادوری کرد
 تاکہ دوست یہ نہ کہیں کہ اس نے دوستی کھلا اختیار کیا

راہ مستان ز دو حیا رہ محموری کرد
 مستان راہ چل، اور اعصار کھن کا علاج کیا

دختر ز کہ تخم این ہمہ مستوری کرد
 انور کہ بیٹا جہن نے اٹھے میں یہ سب حجاب کیا

انچہ باخرقہ زاہدے منے انوری کرد
 جو کچھ کہ انوری شراب نے زاہد کی گندی کے ساتھ کیا ہے

مُرع شہوان طرب از برگ گل سوری کرد
 غنایب نے، غنایب سدی کی پتی پرستی کی

نہال دشمنی بر کن کہ رنج پیشمار آرد
 دشمنی کا پودا اٹھا کر ٹھیک کر کہ کج پیشمار کھنیں دیتا ہے

کہ در در کشی جانان گرت تی شمار آرد
 لے جہان گرتی نے شمار پیدا کیا، تو کچھ دوسرے ہوجائے گا

بے گردش کند گردول بے لیل و نہار آرد
 آسمان بہت گردش کرے کھار بہت سے رات اور دن لائے گا

خدا یار دل اندازش کہ بر مجنوں گذار آرد
 اے خدا سے کہ دل میں ڈال دے کہ مجنوں کے پاس سے گزے

چونس صد گل آرد بار و چون لیلیٰ ہزار آرد
 تیرے جیسے سو سو گل لگا لگا ہے اور لیلیٰ جیسے ہزاروں گل لگا لگا ہے

خدا را چون لی شیم قرآنے رستہ باز رفت
 جگر سے نہ گزرتی زلف سے ایک مہر دہا کرے جگر کیلئے
 زکار افتادہ اے دل کہ صدکن بار غم داری
 اسے دل تو بیکار ہو گیا ہے، سو من غم سا رہو بھرا کتہ ہے

بفرما لعل نوشیں لگہ جاں را برقرار آرد
 شیریں مہل کو مکہ دیکھ کر جان کو برکسار کر کے
 برویک جرعہ مے درش کہ در حالت سکا آرد
 مالک قریش شراب پی کر تجھے فدا کرے کمالی حالت میں آگئی

دین باغ از خدا خواہ دریں پیڑا سر حافظ

اگر خدا چاہے جیسا تقدیر چاہے میں اس باغ میں

نشیند بر لب حوضے و سرے در کنار آرد

نہر کھندے بہ چینیے گا، اور کسی سرو سے نکل گیا ہر چہ

دوش از جناب کھف یک بشارت آمد
 کہ جناب کھف کی طرف سے عرضتہ فرمایا کہ صاف آیا
 خاک وجود مار از آب بادہ گل کن
 چہرے ہو گیا گل کو شراب کے پانی سے خونہ
 این شرح بے نہایت کہ حسن یا گرفتند
 یہ بے انتہا تشریح ہے انہوں نے یار کے حسن کی کہ ہے
 عیب پر پوش ز نہار لے خر قہ مے آلود
 اسے شراب آلود گزرتی دیکھو یہ کھف پر شہی کر دے
 امروز جائے ہر کسی پیدا شود ز خواہاں
 آج سینوں میں سے ہر ایک تمہا مقام کمال جائے گا
 بر تخت جم کہ تاجش محراب آفتاب است
 جیسے کہ تخت پر کرے میں کمان آفتاب کی محراب ہے
 از چشم شوش لے دل ایمان خود نگمبار
 لے دل اس کی شوش آگے سے اپنے ایمان کو بچا
 در یاست مجلس در باب وقت و بناس
 بادشاہ کی مجلس دریا ہے وقت کو ختمتہ جو بادشاہ کا ہے

کہ حضرت سلیمان عشرت اشارت آمد
 کہ سلیمان کے دربار سے عیش و عشرت کا اشارہ ہو گیا
 ویراں سر لے دل را گاہ عمارت آمد
 دل کی ویراں سر لے کی تعمیر کا وقت آ گیا
 حرفیت کہ نہراں اندر عبارت آمد
 ہزاروں میں سے ایک حرف ہے جو عبارت میں آ گیا
 کال با کداسن اینجا بہر زیارت آمد
 اس لیے نگر وہ پاک دامن اس نگر زیارت کے لئے آ گیا
 کال ماہ مجلس آرا اندر صدارت آمد
 اس لیے نگر وہ مجلس کو زینت دینے والا چاند صدارت کے لئے آیا
 ہمت نگر کہ موئے باین حقارت آمد
 ہمت تو دیکھو نگر ایک چوٹی جو باد جہاں صدارت کے لئے آئی
 کال جلاوے کمال کش بر عزم غارت آمد
 اس لیے کہ وہ کمان کھینچنے والا جلاوٹ دار کے ساتھ آ گیا
 ہاں لے زیاں رسیدہ وقت تجارت آمد
 ہاں اسے نقصان اٹھانے کے بجائے تجارت کا وقت آ گیا

آلودہ تو حافظ فیض ز شاہ در خواہ

اسے حافظ آلودہ ہے بادشاہ سے فیض چاہ

کال عفر ساحت بہر طہارت آمد

اس لیے کہ وہ سجادت کی لہر پاک کرنے کیلئے آ گیا

در زمانہ نام خیم ابروئے تو چون باد آمد
 نماز میں جب مجھے تیرے ابرو کا دم یاد آ گیا
 از من انوں طبع صبر دل و پرورش ملد
 اب مجھ سے صبر اور دل و پرورش کی امید رکھ

حالتے رفت کہ محراب بفریاد آمد
 ایسی حالت ہو گئی کہ محراب فریاد کرنے لگی
 کال تحمل کہ تو دیدی ہمہ برباد آمد
 اس لیے کہ جو برداشت تو نے دیکھی تھی سب برباد ہو گئی

۱۔ فرسوں میں جتنا ہو کر
 دل بیکار ہو جاتا ہے۔
 ۲۔ شراب کے گھونٹ
 سے تم دور کر کے گل کو
 کھرا دے جانا چاہئے۔
 ۳۔ حافظ بڑھاپے میں
 عیش و عشرت کی
 زندگی گناہے۔
 ۴۔ حضرت سلیمان کے وزیر
 کا نام ہے۔
 ۵۔ گل کی تعمیر وقت
 آ گیا ہے لہذا جو گل کو
 شربت کو نہ کر
 تیار کرو۔
 ۶۔ محبوب
 کی تائین
 تم کو چکے گا گیا
 ہے یہ سبزل اور حصبہ
 ۷۔ منگی حجب پرش
 شراب آلود گزرتی ہی
 کر سکتی ہے۔
 ۸۔ مجلس میں ہاں ہر
 مد نشین چہاں سینوں
 کو اپنے ہاتھ پر معلوم ہو گیا
 ۹۔ جنت مروان سے غار
 کا آستانہ ہو جاتا ہے۔
 ۱۰۔ ہاں اس میں پانچ ہتھ
 چاہو مرتے حال جاوے
 ۱۱۔ پانچھان بڑھ کر۔
 ۱۲۔ شہر کی لہری کو دیکھ کر
 لڑتے نہ کر رہے۔

۱۔ سوچو ہمارا کیا باب ہے
 طبعیت مشق اور مستحق
 سقا منی ہے۔
 ۲۔ موسم بہا کی وجہ
 سے بہاں میں چل پل پل
 ہے۔
 ۳۔ اب جزیرہ قدردانی
 کا زمانہ آ گیا ہے۔
 ۴۔ سب سے بڑی چیزوں نے
 پھولوں کے زیورات
 پہن لیے ہیں ہمارا
 مشرق غلغلہ کر رہا ہے
 زیر کی آرائش سے
 بے نیاز ہے۔
 ۵۔ حضرت طیلان کے
 پاس ایک انگوٹھی تھی
 جس کے اثرات وہ
 جن وانس
 اور حیوان
 و فیروز
 حکومت
 کرتے تھے۔
 جس کو معز نامی دیو
 چراگ لے گیا وہ چرچا
 ہو گئے تھے۔
 ۶۔ سرور حضرت موسیٰ
 خزاں سے متاثر نہیں
 ہوتا ہے۔
 ۷۔ سستی کا موسم آ گیا
 برقعہ اپنا سب کچھ
 شراب نوشی پر فریفتہ
 کر ڈالنے کا وہ ہے
 ۸۔ موسم بہا میں جب
 پھول کھلتے ہیں تو اس
 کا زہر ہوتا ہے جس کو
 زہر کہا جاتا ہے عقل
 کا عقل قتل اور
 حضرت جبریل کو کسا
 جاتا ہے۔

بادہ صافی شو و مرغان چین مست شدند
 خراب صاف ہو گئی نالہ چین کے پر دست ہو گئے
 بونے بہو درواضاع جہاں میشنوم
 میں زمانہ سے بہو دی کی بجز شبہ سو گھر رہا ہوں
 اے عروس ہنر از دہر شکایت منہای
 اسے ہنر کی دلہن! زمانہ کی شکایت ذکر
 برزینیا تم لے یوسف مصری پسند
 اسے مصری یوسف نہیں پر غلام پسند نہ کر
 دلقریبان نبائی ہمہ زیور بستند
 سب نیا ہنر دلقریبان نے زیور پہن لیا ہے
 زیر بار ندر زخماں کہ تعلق دارند
 جو درخت تسنق رکھتے ہیں، وہ زہر بار ہیں

موسم عاشقی و کار بہ بنیاد آمد
 عاشق کا موسم ہے اللہ کام مضبوط ہو گیا
 شادی اور دل و باد صبا شاد آمد
 پھول خوش لایا ہے اللہ باد صبا خوش ہو کر آئی ہے
 حجلہ حسن بیائے کہ دا ما د آمد
 سنن کا ہیرا کٹ سہاگہ شہر آ گیا
 زانکہ از عشق برو اینہمہ بیاد آمد
 اس لیے کہ اس پر عشق ہی کی وجہ سے سہم چنے
 دلیر ماست کہ با حسن خدا داد آمد
 ہمارا مشفق ہے کہ خدا داد حسن کے ساتھ آ گیا
 لے خوشا سرو کہ از بند عم آزاد آمد
 وہ سرد کیا اچھا ہے جو تم کی قید سے آزاد ہے

مطلب از گفتہ حافظ غنے لغز بخوان
 اسے مطلب ماننا کے غلام میں سے کوئی عمر منزل کا
 تا بلو کیم کہ ز عیب طریم یاد آمد
 تاکہ میں سکھوں کہ کبھی سنتی کا زمانہ یاد آ گیا

دل کے عیب نہایت و جام جم دارد
 وہ دل جو عیب بنا ہے اور جام بخشینکتا ہے
 بخط و قال گدایاں مدہ خزینہ دل
 دل کا خزانہ فقروں کے خط و قال کو نہ دے
 نہ ہر درخت تحمل کند جفا تے خزاں
 ہر درخت خزاں کے غم کو برداشت نہیں کرتا
 ریشہ موسم آں کہ طرب چون ز گیس مست
 اس کا موسم آ گیا کہ خوشی سے مست زنگی کی طرح
 ز آرزو بہاتے مے کنوں چو گل در بلخ ملد
 اب پھول کی طرح ہوتے کہ خراب کی قسمت انکار نے سے دنیا
 زمزم غیب کی گاہ نیست قصہ مخواں
 غیب کے گاہ سے کوئی باخبر نہیں ہوتے دستانا
 و لم کہ لاف تجر ذرفے کنوں مشعل
 بڑا وہ دل جو کہ تعلق کی ڈٹگیں مانتا تھا اب سوختل
 مراد دل ز کہ جو کیم کہ نسبت دلدار لے
 تمہا دل کی مراد اس سے چاہوں کوئی دلدار نہیں ہے

زخاتے کہ از دو گم شود وہ عم دارد
 اس انگوٹھی سے جو اس سے کم ہو جائے گی مگر تپا ہے!
 بدست شاہ و شہ دہ کہ محترم دارد
 باد شاہ جیسے کے ہاتھ میں لے کر عزت سے رکھے
 غلام بہت سروم کہ امیں قدم دارد
 میں سرو کی بہت کا غلام ہوں کہ کیا ثابت نہی رکھتا
 نہد بیاتے قبح ہر کاشش مردم دارد
 پاپا لے کے قدموں پر ڈال دے جو بھی ہم دم ہو کہ
 کہ عقل کل بصدت عیب متهم دارد
 کہ عقل کل، اچھے سویر سے متہم کرے
 کلام محرم دل رہ دریں حرم دارد
 دل کے کون سے حرم کو اس حرم کا راستہ ملے
 ہوئے زلف تو با یاد صبیح مردم دارد
 تیری زلف کی خوشبو کی وجہ سے آج کے ہلکے ساتھ رکھتا ہے
 کہ جلوہ نظر و شیوہ کرم دارد
 جو نگاہ کا جلوہ، اللہ کرم کی عادت رکھتا ہو

زجیب خرقہ حافظہ پر طرف تہاوت

حافظہ کچھ بڑے کے ذریعہاں ہے کتباً ملا کر رکھا سکتا ہے

کہ ماہر طلبہ سیکھ دو و صنف وارد

اس لئے کہ ہم نے صنف تہاوت اور دو صنف رکھتا ہے

دست از طلب نذارم تا کام من بر آید

میں طلبہ دست بردار نہیں گا جب تک کہ مقصد پر نہ پہنچے

بکشتائے ترمیم راجع از وفات و دیگر

مرنے کے بعد پھری قبر کھول اور دیکھ

بنائے رُخ کہ خلقے والہ شونہ و جلال

رُخ دکھا دے کہ کوئی دلہا نہ اور حسیں ہاں ہوا میں

جاں بربستہ حشرت نردگ از لاش

جان ہوتوں بر پنا اور صحت دل میں کہ اس کے گھڑوں سے

از حشرت در بانق جاہم بتنگ آمد

تیرے زندگی حشرت سے میری جان تنگ آگئی ہے

گفتہ سخنیش کز بے برگہ دل دلم گفت

میں نے کہا ہے آپ سے کہا کس سے دل جا بے میرا اظہار

ہر یک شگن ز زلفت پنجاہ شست ہارو

تیری زلفت کی ہر شگن پہاں مٹے رکھتی ہے

بیرہنے آنکہ در باغ آید گلے جو رویت

اس امید پر باغ میں تیرے چہرے جیسا کوئی بھول گئے

ہر دم جو بہو فایاں تو اں گرفت یارے

ہر نالوں کی طرف ہر وقت ایک نیا دوست نہیں بنایا سکتا

پر خیز تا چمن را از قامت و میانق

آٹھ ہٹا کر چمن کے لئے تیرے قد اور کمر سے

یا جاں رسد و جانال یا جاں زتن بر آید

یا جان جانان تک پہنچے یا جان جسم سے نکل جائے

کز آتش دروغم زود از کفن بر آید

کہرے کھاندونی آگ کی وجہ سے کفن سے دھواں نکل رہا ہے

بکشتائے لب کہ فریاد از مردوزن بر آید

ہونٹ ہلا تا کہ مردوزن نرسد اور کفن

نگرفتہ جمع کامے جاں از بدن بر آید

کوئی مقصد پورا کیے بدون جسم سے جان نکلتی ہے

خود کا آئندگیاں کے زائل دہن بر آید

مفسدوں کا مقصد اُس منہ سے کب پورا ہوگا

کار کے ست اس کو باخوشی بر آید

یہ کام کر سکتا ہے جس کو اپنے اوپر قابو ہو

چراں اس دل شکستہ باآں شکن بر آید

یہ زونا ہوا دل اس شکن سے کس طرح نکلے

آینیم و ہر دم گرد چمن بر آید

نیم آتی ہے اور ہر وقت چمن میں جا رہا ہوں جگر کٹتی ہے

مایم و آتش تا جاں زتن بر آید

ہمیں ہوا آتش کی چو کھٹ جب تک جسم سے جان نکلے

ہم سرور در بر آید ہم نارون بر آید

سرور بھی نکل گیا آگے اور نارون بھی مل جائے

گویند ذکر خیرش در خیل عشق ازل

اُس کا ذکر خیر عشق ازلوں کے گرد وہیں کرتے ہیں

ہر جا کہ نام حافظہ در سخن بر آید

اجن میں جس جگہ حافظہ کا نام آتا ہے

تا اید پیام مرادش ہم دم جانی بود

اب تک اُس کی مراد کا پاس اس کی جان کا ساتھی ہوتا ہے

گفتہ اس شاخ اردو دبا کے شامانی بود

کہا تھا کہ اگر شیشائی کوئی کھیل دینی تو وہ شیشائی ہوتا

در ازل ہر کیفیض دولت ارزانی بود

جس کو ازل میں دولت کا فیض ملتا ہوتا ہے

من شہاں ستا کہ ازے خواستہ شد تویر کار

میں شہاں طویر کی جگہ میں نے خواستے تویر کار

۱۔ جیبہ گریبان میں

۲۔ اس کے دل میں خدا

۳۔ نہیں بلکہ صنف ہے

۴۔ یا تو وصل ہی حاصل

۵۔ ہو یا موت آجائے

۶۔ سارے کھیلے کھیلے

۷۔ کی آگ نہیں بجھی

۸۔ یا میرے وصل

۹۔ بدل جان نکل جائے

۱۰۔ اس کے دہن سے

۱۱۔ لطف اندوز جیب پور

۱۲۔ جبکہ کوئی سرباہ چائے

۱۳۔ پاس ہوتا

۱۴۔ نکل کر زور اور

۱۵۔ جان ایسا

۱۶۔ نعت تو

۱۷۔ بھانگی

۱۸۔ کوئی

۱۹۔ صوفی نہیں ہے

۲۰۔ بلکہ صاحب مشق کی

۲۱۔ جتوں میں با شاکہ پکر

۲۲۔ کھاتے ہیں

۲۳۔ بلکہ بگ قد سرو ہے

۲۴۔ کرنا ہوں اور کھاتے

۲۵۔ کانا ہے جس کو گونا

۲۶۔ بھی کھتے ہیں

۲۷۔ حافظہ نام لکھتی ہی

۲۸۔ توگ اس کو عشق ازلوں

۲۹۔ میں لکھتے ہیں

۳۰۔ تا میں کابل میں فوت ہوئی

۳۱۔ سے فیض حاصل ہو گیا ہے

۳۲۔ وہمیشہ جا بکھڑا ہے

۳۳۔ ملا ہے یا تیرے شگن کی

۳۴۔ تویر پر تمام دنیا ملا ہے

چونکہ ماہ است روشن کہ بے مہر و روش
چونکہ طبع روشن ہے، اگر اس کے پیرے کے آفتاب کے بدن
دل و جانِ حافظ صفا سے ندارد
مانندگی جان در دل کوئی نور نہیں رکھتا ہے

دل شوقِ لبِ مدام دارد
دل کو، ہمیشہ تیرے لب کا شوق نگار جتا ہے
جانِ شربتِ مہر و بادۂ شوق
جان، محبت کا شربت، امد شوق کی شراب
شوئیدۂ زلفِ یارِ دائم
یار کی زلف کا دیوانہ، ہمیشہ
آخر نرسد کہ باز پر سیم
کیا نہیں ہے حق بھی نہیں پہنچتا، کہ ہم پہر دریافت کریں
بایار کجا نشیند آں کو
دوست کے ساتھ، وہ کہاں بیٹھ سکتا ہے جن کو
خرم دلِ آں کے کہ صحبت
اس کا دل خوش ہے، جو صحبت
تاہمید کند دلے بشوخی
تا کہ شرفی سے کسی بادل کو تیار نہائے

یارب زلفت چہ کام دارد
اے خدا تیرے لب سے اس کا کیا مقصد ہے؟
در ساغر دل مدام دارد
دل کے ساغر میں ہمیشہ رکھتی ہے
در دام بلا مقام دارد
معیت کے جاں میں مقام رکھتا ہے
کآں دلبر ما چہ نام دارد
کہ ہمارے اس دلبر کا کیا نام ہے؟
اندیشہ خاص و عام دارد
خواص، امد عوام کی فکر ہو
بایار علی الذوام دارد
دوست کے ساتھ ہمیشہ رکھے
بر گل زنبقش دام دارد
بھول پر، زنبقش کا جاں رکھتا ہے

حافظ چو نے خوش ست مجلس

چونکہ تم کوئی دیر کے لئے نہیں بولتا، جہاں آئے ملنا
اسبابِ طرب تمام دارد
مستی کے تمام سامان تیار رکھتا ہے

دل زرنج فراواں دے نیاساید
بیرا دل لب زیادہ ہے، جو بے کمزوری دیکھ کر آواز نہیں پاتا
بنجار حسرت اگر بر شو دل خرم
حسرت کے انگڑت اگر بھرتا ہے، ہیں نلے خوش دل
زبس غمے کہ بدیدیم چناں شدیم کمر
زیادہ خون کوبہ جرمیں نے دیکھے ہیں ایسا ہو گیا ہر لنگہ بچے
زمانہ جوید و ہر جا کہ فتنہ باشد
زیادہ تلاش کرتا ہے اور جس جگہ کوئی فتنہ ہوتا ہے
دو چشم من رخ من ز روی تو انست
پیری دو آنکھیں میرے رخ کو زرد نہ دیکھیں

تم ز اندہ دوری ہی بفرساید
میرا جسم، دلدی کے رنج سے گھسا جاتا ہے
ز دیدگان نم بارانِ غم فود آید
تر آعموں سے غم کی بارش کی نمی گرتی ہے
نشیم صبح بے یکدم ز جائے بر باید
صبح کی ہولناک دم بگسے سے اڑا لے جاتے
چو نعر و سچشم منش بیاراید
پیری نگاہ میں، دلہن کی طرت اس کو سنوارتا ہے
از آن بخونِ دلم دمدم منیداید
ای وجہ سے ہر دنت میرے دل کے خون سے لپکتی ہیں

سلا حافظ، سر پہ
چہ اور کیر کیر ہو سوتا
جان میں روشنی سمیٹ
سے ہی آتی ہے۔
محبوب کی زلف
کا دیوانہ ہمیشہ معیت
ہیں ہے۔
میں ہیں یہ تو حق ہے
کہ ہم محبوب کا نام پوچھ
لیں۔
محبوب کی محبت
تو وہی اختیار کر سکتا
ہے جو تمام انسانوں کے
سے عشق ہو۔
سے گل کے چرواہا
بنفشہ سے زلف
ملا ہے۔

دل زرنج
سے جہین
ہے جسم
زبان کے
دور سے گل پہاڑ
زین سے اجمرات
اٹھتے ہیں وہی آسمان
سے بنگلہ بارش بریں
ماتا ہنگا ہو گیا ہونا
کہ ہوا اڑا لیتا ہے۔
ہونڈے کو آسان آید
گرم پورگیسے قضا باشد
بزنش ناراضی ہی ہوسد
خانہ انوری کا باشد
مٹ میری آنکھیں چوکے
میرے جیسے کو زرد
دیکھنا بند نہیں کر سکتی
اس لیے خون کے قطر
سے اس کو لپکتی ہیں۔

۱۔ آئیں جس پر
خون اس لیے بہا رہا
میں ایک ضمن سیری
زرد روئی دیکھ کر
خوش نہ ہو سکے۔

۲۔ جو جس کے ستر پر
ہم سر دھو رہے ہوئے
تھے، لیکن وہ وہاں
سے نہ گذرے۔

۳۔ سیلاب پر تیرے
دھوڑا آتا ہے لیکن
ہارے آسٹونوں کا
سیلاب اس کے تیرے
نہ دھوسکا۔

۴۔ ہمارے تلو و فوڈ
نے میرا اتنا تکا کی

خیزم عزم

کردی

لیکن

محبوب

کلام سے

ستارہ۔

۵۔ غنیمت نیم عمری

سے بھج جاتی ہے،

مورا شیخ نیم کے

قدوں پر جان

دی جی ہے۔

۶۔ آپس اڑ کر تھی

لیکن وہ پرواہ نہیں

کر تا خدا اس کی

حفاظت کرے۔

۷۔ نونہ پتھر کی پائیا

شہ مجھ کے آستانہ پر

دھرا بیٹھی تھی

۸۔ اہل نفاق اور عشق

انہیں مجھ کے ہیں بڑا

واقف کھٹکے ساتھ جونا

چاہیے۔

کہ گزرا گندم روئے زرد بد خواہے
سگہ آگ کرنی بد خواہ سیرا نند چہرہ نیچے
اگر نہ مالہ گندم گویدم چہرہ حاجتہاست
اگر نہ تیرے مٹا ہوں مجھے تمہا ہے ہلکی کا خوش ہے؟

غلیں مباحش جو حافظ کرتی جاویدال
مافلہ کی طرح غلیں نہ ماس لے کے کہ ہمیشہ زخمہ رہتے والا
دے نہ بند کند تا دیکھے نہ بکشاید
کرتی وہ دانہ بند نہیں کرتا جس تک دوسرا نہیں کوئی ہے

۱۔ رو برہش نہادم و بر من گذر نکرد
میں نے اس کے ساتھ پوچھو کہ با صدہ میرے جانے گذرا
سبیل سرشک مازدش کیں بدینرؤ
ہمارے آسٹونوں کے سیلاب لے اس کے دل سے تیرے کو نکالا
ماہتی و مرغ دوش مخفت از فغان من
کل شب میری فریاد سے گھلیاں اور پرند نہ سمئے
میں تو استم کہ میرش اندرت دم چو شمع
میں جانتا تھا کہ اس کے قدموں پر شمع کی طرح جان دیوں
یار تب تو آں جوان دلاور رنگا ہلدار
اے غمخوار اس بہادر، جوان کی حفاظت کر
جاناں کلام سنگدل بے کفایت ست
اے محبوب اگر نل سنگدل، بے سلیقہ ہے
شوخی نگر کہ مرغ دل بال و پر کیاب
شوخی دیکھ کر مرغ دل جس کے بال اور پر کیاب ہر چہ ہے

بچتم اور خ من زرد رنگ نہ تاید
میرا بچ، اس کی نگاہ کہ زرد رنگ نہ دکھائی دے
و گرمھویہ سرکیم بہ بیچ و تاب آید
اگر مٹا ہوں بچی تو تاب کا تاج ہے

۱۔ مد لطف چشم داشتم و یک نظر نکرد
مجھے سر ہر پائیدل کی طرح تھا اس نے ایک بھی نہ دیکھا
در سنگ خارہ قطرة باران اثر نکرد
نگ خارہ میں ہارش کے قطرے سے اثر نہ کیا
واک شوخ دیدہ ہیں کہ سراز خواب نکرد
اُس شوخ چہم کو دیکھو کہ ہمیشہ سے سر نہ اٹھارا
او خود گذر من چونم سحر نکرد
اس نے میرے پاس سے نہیں حرکت کر کے گذر کیا
کز تیر آو گوشہ نشیناں ہذر نکرد
جس نے تیرے گوشہ نشینوں کو آہ کے تیرے ہوا نہ کیا
گو پیش زخم تیغ تو جاں را سپر نکرد
کہ جس نے تیری تلوار کے زخم کے سامنے ہلکی نہ تھاں بنا
سودائے خام عاشقی از سر بگذر نکرد
ماشق کے تام جنوں کو اسے سر سے نہ نکالا

حافظ حدیث عشق تو از بسکہ دلکش ست
اسے حافظ تیرے عشق کی کہانی بہت زیادہ دلچسپ ہے
نشنید کس کہ از سر رغبت ز بر نکرد
کہ ایسے شخص نے نہیں سنی جس نے رغبت سے یاد نہ کیا ہو

۱۔ بچے بزن کہ آئے بر بازاں تو اوان زد
کوئی ساز جیڑ، جس کے نشہ پر آہ کیجا کے
بر آستانہ جاناں گرسر تو اوان نہادن
اگر مشرقی کے در پر سردھا جا کے
در خانقہ گنجی اسرار عشق و مستی
عشق اور مستی کے راز و مخافت ہمیں نہیں سنا سکتے

۱۔ شعرے بچھاؤں کہ با او طبل گراں تو اوان زد
کوئی شعر پڑھ، جس پر عمل پیلا جا جا کے
گلبانگ سر بلندی بر آساں تو اوان زد
سر بلندی کا سفر وہ آساں تک پہنچایا جا سکتا ہے
جام مے مغانہ ہم نامغان تو اوان زد
نمون کی شراب کا جام نمونوں کے ساتھ ہی پیلا سکتا ہے

شدرہزن سلامت لب قوس عجبیت
 تیرے کھنڈہ سلامت کی راہزن میں گویا دریا کی آہنیں
 گردولت مصالحت خواہدے کثودن
 اگر تیرے وصال کی دولت ، مدعا کو ملایا ہے
 خدیجہ ماہسبت نماید آما
 ہارا گویا آنتا تھے خیر نقد آتا ہے لیکن
 از چشم در حجام ساقی تالطف کن
 چشم کی دہکے تیرے میں جوں ساتی ہر زبان کرے
 بر جو بیار چشم گر سایہ افکند دوست
 میری آنکھوں کی تیرے ، اگر دوست سایہ ڈالے
 درویش را بناد منزل سراے سلطان
 فقیر کو باد شاہ کی منزل سرائے حاصل نہیں ہوتی ہے
 اہل نظر دو عالم دریک نظر بجانند
 اہل نظر دونوں جہان کو ایک نظر میں دیکھتے ہیں
 با عقل و فہم ودانش داوین تو ان داد
 عقل اور فہم اور دانش سے تم کو داد دیا جاسکتی ہے
 عشق و شباب زندگی مجموعہ مرادست
 عشق اور جوانی ، اندر زندگی ، ہنسا کا مجموعہ ہے
 بر عزم کامرانی فالے بزین چودانی
 اگر قربانتا ہے کامرانی کے ادا وہ بہ نال کمال

گر راہزن تو باشی صدکارواں تو ان زرد
 اگر راہزن تو ہونو سو قافلے لے جا سکتے ہیں
 سر پابایں تخیل بر آستاں تو ان زرد
 اپنے تخیل سے بہت سے سر پہ کوٹ برائے تاکے ہیں
 بر چشم دشمنانت تیرا زکماں تو ان زرد
 تیرے دشمنوں کی آنکھوں پر زکماں سے تیرا دل چکھتا ہے
 باشد کروستہ چند بر آں مہاں تو ان زرد
 ہو سکتا ہے کہ اس گھر کے چند بوسے لے جا سکیں
 بر خاک رہگذارش آئے ماں تو ان زرد
 انہی کے راستے کی خاک پہ پھلنا پانی چھڑکا جا سکتا ہے
 ماتیم و کہند لطفے کا تش در آں تو ان زرد
 ہم ہیں اور پرانی گدڑی کی اس میں آگ لگانے کی جا سکتی ہے
 عشق ست او اول بر عقد جان تو ان زرد
 عشق ہے اور پہلی بازی ، نقد جان پر لگانے کی جا سکتی ہے
 چون جمع شد معانی گوئے بیاباں تو ان زرد
 جب معانی جمع ہو جائیں گی کہ گیند جیتی جا سکتی ہے
 ساقی پاک جامے در آں زماں تو ان زرد
 اسے ساقی تمہارا اس زمانہ میں ایک جامہ چاکھا جا سکتا ہے
 باشد کہ گوئے دولت در آں میاں تو ان زرد
 ہو سکتا ہے کہ خوش قسمتی کی گیند اس درمیان میں ہوتی ہے لہذا

حافظ تخی قرآن کز زرق و شید باز آ

ماخذ تھے قرآن کے حق کی تم ہے ، کلاہ زرق سے باز آ
 باشد کہ گوئے شے در آں میاں تو ان زرد
 ہو سکتا ہے کہ میش کی گیند اس دوران میں ہوتی ہے لہذا

روز و صیل دوست داروں یاد یاد
 دوستوں کے وصل کا دن یاد ہے
 ایں زماں در کس وفاداری نماند
 اس زمانہ میں کسی میں وفاداری نہیں رہی
 کاظم از تلخی غم چون زہر گشت
 غم کی تلخی سے ، میرا مسکن نہر میسا ہو گیا ہے
 من کہ در تدبیر غم بیچارہ آم
 میں جو غم کی تدبیر سے ناخچار ہوں

یاد باد آں روزگار اں یاد یاد
 یاد رہنے ، وہ روزگار یاد رہے
 زان وفاداراں و یاراں یاد یاد
 ان وفا داروں اور یاروں کی یاد رہے
 بانگ نوش بادہ خواراں یاد یاد
 شراب نوشوں کے پیچھے کی آواز یاد رہے
 حارۃ آں غمگاراں یاد یاد
 ان غمگاروں کی ، چارہ سازی یاد رہے

شہرے مسلم ہو کر دولت
 کھانڈانے سے کمال چاہی
 قربانوں سے نہیں بلکہ
 سروں سے کھانڈایا
 جا سکتا ہے۔
 ہا ہا کہ اولاد تیرے
 دشمنوں کے لئے کمال
 کا حکم کر سکتے۔
 سے یہ بہت مدد بھی
 میں ہو سکتی ہے ، روز
 شرم آئے سے آ رہی ہے
 سے اگر اس چند لڑکے سر
 کرنا چاہے تو راستے کے
 گرد ہمارے بر آؤں گا
 چھڑکاؤ گردوں کا لاکو
 غارت سے تکلیف پہنچے
 یہ فقیر میں دت چاہے
 اپنا لٹک کر
 میرے کسے
 غمگینوں سے
 غمگینوں سے
 غمگینوں سے
 غمگینوں سے
 غمگینوں سے

کے شرگڑی فصل غم ہے
 تعلق کرتے ہیں مسافر
 جمع کے شرکیا جا سکتا
 ہے ان چیزوں کا جمع ہونا
 انسان کی کتابی تہا ہے
 لہذا اس موقع سے غلام
 اٹھنا چاہیے۔
 سے تو ماخذ قرآن ہے
 تھے قرآن کی تم کہ
 جوڑنے کا مقصد
 بلکہ ہو سکتے۔
 شباب تو وصل وصل
 نہیں لیکن زیادہ وصل
 کی یاد رکھو رہتی جا رہے
 سے اب تو وفاداری

از من ایثاں را ہزاراں یاد باد
 ہری جانب سے اُن کی ہزاروں یاد رہے
 کوشش آں حق گذراں یاد باد
 ان حق ادا کرنے والوں کی کوشش یاد رہے
 زندہ رود باغکا راں یاد باد
 باغکاراں کی زندہ رود یاد رہے
 روز و شب اے گلخانراں یاد باد
 اسے معشوق! دن رات یاد رہیں چاہئے

گر چہ یاراں فارغ از یاد من
 اگرچہ دوست و مسیری یاد سے غای ہیں
 مبتلا گشتم دریں دام بلا
 میں اس مصیبت کے جلاں میں، پس گنایا ہوں
 گرچہ صدر دوست در چشم رواں
 اگرچہ مسیری آکھوں میں، سو نہری جاری ہی
 ز اں سر زلف و رخ گلفام او
 اس زلف، اور اس کے چہوں سے رخسار کی

رازِ حافظ بعد ازین ناگفتہ بہ
 مانڈ کا راز، اس کے بعد نہ کہتا بہتر ہے
 لے در بیغ از راز داراں یاد باد
 ہائے افسوس! راز داروں کی یاد رہنے چاہئے

چنان نماز و جنیں نیز ہم نخواہد ماند
 ویسا بھی نہیں رہا، ایسا بھی نہ رہے گا
 رقیب نیز جنیں محترم نخواہد ماند
 رقیب بھی، اس طرح با محنت نہ رہے گا
 کے مقیم حرم حرم نخواہد ماند
 کوئی بھی حرم کے ایسا ہی، بقیم نہ رہے گا
 کہ مخزن ز روغ درم نخواہد ماند
 سونے کا خزانہ اور درم کا خزانہ نہ رہے گا
 کہ ایں معاملہ تا صبح ہم نخواہد ماند
 اس لیے، کہ یہ معاملہ صبح تک نہ رہے گا
 کہ بردر کر مش کس درم نخواہد ماند
 کہ اس کے کرم کے دروازہ ہا کوئی گنیم نہ رہے گا
 کہ جز تلکوئی اہل کرم نخواہد ماند
 کہ اہل کرم کی سبکداری کے سوا کچھ نہ رہے گا
 کہ جام باوہ بیاد و کرم نخواہد ماند
 کہ شراب سوا بیاد لاکر کرم جمشید نہ رہے گا
 کہ کس ہمیشہ گرفتار غم نخواہد ماند
 اس لیے کہ کوئی ہمیشہ غم میں گرفتار نہ رہے گا
 کہ نقش مہر و نشان ستم نخواہد ماند
 اس لیے کہ کجبت کا نقش اور ظلم کا نشان نہ رہے گا

رسید مژدہ کہ آیام غم نخواہد ماند
 غم خیزی پہنچی ہے کہ ہم سہ زمانہ نہ رہے گا
 من ارچہ در نظر یار خاکسار شدم
 یار کی نظر میں، اگرچہ میں ذلیل ہو گیا ہوں
 چو پردہ دار بشیر میزند ہمدرا
 پردہ نشیں، جبکہ سب کو تلوار سے ملتا ہے
 تو آنکرا دل درویش خود بدست آور
 نے الدار اپنے نقیضہ کا دل ہاتھ میں لے
 غنیمتے شمرے شمع و صہل پروانہ
 اسے شمع بہر داد کے وصل کو غنیمت مہیاں
 سروش عالم غیم بشارتے خوش داد
 عالم غیب کے زرشہ نے، مجھے ایجنہ تو خیری مہیاں
 بریں رواقی ز برد نوشتہ اندرز
 اس زبرد کے پتے ہم سونے کے پانے سے نکھارے
 سرود مجلس جمشید گفتمہ انداز بود
 لوگوں نے کہا ہے، جمشید کی مجلس کا انداز تھا
 چہ جائے شکر و شکایت نقش نیک ہد
 اچھے بڑے کے نقش سے شکر و شکایت کا کیا موقع ہے
 ز مہربانی جانان طمع مبر حافظ
 اسے نہ نکلا محبوبی مہربانی سے ایس نہ ہو

ذو سونہ نے مجھے
 پہلا دیا لیکن میرے لئے
 اتنا یاد تازہ نہ رہی
 چاہیے۔
 نہ زندہ رود ہوا
 کہ ایک ہزار نام ہے
 اس کے کتابت سے ایک
 با رہے میں کام
 باغکاراں ہے۔
 سے اب زور نہیں ہیں
 کان سے رانگیا جا سکے
 آتا کوئی کرنا پتا نہیں ہے
 معلوم کیا کسی کو نہیں ہے
 سے چنان سے آیم پیش
 اور نہیں سے آیم
 مراد میں۔
 ہے جاری نہیں کیا کہ



اس نے ہیں
 ذلیل کرنا
 اکھا سار
 و خردی
 ذلیل ہوگا۔
 میں میں میری
 نقصان ہے۔
 نے یقین کو
 دنا چاہیے
 در میل
 کچھ نہ چاہیے
 شہر کے
 مدعا ہے کوئی بگڑے
 ہر کو راہیں ہوگا۔
 شہر کوئی زہر
 جہاں ہوا سماں ہے
 نہ ہی یقین پر شکر
 اور نہ ہی پر شکر ہوتی
 نہیں اس لیے کہ ان کی
 کے کسی کا جانا ہے۔

روشنی طلعت تو ماہ ندارد
 تیرے پھر کے کہ روشن چاند نہیں رکتا
 جانب دہا نگاہدار کہ سلطان
 دلوں کی دیکھ مجال رکھا اس لیے کہ بادشاہ
 دیدہ ام آل چشم دل سیکہ توداری
 میں نے اس سوا ہلا آٹھ کو دیکھا ہے ہوتو رکتا ہے
 لے شہ خوباں بعاشقاں نظر کے کن
 اسے میزون کے بارشاہ، عاشقوں پر نگر ڈال
 نے زمین تنہا کشم تپا دل زلفت
 عیا تھا کہ تیری زلفت کی دست نڈھی برداشت نہیں کرتا ہوں
 شوقی نرگس نگر کہ پیش تو بشفقت
 زگس کی سحرارت دیکھو تیرے سامنے کبھی
 رطل گر آنم وہ لے مرید خرابات
 اے شراب خانہ کے مستند! مجھے بیماری ہاگے
 گو بزو و آستین بخون جگر شوی
 کہہ دو کہ چلا جائے، اور خون جگر سے آستین زکری
 تا چہ کند بارخ تو دور دل من
 دیکھتے دیر سے دل کا دھواں تیرے رخ کا کیا کرتا ہے
 خون خور و خامش نشیں کراں ل نازک
 خون پیتا رہ اور چپ بیچارہ اس لیے کہ وہ نازک دل
 گوشہ آبروئے تست منظر چشم
 میری آنکھ کا منظر تیری اچھو کا گوشہ ہے

پیش تو گل رونق گیاہ ندارد
 تیرے بالغاں بچوں کا سر کی رونق نہیں رکتا
 ملک ندارد اگر سیاہ ندارد
 کف نہیں رکتا، مگر سیاہا نہیں رکتا
 جانب بیچ آشنا نگاہ ندارد
 کسی آشنا کا طرف، نگاہ جنسیں کرتی
 بیچ شمعے چوں تو ایں سیاہ ندارد
 تیری طرح، کوئی بادشاہ یہ ہنجر نہیں رکتا
 کیت بدل داغ ایں سیاہ ندارد
 کون ہے جو اس کے بدلے کا دل میں داغ رکھتا ہے؟
 چشم دیدہ، ادب نگاہ ندارد
 بے حیا، ادب کو ملوٹا نہیں رکھتا
 شادی شمعے کہ خانقاہ ندارد
 اس صلیح کی غرضی میں، جو خانقاہ نہیں رکتا
 ہر کہ دریں آستانہ راہ ندارد
 جو، اس جو کٹ سا راستہ نہیں رکتا
 آستانہ دانی کہ تاب آہ ندارد
 تجھے معلوم ہے کہ آستانہ کی تاب نہیں رکتا
 طاقت فریاد داد خواہ ندارد
 فریادی کی نسیب دہننے کی طاقت نہیں رکتا
 خوشتر ازیں گوشہ بادشاہ ندارد
 بادشاہ بھی اس سے زیادہ خوبصورت گوشہ نہیں رکتا

حافظ اگر سجدہ تو کر دکن عیب
 خانقاہ نے اگر تجھے عیبہ کیا جب نہ گا
 کافر عشق لے ہنم گناہ ندارد
 اے منم، عشق کے کافر پر کوئی گناہ نہیں ہوتا

رسید شردہ کہ آمد بہار و سبزہ دید
 خوش خبری آئی، کہ بہار آگئی اور سبزہ ہاگ گیا
 صیفر مرغ برآمد ببط شراب کماست
 پرندوں کا بھیجا ہوا سردیوں کا گلیا شراب کی بیخ کباب ہے؟
 زلفے ساتی ہوش سگے بچیں امروز
 آج، چاند میسے ساتی کے رخسار سے پہلے جن

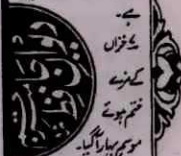
ونظیف گر رسد مفرش گلست و نبید
 اگر ستراہ، لی، تو اس کا صرف بچوں کا شراب ہے
 فعال قنادز بلبل نقاب گل کہ درید
 بچوں نے شہ کیا، بچوں کا نقاب کسی نے چاک کر دیا
 کہ گرد عارض بتاں خط بنفشہ دید
 اس لیے کہ باغ کے رخسار کے گرد بنفشہ آگ آئی ہے

ماہ کو جسے چاند ہی رہتی
 چاند کو ماہ میں نہیں
 اس کے سر کے سامنے
 گھاس سے بچو گے۔
 عاشقوں کی رونق
 جی جی ان کو سیاہ کر گیا
 سلطنت پر بلو جو جاگن
 عاشقوں کی رونق جو
 تجھے متیرے کسی دہانہ
 کو کمال نہیں ہے۔
 کاتیری زلف کونرف
 میں ہی زلفی نہیں ہوں
 اس گلے سے نسبت ہوں
 کے دلوں کو داغ دانتا
 نے زنگس کی بے حیا ہے
 کہ بوجھ سلنے کھنٹی ہے
 اس کو اس کی آغوشے
 شہ نکر نہ پائیے۔

اس کو خون کے نسو
 جانے چاہیں۔
 بھوکے خندا آئینہ
 جیسے آئینہ کسانے
 آکر نے وہ دھنلا
 ہو جاتا ہے۔
 شہ نکر ظالموں کی است
 بگڑی کھڑکیا کلاک است
 کلاحتی کھٹے لوب کہ
 سہہ کا ہا ہے۔
 شہ نکر کھڑکیا خوار تو آ،
 ذریعہ شہ نکر کے جان
 خانقاہ کا لطف متوتنا
 اس کے سامنے دیر
 بگڑی تو بڑوں کی اس
 اس کی طرف اشارہ ہے۔
 بیخالی شہ نکر ہوا

ہر کہ اس کا ہنسا لکھا ہے۔ یہ ہنسنے والا ہنسا لکھا ہے۔

ساقی کے عشق میں
ایسا تیرا ہو گیا جوں کہ
کس دوسرے سے
بات چیت کا موقع نہیں
سارا وہ عشق پہلے لہر
نے نہیں کیا سکتی ہے۔
تو یہ بھی مجاہد ہیں
سے ہے کہ ہر سے
شیر بھاگ جائے۔
سے عشق کی وادی
ناہی لگان رہے۔
سے صوفیوں سے خدا
کوئی مواخذہ نہ کرے۔
سے ہمارے مراد جوانی
ہے۔



موسم بہار آگیا۔
سے ہم محبوب کے فوج
دل سوز کر رہے اور
دنیا کو کچھ نہیں چاہیں گے،
درمیانی غبارِ شب گیا
ہے اور ہم محبوب تک
پہنچ گئے ہیں۔
سے شب ہائے دراز
زلفِ محبوب کی حریف
تھیں زلفِ نازان کو
شکست دیدی۔

چنان کہ شمشیر ساقی دلم ز دست برد
ساقی کی ادایا دلوں، تبنا جسے اسلحہ مرع میں نے کون
من این موقع زلمیں چو گل سخنوا ہم سوخت
ہم اس بیرون کی بچوں کی طرح رنگین گزری کہ جلا دلوں کا
بوکھئے عشق منبے دلیل راہ قدم
عشق کے کوہ میں را ہر جہوں قدم نہ کہ
زمیود ہائے بہشتی چہ ذوق دریا بد
بہشتی بیروزاں سے ہاس کو کس فائقے خواہ
مکن ز غصہ شکایت کہ در طریقی ادب
منا کی شکایت ذکر ہاں لے کر ادب کے راستہ میں
عجاب رہ عشق لے رفیق بیارست
اسے دوست ہوا عشق کے محاب بہت ہی
قدائے راہ دے لے دلیل راہ حرم
اسے حرم کے راستہ کے رہنا خدا کے لئے درگ
گلے نچید زستان آرزو دل من
بہرے دل لے آرزو کے باغے کوئی بھول چنا
شراب نوش کن وجاہم ز لہوئی وہ
شراب بنا ، اور سونے کا جام صوفی کو دے

کہ باکے درگم نیست برو نگفت و شنید
کہ اب کسی سے سنا نہ گفتم و شنید کا موقع نہیں
کہ پیر بادہ فروزشش بجز عنہ خفید
اس لیے کہ خراب فروکش ہرے اس کو ایک گونہ میں نہ رہا
کہ گم شد آنکہ دریں رہ بر میرے نرسید
اس لئے کہ اس ملہ میں جو شخص راہ برنگ نہ پہنچاں گم کیا
کے کہ سبب زرخندان شاہدے تلخ دید
ہم نے کسی عشق کی شغوری کا سبب نہ لیا
برائے نرسید آنکہ زحمتے نکشد
وہ شخص کی راحت کہ نہیں پہنچاں ہم نے خلیفہ اطفال
زمین آہوئے این شت شیر زربید
اس جگہ کے ہر من کے سامنے ہے نثر شہماگ گیا
کہ نیست بادۂ عشق را کرانہ پدید
اس لیے کہ عشق کے جگہ کا کساد ہلا ہر نہیں ہے
مگر نسیم مروت دریں چین نہ فریاد
شفا پذیرت کا کہ ہاں اس چین میں دلچلی
کہ یادشہ زکرم جرم صوفیاں بخشید
اس لیے کہ بارشاہ کے کرم سے صوفیوں کی خلاصاں آگئی

بہار میگذر دہر گستر ادریاب
بہار گز رہی ہے اور کرم زرا، توہ نکر
کہ رفت موسم و حافظ ہنوزمے بخشید
کہ وقت گز گیا، اور ساتھ نے اب تک خراب نہیں چھین

رد ز بھران شب فرقت یار آخشد
بجز کا دن ، اور فرقت کی رات ختم ہو گئی
آن ہمناز تو تمم کہ خزاں مے فرمود
دوسب ناز اور عشق جو خزاں کرتی تھی
بعد ازین نور بافاق دہم از دل خولش
اس کے بعد ہم اپنے دل سے ناز کو فور بخشیں گے
آن پریشانی شہم ہائے دراز و غم دل
وہ کبھی رائوں کی پریشانی ، اور دل کا غم
ساقیا غم دراز و قدحت پر مے باد
اسے ساقی تیری غم دراز ، اور جلا شراب سے پر مے

زوم این فال و گذشت اختر و کار آخشد
میں نے یہ فال نکالی اور ستارہ گذر گیا اور کام آگیا
عاقبت در قدم باد بہار آخشد
انہام کار باو بہار کی آمد سے ختم ہو گیا
کہ خورشید رسیدیم وغیر آخشد
اس لیے کہ ہم عرشہ تک پہنچ گئے اور غبارِ نثر ہو گیا
ہند در سایہ کیسویے نگار آخشد
سب محبوب کے گیسو کے سایہ میں ختم ہو گیا
کہ بسعی توام اند و خار آخشد
تیری کوشش سے میرا غصہ زشتی کا غم ختم ہوا

شکر ایزد کے اقبال بڑا گوشہ نگل
 خدا شکر ہے کہ بھول کی کج کلاہی کے اقبال سے
 یاد مہ نیست ز پر عہدی ایام ہنوز
 نماند کی بر صفا کی وجہ سے بلکہ ایک یقین نہیں کہ
 صبح امید کہ بڑا متکلف پر وہ غیب
 امید کی کج غیب کے پردے میں تکلف تھی
 گرچہ آشفگی کار سن از زلف تو بود
 اگرچہ بے خاک پریشانی زلف کی وجہ سے تھی

نخوت باد کے دست و شکست خار آخر شد
 ذبہ کے ہیند کی ہوا کچھ تو دکانے کو در بہ ختم ہوا
 قصہ غصہ کہ در و صلت یار آخر شد
 رنج کا قصہ یار کے وصل کے بارے میں ختم ہو گیا
 گو بروں آئی کہ کار شب تار آخر شد
 اس کو بیدار کیا ہوا آجائے اندھیری رات کا کھلم کھلم ہو گیا
 حل ایں عقدہ ہم از رونے نگار آخر شد
 اس عقدہ کا حل بھی ہوشی کے چہرے سے کل ہو گیا

در شمار ارجمند نیا ورد کے حافظ را

گرچہ حافظ شکر کوئی تھکتے میں نہ لایا
 شکر کا محنت بے حد شمار آخر شد
 شکر ہے کہ وہ بے حد صاب محبت بھی ختم ہوئی

زادہ خلوت نشین دوش ہمیشانہ شد
 موش نشین زادہ کل شبہ ہمیشانہ میں چلا گیا
 شاہ پر عہد شباب آمدہ بودش خواب
 اس کے خواب میں جوانی کے زمانہ کا مشورہ آگیا تھا
 منعیہ میگدشت راہزن عقل و دین
 عقل و دین کا رہزن ایک مجبور گذرنا تھا
 آتش رخسار گل خرمن بلبل بیخوت
 بھول کے رخسار کی آگ نے بلبل کا گلیان ملادیا
 گر یہ شام و سحر شکر کہ ضائع نکشت
 شکر کے شام اور صبح کا روزنا ضائع نہ ہوا
 نرگس ساقی بخواند آیت افسون گری
 ساقی کی آگھ نے نرگس کی آیت پڑھ دی
 تھوئی مجلس کہ دی جام قمع می شکست
 مجلس کا سوئی جو کل جام اور سارا آزر رہا تھا

از سر پہاں گذشت بر سر پیمانہ شد
 اس نے عہد کو توڑ دیا اور پیمانہ کے سہہ ہو گیا
 باز بہ پیمانہ سر عاشق و دیوانہ شد
 پھر بڑھ چلتے ہیں عاشق اور دیوانہ ہو گیا
 درئے آں آشنا از ہمہ بیگانہ شد
 اس آشنا کے بچے سب سے بیگانہ ہو گیا
 چہرہ خندان شمع آفت پروانہ شد
 شمع کا مسکراتا چہرہ پروانہ کی محبت بن گیا
 قطرة باران ماگوں بر یک دانہ شد
 ہماری بارشیں سارے تلوار قدر بخت بن گیا
 حلقہ اور او را گر دوش پیمانہ شد
 ہمارے دلیلوں کا حلقہ پیمانہ کی گردن میں ہو گیا
 دوش بیک جرعہ سے عاقل و فزانہ شد
 رات ایک گونٹ شراب سے عقل مند اور فزانہ بن گیا

منزل حافظ کونوں بارگہ کبریاست

اب حافظ کا مقام کبریا کا بارگاہ ہے
 دل بردار رفت جاں بر جانہ شد
 دل بردار کے پاس چلا گیا جان جانانہ کے پاس جلی گئی

زے نخبہ زمانے کہ یار بازا آید
 کیا ہی مبارک زمانہ ہو کہ دوست واپس آجائے

بکام غمزدگان عنگار بازا آید
 غمزدوں کی ششہ کے مطابق ہنساں واپس آجائے

مذہب کا سہہ سنت
 جانے کا ہوا ہے
 اس میں جو غمزدگان
 ہوا ہے اس لئے
 سردی اور غمزدگان
 میں میں سہل ہے۔
 مے چکر زانہ انانی
 اعتبار ہے باوجود
 ماں ہو جائیکے یقین
 نہیں آتا ہے۔
 سے زلف کی بیلا کردہ
 پریشان بھی چہرہ نے
 زانہ کردی۔

سگ زانہ تو بڑی
 اور پانے سے دوستی
 چھری۔

شہ بر حلیہ میں جوانی
 سہوش تو
 میں نظر
 آگیا
 اور عشق

پیدا ہو گیا۔
 مے وہ زانہ میں چکر
 دیکھ کر سب کو ہوا
 مے شمع کو خندان بھی قرار
 دیا جائے اور گریاں
 بچوں

شہ مہا بیچارہ گیا
 اس کے تپوں سے
 در بخت پیدا ہو گیا۔
 مے آنحہ سے ایسا نتر

پڑھانے اب ہمارا خطبہ
 پانہ کی گریٹس بن گیا
 مے سوئی جو سے عقلی
 کھلا کر ہوا ایک
 گونٹ میں عقندہ
 بن گیا۔

ہا اہن سبب و سفید
گوارے کہ کچھ ہیں۔
چراغ آگ کی سی یا
اور سفیدی سے پہلے
اس کو اہن قرار دیا ہے
یہ برنگے اڑنے پر
فتاری اس کا بیجا
کہتا ہے۔
یہ اگر سبب ہو سکے
تو کہ گندہ بنا تو پھر
بیگہ ہے۔
یہ نقشہ تصانیف اہن
مرا ہے۔ ہندی یا تو
پرگانی جاتی ہے۔
یہ دل خود ہم کہتا ہے
سندی نے کہا ہے
انہی سبب سے کہتا ہے
باغی و ہولم نے کہا ہے
یہ سبب ہے
مطلب کی
پیشہ ہے
مستجاب ہے۔

شاید یہ دل ہم کو
ذرا نظر آئے کہ ہوا
دور سے نہ کہ چار ہوا
مالک خدا کے ساتھ
یہ چیزوں کے ہاتھ
پیارے ہاں سے اس
بازرگن رہے تھے۔
یہ نے اس سے سلام
کیا کہ ایک ہاتھ
وہ ہوا لڑے۔
یہ متعلق ہاتھوں
مقل کی شبہ بازی کی
کجا ہے بیسے ماری کی
ضربہ ہوی کے ہاتھوں
مستعد حضرت موسیٰ کی
وہ کلاہی ہے جہاز ہے
محل جاتی ہے بیسے

پیشہ شاہ خیال کشیدم ابلق چشم
اس کے خیال کے ہوا شاہ کے سلسلے کا اہن گوارا لایا
در انتظار فدا بخش ہی پر دل صید
اس کے تیر کے انتظار میں ہوا شاہ کو اڑا پھر رہا ہے
مقیم بر سر راہش نشستہ ام چوں گرد
یہ گرد آئی طرح اس کے راستے پر تیر ہو بیجا ہوں
دل کے باسر زلفین او قراے داد
وہ دل ہم نے اس کی دو زلفوں کو قول دیا ہے
اگر نہ درم جوگان اور ویرمن
اگر اس کے اپنے کے ٹوٹا میں یار نہ ہائے
چو جور با کہ کشیدند بلبلان از فی
نہوں نے تو کے تیر ہاں قدر ظلم ہوا شد کیا
سروشک من نوند موج بر کنار چو بحر
یہ آہن ہندی طرح کسار سے پتھر ہاں

بداں امید کہ آں شہسوار باز آید
اس امید پر کہ وہ شہسوار واپس آجائے
خیال آنکہ برسم شکار باز آید
اس خیال سے شکار کے لئے وہ لوٹ آئے
بلک ہوس کہ بدل ر بگزار باز آید
اس ہوس میں کہ اس راستے سے لوٹ آئے
گمان مبر کہ دل دل قرار باز آید
خیال ہی کہ اس دل کو پھر قرار آجائے
ز سر حلویم و سر خود چو کار باز آید
سر کے حلقہ کیا ہوں، پھر وہ سر خود کس ہاتھ آئے
بجوئے آنکہ درگنوبار باز آید
اس امید پر کہ درگنوبار پھر لوٹ آئے
اگر میان ویم در کنار باز آید
اگر اس کے درمیان میں پھر آجائے

ز نقشہ قضاہست امیراں حافظ
اسے حافظ قدر کے نقوش بنائے دانے سے آجاتی ہے
کہ چوں حنا بکفم آں نگار باز آید
کہ ہندی کی طرح بری ہنسی میں وہ مشرق پھر آجائے

آچہ خود داشت ز بیگانہ تمت امیکرد
جو پھر خود اس کے پاس تھا، غیر سے لگتا رہا
طلب از گم شدگان لب دیا میکرد
دہا کے کسار سے کہ گم شدوں سے ہاتھ رہا
کو تیا تیا نظر حل مقما میکرد
کیونکہ وہ لڑکی طاقت سے تھے کہ مرگتا تھا
اونمیدیش واز دور خارا میکرد
وہ اس کو نہیں دیکھتا تھا، دور سے خدا لگتا تھا
واندراں آتہ صد گوند تماشامیکرد
انہی آتہ میں وہ سیکڑوں چیزیں دیکھ رہا تھا
گفت آں روز کہ اس گنبد مینامیکرد
اس نے کہا، ہن دن عبادے جڑا کہ گنبد بنا رہا تھا
سامری پیش عصا وید بیضامیکرد
سامری عصا اور بیضی کے باقیابکر رہا تھا

سأبدا دل طلب جام از امیکرد
دل ہاں ہم سے جام ہم ہاتھ رہا
گوہرے کہ ز صدف کون مکان بچوں
وہ مرق، جو کون مکان کے سپ سے پھر تھا
مشکل خویش پریمتعال بر دم دوش
میں اپنی مشکل کب پھر تمناں کے پاس لے گیا
بیدلے درمہ احوال خدا با و یا و
ایک بیدل، خدا تمام احوال میں اس کے ساتھ ہے
دیش خوم و خندان قدح بادہ بدت
ہم نے اس کو دم میں پیالے خوش اور ہنستا ہوا دیا
گفتم این جام جہاں میں تو کے داویم
ہم نے کہا، جہاں میں ختام غلامی تھے کب دیا
آں مہر شعبہ با عقل کہ میکرد آسجا
وہ مہر شعبہ ہے، جو عقل اس جگہ کر رہی تھی

گفتاں یار کز وگشت سردار بلند
 اس نے کہوہ دوست جس سے سولی کا سر بلند ہوا
فیض روح القدس ارباز مد فرما ید
 جرتیں کا فیض، اگر صحیح مدد کرے

جرش آل بود کہ اسرار ہو یاد میکرد
 اس کی غلطی تھی کہ راز خفا بر گزرتا تھا
دیگراں ہم بگفتند آنچه میا میکرد
 دوسرے بھی وہ کریں، جو شیخا کر رہا تھا

گفتش سلسلہ زلف بیتاں انی چیست
 میں تناس سے کہا تو جانتا ہے ہمشوق کی زلفوں کا سلسلہ کیا ہے
گفت حافظ گلہ از شب یدامیکرد
 وہ بولا ما حفظ تاریک دست کا سلسلہ کر رہا تھا

سالہا دفتر مادر گرو صہبا بود
 چارہ کن با سالہا سال تک قرابت میں گروی تھی
نیکی پر مغال میں کہ چو با بدستال
 ہر مغال کی نیکی دیکھ کر ہم جیسے ہرستوں نے
دل چو بر کار بہر سو دورا نے میکرد
 دل بڑھ کر ہر کار کی طرح ہر جانب چبک لگا رہتا تھا
چی شگفتہ ز طرب زانگہ جو گل بر لہجی تی
 میں خوشی سے آگیا جا رہا تھا اس نے کہ بھول کر بھی نہ بھولتا تھا
پیر گلہ نگ من اندر حق ازرق پوشاں
 ہر سے خوش رنگ پیر نے نیکی کیل پہننے والوں کے حق میں
دفتر دانش ما جملہ بشوئید کے
 ہادی مفضل کی پوری کتاب کو شراب سے دھو دو
مطرب از درد محبت غزل می پرداخت
 محبوب محبت کے درد سے ایسی غزل لگا رہا تھا
از تباں آل طلب احسن شناسی ایدل
 اسے دلا اگر تر حسن شناس ہے تو مشقوں سے وہ چاہا

روفق میکردہ از درس دعائے مابود
 میکردہ کی رونق، جا سے دوسرے ۱۲ پر دما سے تھی
ہر چہ کردیم چشمہ کر مش نہیبا بود
 ہر جو کچھ کیا اس کی نگاہ کرم میں مناسب تھا
واندر آل دائرہ سرگشتہ و پابرجا بود
 اور اس دائرہ میں حیلن، اور ہر اچھی جگہ پر تھا
بر سرم سایہ آل سر وہی بالا بود
 میرے سر پاس بندہ سر دس سایہ تھا
ز خصبت محبت ندا وار نہ حکایتا بود
 محبت کی اجازت نہ دئی روز بہت سے لگتے تھے
کہ فلک بیوم و در قصد دل دانا بود
 اس نے فلک میں نے آسمان کو دیکھا ہے وہ چھلنے لگے گا کہ کتا پیرا تھا
کہ میکہاں جہاں راخزہ خوں پالا بود
 کہ دنیا کے کلبا، کہ بلیں خون سے آلودہ تھیں
کیں گے گفت کہ در علم نظر دانا بود
 اس نے بیکر یہ اس نے کہا ہے جو نظر بانی کے علم میں چھلنے تھا

قلب اندودہ حافظ بل و خرج نشد
 ماندہ ۲ شقیق ہوا سکا اس کے مٹنے نہ پہل سکا
کہ معال بہم عیب نہاں بیتا بود
 اس نے کہہ دلا کہ نہ لافقام پور مشہدہ جہوں کا دیکھنے والا تھا

ساقی حدیث سرو گل ولالہ میرو
 اسے ساقی ہر دلاور گل مادر لالہ کی ہاست بھرتی ہے
مے دہ کہ نو عروس چمن حد حسن بات
 شراب سے تناس لے کر چمن کی مٹی دہیں سے کمال دیکھ کر چاہتا ہے

وین محبت با لالہ عثمانہ میرو
 اور یہ محبت تین عثمانہ کے ساتھ جہدی ہے
کاراں زماں ز صنعت دلالہ میرو
 اس ناز میں ہم یاد کی کاری گری سے چلتا ہے

اس سلسلہ کا بیخود ہونا
 کی کردہ اسرا غلام کر رہا تھا
 مہم سا با ہا ہا ہا ہا ہا ہا
 میں مصحفی لایا ہوا تھا
 جلا امانت سے جلا ہوا تھا
 رپ
 سے بگڑا ہوا تھا
 ہاتھ میں پھینکا ہوا تھا
 کے ہنر کھانہ سے لایا ہوا تھا
 بھول کر رہا تھا
 ہے ہم سے ملنے لگتا ہے
 سلسلہ پر پناہ ہوا تھا
 ۱۲ دلا دلاگ آسمان
 ساتھ کی نگاہ ہے
 خوں لگائی جوت نام لگا
 خوں آسرو نہ گئے
 ہے مشوروت
 حسی ہی
 طلب
 کیا با
 چاہو
 ۱۲ پیر غلام کر رہا تھا
 مال سے واقف ہے
 اچانک اکوٹا سکا
 دہل سکا
 سلسلہ غایت عالیہ
 فرات سے لگا لگا لگا
 پیر غلام کر رہا تھا
 پہلا لگا خدمت تھی
 لالہ کے چہرہ
 جس کے نام سرو گل
 لالہ کے احسان کی
 بندہ ہوا مقرب ہو گیا
 وہم میں چھوٹے شکایت
 چاہو سنا ہوا تھا
 نے پہلا لگا لگا لگا
 لیکن دورا مصر کے
 تھا مجبوراً غلام ہو گیا

بہترین برسی اس غافل
 غفل سے تمام شہزادوں
 مخلوق ہوں گے
 بلا غفلت زمان و مکمل
 یعنی زمان و مکمل ہیٹ
 دنیا ہا مکمل میں کیا
 پیدا ہو رہا ہے کہ وہ اس
 طویل مسافت کو چلایا
 کی ہوا سا ملتا ہے
 کیسا ہے ہر وقت میں
 طے کرتے ہیں غفل
 یکیشہ سے مراد غفل ہے
 جو حافظ نے لیکھا کہ
 میں بھی ہے
 سے ساری حضرت
 موی کے
 زاد کا
 شہر
 شعبان
 ہے میں نے

حضرت موی کے شہر
 جانے کے بعد سمنے
 کا کچھ لایا اور حضرت
 موی سے جدا ہو کر
 اس کی پرستش کرنے
 اور کرتے گا۔
 یہ کہ یہ کہ یہ کہ یہ کہ
 ہنفت کی زلف میں ہنفت
 ہنفت میں یہ کہ یہ کہ یہ کہ
 شمس یاد کیا ہے
 یہ کہ یہ کہ یہ کہ یہ کہ
 اگر صبا کا ماہ کو تک
 نہ تھے تو شہزادوں
 یہ کہ یہ کہ یہ کہ یہ کہ
 تو یہ کہ یہ کہ یہ کہ یہ کہ
 یہ کہ یہ کہ یہ کہ یہ کہ
 یہ کہ یہ کہ یہ کہ یہ کہ

شکر شکن شہزادوں جو طوطیاں ہند
 ہندوستان کی تمام طوطیاں شکر تہ ہندوستان
 طوطی مکالمے میں وزاں در سلوک شعر
 شکر کے سلوک میں ہنفت زمان و مکان کو دیکھ
 باد بہاری وزاد بوستان شاہ
 بادشاہ کے باج سے بہار کی ہوا چلتی ہے
 آل حشم جاوداۃ عابد فریب میں
 اس جاودہ بھری ماہ فریب آٹھ کو دیکھ
 غوی کردہ مغراند و بر عارض میں سمن
 پس میں نہ پایا ہوا نہ تپتا ہے اور سکتے خار
 ایکن مشورۂ عشوہ دنیا کہ ایسے عجوز
 دنیا کی انا سے ملنے نہ ہوا اس لیے کہ یہ بڑھیا
 چون سامری مباحش کر زرداوا زخری
 سامری کی طرح دیکھ کر اس نے کہہ دیے ہونا دیکھا

زس قند پارسی کہ یہ سنگالہ میرو در
 اس پارسی قند سے جو بگال کو مبار ہی ہے
 کاس طفل یک شہرہ یکسالہ میرو در
 اس لیے کہ یہ ایک رات کا بچہ ایک سال کے راستہ پہلے
 وز زالہ ہادہ در تدرح لالہ میرو در
 اور صغیر سے لاکھ بچا لے میں غراب بھرتی ہے
 کش کاروان سمر بد نہالہ میرو در
 جاودہ کا اسلاس کے بچے بچے چلتے ہے
 از شرم رشتے او عرق از زلالہ میرو در
 اس کے چہرہ کی شرم سے شہر کا پینہ پتا ہے
 مکارہ می نشیند و حمالہ میرو در
 مکار بکرتی ہے اور میڈری کرتی چلتی ہے
 موسیٰ بہشت وازے کو سالہ میرو در
 موسیٰ کو چھڑا اور بچرے کے پیچھے جاتا ہے

حافظ شوق مجالس سلطان غیاثی
 اسے حافظ سلطان غیاث الدین کی مجلس کے شوق سے
 فاش مشوکہ کار تو از نالہ میرو در
 جب نہ ہو اس لیے کہ تیرا کام رونے سے چلتے ہے

سرو جان من چرا میل چین نمیکند
 میرا خدایا من چرا میل چین نہیں کرتا؟
 تاول ہرزہ گوہر من رفت چین زلف او
 میرا آوازہ دل چاہے اس کی زلف کو سٹھک نہیں گیا؟
 پیش مکان ابرویت لایہ بھی نمونے
 تیری ابرو کی کان کے ساتھ خوشامد کرتا ہوں کہیں
 چون زلف نمیشود زلف ہنفتہ ر شکر
 ہنفتہ کی زلف سب سب سے ہنفتہ ہوتی ہے
 باچہ عطر و انت آیدم از صبا عجب
 مجھے صبا پر تو کب کہنے باوجود تیری عطر و انتی کے
 ساقی سیم سابق من گر ہمزہ زہر میدید
 ہانڈی میں پھنڈی والا میرا ساقی اگر گھلا ہر دینے
 دل با میتی واصل تو ہدم جال نمیشود
 تیرے وصل کا نتیجہ میں دل جان کا ساقی نہیں ہوتا

ہدم گل نمیشود یاد من نمیکند
 بھول گیا ساقی نہیں ہوتا، من کی یاد نہیں کرتا!
 زان سفر دراز خود یاد وطن نمیکند
 اپنے اس دراز سفر سے وطن کی یاد نہیں کرتا
 گوشہ کشیدہ است از ان گوش من نمیکند
 کچھ بولتے ہیں اس لیے پری طبع تو نہیں کرتی
 وہ کہ دلم جو یاد آں عہد شکن نمیکند
 آف بیزاد آں آئین عہد شکن کی کب کیا دینا کرتا ہے
 کر گذر تو خاک را مشک ختن نمیکند
 کہ تیرے گزرنے سے خاک کو مشن کا مشک نہیں کرتی ہے
 کیست کہ تن چو جام سے حملہ زن نمیکند
 کون ہوگا کہ ہنسے ہم کو جامے کے حملہ زن نہیں ہوتا ہے
 جان بھولے کوئے تو فک کہچن نمیکند
 جان تیرے کوئی کہ خواہش کا دم سے نہیں فکر نہیں کرتی

دنی گلا زطره اش کردم و از سر فسون
 که بر من نفس کی زلف کی شخصیت کا اعلان سمجھ کر تھے جو
 دست کش جفا کن آب خم کفش ابر
 میرے منہ کے آسودے کو کلمے سے ماحر دیکھ کر اس نے کہا کہ لاشیں
 خانے سے شہ صبا و امن پاکت از پرو
 صبا خانہ جیز ہو گئی ، تیرا پاک نامہ میں نہیں ہے

گفت کہ ایں سیا و کج گوش من نمیکند
 کہا ہے سانی ، تیرے ہی میری بات نہیں سنتی
 بیدر سر شک من در عدل نمیکند
 جیسے اسوں کو کہ عدل کے بغیر ، عدل کے سوا ہی نہیں بناتا
 فالک بنفش زار امشک فتن نمیکند
 منہش کے کیت کے خاک کے فتن سے شک نہیں بناتا

کشتہ غمزہ تو شد حافظ ناشیدمند
 حافظ، نصیحت نہتے والا ، تیرا ہی اور اس شہید ہو گیا
 تیغ منزاست ہر کر ادب سخن نمیکند
 جو بات نہیں سمجھتا ، اس کی سزا تلوار ہے

سمن بویاں غبار دل چو نیشند نشانند
 سمن نہیں خوشبو والے جب بیٹھے ہیں تو دل کا غبار لاشیں بنی
 بقراک بلا جانہا جو بر بند نہ بر بندند
 معیت کے قراک سے جانوں کو ہلاکت ہے غالب بن گھنہیں
 زخمی عمل رمانی چو بیارند نمیشند
 جب یہ بھلا آگھور ہے زمان عمل بھرتے ہیں وہ بیٹھے ہیں
 بمرے یک نفس با ما چو نیشند زخیزند
 پوری زندگی میں تیرا ہی رہا ہے ساتھ ہی تیرے گناہوں کو بھگتا
 چو منصف او مراد آنا تک ہر داند ہر داند
 جو منصف کی طرح ، سلی پر بھی وہ قصد ہوا کر سیتے ہیں
 سر شک گوش گیران را چو دریا بند دریا بند
 جب گوش نشینوں کے آسوا مائل کرتے ہیں ، وہ ہلاکت ہیں

پر رویاں قرار دل چو بستیزند نشانند
 پر ہی جیسے ہرے شکار جستان را من ہوتے ہیں لاشوں کی بجائے ہیں
 ز زلف عنبریں دلہا چو نقشند نشانند
 جب عنبریں زلف سے دل کو چھٹکتے ہیں تو خوب چھٹکتے ہیں
 ز روم راز سہانی چومی بند میخوانند
 جب میرے ہرے پر پوشیدہ راز دیکھتے ہیں تو بھول جاتے ہیں
 نہال شوق در خاطر چو نیشند نشانند
 جب بیٹھے ہیں تو حشر کا پورا ، دل میں لگاتے ہیں
 کہ ایس درد اگر در بند و داند ہر داند
 کہ ایس درد اس حد تک ہے جو بھولے ہوئے جو ہلاکت کا لکھ لکھتا ہو
 رخ از ہر سو خیزان نگر داند اگر داند
 آگہاں ہاتھی تو سرخوردن کی محبت سے دگر دانی نہیں کرتے

بدریں حضرت چو مستاق نیاز آزند ناز آزند
 اس دربار میں سب مانگتے ہیں تیرے کئے ہی تمہارا کرتے ہیں
 بدریں دیدگاہ حافظ را چومی راند خوانند
 اس دربار سے جب حافظ کو بھگا دیتے ہیں ، بلا گیتے ہیں

سحر دولت بیدار بہ بالیں آمد
 سحر بیدار بہت ، میرے مر جانے آیا
 قدرے درکش و سر خوش تماشا بخرام
 چلا ہوا ، ادمت ہو کر سیر کے لیے نہیں
 شردگانی بدوے خلوتی ناف کشائے
 اسے ناز کے بھانے والے گوش نشین انعام دے

گفت بر خیز کہ آن خسرو شیریں آمد
 ہوا ، اُٹھ وہ شیریں شاہ آگیا
 تا بپینی کہ نگارت بچہ آتیل آمد
 تاکہ تو دیکھے کہ تیرا محبوب کس شان سے آیا
 کہ ز صحرائے فتن آہوئے مشکلیں آمد
 اس لیے کہ فتن کے جنگل سے جنگ والا ہرن آگیا

بہ زلف کی منہش کر
 کھنڈ لگا کر میرے منہش
 میں بھی نہیں ہے۔
 با بارش میں سب
 میرے آسوتے ہیں
 جب ان سے صاف ہے
 سمن میں سوا بننے ہے
 انہا پر قابو ہوا ہے
 سے نکلنے پر خوش ہوں
 کے مجھ سے بنانا ہے
 ہے جس کی پڑی ہوئی
 تفریح کے لیے لگائی
 جاتی ہے۔ میں ہوا
 نے تمہیں میں خوش ہو گا
 رکھی ہے۔
 کے سینوں کی ملاقات
 دل کی گلشنیوں کو دکھائی
 چاہن کی ہلاکت
 بیچار
 کڑی
 ہے۔
 کے ترک اس کیلئے
 کہ جا جاتا ہے جزین
 میں لگا جاتا ہے
 تاکہ شکار کے اس میں
 رکھ لیا جائے۔
 سے میرے دل راز
 چہرے سے چھ لیتے
 محمد
 کے حسن بن منصور
 شہر صوفی میں چلے
 کچھ بادشاہ میں رہی
 پر چھٹا گئے تھے
 سے عاشقوں کے آسودے
 سے کن کو دولت تو ہے
 سے ظلوں میں عاشق
 اس کو آؤ اس نے
 قرآن ہے کہ گوئی
 تہاں میں مشورتی ہو
 سے مشاہدہ ان کو سزا دیتا ہے۔

ماشق کا چہرہ رو
پڑھتا تو غنوں آنس
روئے سے پھر چہرہ
سرخ ہو گیا گانہ
مکمل اور فائدہ پہنچا
سا کہوتہ دل اور
شاہین سے محبوب ہوا
سے آن سے مرادوش
اور اس سے مرادوش
سا اہر ہا ہا کی بارش
گواہی کہ گئے والی
تیا ہی پر دنا ہے
سے حافظ کی غزل
دوستی اسی ہی ہے
ستارہ سے آنس
مرا ہیں۔

تہاب چنگ
تو بیانی
اہر کے
نقش پر چنگ
نیل پر مرق
تویر چنگ
کے سر کے رخسار
اور زکس کی آنکھ
دل اس لیے قرآن ہے
کام میں محبوب کی
شایست ہے۔

۲۰
عاشق
شرب کہ
آجیات
اور ما
وہا کز
سکتے
ہر ماوریک گونٹ
پینے سے شاہ جانتے
ہیں۔

گرتے آئے بربخ سوخگال باز آورد
جلد ہونے سے رخ بگڑی نے پھر مرق پیدا کردی
مخ دل باز ہوا دار کمال ابرو نکیت
شہ دل اس مکان میں ابرو والے کا پھر خواہش ہے
در شہوا چند معلق زنی و جلوه کنی
ہو میں کب تک تظ بازی کمانے کا پھر جلوه کمانے کا
ساقیے بدہ و غم خور از دشمن دوست
اسے ساقی شراب دے، اور دشمن دوست کا ہنر
شادی یار پچہرہ بدہ با دہ تاب
پری چہرہ یار کی خوشی میں خاص شراب دے
رستم بد عہدی امام چو دیدار بہار
اہر بہار ہے بہب زمانہ کی عادت دیکھی۔

نالہ فریاد رس عاشق مسکین آمد
نالہ، مسکین، عاشق کا فریاد رس ہی کر آیا
کہ میں صید کبش جان دل دیں آمد
جس کی ادنیٰ شکار عام، جان، اور دل و دین ہیں
اے کہوتہ نگران باش کہ شاہ میں آمد
اسے کہوتہ ہر شیار ہو سنا کہ باز آ گیا
کہ بجام دل ما آن بشد و ایں آمد
اس لیے کہ جاری تنہا کے ساقی وہ کب لادے آیا
کہ مے لعل دوائے دل عکس آمد
اس لیے کہ لعل جی شراب عکس دل کی دوائے
گریش بر من و سنیل و سر آمد
اس کو سن، سنیل اور سر ہی پر دوتا آیا

چول صبا گفتہ حافظ شنید از بلبل

جب صبا نے بلبل سے ماخذ کا کہا ہوا تھا
عبر افشاں تہا شائے ریا میں آمد
مہر بھیرق ہوں، پھولوں کی سیر کو آئی

شارہ ہر خشید و ماہ مجلس شد
ایک ستارہ چکا، اور مجلس کا چاند ہی گیا
نگار من کہ بکبت زلفت و خط نوشت
بیرا محبوب، جو کہ کتب گیا، اس نے کمانا لیکھا
طرب سرائے محبت کنول شود معمور
نبت کی طرب سرائے، اب آباد ہو جائیگی
ہوئے او دل بہار عاشقان چو صبا
عاشقوں کا جہاں، اس کی خوشبو کی وجہ سے صبا کی طرح
بصد مصطلب ام می نشاند کنول یار
یار کے اب شراب خانہ کعبہ مقام پر بٹھاتا ہے
لش از ترخ مے پاک کن برائے خدا
خدا کے لیے ہر شراب کے قطرے سے ہونٹ ٹٹالے
کر شہ تو شرابے لعاشقان پیو د
تیری اداسے عاشقوں کے لیے وہ شراب ناپی
خیال آب خضر لبست و جام کیمسرو
آب حیات کا خیال باندھا اور کیمسرو کے جام کا

دل رمیدہ مارا انیس و مؤنث شد
بارے دشمنی دل کے لئے انیس اور مؤنث ہو گیا
بغزہ مسئلہ آموز صد مدرس شد
اپنی ادا سے مدرسوں کو مسئلہ کھانے والا ہو گیا
کہ طاق ابروئے یار منش ہمند رس شد
اس لیے لیکھ جیسے بارے ابرو طاق اس کا آئینہ ہو گیا
فلانے عارض نرسن و حشر نرسن شد
نرسن کے رخسار اور نرسن کی حشر پر آئینہ ہو گیا
گدائے شہر نگہ کن کہ میر مجلس شد
دیکھو شہر کا فقیر، میر مجلس ہو گیا
کہ خاطر مہزاراں گند موسوس شد
اس لیے کہ میری طبیعت میں ہزار گند ہیں کے دیکھ آئے گئے
کہ علم بجز افتاد و عقل بیخس شد
کہ علم بے تجرب ہو گیا، اور عقل بے حس ہو گیا
بجز عروشی سلطان ابوالغوار رس شد
ایک گونٹ پینے سے سلطان ابوالغوار رس بن گیا

چوز عزیز و جو دست شعر من آرے
 سرنے کی گرا میرے اشار تار اور جوتیں، ہاں
 دو چیت از دل و دین ہر دم دستم ہند
 دل اندر دین ہر کچھ میرے پاس تھا زدی و دولت انعمی ملتی

قبول دولتیاں کیسیا کے ہر مس شد
 در گفتنوں کی ہستندہ کی ہر سانسے کی کبیا بند
 تو انگرے کہ ہستان نشست مفسل شد
 ہر ازار، مستن کے ساتھ بیجا مفسل ہوا

زراہ میکدہ یاراں عنال بگر دانید
 اسے یارو شراب غلا کے راستے ہاں مژد
 چرا کہ حافظ ازیں راہ رفت و مفسل شد
 اس لیے کہ حافظ اس راستے پر پلاہ مفسل ہوا

ساقی ار بادہ ازیں دست بجا م اندازد
 ساقی، اگر اس ہاتھ سے جام میں شراب ڈالے گا
 و در چین ز زیر خم زلف نهد و آن خال
 اگر زلف کے بچے کے نیچے تلے کا ایسی ہی داکہ ہے گا
 آن زمان قتے تصحیح فروغت شراب
 کجا کرکوشی کر یوال شراب پینے کا وہ وقت ہے جبکہ رات
 روز در کسب ہیز کوش کہے خون روز
 دلت میں ہیز زمان کوشی کو اس بیکر دین میں غلو چیا
 لے خوشا حالتاں مست کہ کس پر کریف
 اس مست کی حالت کیا ہی اچھی ہے جو کہ یارے کہتوں پر
 زاہد امر بیکل گوشہ مخور شید بر آر
 اسے زاہد مخور شید کی گاہ کے گوشہ کی جلاہر ہر اہمار
 زاہد خام طبع بر سر انکار بماند
 ناقص، زاہد، انکار پر ستا تم رہا

عارفان را ہمہ در شرب مدام اندازد
 تمام مدفوں کی مسلسل شراب نوشی میں شکر اور بیجا
 اے بسام مرغ خرد را کہ بدم اندازد
 تو عقل کے بہت سے بے پرووں کو خیال میں بیجا
 گرد ز گاہ افق پر دود شام اندازد
 افق کے تیرے کے چاندوں طرف شام کا پردہ ڈالے
 دل چوں آتند در رنگ ظلام اندازد
 آئینہ جیسے دل کتاب کی ہے کہ رنگ میں جلا کر دیتا ہے
 سر و دستار نماند کہ کہ ام اندازد
 پر نہ بکے کہ سروا در دستار میں سے کس کو ڈالے
 محنت ارقر عہ بدیں ماہ تمام اندازد
 اگر تیرا نصیب اس بار سے چاند پر تیرہ ڈالے
 پختہ گرد و چون نظر برتے جام اندازد
 پختہ بنھتے، اگر شراب کے جام بنظر ڈالے

بادہ با محنت شہر نوشی حافظ
 اسے حافظ شہر کے قصب کے ساتھ شراب نوشی نہ کرنا
 کہ خورد بادہ ات سنگ بجا م اندازد
 تیری شراب بھی پی جائے گا اور جام پر پھر اسے گا

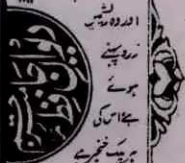
سجھوں خسرو خاور علم بر کو ہسارل
 سج کو جب مشرق کے بادشاہ نے ہا اڑوں پر جنت انوار
 چو پیش صبح روشن شد کہ حال ہر گردون
 جب صبح پر زیارت کھن کی کہ آسان کی محنت سے حال ہے
 مکارم دوش در مجلس بعزم قصص چمن خست
 اس شب جب بیروز مجید تفس کے لاو سے مجلس میں کھڑا ہوا

بدست رحمت پیام در تہذیب ازل
 پر سے یا سنے ہر بات کے ہاتھ سے تہذیبوں کا صفحہ کلکتا
 برآمد خندہ خوش بر غور کا مگالان زد
 نمودار ہوا، کامیابوں کے غرور پر ایک تہذیب کیا
 گرہ بکشوزانگسو و برد لہمائے یاراں
 گیسو کی گرہ کھول اور دوستوں سے دلوں پر نگا دی

ماتناں سے مراد،
 محبوب کی ہنسی کی ہنسی
 سے ساقی اگر اس اما
 سے شراب پانا ہر جگا
 تو تمام حالت متقل
 شرابی میں ہائیں گے
 شکر
 نکلنا اور اور زلفی اور ہا
 اور ہا ہا ہا ہا ہا ہا ہا

ع شراب
 زخم کا
 وقت
 دن بچھے
 کا ہے،
 دن کی شراب
 نوشی تباہ کر دیتی
 ہے۔
 نے اتنا بھی ہوش
 ڈر ہے کہ سر کو تو ریاں
 کہے یا چکڑی کہ
 ہے جو کہ صبح پر آتا
 روشن ہو گئی آسمان
 کی محنت ناپا کیا رہے
 لہا اس نے کامیابوں
 کے غرور پر تہذیب
 لکھا۔

نہ محبوب کی نگاہ نے
جب ہوشیاروں پہ
آواز دے گا تو اس تو کئی
سے ہاتھ دھو بیٹھا۔
مے رات کو جاگنے والا
پر ڈاکو ڈالتا انسان
سخت دلی اور جلائی
سے محبوب ہوسوایے
اس پر عمل کر کے دم کرنا
آسان نہیں ہے۔
سے جیسا گڑی پر ہنسن
ادورہ



زہ پینے
ہوئے
جیسا اس کی
پرست خیر ہے
نہ جیسا سے شاہ
مظفر شاہ علی الدین نعمت
کی ترویج کی حریف
کرینے کیست
نہ جب صورت کھنک
ہے تو سب سے
غائب ہو جائے گی۔
نہ صورت ہمیشہ
سے نیک ہے۔
نہ اس کے کہوں کیا
ریا کا مٹا کا شاہ
نہیں ہے۔

من از رنگ اصلاح اندم خون دل شست
میں نے رنگ کے رنگ سے دل کے خون سے اس وقت ہاتھ دھو
کہ امین دلش آموختہ را بن عیاری
کس، لہجہ کے دل سے اس کو اس جلائی کا طرفہ کھایا ہے
خیال شہسواران تخت مشدنا کہ دل میسکس
مستکین دل نے شہسواروں کا نہال بکا یا اعد روز ہو گیا
منش باخرقہ لپشیں کجا اندر کنت آدم
اولی کہڑی کے ساتھ میں اس کو کئے ہیں جیسا کتا ہوں
نظر قرعہ توفیق دین دولت شاہ است
توفیق کے ترہ، اور بادشاہ کی دولت کی برکت پڑے
شہنشاہ مظفر فرشیخ رنگ و دین منصور
جو نظر کی شان و شوکت والا، ملک اور دین کا شہنشاہ منصور ہے
از آن است کہ جام مے بدست او شرف شد
جس وقت سے کر شرب کا جام اس کے ہاتھ سے مشرف ہوا
ز شمشیر سرافتنش ظفر آرزو ز بد خشید
اکی ہر طرف کو کتنے دانی تلوار کے ذریعہ تندی اس دن چکی
تعالی اللہ نے فائے کہ تا نیزنگ تہی فت
ہر ان لہر وہ ذات کی ہی توفیق کا سب سے جو کاکہ منتظر کیا
در آنگ رنگ عسار حق خون محمدیم جاں دیم
اس کے نہ سار کے آہ اور رنگ کی دلچسپا ہے نہ خون یا جان دہی

کہ چشم بادہ پیمائش صلابر ہوشیاران زد
جبکہ اس کی باہر پیمائش نے ہوشیاروں پہ آواز دے گا
کز اول چون دل از دست زبند داران زد
کہ جیسے ہیں وہ ہاتھ نکالنا شہسواروں پر اس نے ڈاکو ڈالا
خداوند انکندارش کہ پر قلب سواران زد
اسے نہ اس کی حفاظت نہ را سواروں کے پیچ بھلا دیا
زہ مومے کہ مرگانش رہے تو کجا زاران زد
بمنازہ غمزدہ بیٹھے جس کی ہر ایک نے غمزدہوں پر ڈاکو ڈالا
یدہ کام دل عاشق کہ قال مختار ان زد
عاشق کے دل کا مفصلہ پڑا ڈاکو اس نے جیسے دلائی کی نال ہے
کہ جو بد بلیغش خندہ برابر بہار ان زد
جس کی کہہ روگ کول کا دست نکھار بہاری کی سہی زانی ہے
زبان ساغر شادی بیاد میگ ان زد
زبان نے خوشی کا ساغر ہنسا بیوں کی یاد پر اڑایا
کہ چوں خورشید انجم سوز تہا بر شاران زد
جبکہ ستاروں کو جلا دینے والے کتاب کی دل پہنچا چکوں
صفے جو ہر پائش دم از پر میز کاران زد
اس کے پاک ہر کی صفائی سے نہ پیر گاروں میں دم بھرا ہے
چو نقش مستی او اول غم بر حال ساران زد
جب اس کا نقش کا پر ہوا ہے ہے جان ساروں پر غم پھینچا

دوام ملک عمر او خواہ از لطف حق حافظ
اسے حافظ حق کی ہرانی سے اس کے ملک اور ملک جیسی ہے
کہ حیح این سکہ دولت بنا آہ سواران زد
اس لیے کہ آسمان نے اس حکومت کا کشتہ سواروں کا پر لایا

کہ عشق شکل بما دیدی چہا کرد
تو نے دیکھا، چہول کے عشق نے ہلے ساتھ کیا کیا
کہ کا ز خیر بے روی ریا کرد
جس نے روا اور۔ یا کے بدوں کا خیر کیا
کہ درو شب نشینان را دوا کرد
جس نے، شب نشینوں کے درد کی دوا کی
کہ با من ہر چہ کرداں آشنا کرد
اس لیے کہ میرے ساتھ جو چہ کیا اس اتنا کیا

سحر بلبل حکایت با صبا کرد
سحر، بلبل نے صبا سے کہا
غلام مبت آں ناز نیستم
میں اس ناز میں کی توجہ کا غلام ہوں
خوشش باد انسیم صبح کا ہی
سج کے وقت کی نشیما اس کے لیے مبارک ہو
من از بیگانگان ہرگز نمانم
میں بیگانوں کا ہرگز شہ کی نہیں ہوں

لقاب گل کشید از زلف سنبل
 سنبل کی زلف ہے، پھول پر نقاب ڈالنا
 از آن رنگ و رخم خون در دل لذت
 اسی رنگ اور رخ سے اس نے میرے دل میں لذت ڈالی
 بہر سو بلبل میل در افغان
 بلبل، پھیل ہر جانب نسر یاد ی رہا
 گراز سلطان طبع کردم خطا بود
 اگر میں نے بادشاہ سے تو شک گائی غلامی
 وف از خواجگان شہر بام
 شہر کے سرداروں میں سے میرے ساتھ وفا

اگر بت قبائے غنچہ وا کرد
 اگر غنچہ کی، قبائے ساجد کھلا
 از آن گلشن بخار مہبت لا کرد
 اس گلشن سے، مجھے کائناتوں میں مبتلا کر دیا
 تنعم در میاں باد صبا کرد
 باد صبا نے بیچ میں، میٹھن اٹائے
 وراز لبس و رواج تم جفا کرد
 اگر دلبر سے عورت چاہی اس نے ظلم کیا
 کمال دین و دولت یو الوفا کرد
 دنیا اور دولت کے کمال ابو الوفا نے کی

بشارت بر کبوتے مے فروشان
 مے فروشوں کے کوچہ میں خوشخبری ہے
 کحافظ توبہ از زہد و ریاء کرد
 کہ حافظ نے زہد اور ریاء سے توبہ کرنی

سر سودائے تواند رہا میگرد
 تیری نیت کا خیال چارے سر میں چبکے لگانے
 ہر کہ دل در سر جوگان منزلت نیست
 جس نے تیری زلف کے گنہ گار ثابت کر دیا
 گرچہ پیاد و جفا میکند این دلیر من
 اگرچہ مسیحا، دلبر و ظلم کرتا ہے
 از جفائے فلک و غصہ دوران صد بار
 آسمان کے ظلم اور زمانے کے رخ سے سو بار
 در خیفی و نزاری تن بچارہ من
 کہوری، اور لاخری میں میرا چچھارہ جسم
 بلبل طبع من از فرقت گلزار خوش
 اگلے وقت کے گلزار کی جدائی کی وجہ سے میری طبیعت کی بلبل
 یہ جو اداریت اے سر و قد لالہ عذار
 لے سر و قد لالہ رخسار، تیری نیت میں

تو ہمیں در سر شوریدہ جا میگرد
 تو دیکھا پریشان سر میں کیا کچھ گذر رہا ہے
 لاجرم کوئے تصفت لے سرو پا میگرد
 لاجرم گیند کی طرح لے سواد پر کے گھومتا ہے
 ہمنجال در پئے آن دل بوف میگرد
 دل ہی طرح سے وفا کی امید میں اس کے ہاتھ کو تھکا
 بر تم ہیر من صبر قبا میگرد
 میرے اکتھم پر صبر کا کرے قبا بن جاتا ہے
 چون ہا لیست کا نکشت ترا میگرد
 چاند کی طرح ہے، جو انگشت نانی کے بل بناتا ہے
 در گاہ ہست کہ بے برگ نو میگرد
 کافی زمانہ ہو گیا ہے کہ بے سرو سامان پتھر کی طرح ہے
 بسکہ آشفہ و مرگشتہ جو ما میگرد
 بہت سے حیران اور پریشان ہیں جو ہماری طرح پتھر کا ہے یہی

دل حافظ جو صبا بر سر کونے تو مقیم
 حافظ کا دل، صبا کی طرح تیرے کوچہ میں مقیم ہے
 درد مند ست و بہ امید دوامی گرد
 درد مند ہے اور دعا کی امید میں گھوم رہا ہے

یہ شعرا اور ان کا شعر
 اُس آستانہ کے ظلم کا
 بیان ہے نئی اگر وہ کسی
 بلکہ کرتا ہے تو چہ ہے
 ہر زلف کا نقاب ڈال
 لیتا ہے۔
 مے ماثر پریشان
 ہے دوسرے نہ
 اڑا رہے ہیں۔

مے کمال دین ابوالوفا
 مانڈا لاکھ روپے
 مے محبوب کا خیال
 چارے سر تری

سلیا ہے
 اور طرح
 طرح سے
 تار رہا ہے
 مے جو تیری زلف سے
 دل وابستہ کر کے گا
 وہ گیند کی طرح بے شرم
 ہو جائے گا۔

مے یعنی وارن مسیبر
 چاک ہو جاتا ہے۔
 مے جس طرح پہلی رات
 کے چاند کی طرف لگائیاں
 اٹھتی ہیں اسی طرح
 لاخری کی وجہ سے
 تیری طرف اٹھتی ہیں۔

ساقی اندر قدم بازے گلگون کرد
 ساقی نے میرے پاؤں میں آج گلگون شراب بھری
 دیگر ایں رائے دیرینہ برابر میداد
 دوسروں کو پرانی مشربا برابر دے رہا تھا
 این قبح ہوش مرا جملہ سبکبار برد
 یہ پیالہ میرے ہوش کو یکبارگی اڑا لے گیا
 تو میندار کہ در ساغر و سیمانہ ما
 تو یہ نہ سمجھ کہ ہمارے ساغر اور پیمانہ میں
 آنچه در سینہ مجروح منش دل خوانی
 میرے زخمی سینہ میں بوجہ درد دل تھا ہے
 روز اول کہ بہ استاد سپہر دند مرا
 پہلے دن جب انہوں نے مجھے استاد کے سپرد کیا

درے کہستہ دیرینہ ما ایوں کرد
 ہماری بہت پرانی مشربا میں ایوں بھری
 بہن دل شدہ چون باز رسید افزوں کرد
 جب مجھ کو کہ شدہ تک پہنچا تو اس میں اضافت کر دیا
 ایں مے ایں بار مرا یک خوردیوں کرد
 اس شراب نے اس بار مجھے پہنچے ہے اہل ہاں بھریا
 بہت نکلیں دل من خون جگر انوں کرد
 میرے دل سے خون جگر نکلنے لگا ہے
 شور عشق است کہ باخون جگر معوں کرد
 عشق کا شور ہے جو خون جگر کے ساتھ بہت نکلا ہے
 دیگر انرا خرد اوخت مرا مجوں کرد
 اس نے دوسروں کو عقل کھانے لگے مجوں بنا دیا

دل حافظ کہ زافسون لبست ایمن بود

مانقہ کا دل جو مجھ سے ہوش کے منتر سے مفدا تھا
 چشم جاوے تو اش پار در افسوں کرد
 تیری مہادوں کی آنکھ نے اس پر دوبارہ جا دو کر دیا

چمن ز لطف ہوا نکہت جہاں گیرد
 چمن ہوا کی پاکیزگی کو جو سے منتوں کی خوشبو یا لیتا ہے
 کہ پیر صومعہ راہ در مغاں گیرد
 کہ عبادت قنار کا پہر انوں کے دروازہ کا راستہ اختیار کرتا ہے
 بر تیغ صبح و عمو و افق جہاں گیرد
 صبح کی تلوار افق کے گز سے دنیا پر قبضہ کرتا ہے
 دریں مقرنس ز نگاری آشاں گیرد
 اس زنجاری بلند قلند میں آتش یاد بنا لیتا ہے
 کہ لالہ کاسہ نسرن وار خواں گیرد
 کہ لالہ نسرن اور ار خواں تہا پیا لگتا ہے
 جا آتے دست کہ در مرغ صبح خواں گیرد
 کیا آگ ہے جو صبح کو بجھنے والے پرند میں گت ہے
 چ شعلہ ایست کہ در شمع آساں گیرد
 کیا شعلہ ہے جو آساں کی شمع میں گت ہے
 چلایہ تیغ سخن عرصہ جہاں گیرد
 تو کون کام کی تنوار سے دنیا کا مینا نکھرتا ہے

سپیدہ دم کہ صبا بونے دو ستاں گیرد
 جس کی آنکھ سے وقت بیک صبا دہنوں کی خوشبو نکلتی ہے
 تو آئے چنگ بد انساں نہ صلے صبح
 چنگ کی آواز، صبحی شراب کی رحمت اس طور پر دیتی ہے
 شہر شہ پہ چو تریں سپہر کشد بر دوش
 جب آسمان کا بادشاہ چاند سے پر تریں ڈھال دھرتا ہے
 بر تم زراغ سیشا ہباز سدرہ نشین
 سدرہ پر بیٹھے والا شہیاز سباز آتے کے کشتار کے نکلتا ہے
 بہر بزم گاہ چمن رو کہ خوش تماشا نیست
 چمن کی سیر گاہ میں جا، بہتر ہے خطر ہے
 چہ حالتی دست کہ گل در سحر نماید رخ
 کیا حالت ہے، کہ پھول صبح کو رونما کر دیتا ہے
 چہر تو لیست کہ نور چراغ صبح در دہ
 کیا روشنی ہے، جو صبح کے چراغ کا نور دیتا ہے
 خیال شاہی اگر نیست در سر حافظ
 اگر حافظ کے سر میں، شاہی کا خیال نہیں ہے

چمن بہت
 بہن جلتے
 دو تریں
 سپہر نشین
 سورت

سغا راغ سیشہ رات
 اور شاہ ہاز سے دن
 دراد ہے مگر نسری
 زنگری نیلے گنگ
 بلند قلند میں آساں
 شلالا اپنے آتھیں
 نسرن وار خواں کا
 ساغر تھا ہے

ش حافظ اپنے کلام
 کے ذریعہ دنیا پر لگتا
 کاسکہ مانا جانتا ہے

شاہداں گرد لبری زلفاں کنند
 مشرق، اگر اس طرح دلہیری کریں گے
 چہر کجا آں شاخ نرگس بشگفتد
 جہاں تمہیں، وہ نرگس کی شاخ بھلتی ہے
 یار ماچوں سازد آہنگ سماع
 یار یار، جب سماع کا اداہ کرتا ہے
 رخ نماید آفتاب دولتت
 تیری دولت کا آفتاب، طلوع ہوگا
 مردم چشم بخوں آغوشہ شد
 ہری آگہ کی آہستی، خون میں آنودہ ہوگئی
 عاشقان را بر سر خود حکم نیست
 عاشقوں کو اپنے ادب کا اقتدار نہیں ہے
 پیش چشم کمترست از قطرۂ
 ہری نظر میں، ایک قطرے سے بھی کم ہیں
 کن نگاہے از دو حیثت تارواں
 اپنی دونوں آنکھوں سے ایک نظر فالسے تک جلد
 عید رخسار تو گویا عاشقان
 تیرے رخسار کی عید کیساں ہے ہاگ عاشق
 اتھوان سر و قد کوئے بزن
 اسے سر و قد، زوجان! گھیند مار
 خوش برای از غصہ ایدل کاہل راز
 اسے دل پر غصہ خوش راز سے نکل آتا بیٹھ کر دہلیے

زاہداں را رخسہ در ایماں کنند
 زاہدوں کے ایماں میں، نقل ڈالیں گے
 گلر فاش دیدہ نرگساں کنند
 گلر فاش دیدہ نرگسوں کو
 قدسیاں در عرش ست افشاں کنند
 فرشتے عرش پر، رقص کرنے لگتے ہیں
 گر صحبت آئینہ رخشاں کنند
 اگر صبح کی طرح، تیرا آئینہ روشن کر دیں
 از کجا این ظلم بر انساں کنند
 یہ ظلم انسان پر کہاں سے کرتے ہیں
 ہر چہ فرمان تو باشد آں کنند
 جو تیرا حکم ہوتا ہے، وہ کرتے ہیں
 آں حکایتہا کہ از طوفاں کنند
 وہ قصے جو طوفان کے بیان کرتے ہیں
 مرگ را بر میدلاں آساں کنند
 موت کو، سپیدوں پر آسان کر دیں
 در وفایت جان دل قرباں کنند
 تیری وفا داری میں جہاں اور دل تو قربان کر دیں
 پیش از اں کہ ز قامت چو کاں کنند
 اس سے پہلے کہ تیرا قامت کے طرح کر دیں
 عیش خوش در بوٹہ ہجر اں کنند
 فراق کی کھٹالی میں عیش کی زندگی بسر کرتے ہیں

سرکش حافظ زاہد نیم شب

اسے ماخذ آدمی رات کی آہ سے سرتابی ذکر
 ناچو صحبت آئینہ رخشاں کنند
 ناچو صحبت کی طرح تیرے آئینہ کو روشن کر دیں

کہ زیر کمان جہاں از کند شاں نرہند
 کوئی تیرے عقلمند ان کا کسے سے۔ باقی نہیں بڑھتے ہیں
 ہزار شکر کہ یاران شہر سیکہند
 ہزار شکر ہے کہ شہر کے دوست بے گناہ ہیں
 شہبان بے کم و خسر وان بے کلاند
 بے پچھلے کے شاہ، اور بے تاج کے بادشاہ ہیں

شراب عیش و ساقی خوش دودام نرہند
 فاسق شراب اور عین ساقی ہر راستے کے ایسے دو جہاں ہیں
 من ارحم عاشق و زرد دست نامہ سیاہ
 میں کمزور عاشق اور زردانہ دست اور نام سیاہ ہیں
 ہمیش جیگر گدایان عشق را کایں قوم
 عشق کے تقیروں کو جیگر نہ سمجھا اس لیے کہ یہ لوگ

شعر
 ترنم
 ترنم
 ترنم

دوسرے میں آنکھوں
 پر جھانکتے ہیں
 عورتی نظار
 ایشوون
 کے فرما بیورار
 ہوتے ہیں۔
 سا طوفان نوع مری
 نظروں سے یکسٹھ
 بھی نہیں ہے
 سے جوتانی کوئی کام
 کرے ہر جا ہا بیاسی
 لا وقت ہے۔
 سے نیم شہی آہ سے کل
 آئینہ عات ہوتا ہے
 سے زہر کے جوہر
 دلوں پر ہفت طہر ہے
 سے شہر
 خاکساں جہاں جہاں جہاں
 تو جانی لادیں بار مور ہند

۱ شمس
۲ شمس

ایسا استاد تھی ما نشان سے شکر تھے
کیلے کو یہ ہے بلو شریف بلو اولیٰ بکر
نی ابرو کی لکلا جلا ص () نہیں
تو سے تو لکلا کی بلو اولیٰ بکر ایک

۳ جناب ہادی کے
استانہ کے وقت ہزار
سال کی عبادت بھی
ہو ہے۔

۴ شمس و تندر و دراز کرد و سرد و طلق
۵ شمس و تندر و دراز کرد و سرد و طلق
۶ شمس و تندر و دراز کرد و سرد و طلق

۷ کبوتر شوقی کا نام ہے
۸ کبوتر شوقی کا نام ہے

۹ کبوتر شوقی کا نام ہے
۱۰ کبوتر شوقی کا نام ہے

۱۱ کبوتر شوقی کا نام ہے
۱۲ کبوتر شوقی کا نام ہے

۱۳ کبوتر شوقی کا نام ہے
۱۴ کبوتر شوقی کا نام ہے

۱۵ کبوتر شوقی کا نام ہے

جفا شیبوۃ درویشی است دلہروی

درویشی اور سلوک کا شیبوۃ علم نہیں ہے

مکن کہ کوکہ دلبری شکستہ شود

ایسا کرد ورنہ دلبری کی شان و شکر خرمو عیاشی کی

غلام ہمت دردی کشان بیکر تکم

ہیں بیکر تکم، تلمیح ہے دل کی قوت کو عتہ نام ہوں

قدم منہ خرابات جز بشرط ادب

ادب کے طریقے کے بغیر ہر شراب خانہ میں تہ مذہر

بہوش باش کہ ہنگام باواستغنا

بہوش میں رہو کہ ہے نیازی کی کہا کے وقت

بیار بادہ کہ اس ساکال نہ مرد ر ہند

شراب لا، ساکف مرد راہ نہیں ہیں

چو چاکراں بگر بند و بند گال بہمند

جب تھام صاف جاتیں گے، اور غلام ہندو جو ہاتھ

نشاں گروہ کہ ازرق لباس دل سہند

نکرا اس گروہ کا، جو نیلے لباس والا ہے سیاہ دل ہیں

کساکنان درش محرمان یاد شہند

اس لشکر اس کے در کے باشندے بادشاہ کے خواہش ہیں

ہزار خرمن طاعت بنیم خود ہند

الطاعت کے ہزار کھلی ان کو کادے جو بھی ہے بچھے ہیں

جناب عشق بلندست ہمتے حافظ

عشق کی بارگاہ اونچی ہے، حافظ تہت بلند رکھ

کہ عاشقان روئے ہمتان خود ہند

اس لیے کہ عاشق ہے ہمتوں کا لاسہ نہیں اپناتے

بندۂ طلعت آں باش کہ آنے دارد

اس کی چہ کا غلام ہیں جو کوئی آن رکھتا ہو

خوبی آنت مصلحات کہ فلانے دارد

خوبی اور مصلحت وہ ہے جو فلاں رکھتا ہے

کہ بامید تو خوش آب روانے دارد

کیونکہ تیری امید میں بہت اچھا جا رہی پانی رکھتا ہے

ہر بے کے کہ ہد نبال خزانے دارد

ہر وہ بند جو اپنے بچھے ایک خزان رکھتی ہو

بستاز دست ہر آنکس کہ کمانے دارد

ہمکان دار کے ہاتھ سے کمان بچھین لیتا ہے

نہ سواریت کہ درد دست عثمانے دارد

ایسا سوار نہیں ہے جو ہاتھ میں باگ رکھتا ہو

آئے آئے سخن عشق نشانے دارد

ہاں، ہاں، عشق کی بات تک اثر رکھتی ہے

ہر کے ہر حسب فہم گمانے دارد

ہر شخص اپنی سمجھ کے مطابق ایک گمان رکھتا ہے

ہر سخن جاتے ہر تکتہ مکانے دارد

ہر بات ایک مقام اور ہر تکتہ کوئی موقع رکھتا ہے

شاہد آں نیست کہ موئے و میاںے دارد

مشق و دو عین ہے ہمزلف اور کر رکھتا ہو

شیبوۃ حور ویری خوب لطیف ہے

حور اور ہری کا شیبوۃ، اچھا اور پاکیزہ ہے لیکن

چشمہ چشم مرالے گل خندان دریاہ

اسے چشمہ آجھول، امیری آنکھ کے چشمہ پر پہنچتی

مرغ زیرک نشود در چمنش نغمہ سراتے

ہر شیار ہرند اس کے چمن میں نہیں گاتا

خم ابروئے تو در صنعت تیر اندازی

تیر اندازی کے ہنر میں، تیسرے اور کاظم

گوشے خوبی کہ برداز تو کہ خورشید آسجا

تو سے خوبی کی تیز کون جیت سکتا ہے مگر کہ آفتاب گھبرا جائے

دلنشین شد غمتا تو قبولش کردی

جب تو اس کو پسند کیا ہے بلا کام دلنشین ہو گیا ہے

درد و عشق نشد کسی مقبوس محرم راز

عشق کے راز میں کوئی شخص یقین کے ساتھ کبھی راز نہیں بنا

باخوابات نشیناں زکرامات ملایف

خوابتوں کے سامنے مکرامات کی دیکھیں نہ

مردم دیدہ تیم کند از خاک درت
آنگهی چنانی تیرت اسدک خاک سے تیم کرتا ہے

گر در فغان خود آب روانے دارد
اگر چه خود اسپنے گھر میں ارماں پانی رکھتی ہے

نوعی گو پرو و نکتہ بجا فط مفر و ش
نوعی گو پرو چلا جا اور فاطک کے سامنے بکھڑائی کر

کلبک مایز زبانی و بیانی دارد
ہارا فاطم بھی کو زبان اور کلمہ بیان رکھتا ہے

شراب و عیش نہاں پیت کالی بنیاد
خیر شراب نوشی اور عیش کیا ہے؟ بلکہ خدا کا

گرہ کر دل بکشا و ز سپہر یاد مکن
دل کی گرہ کھول، اور آستان کی یاد کر

از انقلاب زمانہ عجب مدار کہ خرخ
زمانہ کے انقلاب سے عجب مدار کہ خرخ

قدح بشرط ادب گیر ز آنکہ تربیش
پہلا ادب سے تمام، اس لئے کہ اس کی تربیش

کہ اگر است کہ جشد و کے کجا رفتند
کون جاتا ہے کہ جسد اور تکیف و سماں گئے؟

ز حضرت لب شیریں ہنوز می بینم
میں دیکھتا ہوں کہ شیریں کے ہونٹوں کا مستحق ایک

مگر کہ لالہ بدانت بیوفائی دہر
شاید لالہ نذرانے کی بیوفائی کو جو بیایا ہے

نمیشہ ہند اجازت مرا بیرو سفر
مجھے میرا اور سفر کی اجازت نہیں دیتے ہیں

بیا یا کہ ز مانے ز مے خراب شویم
ہاں، تاکہ تشریحی دیر کے لئے شراب قسمت ہو جائیں

بنوش با دة صافی بنا و دف چنگ
دنا اور چنگ کے ہال پر صاف شراب پنی

ز دست اگر نهم جام مے کن عظیم
اگر میں شراب کا جام اتنے کے دھڑکے بغیر نہ لگا

رشید در غم عشقش بہ حافظ آخیر رسید
ماتک جاس کے عشق کے پڑیں، جو گذرا، سو گذرا

کہ چشم زخم زمانہ بعاشقان مراد
خدا کرے زمانہ کی نظر جدا عاشقوں کو نہ پہنچائے

ز دم در صف رنلاں و ہر مہ یاد اباد
ہم نے اپنے آپ کو رنلاں کی صف میں یاد کیا ہے ہر مہ

کہ فکر تیج مهندس جنس گرہ نکشاد
اس لئے کہ کسی بڑی کی فکر نے تیس گرہ نہیں کھلا

ازیں فغان و افسوں ہزار دار و یاد
اس قسم کے ہزاروں افسانے اور مستحضر یاد ہیں

ز کاسہ سر جشید و بہمن ست و قباد
جشید اور بہمن اور کعبہ کے سر کی کوہ پی سے ہے

کہ واقفت کہ چون فت تحت جرم بر باد
کون جانتا ہے کہ سر قیام کا تحت کس کی بر باد ہوگا؟

کہ لالہ مید ملازفاک تربت فر باد
فر باد کی قبر کی نمٹی سے، لالہ آگیا ہے

کہ تابزا دوشد جام مے زلف تنہا
اس لیکر جیتے پیرا ہوا اور جنگ ملا تہہ شراب کے پیرا ہوا

نسیم خاک مصلیٰ و آب رکتا یاد
مصلیٰ کے خاک کی نسیم، اور رکتا یاد کا پانی

مگر نسیم بگنچے دریں خراب آباد
شاید اس خراب آباد میں نسیم بگنچے ہو چکے ہیں

کہ بستا اندر برابر شیم طرب دل شاد
کہ خوش دل کو، ہستی کے برابر شیم سے طالعہ کیا ہے

کہ پاک تر رہ از تیم حرفت مت نداد
اس لئے کہ اس سے پاک دوست، بھی میرے ہاتھ نہیں لگتا

ملا کر یہ پانی کے ہوتے
ہوئے تیر دوست ہیں
نکسین، محول سے خود
چنے جاری ہیں اور وہ
ہو سکتی کہ خاک سے تیم
کر رہیں۔

ع خفیہ خراب نوشی
بیکار ہے ہنہام بر مٹا
میں شامل ہو گئے ہیں
مٹا سناں کے مظالم
فراموش کر دے اور
دل میں گرہ نہ ڈال
گرہ کسی خوبی سے بھی
نہیں کھلی ہے۔

سے نزا د آنا ہاں پیر
ہے سینکڑوں کو شلیا
ہے جن کے افسانے
اس کو یاد ہیں
یہ کاسے

شراب
سینکڑوں
شہ اسانا نور کی

سکی تھی سے بنا ہے،
اس کو اب واہتر آ
سے ہاتھ میں لیتا چاہیے
نہ فریاد کی قبر سے لارہ
کے ہونٹوں کے غوغا میں
آگے ہے۔

یہ لارہ جا کھنڈنا
اسی لیے ہے کہ وہ غم
دنیا سے نجات حاصل
کرنا چاہتا ہے۔

یہ ماتک کو معنی اور
رکنا با داس تک بندھتے
کہ وہ سوسے سوں کی
دعوت کو اپنی نیت میں
ٹھکانا رہا۔

یہ چنگ سے رشتہ
تو اپنے جے جلتے تھے

یہ لارہ جا کھنڈنا
اسی لیے ہے کہ وہ غم
دنیا سے نجات حاصل
کرنا چاہتا ہے۔

ما مشہور ہے کہ عاقبت
 کے دور میں ماریت
 تھان کی ایک بچی
 تھی جس کے بارے
 میں یہ مشہور تھا کہ
 ان کی کراہت ان کی
 بچی نماز پڑھتی ہے
 اس دور کا بادشاہ
 شاہ شجاع ان فقیر
 کا متفقہ حافلہ
 اس محل میں ان پر
 طنز کیے جس پر شاہ
 شجاع کو ناگوار گئے
 اور عاقبت کو طرح طرح
 کے مصائب کا سامت
 کرنا پڑا۔ عقیقہ بازی گ
 کا وہ جیسا ہے
 سے وہ
 میب
 غیبی چیزیں
 نکال کر دکھا
 دیتا ہے۔
 سے وہ ان اور عاقبت
 کے دور میں کا نام
 بھی ہے۔
 سے صرفی کے زمانہ
 سے کہ وہ ایک خاص
 سے شراب نوش کرے
 روز میں ان کو کون
 سے کہ وہ شراب
 سے شراب کی
 سے شراب کی
 سے شراب کی
 سے شراب کی
 سے شراب کی
 سے شراب کی
 سے شراب کی
 سے شراب کی
 سے شراب کی

صوفی نہاد دام و سر حقتہ باز کرد
 صوفی نے خیال بچایا اور ذہب محمول
 باز تہی جریخ بشکندش مہض در گلاہ
 آسمان سے اتر کر آئی کمانہ اس کی سکاری تک ہر کڑے کا
 ساقی بیاک شاہد بر عنائے صوفیاں
 اسے ساقی کہا، صوفیوں کا چالاک مشرق
 ایں مٹر بے کجاست کہ ساز عاق ست
 یہ مٹر کہاں کا ہے، کہ عراق ساز بچھلے ہے
 اے دل بیاک ماہ پناہ خلد و کم
 اسے دلہا ماہ تاکہ تم خدا کی پناہ میں چلے
 صنعت مکن کہ ہر محبت نہ راست با
 تصدق نہ ہوت، اس لیے کہ جس نے جتنی محبت نہیں کی
 اے کیک خوشخام کہ خوش میروی بناز
 لے خوش رہتا ہے، جو تازے غرض خوش ہمارے ہے
 فردا کہ پیشگاہ حقیقت شود پدید
 کل و نتیجہ حقیقت کا منظر ظاہر ہوگا

بنیاد مکر با فلک حقتہ باز کرد
 شہدہ باز، آسمان کے ساتھ مکر کی بنیادوں
 زیر اک عرض شعبہ باہل راز کرد
 اس لیے کہ اس نے شعبہ راز دار پر ہمیشہ کیا ہے
 دیگر بجلوہ آمد و اعزاز نماز کرد
 پھر نودار ہوا ہے، اور نماز شروع کر دی ہے
 و اینک باز گشت زراہ حجاز کرد
 اور باز محنت کا اعلاہ حجاز کے واسطے کیا ہے
 زانچہ آستین کوتہ و دست دراز کرد
 ان کا زبانون سے جو کوتہ آستین اور دست ملائے گئے ہیں
 عشقش رومے دل در محنت فرماز کرد
 عشق نے اس کے دل پر محنت کا دروازہ کھول دیا ہے
 غزہ مشوکہ کہ بہ عابد نماز کرد
 دھوکہ نہ کہ کعبہ کا کھار کی پائی کے نماز پڑھ رہا ہے
 شرمندہ رہ رومے کہ نظر بر مجاز کرد
 وہ مسافر شرمندہ ہوا، مگر اس میں نے مجاز پر نظر کیا ہے

حافظ مکن ملاہت نذاک کہ دراز ل

سے حافظہ مندوں کو ملاہت نہ کر، اس لیے کہ زبان میں

مارا خداز زید وریا بے نیاز کرد

یہیں خدا سے زید اور یا سے بے نیاز ہو جاتا ہے

صوفی ار بادہ بانڈازہ خورد نوش باد
 نور صوفی شراب اندازے کے مطابق پیئے ہیں کی نوش جان ہو
 آنکہ ایک جرم سے از دست لاندادان
 جو تھیں شراب سا ایک گھونٹ ہاتھ سے نہ سکے
 کیست آل شاہ سوار خوش و موم کہ دو کون
 وہ خوش و موم سوار کون سے تھا تو کہ سے دو کون ہوسان
 نرس گشت نوازش کین مردم دارش
 اس کی مست نرس، نوازش کرنے والی، مردم خوار
 چشمہ از آئینہ داران خط و خال شگشت
 یہ تھیں آٹھ اس کے کندو خال کے آئینہ داروں کی ہوتی ہے
 گرما زہ سمن با من درویش نکر
 گرما زہ سمن دیتا ہے، اس کے لئے جو فقیر ہے، ہاتھ دے

ورنہ اندیشہ ایں کار فراموش باد
 ورنہ اس کوہ کا خیال مجھ سے فراموش ہو
 دست با شاہد مقصود را خوش باد
 اس کو ہاتھ مقصد سے مشغول سے ہنسا رہو
 بستہ بند قبا و علم دروش باد
 اس کی تباہی نہاد اور کندھے کے کچھ شہ سے وابستہ ہوں
 خون عاشق بخورد گریق قدح نوش باد
 اگر خیال سے عاشق کا خون پئے تو اس کے لیے نوش جان ہو
 لبم از لوسر پیا این لب نوش باد
 خدا کے لیے لوسر پیا اس کے شہزاد ہونے کے لیے نوش جان ہو
 حال فدائے شکر لب بستہ خاموش باد
 اس نے شکر کی بجائے شکر لب بستہ خاموش رہا، تو ان کو

شاد تر کال سخن تو عیال می شنود
 تیروں کا بادشاہ در تہیوں کی بات مستا ہے
 پیر مالت خطا بر قلم صنع زلفت
 ہر دستہ چیرے کہا، قصت کے قلم سے کوئی غلطی نہیں ہوتی؟

شرم از مظلمہ خون سیاہ شمش باد
 سیاہی کے خون کے تلم کے اس کو شرم آنے
 آفرین بر نظریاک خطا پوش باد
 اس کی غلطیوں میں ہر ایک نظر کو شرم آجائے

بغلامی تو مشہور جہاں شد حافظ
 حافظ تیری غلطی سے دنیا میں مشہور ہو گیا ہے
 حلقہ بندگی زلف تو در گوش باد
 تیری زلف کی غلطی کا حلقہ اس کے کان میں ہے

صبا وقت سحر بوی ز زلف یاری آمد
 صبح کے وقت صبا یار کی زلف کی خوشبو لارہا تھی
 ز رشک تار زلف یار بباد سحر میل
 یار کی زلف کے ہاں کے رشک میں، صبح بھولا کوسے رہی تھی
 فرغ ماہ میدیم ز بام قصر او روشن
 تیسرا ماہ کے گمان کے بلا فغان سے پانچ کے فرغ کو روشن رکھنا تھا
 عقی اللہ عین ابرویش اگر جینا تو کما کرد
 اس کے ابرو کی شکل کو زندہ جتنے تو اس نے مجھے کو زندہ کر لیا ہے
 سر ز بخش جہاں طریق لطف احسان
 محبوب کی بخشش سراسر لطف اور مہربانی کا طریقہ تھا
 من آں شاخ صنوبر از باغ سینہ بکندم
 میں نے سینہ کے باغ میں صنوبر کی شاخ کو اکھاڑ چھینا
 ز میم غارت حشیش دل خوین ربا کردم
 اس کی لکھور کی لذت کری کہہ سکتے ہیں، غنوں اور دھوکہ پھیرنے والے
 خوش آن وقت خوش آنست کہ آن لفظ گویند
 وہ وقت اور گھڑی کس قدر اچھی تھی کہ اس کی گروہ بند زلف
 بقول مطرب ساقی برول فرم کر و بیگہ
 تھک گیا اور ساقی کے ہنسنے پر میں وقت لے وقت میں چل گیا

دل شوریدہ مارا ز نور کاری آورد
 ہمارے دہانے دل کو از نور کاری لایا تھا
 صبا ہر نافرمانی کہ از ناتاری آورد
 صبا ہنٹک کا ہر وہ نافرمانہ جو تازہ سے لاری تھی
 کہ روی از شرم آن خوشید بر لاری آورد
 جس کی شکل کو مجھ سے سورت، دیوار جہاں نہ تھا
 بر حمت بجم پیامے بر سر بیماری آورد
 رحمت کی ایک پیغام لایا، ہی بیمار کے سر پانے لاری تھی
 اگر تسبیح میفرمودا گر ز تار می آورد
 خواہ تسبیح کا حکم نہ پڑتا تھا، خواہ ز تار لاتا تھا
 کہ ہر گل کہ غمش اشکلفت محنت باری وڈ
 اس لئے کہ اس کے گل کو بھول گھڑا، گل کو بھول لانا تھا
 در ایمن تخت خوں در در دیدن بخاری آورد
 لیکن وہ اس کو اس طریق سے لانا تھا کہ راستہ میں خون چھینا تھا
 بزر دیدے چنانکہ کہا کہ خصما قاری آورد
 دلوں کو اس طرح جلائی تھی کہ دشمن بھی صدمت کر لیا تھا
 کہ ز آل راہ کراں قاصد خبر شوماری آورد
 کہ اس کو دشوار راستے سے قاصد بھی دشمن سے خبر لانا تھا

عجب میدآم دیشب حافظ جا و سمان
 کل رات حافظ کے جام اور پیمانہ پر مجھے تہیب ہوا تھا
 ولے معش میگردم اوصونی واری آورد
 لیکن میں اس کو معش نہ کرتا تھا، کیونکہ وہ صوفیانہ لہجہ لانا تھا

صبا بہ تہنیت پیر میفسر و ش آمد
 صبح کو تہنیت پیر کو مفسر باد دینے، صبا آتی
 سے خوش بیزگ مبارک باد دینے، صبا آتی

کہ موم طرب و عیش و ناز و نوش آمد
 کیونکہ موم، عیش، ناز اور بیٹے لانا آجیا

شاد تر کال سخن تو عیال می شنود
 تیروں کا بادشاہ در تہیوں کی بات مستا ہے
 پیر مالت خطا بر قلم صنع زلفت
 ہر دستہ چیرے کہا، قصت کے قلم سے کوئی غلطی نہیں ہوتی؟
 شرم از مظلمہ خون سیاہ شمش باد
 سیاہی کے خون کے تلم کے اس کو شرم آنے
 آفرین بر نظریاک خطا پوش باد
 اس کی غلطیوں میں ہر ایک نظر کو شرم آجائے
 بغلامی تو مشہور جہاں شد حافظ
 حافظ تیری غلطی سے دنیا میں مشہور ہو گیا ہے
 حلقہ بندگی زلف تو در گوش باد
 تیری زلف کی غلطی کا حلقہ اس کے کان میں ہے
 صبا وقت سحر بوی ز زلف یاری آمد
 صبح کے وقت صبا یار کی زلف کی خوشبو لارہا تھی
 ز رشک تار زلف یار بباد سحر میل
 یار کی زلف کے ہاں کے رشک میں، صبح بھولا کوسے رہی تھی
 فرغ ماہ میدیم ز بام قصر او روشن
 تیسرا ماہ کے گمان کے بلا فغان سے پانچ کے فرغ کو روشن رکھنا تھا
 عقی اللہ عین ابرویش اگر جینا تو کما کرد
 اس کے ابرو کی شکل کو زندہ جتنے تو اس نے مجھے کو زندہ کر لیا ہے
 سر ز بخش جہاں طریق لطف احسان
 محبوب کی بخشش سراسر لطف اور مہربانی کا طریقہ تھا
 من آں شاخ صنوبر از باغ سینہ بکندم
 میں نے سینہ کے باغ میں صنوبر کی شاخ کو اکھاڑ چھینا
 ز میم غارت حشیش دل خوین ربا کردم
 اس کی لکھور کی لذت کری کہہ سکتے ہیں، غنوں اور دھوکہ پھیرنے والے
 خوش آن وقت خوش آنست کہ آن لفظ گویند
 وہ وقت اور گھڑی کس قدر اچھی تھی کہ اس کی گروہ بند زلف
 بقول مطرب ساقی برول فرم کر و بیگہ
 تھک گیا اور ساقی کے ہنسنے پر میں وقت لے وقت میں چل گیا
 عجب میدآم دیشب حافظ جا و سمان
 کل رات حافظ کے جام اور پیمانہ پر مجھے تہیب ہوا تھا
 ولے معش میگردم اوصونی واری آورد
 لیکن میں اس کو معش نہ کرتا تھا، کیونکہ وہ صوفیانہ لہجہ لانا تھا
 صبا بہ تہنیت پیر میفسر و ش آمد
 صبح کو تہنیت پیر کو مفسر باد دینے، صبا آتی
 سے خوش بیزگ مبارک باد دینے، صبا آتی
 کہ موم طرب و عیش و ناز و نوش آمد
 کیونکہ موم، عیش، ناز اور بیٹے لانا آجیا

شاد تر کال سخن تو عیال می شنود
 تیروں کا بادشاہ در تہیوں کی بات مستا ہے
 پیر مالت خطا بر قلم صنع زلفت
 ہر دستہ چیرے کہا، قصت کے قلم سے کوئی غلطی نہیں ہوتی؟
 شرم از مظلمہ خون سیاہ شمش باد
 سیاہی کے خون کے تلم کے اس کو شرم آنے
 آفرین بر نظریاک خطا پوش باد
 اس کی غلطیوں میں ہر ایک نظر کو شرم آجائے
 بغلامی تو مشہور جہاں شد حافظ
 حافظ تیری غلطی سے دنیا میں مشہور ہو گیا ہے
 حلقہ بندگی زلف تو در گوش باد
 تیری زلف کی غلطی کا حلقہ اس کے کان میں ہے
 صبا وقت سحر بوی ز زلف یاری آمد
 صبح کے وقت صبا یار کی زلف کی خوشبو لارہا تھی
 ز رشک تار زلف یار بباد سحر میل
 یار کی زلف کے ہاں کے رشک میں، صبح بھولا کوسے رہی تھی
 فرغ ماہ میدیم ز بام قصر او روشن
 تیسرا ماہ کے گمان کے بلا فغان سے پانچ کے فرغ کو روشن رکھنا تھا
 عقی اللہ عین ابرویش اگر جینا تو کما کرد
 اس کے ابرو کی شکل کو زندہ جتنے تو اس نے مجھے کو زندہ کر لیا ہے
 سر ز بخش جہاں طریق لطف احسان
 محبوب کی بخشش سراسر لطف اور مہربانی کا طریقہ تھا
 من آں شاخ صنوبر از باغ سینہ بکندم
 میں نے سینہ کے باغ میں صنوبر کی شاخ کو اکھاڑ چھینا
 ز میم غارت حشیش دل خوین ربا کردم
 اس کی لکھور کی لذت کری کہہ سکتے ہیں، غنوں اور دھوکہ پھیرنے والے
 خوش آن وقت خوش آنست کہ آن لفظ گویند
 وہ وقت اور گھڑی کس قدر اچھی تھی کہ اس کی گروہ بند زلف
 بقول مطرب ساقی برول فرم کر و بیگہ
 تھک گیا اور ساقی کے ہنسنے پر میں وقت لے وقت میں چل گیا
 عجب میدآم دیشب حافظ جا و سمان
 کل رات حافظ کے جام اور پیمانہ پر مجھے تہیب ہوا تھا
 ولے معش میگردم اوصونی واری آورد
 لیکن میں اس کو معش نہ کرتا تھا، کیونکہ وہ صوفیانہ لہجہ لانا تھا
 صبا بہ تہنیت پیر میفسر و ش آمد
 صبح کو تہنیت پیر کو مفسر باد دینے، صبا آتی
 سے خوش بیزگ مبارک باد دینے، صبا آتی
 کہ موم طرب و عیش و ناز و نوش آمد
 کیونکہ موم، عیش، ناز اور بیٹے لانا آجیا

نوشگاہیہا مردہاں
 جان ڈل رہی ہے۔
 تہ او بہاری نے کس
 اور کو دیکھا ویسے۔
 تہ ابریش کوش
 کہ عاظمیہ نامہ نیست
 سے تفریق شیطانی کا ہے
 المینان خاطر فرشتہ
 رست کی مصلیہ ہے۔
 سے سوسن کو کوشن
 زبانوں والا مانا جلتے،
 مہبل نے دنیا کا پائی
 کی بات اس سے
 کہدی ہے اسی نے
 وہ خاکش ہے۔
 شانہ نامہ عجم ہے لیکے
 سائے شرب نوشی
 نہیں ہو سکتی ہے۔

ہوا سچ نفس گشت و باذن افشا
 صبا ہی کے سانس والی اور ہوا ناز کھولنے والی ہوگی۔
 تنویر اللہ جناب بر فروخت باوہما
 اور بہاری نے لہڑ کے تنویر کو اس طرح روشن کر دیا
 بگوش ہوش نبوش از من بعشرت کوش
 بیری نصیحت ہوش کے ہاں سے سنا و مصلیٰ کو کوشن کر
 زفا تفرقہ بازی تا شوی مجموع
 تفرقہ کے خیال سے باز آجاتا کہ تو مصلیٰ ہو جائے
 ز مرغ صبح ندانم کہ سوسن آزاد
 بچے سلوم نہیں کہ صبح کے پنہ سے آزاد سوسن نے
 چہ جائے صحبت نا حرم مست مجلس انس
 محنت کی مجلس نا عمر کی محبت کی جگہ نہیں ہے
 بگویمت سخن خوش بیا و بادہ نوش
 میں مجھ سے بیداری بات کہتا ہوں اور شراب ہلی

درخت سبز شد و مرغ درخوش آمد
 درخت سبز ہوئے، اور مرغ بندہ شور کرنے لگے
 کہ غنم غرق عرق گشت و گل خوش آمد
 کہ غنم چھیننے میں ڈوب گیا، اور پھل خوش ہوا گیا
 کہ این سخن سخن از باقم بگویش آمد
 اس لیے کہ یہ بات ہی کہ فضائی لڑتے تھے میرے کان پر تھی
 بحکم آنکہ حوشد ہا ہر من سر ووش آمد
 اس لیے کہ تمہیں شیطان، گیا فرشتہ آیا
 چہ گوش کرد کہ بادہ زباں خوش آمد
 کیا سن لیا کہ دس زبانوں کے باوجود چہ ہن
 سر بیالہ پوشاں کہ دستر پوش آمد
 پیاز ڈھانپ، کہ گدڑی پہننے والا آگیا
 کہ زاید از سیر مارت و بادہ نوش آمد
 اس لیے کہ زائد ہمارے پاس سے گیا اور شرب نوش آگیا

ز خانقاہ میخانہ می رود حافظ
 حافظ خانقاہ سے مینا د کہ مینا ہے۔
 مگر زمستی زہد و ریابہوش آمد
 شاعر، زہد اور ریاب کی مستی سے ہوش میں آگیا

گویا نقش لبست از جان شیریں بستاند
 گویا تیرے ہونٹ کی صورت لبست میں جان سے بنائی ہے
 ز اشک نگین در دیار دیدہ آئین بستاند
 نگین آسوں سے آہ گم کے دہن میں زباں کی ہے
 مصلحت را تہمتہ بر نافرمان چیں بستاند
 مصلحت میں نے نافرمانی پر تہمت باندھی ہے
 یا بگرد باد تابال عقدا پیروں بستاند
 بادوش جان کے چاروں طرف فرمایا تھا باد باندھا ہے
 سائیان گرد و عنبر گد و نسرس بستاند
 سائیان گرد کا سامان، نسرن کے چاروں طرف باندھا ہے
 آل حکایتیں ہا کہ از فر بادوشیں بستاند
 دو حکایتیں جو شیریں اور نسرن باد کی ستانی ہیں
 غیازیں کوئی خیال تے نہیں بستاند
 اس کے علاوہ گویا آغاز سے کچھ خیالات بند کی ہے

صورت خوبت نگار خوش آئین بستاند
 اے مستحق تیری حسین صورت، بہترین زباں سے بنائی ہے
 از بکائے مقدم خیل خیالت مردماں
 تیرے خیالات کی عجمت کی پیشوائی کے لکھتے ہیں
 کار زلف تست عطاری مشک افشانے
 عطاری، اور مشک افشانی تیسری زلف کا کام ہے
 یار بجاں ولیست در پرائش فرہا گوش
 اے عوادہ ایک چرو بچاں اس کے اطراف میں کان کے موتی
 نقش بندان خطا از خط سبز عارضت
 خطا کے نقشوں نے تیرے رسار کے سبز عارضت
 جملہ وصف عشق من بود و سن رو تو
 سب میرے عشق اور تیرے تیرے کہ سن کے مصلحتی
 حافظا نحن حقیقت گوی می عشق را
 اے حافظ! ہر عشق کے راز کا خاصہ محنت گویے

خیالات کی پیشوائی میں
 ہم انھوں سے عمل
 بنائے ہیں تاکہ بچار
 کریں۔
 اور روشن چہرہ کے
 اطراف میں کان کے
 آویسے، ایسا سلوم
 ہوتا ہے جسے جانکے
 گم میں تیرا ہا ہو۔
 تاکہ خطا کے نقش سبز
 تیری تصویر بناتے ہیں
 توکل نسرن کے چاروں
 طرف بیکر گردھا تے
 ہیں۔ یعنی تیرا نسرن
 ہنزلہ کی نسرن اور
 سبز خطا ہنزلہ گرد و نسرن
 شیریں زباں کے قطعہ

مرد اصل ہمارے ہی قلم ہے۔

طائر دولت اگر باز گزائے بکند
 نیبے سا پرند اگر پھرا یک بار گزند کرے
 دیدہ لادستگ در و گهر گر چه نماند
 آنکھوں کو موتی اور گوہر پر اگر چہ قسمت نہ رہی
 شہر خالیست ز عشاق مگر کو طرفے
 عاشقوں سے شہر خالی ہے شاید ایسا ہو کہ کسی کتاب سے
 کس نیار ویرا و دم زردن از قصہ ما
 کہ تو ہمارا قصہ سنانے لاکوئی ہم نہیں بھرتا ہے
 دادہ ام باز نظر را بتندوے پرواز
 میں نے نظر کے باز کو تک سب کو پر اڑایا ہے
 گو کہ کیے کہ بزیم طربش غمزہ
 ایسا دانا کہاں ہے کہ اس کی پیش کی ٹپس یہ کوئی غمزہ
 یا وفا یا خیرو وصل تو یا مرگ قیب
 یا دنیا یا آخرت سے وصل یا غیب کی سوست کی خبر
 دوش لغت بکند لعل لبش چارہ دل
 کہ لب میں لعل ہے لب اس کے ہونٹ کا سیراب لعل کا جگہ

یار باز آید و با وصل قرائے بکند
 دوست واپس آئے اور وصل کا اقرار کرے
 بخورد خونے و تدبیر نالے بکند
 خون ہے اور پختہ در کسے کی تدبیر کرے
 مرے از غیب برون آید کہ بکند
 کوئی مرد غیب سے برآمد ہو اور کوئی کام کرے
 مگرش باد صبا گوش گزارے بکند
 شاید باد صبا کو اس کے گوش گزار کرے
 باز خواند مگرش محنت شکاے بکند
 شاید اس کو نصیب پھر دعوت دے اور وہ ایک شکار کرے
 جرعت در کشد و دفع فحائے بکند
 ایک گونٹ پنی لے اور فحاشی کو دفع کرے
 بازی چرخ ازیں یک ٹپس لکے بکند
 آسان کی بازی ان ایک دین کا میل میں سے کوئی ٹپس لکے
 بالف غیب ندا داد کہ اے بکند
 بالتعب نہیں نے کہا ہاں کرے گا

حافظا کرنروی از در او ہم رونے

اسے حافظا اگر تو اس کے دروازے سے گاہ وہ بھی نہیں

گذے بر صورت از گوشہ کنا لے بکند

کسی گوشہ کے کنارے سے چہرہ پر گزرتے گا

عکس رونے تو چو در آئندہ جب آفتاد
 جب بیکرے چہرے کا عکس مام کے آئینہ میں پڑا
 حرم رونے تو بیک جلوہ کہ در آئندہ کرد
 تیسرے چہرے کے سن کے ایک جلوہ سے جو آئینہ میں لکھا
 جلوہ کرد رخسار ز ریزا زل زیر نقاب
 ریزا زل میں زیر نقاب اس کے رخ نے جلوہ دکھایا
 اینہم عکس و نقش مخالف کہ نمود
 یہ سب، شراب والا عکس اور بالمقابل نقش جو ظاہر ہوا
 غیرت عشق زبان ہمہ فاصلاں بربید
 عشق کی غیرت سے تمام خواص کی زبان کاوشی
 ہر دوش با مین دل سوختہ لطف آست
 نمود جلے بیہر وقت اس کا ایک نیا رسم ہے

عارف از پر تو مے در طبع خام افتاد
 عارف شراب کے سایے سے غلط نہیں ہو پڑ گیا
 اینہم نقش در آئینہ او با افتاد
 اوہم کے آئینہ میں یہ تمام نقش متاثر ہو گئے
 عکس از پر تو اں بر رخ افہام افتاد
 اس کے سایے کا عکس، عقول کے رخ پر پڑ گیا
 یک فروغ رخ ساقی ست کہ در جا افتاد
 ساقی کے رخ کا ایک جلوہ ہے جو جام میں آیا ہے
 از گجا بتر غمش در وہن عام افتاد
 عوام کے مزین اس کے رخ کا باز کہاں سے چہ
 این گد امیں کہ چہ شائستہ العام افتاد
 اس فقیر کو دیکھو کیسا انعام کا مستحق بناتے

یہ آفتاد ہے تو
 تو ختم ہوتے عیب
 خوب چو کہ آفتاد
 کہ نہ مگر علی کو کھلا
 کرے
 یہ آفتاد ہے شہر
 خان چکا چلیا
 غیب سے کوئی آفتاد
 اس کے کھلا کرے
 یہ آفتاد ہے
 کہ صفا میں صبا
 گوشہ زین میں بکند
 کہ کوئی کبھی سے
 کہ کوئی گونٹ
 شراب لکھا
 چہ
 کہ
 کہ کوئی کبھی سے
 کہ کوئی کبھی سے
 کہ کوئی کبھی سے
 کہ کوئی کبھی سے
 کہ کوئی کبھی سے
 کہ کوئی کبھی سے
 کہ کوئی کبھی سے
 کہ کوئی کبھی سے
 کہ کوئی کبھی سے

صیح النظری صیح
 ویکہ سنا ہے، بیگنے
 کو ایک کے دو نظریے
 ہیں۔
 دل کو تیرے نکال کر
 جان پر بیٹھیں گیا۔
 سنا ہے ہم سناؤ سناؤ
 جا سے واسی ہے۔
 عبادت خاد میں ہا گیا
 کہ ہے۔
 کہ جو تیری گردشیں
 سمیٹیں گے ہے ہر کار
 کی طرح بکڑ کائے ہو۔
 میں نے رندوں میں
 صاحب علم و دل پہن
 نے تیرا عشق و محبت
 تیری گئی میں پر ہے
 اب جان کے



ساتھ ہی
 محکم مقام
 شاعر
 لفظی لفظی
 و تیرا کیا توں اور
 شہزادہ دو اسفیان
 کا مشہور ہے۔
 عراق سے عراقی
 مرو ہے۔
 نے چند بیج عتیق
 تیرا ہے وہ کسی کو
 شرح کرنا سب نہیں
 ہوتا چاند سے پر چارہ
 عقرب سے زلف میں
 مزو ہر کسی ہے۔

پاک ہیں از نظر ایک مقصود رسید
 صاف دیکھنے والا، صاف نظر کی وجہ سے مقصود رسید
 زہر شمشیر غش قص کنناں باید رفت
 ایں کے تم کی تلوار کے غچا ناچتے ہمتے ہلا چاہے
 در خم زلف تو او بخت دل از چاہ ترخ
 غمخیزی کے کوئی سے عمل کو دل تیری زلف کیچ میں لنگیا
 آن شد ایجا کہ در صومعه بازم بینی
 اسے خواہی بات گئی کہ ترمجے پھر عبادت خاد میں دیکھے
 من ز مہر سخن بات نہ خود افت آدم
 تیرے ہر کسے خرابیست میں، خود نہیں جا پڑا
 چو کند کز بے دوراں زرد جوں پر کار
 کیا کہے اگر پر کار کی طرح زان گئے پیچھے نہ ہے
 منکہ در زمرہ عشاق برندی علم
 ہیں جو کہ عاشقوں کی جماعت میں رہن فاشس ہوں

اخوان چشم دو بین در طبع خام افتاد
 سمیٹے دو دیکھنے والے آئینہ سے غلط لاک میں پڑا
 گانگہ شد کشتہ او نیک سرا انجام افتاد
 اس لیے کہ جو اس کا مقول بنا، نیک انجام ہوا
 آہ کز چاہ بروں آمد و در دام افتاد
 آہ! کنوین سے بھلا، اور جان میں پھنس گیا
 کار ما با رخ ساقی و لب جام افتاد
 ہلا اور اسط ساقی کے رخسار اور جام سے بڑ گیا
 انیم از روز ازل حاصل فرجام افتاد
 میرا اندر ازل سے یہی حاصل، اور انجام بنا
 ہر کہ در دائرہ گردش آیام افتاد
 جو کہ، زمانہ گردش کے دائرے میں جا پڑا
 طبل پنہاں چیز نم طش سے من باام افتاد
 بھنب کر قبول کیا بجاؤں میرا پشت بلا غم سے گپڑا

صوفیاں جملہ حریفند و نظر بازو لے
 صوفی سب ہی عاشق، اور نظر باز ہیں، لہذا
 زیریں میاں حافظ دل سونستہ بنام افتاد
 ان میں حافظ، دل جلا، بہ نام ہر گیا

مہرت نہ عارضی ست کہ بجائے دگر شود
 تیری نجات عارضی نہیں ہے بلکہ دوسری ہو گئی جائے
 با شیر در دروں شد و با جان بد شود
 دودھ کے ساتھ اندری ہے جان کے ساتھ با بھنگیلی
 ہر چند سعی بیش منائی تر شود
 تو جس وقت نہ زیادہ تو سعی کرے گا بہتر ہو جائے گا
 فریاد من بگنبد افلاک بر شود
 تیری فریاد آسمانوں کے گنبد پر جاتی ہے
 کشت عراق جملہ بیکبار تر شود
 عراق کی سب قبضی، ایک دم سے ترو جائے
 بر سینتے کہ ابر محیط تضر شود
 اس طرح ایسے جانا کہ ابر گھیسے
 بگذارتا کہ ماہ ز عقرب بدر شود
 رہنے دے جب تک کہ ماہ برج عقرب سے نکلے

عشقت نہ سرسری ست کہ از سر بد شود
 تیرا عشق سرسری نہیں ہے کہ و ماشے عمل جائے
 عشق تو در وجودم و مہر تو در دم
 تیرا عشق میرے دل میں ہے مہر تیری گت تیرا دل میں
 در دلست در در عشق کہ اندر علاج او
 در در عشق ایسا درد ہے کہ اس کے علاج میں
 اول منم کیے کہ دریں شہر ہر شبے
 اس شہر میں سب سے پہلا، میں ہی ایک ہوں کہ ہر رات
 و ز زانگہ من سر شک فتاخم بزندہ رود
 اگر ایسا ہو کہ میں زندہ رود میں لہنے آسوں ہبسا دون
 دی در میان زلف بدیدم رخ نگار
 میں نے تیرے دوست کے چہرے کو زلفوں کے درمیان بکھا
 گفتہ کہ ابتدا از لوسہ گفت نے
 میں نے کہا میں سے ہے ابتدا ز لوسہ، کون، اس نے کہا میں

ایں سیادِ لعلش اگر بادہ میخوری
 آسے دل باس کے لعل کی اداسی، مگر تو شراب نوشی کے
 مگذار ہاں کہ تہ عیاں را خبر شود
 ایسا برگزد کرنا، کہ رقیبوں کو خبر ہو جائے

حافظ سرازلمد بدر آرد بخنے بوس
 غیر جوئے کے لئے حافظ کلمہ سے سر نکال لے گا

گر خاک او بیلئے شلایے پیر شود
 اگر اس کو خاک، آپ کے پیروں سے پااں ہوگی

و صل تو کمال حیرت آمد
 تیرا وصل، حیرت کا کمال ہوا

ہم باسر حال حیرت آمد
 سہر بھی، ابتدائے حال سے حیرت آئی

اں جا کہ خیال حیرت آمد
 جہاں، حیرت کا خیال آیا

آواز سوال حیرت آمد
 حیرت کے سوال کی، آواز آئی

بر چہرہ نہ خال حیرت آمد
 بچرے پر، حیرت کا تیل نہ لگا ہو

آنجا کہ جلال حیرت آمد
 جس جگہ، حیرت کا جلال پہنچا

عشق تو نہاں حیرت آمد
 تیرا عشق، حیرت کا پھلا شامت ہوا

بس غم وصال حاصل کا تر
 بہت ہے، حال وصال میں ڈوبے ہوئے ہیں

تو وصل بماند و نہ واصل
 دو وصل رہیگا، نہ صاحب وصال

از ہر طرف کہ گوشش کردم
 میں نے، جس طرف بھی کان لگائے

اں دل بے ناکہ در رو او
 وہ دل دکھا، کہ اس کے راستے میں

شد مختصرم از کمال عزت
 کمال عزت کو وجہ سے، با احترام بنا

مترتا قدم وجود حافظ
 حافظ کا وجود، سر سے پیر تک

در عشق نہاں حیرت آمد
 عشق کے معاملہ میں، حیرت کا پروا جھا

دار غیب و غصہ اغیار می باید کشید
 پیر کا دماغ اور تیبوں کا غصہ، برداشت کرنا چاہیے

آہ سرد و ناہائے زار می باید کشید
 سرد آہ اور عاجزی کے نالے کرنے چاہیے

انتظار با مادی پار می باید کشید
 پیر سوں کی سنج کا انتظار برداشت کرنا چاہیے

نازکی کے راست آید پار می باید کشید
 نازک کب حوائج آئیں، برداشت کرنا چاہیے

خواری دہقان جو رخا می باید کشید
 کاشاک کی ذلت نادر کا کلمہ برداشت کرنا چاہیے

عاشقان را در دل بیار میاید کشید
 عاشقوں کو بہت کہہ دو، در دل برداشت کرنا چاہیے

در دل شہماتے تا از اشتیاق رفتے دوست
 اندھیری راقوں میں یار کے چہرے کے عشق میں

واد خواہے کہ ہمینا بد سلطان واد خواہ
 اگر کوئی فریادی، بادشاہ سے اپنا انصاف چاہے

ہر کہ عاشق شد اگر چہ نازنین عالم است
 جو بھی عاشق بنا، خواہ دنیا کو ہر نازوں کو چاہے

از برائے دیدن دیدار گل یار عزیز
 نے پیار سے دوست! چہوں کا دیدار کرنے کے لئے

یہ شعر چلیقہ صاف
 میں نے چکھا ہے۔

یہ شعر پورا حیرت
 کے پھل لانا ہے، بڑا

انہ زبانیہ حیرت کا
 سہہ ہے۔

یہ شعر پورا حیرت
 کے پھل لانا ہے، بڑا

یہ شعر پورا حیرت
 کے پھل لانا ہے، بڑا

یہ شعر پورا حیرت
 کے پھل لانا ہے، بڑا

یہ شعر پورا حیرت
 کے پھل لانا ہے، بڑا

یہ شعر پورا حیرت
 کے پھل لانا ہے، بڑا

یہ شعر پورا حیرت
 کے پھل لانا ہے، بڑا

یہ شعر پورا حیرت
 کے پھل لانا ہے، بڑا

یہ شعر پورا حیرت
 کے پھل لانا ہے، بڑا

حافظ چندیں الم ماردارایم فراق

اسے حافظ ہیں فراق کے ارمان میں کس حد رنج

برامید وعدہ دیداری بلید کشید
یار کے دیدار کے دہر پر برداشت کرتا پانچے

خواب یادۂ لعل تو ہوشیار اند
تیرے لعل کی شراب کے مست، ہوشیار ہی
وگر نہ عاشق و معشوق راز دار اند
درد عاشق، اور معشوق راز دار ہی
کہ از زمین و سارت چہ بیکر ار اند
تیرے قائم بائیں، کس قدر بے قرار ہی
کہ از تطاول زلفت چہ سوگوار اند
کہ تیری زلفت کی دست ملامتی سے کتنے عقیب ہی
کہ ساکنان درد دوست خاکسار اند
اس لیے کہ دوست کے دروازے کے مقہم خاکہ بگشت ہی
کہ مستحق کرامت گنا و گنا ر اند
اس لیے کہ بخشش کے مستحق مجتہد ہی
کہ عندلیب تو از ہر طرف ہزار اند
ہر طرف، تیری ہزاروں بلبلیں ہیں
پیادہ میروم و ہمراہ سوار اند
پیدل جا رہا ہوں، اور ساتھی سوار ہی
مرو بصومعہ کا سنجاسیہ کار اند
عبادت قائم ہیں، وہاں سے کہ وہاں سیاہ کار ہی

غلام زنگیں مست تو تا جبار اند
تیری مست زنگیں کے غلام، تا جبار ہیں
ترا حیا و مرا آب دیدہ شد غماز
تیری حیا اور میرا، آنکھ سا پانی چلا رہا
بزر زلف دو تا چوں گندگنی بشکر
چپ تو گزرتا ہے تو دیکھ کہ گندھی زلف کے نیچے
گزار کن جو صبا بر بنفشہ زار و بیلین
بنفشہ کے گیت میں صبا کی طرح گندہ اور دیکھ
رقیب در گذر و پیش ازین کن نخوت
اسے رقیب آگے بڑھ، اور اس سے زیادہ بگیز کر
نصیب با ست بہشت لے خدا شانس برد
اسے خدا شانس، پانچا بہشت جلاحت ہے
نہ من بر آن گل عارض غزل ہر گم بس
اس رخسار کے پھول پر صوف میں ہی غزل سرا بہر ہیں
تو دستگیر شوئے نضر لے خجستہ کہ من
اسے سناک قدم نضر تو دستگیر میں اس لیے کہ میں
بیابا بیکدہ و چہ سرہ ارغوانی کن
شراب نمانا میں آ، اور چہرہ لال کسے

غلاص حافظ از آن زلف تا پدار میاد

اس چہ بیچ زلفت سے فدا کرے حافظ تا چنگار اند ہر

کہ بتگان گندہ تو رستگار اند

اس لیے کہ تیری گندہ کے گرفتار، آزاد ہیں

ورنہ بیچ از دل بر حرم تو تقصیر نبود
درد تیرے بے رحم دل کی جانب سے کوئی کی نہ تھی
کہ درو آہ مرا قوت تا شیر نبود
کہ میری آہ کو اس میں اثر کرنے کی قوت نہ تھی
چوں شناسائے تو در صومعہ یک پر نبود
جبکہ عبادت خاد میں کوئی چہ تیرا شناسا نہ تھا

قل این خستہ بشمشیر تو تقدیر نبود
اس خستہ کا تیری تلوارت تکلی ہو نا، مقدمہ تھا
یارب آمینہ حسن تو چہ جو ہر دارد
اسے خدا تیرے حسن کا آئینہ کیا تجھ جہر کتا ہے؟
سرز جہرت بدر میکدہ ما بر کردم
میں نے جہرت سے دیکھ کے کہ دروازے لا رہ گیا

۱۔ در شاہ دی ہی ہو
تیری آنکھ کے غلام ہی
ہر شے ہی میں تیری
شراب سے مست ہی
۲۔ شمشیر

۳۔ اچانکے دل کی گوئی میں
آپ جہر زمان یکسے
تا بنفشہ سیا ہی نال
ہوتی چہ پنا اس کو
سوگوار تو را ما جاتا ہے

۴۔ شمشیر
۵۔ شمشیر
۶۔ شمشیر
۷۔ شمشیر
۸۔ شمشیر
۹۔ شمشیر
۱۰۔ شمشیر

۱۱۔ شمشیر
۱۲۔ شمشیر
۱۳۔ شمشیر
۱۴۔ شمشیر
۱۵۔ شمشیر
۱۶۔ شمشیر
۱۷۔ شمشیر
۱۸۔ شمشیر
۱۹۔ شمشیر
۲۰۔ شمشیر

۲۱۔ شمشیر
۲۲۔ شمشیر
۲۳۔ شمشیر
۲۴۔ شمشیر
۲۵۔ شمشیر
۲۶۔ شمشیر
۲۷۔ شمشیر
۲۸۔ شمشیر
۲۹۔ شمشیر
۳۰۔ شمشیر

۳۱۔ تیرے بے رحم
دل سے تو قتل کرنے
میں کرا خدا کی نہیں
ہم ہی مقدمہ کہہ بیٹھے
تھے

۳۲۔ آئینہ پر آہ کرو تو نہ
کی کتاب سے ستا نہ
چہ جاتا ہے سبکی
تیرے حسن کے آئینہ ہی
میری آہوں کا کوئی اثر
نہیں پڑتا ہے۔

۳۳۔ شمشیر
۳۴۔ شمشیر
۳۵۔ شمشیر
۳۶۔ شمشیر
۳۷۔ شمشیر
۳۸۔ شمشیر
۳۹۔ شمشیر
۴۰۔ شمشیر

من دیوانہ جو زلف تو رہا میگردم
 بحر دریا نے، جب تیری زلف کو چھوڑا تھا
 ناز نہیں ترز قدرت در حین حسن است
 حسن کے ہم نوا تیرے قدر سے زبان ناز نہیں کہو نہ
 تاگر ہچو صبا با زلف تو رسم
 شاید صبا کی طرح پھر تیری زلف تک پہنچ جائوں
 آل کشدم تر نو لے آتش سہاں کو جمع
 اسے بکری آگ اتیری بدلت میں لے وہ عینہ پتھر تیرا

بیچ لائق ترم از حلقہ زنجیر نبود
 تو تیرے بدلے بجزی کے حلقے سے زانو مناسب کوئی چودہ گی
 خوشتر از نقش تو در عالم تصویر نبود
 عالم ہند رہ گیا تیرے نقش سے زیادہ حسین کوئی نہ تھا
 کار من دوشن بجز ناله شکیگر نبود
 رات، حرام شبانہ لے کے سوا میرا کچھ کام نہ تھا
 جز فنا نے خودم از دست تو تدمیر نبود
 تیرے ہاتھ سے اپنے آپ کو فنا کرنے کے سوا کوئی تدمیر ہی

۱۔ جو دریا نہ تری زلف
 سے رہا تو ماہل کہے
 وہ بجزی کے لائق ہے
 سائے فراق میں نالہ
 کا کہ ایک ایسی آیت ہے
 جو خود واضح تھی۔
 ۲۔ جہاں حرکت چلانی
 پڑی ہیں۔
 ۳۔ شہرہ چکا کر
 کھتر کے پراکٹ
 دیکھ جائیں تو پھر
 ان کی نگہ سفید پڑھتے
 ہیں یعنی اس قدر
 تیز آگے کہ جہاں کو
 جہاں سے کالا
 گیا تو وہاں
 سفید پڑ
 نکل آئے۔
 ۴۔ جہاں کو سفید
 خنجر قرار دیا ہے۔
 ۵۔ محبوب اگر سرخ خط
 لکھ کر چند روزوں سے
 یاد کرے تو اس کو
 دوستو غلاموں کے
 آزاد کرنے کا ثواب ملے
 ۶۔ جہاں احمد بن زلزل
 شیریں کہے اور
 ہم بجز لہ فریاد کے۔

آیتے بند ز غدا بندہ حافظ بے تو
 ماند کا سچ تیرے بدوں مطاب کی ایسی آیت تھی
 کہ بر ہیچ کسش حاجت لفسیر نبود
 کہ کسی کے سامنے اس کی تفسیر کی ضرورت نہ تھی

قطرہ اشک کہ میر بزم ز چشم تر سفید
 تیرے اشکوں سے آنسو سفید نکسہ رہیں اور آج ہوں
 شونے ما ما مل نشہ ہر گز جاتے وصل او
 اس کے وصل کا بھلا، ہماری طرف مائل نہ ہوا
 بسکہ تیرت تا بر بنشت در پہلو مرا
 تیرے بہت سے تیرا میرے پہلو میں لگے
 ساقیا چوں بربل مینوں نہی جام شراب
 لے لے جانے جب شراب رنگ کے ہرٹ پھوٹو شراب کا جام دھرتا ہے
 نیشت ماہ نو کہ از میدا و کین ترک فلک
 یہ جہاں نہیں چاہے آسمان کے ترک لے ظلمت کھنڈی کیو جب ہے

بینماید در شب ہجر تو جوں اختر سفید
 تیرے بجز کرات میں تیرے کہ کوئی سفید نظر آتا ہے
 استخوانم کہ چو شد از ہجر آں دلبر سفید
 اگر ہواں دلبر کے ہجر سے میری تہاں سفید ہو گئیں ہیں
 چوں کہوتر پر بر آوردیم آما پر سفید
 کہوتر کی طرح جس نے پر نہ نکالے لیکن سفید پر
 بینماید سرخ از عکس لبست ساغر سفید
 تیرے ہونٹ کے عکس سے سفید ساغر شرح نظر آتا ہے
 بر میاں بستہ خون عاشقان خنجر سفید
 عاشقوں کا خون بہانے کے لئے، لہر پہ سفید خنجر باندھا ہے

آں لب دندان او حافظ بہنگام سخن
 اسے حافظ بات کہنے وقت اس کے وہ چرخش اور دانت
 حقہ لعلت گویا پر زرو گوہر سفید
 لعل کی ڈھیسے گویا موتی، اور سفید گوہر سے بھری ہوئی

کلب مشکین تو رونے کہ ز ما یاد کند
 تیرا سیاہ ٹکڑا کسی دن ہمیں یاد کرے
 قاصد حضرت علی کہ سلامت باوا
 جناب علی کا مہمان ہوا کرے وہ سلامت رہے
 یا رب اندر دل آں خسرو شیریں از ناز
 اسے غلام شیریں یاد شاہ کے دل میں قاتل دے

بردا چردو صد بندہ کہ آزاد کند
 دوسو غلاموں کا ثواب ماہل کرے جسکو وہ آزاد کرے
 چه شود گر لبلاے دل ما شاد کند
 کیا ہو جائے گا اگر ایک سلام سے ہمارے دل کو خوش کرنے
 کہ بر حمت گندے بر سر فرما د کند
 کہ وہ رحم کھا کر، نذر باد کے پاس سے گندے

سائنس خداداد کے ہوتے
ہرے کسی نادر نگار
کی ضرورت نہیں ہے۔
سیری مراد پوری کرنے
سے تیری بہت سی
مرازیں پوری ہوں گی
تو بارشادہ کی تحریر کی
منصفانہ زندگی صدقہ
نماہ زندگی سے
ہر چیز ہے۔

ما سلطان احمد بن
ابن مائتہ مستحق
ادب نذر پور ہے کی
دعوت دیتا تھا۔
مے خلیفہ آنکھ سے

دی ہے کاس سے
سین دوست کا شاہد
کیا جائے۔

یہ مہینہ پہل مریں
مے آستانہ قدم پوی
کاشت ماس ہے۔
آستانہ کی طرح بنائینا
دی کیفیت ماس
کر کے گا۔

مے میرے کم تیرے
سینہ پر اگر لگتا ہے
اُس کے لیے یارینہ
ہے پر ہے۔

مے جو میرے ماسق مہر
تھا بیکہ اللہ
کے ہوتے ہے۔

مے شارب نوشی سے بھی
کس قدر بڑا نام ہے
کہ وہ گل کے وادوں سے
ہیے راوی ہے۔

حالیا عشوہ عشی تو زینت نام برد

اس وقت تو تیرے حلق کے تازہ سیری بنیاد کا لڑوی

گو تیرا پاک تو از بدت ما مستغنیست

تیرا پاک جو ہر، جاری تیریت سے بے نیاز ہے

امتحان کن کہ بے گنج مرادت پر ہند

آزما لے۔ تیری مراد کے بہت سے خزانے کھجور کے

شاد راہ پر او از طاعت صد سال از ہر

زہ کی تو سال حاجت سے، باد شاہ کے تیرے

رہ نبردیم بمقصود خود اندر شیراز

خیزان میں اپنے مقصد کی طرف، ہمیں راستہ ملا

خزم آں روز کہ حافظہ بغداد کند

وہ دن مبارک ہے جس دن حافظ بغداد کا راستہ ملے کرے

کیے سخن رخ دوست در نظر دارد

جو شخص دوست کا حسن نگاہ میں رکھتا ہے

چو خامبر بر خط فرمان او سر طاعت

اُس کے حکم کے خط پر ہم نے تا بھاری کاسر تک کلمن

کے بوسل تو حوں شمع یافت پرواز

تیرے وصل کا پر باد آگنی کو ماسل ہوا، جو شمع کی طرح

بیاتے بوس تو دوست کے رسید کہ او

تیری قدم بوسی اسی کو حاصل ہوئی، جو

ز زہد خشک طومل بیار باوہ تاب

میں خشک زہد سے زنجیر ہوں، خالص شراب لا

بزد در قیاب تو روزے بسینہ ام تیرے

تیرے مجھجان نے ایک دن میرے سینہ پر ایک تیرا

کیسکہ ازرہ تقویٰ قدم بروں نہاد

جو شخص نے تیرے کے راستہ سے قدم باہر نہیں رکھا

ز بادہ بہمت اگر نیت این بس کترا

اگر شراب کے تیرے مائل نہیں ہوا، کیا تیرے لیے یہاں تیرے

تا نادر گرفت حکیمانہ چہ بینا یاد کند

دیجئے، پھر بیکھا دنتے کیا بنیاد رت بھر کرے؟

فکر مشاطہ چہ با حسن خدا داد کند

تا حق کی تمہیر، خدا داد حسن میں کیا کرے؟

گر خرابے چو مرالطف، تو آباد کند

اگر مجھ جیسے تباہ کو، تیری ہر بانی آباد کرے

قدر کیا عمت عمرے کہ درو داد کند

ایک مٹھی کے بقدر عمر میں صدہ انصاف کرے

محقق سمت کہ او حاصل بصر دارد

یہ بات ملے ہے، کہ وہ بنیاد کا اصل رکھتا ہے

فادہ ایم مگر او بہ تیغ برد دارد

رکھتا ہے، جو اس کے کہ تلوار کے زندیا ٹھانے

کز تیر تیغ تو ہر دم سرور دارد

تیری تلوار کے بچے ہر وقت ایک بنا سرور ہے

چو آستانہ بدیں در عیشہ سر دارد

جو کھٹ کی طرح اس روز واد پر عیشہ سرور ہے

کہ بوئے بادہ و داغم ملام تر دارد

اس لیے کہ شراب کی خوشبو سے دماغ کو بھیجی تیرا تیرے

ز بسکہ تیر نعمت سینہ بے سپر دارد

یقیناً تیرے حکم کا تیرا ہے نصال کا سینہ رکھتا ہے

بعزم میکدہ کنوں سر سفر دارد

شراب خاد کے ارادہ سے اب سفر کا خیال رکھتا ہے

دے زو سو سے عقل بے خبر دارد

تمہاری دیکھنے کے عقل کے دوسرے بے خبر رکھتا ہے

دل شکستہ حافظہ بجا خاک خواہد برد

مائتہ کا شکستہ دل، تجربہ ملے ہائے ما

چو لالہ داغ ہوائے کہ بر جگر دارد

لالہ کی طرح و بہت کے اس داغ کہ جو جگر پر رکھتا ہے

دو بچر نیک در عین آب میباشند
 دو سندی بیما بر باکل پانی میں رہتے ہیں
 دو صوفیہ کہ در دل از رفتہ ملام
 دو صوفی ہیں جو ہمیشہ سخیل، گدڑی میں ہیں
 دو دوز در بن دو ترک شوخ عیارند
 دو ڈاکو بچہ ہیں، دو چالاک شہر پر توک ہیں
 دو شیر کہ جو روایہ خوش فریبانند
 دو شیر کہ پھانے والے، دو لڑی کی طرح ہتھیلے چالاک کنولے
 دو رنگیند کہ ملاح وار گرد محیط
 دو پیشی ہیں کہ سمند کے چاروں طرف لٹاؤں کی طرح

چو آفتاب بجائے خراب میگرددند
 آفتاب کی طرح خراب جگہ گھوم رہے ہیں
 درون صومعہ مست خراب میگرددند
 عبادت نما میں مست اور مردوش گھوم رہے ہیں
 بگر دلقدر کہ شیخ و شتاب میگرددند
 بگڑھے اور فوٹان کے خزانے گمراہ گھوم رہے ہیں
 بگاہ صبح و گرہ ماہنتاب میگرددند
 صبح کی وقت اور صہانہ کی وقت گمراہ رہے ہیں
 بان زودقی سیمیں بر آب میگرددند
 ہانسی کی بکشتی کی طرح، پانی پر گھوم رہے ہیں

دو نازنین باجوئے قتنہ انگیزند
 دو نازوں کے پالے، بلا جو، نسنہ انگیز ہیں
 بقصد حاقظ مسکین شتاب میگرددند
 مسکین، مانگنے والوں سے تیز گھوم رہے ہیں

گر میفروش حاجت زندان روا کند
 اگر شہاب فرود مشا زندوں کا حاجت روا کرے
 در کار خانہ کہ رہ علم و عقل نیست
 جس کا رخا نہ میں علماء عقل کا راستہ نہیں ہے
 مطرب ساز عود کہ کس لے اہل نغمہ
 مطرب ساز بھی بڑا گلہ لے سوت کوئی نہیں مرا
 گر تیغ پیشت آید و گر راحت لے حکیم
 اسے بھو دار! غواہ تجھے رنج ہمیش آئے یا راحت
 مارا کہ در عشق و بلوائے خمار بہت
 ہیں جو عشق کا درد دارا عمارش کی نصیحت ہے
 خفا کہ در زماں برس مژدہ اماں
 پھینچا، فدا! امن کی غرض خبری پہ پہنچے
 سانی بجام عدل بدہ بادہ تا گدا
 اسے سانی یا نصاف کے پیاز سے شراب نے نکلنے کو

ایزدگنہ بخشد و دفع بلا کند
 خدا گناہ بخش دیکھا اور مصیبت دفع کر دے گا
 و ہم ضعیف رائے فضولی چرا کند
 گزرتہ تو ہم، بے کار لڑنے کیوں دے؟
 و آل کونہ ایں ترانہ سراید خطا کند
 اورو جوہر مہا، نہیں سمجھتا، غلطی کرتا ہے
 نسبت کن بغیر کہ اینہا خدا کند
 دوسرے کی طرف نسبت نہ کرنا اس لیے کہ یہ سب خدا کی ہے
 یا وصل دوست یاتے صافی ہوا کند
 دوست کا وصل یا صاف شراب، من کی دو اور کئی ہے
 گر سائکے بعهد امانت وفا کند
 اگر کوئی ساکھ امانت کے عہد کو پورا کرے
 غیرت نیاورد کہ جہاں پیرا کند
 غیرت آباد نہ کرنے تاکہ وہ دنیا کی مصیبت سے بچے

جانف در سرے و حافظ ز خصہ خود
 شراب کے خیال میں جان بھلی گئی اور حافظ رکھنے میں مرا
 عیسیٰ دے کہ گماست کہ اچیلے ما کند
 عیسی جیسے سانس والا کہاں ہے! جو نہیں زندہ کرنے،

ماتقہ گئے فرمائے دل
 ملا رہے۔
 سہ جس کا رخا نہ
 میں عقل کی رسائی
 نہیں ہے وہاں ہم
 کی کا کر سکتا ہے
 سہ شہر



شہر
 گردنہ سوز نطق
 کر با دست سوز نطق
 در در
 عشق کا علاج و وسیل
 دوست اور محاکمہ نرا
 شراب ہے۔
 سہ نقو اکا مقہ و غضب
 بسا اوقات دنیا کو
 مصیبت میں ڈال دیتا ہے

۱۔ شعر
 ہر وہ ملازم تیرے ہو گا
 تیرے ہاں کہہ کر لے گا تیرے ہونے
 ۲۔ عشق کو چھوڑ
 منہ پرستی اور دست پرستی
 دونوں چھوڑ کر چل جا
 ۳۔ شراب ہر گندہ کی
 ۱۔ جتنا جان نہیں ہے
 ۲۔ زہر اور شکر کا
 چاند نہ ہو تو کایا چاند
 اور مشرقی ملک کی
 میرا کس ہو جہاں آسماں
 کیا ہے جو کا شوق
 کر کے کے بہت
 سہاگہ وقت خیال
 کیا جاتا ہے۔
 ۳۔ ہاں ہاں میرا تیرا
 کوئی نقصان
 نہیں اور
 میری
 زندگی ہے۔
 ۴۔ جب تازہ

۱۔ بادشاہ اور کو قوال سے
 محبت کر کے تو میرے
 مشورے سے محبت کرنا
 کوئی بری بات ہے۔
 ۲۔ جوانی مشورے اور
 شراب میں گذر گئے
 بڑھا پاؤں اس حالت میں
 گذرنا ہے اور انجان
 کیا ہوتا ہے۔
 ۳۔ شراب ہر گندہ کی
 تو ہنسا رہا، بے دین
 بھی ہنسا کر چھوڑے
 گی۔



گفتم کیم دربان ولایت کامراں کنند
 میں نے کہا، تیرا نام اور نہت لے کر کامیاب ہو کر کے
 گفتم خراج مہر طلب میکنذ لیت
 میں نے کہا، تیرے نہت مگر خراج طلب کرتے ہیں
 گفتم بنقطہ در نہت خود کہ بر در راہ
 میں نے کہا، تیرے نہت کے نقطہ سانس کو لیتا ہے
 گفتم صنم پرست مشو یا صنم ریشیں
 میں نے کہا، تیرے پرست نہیں، خدا کا ہم نہیں ہیں
 گفتم موائے میکہ غم مہر روز دل
 میں نے کہا، شراب ناکہ جنت دل اسے تو بخلائی ہے
 گفتم شراب و خرقہ آئین مذہب است
 میں نے کہا، شراب اور گدڑی یہ مذہبی طریقہ نہیں ہے
 گفتم ز لعل نوش لبیاں پر راجہ سورد
 میں نے کہا، شیر ہونے والا اس وقت سے ہونے لگا کہ لہذا
 گفتم کہ خواجہ کے لبر حجلہ میرود
 میں نے کہا، کہ خواجہ پر کھل کے اس تک مہلت ہے

گفتا بچم ہر چہ تو گوئی ہر ماں کنند
 اس نے کہا، بچو تم ہر گز نہ مارو وہی کہیں گے
 گفتادیں معاملہ کمتر زیاں کنند
 اس نے کہا، اس معاملہ فرما نہیں دیتے ہیں
 گفت ایں حکایتیت کہ باکند ان کنند
 اس نے کہا، وہ بات ہے جو نکتہ و افلاں سے کرتے ہیں
 گفتا کوئے عشق ہم این ہم آں کنند
 اس نے کہا، عشق کے کوہ میں ہیں انہ وہ بھی کہتے ہیں
 گفتا خوش آن کساں کہ لے شاواں کنند
 اس نے کہا، وہ کہتے ہیں جو کسی دل کا لڑا کر کے ہیں
 گفت ایں عمل ہر مذہب پر بیغاں کنند
 اس نے کہا، یہ کام ہر مذہب کے مذہب پر کرتے ہیں
 گفتا جو ستہ شکرہ بنشس جو ان کنند
 اس نے کہا، بیخندہ سے اس کو جان کر کے ہیں
 گفت آن زباں کہ مشرقی قمر قرآن کنند
 اس نے کہا، اس وقت جب مشرقی ادا جہاں میں گئے

گفتم دعائے دولت تو در حافظت
 میں نے کہا، تیری دولت کی دماغ حافظہ کا وظیفہ ہے
 گفت ایں حلالا تک ہفت آساں کنند
 اس نے کہا، ساتوں آساؤں کے نرختے یہ دماغ کہتے ہیں

گر من از باغ تو یک میوہ پیچیم چہ شود
 میں گرتے ہاں سے ایک میوہ میں لوں تو کیا ہوا بنیگا!
 یارب اندر کشف سایہ آں ہر وہاں بند
 اسے خلاص بند سروس کے سایہ کے پہلو میں
 آخر لے خاتم جمشید سلیمان آشار
 اسے سلطان آمدروالی، جمشید کی انگشتری
 ز لہر شہر جو ہر ملک و شخہ گزید
 شہر کے زاہر سے جبکہ بادشاہ اور کو قوال کی محبت اختیار کر لیں
 صرف شہر کے گراں نامیہ بمشوقہ میں
 قیام عر مشورے اور شراب میں عورت بگئی
 عقلم از خانہ بدر رفت اگر سے اینست
 میری عقل گھر سے چل گئی، اور اگر شراب ہی ہے

پیش یاے بجر اغ تو بہ پیغم چہ شود
 تیرے چرخا سے، چرخا سے دیکھ لوں تو کیا ہو جائیگا!
 گر من سوختہ یکہ من شینم چہ شود
 اگر میں جلا ہوا، تھوڑی دیر کے پیغم مانوں تو کیا ہو جائیگا!
 گرفتہ عکس تو بر لعل ننگینم چہ شود
 اگر تیرا یہ میرے تک کے صل پر چڑھائے گا تو کیا ہو جائیگا!
 من اگر ہر ننگا لے بگزنم چہ شود
 میں ایک شمشیر کی محبت اختیار کر لوں تو کیا ہو جائیگا!
 تا از انم چہ پر پیش آید از نیم چہ شود
 دیکھئے! اس سے کیا پیش آئے اس سے لے گیا ہوا
 دیدم از پیش کہ در خاندہ نیم چہ شود
 تو میں پہلی ہی جھوکیا کہ میرے دین کے خاند میں کیا ہوا!

بے صحبت یا رنجوش نباشد
دوست کی صحبت کے بدون، اچھے صلہ نہیں ہوتی
بے نقش نگار رنجوش نباشد
مشفق کے نقش کے بدون، اچھا صلہ نہیں ہوتا
بے بوس و کنار رنجوش نباشد
پوسہ اور نکلے ہونے کے علاوہ کچھ اچھا صلہ نہیں ہوتا

باغ و گل و گل خوش است لیکن
باغ، پھول اور شراب اچھی چیزیں ہیں، لیکن
ہر نقش کہ دست عقل بندد
قدر سا ہاتھ، جو نقش بھی بنائے
یا ایڑ شکر لب گُل اندام
شکر، پھول جیسے جسم والے، دوست کے ساتھ

جان نقد محقرت حافظ
بے حافظ! جان میوا نقد ہے

از مہر نثار خوش نباشد
بچاؤ دے کرنے کے لیے، اچھے صلہ نہیں ہوتا

گفتہ غم تو دام گفتا غمت مر آید
میں نے کہا، گم تو دام ہے، اس نے کہا تیرا غم تم ہو جائے گا
گفتہ زہر و رزاں رسم وفا بیا موز
میں نے کہا، ہمت کرنے والوں سے وفا داری سیکھ لے
گفتہ کہ بویے زلفت لہر عالم کرد
میں نے کہا، تیری زلفت کی خوشبو نے مجھے دنیا بھر کا لو بنا دیا
گفتہ دل رحمت کے عزم صلح وارد
میں نے کہا، بیچارہ مران دل کہ تکسوع کر گیا لہو رکھا ہے
گفتہ کہ بر خیالت راہ نظر بہ بندم
میں نے کہا، تیرے خیال پر نظر کا راستہ بند کر لیا
گفتہ خوش آن چو لے کن باغ خلد خیزد
میں نے کہا، وہ ہر کس قدر رحیل ہے جو خوشی کے باغ میں چلے
گفتہ کہ نوش لعلت مارا یا رز و گوشت
میں نے کہا، تیرے گوشت کی چھٹی تیرے ہیں آرزو میں مارا

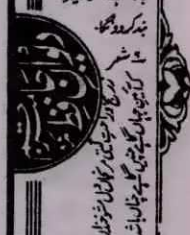
گفتہ کہ ماہ من شو گفتا اگر بر آید
میں نے کہا، ماہ میلہ پانہ نہ تھا، اس نے کہا اگر ہر سکا
گفتہ ز ماہ رویاں میں کار کمتر آید
اس نے کہا، ماہ رو سے چھ برسوں کے ماہوں سے یہ کام کم ہو سکتا ہے
گفتہ کہ بندگی کن ہم اوت لہر آید
اس نے کہا، غلامی کر، وہی تیری رہ رہ رہ جاسکتی
گفتہ بخش جفا را تا وقت آن بر آید
اس نے کہا، جفا برداشت کر، تاکہ اس کو وقت آئے
گفتہ کہ شبر و ست میں از راہ دیگر آید
اس نے کہا، یہ تو جو رہے، دوسرے راستے آجائے گا
گفتہ خانک نیے کہ کوئے دلبر آید
اس نے کہا، وہ نیم ٹھنڈی ہے جو مشرق کے کوئے سے آئے
گفتہ تو بندگی کن کاں بندہ پرور آید
اس نے کہا، بندگی کر، کیونکہ وہی بندہ پرور ہے جس کی

گفتہ ز ماں عشرت دیدی کہ چوں مر آید
میں نے کہا، تیرے دیکھا خوش کا زمانہ کیا ختم ہو گیا
گفتہ خوش حافظ کایں غضبہ ہم مر آید
اس نے کہا، اسے حافظ ناموش، یہ رنج بھی ختم ہو جائے گا

حقہ ہر میدان مہر و نثار است کہ بود
جنت کی ذبیحہ اسی ہر روز نثار کے ساتھ ہے جو جنت
بویے زلف تو ہاں لہر جانست کہ بود
تیری زلف کی خوشبو میں لہر جان کی خوشبو جیسے کہ خوش

گوہر مخزن اسرار ہما ناست کہ بود
اسرار کے خزانے، گوہر وہی ہے جو تما
از ضیا پر س کہ مارا ہمہ شب تا از صبح
صباح سے رات کر لے گا کہ ہمارے لئے ہمیں رات صبح تک

یا وصل کی امید لائے۔
بے عاشقوں سے
وفا داری کرنا سیکھ لے۔
بے زلف ہی ہدایت کا
سبب ہیں جانگ۔
بے سبب بھی صلہ کا وقت
ہوگا صلح ہو جائے گی۔
بے تیرا خیال، انکوں
کے ساتھ سے دل نہیں
جائے اس کا یہ راستہ
بند کر دو گا۔



بے انزل سے جودل
نقاد کا ہے ماں میں
جس طرح ہمت گیری
ہوئی تھی اسی طرح
بھری ہے۔
بے صلہ گلوہ ہے کہ ہر
حمت میں کوئی فرقہ
آیا۔

طالب لعل و گہر نیست و گرنہ خوشید
 ملنا اور گہر کا کوئی طلبکار نہیں ہے درد سوز
 رنگت خون دل مارا کہ نہاں کر خطت
 ہمارے دل کے خون کا رنگا جسے تیرے خطا نے پوشیدہ کر دیا
 عاشقان محرم اسرار امانت باشند
 عاشق تو امانت کے کاروں کے عمر بھر تھے ہی
 کشتہ غمزہ خود را بزیارت می آئی
 تو اپنی ادا کے شہید کی زیارت کو آ
 زلف ہندو نے تو گفتہ کہ در گره زند
 میں نے سبھا کہ تیری کافر زلف بھر ڈاک ڈالے گی

ہمچنان در عمل معدن کانت کہ بود
 معدن اور کان کے کام میں اسی طرح لگے جیسا کہ تھا
 ہمچنان از لب لعل تو عانت کہ بود
 تیرے لب جیسے ہونٹ سے اسی طرح قاب رہے جیسا کہ تھا
 لاجرم چشم گہر بار ہما ناست کہ بود
 یہی آنکھ تو، آہستہ سہانے والی وہ ہے جو تھی
 ز آنکہ بجارہ ہماں دل نگر ناست کہ بود
 اس لیے تو جیسا کہ دل اسی طرح منتظر ہے جیسا کہ تھا
 سالتدرفت و بدل تیر و ثنانت کہ بود
 سالوں گذر گئے، اور اسی عادت اور شان سے ہے کہ تھی

حافظا باز نما نقشہ خونایہ چشم
 اسے حافظاً لکھوں کے خون بہانے کا معاملہ بھرو گدا
 کہ ذریں چشمہ ہماں آب روانست کہ بود
 اس لیے کہ اس چشمہ میں وہی پانی جاری ہے، جو تھا

گفتہ کہ خطا کردی و تدبیر نہ این بود
 میں نے کیا کیا، تو نے غلطی کی اور تدبیر نہ تھی
 گفتہ کہ خدا واد مرادت بوصالش
 میں نے کیا، فلسفے اُسکے مصالحتی تیری ملو بگوئی
 گفتہ کہ قرین بدت افکند بدیں روز
 میں نے کہا، میرے کس بڑے ساتھی نے تجھے دھت لکھا؟
 گفتہ کہ ز من اے ماد چرا مہر پریدی
 میں نے کہا، اے چاند، تو سے محبت کیوں توڑی
 گفتہ کہ بے جام طرب خوردی از لبش
 میں نے کہا، اس نے پہلے تو تو نے منہ ہی کہتے تھے، پھر تیرے
 گفتہ کہ تو اے عمر چرا زود بر رفتی
 میں نے کہا، اے عمر تو اس قدر جلدی کیوں نہ گئی
 گفتہ کہ بے خط جفا بر تو کشیدند
 میں نے کہا، انھوں نے تیرے اور بظلم کے بہت ظلم کیے
 گفتہ کہ نہ وقت سفرت بود جنیں زود
 میں نے کہا، اس قدر جلد تیرے سفر کا وقت نہ تھا
 گفتہ کہ ز حاقط بچ علت شدہ دور
 میں نے کہا، تو حافظے سے کیوں دور ہو گیا؟

گفتا چہ توان کرد کہ تقدیر چنین بود
 اس نے کہا، کیا کیا جائے تقدیر ایسے ہی تھی
 گفتا کہ مرادم بوصالش نہ نہیں بود
 اس نے کہا، اس کے وصال سے میری ملازم نہیں تھی
 گفتا کہ مرا بخت بد خوش قرس بود
 اس نے کہا، میرا بڑا نصیب ہی بڑی بات تھی
 گفتا کہ فلک با من بد مہر یکیں بود
 اس نے کہا، بھرا نا مہر بان سے آسمان کو کون تھا
 گفتا کہ شفا در قدح باز پس بود
 اس نے کہا، شفا، آنخسری پیالے میں تھی
 گفتا کہ فلانے چکنم عمر میں بود
 اس نے کہا، اسے فلا نے میں کیا کروں، مہر ہی اتنی تھی
 گفتا ہمہ آں بود کہ بر لوح جمیں بود
 اس نے کہا، سب کچھ وہ تھا جو پیشانی کی تھی پر تھا
 گفتا کہ مصلحت و وقت جنیں بود
 اس نے کہا، لیکن وقت کی مصلحت یہی تھی
 گفتا کہ ہمہ وقت مراد اعمیہ اس بود
 اس نے کہا، یہ میری ہمیشہ کی خواہش تھی

۱۔ اصل اور گوئی کے بقدر
 ختم ہو گئے درد سوز
 تو کاؤں میں ہلا بھل
 تو کو پر بنا رہے۔
 ۲۔ جو بیکے رخسار اور
 ہونٹ عاشق کے
 دل کے خون رنگین تھے
 خطا نکل آنے سے نہاں
 کدنگ تو چھپ گیا
 ہونٹوں کی دی سڑھی
 باقی ہے۔

۳۔ عاشق تو زہر مشق
 کو پیو نہ روکنا چاہتے ہیں
 لیکن آنکھ آنسو سبھا
 زنا نشان قرار ہے۔

۴۔ ہر شے
 دو بیانیہ است کا پورا پورا
 ۵۔ بڑے
 روزی
 کہ رہی ہے
 ۶۔ آنکھیں پستور
 خونباری کر رہی ہیں
 ۷۔ اس غزل میں گویا
 ایک عاشق مرتد و ت
 خود اپنی جان سے سوا
 دوجا ہر کہ ہے۔

نہ و اعظا شہراں سخن آساں نشود
بی آساں بات نہ ہوتی ہے
لیکن وہ مسلمان ہی کسی
ہے گاہ جب مٹا ہے مجھ
سے۔

عے شراب نوشی بدون
آسان ہوا ہے۔
عے اگر طبیعت کی عادت
نہیں ہے تو فیض حاصل
نہیں ہو سکتا ہر شیخ
اور مٹا نہیں ہو سکتا
ہے۔
عے اگر عادت اور شہ
در اول حال شکر ہے۔
عے اور ہر روز نوروی کا
سبب کیا ہے یہ چیز
کا ارسہ گا۔

شہ
سبب ہوا غلاب شہراں
کے کھڑے ہو کر
کے کھڑے ہو کر
کے کھڑے ہو کر

عے محبوب ہر روز وہاں
تو جہ دہا سہا کہ نہیں
بھی خاص ہو جیتے تاکہ
جہ طبیعت نہ ہوتی ہے
عے ذرہ سورج سے روش
حاصل کر لیتے۔
عے محبوب شہر مٹا گیا ہے
آسی سے ہم کو بھی اسی ہے
عے فقیر شہر کو پھیلان
پیر ہوتا ہے سچا چرخہ
جہ روزی میں نہیں
ہو سکتا رہی ہے۔
عے شہر بیلہ کی کو
یہ ہے کہ سچ کی شراب
ہو تو آجیائے۔

گرچہ بر و اعظا شہراں سخن آساں نشود
خود مشہر کے واعظا کے لئے یہ بات آسان نہ ہو
زندگی آموز و گرم کن کہ نہ چندیں نہمت
زندگی سیکو، اور کوشش کر اس لئے کہ کوئی بہتر نہیں ہے
گو ہر شاک باید کہ شود قابل فیض
فیض کے قابل ہونے کے لئے پاک جو ہر پاس ہے
اعظم بکنند کار خود ایدیل خوش باش
اسے دل ہر شہرہ ۱۰ اسم اعظم اپنا کام کرتا ہے
در دمند یک کند در دہاں پیش طیب
دو مریض جو اس مرتضیٰ طیب کے سامنے چھپائے
عشق می ورم و امید کہ این فن شریف
میں عشق اختیار کرتا ہوں اور یہ امید ہے کہ شریفین
دوش میفکت کہ فر و اید ہم کام دولت
دو کل ہر بات کہ ہاتھ لگا کر رکھے دل کا مقصد ہو لگے ہوگا
حرف قطنی ز خدای تعالیٰ جوئے ترا
میں فلسفہ تیری عادت کے لئے جس میں عشق ملے گا وہاں
ہر کہ در پیش مہیاں از سر جاں میلرز
جو مشورتوں کے سامنے جان جانے کے خیال سے ہینا ہے

تاریا وز دو سالو س مسلمان نشود
جس تک مہا اور مکاری کرے ۴ مسلمان ہوگا
جیوانے کہ نوشد می و انساں نشود
اس جانور کے لئے ہر شراب نہ چکا اور اسے نہ پینے
ور نہ ہرنگ گئے لوگو و مر جاں نشود
ور نہ ہر پتھر اور مٹی، موتی، اور مٹھا نہیں چننا
کہ پتلیس و حیل دیو مسلمان نشود
اس لئے کہ مکاری ۲۰ صیقل بازی سے شیطان مسلمان نہیں رہتا
در د او بے سببے قابل در ماں نشود
اس کا درد و بیگ مصلحت کے قابل نہیں ہوتا
چوں ہنر ہائے دگر موجب حرام نشود
دوسرے ہنر کی طرح، محرومی کا سبب نہ ہوگا
سببے ساز خدا یا کہ پیشیاں نشود
اسے خدا یا سبب پیدا کر دے مگر وہ فرزند نہ ہو
تا دگر خاطر ما از تو پریشاں نشود
تاکہ مجھ سے ہماری طبیعت پریشان نہ ہو
بے تکلف تن اولاتی قرباں نشود
بیشک اس کا جسم حیران ہونے کے لائق نہیں ہوتا

ذرہ را تا نبود ہمت عالی حافظ
اسے حافظ، جب تک ذرہ بلند ہمت نہ ہو
طالب چشمہ خورشید درخشاں نشود
روشن آفتاب کے چشمہ کا طالب نہیں ہوتا

گرچہ از غمزدنم زخمی بدل کاری کند
اگرچہ میرا محبوب، غمزدہ سے دل پر کاری زخم لگاتا ہے
گر نباشد از تم لعل تولوئے در مشام
اگر تیرے ہر حرف کی شراب کی بو نہ مٹا میں نہ ہو
زابدے را ذوق کرو مجھ منے حاصل شو
اگر زیادہ کوجھ جیوں کا ذوق حاصل ہو جائے
ہم تا کہ داوے ہم میکنم متا نہ رقص
خراپہ کوئی نہ کہ بھی دلوں میں لگوں اور اس کا ذوق نہیں ہوگا
تا خود را ز دست تو جام صبوحی کس صباغ
تاکہ کسی صبح کو تیرے ہاتھ سے صبوحی کا جام تپنے لے

گاہ گاہ از مرہم باشد کہ دلداری کند
ہو سکتا ہے کہ کبھی کسی مرہم سے میری دلداری کرے
عاشقان را دید و دائم کار خداری کند
عاشقوں کی آنکھ، ہمیشہ تمہاری کام کرتے
مست می آید ہمہ تو بہر ہمشاری کند
شراب سے مست ہو جائے کہ ہر شہرانی سے بالکل تھیکہ
ساقیا آن مٹھ ہم امروز اگر یاری کند
اسے ساتھی، اگر نہ مٹھ آج میری مدد کرے
اہل تقویٰ ہر شے تا صبح بیلہ کی کند
مستقی، ہر بات کو صبح تک بیداری کرتا ہے

من امیں مرقع پشمینہ بہر آں دارم
 میں نے اُنک کہ گزری اس لیے اختیار کی ہے
 مباح غزہ بعلم و عمل فقیہ زماں
 اسے فقہ زمانہ علم اور عمل پر فخر نہ کر
 مشورہ لفتہ رنگ و بوقدح در کش
 رنگ اور لہو پر فریفتہ دہو اور چہال ہنہ
 اگر تیر دیدہ بود یا سیاں تو لے گل
 اسے پھل! اگرچہ آفتہ شیریں ٹھکان ہو
 من ضعیف چگونہ عجم تو بر دارم
 میں کمزور کس طرح تیرا عجم برداشت کر لیا

کہ زرخیز قشعے کس اس گماں نبرد
 کہ گزری میں چہا کہ شرب لیا آ ہوں کوئی یہ گمان نہ کرے
 کہ ہیکس زفضائے خدائے جاں نبرد
 اس لئے کہ کوئی شخص خدا کی تقدیر سے جان نہیں چا سکتا ہے
 کہ زنگ تم زولت جنے قضاں نبرد
 اس لئے کہ تمہارا علم کنگہ کینے کی شریک نہ ہوگا کہ کنگہ کینے میں
 بہوش باش کہ نقد تو یا سیاں نبرد
 ہوش رکھ، کہ تیری تقدیر تجھیاں ہی نہ لیا ہے
 کہ بار ہجر تو ایں جان ناتواں نبرد
 کہ تیرے ہجر کا لہو ہجو یہ کوہ و دریاں برداشت نہیں کرتی

سخن بہر ز سخاں ادا مکن حافظ
 اسے حافظ اسخداں کے سامنے ہمت نہ کر
 کہ تخف کس درو گوہر بہر بحر و کاں نبرد
 اس لئے کہ کوئی درو گوہر کاغذ، سند اور کان کے پاس نہیں لکھتا ہے

مرامے دگر بارہ از دست بُرد
 مجھے شہراب نے دوبارہ بیخود بنا دیا
 ہزار آفریں برے سرخ باد
 سرخ شہراب کو، ہزار بار شہراب ہی
 بنا ز کیم دستے کہ انگور چید
 ہیں اس ہاتھ پر ناز ہے، جس نے کبھی چینا
 بڑو زاہد اخسردہ بر من گیر
 اسے زاہد احباب، مجھ پر مہیب نہ گھا
 مرا از ازل عشق شد مر نداشت
 ازل سے، عشق میری تقدیر چینا
 مژن دم ز حکمت کہ در وقت مرگ
 حکمت کی ڈھکیں نہ مار، اس لئے کہ بے وقت
 مکن رنج بیہودہ خر سدا باش
 رنج نہ کر، خوشنورہ
 چناں زندگانی کن اندر جاں
 دنیا میں اس طرح زندگی بہر کر
 شود دست وحدت ز جام الہ
 اہلست کے جام سے توحید کا سبب ہو جائیگا

ممن باز آوردے دست بُرد
 مجھ پر شہراب نے دوبارہ غلبہ حاصل کر لیا
 کہ از رویے مارنگ زردی بی برد
 اس لیے کہ ہمارے چہرے سے زرد رنگ کو لے گئی
 مر زیاد پائے کہ در ہم فشرد
 خدا کرے، وہ پاؤں نہ کرے جس نے بچڑا
 کہ کار خدائی نہ کار لیت خرد
 خدائی کا کام، معمول کام نہیں ہے
 قضاے نیشہ نشاید سترد
 کبھی بھٹی تقدیر، مشائی نہیں ماسکتا ہے
 ارسطو دہد جاں چو بیچارہ کرد
 ارسطو، بیچارہ کردی کی طرح جان لے دیتا ہے
 قناعت کن از نیست اطلس بی برد
 آہ اطلس نہیں ہے، چاند پر صبر کر
 کہ چوں مُردہ باشی تلویند مرد
 کہ جب تو مرے، لوگ یہ نہ لیں کہ مر گیا
 ہر آں کو جو حافظے صاف خورد
 جس کوئی نے حافظہ کی طرح صاف شہراب پی لیا

ما شہر
 کے سالہ
 میں معلوم
 میں نے کیا
 جاسکتا ہے
 میں نے کیا
 انسان کی پاسان بھی
 ہر جا وہی تھا کہ سبب
 بھی ہیں شعر
 کے جس
 ہاتھ نہ
 شہراب
 بنانے
 کے لئے
 انکو توست
 وہ ہمارے لئے باعث
 ناز ہے ہم
 پرانے
 شہراب
 بنائی
 اس کے صم
 دماغوں ہی
 اس لئے کہ حکمت نہیں
 نہیں جھستہ، ہر ہند
 کسی مصالحت کی بنا پر
 ہی بنایا ہے
 نہ کرو، کہ رستانی کو
 کہا جاتا ہے جو عورت
 نافرمانہ ہوتی تھی۔
 یعنی مرتے وقت گزری
 اور ارسطو حکیم کی کیساں
 حالت ہے۔
 شہر کے کبھی بڑے بڑے
 رہتا چاہیے۔
 ہے اہلست سے وہی ہم
 ملو ہے جو اہلست سے
 مدعوں سے گزری رویت
 پر لیا ہے۔

یہ معرکہ اور الکحل شراب اور مٹائی، شہراب اور فرزند کسی کا شہر ہے جس پر حافظ نے نصیحت کی ہے۔

مرا میرے شہاں زول بیروں نخواہد شد
 سیاہ آنکھوں والوں کی محبت میرے دل سے نہ ٹھیکگی
 مرا وزیر ازل کا ہے مجھ زندی نغمہ موزند
 میرے لیے ازل میں زندگی کے سوا کوئی حکم نہیں فرمایا
 مجال من میں باشد کہ نہاں بہر او وزم
 ہری لذت میں تو نہیں سہکے بغیر طوری اس کی محبت لیا کرتی
 شراب لعل جامے من میار ہر یار ساقی
 شرف شرب، اطمینان کی سہک، اور ہر یار دوست، ساقی
 بیاتار صدف نڈل با ننگ چنگ مے نوشیم
 آنگارہ نعل کی صدف میں چنگ کی دھن پر ہم شہر چڑھیں
 شے مجوں بیلیا گفت کلے محبوبے بہتا
 ایک رات مجوں نے سہیل سے کہا، اسے بے کمال ہو گیا
 رقیب آزار ما فرمود و جانے آشتی تہا بدشت
 رقیب نے بہت سی غلطیاں پہنچائی اور اس کی گناہیں چھڑی
 بیاتار مے ضافیت راز دہر ہنمایم
 آنگارہ تصفعت شرب میں زمانے کے راز دکاؤں

قضائے آسانست این دیگر گول نخواہد شد
 یہ آسان فیصلہ ہے اور یہ نہ دہے گا
 ہر آن قسمت کہ آغاش کہم و افزوں نخواہد شد
 جو نقدیر وہاں بن چکی ہے، کم اور زیادہ نہ ہوگی
 کنار و بوس آغوش حکویم چوں نخواہد شد
 پہلو صاف و زاہد رنگوں میں ایسے کھانے پر کیا کہیں جبر نہ ہوئے ہوں گا
 دلاکے بر شود کاست اگر کنوں نخواہد شد
 اسے دل تیرا کام کب بنے گا اگر اب بھی نہ ہوگا
 کہ سازش ز نر افان بے قانون نخواہد شد
 اس نے کہ شریفیت کا ساہاس تفسر سے بے قانون نہ ہوگا
 ترا عاشق شود ویدالے مجوں نخواہد شد
 تجھے عاشق دل جائے تو، ایسے نہ ہوں گا
 مگر آہ تخر خیزاں سے کہ دروں نخواہد شد
 شاید مرغ خیزوں کی آہ آسان کی طرف نہ جائے گی
 کہ کا عشق ازین افان بے افسوں نخواہد شد
 اس لیے کہ عشق کا سہاں اس بے جاہد کے تفسر سے نہ ہوگا

مشوے دیدہ نقش غم ز لوح سینہ حافظ

اے آنکھ نامہ نقش جانکے سینے کی تختی سے نذر
 کہ زخم تیر دلدار ست و رنگ گل نخواہد شد
 ایسے کہ یہ محبوب کے تیرا زخم ہے اور تیرا کائنات جاہلیا

شے خوش ست باس قضا شہ دل از کنید
 اچھی رات ہے اس کو جس تختے سے تلا کر دو
 و این یکجا دعوانید و در فرساز کنید
 وہاں بکاؤ پڑھو اور دروازہ بند کر دو
 کہ گوش ہوش بہ پیغام اہل راز کنید
 کہ اہل راز کے پیغام کی وقت ہوش کے کانوں کو توجہ کر دو
 برو چومردہ بفتوائے من نماز کنید
 اس پر چومرے فتوے سے مرے کی طرح نماز کرو
 چو یار نماز نما سید شمانیا کنید
 جب دوست تاز کرے، تم ماجری کرو
 اگر کار ساز کی ہرانیوں پر ہمسور کرو گے

معاشران گرہ از زلف یار باز کنید
 ساتھ یار کی زلف سے ٹخرو ٹھکرو
 حضور مجلس انس ست و دوستان جمعند
 محبت کی مجلس کی حاضری ہے اور دوست جمع ہیں
 رباب چنگ بیانگ بلند میگویند
 رباب اور چنگ بلند آواز سے گتے ہیں
 ہر آن کہے کہ درس حلقہ نیست نہ از عشق
 جو شخص اس حلقہ میں عشق کے ذریعہ زندہ نہیں ہے
 میان عاشق و معشوق فرق بسیارست
 عاشق اور معشوق میں بہت بڑا فرق ہے
 بجان دوست کہ غم پردہ شماند رود
 دوست کی جان کی قسم، غم تیرا پردہ چاک نہ کرے گا

نہ چاہے عاقبتا رہی
 تو یہی ہے کہ اس سے
 محبت کرتے رہیں اور
 کتنا جب ہمارے
 قبضہ کی بات نہیں ہے
 تو اس کی کیا بات کریں۔
 ہے ہماری شراب نوشی
 سے شریعت کا نفاذ
 وہ ہم پر ہم نہ ہوگا۔
 سے عاشق تو بچا میرے
 لیکن مجھ جیسا دیوان
 عاشق نہ بنے گا۔
 ہے آجی آسان ننگ
 نہیں ہے بوجھتی
 ہیں کہ
 رقیب کو
 پاداش ہے۔
 ہے عشق کا نام

شراب سے بے گناہی
 پاؤں سے یہ سہل
 مل نہ ہوگا۔
 ہے محبوب کی گرفتاری
 میں شب بیداری کرو
 ہے وقت یکا دالذین
 کف و ذرا، اور بے لطف ہو کر
 وضع رکھے لہر چاہا مانا
 ہے لہنی سیات پر ہلو
 تاکہ اس مجمع کو نظر نہ
 لگ جائے۔
 ہے جس نے عشق کے
 ذریعہ زندگی مانا نہیں
 کی وہ مرد ہے۔
 ہے ضلک ہرانیوں پر
 نظر کر کے ہر تہا کر
 گزار کے گا۔

نخست موعظہ پیرے فروش اینت
 ے فروش پیرکے سب سے پہلے قیمت ہے

کہ از معاشرنا جنس احترام کنید
 کہ تا جنس، ساتھی سے بچو

اگر طلب کند انعامے از شاحا قوط

اگر حافظہ تم سے انعام طلب کرے

خواستش بلبب یار دل نواز کنید

اس کو دلنواز یار کے ہونٹ کے حوالے کر دو

مرا وصل تو گر زانکہ دسترس باشد
 مجھے اگر تیرے وصل پر دست رس ہو

اگر بہر دو جہاں یک نفس زخم با دوست
 گھٹن جہاں میں تھڑکے رکھے بعد سکھاتا ہوں

برکشان تو غوغائے عاشقان پر عجب
 تیری جو کھٹ پر عاشقوں اشد کیا تہ کی ہے

رو غلاص کجا باشد آں غریقیے را
 اس ذوبے مالے لئے کجا کلاسے کہاں ہوگا

چہ حاجت مست بشمشیر قتل عاشق را
 عاشق کے قتل کے لئے تلوار کی کب ضرورت ہے

ہزار بار شود آشنا و دیگر بار
 ہزار بار جان پہچان والا ہوتا ہے اور سمیر

از سبب کہ مرادست محنت تو ماہمت
 چونکہ میرے نصیبہ سنا ہوا ہے

دگر ز طالع خویشم چہ ملامتس باشد
 پھر مجھے اپنے نصیب سے اور کیا دیکھتا ہوگا؟

مرا زہر دو جہاں حاصل آں نفس باشد
 میرے بے مدد جہاں حاصل وہی سانس ہوگا

کہ ہر کجا شکر ستاں بپو دگس باشد
 اس لیے کہ جہاں کہیں شکر ستاں ہوگا نکھیاں ہوں

کہ سبب محنت عشقش پیش و پس باشد
 جس کے آگے پیچھے عشق کی تکلیف سہا ہوا ہو

کہ نیم جان مرا ایک کر شمشیر باشد
 اس لئے کہ کبری آدھی جان کے لیے ایک ادا کافی ہے

مرا بر پیند و گوید کہ اس چس باشد
 مجھے دیکھتا ہے اور کہتا ہے یہ کون ہوگا؟

کہیم بسر و بلند تو دسترس باشد
 تیرے بلند سر پر مجھے کب قدرت ہو سکتی ہے؟

خوش ست بادہ رنگین صحبت جانان

رنگین شراب اور مشرق کی صحبت اچھی چیز ہے

مرا م حافظ بیدل دریں ہوس باشد

بیدل حافظ، جیسا اس ہوس میں ہوگا

میزنم ہر نفس از دست فراقت فریاد
 تیرے فرق کے ہاتھ میں ہر وقت فریاد کرتا ہوں

ختم کرم گرنہ کم نالہ و فرس یاد و فعال
 کیا کروں، اگر نالہ و فرس یاد و فعال

روز و شب غصہ دخول مخورم و چوں مخورم
 دن رات رنج اور خون کھاتا ہوں اور کھانے نہ کھاؤں

تا تو از چشم من سوخته دل دور شدی
 جب سے تو مجھ سے دل کی آنکھ سے دور ہوا ہے

آہ اگر نالہ زارم نرسا ند تو با د
 اگر ہوا، میرا نالہ زار کھٹک نہ پہنچائے تو انوس نہ

کز فراق تو چنانم کہ باندنیش مبار
 اس لیے کہ تیرے فراق میں ایسا ہوں کہ دشمن بھی نہ ہو

چوں زدیلا ر تو دورم کچہ با تم دلشاد
 جبکہ تیرے دیار سے دور ہوں خوش دل کیے رہوں؟

اے بسا چشمہ ز خونیں کہ دل از رو کشاد
 بہت خون چھٹے ہیں جو دل لے آئیں گے ہاتھ نہیں

۱۔ جنس کا محبت

۲۔ بچا پالنے۔

۳۔ اس کے لئے پھر

۴۔ انعام ہانی ہوگا۔

۵۔ اگر وصل میسر

آجائے تو اس سے

بڑھ کر اور کیا متا

ہو سکتی ہے

۶۔ دوست کے ساتھ

تھوڑا سا وقت گزار لینا

میرے لیے دو جہاں کا

خلا ہے۔

۷۔ شمشیر

۸۔ کبری

۹۔ پیند

۱۰۔ گوید

۱۱۔ چس

۱۲۔ دسترس

۱۳۔ با د

۱۴۔ نرسا

۱۵۔ تو با د

۱۶۔ بندنیش

۱۷۔ مبار

۱۸۔ دشمن

۱۹۔ خونیں

۲۰۔ کشاد

۲۱۔ ہاتھ نہیں

۲۲۔ کھٹک

۲۳۔ انوس

۲۴۔ کھانا

۲۵۔ کھانے

۲۶۔ کھانا

۲۷۔ کھانا

۲۸۔ کھانا

۲۹۔ کھانا

۳۰۔ کھانا

ازین ہر فرہ صد قطرہ خل پیش حکید
ہر یک کی جسے سترے زیادہ غلن کے قطرے چنے

چول بر اور دل از دست فرات فریاد
جنگ دل نے، تیرے فراق کے ہاتھ سے فریاد

حافظ دل شد مستغرق یادت شبیہ ز

بلے دل مانتا غلامات تیسری یادیں دوبا ہونے
تو ازین بندہ دلخستہ بکلی آزاد
تو اس دلخستہ، غلام سے باطل آزاد ہے

مژدہ ایدل کہ دگر باد صبا باز آمد
اسے دل خوش خبری ہنکے باد صبا بہر آئی

برکش لے مرغ سخن نغمہ واودی را
لے صبح کے ہندہ نغمہ واودی شہزادے

لا الیخے نے نوشین بشنید از دم صبح
صبح کے سانس لے لائے خوش واگو شراب کی خوشبو سونگھی

عارفے کو کہ کند فہم زبان سوسن
ایسا عارف کہاں ہے، جو سوسن کی زبان کہے؟

مردمی کرد و کم بخت خدا دادہ من
میرے خدا داد نصیب لے لے شرافت اور کرم کیا

جان من از پے این قافلہ بس آہ کشید
بیری جان لے اس قافلہ کے پیچھے بہت آہیں بکری

بہر خوش خبر از طرف صبا باز آمد
خوش خبر، ہ ہ ہ صبا کی طرف سے پھر آیا

کہ سلیمان گل از طرف ہوا باز آمد
کیونکہ پھول سلیمان، ہوا کی طرف سے پھر آیا

دلغ دل بود یا تمید دوا باز آمد
اسی کا دل دماغ دارمسا، دوا کی امید میں تیسرا آیا

تا بگوید کہ چرافت و چرا باز آمد
اور یہ تجھے پھر کیوں گئی، اور کیوں پھر آئی؟

کاک بہت سنگدل از راہ و فاباز آمد
کر دو سنگدل بت ہوا س کے طریقہ پر لوٹ آیا

تا بگویش دلم آواز در را باز آمد
یوں تک کہ میرے دل کے گل میں گھنٹا کی آواز پھر آئی

گر چہ ما عہد شکستیم و گنہ حافظ کرد
اگرچہ ہم نے عہد شکنی کی، لہذا سائنڈے گناہ کیا

لطف او ہیں کہ لصلح از در ما باز آمد
اس کی مہربانی دیکھ کر صلح کے لیے ہمارے دل ڈھلنے لگے پھر آیا

نفس برآمد و کام از تو بر نمی آید
ذہم نکل گیا اور تجھ سے مقصد پورا نہیں ہوتا ہے

مگر بریتے دل آرائے یار من ورنہ
شاید میرے بار دل آرا کے چہرے سے ہو جائے ورنہ

دریں خیال بسر شد دروغ عمر عزیز
انفوس ہماری مرغوزہ اس خیال میں حکمت ہو گئی

چنان محسرت خاک در تو می میرم
تیرے دل خاک کی حسرت میں آں اس مجھ سے موباہوں

بے حکایت دل ہست بانسیم بحر
صبح کی ہوا سے بچنے کے بہت سے دل کھتے ہیں

فغان کہ بخت من از خواب بر نمی آید
فریاد ہے کہ میرا نصیب بخت سے بیدار نہیں ہوتا ہے

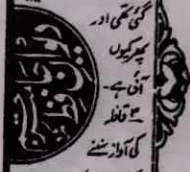
بہیج گونہ دگر کار بر نمی آید
کسی دوسرے طریقہ پر، کام نہیں نکلتا ہے

بلائے زلف میا بہت بسر نمی آید
تیری کالی زلف کی معصیت ختم نہیں ہوتی ہے

کہ آب زندگیم در نظر نمی آید
کہ آج حیات میری نظر میں نہیں آتا ہے

وے بے بخت من امشب سحر نمی آید
لیکن میرے نصیب سے آج کی رات صبح نہیں ہوتی ہے

سلسلہ کتبیں کے
کے نام ہے حضرت
سلیمان کہ یہ کتبیں
کی جنس لاکر دی تھیں
۳۰ سونے کی کورس
زبانوں والا لیا ہے۔
اس لیے کہ اس کے
پھولوں کی دس پتھریوں
معصومت زبان اسکی
ہیں یعنی سوسن سے
صداقت کر کے کوئی
گئی تھی اور



کے لئے میرا ہے
بہتر اور پیچھے پھیرا
تھا چنانچہ آواز سہلی
سدا جان نکل گئی اور
مقصد پورا نہ ہوا۔
۳۰ محبوب کا چہرہ
حصہ کشائی کر کے کا
وردہ کا بیٹا نظر نہیں آتا۔
۳۰ ہم پر کسی رات کی آہ
نہیں ہوتی کہنا چاہتے ہیں
لیکن آج رات ہی
نہیں ہو رہی ہے۔

قد بلند ترا تا بر نغمے گیرم
جب تک قرعے بلند تر کابل میں نہیں ایسا ہوں
مقیم زلف تو شد دل کو خوش ہوائے داشت
دل تو زلف میں مقیم ہو گیا اس لیے کہ اس کا ہوا ہونگے
فدائے دوست نگر دیکھ عموال دینغ
ننگا احوال کام نے دوست سے تشریح نہ کیا اس سے ہے
پیشتر بحر کا وہ من خطا تشدے
یہ اس صحیح کے وقت سا قہر کہیں غلام نہیں کرتا تھا
رشت صدق کشام ہزار تیر دعا
میر نے تپا ہی کی رشت سے دعا کے جزا تیرے
کی تیرے شرط و فترک سر بود حافظ
اسے حافظ اور اس کی مومن شہرہ سر کو پڑھ دیتا ہے

درخت بخت مراد مہر سب رخنی آید
میری مراد کے نصیر کا درخت پہل نہیں دیتا ہے
وزاں غیب بلا کش خبر نمی آید
اور اس معیبت زدہ ہر دوسری کی خبر نہیں آتی ہے
کہ کار عشق زما میں قدر نمی آید
کہ ہم سے عشق کا ابتدا سا، لہذا نہ نہیں ہوتا ہے
کنوں چرشد کہ یکے کار گر نمی آید
اب کیا ہوا کہ ایک بھی کار گر نہیں ہوتا ہے
ازاں میانہ یکے کار گر نمی آید
ان میں سے ایک ہیں ہمارے کار گر نہیں ہوتا ہے
برو اگر ز تو ایں کار بر نمی آید
چلا جا، اگر تم سے۔ یہ کام نہیں ہوتا ہے

زبکہ شد دل حافظ رمیدہ از ہمد
حافظ کا دل سب لوگوں سے بہت زیادہ بیزار ہو گیا ہے
کنوں ز حلقہ زلفت بدر نمی آید
جو اب تیسری زلف کے حلقہ سے نہیں آتا ہے

نقد بار بود آیا کہ عیارے گیرند
کب اچھا ہو کہ نقدوں کو پرکھیں
مصلحت دیدن آنست کہ یالں ہمہ کار
میری رائے میں تو مناسب یہ ہے، کہ دوست سب کام
خوش گرفتند حرفیاں سر زلف ساتی
دوستوں نے مسالہ گفتہ کہ اچھی طرح پڑھ لیا ہے
یار بسایں بچہ تر کال چہ دلیر نہ خون
لے خدایہ ترک بچے خون بہانے میں کس قسم دیر
رقص بشر تر و نالہ نے خوش باشد
بیکرہ شوکر و با نسوی کے نالہ کی دھن پر رقص اچھا ہے
توت بازوے پر ہونو یاں مفروش
میںوں کے ساتھ پر ہونو یاں کی توت بازو کی دیکھیں نہ مار
زاع چون شرم نہ ارد کہ ہند پار و گل
جب کو آسوں نہیں شرمناک بھول پر ہاؤں دھرے
تا کنند اہل نظر خاک ز بہت کحل بصر
تاکر اہل نظر تیرے راستے کی خاک کو آنکھ کا سر نہ بنائیں

تا ہم صومعہ داراں نے کسے گیرند
تاکر سب عادت خاندان کے کسی کام تک جائیں
بگذارند و خشم طرہ یارے گیرند
چھڑ دیں، اور دوست کے حلقہ زلف کو چھڑ لیں
گر فلک شاں بگذار دکہ قرے گیرند
اگر آسمان ان کو موقع دے کہ انہیں سکون لے
کہ بہتیر مشرہ ہر لحظہ شکارے گیرند
کہ ہر دم بچوں کے تیرے ایک نیکار کسے ہیں
خاصہ رقصے کہ در دوست نکالے گیرند
خاصہ یہ رقص جس میں کسی حسین کا ہاتھ چکلیں
کہ دریں خیل حصاے لبو اے گیرند
اس لیے اس شعر میں ایک قدم ایک سولہ کے فاصلے پر لکھیں
بلبلان را سزد ار دامن خارے گیرند
تو بلبلوں کے ساتھ ہے کہ سوز کا دامن تمام میں
عم باشد کہ سر را بگذاے گیرند
عمر گذر گئی میں کو وہ ایک راستے پر بیٹھے ہوئے ہیں

۱۔ جب تک تر قلم نہ چکا
یہ نصیر ہر ہاتھ نہ چکا
۲۔ انہوں کی بات ہے
کہ ہم اپنی عمر اور دولت
دوست پر نہ تھکے گی
۳۔ میری صحیح کی دعا میں
مرد قبول ہوتا تھا
لیکن اب کوئی دعا
مقبول نہیں ہوتی ہے
۴۔ سر ہر ناتوا مشکی
ادنی شرط ہے اگر عشق
یہ نہ کر سکے تو اس کی
رستہ چھوڑنا چاہیے
۵۔ اگر مال کی بیکہ
ہو گئے تو پھر عادت
گزار لینا چاہیے
۶۔ اگر چہ
سر کسی
پہننا کام
میں گئی۔
۷۔ یعنی رات کے نام
مناسبت کے نام
چوں کہ مشق کی طرف
میں گاہے۔
۸۔ حسینوں کے چہرہ
میں لقمے کی دیکھیں
مانا مناسب نہیں
ان کا ایک سوز تو ہے
کے محفوظ سے محفوظ
لقمے کو فرشتا ہے
۹۔ جب سا اہل کلمت
ہے تو اہل کلمت کو گوش
یعنی نصیر کا لہجہ
چاہیے۔

حافظ ابنلے زمانہ انعم مسکیناں نیست

مانند زمانے دلاں کو، مسکینوں کی تشکر نہیں ہے

زائیاں میں گرتواں یہ کہ کنائے گیرند

اگر ہو سکے تو یہ بہتر ہے کہ وہ ان سے کنارہ کشی کریں

بناؤ نگارے
بغض مشتوق نہیں
ہیں سکتا مشہور ہے
کہ سکتا سکا س آئینہ
تھامس کے ذریعہ
اس کو اپنی ساری
حکمت کے احوال لوم
ہو رہے تھے۔

عوض ہر بندہ لینے
سے انسان قلند نہیں
بناتا ہے۔
سے آنکھوں کی پتیلی
کی سیاہی جو بکے
کی سے ماس ہونے

ہے، تیرا دل
ڈر گیا
ہے تیرا
خون کو پی
مانتا ہوں۔

یہ کلام کہ تم کہتا ہوں
شخص جانتا ہے دلدار کا
یکے کی چیز ہے۔

۱۰ اجرت کی نیست
عبادت گذاری ہے
۱۱ قاسی زبان کی
سات قسموں میں سے
ایک قسم نام دہری
ہے جو سب سے زیادہ
بھی ماتی ہے۔

۱۲ ممکن ہے کسی
دوسرے شہر میں جانے
سے کوئی دلبر لوگے۔

شہر کہ چہرہ بلافروخت دلیری داند

ایسا نہیں ہے کہ جس نے چہرہ سوزاریا وہ دلیری ہلنات ہے

شہر کہ طرف کلہ کج نہاد و تنہا نشست

ہزار نکتہ بار یک ترز موانیاست

در آب دیدہ خود غرقہ ام چه چارہ کنم

غلام بہت آل زندہ فیت سوزم

شواد لفظ بیش ز فال تست مرا

بیا حتم دل دیوانہ زندہ استم

بقدر چہرہ ہر آنکس کہ شاہ خوباں شد

وفاتے عہد نکو باشت در میا موزی

تو بندگی چو گدایاں بشعراطمزد کن

ز شعر دلکش حافظ کسے شود آگاہ

کہ لطف طبع و سخن لفظن ڈوری داند

نیست در شہر نگارے کہ دل ماہر د

گور حریفے خوش و سرمست کہ پیش کش

عاشق سوختہ دل نام بہت ماہر د

دل جہلا عاشق بہتسا کا نام لے

نہ ہر کہ آئینہ ساز دستدری داند

کلاہ داری و آئین سوری داند

نہ ہر کہ سر بتر شد قلندری داند

کہ در حیطہ نہ ہر کس شناوری داند

کہ در گدا صفتی کیسا گری داند

کہ قدر گوہر یکدانہ گوہری داند

کہ آدمی بچہ شیبوہ پیری داند

جہاں بکیر داگر داد گستری داند

وگر نہ ہر کہ تو بینی ستگری داند

کہ خواجہ خود روش بندہ پیری داند

ماہر کے دلکش اشعار سے زیادہ شخص جانتے ہو سکتا ہے

جو طبیعت کی پاکیزگی، اند فاسی میں شہر گوئی جانتا ہے

بہتر بات ہے

تو بیکاروں کی طرح غلامی اجرت کے لیے نہ کر

میرا نصیب اگر دوست ہوں میں سے بڑا ساں بھانے

عاشق سوختہ دل نام بہت ماہر د

دل جہلا عاشق بہتسا کا نام لے

در خیال این ہمہ لعبت ہوں میازم
 عدا خیال میں یہ سگسگ لکھنا اس امید پر کہ میں راہوں
 راو عشق ارجحیں گاہ کمانڈالنت
 عشق کا راستہ تیرا اندازوں کی گسالت کی جگہ ہے
 سحر یا معجزہ پہلو زند دل خوش دار
 مادہ ہوسے کی بزرگی نہیں کر سکتا، دل خوش رکھ
 جام مینائی مے سدرہ تنگد لیست
 شراب کا مینائی جام، تم کے راستے کے لئے نیک
 باغباناز خزان بے خیرت مے بنیم
 لے باغبان، جو کہ خوشی سے بے خبر دیکھ رہا ہے
 رہزن دمہر خفقت مشوا مین ازو
 زمانہ کا ڈاکو، سوچا ہوا نہیں ہے اس سے مطمئن نہ ہو
 بانگ گامے جو صد باز در پستوہ مخز
 بیل کی آواز، اگر بلند ہو، دھوکا نہ کھا
 علم و فضل کے محل سال دلم جمع آورد
 وہ علم و فضل جو چاہیں سنا سنا میں سے سال لئے جمع کیا

بوکہ صاحب نظرے نام تماشا برد
 جو سکتا ہے کہ کوئی صاحب نظر دیکھے گا نام سے
 ہر کہ دانستہ رود صفر از عدا برد
 جو سمجھ بوجھ کر چلتا ہے دشمنوں سے بازی چاہتا ہے
 سامری کیمت کہ دست از پریشا برد
 سامری کون ہے جو پریشیا سے بازی جیت سکتے؟
 منہ از دست کہ سیل غمت از جا برد
 ہاتھ سے نہ کر کہ درد غم کا بہت بڑا نتیجہ ہالے جانے کا
 اہ از آل روز کہ باد گل رعنا برد
 اس دن پلنوس ہنگام ہوا تیرے سینہ پھول کو اٹھا گیا سیل
 اگر امر وز بر دست کہ فسر دا برد
 اگرچہ آج نہیں لے گیا ہے کہ کل لے جانے کا
 کے سہا عکس ز خورشید صفا برد
 سہا، روشن آفتاب کا فزک بٹھا سکتا ہے
 ترمم آن نرس مستانہ سلیجا برد
 مجھے ڈر ہے کہ وہ ستانہ آنکھ ایک دم سے بھائے

حافظ ارجان طلبد نرس متانہ او

اے حافظ اس کی ستانہ آنکھ اگر جان طلب کرے
 خانہ از غیر برد ازو بسبل تا برد
 گھر کو دروسے سے خالی کرے اور چوڑا تاکر بھائے

نفس باد صبا مشک فتال خواہد شد
 باد صبا کا جوڑکا، مشک چھڑکنے والا ہو جائے گا
 ارغواش جام عقیق لبین خواہد داد
 ارغواں، حقیقی جام لبین کو روئے گا
 گل عزیزت غنیمت شمر دیش صحبت
 پھول پیارا ہے اس کی صحبت کو غنیمت سمجھو
 زین تطاول کہ کشیدار تم بہر ان بسبل
 اس قدم سے جو بسبل لے، جبر کے منہ پر داشت کیا
 بیدل از عشرت امروز لفر دا گنی
 اسے دل لار تو آج سے ہمیشہ کو کل بد ڈالے گا
 ماہ شعبان مدہ از دست قبح کا غیر شید
 شعبان کے مہینہ میں بیابالہ ہونے سے نہ بھلائیے کہ یہ آفتاب

عالم پیرد گر بارہ جوان خواہد شد
 بڑھا، قائم، دو بارہ جوان ہو جائے گا
 چشم نرس بشفاق نگرال خواہد شد
 نرس کی آنکھ بھل لار کو دیکھنے والی ہو جائے گی
 کہ بیخ آمد ازیں راہ و از آل خواہد شد
 اس لیے کہ اس راستے میں آئے بارہ اس راستے سے چلا جائے گا
 تا سر پردہ کل نعرہ زناں خواہد شد
 پھول کے خمیر تک نعرے لگاتی چھیل جائے گی
 مایہ نقد بقار کہ ضمان خواہد شد
 بقا کی نقدی کے سسر مایہ کا بون ضمان ہے گا
 از نظر تابش عبید رمضان خواہد شد
 رمضان کی عبید کی رات تنگ لگا ہوں سے قاسم ہر جا گیا

ذخایں از خوش اس لئے
 کہ با ہلک کشاید کوئی
 صاحب نفس اس کو کھینچے
 شاماری خوشی سے ہے
 جس نے مادہ کا پھوڑا
 بنا کر ہی اسڑیل کو اس کی
 پوجا میں لگا دیا تھا۔
 یہ پریشیا سے حضرت
 مولیٰ کا وہ ہاتھ تراز
 ہے جو روشن ہو جاتا
 تھا مادہ صباروں کو
 شفا بخش تھا۔
 اسے شراب نونوں کو دل
 تک نہیں جالے دیتی
 ہے، اگرچہ لہجہ ٹوڑیا
 غم پر باد کر دیں گے۔
 اسے زامہوں کو معلوم
 نہیں ہے کہ
 ایک دن
 ان کا
 شعل وجود
 تباہ ہو جائے گا

شاماری کا بنایا پانچوڑ
 جو مادہ کے زور سے
 ہوتا تھا حضرت کوئی
 کے ہوسے کے مخالف
 میں لے حقیقت ہے
 شہاستا آفتاب
 کو لے روشن نہیں سنا
 سکتا ہے۔
 کہ گھر کو غیور سے
 باکل خالی کر دیا کہ
 لوٹنے میں آسانی ہو۔
 کہ سوچ بہا کہ ہم
 شہد غراں شمع حجاب
 میں پھول کی کویش
 کہ چھڑا جس گھنگی اور
 شعل لار کو کھینچیں۔
 کہ بسبل دیکھا کہ ہوتے

www.maktabah.org

شربت نوش ہو کہ ہمت
 نکل جاتے گا۔
 مہ صوفی کی گھڑی اگر
 آگ میں بھیلے گی۔
 مہ ہلا صوفی چون
 کہہ دے مست
 رہتا تھا نہ شام کی
 قریب سے مست ہے۔
 مہ دنیا میں مگر تجریدی
 کسوتی ہوتی تو دنیا
 میں بھرتے دو سیاہ
 ہوتے۔
 مہ اگر شرب میں ساقی
 کا رخسار نظر آتا رہا
 تو مست سے
 خون کے
 آنسو
 روئیں گے
 مہ عقائد کو
 دنیا کے غولوں سے
 تشویش میں نہ پڑنا چاہیے
 مہ حافظ کی دے ناز
 اور گدھی لڑی پر جان
 مہ جن لوگوں نے بھوپ
 کے چہرے کو چاند نظر
 سے تشبیہ دی ہے
 بے پروا کیے دیکھ ہے روز
 وہ بے عیب کی کوئی
 نہ کرتے
 مہ لڑکانہ شریک لفظ
 ہمارے عشق کی حشری
 سی داستان ہے۔
 مہ خاک نشین بنی عشق
 عروج ہیں۔

مطر یا مجلس انس مست غزوان و سرود
 اسے شرب، ہمت کی مجلس ہے خول پڑھا اور کا
 گزرمسی بخوابات شدم عیب مکن
 اگر میں مسجد سے قراب غا میں سہا عیب دکھا

چند گونے کہ چنبن مست چناب خواہد شد
 کب تک کبے کا کمر ایسا ہے اور دنیا ہوگا
 مجلس و عطر درازت مزاں خواہد شد
 در عذک مجلس دراز سجا اور دست خم ہوجائے گا

حافظ از بہر تو آمد سوائے اقلیم وجود
 حافظ تیری وجہ سے وجود کی دنیا میں آیا ہے
 قدمے نہ بودا عشق کہ رواں خواہد شد
 اس کر صحت کرنے کے لیے قدم دھو روزانہ ہوجائے گا

نقد ستونی نہ ہمہ صافی و بغیش باشد
 سوتی کا نقد سب صاف نہ اور بے کھوٹ نہیں ہوگا
 ستونی ماک زور در دجری مست شدے
 ہمارا ستونی، جو برج نئے و لطف سے مست ہوتا تھا
 خوش بود گر محک تجریہ آید میاں
 کیا اچھا ہو، اگر تجریہ کا کسوتی در میان میں لائے
 ناز و رور و تنعم غیر در راہ بدوست
 پیش کا ناز بد دوست، اور دوست تک نہیں بھوکہ سکتا
 خط سانی را ازیں گویزند نقش بر آب
 سانی کا خط اگر اسی قسرت پانی پر نقش کھینچے گا
 غم دنیاے دنی چند خوری بادہ مخور
 کینی دنیا کا غم کب تک کھائے شرب پانی

اے بساخر قد کہ مستوجب آتش باشد
 بہت سی گدڑیاں ہیں جو آگ کے قابل ہوں گی
 شامگما تہش نگرال باش کہ سر خوش باشد
 اس کو شام کے وقت دیکھ لیتے ہیں جوگا
 تاسیر روی شود ہر کہ در عشق باشد
 تاکر جس کی سر میں بھی کھوٹ ہو وہ درو سیاہ ہوجائے
 عاشقی شیوہ زندان بلاکش باشد
 عاشقی، بلاکش زندان کا طریقہ ہوتا ہے
 اے بسارخ کہ بخوانا نقش باشد
 بہت سے چہرے ہیں جو خون سے نقشیں ہوں گے
 حیف باشد دل دانا کہ مشوش باشد
 افسوس چہرہ، اگر محمد رسول پریشان ہو

دلن و سجادہ حافظ بر بادہ فروش
 حافظ کی گھڑی، اور مصلی شرب فروش بے گناہ
 گر شراب از کف آل ساقی مہوش باشد
 اگر اس چاند جیسے ساقی کے ہاتھ سے سفیر شرب ہوگا

نہدش رویت اگر باہ و پروں کردہ اند
 اگر ترے چہرے کو چاند اور شربیا کے نسبت دی ہے
 شمعہ از داستان عشق شورانگیز باست
 ہلکے شمعہ انگیز عشق کی داستان کا شمعہ دریا حقیقت میں
 تکبست جان بخش وارد خاک گویے مگر خال
 بھول جیسے زسار والوں کے توپ کی خاک جان بخش خوشبو کی ہے
 خاکیاں لے بہرہ انداز جگر کاس الکرام
 خاک نشین، انہیوں کے پیالے کے کھونٹ سے عروج ہیں

صورت ناپید شیبہ تمہیں کردہ اند
 مدون صورت دیکھے، اندازے سے تشبیہ دی ہے
 ایں حکما تہما کہ از فرادوشیریں دہاند
 یہ قطعہ جو سفر زاد اور شہر میں کے بھان کے گنگے ہیں
 عارفان آنجام شام عشق مشکیں کردہ اند
 عارفوں نے اس جگہ سے عشق کا دماغ مستغرق کیا ہے
 ایں تطاول ہیں کہ باغ عشاق مسکین کردہ اند
 اس غلام کو دیکھو، جو حسین عاشقوں کے ساتھ تہیب ہے

شیراز و زغن زبانه صید قدیست
 چو باد کز آید کس را شمشیر و خنجر و تازیانه
 ساقیای و دگر با علم ازل تدبیر نیست
 اسحاق شراب سے ماناں سلک کے مقابلہ کرتی تدبیر نہیں ہے
 از خرد بیگان شو چون جانش اندر بکیش
 عقل سے بیگان بن، جان کی طرح نکل میں دبا سے
 در سفالین کا سہ ز نال بخواری منگرید
 مدوں کے منج کے پیالے کو ذلت سے منکر ہو
 تیر شکران دراز و غزغزہ جاو و نکرد
 لہی پلوں کے تیر اور ادا کے جاو سے نہ کیا
 یک شکر انعام با بود ولایت نخست نداد
 ہمارا نام تو ہی ہی شکر کنی اور تیر سے ہونٹ لٹا جان نہ دی
 شاہان از آتش ز خسار رنگین و مہمدم
 مشرور تو رنگین رخسار کی آگ سے ہر لحظہ

کایں کر امت ہمہ شہباز و شاہیں کردہ اند
 انہوں نے راہباز شاہان اور شاہین کا کیا ہے
 قابل تغیر نہ بود آنچه تبیس کردہ اند
 ہما نہیں نے تبیس کیا ہے بدلنے سے قابل نہیں ہے
 دختر زرز کہ نقد عقل کایں کردہ اند
 اس انور کوئی کہ جس کا ہر نقد عقل مقرر کیا ہے
 کایں حرفیال خدمت با جاہاں کی کردہ اند
 اس لیے کہ ان دوستوں نے جہاں میں ہم کو خدمت کی ہے
 آنچه از لطف دراز و خال ششیں کردہ اند
 وہ جو اس دلاز لطف اور کالے تیل نے کیا ہے
 ہم توانوا شفاش بدوشیں لبان کی کردہ اند
 تو ہی اس کا انسان کہ حرفت دلوں نے یہ کیا ہے
 ز اہل اترار خنما اندر دل و دین کردہ اند
 ز اہل کے دل اور دین میں شکاف ڈال دینے ہیں

۱۔ از بادشاہین کو تو رہ
 بندہ میں دکھا جائے تو رہی
 جانور کو کون پر کہ تہ ہے
 شہ شہباز شاہان کی
 عقل لے لیتی ہے
 یہ حافظہ سب سے بہتر
 شہر ہے میں علم و حکم
 عرب و ہنر کو جو خط
 گوئی کرتے ہیں اس میں
 خلوت میں، کارخانہ
 شریعت کام کرتے ہیں
 سکے علم اور دین اور
 تو بہ کرنے کے لئے تقویٰ
 کہتے ہیں لیکن خدا کو
 تو ہی کی تو فیض ہیں ہر حق
 ہے
 یہ اس میں قیامت کا
 یقین ہے
 در خط
 کے کلام
 مدد غن
 و فضل کے
 نہ تو یکت و روگ
 ہیں جو جموں حالت
 ایک دم اللہ بخائے ہیں
 یعنی ان کو پھر گرسے کی
 سواری نصیب ہو
 اپنے غلاموں اور غمگین
 و جہ سے کہتے ہیں
 کے اکثر عبادت گزار
 اپنی عبادت کا معرفت
 چاہتے ہیں یہ لوگ
 دین مبارک کا ان میں
 ہے چکر عبادت میں نہ
 جنت کا لایک ہر مدد غن
 کا خوف بلکہ عبادت
 مقصد شخص ذاتہ ہے
 جس میں مدد غن
 کو نقل کر لے ان زارہ

شعر حافظ را کہ کبیر مدح احسان شامست
 حافظ کے شاعر کو جو سراہا ہے احسان کی تعریف میں
 ہر کجا بشنیہ انداز لطف تمہیں کردہ اند
 جہاں بھی انہوں نے سنا ہے، لطافت کی تعریف کی ہے

و اعظاں کیں جلوہ بر محراب و منبر میکند
 یہ واعظ جو کہ محراب اور منبر پر جلوہ بازی کرتے ہیں
 مشکلی دام زدانشند مجلس باز پرس
 مجھے ایک مشکل در پیش ہے مجلس کے عقائد سے دریافت کر
 گوئیابا ورنمید از ندر و زدا وری
 گویا انہیں انصاف کے دن کا یقین نہیں ہے
 یار شہیں نو دولت از لہر خیز خوشاں نشاں
 اسے غلام نو دولتوں کو ان کے گرسے پر شہا
 بندہ میر خرا با تم کہ در ویشاں او
 میں شہرہ خانہ کے ایسے پر کا غلام ہیں کہ اس کے بغیر
 لے گدائے خالق باز کہ در ویشاں
 لے غنقاہ کے بکھارے اس لیے کہ کوشش ہر شہرہ کوشش کوں میں
 حسن بے پایاں او چند لہ عاشق میکند
 اس کا لہ انتہا نہیں، جس قدر عاشقوں کو کوشش کرتے ہیں

چوں مخلوت میر و ذل کار دیگر میکند
 جب تنہائی میں جاتے ہیں، وہ دوسرا کام کرتے ہیں
 تو یہ فرمایاں چرا خود تو یہ کہتے میکند
 تو یہ کام کہہ دینے والے خود تو یہ کہتے ہیں
 کاینمہ قلب دغل در کار دا ورمیکند
 اس لیے کہ یہ سب کھوٹ اور فریب خدا کے معاملہ میں کرتے ہیں
 کاینمہ ناز از غلام ترک و اشتر میکند
 اس لیے کہ یہ سب ناز ترک غلام اور بچہ کرتے ہیں
 گنج را از بے نیازی خاک بر سر میکند
 بے نیازی کو جو جسے خزانے کے سر پر خاک ڈالتے ہیں
 میدر بندا بے ودلب را تو انگر میکند
 ایک ہائی لگاتے تیرے اور دولت کو مالدار بنا دیتے ہیں
 زمرہ دیگر بے عشق از غیب سر بر میکند
 دوسری جماعت، عشق میں غیب سے سراہا ہوتے ہیں

مدد غن پر مدد غن ہے۔

دل میں ہے جس سے خال
ہو تا ہے سب وہ سب
کی منزل بناتا ہے۔
سے صریح شریف ہیں
آیا ہے جس نے اپنے پر
پہنایا ہے اس نے فدا
پہنایا۔
سنگ میں سے سوری سے
مستور کیا تو کوئی زانی
نہیں ہستی پر بندار
کا ہوتی۔
سگ دور سے سوری کے
شرابی کے برساں شہ
کے ہلے گری کو کاٹھا
اس کو پھرا ائے۔
یہ پہلے عشاق فنا ہے



اولیٰ کے
تھے ہیں
متم ہوئے
میں ہیں
از مگر ہائے
چہ ہے ہیں۔
شہری کی گئی نہ کی جیتا
ہوئے تھی جیہ شہاب
تیس گری ہو گئی زہر
نڈا لے گا۔
یہ جو شہاب جیتا ہیں
وہ مزید شہاب کی حشر
تیس آسٹو جھانپے۔
شہ زہر سے تھی سوری
آٹھ کی ریس کی تیری
آٹھ کی سی آٹھ تو
اس کو حاصل نہ ہوئی
جیاری مائل ہوئی۔

خانہ خالی کن دلا تا منزل جاناں خود
اسے دل لکھ کر خالی کرے تاکہ وہ مستحق کی منزل بنے
آہ آہ از دست ہزار فغان گوہر ناشناس
گوہر کو نہ پہچانے مانے مزاروں کے ہاتھ سے فراد ہے
بر در میخانہ عشق اے تلک تیغ گوی
اسے فرشتے عشق کے خرابیاں نہ کے دروازہ پر ہی پڑے

صمیمی م از عرش می آمد خروش یاد گفت
مج کے وقت عرش سے گفتگو کا سہ خورش آ رہا تھا
قدسیاں گوئی کہ شعر حافظ ازیر می کنند
گو یا ہر شخص واسلے حافظ کے اشعار یاد کرتے ہیں

ہر کدھم حرم دل در حرم یار بماند
جو شخص دل کا راز دار بماند وہ ہر کدھم حرم میں رہا
اگر از پردہ بر دل شد دل من عیب کن
اگر میرا دل پردہ سے باہر آ گیا تو عیب نہ گا
صوفیاں واسند از گروے ہر زخت
صوفیوں نے تمام سامان شہاب کی گری سے چڑھ لیا
خرقہ پوشاں بھی مست گدشتند و گدشت
گڑی پہننے والے بہت گندے اور ختم ہوا

واشم دلتے و صد عیب مرا میوشید
بیسے پاں ایک گڑی تھی اور بیسے سو عیب چھپاتی تھی
از صلائے سخن عشق ندیدم خوشتر
میں نے عشق کی بات ہی صلا سے زیادہ بہتر نہ دیکھا
ہرے لعل کز آن جام بلوریں سدم
ہر وہ شمع خراب جو تیسے اس بلوری جام سے مائل کی
جز دم کو ز ازل تا با بد عاشق اوست
بیسے دل کے سوا انہیں چھپا ازل سے ایک اس کا عاشق ہے
گشتت بیا کہ چیل حشیم لوگر دوز گس
دوسرا بیچارہ جی تاکہ تیری آٹھ کی طرح ہو جائے
بر جمال تو جیاں صورت میں حیراں شد
جی تصویر تیرے حسن پر ایسی حیران ہو گئی
بتما شاگرد لطفش دل حافظ روئے
اس کی زلف کی تماشا شاہ میں بہت نظر کا دل ایک دن

کیس ہونا کمال مجال جائے دیگر می کنند
اس لیے کہ یہ ہوا جس دل اور جان کو دور سے کہہ نہ سکتی
ہر زمان خرم ہر را با در برابر می کنند
ہر وقت کوڑی کو ہوتی کے برابر کرتے ہیں
کاندا آنجا طینت آدم محض می کنند
اس لیے اس جگہ آدم کی تھی کو خراب کرتے ہیں

وا نگاہ ایس کا ز ناست در آل کار بماند
جس نے یہ کام نہ جانا، اس کام سے عاجز رہا
شکر از کردن در پردہ پندار بماند
خدا کا شکر ہے، وہ خود کے پردہ میں رہا
خرقہ ماست کہ در خانہ خمار بماند
جاری گڑی ہے کہ شہاب فروش کے گڑی تھی وہی
قصد ماست کہ در ہر میر بازار بماند
ہر اقامت ہے کہ ہر بازار میں موجود رہ گیا
خرقہ رہن مے و مطرب شد و زار بماند
گڑی شہاب اور مطرب میں گڑی ہو گئی اور نہ گار بگیا
یاد گاہے کہ دریں گنبد دوار بماند
تیس یاد گار کو جو اس گنبد سے واسلے گنبد میں چلے گئے
آب حسرت شد و در حشیم گہر یار بماند
وہ حسرت کا پانی بن گیا اور حشیم بھانے والی آٹھ میں پھری
جا وداں کس نشنیم کہ دریں کار بماند
میں نے کس کے پاس نہیں سنا جو جیتا اس کام سے پہلے ہو
شیوہ او نشدش حاصل و بیار بماند
اس کا طرہ طریق اس کو حاصل نہ ہوا اور بیار رہ گئی
کہ حدیثش ہمہ جا برد و دیوار بماند
کہ اس کا قصہ سب جگہ دو دیوار پر رہ گیا
شد کہ باز آید و جب اوید گرفتار بماند
میا کہ دو دیوار آئے تو وہاں جیتے کے گڑی قرار پو گیا

ہر اس کو حافظ مجموع و یار نازنین دارد
 جگرش اطمینان قلب اور نازنین دوست رکھتا ہے
 جناب عشق را در گہ لبے بالاتر از عقل است
 جناب عشق کی درگاہ عقل سے بہت بلند ہے
 بخواری منگہ منعم ضعیفان فقیران را
 اسے دولت مند و ضعیف اور فقیروں کو دولت سے دیکھ
 دیان تنگ شیرینش سگر خرم سلیمان است
 اس کا تنگ شیریں ہوا دماغ سلیمان کی انگریزی ہے
 چو بر بے زمین باشی تو آمانی غنیمت دل
 جب تک تو زمین کے اوپر ہے، طاقت کو غنیمت سمجھ
 بلا دران جان دل و عانی مستمند است
 عاجزوں کی درگاہ اور جان کی نصیحت کو کٹھنہ دانی ہے
 صبار عشق من رمنے کیو باں شیر خوال
 لمحہ صبر سے عشق کی ریز اس شادمان کو نادر ہے
 لب لبیل و خط مشکیں چو آتش هست و آتش نیر
 لب لعل اور شیں خط جگہ اس کے پاس وہ بھی ہے اور ریکی

سعادت چہم او گشت دولت، منمشین دارو
 سعادت اس کی ساتھی ہوئی اور وہ دولت کو ساتھ رکھتا ہے
 کے آل ستاں بوسد کہ جان آستین دارد
 وہ شخص اس چوکٹ کو بوس دیتا ہے جو چہاں کو آستین بن گیا ہے
 کہ صد من عزت فقیرہ نشین دارد
 اس لیے کہ عزت کی سسند کا صد من کا فقیر نشین فقیر لگتا ہے
 کہ نقش خاتم لعاش جہاں یر تکسین دارد
 اس لہجہ اس کے ہوش کی کھنڈی ہفتیوں دیکھ کر لگتا ہے
 کہ دوران تا تو این لبے نریز میں دارد
 اس لیے کہ زادن میں کے بچے بہت ہی گراہ لہجہ لگتا ہے
 کہ نیند خیزان حرم من کہ رنگ انوش چیں دارد
 اس کلیان کے کہ سلیمان دیکھتا ہے جو ہر جگہ اور جگہ کو گمراہ کرتا ہے
 کہ قصہ مشید و غیر و غلام گمتریں دارد
 جو سر جیشاد گیسو و اکثرین غلام رکھتا ہے
 بنادم دلبر خود کہ حشش آن میں دارد
 مجھے اپنے دلبر پر ناز ہے کہ اس کا حشش وہ دار رکھتا ہے

اگر گوید خوام جو حافظ بن در مفلس
 اگر وہ کہے کہ میں حافظ جیسا مفلس غلام نہیں چاہتا ہوں
 بگو میدش کہ سلطانی گدائے رہ میں دارد
 تو اس سے کہہ دو کہ راہ فقیر باو شایست رکھتا ہے

ہر آنکہ جانب اہل و فائنگہ دارد
 ہر وہ شخص جو دنیا داروں کا خیال رکھتا ہے
 گرت ہواست کہ معشوق نکلد یونید
 اگر تجھے عاہش ہے کہ معشوق مجھ کو توڑتے
 حدیث دوست نگیم کہ حضرت دوست
 میں دوست کی باتیں دوست کے سوا کسی سے نہیں کہتا ہوں
 سر و زرد دل و جانم فائے آل محبوب
 میرا سر اور دل اور جان اور دل اس محبوب پر تو ان ہے
 و لا شغاش چنان کن کہ گر بلغز دیاے
 اسے دل اس طرح زندگ گندہ کہ اگر پیسہ پچھلے
 نگہ داشت دل ما و جانے بخش نیست
 اس سے ہلے دل کا خیال نہ کیا، اور ہلکا کا حق نہیں ہے

خداش در ہمہ حال از بلا نگہ دارد
 اس کو خدا تمام حالتوں میں بلا سے محفوظ رکھتا ہے
 نگا بدار سر رشتہ تانگہ دارد
 شگفتا کا خیال رکھ، تاکہ وہ خیال رکھے
 کہ آشنا سخن آشنا نگہ دارد
 اس لیے کہ دوست، دوست کی بات محفوظ رکھتا ہے
 کہ حق صحبت ہو و فائنگہ دارد
 جو جنت اور وفا کی صحبت کے حق کا خیال رکھتا ہے
 فرشتہ ات بد و دوست دعا نگہ دارد
 تو دماغ کے دو ہاتھوں سے فرشتہ تجھے پچھائے
 ز دوست بندہ چرخیز دعا نگہ دارد
 بندہ کے ہاتھوں کا کیا اٹھتا ہے، خدا مخالفت کرتا ہے

سلیمان دعا تیس دارد
 میں سر پہلی ہر طرح ہے
 در شہر
 کلیان
 جہاں ہے ہر جگہ
 سبھی
 فرزند تیرا
 کاشہ
 شہرہ
 جہاں
 اسباب ہیں یہ کشتا
 ہے
 کے سیکھوں جیشہ
 اور خود اس کے
 کترین غلاموں میں
 مشاں ہیں۔
 ہے
 جو کہ
 ہوش
 اصل ہے
 ہیں اور اس کے
 رخسار پر مشی خط ہے۔
 حشرین حافظ اگر چہ
 بنا ہر گز ہے لیکن جیغنا
 بادشاہ ہے
 شہ جہاں ہے وہاں ہوں کہ
 نواز تھے خدا اس کو
 نوازتا ہے۔
 عہ عاشق کی باتوں کا
 مشرق ہی ناز و دلچسپا
 ہے۔
 انسان ایسی زندگی
 گذرے کہ اس کی
 فزیزش کو بت فرستے
 اس کے لئے دست
 بردا ہو جائیں۔

صبا دل سز زلف اردلی مرا بینی
 اے صبا اگر تو میرے دل کو تاس زلفت میں دیکھے
 زروئے لطف بگوش کہ جانگدہ دارد
 خزی سے اس سے کہیں تاکہ جگہ کو گناہ میں رکھے

غبار را بگذارت کجا ست محافظ
 تیرے راستے کا غبار نہیں ہے تاکہ محافظ
 بیادگار نسیم صبا نگہ دارد
 صبا کی نسیم کی یادگار میں اس کو محفوظ رکھے

ہمائے اورج سعادت بلام افتد
 سعادت مندی کی بلندی کا پیمانہ ہے جاں میں آہانے
 خیاب و ارباب نام از نشانی گلاہ
 خوشی سے جلیج کی طرح مرے قوی نادر بیسکون
 بیار گاہ تو چوں با در انباشد راہ
 جبکہ تیری بارگاہ میں ہوا کا بھی گزر نہیں ہوتا
 چو جاں فتنے لبست شد خیال می بستم
 جب جاں تیرے ہونٹوں پر تیرے لبان جو گونہ تو میرے سوچا
 خیال زلف تو لفتا کہ جاں سیلہ مساز
 تیری زلف کے خیال نے کہا کہ جان کو وسیلہ دینا
 ملوک را چو رہ خاک پویش در غیبت
 مہمداش ہیں کو کچھ اس دن تک خاک کے ہو سکتا تو حق نہیں ہے
 بنا امید ازین زمر و وزن فالے
 اس دوسے ناامیدی سے جاہ فال نکال
 شے کہ ماہ مراد از افق طلوع کند
 جس رات کو مقصد کا جہان افق سے نکلے

ز خاک کھتے تو ہر گہ کہ دم زند حافظ
 جس گمراہی سے غلطی تیرے کو ہے کہ کئی کا ذکر کرتا ہے
 نسیم گلشن جاں در مشام افتد
 بلکہ کے باغ کی ہوا ہے دماغ میں آکتی ہے

ہر کہ با خط سبزت سر سودا باشد
 جس کو تیرے سبز خط کا حلقہ ہو
 در قیامت کہ سر ز خاک لحد بر گیرم
 قیامت میں جبکہ تیرے خاک سے مرا نماؤں کا
 ظن محدود چہ زلف تو ام بر سر باد
 تیرے زلف کے غم آرزو سا یہ سیر سے سر بر ہو

پاے آتیں دائرہ بیروں نہ ہد تا باشد
 اس دائرہ سے عدم باہر دے کہ وہ پہنکنا نہ رہا
 داغ سوئے تو ام سر سودا باشد
 تیرے حلقہ کا داغ میرے دل کے سیاہ نقطہ کا راز ہوگا
 کا ندریں سایہ قرار دل شیدا باشد
 اس لیے کہ اس سایہ میں عاشق دل کو سکون ہوتا ہے

دل میں زلف مبارک کے
 آداب کا خیال رکھنا
 میرے سینہ کا کچھ خیال
 رکھے جو اس کا اصل
 وطن تھا
 بے جلیج کو اگر تیرے جیسے
 دیکھا جائے تو اس میں
 دیکھنے والے کا صورت
 کا عکس نظر آتا ہے
 لیکن ساتھ ساتھ ساتھ
 وہ دیکھنے والے کے
 سامنے شہر چلتا ہے
 جلیج کو لاپٹی آتا ہے لیکن
 نہیں اس کا شہر چلتا ہے

بے صبا ہوا کا
 بھی گزر
 نہیں ہے
 تو ہم جاگ
 کس طرح اس کو

سلا کر گئے ہیں۔
 سدا لطف کے نزدیک
 جاری جان ہے دولت
 ہے جاسی سیکھنا نہیں
 اس حال میں نہیں ہونی
 تینا۔

یہ جیکہ اسے دیکھنا ہوگی
 بادشاہوں کو تیرے تیرے
 جاہ سے لگا کر لطف وہ
 کی تو تیرے لئے
 نہ ہونے کے فریاد کے
 ظہور میں ہوا رہے وہ
 ایک حلقہ میں رہتا ہے
 نہ سوچے تو اس کو لطف
 کو ہونا ہے تو لطف کے
 درمیان میں ہونا ہے لطف
 نہ نہ کہ لطف ہے

چون دل میں نے از پرہ بولای تو رآسی
 سے ملنے کا کل چھوڑی رہے کہ تھہرے سے عمل لگایا
 تاکہ لے ڈر کر انما پر دا خواہی اشت
 اسے تیج سونے اگر تک باز رکھو
 از من ہر شہ ام آب روانست بیا
 ہر ایک کی جڑ سے، ہاں جلدی ہے آغا

کہ درگ بارہ ملاقات نہ پیدا باشد
 اس لیے کہ دو بارہ ملاقات نہ ہوگی
 کہ عنمت زیدۃ مردم ہر دریا باشد
 کہ تیرے ہم میں، لوگوں کی انھیں سوا دیا ہوں
 اگر ت میل لب جوئی و تماشا باشد
 اگر تجھے تیرے کند سے وہاں سیر کر بلا ہوں

چشم از ناز بہ حافظ نکند میل آئے
 تیری آنکھیں ناز کر کے سے حافظ کی طرف
 شکرگانی صفت نرگس شہلا باشد
 تیرے نرگس شہلا کی صفت ہوتی ہے

ہر گرم غیر تو از لورج دل و جاں نرود
 تیری جنت میرے دل اور جان کی حق سے مجھ نہ ملے
 آن چناں مہر تو ہم در دل جاں جا گرفت
 تیری جنت میرے دل اور جان میں اس میں ہرگز کہ
 از دماغ من ہر گشتہ خیال بر رخ دوست
 مجھ پریشانی کے دماغ سے دوست کے رخ کا خیال
 آنچ از بار عنمت در دل سکین من است
 تیرے حق کا لہجہ، جو تیرے سکین دل پر ہے
 دراززل بست دلم با سز زلفت پیوند
 میرے دل نے ازل میں تیری زلفت سے جڑ لگایا ہے
 گر رود از پیے خوابان دل من مندوست
 میرا دل اگر چینوں کے پیچھے جسامت ہے مستند ہے

ہرگز از یاد من آن سر و خراں نرود
 وہ ناز سے چلنے والا سرور بھی میری یاد سے نہ چلے گا
 کہ گرم سر برود مہر تو از حبال نرود
 اگر میرا سر کا چلا جائے گا تیری جنت جاں سے جائے گا
 بجفائے فلک و غصۃ و زول نرود
 آسمان کے ظلم سے اور زمان کے حق کو جس سے نہ بچے گا
 برود دل زمن و از دل من آن نرود
 دل مجھ سے جاتا رہے گا اور میرے دل سے وہ نہ بچے گا
 تا اید سر نکند وز سر پیمان نرود
 اب تک سر نہ منوں سے گا اور عہد نہ نہ ہے گا
 در د و در د چہ کند گریے در ماں نرود
 وہ درد میں مبتلا ہے کیا کرے اگر اعلان کئے مجھ نہ چلے

ہر کہ خواہد کہ جو حافظ نشود سرگردان
 ہر جا ہے، ہر جگہ اس ناز کی طرح چران نہ ہو
 دل بخوابان نہ بد در پیے ایناں نرود
 سینوں کو دل نہ دے ان کے پیچھے نہ ہو

چو س باد بہام بسوئے صحر ابرود
 موسم بہار کی ہوا کی ہوس پیچھے یا ان کی طرف سے گئی
 ہر کجا بود دلے چشم تو بود از رامش
 جہاں کہیں بھی گئے دل تھائی آکھ نے اس کو رات بھرا دیا
 جا آئے دی زلیبت دم نرواں بخش نرود
 شربت کے جام نے تیرے ہنڈوں کو کھل جان بخش کار سے لیا

باد بوائے تو بیاورد و قرار از ما برد
 ہوا تیری خوشہ و قرار اور جارا سکون لے گئی
 نہ دل خستہ بیمار مرا اتنا برد
 تباہ میرے خستہ بیماروں کو تیرے شہین نے گئی
 آبر و از لعل ان بخش رواں بخشا برد
 جان بخش ہونے بخش، جو تیرے کی آبرو لے گیا

سچ کہ کچھ کہہ سکتا ہوں
 نرگس شہلا میں بہتا
 ان کا نام نرگس
 ساکت ہے
 کدو بدل کی دوا
 محبوب کے پاس ہے
 اہم ہر ریشہ دل کے
 کیجے دشت ہے
 کدو بدل کی دوا
 شوق سے حیران ہے
 گیا اور بند ہے مجھے
 تیری خوشگوار
 جس نے
 ہے قرار
 کر دیا
 کدو بدل کی دوا
 حریفیں ہی شہلا نہیں
 ہوں بند ہوں اس
 شوق میں مبتلا ہے
 جا شربت تیرے
 ہر نعلی کھلا ہوتا ہے
 تو اس کو یہ دھنچہ پیل
 چھوٹا ہے کہہ زندگی
 جتنے والا ہے تپا ہے کہ
 با تقابل ہو سے
 سینوں کے رنگ جتنے
 دلے ہنڈوں کی کوئی تہ
 و نزولت تیرا ہے کہ

راہ ماغزہ آل نرک کساں ابروزد
 اس کاں پیہہ معالے، سوزق کی ادالے ہم پرڈاک ٹولا
 دل نکلین ترا اشک من آورد بر لب
 تیرے خیر ہے دل کی بر سے آندراہ پرے آئے
 آمد و گرم بہ برد آب رخما اشک ہوسیم
 چاندی ہے آخر صبر سے ہرچہ کی بونق کو فرما لے
 دوش دست ظلم سلا شوق تو بست
 سوزیری قلب کے باجو کو ترے عشق کی زنجیر نے اندھا

رخت ماغزہ آں سرد سہی بالا برد
 اس سوہی جیے تیرے لے کا نزل ہمارا سداں دوش
 سنگ را سیل تواند برو دریا برد
 بہار، پتھر کو دریا میں بہا لہکتا ہے
 زر زبرداز کے کا مدوا لیں کالا برد
 جو آیا صرا س ماہان کرے گپ اس نے سونے پر ستلدا
 پائے خیل خرم لشکر غم از جا برد
 تم کے لشکر نصیری عقل کے لشکر کے پاؤں اکھاڑتے

بحث لبیل بر حافظ مکن از خوش سخنی
 خوش لای میں معاملہ کے پاس لبیل کی بحث زچیز
 پیش طوطی نتوان صوت ہزارا وارد
 طوطی کے سامنے لبیل کی آواز کی کچھ نہیں پتی ہے

ہچو من حلقہ گیسوئے تو در گوش کند
 میری طرف، تیرے گیسو ۳ حلقہ بچوش ہو جائے
 بادہ بر یاد لبیت ہچوش کر گوش کند
 تیرے ہونٹوں کی یاد پر، غراب کو شکر کی طرف ہے
 خواہد امر و زکر جاں در سر آں دوش کند
 آج اس کی خواہش ہے کل لشکر خیال میں جان گوانے
 تاز بان ہمدرا حسن تو خاموش کند
 تاکہ تیرا حسن سب کی زبان کو خاموش کر دے
 تاکہ اوقید دل عاشق مدوش کند
 تاکہ وہ ہوش عاشق کے دل کو قید کر دے

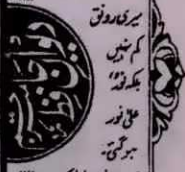
ہر کہ او یک سر مونیہ مرا گوش کند
 جو شخص ہاں بیلہ بھی، میری نصیحت مان لے
 گر تب بند درین تنگ تو معصوم لے
 اگر کوئی معصوم دل والا تیرا تنگ مزدیک لے
 دوش بردوش بدوش تو سیرت دلم
 کل رات بیلول تیرے پاس دوش بدوش پیر پنا ہے
 در چین سنے گل و زرخ و سون بگذر
 جس میں بیول اور زرخ، اور سون کچھ نایب آند
 زان سبت و خم و تاب ہر گیسو را
 اس سب سے ڈیڑھ کو بیچ و رسم اور میں دیر بہا ہے

گر خجہ صدر ضند کند حافظ مسکین ز فراق
 اگر چہ مسکین ماند فراق کے ہاسے میں سو عرضیاں دینے
 چوں بہ پیند رخ تو حمله فراموش کند
 جب تیرا چہرہ دیکھ لیت ہے سب کو بھول جاتا ہے

رقم مہر تو بر چہرہ ما پید ابود
 تیری محبت کی علامت، پہلے چہرے پر نمایاں تھی
 معجز عیسویت در لب شکر خالود
 تیرے بیٹے ہونٹ میں عیسوی نمبر، ستا
 در رکابش مرد نو یک جہاں پیا بود
 تو اس کی رکاب میں یا چاند جہاں بیات صد ہوا تھا

یاد باد آنکہ نہانت نظرے یا ما بود
 یاد رہے کہ در پردہ ہم بر تیری نظر تھی
 یاد باد آنکہ چو حیثیت لبتا ہم کشت
 یاد رہے کہ جب تیری چو حیثیت خندے کے گلے ڈال گئیں
 یاد باد آنکہ مہمن چو نکلہ بشکتے
 یاد رہے کہ میرا چاند جب بیڑھی تو ہی اڑھتا تھا

سرد سہی وہ سر کھپا
 ہے ہم کی جسے حد سیر کی
 شاعر نے کہتی ہیں۔
 تیرے لے لے سے ترا
 دل بیری طرف، دل پر
 بیشک سیلاب تیرا
 دیا میں بہا لہکتا ہے۔
 سے چاندی بیسے نزل
 نے بیسے رخسار سرف
 کو تو لیا لیکن اس سے



تیری شان طوطی کی
 ہے جس کے مقابل میں
 آج ہے۔
 سے معصوم دل والا بھی
 تیرا نہ دیکھ کر تیرے ہونٹوں
 کی یاد میں تیرے شکر کا
 پینے لگے۔
 مدد دیکھو دیکھ کر سب سے
 شکر سے بھول جاتا ہوں۔
 شام شام مہربان کی
 رکاب کو پہل لیتے جا رہے
 تشہیر دی ہے۔

یاد باد آنکہ زخمت شمع طرب می افروخت
 یاد رہے کہ جب تیرا خمد سہمی کئی روشنی کرتا تھا
 یاد باد آنکہ جو یا قوت قلع خندہ زری
 یاد رہے کہ جب یا قوت جیسا چیلار مسکراتا تھا
 یاد باد آنکہ در آں بزمگہ خلق و ادب
 یاد رہے کہ اس اخلاق اور ادب کی مجلس ہی
 یاد باد آنکہ صبحی زدہ در مجلس انس
 یاد رہے کہ صبح کی شہراب بنا کر جنت کی مجلس ہی
 یاد باد آنکہ خرابات نہیں بودم و مست
 یاد رہے کہ میں مست اور خرابت نہیں تھا

وین دل سوخته پروانہ بے پروا بود
 ادب جیلا ہوا دل اس کا بے پروا پروانہ تھا
 در میان من و لعل تو حکایتہا بود
 مجھ میں اور تیرے ہونٹ میں نکایتیں ہوتی تھیں
 آنکہ او خندہ مستان زری صہبا بود
 جو مستاد قہقہہ لگاتی تھی، وہ شہراب تھی
 جز من و یار نبودیم و خدا با ما بود
 میرے دوست تھے سوا کئی نہ ہوتا تھا اور خدا ہیے ساتھ
 آنچہ در مجلس امرو زگست آنجا بود
 جو آج میری مجلس میں کہ ہے وہ اس جگہ تھی

یاد باد آنکہ باصلاح شمایند راست
 یاد رہے کہ تمہاری اصلاح سے درست ہوتی تھی
 نظم ہر گوہرنا سفت کہ حافظ را بود
 ہر جگہ ہر بندے ہوئے سوتیلوں کی نظم جو مانگتی تھی

یاد باد آنکہ سر کوئے تو ام منزل بود
 یاد رہے کہ تیرے کوچے میں سیلا پڑا تھا
 راست چوں سون و گل از ابر صحبت پاک
 بالکل سوسن اور گل کی طرف پاک صحبت کے گناڑے
 دل جواز پر خرد نقد معانی محبت
 عقل کے گناڑے سے دل جب نقد معانی تو جوتاتا تھا
 آہ ازیں جو روز نظام کہ دریں ملک است
 اس نفل اور زیادتی پر آہ ہے، جو اس قید خانہ میں ہے
 در دم بود کہ بے دوست ناشم ہرگز
 میرے دل میں تھا کہ دوست کے بغیر ہرگز نہ رہوں گا
 دوش بر یاد حریفان خرابات مشدم
 کل دوستوں کی یاد میں شہراب خانہ میں گیا
 بس بگشتم کہ بر سرم سبب درد فراق
 بت گھر مالک فراق کے درد کا سبب دریافت کروں
 راستی خاتمہ فیروزہ بوا استحقاق
 درست ہے، اسماںی فیروزہ کی اگر سہمی
 دیدی اس قبیلہ کبک خراباں حافظ
 اسے مانفازنے اگر کر چنے دے کبک اس قبیلہ کو دیکھا

دیدہ زار روشنی از خاک درت حاصل بود
 تیرے دکھ خاک سے تیرے کچھ کو روشنی حاصل تھی
 بزم باں بود مرا آنچہ ترا درد دل بود
 میری زبان پر وہ تھا، جو تیرے دل میں تھا
 عشق میگفت بشرح آنکہ برو شکل بود
 عشق بقبیل سے وہ بتا دیتا تھا جو اس پر شکل تھا
 وائے زان عیش و تنعم کہ در آن منزل بود
 ہائے اور عیش اور ناز و نوست جو اس منزل میں تھا
 چہ تو ال گفت کہ سعی من دل باطل بود
 چہ کیا کہا جانے کہ میری اور دل کی کوشش غلط تھی
 تم مے دیدم و نخل دل و یاد رگیل بود
 شہراب کا شکار دیکھا خون دل میں، اور یاد رگیل میں تھا
 مٹفتی عقل دریں مسئلہ الی عقل بود
 عقل کا مٹفتی، اس مسئلہ میں بے عقل تھا
 خوش درخندے دولت مستعجل بود
 اچھی چلتی تھی، لیکن اٹھانا تیار دولت تھی
 کہ ز سر نیچہ شاہین قضا غافل بود
 جو قضا کے سنا ہیے کے چنے سے غافل تھی

سائق وہ شہراب شہر تھی
 ہے
 شہزاد ہا سواق کے
 شہر میں بھی گئی ہے
 سلطان ابو سعید کے ہند
 شہزاد افشار کے
 دیگر ملک کا شہر تھی
 اور اس کا بلو شاہ کی کیا
 تھا، اس نے تھوڑے
 ہی زیاد سلطنت کی
 تھی کہ ہندوستان کی
 کے حکم سے تلی کر دیا
 گیا تھا، خواہ صاحب
 کا ہر کیا وہ صورت تھا
 کے اور کول اور کول
 کہ زبان غلام دیکھتے تھی
 جس طرح جو بھول پر
 دی ہو سک میں
 ہے۔
 اس طرح
 میں تیرے
 دل کا تھوڑا سا
 کا میرے کہ اس عقل
 نہیں کہ سنتی ہے اس کے
 عشق میں کر دیتا ہے۔
 سے تھوڑوں کی یاد
 ہیں ہر چیز پر اٹھتی تھی
 تھم کے دل میں خون تھا
 یعنی اس میں شہراب
 میری تھی۔
 شہزاد ہا فیروزہ کی
 ایک کان کا نام ہے۔
 جو شاہ دیکھتا ہے اسے
 اور اس کا کرت سرب
 ہے اس شہزادہ کا
 کی سلطنت کے بہت بڑے
 ختم ہو جانے کی طرف
 اشارہ ہے۔
 کے کبک خراباں حافظ



۱۔ خواہ مساجد میں
 خوں میں اپنے ہم وطنوں
 کی بے مروتی کا مشکوہ
 کیا ہے۔
 ۲۔ کان میں ہون
 کی شاموں اور آسے
 ہوا سے بنا ہے۔ یعنی
 جو سرگزر گیا اور کوئی
 مروت ولا انسان چیل
 نہیں ہوا۔
 ۳۔ زہر و ستارے کو
 رقتا نہ شک باگیا
 کے کوئی کی دوستی
 کے حق کا تائن نہیں
 ہے میں سستی سے اپنے
 جوانی کے زمانہ کو لوٹنا
 چاہتا تھا لیکن سلام
 ہو کر اس
 مشورے پر
 اس قسم
 کی ملاقات
 پر عمل ہے جس

یاری اندر کس نئی مینیم یاراں راچہ شد
 ہم کس میں دوستی نہیں دیکھ رہیں، دوستوں کو کیا ہوا!
 آس جیواں تیرہ کوں شہنشاہ فرخی کے کجاست
 آس جیوات گدہ ہو گیا، مبارک گت دم غمگراں ہے؛
 صد ہزاراں گل شکفت ہاںکب کے غمے برنجات
 لاکھوں چھل کھلے، اندر کس پر بندہ کہ آواز نہ نکل
 لعلے از کان مروت بہ بنامد سہا باست
 سالوں گذر گئے ہر وقت کی کان سے کوئی سن نہ نکلا
 زہرہ ساز خود نینگیر و مگر عودش سوخت
 زہر و اپنا ساز نہیں تھامتی سہا خایا اس کی سدا گل گل
 کس نینگوید کیا سے داشت حق دوستی
 کوئی نہیں کہتا ہے، لاکھوں دوستی ہوتی رکست تھا
 کوئے توفیق و کرامت ہر میاں اقلند واند
 توفیق اندر بندگی کی نیند، درسیان میں ڈالے ہوئے ہیں

دوستی کو آخر آمد دوست لاراں راچہ شد
 دوست گراختہ ہر گئی، دوستوں کو کیا ہوا!
 خوں چکیا ز شاخ گل باد بہاں راچہ شد
 پہلے کہ شاخ سے خون جب پڑا، ہم پہلے کہ ہوا کو کیا ہوا!
 غم دلیاں راچہ پیش آمد ہزاراں راچہ شد
 چند یوں کو کیا پیش آیا، مہلوں کو کیا ہوا!
 تائش خورشید و سنی باد و یاراں راچہ شد
 آفتاب کی گرمی، اندھ ہوا اور باد کی خوشبو کو کیا ہوا!
 کس نندرد شوق مستی میکساں راچہ شد
 مستی کا کسی کو شوق نہیں ہے ہمشرا چوں کو کیا ہوا!
 حق شناساں راچہ حال قناد و یاراں راچہ شد
 حق کے پہلے سے ملاں کو کیا حال ہوا، دوستوں کو کیا ہوا!
 کس ہمیدار کوئی آرد سواراں راچہ شد
 کوئی میدان ساز غم نہیں کرتا ہے، سواروں کو کیا ہوا!

حافظ اسرار الہی کس نمیداند خموش
 لے ما فلما چہ رہ ، غملاق ہمید کرتی نہیں جانتا ہے
 از کہ می پرسی کہ دور روز گالراں راچہ شد
 کس سے پوچھتا ہے، مگر زمانہ کو تو کیا ہوا!

نیکو دو جام دی سحر کہ اتفاق افتادہ بود
 تکل سحر کے دو ایک ہوا پینے کا اتفاق ہوا تھا
 از شرم مستی درگ با شاید عہد شباب
 مستی کے دوے حلق کے زمانے کے مستوں سے دو ہوا
 نقش خمی سیر کہ گرم بوستہ زان شرم مست
 میں نے لفظ جابا تک، کہ اس مست آٹھ کا بوڑوں کا
 ساقیا جام دوامد دہ کہ در سیر طریق
 اے ساقی اپنے لیے جام دے اس لیے کہ طریقت کے سفر تھا
 اے بے خبر شہزادہ فرما کہ دو ششم آفتاب
 اے تیر دینے واسطے کہ شہزادی دے کر کلمات سورت
 در مقامات طریقت ہر کجا کہ دیکم سیر
 طریقت کے مقامات میں، جہاں کہیں ہم نے سیر کیا
 گر توبے شاد کیلی نصرة الدین از کرم
 اند کے کرم سے، اگر شاہ کیلی نصرت الدین نہ تھا

وزلب ساقی شرابم در مذاق افتادہ بود
 ساقی کے ہونٹ سے، میرے منہ میں شراب پڑی تھی
 رجعتے میخا استم لیکن طلاق افتادہ بود
 رجعت کرنا چاہتا تھا، لیکن طلاق واقع ہو چکی تھی
 طاقت و صبر از خم ابروش طلاق افتادہ بود
 طاقت اور صبر اس کے ابرو کے خم کے درجے سے جواب نہ چھتا
 ہر کہ عاشق وش نلند در نفاق افتادہ بود
 جس نے عاشق اور نفاق اختیار کیا، نفاق میں مبتلا تھا
 در شرک خواب صبوحی ہم ذوق افتادہ بود
 میری صبح کی میٹھی نیند میں، ہم منزل تھا
 عافیت را با نظر بازی فراق افتادہ بود
 آرام اور انگہ بازی میں جلائی تھی
 کار و ملک میں نظر و اتفاق افتادہ بود
 ملک اور دین کا کام اٹھانا اور اتفاق سے گرا ہوا تھا

کے بعد رجعت ممکن نہیں
 ہے یعنی جانی لوٹ کر
 نہیں آسکتی ہے۔
 ۲۔ سوچا تھا کہ شکر
 آٹھوں کا بوسوں کا
 لیکن نفاق اتنی لہا ہوا
 نہ تھی۔
 ۳۔ صبح کے وقت خواب
 میں دیکھا کہ گھر میں
 سورج آیا ہوا ہے
 یقیناً اس کی تیسری ہے
 کہ مشرق آئے گا۔
 ۴۔ نظر بازی کے ساتھ
 راحت اور آرام میں
 نہیں ہو سکتا ہے۔
 ۵۔ شہزادے نے شہزادی
 کہنے کے بعد

حافظ ان سلیت کہ این نظم پریشان شست

ماظہ جس وقت = پریشانی تکمیل کے رہا تھا
ظاہر فکریں ہر دم اشتیاق افادہ بود
اس کے فکر کا پرندہ عشق کے حال میں پھنسا ہوا تھا

بود اے دل غمخیزہ ماشاذا نگرود
ہدے ہمیں دک کر رحمت کر کے عیاشی نہ کیا
بندۂ پیسیر نہ اندام زچہ آزاد نگرود
لمحسے حسام کو نہ مسلم کس دم سے آزاد کیا
نالہا کر دوریں کوہ کفر باد نگرود
اس بیاد میں ایسے نالے کئے جو فریاد نہ کئے
رہنمویں ہم بیائے علم و دان نگرود
انصاف کے جھنڈے کے نیچے تکیا ہی نہ ڈھانڈکی
آشیاں در شکن طرۂ شمشاد نگرود
شمشاد کے زلف کی سبکس بنی، گھونسا نہیں بنایا
زانکہ چالا کتر از اس حرکت باد نگرود
اس لیے کہ اس سے ہوا میں تیسر نہ چل
ہر کہ اقرار بدیں حسن خدا داد نگرود
سمنے اس خدا داد، حسن کا اقرار کیا
کہ ازیں راہ بشد یا روز ما یاد نگرود
اس لیے کہ موقوف ایسا نہ ہے چاہا یا نہ نہیں کیا

یاد باد آنکہ زما وقت سفر یاد نگرود
یاد رہے، کہ سفر کے وقت ہمیں یاد کیا
آن جوان مرد کہ میزد رقم خیر و قبول
اس زمانہ نے خیر امدت قبول کیا، تاہم کرنا تھا
دل بہ امید صدائے کہ مگر دور رسد
دل نے ایسے آواز کی امید ہو کر، شاید تجھ سے یاد رہے
پہرے جامہ نغونا بہ بشویم کہ فلک
پڑا تو تھامس ہونے کہ ہے درختا ہوں اس لیے کہ آسمان نے
سایہ تاباں گرفتاری ز چین مرغ سحر
جہاں سے کہنے لہنا سایہ ہٹا لیا، بیچ کے پھیندے
شاید آریک صبا از توبیہ نمودار
مناسب ہوگا، اگر صبا کا قصہ تجھ سے ہم بھی
کلک مشاطہ صنعتش نکش نقوش مراد
خدا کی ساریگری کی نائن کا تھامس کی مراد نقوش نہیں بناتا
مطر پایدہ بگردان و بزین راہ عراق
اسے تکرب ہر وہ بل اور نوز عراق کو جھینٹ

از غولہائے عراقیت سرود حافظ

حافظ سنا صفا، صراف غولہ ہے
کہ شنید ایں رہ دل سوز کہ فریاد نگرود
یہ دل سوز نہیں کس سے سنا، تو نرود کی

بازار بیتاں شکست گیرود
مشقوں کا بازار، شکست کا جاتا ہے
تایار مرالبشت گیرود
تیار، بھر کہ خوب ساتنے سے بچنے کے
آیا بود آنکہ دست گیرود
کب = جو کے سوا، کہ وہ ہاتھ بچانے
کو تختے کہ مست گیرود
تختہ کہاں ہے، جو مست کو گرت کرے

یارم چوں قدح بدست گیرود
جب برا محبوب، بیچارہ ہاتھ میں تمام لیتے
وز محرقا قوادہ ام چو ماہی
جس پھل کی کسرح، دریا میں لگا ہوا ہوں
در پاش قوادہ ام بزاری
میں ماہی سے اس کے قدموں میں لگا ہوا ہوں
ہر کش کہ بدید چشم او گفت
جس نے بھی اس کی آنکھ دیکھی، وہ لڑ

ما مشرق کیلئے ہو کر
نہا مشہور ہے کہ
مگر نہ سے فلا کر نکلا
دکھا جو لڑا لڑا کرے
عالم راوا در شاہ
عمر ایک جوش افلا
رہتے تھے تاکر فریاد
اس کے نیچے ہر
انہوں کی اصلاحات
کر دیا جائے
سے آفرین رفتاری
ہوا میں بھی نہیں ہے
جس تیزی سے مشرق
چلا گیا تو سہا سہا کی
شاکر دیکھ کر کہ یہ
سے فرقہ ہستی کے
ایک ہرے کا نام ہے
حیدر گونا
حشر
سوائے
کھائے
جاتے ہیں۔
فریاد کے طریقہ وہ
فریاد کہلائی گی کہ
میں حشر مضمون ہے
مے شراب نوشی کے
اس کے حسن بتلایا
اضادہ ہو جاتا ہے کہ
کہ دو سے حسین
مانہ پڑ جاتے ہیں۔
میں اس کی آغوشیں
اس قدر مست ہیں
کہ تختہ کہا نہیں
گرفتہ کر لینا
چاہیے۔
صمیمیت

حرم دل آنکہ ہجو محافظ حافظ کی طرح اس کا دل خوش ہے جائے زئے اُنست گیرد اُنست کی شواب سے ایک جام بھرے ردیف ذال معجمہ

سدا سخن کو صلہ کے
میزوں کے نشیبی
ہے۔

سدا محبوب کے صفا کی
تولیفیں پر سے
شہد و شکر کے ہی نزلہ
شیریں ہیں۔

سہا ہم اس کے بحر میں
سفید اور سرخ آسترو
ہا ہے ہیں اور ان کی

سفیدی اور
سرخ شکر
ایسا منظر
پیش کرتی ہے
جیسا کہ لہریاں
کے پانی میں ہوتا ہے۔

کے واضح دور کے
تعلیٰ کی طرح ہیں
اور ہوشِ حاکم کی طرح۔

دل پہا ہے اور یہ
ساتر ہی، دل نے
میرے تیرے کی خواہش
کی کیفی ہماہوشی کا
خواستگار رہتا۔

اے ذوقِ شہدِ لعل تو در کامِ دل
لے دکھ کر سہونٹ کے شہد کا مزہ میرے سخن میں لذیذ ہے
دنیاں یار در دہن تنگ خوش نمود
تنگ گزرتی، محبوب کے دانست بچلے سلام پتے ہیں
شہد و شکر مر آنچہ ببازا اہل است
شہد اور شکر، جو کچھ بھی دنیا کے بازار میں ہے
حفظ رسد یعنی زلفت و ماسع ترا
تیری زلفت کے حیرت سے، موراغ کو ایک حقد تھا ہے
ما را باغ دیدہ ز اشک سفید و سرخ
ہماری آنکھ کے باغ میں سفید اور سرخ آنسوؤں سے
گر خلق را بکام بود لذت از بہی
اگر دنیا والوں کے کام کو بھی سے لذت حاصل ہوتی ہے

حلوئے قدر گسندار در دہن لذیذ
قند سا ملن، سہو کے کے منہ میں لذیذ ہوتا ہے
دکھا اُتخفہ دانہ در عدن لذیذ
ذہب کے ٹنڈ میں عدل کے موتی بچلے ہیں
شیریں از دوست در تنہم سخن لذیذ
اس کی وجہ سے شیریں ہے، میرے سخن میں لذیذ ہوتا ہے
باشد مغز نفیر مشک عنت لذیذ
فتق کے ٹکک کی تک موراغ کو لذیذ مسلام ہوتی ہے
حفظت چون بباغ گل و آسن لذیذ
وہ لطف حاصل ہے جیسا باغ میں موراغ اور آسن کے پھولوں سے
بہار عشق را شدہ سبب تن لذیذ
عشق کے بہار کے لیے، ہوشوری کا سبب لذیذ بن گیا ہے

عشق رخت بجا طر حافظ ز جملہ بہ
مانڈک طبیعت میں تیرے رخسار کا سخن ہے بہتر ہے
در مغز بلبل از ہمہ لوئے چمن لذیذ
بلبل کے داغ میں چمن کی خوشبو سے زیادہ لذیذ ہے

اے گفتگوئے لعل تو در کامِ دل
ایسے کہ تیرے ہونٹوں کی بات جان کے تار میں لذیذ ہے
دنیاں تست قطرة شیر و شکر لبت
تیرے دانت دور دورہ قطرہ اور تیرے ہونٹ شکر ہیں
خون دل و کباب جگر بر دو بہر تست
طا کا خون، اور جگر کے کباب دونوں تیرے لعل ہیں
گفتم حدیث لطف تو آمد سخن لطیف
میں نے آیتیں معانیوں کا ذکر کیا، تو بہت چولہت ہو گئی
دل ناوک تو خواست کہ باشد چمکے ترا
دل نے تیرے تیرے کی خواہش کی اس لیے چمکے لعل ہے

ذکر لبت جو طعم شکر در دہاں لذیذ
تیرے ہونٹوں کا ذکر، اس شکر کے ذائقہ کی طرح عسل لذیذ ہے
در کامہ است شیر شکر بہاں لذیذ
دور دورہ اور شکر حلقوں میں اس وجہ سے لذیذ ہے
باشد بچم کباب مے ارغوان لذیذ
کباب اور ارغوانی سفیرا بکٹھے لذیذ ہوتے ہیں
کردم بیان و صف لبت شبیال لذیذ
میں نے تیرے ہونٹوں کی تعریف کی، تو بیان لذیذ ہو گیا
نبت لبطع ہمائے درک استخوان لذیذ
دور سے کھانوں کی بہ نسبت، تہکی مزید لذیذ ہوتی ہے

اُور زبکے چاشنی حسن دلبری ست
اس کو چونکہ دوزخ کے سسک کی جگہ پہنچانی مائل ہے

پیوستہ حرف او گند در بزباں لذیذ
قراس کی بائیں ہمیشہ زبان کو لذیذ معلوم ہوتی ہیں

حافظ بے زشیرۃ جان بخت حلوتہ
مانفد نے جان کے شیرے سے آکشر جلا پایا

در آرزوئے آن لب نامہ چنان لذیذ
اس ہنر کی تمنا میں ماہ ایسا لذیذ نہ نکلا

بنویس دلا بیار کاغذ
اے دل! کہہ! کاغذ!

بفرست باں نگار کاغذ
اس محبوب کو خط بھیج

اے باد صبا بر باں شوخ
اے باد صبا اس شوخ کے پاس بیجا

از عاشق بے قرار کاغذ
بے قرار، عاشق کی جانب سے پیغام

ہرگز نہ نوید او جوابے
وہ ہرگز جواب نہیں دے گا

بنویس اگر ہزار کاغذ
آرپے میں، ہزار خط لکھوں

تا نام تو نقش شد برو ماند
جب سے تیرا نام اس پر نقش ہوا، باقی رہا

بر صفحہ روزگار کاغذ
صفو روزگار پر کاغذ

بنویس زروئے ہیربانی
ہیربانی کر کے

بر حافظ دل فگار کاغذ
حافظ کے خط

ردیفِ رائے مہملہ

الالے طوطی گویائے اسرار
اے اسرار بیان کرنے والی طوطی!

مبادا از شکر خالیست متقار
خدا کرے تیری بچھ، شکر سے خالی نہ رہ

سرت سبز دولت خوش باد جاوید
تو سرسبز، اور تیرا دل ہمیشہ خوش رہے

کہ خوش نقشے نمودی از خط یار
اس لیے کہ تونے یار کے خط اسچا نقش قائم کیا ہے

سخن مر بستہ گفتی با حریفیاں
تو نے دوستوں سے پوشیدہ بات کہی

خدا را زیں معما پردہ بردار
خدا کے لیے، اس معما پر سے پردہ اٹھا

بروئے مازن از ساغ کلابے
ماغز سے، ہمارے منہ پر کچھ کلاب چھوڑ

کہ خواب آلودہ ایم اے بخت بیدار
اس لیے کہ لے بیدار بخت ہم سے ہوئے بیدار

چہ رہ بود اینکہ ز در پردہ مطرب
مطرب نے پردہ پر جو کہا، وہ کب کب سننا!

کہ میرقصند با ہم مست و ہمشیار
کہ مست اور ہمشیار مگر قصص کہے ہیں

ازیں اقیوں کہ ساقی درمے افگند
اس اقیوں سے، جو ساقی نے شراب میں ملائی

حریفاں را نہ سرماند نہ دستار
دوستوں کا نہ سر رہے گا، نہ بچو دی

شکافہ نہ لاکر محبوب
کر خط لکھو۔
اے اے صبا ہار ایجا
مشرق کو پہنچا۔
اے طوطی
کی داستان
دواصل
میرے خط کا
مضمون ہے
مگر بیکر نہ کہنے کہنے
سُہریانی چمک دیا
جانب ہے

خرد در چند نقد کا ناست
حق را کہ آفات کی دولت ہے

سکندر رانی بخشند آبلے
سکند کو پانی نہیں دیتے ہیں

بیا وحال اہل درد بشنو
آ، اند درد مستعد کا حال ہے

بستوران مگو اسرار مستی
مستی کے باز، عبادت گزاروں کو دبتا

بت چینی عدو دین و مال مست
چینی بت، دین، اور مال کا دشمن ہے

خداوندی بجائے بندگیاں کرد
غلاموں کے ساتھ، آستانہ کا سالکیا

چرخد پیش عشق کیمیا کار
کیمیا ساز عشق کے ساتھ اس کا کیا منت ہے؟

بزور وزیر میترنیت اس کار
یہ کام زور، اند سے حاصل نہیں ہوتا ہے

بلفظ اندک ومعنی بسیار
کم الفاظ، اور زیادہ معنی کے ساتھ

حدیث جاں پیس انقش دیوار
دیوار کی تصویر سے، جہاں کی بات دریافت ذکر

خداوند دل و دینم نگہ دار
اسے ظاہر سے دین، اور دل کی حفاظت کر

خداوند از آفاکش نگہ دار
اسے خدا اور اس کو معیتوں سے بچا

نیمت دولت منصور شاہی

منصور شاہی، حکومت کی برکت سے

علم شرح افظ اندر نظم اشعار

اشعار کے نظم کرنے میں، حافظ مشہور ہو گیا

بکشاگرہ زلفش و بولے سخن بیار
اس کی زلف کی گرہ گول، اور میرے پاس، کچھ خوشبو لا

باز آکہ عاشقان تو مردنڈر انتظار
آ جا اس لیے، کہ تیرے عاشق انتظار میں رہے ہیں

برما جفا و جو بر فراقت رواندار
اپنے فراق کے ظلم، اور دست کو ہم پر روانہ نہ کر

ز نہار عرض یار و فادار گوش دار
وفادار دوست کی گفتار سنیں، حضور سنی لے

لے دیدہ در فراقش از میں خیم میل
اسے آنکھ اُس کے فراق میں اس سے زیادہ خون برسا

چوں بروصال یار ندر کیم اختیار
جگہ ہمیں دوست کے، وصال پر اختیار نہیں ہے

حافظ تو تاج کے غم مال جہاں خوری

اسے حالاً: ترک تک دنیا کی دولت کا تم کھانا ہے؟

بسیار غم مخور کہ جہاں نیست پائندار

زیادہ غم نہ آکھا، اس لئے کہ دنیا پائند نہیں ہے

عشق گر کہ کائنات کی
دولت ہے لیکن عشق
کے مقابل میں سب کچھ
بے فخر

خرد در چند نقد کا ناست
سکندر رانی بخشند آبلے
بیا وحال اہل درد بشنو
بستوران مگو اسرار مستی
بت چینی عدو دین و مال مست
خداوندی بجائے بندگیاں کرد

اور شاہ ہے جو شہزادی
کو قتل کرنے کے بعد
اور شاہ تاج تاج خوار کا
پڑا تختی تھا۔

تہ چھما ستون بظلم
کہ نامسا بہا نہیں ہے۔
سے تو میں زندہ کارن
ہے وہاں کہ رہا ہے۔
شہزاد کے دل پر فراق
نہیں ہے اس قدر تری
کہیا ہلے۔

عاشق کو دیکھ کر نہیں
چہ نہا جاتا ہے۔

اے بردہ گوتے حسن ز خوبان و زگار
 ہے وہ جو کہ حسن کی گیند دنیا کے مینوں سے جیت لے گیا
 آجی وجود نقش و نشان دہان تو
 صبح بت یہ ہے کہ تیرے منہ کے نقش و نشان کا وجود
 داؤد کم دل بدست خط و زلف حال تو
 ہم نے تیرے غلام و زلفا امدن کے ہاتھوں دل دیے کیا ہے
 بادا ہزار دشمن اگر یار یا من است
 اگر دولت میرے ساتھ ہو، ہزار دشمن ہوا کہ میں
 عشقت چور سر ایدل خانہ کشید
 جب سے تیرا عشق دل کی سرکے میں متیم ہو گیا ہے
 گرسرویش قد تو سر میکش در مرغ
 اگر تیرے قدم کے بافتاں ہر سرکھی کرے تو رفیقا و بنو

قدت برستی چوسمی شر و جویار
 تیرا قد سید عانی تھا، نہر کے سرسوں کی شرح ہے
 موموم نقطہ الیست نہ نہاں نہ آشکار
 ایک ایسا موموم نقطہ ہے جو دوسرے میں ہے، نہ ظاہر
 از دست ہر ستارہ کشا دل فگار
 دیکھتے تینوں کے ہاتھوں سے نے زخمی دل کی مصیبت تھا
 دائم مصاف را و نترسم ز کار زار
 میں لڑا، جیسا تھا ہن اور جنگ سے نہیں ڈرتا ہوں
 زین در اگر بد شوم آیم باضطرار
 اس دروازے سے اگر باہر نکلتا ہوں مجھ کو واپس لواتے ہیں
 عقل طول را بنود، هیچ اعتبار
 میرے لیے کی منتہیل کا کوئی بھروسہ نہیں ہے تیرے

منصوبہ ہوائے تو حافظ کنوں خوبا
 اب جبکہ حافظ نے تیری محبت کی بازی لگائی ہے
 در ششدر غمت دلش افتاد مہر و لار
 گوشت کی طرح تیرے غم کے ششدر رہا میں اس کا دل پھینک گیا

اے خرم از فروغ رخت الاز زار عمر
 اے وہ دلکرتیرے رخ کے نور سے ہر کا لزار سر سبز ہے
 از دیدہ گر سر شک چو بال بل در و روات
 اگر آتھم سے آنو بارش کی فرج ہیں تو مناسب ہے
 بے عمر زندہ ام من زین بس عجب مدار
 میں ہا ہا عمر کے زخم ہوں اب اس پنہا پر زیادہ متنب نہ کر
 اندیشہ از محیط فنا نیست ہر کرا
 اس کو فنا کے دیا سے، ہرگز فکر نہیں ہے
 در شرف ز خیل جوارش کہیں گہ است
 جوارش کے لشکر کی بیجا بگفت کی جہ ہے
 ایں یکے دم کہ دولت پیدار من است
 ان دن ایک سالوں میں جبکہ دیدار کی دولت تمہیں ہے
 تاکہ صبح و شکر خواب صبح دم
 صبح کی خواب اور صبح کی میٹھی نہیں کہیں کہیں
 دی در گذار بود و نظر سوسے مانگرد
 کل ہا ہا تھا اور اس نے ہاری طرف لغزہ کی

باز اگر رنجت کے گل رویت بہا عمر
 لوٹا اگر تیرے رخ کے چہل کے جہنم نہنگا کی بہادریاں پڑ گئی
 کا نہر غمت چو برق بشد روزگار عمر
 اس لیے کہ تیرے غم میں زندگی کا زمانہ برق کی طرح ختم ہو گیا
 روز فراق را کہ بند در شمار عمر
 ہجر کے زمانہ کو، عمر میں کون گنتا ہے؟
 بر نقطہ دہان تو باشد مدار عمر
 جس کی عمر کا مدار، تیرے منہ کے نقطہ پر ہو
 ز آنروغنا گتہ دواند سوار عمر
 اسی لیے نہنگا کا سوا باگ چھوڑے جوئے دھڑا رہا ہے
 دریاب کار دل کہ نہ پداست کار عمر
 دل کا مقصد پورا کر لے، اس نے نہ تو عمر کا سلاطین و امرا ہیں ہے
 بیدار گرد ہاں کہ نمنا اعتبار عمر
 ہاں، بیدار ہو جا، اس لیے کہ عمر کا ہر کسہ نہیں رہا
 بیچارہ دل کہ، هیچ ندید از گذار عمر
 دل بیچارہ ہے جو عمر گزارنے سے اس نے کوئی فائدہ نہ دیکھا

سارو ترنا نہ کے کہانہ
 لگا جانتیہ۔
 نہ مشرق کے منہ کو
 نہ وجود کہا جاسکتا ہے
 دھندروم۔
 ساد لہن جیروں کے
 پھنسے میں جھنسا ہے
 دیکھے اس پر کیا لڑائی
 ہے۔
 سارو روزا قد ہے اور
 دل و دماغ کے عواما حق
 ہوتے ہیں لہذا اسکی
 سرکھی سے تعبیر نہ ہوتا
 چاہئے۔

بے مشغول نہ رہنا
 کی بازی میں وہ مقام
 چھوٹا ہے کہ جہاں اگر
 گوٹ پھنس جا
 تو ہوں
 غارت
 گوٹ کہ
 راستہ اپنی
 گوٹ کو کوئی راستہ نہیں
 لگتا ہے۔
 نہ جبر خوب کے نہیں
 عمر بھلی کی طرف گذری
 ہے آقا غول سے پیش
 بر سے تو کیا تمہیں ہے۔
 لے جبکہ ایک موموم
 نقد زندگی کا لا رہے
 تو ناسے کیا کرتا ہے۔
 نہ عمر کا گھوڑا ایک
 اس لیے دھنہ ہا ہے کہ
 ہر طرف جھوٹ گوٹ
 تھا چھتا۔
 نہ صبح کی شلوپ اور سفید
 یہ وقت صناعت نہ کرتا
 چاہے عمر کوئی نصیر
 نہیں ہے۔

حافظ سخن بگویی کہ در صفحہ جہاں
 ماخفا شکر کہ کہ صفت روز مہار بہ
 این نقش ماند از قلمت یادگار عمر
 تیرے قلم کا یہ نقش زندگی کی یادگار رہے گا

بہر اندوہ دل و مژدہ دلدار بیار
 دل کا رنج دور کر دے اور محبوب کی غمخیز ہوا
 نامہ خوش خیر از عالم اسرار بیار
 رازوں کی دنیا سے خوش خبری کا خط لا
 شدہ از نفحات نفس یار بیار
 محبوب کے سانس کے عطر کا پتہ حضور اساعت لا
 بے عیار کیہ پدید آید از اغیار بیار
 اُس خیار کے بھول، جو جڑوں سے اڑے لا
 ساقیاں قدح آسنہ کردار بیار
 اے ساقی آئینہ کی صفات کا وہ پیا لولا
 بہر آسائش این دیدہ خونسل بیار
 اس خون بہانے وان آئینہ کی راحت سے لے لولا
 حلقہ از خم آں طرہ طرار بیار
 اُس طرار زلف کے پیچ کا ایک حلقہ لا
 خبر از برکن دلبر عیار بیار
 اس عیار، دلبر کے پاس سے کوئی خبر لا
 باسیران نفس مژدہ گلزار بیار
 قفس کے قیدیوں کے لیے گلزار کی کوئی خوشخبری لا
 عشوہ ز آل لب شیرین مشکر بیار
 اس کے شہرہ سنانے والے بیٹے ہونٹ کی کھنکھلا لا

لے صبا تبتے از خاک در یار بیار
 اے صبا تبتے کے صفا تبتے کی خاک کہ ڈرامی خوشبو تبتا
 نکتہ روح فزا از دہن یار بکوئے
 مشوق کے منہ کا کوئی روح فزا، بکھتے بیسان کر
 تا معطر کنم از لطف نسیم تو مشام
 تاکہ میں تیرے نسیم کی لطافت کے ذراغ کو مشام
 بوفائے تو کہ خاک رواں یار عزیز
 تجھے اپنی وفاداری کی قسم بکرا، ہم پارہ دوست کے رشتہ کی
 روزگار بست کہ دل چہرہ مقصود بندید
 ایک زمانہ گذر گیا کہ دل نے مقصود کا چہرہ نہیں دیکھا
 گرے از رکیز دوست کو ری قیب
 رقیب کے اندھیرن کے لئے دوست کے راستہ کی گرد
 دل دیوانہ زنجیر نمی آید باز
 دیوانہ دل، زنجیر سے باز نہیں آتا ہے
 خامی و سادہ دلی شیوہ جانبا از نکت
 کچھن اور سادہ دلی، جانبا زوں کا شیوہ نہیں ہے
 شکر آنرا کہ تو در عشرتی لے مرغ عنین
 اے جس کے ہند اس شکر میں کہ تو حسین میں ہے
 کام جان تیغ شراز صبر کہ رو لے دوست
 بغیر دوست کے جو میں نے صبر کیا اُس سے جان کا خون کرا لہو

دلق حافظ پچہ از روزدیش رنگیں کن
 حافظ کی گدڑی کسی دلق ہے اس کو تبتے سے رنگ
 وانگیش مست و خراب از سر بازار بیار
 اور پھر حرف نڈک مست اور خراب سر بازار لا

زار و بیار عطر راحت جانے بمن آکر
 میں تم کو بہت سے لگاؤ بیار ہوں جس جان کی راحت میرے پاس لا
 یعنی از خاک در دوست شانے بمن آکر
 یعنی دوست کے دعا تبتے کی خاک کا نشان میرے پاس لا

لے صبا تبتے از کوئے فلانے بمن آکر
 اے صبا تبتے کے کوچ کی ڈرامی خوشبو میرے پاس لا
 قلبت بجا صل مارا بزین اکیر مراد
 ہمارے نامزدوں پر، مراد کی اکیر نکادے

۱۔ حافظ کے اشارے
 زمانہ میں یادگار رہا۔
 ۲۔ اس خاک میں تبتے
 کے پیوں کی گور شاں
 نہ ہو۔
 ۳۔ وہ بیار دے



جس میں
 آئینہ کی
 حیرت
 محبوب کا
 رخ نظر آئے۔
 ۴۔ اس دیوانہ دل کو
 زنجیر سے قابو میں نہیں
 لایا جاسکتا اس لئے
 محبوب کے زلف کے
 حلقہ کی ضرورت ہے۔
 ۵۔ مشوق کے راستہ
 کی خاک ہمارے دل
 کے لیے آگیا ہے۔

در کس گاہ نظر بادل خوشم جگت
 نگر کنین گاہ بنامیری اپنے دل کے آجنگ ہے
 در غوبی و فریق و غم دل پر شدم
 سانسے اور رزاق اور دل کے تم میں بڑھا ہے محب ہیں
 منکر از اہم از میں سے دوسے باغ جمال
 اکار کرے دلوں کو بچا اس شراب کے دوسے ہاں کھانے
 ساقیا عشرت امروز بفر و افکن
 اے ساقی! آج کے میس کو کل پر ڈال

زایر و وغزوة اتیر وکالے بن آر
 اسکی اہر ڈار ادا کا تیر اور کان میرے پاس لا
 ساغے زکف تازہ جو انے بن آر
 شرب کا پیار کبھی نوجوان کے ہاتھ سے میرے پاس لا
 وگراشاں نستاندر وانے بن آر
 اور اگر وہ نہیں، تو جملہ میرے پاس لا
 یازو تو ان قضا خط امانے بن آر
 یا نصیب کے ہر دفتر سے امان کا ایک خط میرے پاس لا

دل از تیرہ بنددوش کہ حافظ می گفت
 برباں پر تیرے سے باہر آ گیاں جب کہ حافظ کہہ رہا تھا

اے صبا بختے از کوئے فلا نے بن آر
 اے صبا فلاں کے کوچہ کی خوشبو میرے پاس لا

اے بر امید وصل تو موقوف کار عمر
 اے دوست کہ تیرے وصل کی امید پر زندگی کا کام موقوف ہے
 عمر عزیز بہم من باش یک دم
 پلاری زندگی، خوشی و دیر کے لئے میرے ساتھ رہ
 دانند عاشقان کہ نیاید بر پیج کار
 عاشق جانتے ہیں، اگر کسی سال نہیں آتی ہے
 عمر منی اگر چه کہ عمر ست بے وفا
 گو میری زندگی ہے، اگر یہ زندگی بے وفا ہے
 زیناں کہ عمر میگذرد در فریق تو
 اس طرز پر کہ زندگی تیرے فراق میں گزرتی ہے

عمر منی کہ سپر شوی در کنار عمر
 تیرے ہی زندگی ہے، خدا کے زندگی کی مثل میں تو بڑھا ہو
 تا خوش شود بدولت وصل تو کار عمر
 تاکر تیرے وصل کی دولت سے زندگی کا مسالمت ہو جائے
 عمر کے لیے تو میگذرد در شمار عمر
 عمر کی گنتی میں وہ زندگی جو تیرے بدلے گذرتی ہے
 با د اہزار حبان گرامی نثار عمر
 خدا کے ہزاروں پیاری حبابیں، زندگی بچھاؤ
 از جان خود ملول شدم در گذار عمر
 میں زندگی کو مارنے میں لاپرواہی جان سے تنگ آ گیا ہوں

چوں بر مدار عمر دے اختیار نیست
 جیسے زندگی کے دائرہ مدار پر، کچھ اختیار نہیں ہے

حافظ چہ اعتماد کند بر مدار عمر
 زندگی کے مدار پر، حافظ کیا بھروسہ کرے

بعد ازین ہرگز نہ بند پیچ بخائے دگر
 اس کے بعد کوئی شراب تو نہیں پھر ہرگز نہ دیکھے گا
 ساقیے دار کم با چند انگہ از دست و
 چلا اسیا ساقی ہے کہ ہم جس قدر ہی اسکے ہاتھ سے شراب
 خرقہ پشمینہ بفر و شیم و نفر و شیم زہد
 ہم اتنی گزرتی جیتے ہیں، اور نہ نہیں جیتے ہیں

ہمچون میخوارہ تو مثل تو خمائے دگر
 مجھ جیسا شرابی، اور تم جیسا دوسرا شراب پر دوش
 میخوریم و باز میگویم یکیا لے دگر
 چیتے رہیں، اور پھر کہتے ہیں، کہ ایک بار اور
 و زمر کیسوتے او پوشیم زتائے دگر
 اور اس کے گیسو سے او کو سورا جیٹہ پنتے ہیں

شاہ روک کان اور
 طرز کا تیرا۔
 شاہ نوجوان محبوب کے
 ہاتھ سے شراب پینے
 سے جوانی کوٹ آئیگی
 ہے جس سے ایلیٹان
 ہو جائے کہ میں کا ایک
 نذر ہوں گا۔
 کے حافظ نے جب

مطلع کا پہلا
 مصرع
 چار
 دل بچو
 ہو گیا۔

۵ جواز مشرق
 بدعت گزے سے عمر
 نہیں چھٹا جاتا ہے،
 اس لیے کہ وہ زندگی کا
 نہیں موت کا زاد ہے
 ۳ شعر
 جس کا کڑوا سا صابن بناؤ
 تھلاؤ اور کجا کجا دھو

ہرک عاشق گشت میگونہ خون دل خورد
 پس نمیدانیم ماجز عاشقی کاے درگ
 کف بختے پیروز عاشق سناہ دل کا خون پیتا ہے
 نڈام ماقفی کے سوا کہہ نہ سزاہم ماہتے ہیں

حرمت دستار حافظ راہ راے میفروش
 اسے شراب در بخش اما قفل کی پگڑی کا کرتے کر
 کوچہ میں کہ نہ نڈار دمیج دستاے درگ
 اس سچکھاس کے پاس اس باقہ پلان کے سوا اور کچھ نہیں

ور قصد کند بسوز داز دور
 اور اگر اللہ کرتا ہے تو وہ سے کہہ بل جاتا ہے
 صاحب نظر ان بڑے منطور
 نظر والے محبوب کے چہرے کے شوق میں
 دیوان قضا و عرض مشور
 قی تھیلوں کے درجہ، تھیلوں کی پیشی کا
 دیگر حیواں بنفخہ صورت
 در سے بناندا، صبر بچکے سے
 خود کس نہ کند نگاہ درخور
 بننے آپ ہی، کوئی حد پر نگاہ نہ ڈالے گا
 نہ تشہ سلسیل و کافور
 د سلسیل، اور سافور کے پیاسے

پڑوانہ نمی شکید از نور
 ہر واحد و سخن سے صبر نہیں کرتا ہے
 ہر کسں بہوائے خود گرفتار
 ہر شخص، اپنی خواہش میں گرفتار ہے
 آنروز کہ روز حشر باشد
 قی میں دن، حشر کا دن ہوگا
 مازندہ بہ ذکر دوست باشیم
 ہم، محبوب کے ذکر سے زندہ ہوں گے
 آنکہ کہ تو در بہشت باشی
 جب تو، بہشت میں ہوگا
 مامست شراب ناب عشقیم
 ہم، عشق کی خاص شراب کے مست ہیں

اے یار حسد ز آہ ماکن
 اے یار اہلدی آہ سے بچ
 کاشش نبرد حجاب مستور
 کہیں آگ، بچنے والے کے پردے کو دھلا دے

آفاق راز ملہ ز ر لفت شد شعار
 اطراف عالم کا نہایت کے بڑے کا لباس بنا
 آراستہ چو طلعت خورشید کامکار
 کامیاب سونے کے چہرے کی طرح کامیاب سے کر دیا
 برے ہزار کو کلب خشان کند شمار
 اسی ہرے، ہزاروں بچکے شماروں کو کچھان کر رہا ہے
 از حال گردش فلک دوزخ روزگار
 آسمان کی گردش، اور زمانے کے چکر کا حال
 در ششدر غمت دلش آقاہ درو جا
 اس کا دل تیرے م کے ششدر میں ہنس گیا

چون صبح کرد عزم جہانگیری اختیار
 جب صبح سے عزم کرنے کا پختہ ارادہ کیا
 آفاق را طبیعہ مہر جمال فروز
 دنیا کا روشن کرنا، سورج کی ابتداء سے اس وقت عالم کو
 اس کو ہر از کدام صندخواست کر نہ بہا
 یہ توئی کس سبب سے نکلا، کہ نہت کہ وہ ہے
 فرصت شمار صحبت و بشنو بگوش ہوش
 صحبت کو قیمت جان، اور ہوش کے کمان سے بکشن
 منصوبہ ہوائے تو حافظ کنوں چہا
 اب حافظ، تیری محبت کا منصوبہ کیا ہوا

سارے دلوں کو وضع سے د
 تھے تھی بعد چاہتے
 حشر
 ہر کسں بہوائے خود گرفتار
 ہر شخص، اپنی خواہش میں گرفتار ہے
 آنروز کہ روز حشر باشد
 قی میں دن، حشر کا دن ہوگا
 مازندہ بہ ذکر دوست باشیم
 ہم، محبوب کے ذکر سے زندہ ہوں گے
 آنکہ کہ تو در بہشت باشی
 جب تو، بہشت میں ہوگا
 مامست شراب ناب عشقیم
 ہم، عشق کی خاص شراب کے مست ہیں
 تمنا کرتے ہیں کہ اپنے ہاں
 کھدو سے لوگ ہو کر
 پھر کھنے سے زندہ ہوں
 گے ہم کو یہ ذکر سے
 ہی انہیں گے
 سے ہماری آہ نے
 اگر ہم جوا دیار تو
 ہر دور
 ہو جائے کہ
 ہے صبح
 پر ہم اپنے
 تمام سترے
 بنگاہ کو دیتی ہے۔
 اس شخص میں طوطی
 کی ہزاروں کی طرح لاشہ
 ہے مشعر اس ہادی
 کو کہتے ہیں جہان گوشت
 ایسے مقام پر نہیں جاتا
 کہ جملہ دوسرے کو
 دانت لے کر خور پائزات
 بند ہو جائے۔

دل چندم بریزی خون دیشم در آخر
 اسے دل پیری آنکھ سے نساغون بنا کے تھا، آخر شرم کر
 منم یارب کہ جان از عارض بوستیم
 اسے تکلیف میں ہی ہوں کہ کوبک کے رخسار پر دستا ہوں
 چو باد از زمین غیاں رودن خوشه تا چند
 دوسروں کے گلہیاں سے ہوا کی طرح خوش ہونے کی تک
 ملاو دنیا عقبی کن بخشید رفتی بخش
 روزی حالت گرفتار نے فریاد و شب مار و مینی کی مراد دی
 نگارستان چیدارم خم اہر شد سرست لیک
 مجھے معلوم ہے تیرا کمر چوں کا نگارستان نہ بنے گا لیک
 دلاد رنگ شنجیری گرا زانده نگریزی
 اسے طے شب فیزی کی دنیا میں اگر تو رخ سے گریز کر کے تھا

تو نیز لے دیدہ خالے کن مراد دل بر آخر
 اسے آنکھ تو بھی کچھ سوسا، آخر دل کی مراد پوری کر
 دعائے صبح دم دیدی کہ چوں مد بکار آخر
 تو نے دیکھا، آخر صبح کی دعا کیسی کار آمد ہوئی
 ز جنت توشہ بردار و خود تھے بکار آخر
 جنت کا توشہ لے آخرو تو کو نہ بیج سدا
 بگو شتم قول جنگ اول بدتم زلف یا آخر
 ابتلا تیرے کان میں جنگ کا قول ملا کہ اس سے قصہ ہو گا کہ نہ تیرے
 بنوک کلک رنگ منیر نقش می نگار آخر
 تلک کی رنگ سے رنگ ملا اور آنکھ کوئی نقش شنجیری
 دم صحبت بشار تھا یا زان نگار آخر
 صبح کا سانس آنکھ کا راس محبوب کی خوش خبریاں تجھے دے گا

تھے چوں ماہ زانوزدے چوں لعل پیش ورد

چاندنی جیسا مسفرق ہونا تو ہر شیشا ہے اور لعل پیشی شریعت ہے
 تو کوئی تاہم حافظ ز ساقی شرم دار آخر
 لے ماہ نظر کب سے ہمیں نے تو یہ کر لے ہے آخر ساقی سے شرم کر

دیگر ز شاخ سرو سہی بلبل صبور
 ماہ بلبل نے سرو سہی کی شاخ سے بھر
 لے گل بشک آنکہ گفتی بکام دل
 لے گل بھول اس غلام تیرا کہ توں کے مقدمے سلطان کھل گیا
 ز ہار ز حور و قصور ست اُمید وار
 زامہ اگر حمد اور گلوں کا اُمید دار ہے
 از دست غیبت تو شکایت نمی کنم
 تیری عدم موجودی کی، میں شکایت نہیں کرتا ہوں
 گرد بگردان عیش و طرب نرم اندو شد
 اگر دوسرے عیش اور مستی میں خوش و خست ہیں
 مے خور بیا رنگ چنگ و خور فصد و رکے
 چنگ کی دھن پر شراب پی یا بعد فصد نہ کر اگر کوئی

گلہیاں تک زد کہ چشم بلبل روئے گل بدور
 آواز دیکھ بھول کے پہرے سے نظر بد دور ہو
 بالبلبلان سیدل شیدا کن غرور
 بے دل، عاشق، بھیلوں سے غرور نہ کر
 مارا شرا بنجان قصور ست و یار حور
 ہمارے لیے شراب خانے نمل ہیں اور یار، حور ہے
 تا نیست غیبتے مذہبہ لذتے حضور
 سہنگ دم ہو جوں نہیں ہوتی ہے، موجودگی نہیں ہوتی ہے
 مارا غم نگار بود مایہ سرور
 ہمارے لئے محبوب کا غم خوشی کا سراب ہے
 گو بدتر کہ بادہ مخور گو ہو الغفور
 تجھے کہے کہ شراب نہ پیا تو کہہ نہ تو مجھے والا ہے

حافظ شکایت از غم ہجران چیمینی
 لے ماہ نقا، ہجر کے غم کی تو کیا اشکایت کرتا ہے
 در حجر وصل باشد و در ظلمت مست نور
 ہجر میں ہی وصل ہوتا ہے اور تاریکی میں نور ہے

دل کو شرم آتی ہے
 وہاں انہوں سے خوشی ہونا
 رہا ہے، ہوسنے سے ہی ہے
 محبوب کا دیدار میسر
 آتا ہے۔

سے ہوا دوسروں کے
 گلہیاں سے خوش ہونے
 کرتی ہے، انسان کو
 رہی کمانی کمانی ہے
 سے دنیا کی مراد چنگا
 گھانا اور خرت

کی مراد
 زلفی یاد
 آ کر
 انسان مانی ہیں

نقاشی دیکھی کر کے تو
 بھی کچھ نہ کچھ تو کرے
 مومچ خوں میں نہیں
 صابر رہی ہوتی تمہا
 مومچ بہاڑے پر نہ
 سزا کی کہ ہے۔
 سزا کے بعد ہی
 وصال میں لذت
 پیدا ہوتی ہے۔
 خدا کی منفعت پر
 بودہ کر کہنی جا۔

رہتے بناو مگر کہ دل از جاں برگیر
 چہرہ دکھا نہ جو سے کہ کہ حیاں سے دل بنا لے
 بر لب تشنه من ہیں و مگر آب در نیغ
 بر سے پیسے ہونگ کو دیکھو اللہ پانی میں در نیغ نہ کر
 چنگ بنوازو لب ساز بنود خود چہ پاک
 چنگ بجا اللہ دست کرے مگر خود نہیں تو کیا پڑا ہے
 در سماع آی وز سر خرقہ بر انداز بیض
 سماع میں آواز و در میں سر سے خرقہ اندا چھینک
 دوست گویا شور ہو دو جاں دشمن باش
 دوست کہہ دو یا رنجتا ہے تا کہ دو دونوں بجاں دشمن ہیں
 ترک درویش گیر بنودیم و درش
 فخر کو نہ چھوڑا گلاس کے پاس سونا ماور آسپا منی نہ ہو
 میل رفتن کن اندوست نے ما با باش
 لے دوست جانگنی خواہیں نہ تو ہا در تھری در ملے ساتھ رہ
 رفتہ گیر از ہم ایل تش و ایل و شمیم
 بر سے جسم سے دل کی اس آگ کو ادا کھ کے پانی کو لگیا ہو
 صوف برکش ز سر و بادہ صافی درش
 سر سے کپیل آتا رہینک اور مسافت خرا سہین

اشع سے محبوب کا
 رضا کا کاش پروا نہ
 عشق مراد ہے۔
 ع دشمن چہ کند
 چہ وہاں باش دوست۔
 ع عاشق کے آنسو کو
 چاندی اور زرد چہ ہے
 کو سونا کچھ۔
 ع لینی آنکھوں سے
 نہری بہری ہیا۔
 ع چہ
 دکھا کر
 کچھ خود
 بناوے
 اور خودی سے
 غافل کرے۔
 ع سب سے ایسی آگ
 ہونی چاہیے جس سے
 پارسوں کا آتش کو
 شہا جائے آنکھوں سے
 آنسو جل سے زیادہ
 جاری ہونے چاہئیں۔

پیش شمع آتش پروا نہ جاں گودر گیر
 کہدے کہ شمع کے سامنے پروا نہ کی آگ جان میں لگانے
 بر سر کشتہ خوشی آی وز خاش بر گیر
 اپنے مقتول کے پاس آ، اور اس کو خاک سے اٹھانے
 آتشم عشق و دلم خود تنم مگر گیر
 یہ کشتہ آگ اور بر سے دل کو اگر اور کشتہ تنم مگر گیر
 در نہ در گوشہ نشین
 مدد گوشہ نشین ہو گیا، ریا کاری کی گتھی ہیں لے
 بخت کو پشت کن کہے ترمس لشکر گیر
 نصیب کو کہد پشت نہ دکھائے اصولے ترمس لشکر چہ
 در غمت سیم شمار اشک و رخس از کر
 اپنے غم میں اسکے آنسوؤں کو چاند لگا اور اسکے رخ کو سونا کچھ
 بر لب تجھے طریحی و بکف ساغ گیر
 نہر کے کنارے ساقی چاہ اور ہاتھ میں پیالہ بولا
 گونام از درد و لب خشک و کنام تز گیر
 بر سے رنگ کو زرد اور بر سے ہونگ کو خشک اور زرد لگیا ہو
 سیم در باز و سر و سیمبرے در بر گیر
 چاندی کو ہارنے اور چاندی جیسے جسم ملے کو لٹوں میں لے

حافظ آراستہ کن بزم و بگو واعظ را
 اسے حافظ، مجلس سما، اور واعظ سے کہے
 کہ بین مجلس و ترک مرمبر گیر
 کہ میری مجلس دیکھ اور منبر چہڑے

خرمن سوختگان را پیمہ گو باد بر
 کہدے کہ سب جلے ہوؤں کے گلہاں کو بجا اڑا لیا ہے
 گویا سبیل غم و خانہ زینیا دبر
 کہد غم کا سیاہ آئے اور گو کو بنیاد سے اکھاڑ لیا ہے
 ایدل خام طبع این سخن از یاد بر
 اسے خام طبع دل، اس بات کو بھلاوے
 دیدہ گو آب رخ و جلہ بلغداد بر
 آنکھ سے کہد و لب باد کے دجلہ کی آبرو لیا ہے
 فزاد گرمی طلبی طاعتی استاد بر
 اگر تو صلا چاہت ہے استاد کی فرمانداری کر

رفٹے بناو وجود خودم از یاد بر
 چہرہ دکھا سکا اور بر سے وجود کو میری یاد سے بھلائے
 مالہ دادیم دل و دیدہ بطوفان بلا
 ہم، جموں نے دل اور آنکھ کو مصیبت کے طوفان چکر لیا ہے
 زلف چول غبر فاش کہہ بویہ میہات
 انوس سے ہے، اسکی کچھ میری زلف کو کون سوچ سکتا ہے
 شینہ گوشلہ آتشکہ یارس بخش
 سینے سے کہد و یارس کے آتشکہ کی آگ کو بجاوے
 سعی نا کردہ دریں راہ بجائے نرمی
 کوشش مہون تو اس راستہ میں کسی جگہ نہ پہنچے گا

دوش میگفت بزرگان درازت کشتم
 کل کہر با تہا بختی لمی بکوں سے قتل کر دوں گا
 روزم گم نفسے وعدہ دیدار پدہ
 میرے مرنے کے لئے تہمیزی در دیدار کا وعدہ کر لے
 دولت پیر مغال بادکہ باقی سہل ست
 پیر مغال کی دولت باقی ہے، اس بیکہ باقی تو سنا لیا
 بعد ازین چہرہ زرد من خاک ہوست
 اس کے بعد میرا زرد چہرہ ہو گا اور دوست کے کدکے خاک

یارب از خاطرش اندیشہ بسیداد بپر
 اے خدا اس کی طبیعت سے ظلم کا نہ نکال دے
 وانگم تا بہ لحد دفاع و آزاد بپر
 پھر تو مجھے بڑے تک فارح اور آزاد بھیجا
 دیگرے گو برود نام من از یاد بپر
 دوسرے سے کہ رو پلا جائے اور پیر نام یاد سے مٹا دے
 بادہ پیش آرو بیکیا غشم از یاد بپر
 غراب سامنے لا اور مجھے غم بھائل بھلا دے

حافظ اندیشہ کن از نازکی خاطر یاد

اسے حافظ یار کے مزاج کی نزاکت کا خیال رکھ

برواز ز کبش این نالہ و فر یاد بپر

اس کے دوبارے جلا جا، اور اس نالہ اور فر یاد کو بچا

ساقیا مایہ شباب بیار
 اے ساقی! جوانی کا سہرا بیلانا

داروے درد عشق یعنی مے
 عشق کے درد کی دوا، یعنی شہراب

آفتاب ست و ماہ بادۂ و جام
 سورج اور چاند ہیں، شہراب اور جام

غم دوران مخور کہ رفت و ز رفت
 زمانہ کا غم نہ کھا، اگر گیا اور نہ گیا

میکشد عقل سرکشی تمام
 عقل پھری سرکشی کرتی ہے

بزن این آتش مرا آبلے
 میری اس آگ پر پھوٹا پانی ڈال

گل اگر رفت گو بشاردی رو
 بچوں اگر چھا گیا، کہد خوشی سے جائے

غلغل قمری ار سنا مذرواست
 قمری کا شور، اگر سنیں رہا تو مناسب ہے

یا صوابست یا خطا خوردن
 چینا جائز ہے، یا گناہ

وصل او جز خواب نتوان دید
 اس کے وصل کو خواب کے سوا نہیں دیکھا جاسکتا

یک دوساغر شہراب ناب بیار
 خالص شہراب کے ایک دو ساغر، لا

گوست دربان شیخ و شاب بیار
 جو پورے اور جوان کا علاج ہے، لا

در میان مہ آفتاب بیار
 چاند میں سورج، لا

نغمہ بر ربط و رباب بیار
 بر ربط اور رباب کا نغمہ، لا

گردنش راز مہ طناب بیار
 اس کی گردن دے کے لئے، شہراب کی رسی، لا

یعنی آل آتش چو آب بیار
 یعنی وہ آگ، جو باقی کی طرح ہے، لا

بادۂ ناب چوں گلاب بیار
 عرق گلاب کی طرح خالص شہراب، لا

قلقل شیشہ مر شہراب بیار
 شہراب کے شیشہ کی قلقل، لا

گر خطا ہست و گر صواب بیار
 خواہ گناہ ہے، خواہ خیانت، لا

داروے گوست کوصل خواب بیار
 وہ دوا، جو نیند کی جڑ ہے، لا

۱۔ خدا کے وہ قتل
 کر دے اور ظلم کھینچ
 کر کے ملادے تک، دیکھ
 ۲۔ محبوب کے مزاج کی
 نزاکت فریاد اور نالہ کی
 برداشت نہیں کر سکتی ہے
 ۳۔ خاص شہراب جوانی
 کا سرمایہ ہے۔

۴۔ چاند میں آفتاب
 یعنی جام میں
 خرابی۔
 ۵۔ فصل
 کی سرکشی
 شہراب کی رسی

۶۔ چاہئے۔
 ۷۔ قتل و وہ آواز ہے
 جو مزاج کے اندیشے
 سے پیدا ہوتا ہے۔
 ۸۔ وصل بیداری میں
 میسر نہ آسکا، جس خواب
 میں میسر آسکتا ہے۔

گرچہ ستم بہ چار جامِ دگر تا بیکلی شوم خراب بیار
 اگرچہ میں ستم ہوں، تین چار جامِ اہل
 ایک دور طیل گراں بہ حافظہ وہ
 حافظہ کو ایک دو بھاری پیمانے دے
 گر گناہ است و گر ثواب بیار
 خواہ گناہ ہے، خواہ ثواب،

سر و بالا بہت خوش رفتار
 بلند قدم، خوش رفتار، سرو
 دل ماہرہ بہ عیاری
 تو چلاؤ کے پہاڑوں کے گیا
 زلف سنبل اگر بر اقتانی
 اگر تو سنبل کی زلف کو، جھٹک دے
 بیوفائی مکن دگر پیشہ
 پھر بیوفائی کا پیشہ، اختیار کر
 گاہ گاہے بیوسہ ام ہوا
 مجھے، کبھی کبھی لوسہ سے نواز دے
 تا بدیدم دو چشمِ جادویت
 جب سے میں نے تیری دونوں چہرہ دیکھا تو کھنکھاتا

حافظ دردمند حیران ست
 دردمند، حافظ حیران ہے
 بندہ تبتے زرو مقدار
 مخلص اور بے مزہ پتیرا غلام ہے

شبِ قدر ست و طشہ نامہ بجز
 شبِ قدر ہے اور بجز کا نام لپٹ گیا ہے
 ولادہ عاشقی ثابت قدم باش
 اسے دل، عاشقی میں ثابت قدم رہ
 من از زندگی نخواہم کرد توبہ
 تیرا زندگی سے توبہ نہ کروں گا
 دلہ رفت و ندیدم رونے دلدار
 میرا دل چلا گیا، اور میں نے تیرا چہرہ نہ دیکھا
 بر آئے صبح روشن دل خدارا
 اسے دیکھیں دل، صبح روشن دل کے لئے نکل آ

سَلَّمَ هِيَ حَتَّى مَطْلَعِ الْفَجْرِ
 وہ سلامتی ہے، جب تک فجر طلوع ہو
 کہ در این رہ نیا شد کالے آجر
 اس لئے کہ اس راستہ میں کوئی کام بنا کر نہیں ہے
 وَلَوْ أَدْرَيْتَنِي بِالْمُحِبِّ وَالْمُحْبَرِ
 اگرچہ تو مجھے نہاں سمجھا، اور جفا سے ستائے
 فقال از این تطاول آہ از این زجر
 اس قلم سے فریاد ہے، اس جملے پر آہ ہے
 کہ پس تار یک می بینم شبِ بجز
 میں فریق کی راست کو بہت تار یک دیکھتا ہوں

۱۔ مہربان زلف سے
 ۲۔ سنبل کی زلف کی طرح
 ۳۔ چہرہ کا خوشبو کے
 ۴۔ بالقابل شکستہ قدم
 ۵۔ ست حافظہ اگر خوش
 ۶۔ اور حیران ہے
 ۷۔ کین تو
 ۸۔ غلام ہے
 ۹۔ تا شب
 ۱۰۔ قدم کدے
 ۱۱۔ تیرا کدے ہو کر
 ۱۲۔ طبع ہر تے تک
 ۱۳۔ سلامتی ہی سلامتی
 ۱۴۔ ہے
 ۱۵۔ تیرا جبروت ہے ہر جہاں
 ۱۶۔ ویرانہ ہر جہاں آجینا

وفا خواہی جفاکش باش حافظ

اے حافظ! تو نسا پاتا ہے تو جفاکش بن
فَاِنَّ الزَّوْجَ وَالْحُسْرَانَ فِي النَّجْمِ
اس لیے کہ جملہ میں نفع دار کو نام ہے

صبا ز منزل جاناں گذر در بیغ مدار
اے صبا! کہہ سکتا ہوں کہ اس سے گزرنے میں بیغ مدار
بشکر آنکہ شگفتی سگام دل اے گل
اے گل! کہ شگفتی سگام دل اے گل
مرا وہا ہمہ موقوف یک کر تیرہ دست
مرا وہا ہمہ موقوف یک کر تیرہ دست
پندرہ سدی حشا تیری یک اوارہ پر موقوف ہے
خریقت بزم تو بودم جو ماہ نو بودی
جہ تو نیا پندرتا تیری بزم اسٹیک تھا
جان ویر در دست ہل مختصر دست
دنیایہ جو بگر دنیا میں ہے آستانہ مختصر ہے
مکارم تو بافاق می برد شاعر
شاعر تری سبائیاں، دنیا میں لیا گیا ہے
جو ذکر خیر طلب میکنی سخن این دست
اگر ذکر خیر چاہتا ہے، تو بات ہے
کنول کہ ختمہ نوش مست لعل شیرینیت
اب بگر تو اسٹیک جیسا شیریں چوٹ ہے عیب چہ ہے
مشا ذال کہ رجوت کنند سیر بسط
وہ مشا ذال کہ رجوت کنند سیر بسط

وز و بجا شتی مسکین خیر در بیغ مدار
اور مسکین ماضق کو اس کا خیر و دینہ میں بیغ مدار
نسیم وصل ز مرغ سحر در بیغ مدار
وصل کی کو شیر کو بیل تک سپہ پانے میں بیغ مدار
ز دوستان قدیم امیں قدر در بیغ مدار
قدیم دوستوں سے اس قدر بیغ مدار
کنول کہ ماہ تمامی نظر در بیغ مدار
اب بگر تو گل چاند ہے، نظر کرنے میں بیغ مدار
ز اہل معرفت امیں مختصر در بیغ مدار
جان پیمان والوں سے اس مختصر میں بیغ مدار
از و وظیفہ و زاد سفر در بیغ مدار
اس کے لئے وظیفہ ماہ سفر کے بیغ مدار
کہ درہائے سخن سیم فرد در بیغ مدار
کہ درہائے سخن میں چاندی ماہ سونے میں بیغ مدار
سخن بگویی و ز طوطی شکر در بیغ مدار
بست کر، اور طوطی کو شکر دینے میں بیغ مدار
برائے مقدم ایصال سفر در بیغ مدار
اے کہ پیشانی، سفر سے بیغ مدار

غبار غم برود حال بر شود حافظ
غم نہا دلہا ہے، سنا مذا ماحہ ہے جہا
تو آب دیدہ از نیں رہند در بیغ مدار
تو اس بات پر ہوا کہوں کے بیغ مدار

حیدر دست و موسم گل عیال دولتدار
حیدر دست و موسم گل عیال دولتدار
دل بر گرفتہ بودم از ایام گل و لے
میں نے موسم بہار سے دل چاہا تھا، اس کے
گرفتہ شد خور و نقصان صبح بہت
اگر حوی جھٹ گئی تو کہتا ہے، صبح کی شراب تو ہے

ساقی بروئے شاہ میں ماہ مے بہار
اے ساقی! شاہ کے چہ سے میں چاند کو چوٹا دیش
کالے مگر دست باکان روزگار
زاد کے تیکوں کہ تو نے کچھ کام نہ کیا
از مے گذر روزہ کشاط البان یار
یار کے طالب شرب سے روزہ کشاط کرتے ہیں

۱۔ حشر کے نام لیا
کسی ٹوٹا، یعنی سلم
کسی نفع یعنی وفا
مائل ہوتا ہے۔

۲۔ اے بچوں اپنے
کلنے کے سکراری
بجائے تک خوشبو ہوجا

۳۔ جہ تیرا خیر حسن
تھا میرا تیرا جم بیس
تھا صاحب بگر تیرا حسن
شہا ہے کچھ مگر کم

۴۔ مے حوی
حلی کی
مے حوی
۵۔ مے حوی

۶۔ ہل ماہ تیرا کام شکیب
طولی کر کے کھان جانی
ہے لہذا مجھ سے بات کر
۷۔ اور ایسا لہنے لہنے
میں ساجھ چاند کی
بیرکت ہے۔

۸۔ شکر کا چوٹا
جو چاند کی طرف ہے۔
۹۔ شکر کا چوٹا
نہ مگوں کی باخونہ
ساتھ دیا میں تو
پر تہ نہہ سا۔
۱۰۔ شکر کا چوٹا
کے شکر اور شکر
انطاری ہے۔

ملکہ شہزادی شہزادہ کو
 جو بادشاہ کے لائق ہو
 ملاوٹا نہ لیا۔
 مہاراجہ کے پاس
 کہ جام کیا فیض
 حاصل ہوتا ہے اور
 یہ کہ جس طرح یہ
 بادشاہ بھی مر گیا دنیا
 کس قدر ناپائیدار ہے۔
 یہ قیامت ہے کہ یہ
 شہزادی کو بھی شہزادہ
 کی گدڑی کی حالت
 ہوگی۔
 یہ ہمارا سبق ہے
 ہے یہی کلام الیوان
 سے کہو کہ ہمیں ہے
 ہے جبکہ ہمیں جو یہ
 حیات بخش
 ہونٹ
 حاصل
 نہیں ہے
 تو ہم باجان
 اور جانان کی آیات
 کریں۔
 ۱۔ فرسے کو کو تو ال کا
 کئی در نہیں ہوا نہیں
 و فرسے کے تیر کہ ہیں
 کا شہ ہے۔
 ۲۔ شہزادہ
 ہونٹ
 کو تو ال کا
 اور جانان کی آیات
 کریں۔
 ۱۔ فرسے کو کو تو ال کا
 کئی در نہیں ہوا نہیں
 و فرسے کے تیر کہ ہیں
 کا شہ ہے۔

جز نقد جہاں بدست ندام شراب کو
 نقد جہاں کے سوا میرے ہاتھ میں کچھ نہیں ہے شراب کہاں ہے
 خوش دوتے ست خرم و خوش خسو کو یکم
 دولت بھی آجی ہے، اور کئی بادشاہ بھی خوش و خرم ہے
 مے خورشید بندہ کہ زیبے در گردہ
 بندہ کے اشد پر شراب پی ۲۸ لے کر بخور فنی دیکھا
 دل در جہاں بندہ فرمتے سوال کن
 دنیا میں دل نہ بیٹھا، اور کسی ست سے بد چہ
 ایدل جناب عشق بلند ست ہمتے
 اتے دل عشق کی بارگاہ او بچی ہے، بہت کر
 زانجا کہ پردہ پوشی لطف عجم تست
 چونکہ تیری حاسم تیرا فنی، پردہ پرش کہ ہے
 ترسم کہ روز حشر عقال بر عقال رود
 بچے نہ ہے، کہ شہر کے دن برابر ہوں گی

کای نیز بر کر شہمہ ساقی کغم شہار
 کہ وہ بھی میں ساقی کی ادا پر، نہا در کر دول
 یارب حشر زخم زمانش نگاہ دار
 آئے غلاناغہ کی ما ننگہ بد سے اسے بپا
 جام مرفوع تو بدیں دُر شا ہوار
 تیرا بچاؤ حسام، اس بادشاہ کے لائق ہونے کے ساتھ
 از فیض جام و قفصہ جمشید کا مگار
 جام کے فیض، اور کامیاب، جمشید کا قفصہ
 نیکو شنو حدیث و تو اس قفسہ گوش دار
 بات کو اچھی طرح سنو، اور تو اس قفصے پر کلام
 بر نقد باپوش کہ قلے ست لم عیار
 ہمارے سب کو کہ پردہ پوشی کو کیونکہ وہ کڑا لاکھ جان ہے
 تیغ تیغ و خرقرہ زرنہ شراب خوار
 تیغ کی تیغ، اور شراب خوار زندہ کی گدڑی

حافظ چورفت روزہ و گل نیز میر ود
 لے مانتا جبکہ رمضان گذر گیا اور موسم صوم بھی گذر رہا ہے
ناچار بادہ نوش کہ از دست رفت کار
 مجبوراً شہر آب پی، کہ ہاتھ سے کام نکل گیا

عاشق یارم مرا با کفر و ایمان چہ کار
 میرا تو بار عاشق ہوں، مجھے کفر اور ایمان سے کیا سام؟
 از لب جانان نمی یابم نشان ندگی
 مشوق کے ہونٹ سے مجھے زندگی کا نشان نہیں ملتا ہے
 کشتہ عشقم مرا از شمعہ دوراں چہ غم
 میں عشق کا متوال ہوں، مجھے زمانہ کے کو تو ال کا کیا کار
 قبلہ و محراب میں اپنے دل پر دست بس
 میرا قبلہ، اور محراب بس دلدل کی ابرو ہے
 چونکہ اندر ہر دو عالم یار میا ید مرا
 چونکہ تو دونوں جہانوں میں، مجھے یار ما جی ہے
 ہر کہ آرزو شد مجھ در طریق عاشقی
 جو عشق کے راست میں ملتا ہے وہ جو ہی سے جیسا ہو گیا
 صورت مزاں چہ خوابی سیرت مرداں گزین
 تو مردوں کی صحبت کیا جانتا ہے، مردوں کی عادت اختیار کر

تشنہ دردم مرا وصل و با بچال چہ کار
 میں درد کا میا سا ہوں، مجھے وصل اور بچال سے کیا سام؟
 پس مراے جان من با جان با جان چہ کار
 پس لے میری جان کچھ مشرق اور جان سے کیا سام؟
 مفلس عورم مرا از مرہ دیواں چہ کار
 میں مفلس ہوں، میرا دفتر دالوں سے کیا سام؟
 این دل شوریدہ را با این و با آن چہ کار
 اس دیوانہ دل کو اس اور اس سے کیا سام؟
 باہرشت دوزخ و باجو و باغلمان چہ کار
 بہشت اور دوزخ اور جہنم اور غلمان سے کیا سام؟
 از غم و دردش چہ کما می یابد ماں چہ کار
 اس کو درد اور غم سے کیا واقفیت اور علاج سے کیا سام؟
 مرد عاشق پیشہ را با صورت ایواں چہ کار
 عاشق پیشہ انسان کو، جسم کی تصویر سے کیا سام؟

حافظاگر عاشق و مستی دگر رہ بازگوی

اے حافظاگر تو عاشق و مست ہے دوبارہ کہہ
عاشق یارم را با نفرو یا ایماں چہ کار
میں یار کا عاشق ہوں، مجھے کفر اور ایمان سے کیا ہے

گر بود غمخیزانہ روم یار دگر
گر زندگی رہی، سببنا میں دو باجا جانوں کا
خوم آنروز کہ با دیدہ گریاں بروم
وہ دن سبک ہو گا مدق ہوئی آنکھوں کے ساتھ جانوں کا
معرفت نیست دریں قوم خدایا مدے
اس قوم کو پہچان نہیں ہے، لے خلا مستو کر
عافیت می طلبہ خاطر امربگزارند
میری طبیعت ماییت چاہتی ہے، اگر چہڑیں
گر مساعدا شودم دائرہ چرخ کی بود
اگر نیلے چرخ کا دائرہ، سیرا بندہ کا رہو
راز سربستہ ما ہیں کہ بدتال گفتند
ہمارے سربستہ راز کو کچھ، وہاں تک میں انھوں نے بیان کیا
یارا گرفت و حق صحبت نہیں نشانت
دوست اگر چہ لا گیا اور برین صحبت کا حق نہ پہچانا
ہر دم از درد دنیا لم کہ فلک ہر ساعت
میں ہر وقت درد سے تالاں ہوں لے کر آسمان پر گزری

بجز از خدمت از نمل نکتہ کار دگر
بندوں کی خدمت کے سوا دوسرا کام نہیں
تا زخم آید دیکھ کہ یکبار دگر
تاکہ نیکہ کے معاذہ ہو دوبارہ چہڑا کو کر دیں
تا برم گوہر خود را بخسریا دگر
تاکہ اپنے گوہر کو دوسرے خریدار کے پاس نہ جائے
غزہ شوخش و آن طرہ طرہ ار دگر
سیر اس کی شرح ادا اور وہ طرار زلف
ہم بچرخ آورمش باز پر کار دگر
سیراں کو دوسری پر کار سے لا کر میں سے لے لیا گا
ہر زماں باد ف نے بر سر بازار دگر
دستا اور باسری کے ساتھ ہر وقت ایک نئے بازار میں
حاشا کہ روم من لے لے یار دگر
خدا بچائے کہ میں دوسرے یا کے چھجے جانوں
کندم قصہ دل زار بازار دگر
بیرے کو دردوں کا نئی کیفیت کے ساتھ راز لہ کر لیا ہے

باز گویم نہ دریں واقعہ حافظ تہناست

میں پھر کہتا ہوں اس واقعہ میں تہنا حافظ نہیں ہے
غرق گشتند دریں با دیر بیا ر دگر
اس جگہ میں دوسرے بہت سے تباہ ہو گئے ہیں

نصیحے کمنت بشنو و بہا نہ گیر
کچھ نصیحت کرتا ہوں، اس کا نام بہا نہ نہ بنا
ز وصل زوئے جواناں متعے بیروار
جوانوں کے چہرے کے وصل سے نہ کہہ انصا
نعیم ہر دو جہاں پیش عاشقان نچھے
مشتوں کے نزدیک ہوں کہ تمہیں ایک بڑے بڑے
معاشرے خوش و رونے بسا رہنخواہم
ایک چھوڑتا اور ساز میں سے ایک روڈ چاہتا ہوں

ہر آنچہ نایع مستحق بگویدت بیدیر
جو کچھ نیشنق، نایع چہرے سے ہے، اس کو قبول کر
کہ در کینا عمرت مگر عالم پیر
اس لیے کہ پیر ہے جہاں کو زندگی کی گات میں ہے
کہ این متاع قابل حمت و آن بہائے حقیر
اس لیے کہ یہ تمہارا سا لگان اور وہ حقیر قیمت ہے
کہ در خویش بگویم بنا الہ کم وزیر
تاکہ اپنے بچے سروں سے لپٹا درد بیان کر دیں

مستفاس خزل کے
ملن کو کچھ بڑھ
۱۔ اپنے آسروں سے
چڑھاؤ کہ کھلے تانگے
خبر دے
مستی کو کہ کھلے پاتا
چہ لکھن مشرق کی
اٹا اور لکھن مشرق میں
لینے دیتے ہیں
سگہ لکھ کے دائرہ
میں جو چہڑا جاتی ہے
وہ چاہوں طرف سے
گھر جاتی ہے
میں مشرق
کو پھر
دوں گنا

لوگ ہاں سے ہی
کہ وہاں سے لے کے
خبر لگا کر رہے ہیں
و نصیحت کہیں لکھے
اشاد میں ہے
ی نصیحت سے بے کر
نوجوان مشرقوں سے
لطف لفظ ہو
ش ایریٹے ہر دو جہاں
اور اس کے ٹکلی طرف
اشاد ہے
چہ ہر دو ایک کے لیے
سا کا نام ہے
کاشمیر میں کو لکھ
ہم لکھتے اور لکھتے ہیں۔

۱. میں ظاہر ہوں

ہم سے ملے ہیں
ہوئے ہیں ہر
ہم سے تشریح کا نقل
ہوئے تہت
کے قابل نہیں ہے

شعر
پہلے سے کہلائے ہیں
انکھ کے عالم میں
ساحلیں کہلائے ہیں
تیرے کئی نہیں ہیں

۲۔
میں آج صبح
سینا کے کفر کا
نام ہے یہاں
عذارا کے گونہ مڑ
ہے ہر سلطان

تعلیم
کافر
تعلیم
یہ عقیدہ
سائنس سادگی

ظہیر قاریان فارسی
کے شہسوار ہیں
یہی ماند شیرازی کا
کلام ان سے پڑھیں
یہ میں درویش ہیں
غیر سے کلام ہراسکو

مہوش کر دے لو
دنیا دار ماہ کے دل پر
صورت کا ماحول کا
۳۔ اس کا کوئی نہ
زمین کو متواضع
سوئے کو ہوا ہر پندر
پہلے سے تہذیب مانتا

۴۔
کے زبانی شایع ہے
میں جا کر لے کر پڑھا

برائے سرم کہ تو شہمے و گنہ نکتم
۵۔ میں ہوں، ہوں کہ شراب دینوں اور گنہوں کا
دل رمدیدہ مارا کہ پیش میگرد
ہمارے بھائے ہوتے دل کا گنہ دستہ کے

چو قسمت از لی بے حضورا گردند
۶۔ ہرگز نہیں بھدی سو غنڈی کے ہفتہ ہفتہ کا
بجز تو یہ نہادم قدح زلف ہمد ہار
میں نے توبہ کے ارادے سے سو بار سوا با حق سے کہا

چو لاله قدح حمزین ساقی تے ناب
۷۔ ساقی، نفاص شراب لائے ہی سے پیلا میں انش
تے دو سالہ و محبوب چارہ سالہ
دو سال شراب، اندر چہ سالہ مشرق

تکفمت کہ حذر کن ز زلف او لیدل
۸۔ اے دل میں لے کر سے نہیں کہا تھا اس کی زلف نہ چڑھا
بار سا غریب اوقت و فیض ز غوش آب
پاؤنی سا غراہرا چہ آب کے موی کا فیض

بنوش بادہ و عزم وصال جلال کن
۹۔ شراب ہے اہل محبوب کے وصل کا لطف
حدیث تو یہ دریں بزم کہ گو واعظ
اسے واقف اس بزم میں توبہ کی بات نہ کر

چہ جائے گفتہ غاجو و شعر سلمانت
۱۰۔ غاجو کے کلام اور سلمان کے اشعار کا کیا موقع ہے؟
کہ شعر حافظ شیرازی بزم شعر ظہیر
اس لیے کہ شیرازی کے کلام کے اشعار کا کیا شاعر ہے؟

متے از عاشقان گر عاشقی ہر گاہ گیر
۱۱۔ اگر تو عاشق ہے، عاشقوں کی لاشیں سارے رک
سنگ متی بر سر درویش غیرت خواہان
غیرت کا لطف ہے درویش کے سر پر متی کا پتہ

ز آسمان ہمت بیاورد و تواج از تیر
۱۲۔ آسمان سے ہمت، اور زمین سے توجہ سے
تلمکے گیری ز بہر منصب و امان شاہ
کس ہمد کے لیے شاہ کا دامن کب تک نہ لے گا

اگر موافق تدبیر من شود وقت بر
۱۳۔ اگر تقدیر بھری تو ہمیں ہر کے موافق ہو جائے
خبر دہمید بہ مجنون بستہ در زنجیر
زنجیر میں بندھے ہوئے، مجنون کو بندھے ہوئے

گر اندکے ز بوقی رضا ست خردہ گیر
۱۴۔ اگر تھوڑا سا مرضی کے موافق نہیں، اسے صبراً منہ نہ کر
وئے کہ شتمے ساقی نمیکند تقصیر
ایسی ساقی کی ادا، کہ تاجی نہیں کرتی ہے

کہ نقش خالی نگارم نمیر و در ز ضمیر
۱۵۔ اپنے کو جیسے دل سے محبوب کے ہی ہفتہ نہیں ہفتہ ہے
جہیں میں ست مرا صحبت غیر گیر
بڑے بڑے کی صحبت میں سے مجھے بھائی ہیں

کہ میکند در آن حلقہ بادور زنجیر
۱۶۔ اس لنگھو اس حلقہ میں ہمارا کو بھی تیرا کہہ دیتے ہیں
حسود کو کرم آصفی بیلین و کیمیر
ماسد صکبہ، آصفی کرم دیکھو اور حیا

سخن شو کہ ز تبت ز بام عرش صغیر
۱۷۔ بات سہا اس لیے کہ عرش کے باقاعدے تجھے پھر کہتی
کہ ساقیان کمال ابرویت ز نند تیر
کیونکہ کمال ہے ہر حالے ساقی بچہ پر تیر ہلا دیتے

پائے بر فرق خلاف گاہ و گاہ گیر
۱۸۔ تاج اندر رتبہ والے کے سر پہ بزم و صبر
دلغ حسرت بر دل نیند و نیا گوگیر
دنیا کے طالب، دنیا دار کے دل پر حسرت کا دلغ

مردی از ہرجوی و نور ہراز ماہ گیر
۱۹۔ سب سے پہلے ہی ظلمہ چاند سے تبت کا نور مان کر
ز جو مردن حلقہ در گاہ شاہنشاہ گیر
ہا، مردوں کی طرح بادشاہوں کے ہر شاہ کے ہر شاہ کے

گر شاہاں بر سر رملک توتوانی نشت
 اگر شاہاں کی طرف ملک کے قسمت پر تو نہیں بیٹھتا ہے
 عشق گوید روز و شب گوش ہر تڑپنے
 دن رات ہر گنبار کے مکان میں عشق کہتا ہے

روح فریاشاں طناب نیمہ و خرگاہ گیر
 ہاؤزشوں کی طرح خیرا اور خرگاہ کا رتا تمام لے
 گر تو مرد را و مانی زیں سیکترہ گیر
 اگر تو ہماری راہ کا مہر ہے اس سے بگڑا رتا اختیار کر

تا بکے از لاسخن گوئی یا حافظ بیا

اے حافظ! جا بک تک پہنچا بے گم
 ایں زماں فزاک عشق تیرا لاشد گیر
 ایسا لاشد کے بلار کے عشق کا حکم بتھام لے

یوسف گم گشتہ باز آید بکفان عم خور
 گمشدہ یوسف کی گند میں داپس نکھائے گم خور
 ایں دل غمدیدہ حالش بی شود دل بکن
 اس گم زدہ دل کا سال اچھا ہو جائیگا، ناانید ہو
 گر بہا عمر باشد باز بر طرف چمن
 اگر عمر کی بہا بر رہی، چمن کے کنارے پر پیر
 دور گردوں گرد و رونے بر مر لوبانگشت
 اگر زمانہ کا جبکہ ایک دور وہاری فشا کے ملحق دجلا
 ہاں مشو لو مید حوں واقف تاز بر غیب
 ان ۱۲۱ تاسید نہ ہو کہ غیب کے راز سے واقف نہ ہو
 ہر کہ سر گرداں بعالم گشت و عموکے ریفات
 جو شخص دنیا کی پردہاں بھرا، اور کوئی خوار نہ سلا
 در بیاباں گر بشوق کبھی خواہی زد قدم
 اگر کبھی شوق میں، تو بیاباں میں قدم رکھنا چاہتا ہے
 حال مادر فرقت جانان و ابرار قریب
 دوست کے رواق اور قریب کے ستانے سے پہلے ابرار
 ایدل اریل فنا بنیاد ہستی بر کند
 اے طاہر! کسباب اگر وجود کی بنیاد کا نرد سے
 گر بی منزل بس خطا ناکست مقصدنا پدید
 اگر بی منزل بہت غلط ناک ہے، اور مقصد اور منزل ہے

کلیہ احوال شود روزے شگستاں عم خور
 غم کی کوٹھری کی دن باغ بچائے گی، غم نہ کر
 ویں بر شوریدہ باز آید بسااں عم خور
 اہل پریشاں و مانا، پھر آراستہ ہو جائیگا، غم نہ کر
 چتر گل بر سر کشی لے مرغ خوشحال عم خور
 چتر تو سر پر رکھنا لے خوش حال پر دنیا غم نہ کر
 داتا سکیاں نماند کار دوران عم خور
 تو راز کا کام، ہوش یکساں نہ رہے گا، غم نہ کر
 باشد اندر پردہ باز بہائے نہیں عم خور
 پردے کے اندر بھی بازیانا ہوں گا، غم نہ کر
 آخر الامرو بغوا لے رسد ہاں عم خور
 انجام کہو کہ غمور تک پہنچتا ہے، غم نہ کر
 سرز نشا اگر کند خار مغیلاں عم خور
 اگر جہل کا کھنسا جھوکیاں دے، غم نہ کر
 جلمہ میدانہ خدائے حال گرداں عم خور
 حالتوں کو بدلنے والا، خدا سب جانتا ہے، غم نہ کر
 چون ترا نوحست کشتیاں طوفان عم خور
 جبکہ تیرا کشتیاں نوح ہے، طوفان کا غم نہ کر
 پنج را ہے نیست کورا نیست پیاں عم خور
 کئی لاستہ ایسا نہیں ہے جس کی اتہا نہ ہو غم نہ کر

حافظا در کج فقر و ضلوت شبہائے تار

اے حافظ! فقر کے گوشہ میں اور تاریک راتوں کی تباہیوں
 تا بود و ردت دعا و درس قرآن عم خور
 جب تک تیرا وجود دعا اور قرآن کا درس ہے، غم نہ کر

۱۲۱ میں نہیں ہے
 اشد کے اسو کی نفی
 ہوتی ہے لاشد کر
 اشد اس سے خدا کے
 وجود کا اثر ہو سکتا ہے
 تصرف میں مبتلا لا
 کا تصرف قائم کیا جاتا ہے
 پھر لاشد پر ہونے
 جاتا ہے

۱۲ اس پوری
 خزل میں
 خواب
 نے
 بقا شے انشئ
 دنیا کی تفسیر کی ہے
 میں ہر تکی کے بعد
 راست ہے کساہ
 حضرت یعقوب کا شہر ہے
 ۱۲ مشیلاں اسلم میں
 اتم خلیان تھا اہمستی
 مان اور خلیان قول کی
 میں ہستی و لایاں جہل
 کہ وقت کو کہا جاتا ہے
 جو کچھ عرب میں عزت
 پہل ہوتا ہے۔

ردیف زائے معجم

انزل میں تانکے تیا
 تیرے قدمے ملا تیرے پاؤں
 گئی تھی وہی وجہ سے
 تیرے اوپر جو بوسہ پڑی ہے
 سب جہاں تک عاشق اپنے
 وجود کو خود کی طرح مشتق
 کی آگ نہیں نہیں سلگاتا
 ہے اس کو زلف مجرب
 کی خوشبو میں نہیں
 ہوتی۔
 ہے اگر یہ رقیب اپنے
 شہ کے کتنی سے میرے
 مکتوب سے بھی کر ڈالے
 تہ بھی میرے غلام
 میں کی نہیں آسکتی ہے
 جس طرح سے خاص

سونے کو

ماتحت ہے

کا شکر

کھائی ہیں

کھایا جاتا ہے۔



تے محبوب کا ملا تیرو
 مجھے میرے نہیں اور
 اس کے بدن میری
 نماز جائز نہیں تو خون
 دل سے وضو کی ہے
 کیا فائدہ ہے۔
 ہے قدرت کرسن کا
 کر شہا پر کرا تھادو
 محمود کو از سے طرح
 کی ہے نیازی مال حق
 شعر
 ہے دوست کا
 دھار ہے
 اس سے
 بشکرت
 تیرے

لے سرو باز حسن کہ خوش میروی بناز
 اسے من کے دروازہ، توجہ نماز سے خوش خنای کر رہا ہے
فرخندہ باطالع نازت کہ درازل
 تیرے ناز کا نقیب مبارک ہو، اس لیے کہ ازل میں
آنرا کہ بوئے عزیز زلف تو آرزوست
 جس کو تیری زلف کے خمیر کی خوشبو کی آندہ ہے
از طعنے رقیب نگر در عیار کم
 رقیب کے طعنے سے، گمراہی کم نہیں ہوتا ہے
پروانہ را شمع بود سوز دل لے
 پروانے کے دل میں شمع کی وجہ سے ہوتی ہے یہی
دل کہ طرف کعبہ کویت وقوف یافت
 جہد لے تیرے کوچہ کے کعبہ کے طرف سے واقفیت حاصل کرنا
ہر دم بخون دیدہ پر حاصل وضو نیست
 آنکھ کے خون سے بروقت وضو کرنے سے کئی فائدہ جو کہ
صوفی ماکہ تو بزمے کردہ بود دوش
 جہاں صوفی، جس نے کل شراب سے توبہ کی تھی

عشاق را نیاز تو ہر لحظہ صد نیاز
 تیرے ناز پر عاشقوں کی جانب ہر لمحے وقت سونیا زندہ ہیں
بہریدہ اندر قد صروت قبائے ناز
 تیرے سرو کے قدم کے مطابق ناز کی قبائلی چاہتی ہے
چوں غوغو گو بر آتش سوزاں بسوز ساز
 کہہ دار کی طرح جہلی آگ پر جلے ۲۴ دم نذر ہے
چوں زرا اگر بر زند مرا درد ہاں گزار
 جبکہ کتنی کے نہ سے مجھے سونے کی خدمت نہیں
بے شیخ عارض تو دلم را بود گزار
 تیرے زسار کی شیخ کے بدن میں ازل تک رہتا ہے
از شوق آل حریم ندادد میر حجاز
 اس حریم کے شوق کی وجہ سے حجاز کا خیال نہیں کرنا ہے
بے طاق ابرو تو نماز مرا جواز
 تیری ابرو کے حلاق کے بدن میں سیری نماز کا جو نہیں ہے
بشکست عہد چوں در میخانہ دید باز
 اس نے عہد توڑ دیا، جب شراب خانہ کا دروازہ کھلا دیا

چوں بادہ مست بر سر خم رفت کف نال
 ایسی ہی جہاں ہوا، مست شراب کی طرح منکے پہنچیا
حافظ کہ دوش از لب ساغ شنید راز
 جب حافظ نے ہل ساغر کے ہونٹ سے راز سنا

ہماں نیاز کہ محاج را براہ حجاز
 وہی حاجزی ہے جو ماجوں کو حجاز سے راستہ میں
زاشک پرس حکایت کہ من نیم غماز
 آنسوؤں سے فتنہ دریافت کرنے کی صورت میں پھوڑ نہیں ہوں
جمال دولت محمود را بزل زلف ایاز
 محمود کی دولت کے جمال کو، ایاز کی زلف کی
چو کعبہ یافتیم آیم ز بیت پرستی باز
 جب میں سے کعبہ ایسیا بیت پرستی سے باز آؤں گا
کہ با تو شرح سرا انجم خود نم آغاز
 جس میں تیرے سامنے اپنے ہنرمند کی شرح کا آغاز کروں

براہ میکہ و عشاق راست در تک تاز
 شراب خانہ کے راستہ میں، عشاق کی ڈھلری جاگ ہیں
چو گویمت کہ ز سوز دروں چرمی نیم
 میں تجھ سے کیا کہوں کہ اندونی سوز سے میرا کیا حال ہے
غرض کہ شمرہ حسن و زہد حاجت میت
 حسن کو شمرہ دکھانا ہے مرنے کوئی ضرورت نہیں ہے
بہیج در نرم بعد ازین از حضرت دست
 اس کے بعد دو دست کے در باہر کسی دروازہ پر نہ جاؤں گا
شے چنین بسر کہ ز بخت می خواہم
 میری بخت، اپنے نقیب سے ایسی رات ملتی ہوں

تم ز بجز تو چشم از جاں فرود میا درخت
 بر آمدن تیرے بجز کی وجہ سے لوٹنا سے آکھو بندگان چاہتا تھا
 چه خلق باکر دم بر در دل از سر سوز
 سوز کے ساتھ میں نے دل کے دوڑنے کو کہتا ہوں کہ تیرے بجز تو نہیں کو جان
 چون غم بجز ہفتہ نہاں کجا ماند
 غم کی طرح چھپا ہوا لڑکے پر شہید ہو سکتا ہے

امیر دولت وصل تو دادا نام باز
 تیرے وصل کی امید نے مجھے پھر زندگی بخش دی
 ہو کے روز وصال تو در شان دراز
 تین راتوں میں تیرے وصل کے دن کی منت میں
 دل مرا کہیں صباست محرم راز
 جسک صبا کی ہے امید تیرے دل کی محرم راز ہے

ز شوق مجلس آں ماہِ غمگین حافظ

اسے حافظ! یہ اس مجلس پر ولسے، چاند کی مجلس کے شوق میں
 گرت جو مجمع جفلے رسد بسوز ولساز
 اگر شمع کی طرح تجھے طلسم پہونچے گل اور موافقت کمر

بر نیامد از تمنائے لبست کا مہم ہنوز
 تیرے ہونٹ کی تمنائے اب تک یہ واقعہ ہوا نہیں ہوا
 روز اول رفت وینم در سر زلفین تو
 پہلے ہی روزانہ تیری دونوں زلفوں کے خیال میں بیرون چلا گیا
 از خطا کفتم شے موی ترا مشک ختن
 ایک بات، میں نے اعلیٰ سے تیرے بالوں کو مشک میں کبھی
 نام من رفت است برفنے برب جان بہو
 ایک دن میرا نام بھولے سے مجھ کو بکے ہونٹوں پر آ گیا تھا
 پر تورا وے ترا در خلوم دید آفتاب
 سورج نے تیرے رخ کا زہری غلوت میں دیکھ لیا تھا
 درازل دادہ است مارا ساقی لعل لبست
 ہمیں ازل میں تیرے لب لعلیں کے ساقی نے دیا ہے
 ساقیا ایک جرعه دہ زائل اب تشو کمن
 اسے ساقی! آگ سے پانی سے ایک گھونٹ خاص ہے کہیں
 ایک گشتی جاں بدہ تا ما شدت آرام دل
 اسے کہ تو نے کہا جان دینے کے لئے تجھے دکھ اور غم میں چلائے

بر امید جا العلت دردی آشتام ہنوز
 تیرے لعل کے جام کی امید میں ہر ایک بحث پیچھے ملا ہوں
 ماچہ خواہد شد دریں سودا سر انجام ہنوز
 دیکھو یا اس جنوں میں میرا انجام اب کیا ہو گا؟
 میزند بر لحظہ تیرے مویر اندام ہنوز
 یہ لکھا اب تک بال تیرے ہر آن پتیرا رہے ہیں
 اہل دل را بوائے جاں می آمد از نام ہنوز
 اہل دل کو اب تک میرے نام سے ممان مٹی خوشبو آ رہی ہے
 میدود چوں سایہ ہر دم برب بام ہنوز
 اب تک سایہ کی طرح ہر سے بالا خدا ہے ہر دہر رہا ہے
 جزعہ جائے کہ من ہاوشاں جا مہنوز
 جام کا ایک ایسا گھونٹ جس سے میں اب تک اس جا کا است پڑ
 در میان پہنچگان عشق او خا مہنوز
 اُس کے عشق کے پختہ کاروں میں ابھی تک کچا ہوں
 جاں بغمبائش سپردم نیست آرام ہنوز
 میں نے جان اس کے غموں کے سپرد کر دی تھی ایک دم میں نہیں

در قلم آورد حافظ قتیہ لعل لبش

حافظ اس کے ہونٹ کا قتیہ، تجھ پر تمہارے آیا
 آب جیواں میرود ہر دم ز اقل نام ہنوز
 میرے قلموں سے اب تک یہ حیات بہ رہا ہے

بیاوشتی مادر شط شراب اندز
 آہ ہمدی کشتی کو شراب کے دیبا میں ڈالنے

غریو و لولہ در جان شیخ و شاب اندز
 جوش اور غمگین پورے اور جوان کی جان میں ڈالنے

امیر صبا میری ہوا
 ہے وہ جس طرح تجھے
 کہہ کر دلی ہر کردی
 تے تیرے راز بھی
 ظاہر کر دی، تجھ سے
 کھل جاتا ہے۔
 سے محبوب کی زلف کے
 مشک بن گنازلت
 کی تو نہیں ہے۔
 سے چونکہ محبوب نے
 بھولے سے ایک بائیز
 نام لے لیا تھا اسنے
 اس میں خوشبو
 ہو گئی۔
 تہ سوز
 میرے
 کو نہیں ہے
 ٹھہرتا ہے تیرے کلاس کو
 تیرے گھر میں محبوب کا
 نور نظر آ گیا تھا۔
 نے لوگوں نے بتایا تھا
 کہ جان دینے سے است
 حاصل ہو جائیگی،
 کیسے ایسا نہ ہوا۔
 تہ جو کچھ فطرتی تم
 سے مجھ کو ہونٹوں کی
 توفیق بھی ہے اس نے
 اس کے قلم سے آج پتا
 جاری ہو گیا ہے۔
 نے کشتی سے ملادو ہے
 جو کشتی کی صورت میں
 بنا جا رہا ہے۔

سائیکر اور بیابان
 ڈال کا مصلحت
 نے یہ یاد رکھیے
 شراب کے لئے یہ
 میں گہرا
 غلاب ہوں لیکن
 پرائی برنڈر
 کی نظر ڈال دے
 میں ساغر شراب
 آقا ہے۔
 تیرے لئے
 ہر وقت
 کے لئے
 کر دینا۔
 میں شیطانی
 ثابت سے
 میں شراب کا
 حکم
 ہے
 اس کے
 ذہنی
 کے

ما کشتی بارہ در افکن ای ساتی
 اسے ساتی کے شراب کی کشتی میں ڈال دے
 زکوئے میکہ برگشتہ ام تلہ خطا
 غلبی سے میں شراب خاند کے کوہ سے واپس لوٹ آیا
 بہار آزاں مے گلنگ مشکبو جامے
 اس گلنگ مشک کی خوشبو والی شراب کے ایک باکا
 اگر چہ مت و خراجم تو نیر بطنے کن
 اگرچہ میں مست اور غراب جملہ تو بہرانی کر
 بہ نیم شت اگر ت آفتاب می یابید
 اگر آرمی رست میں، تجھے سوج چاہیے
 مثل کر روز و فام نکال پیارند
 ذہن پر مجھے مرنے کے دن تجھے سپرد کوہ
 ز جو حرج خو حافظ بجاں رسیدت
 جبکہ آسان کے ظلم سے اسے حافظ تزلزل میں سے مایوس کیا

کہ گفتہ اند تکونی کن و در آب انداز
 اس لیے کہ لوگوں نے کہا ہے تنگی کر کہ صدرا میں ڈال دے
 مرا درگز کرم در رہ صواب انداز
 کرم کر کہ مجھے دو بارہ درست راستے پر ڈال دے
 شرار رشک و حد در دل گلاب انداز
 رشک اور حسد کی چنگری گلاب کے دل میں ڈال دے
 نظر بریں دل سرگشتہ خراب انداز
 اس جہان، ابد سے دل پر ایک نظر ڈال دے
 ز روئے دختر گل ریز نقاب انداز
 گلاب جیسے چہرے والی گھوڑی لڑکی کے چہرے سے نقاب اٹھاؤ
 مرا بیکدہ برودم خرم شراب انداز
 مجھے شراب خاند میں لیا اور شراب کے شے میں ڈال دے
 بوٹے دیو جن ناوک شہاب انداز
 معیوسوں کے بھوتوں کی طرف سے تارے کا تیسرا چہا

گراز تو یک سر مو سر کشد دل حافظ
 اگر حافظ کا دل تجھ سے ایک بال برابر کھدیگی اتنی کرے
 بگیر و در خم زلفش بیخ و تاب انداز
 اس کو بچھا اور زلف کے بیخ و خم میں باہر نکال دے



حال خونیں دلاں کہ گوید باز
 خونیں دل دلاں کا سال، پھر کون کہے کھا؟
 چو فلاطون خم نشین شراب
 تجھے کی ستر کے اسلاطون کے علاوہ
 شرمش از چشم مے برتتاں باد
 مے پرستوں کی آنسو سے آنسو شرم آنی چاہیے
 ہر کہ خون لالہ کا سہ گرداں شد
 جو غنچہ لولہ کی طرح بیاباں سپر بھرنے والا ہوا
 بسکہ در پردہ جنگ گفت سخن
 چنگ تھے، کتنی ہی در پردہ ہاست کہی
 بکشاید ولم چو غنچہ اگر
 بیبا دل و غنچو کی طرح مکل دیتے، اگر
 گرد بیت الحرام خم حافظ
 حافظ نے بیت الحرام کے سپردوں طرف

وز فلک خون جم کہ جوید باز
 آسمان سے جمید کے خون کا پھر کون بدلے کھا؟
 مے حاکمت ببا کہ گوید باز
 باہانی کا مے، ہم سے پھر کون کہے کھا؟
 نرگس مست اگر بروید باز
 اگر مست نرگس اس کے بندہ تھے
 زیں جفایخ بخوں بشوید باز
 اس ختم سے وہ پھر چہرے کو خون سے دھوئے گا
 برش موئے تا نموید باز
 اس کے بال سکاٹہ دو تاک پھر تو نہ کرے
 ساغر لالہ گوں، بیوید باز
 لالہ جیسا، ساغر پھر خوشبو دیتے
 گر نمبر لب رچوید باز
 اگر تیب دتا، تو سر کے نیچے غنچو تھے کھا

ہیں۔
 میں نے نوٹوں کی کھ
 سے نرس کر شہا
 چاہیے۔
 میں لالہ کا خون لو
 اسی وجہ سے،
 کہ وہ گرا گری کر آئے۔
 چنگ فطرت کے
 چھبے زلفی پر گئی ہے
 اس کے ایک کاف دو
 مذہبیت الحرام، ہذا
 یعنی میں اگر نہ رہا
 تو شراب کے شے سے اسی
 طرح خون کروں گا
 جیسا کہ کاب کا یہ ہے۔

خیز و در کاسه ز آب طونک انداز
 آنکہ اور سے کپالے میں منی والے ملا پان ڈال
 عاقبت منزل ماوادی خاموشاقت
 انجام کرا، ہادی منزل نرستان ہے
 بلکہ اس موزعہ والی کہ شیلے تکند
 اس کیفیت کے ایک اچھے مسلم ہے جو بچپن میں
 لیسر سبز تولے سروکے چول خاک شوم
 اسے روٹھا تھا پتے سبز کے تم کو کب میں خاکہ جلاؤں
 دل مالاکہ نامہ سبز زلف تو نخست
 ہارے دل کے جو کجی نزلت کے سانپ سے بچتا ہے
 غسل در اشک دم کاہل ملقیت گویند
 میں نے آسوں سے ملایا میں نے کہا، ملقیت کہتے ہیں
 یارب ال زہر خود میں کہ بچہ حب ندید
 اسے خدا وہ بچہ زہر نہیں بنے جب کے سوا کہ نہ دیکھا
 چشم آلودہ نظر از رخ جانوں دورست
 گنہ نظر والی اکھا دست کے رخ سے دور ہے
 با چنیں دیدہ آلودہ ترا توں دید
 ایسے گندی آفت سے بچے نہیں دیکھا اس کے تا

پیش از آنے کہ شود کاسہ سز خاک انداز
 اس سے چیلک سر کا پیالہ خاکوں ہے
 حالیا غلغلہ در گنبد افلاک انداز
 اب فلک کے گنبد میں شور پیدا کر
 آتھے از جگر جام در املاک انداز
 جام کے خبڑ کے ایک کھتوں میں لگا دے
 ناز از سر بند و سایہ برک خاک انداز
 ناز سے حمل دے ادا اس ملک پر سایہ ڈال دے
 از لب خود بشفا خانہ تریاک انداز
 اپنے ہونٹ کے تریاق کے شفا خانہ میں ڈال دے
 پاک شوق اول بوس نہ رہاں پاک انداز
 پہلے پاک چوما، پھر اس پاک پر نظر ڈال
 دو دو ہمیشہ در آئینہ ادراک انداز
 اس کے بچوں کے آئینہ میں آہ کا دھول ڈال دے
 بر سر رخ اول نظر از آئینہ پاک انداز
 پاک آئینہ سے اس کے رخ پر نظر ڈال
 دیدہ از خود و در خود نظر پاک انداز
 ایسے اکھر کہ اپنے عینہ کو اپنے او پر پاک نظر ڈال

چھل کل از نہت او جامہ قبائل حافظ

ماظا، بھول کے طرح اس کے غرض سے کھنے سب ڈال
 دین قیادرو آل قامت چالاک انداز
 اور اس تباہی کا اس چالاک قہر کے راستے میں چیلک ہے

دلہ ر بودہ لولی و شیمت شورائیز
 یہ لڑائی ایک طعنے صفت، شراخیز کا اچھا لہجہ
 فلے پیر میں چاک ماہرویاں باد
 جینوں پر چاک لباس پہن تیراں ہوں
 فرشتہ عشق نازند کہ چیت قصہ خواں
 فرشتہ نہیں جانتا کہ عشق کیسی ہے و قصہ سنا
 غلام آں کلام کہ آتش افروزد
 میں آں باتوں کا عاشق ہوں جو آگ سبز کا دین
 فقیر و خستہ بدر گاہت آدم رگے
 تیرے دربار میں فقیر اور خستہ ہو کر آیا ہوں، کہہ دو کہ

دروغ وعدہ و قبال وضع و رنگ آمیز
 جو وعدہ خلافی اور قائل وضع اور رنگ آمیز ہے
 ہزار جامہ تقویٰ و خسر قہ پر ہمیز
 تقویٰ کے ہزار لباس اور ہمیز نگاری کی گڑھیاں
 خواہ جام شرابے بخاک آدم ریز
 شراب کا جام لا، آدم کی خاک پیہ ڈال دے
 نہ آب سر در زندر سخن بر آتش تیز
 حاس کا جو باتوں میں تیز آگ پر خستہ پانی چھڑکتے
 کہ جز ولاتے تو ام نیست بیج دستاویز
 تیری دوستی کے علاوہ میرے پاس کوئی دستاویز نہیں ہے

ماہر چک عاشق
 آنسو سے غنہ میں
 کتا بک نہیں ہوتا ہے
 سنا آئینہ پر آکھنے
 حد حقیقت ہوتی ہے
 غبار سے حبس ہوتا ہے
 کا آئینہ چاک ہر دہ
 آہوں سے اندھا
 ہوتے تاکہ اس میں
 کو لفظ کہتے
 تاس کو کوشش کے
 قہر سے مثال دینا
 ہا سچا اور اس کا کٹ
 سے ست اور کپڑے
 چل دے
 تے تو لالہ و لالہ
 کو کہا جاتا ہے
 قہر و
 وہو ہوتی
 اس کا
 کوئی دہہ ہوتا
 نہیں ہے، مثال دین
 وہ عاشقوں کو قتل
 کہ قہر ہے تنگ آمیز
 یعنی وفا ظن میں ہے
 ہ فرشتہ عشق سے
 غالب ہیں عشق صفت
 آدم کے غیر نہیں ہے
 لہذا اس پر شراہ
 بہت ڈالنے چاہئے
 نہ وہ دستاویز میں
 سے میں رحم عاشق ہوں
 ہوتا ہوں۔

سختی کی خاطر برائی
 رہنا چاہئے قتلا سے
 جہاں تک نہیں ہے
 کفن میں شرب کا
 پیرا رکھنے تاکہ
 قیامت کی ہریشاہوں
 کو شرب پانی کی رود
 کر سکوں۔
 ست انسان کی خوفنا
 برآپ رہے ہیں
 اٹھ جائے تو سوال
 بیتر آجائے۔
 سب آگ کا گلنا
 بجز وصال کے نہیں
 نہیں ہے۔
 دل کے آئینہ
 سے مجھ کے سوا
 خیال مٹ
 گئے ہیں۔
 غول
 کوڑنگی
 کیا ہیں کے
 شکرے اور مشوق
 کے رخ کوڑیوں کے
 لشکرے تیر کی ہے۔
 کے عاشق کے لئے
 ظرات مقلد ہونے
 چاہتیں۔
 شکرے اور مشوق
 ہونے کے لئے
 اعلیٰ سے
 اور ماہ
 تمام سے
 مشوق اور
 شہزادہ جیلے عبادت
 خانوں کے سرکس تک
 کوڑنگی کے لئے تھا
 اس شرب خانہ میں مقیم
 ہے۔

یہ کہ باقی میخانہ دوش باسن گفت
 آجا، اس لیے کہ خراب خانہ کے باقی نے لکھ لکھا؟
 یہ کہ در کفر بند تا سحر کہ حشر
 حشر سے کھنیر ہلکا ہوا حدیث تاکہ حشر کی معج کو
 مباحش غزہ بیاز نے خود کہ ساعت
 اپنے باعدوں پر گھسند نہ کر اس لئے کہ ہر وقت

کہ در مقام رضا باش و از قضا مگر
 کہ رضا کے مقام پر وہاں قضا و قدر سے نہ جاگ
 کے زدل برہم ہوں روز رستا خیز
 شرب کے لئے ہر وقت کہ دن کے وقت کوڑل سے دور کہوں
 ہزار شہید ہا زدی سپر مہر انیز
 ہر باں آسان ہزار شہیدے گھیت ہے

میاں عاشق و معشوق بیچ مال گھیت
 عاشق اور معشوق کے درمیان کوئی آڑ نہیں ہے
 تو خود مجاب خودی حافظ میاں بر خیز
 لے مانڈا خود اپنے بے پردہ ہے درمیان سے اچھا

درا کہ در دل خستہ تو اں در آید باز
 آجا، تاکہ تو نے ہونے دل میں طاقت واپس آجائے
 یہ کہ فرقت تو چشم من چناں برست
 آجا، تیرے ذات نے یہی کہ انکھیں اس طرح بند رکھی ہیں
 پریش آئے دل ہر آنچہ می آرم
 ہر دل کے آئینہ کے سامنے ہر چیز بھی کرتا ہوں
 غمے کہ چوں سپزنگ ملک دل گرفت
 جس تم سے لڑائی ہاں ہونے کا دل کے ٹکڑے بٹھک رہا ہے
 بدل مثل کہ شب آبتین آہواست بروز
 اس شکر کی وجہ سے کہات دن سے حاملہ میں کرتی ہے
 زخوف بادیدہ دل بد کن بدینا حرام
 جھک کے لئے جسے دل رنجیدہ دگر احرام باندھنے

یہ کہ در دل مردہ تو اں در آید باز
 آجا تاکہ مردہ دل میں پھر روح آجائے
 فتح باب وصال مگر کشاید باز
 کہ شاید تیرے دل کے دروازہ کا گلنا ان کو کھول دے
 بجز خیال جمالت نمی سماید باز
 تیرے حسن کے خیال کے سوا، کچھ نہیں دکھنا ہے
 زخیل شادی روم زخمت زواید باز
 تیرے روم جیسے خساکی خوشی کے لشکر سے نڈال رہا ہے
 ستارے شرم تاکہ شب چہ زاید باز
 ستارے گہرا ہوں، تو کیوں کر رات بھر کربا جلتی ہے؟
 کہ مرد راہ نیند ریشدار چہ تاید باز
 اس لیے کہ مرد راہ فکر نہیں کرتا ہے خواہ وہ واپس آئے

یہ کہ ٹبل مطبوع خاطر حافظ
 آجا، مانڈا کی طبیعت کی پسندیدہ، گھیل
 ہوئے گلشن وصل تو می عمر آید باز
 تیرے دل کے باغ کی خوشبو کی وجہ سے ہر جگہ پھلتا

روز عیش و طرب و ماہ صیام ست امروز
 آج عیش اور صفا اور رمضان کے تین دن کا دن ہے
 گو عوش فلکی رخ منمائے از مشرق
 کہ وہ آسانی و دلہن مشرق سے چہرہ دکھائے
 زایدے را کہ نو در چو صوامع جمانے
 وہ زاید جس کے نزدیک عبادت خانوں کی طرح کوئی جگہ نہیں

کام دل حاصل و ایام بکام ست امروز
 آج دل کا مقصد حاصل ہے اور زیادہ مقصد کے مطابق ہے
 کہ مرادین آں ماہ تمام ست امروز
 اس لیے کہ آج مجھے ایسی ممکن چاند کو دکھانا ہے
 ہیں کہ در کج خرابات مقام ست امروز
 دیکھو خرابات کے گوشہ میں آج اس کا مقام ہے

صبح دم بلبیل مست از حبیب می نالد
 مست بلبیل بیج کے وقت کہیں نالوں ہے؟
 محبت سہیدہ گوئید مدہ زبداں را
 محبت سے کہیدو زندوں کو بیوردہ نصیحت مکر سے
 شیخ واعظ اہل امت ز زلفش کردے
 وہ واعظ شیخ، چرخے اس کی زلف سے رزکنا تھا

کارا و چون ز بہاں نظام ست امروز
 جبکہ آج اس کا نظام، ہمساروں کی وجہ سے تکتے ہے
 کا نگہ با شاہدوئے نیست کدراک ست امروز
 آج وہ کون ہے جو مستوق، اور شراب کے گھٹے نہیں ہے؟
 دیدش باز کہ چون مرغ بام ست امروز
 پھر جگانہ یعنی اُسے دیکھا تو جمال میں پرتکلمی پینا ہے

گو گویند خلاق کہ کنوں حافظ را
 کہیدو کہ رنگ کہیں کہ اب حافظ کی
 چشم بر روی نگار و لب بام ست امروز
 نظر محبوب کے چہرے اور جام کے لب پہ ہے

زلفین بر غم خمسم اندر زودہ باز
 تو نے میرے غم کے لہذاں کو، بیچ دو بیچ کیلئے
 زانوئے نلو چشم بدان دور کامروز
 اس خوبصورت چہرے کے لئے، ہر سکل نظر سے
 بر ساغر عیشم زودہ سنگ و لیکن
 میرے عیش کے ساغر پر، تو نے پھر ملا ہے لیکن
 از دو در دل خستام لے دست خد کن
 لے دوست میرے تو نے، ہرے دل کے دھوئے ہے
 من سرخو قلم بر سر سودائے تو دارم
 قلم کی طرح میں تیرے عشق پر، سر دھرتا ہوں
 نقد شہرۂ قلب کہ یا لودہ ام از چشم
 دل کے ناصر نے، کہ جس کو میں نے آنکھوں سے صاف کیا
 از خالیہ بر ہم زودہ خوش مشکر و قند
 خوشبو کی وجہ سے تو نے، شکر و قند کو بھی مجھ پر کیا ہے

وقت من شوریدہ بہم برزودہ باز
 مجھ دیرا نے کے وقت کو، پھر بر ہم کیا ہے
 بر مزودہ طعن و بر خور زودہ باز
 تو نے پانہ پلٹوڑنے کی ہے اور پھر سوڑا ہے
 با توجہ تو ان گفت کہ ساغر زودہ باز
 مجھے کیا کہا جا سکتا ہے کہ تو نے پھر ساغر پر، حالیا ہے
 کاتش بمن سوختہ دل برزودہ باز
 کیونکہ مجھ دل بھلے کو تو نے پھر آگ لگا دی ہے
 با آنکہ من سرزودہ راسر زودہ باز
 اس کے باوجود کہ مجھ سر کے کا تو نے پھر رکا، دیا ہے
 بر سکہ زویم ہمہ برزودہ باز
 میرے چہرے کے سبز پتو تے پھر سونے پر ملا ہے
 امروز ہمہ بر گل و شکر زودہ باز
 آج پھر گل، اور شکر پر تو نے مہلا کیا ہے

شہباز غمت راست کہ بو تر دل حافظ
 تیرے غم کے باز کے لئے، ہر صافا سادوں کی تر ہے
 ہمشدار کہ بر صید کہ بو تر زودہ باز
 پھر ہشیارہ کہ تو نے باز کو، کہ بو تر کے غم پر چھوڑا ہے

صبا بمقدم شکل راح روح مستخند باز
 بچوں کی آمد پر، صبا پھر مدح کو راحت مستخند کی ہے
 دلا ز سحر مکن نالہ زانکہ در عالم
 اسے دلا، بچر سے نالوں نہ ہو، اس لیے کہ دنیا میں

کجا ست بلبیل خوشگوئے کو بر آواز
 خوشن المان بلبیل تمباں ہے، کہہ دو کہ چیکے
 غمت و شادی و خار گل و نشیب و فراز
 تم سبنا اور خوشی، اور خار سبنا اور گل اور بیچ پتلو اور پتے

ما محبوب کا چہرہ چاند
 اور مدح پر طغیانی
 کر رہا ہے۔
 ہے جو تکہ محبوب ست
 ہے لہذا حق تک جو
 کہ گذر سنا ہے
 طاقت نہیں ہو سکتی
 ہے۔
 ہے مجھے دل میں
 آگ لگی ہوئی ہے اس
 دھوئے ہے نہ اور
 زیادہ نہ جلا۔
 ہے جس طرح پتھر جلا
 جاتا ہے اور
 پھر سیاہی
 میں اس
 دھرا ہے
 اسی طرح میں
 سرنے کے باوجود
 سودائے عشق پر
 دھبہ ہوں۔
 ہے مدد کر میں نے
 دل کے سونے کو
 گیا کتاب محبوب نے
 میرے رخساروں کو
 بھی سونے کی طرح نند
 کر دیا ہے۔
 ہے موسم بہار آ گیا جو
 بیخ افزا ہے بلبیل کو
 چلکا چا ہے۔

ہنوز ترک کمان ابرو ان تیر انداز
 اب بھی تیر انداز کمان جیسے اندوہان کو چھوڑنے کا
 کہ غیبت سینہ ارباب کینہ محرم راز
 اس لیے کہ کینہ درد کا سینہ، عمر بھر نہیں ہے
 زُمشک نیست غیب آئے اربو دغماز
 بل ہلکے پر کتہہ نہیں ہے اگر چلتی ہو
 نظر برمتے کے برتھیکتی از ناز
 کہہ کے چہو پر ناز کی وجہ سے غلغلیں ڈالتا ہے
 دم از محبت او مین و بند بساز
 اس کی محبت کا دم بوجہ درد کو گوارا کر

دو شاہم جو کماں از غم و نیکویم
 میں تم کو وہ سب کچھ کی محبت ہو گیا ہوا اور کلمتیں
 حکایت شب جہاں بدشمنان کلیند
 جہر کی راست ساقی، دشمنوں کو دستاؤ
 ز طرۃ تو پریشانی و لم شد فاش
 میرے دل کی پریشانی تیرے طرے ظاہر ہوئی
 ہزار دید و برونے تو ناظرند و تو خود
 ہزاروں آنکھیں تیرے چہرے کو دیکھنے والی ہیں یاد تو
 اگر بسوز دت لے دل ز دردنا لکن
 لے دل اگر مجھ کو جھلا دے تو وہ دے کلامت کر

غبار خاطر با چشم خصم کو رکند
 جہاں سے دل کا غبار دشمن کی آنکھ کو اڑھا کر تاکہ
 تو روح بخاک نہ لے حافظ از نفا نیاز
 اسے حافظ نیاز مندی سے تو خاک پر چہرہ رکھ دے

ساقی ما نرفت خانہ ہنوز
 ہمارا ساتھ ابھی گھر نہیں گیا
 تو بے کردی ز عشق یا نہ ہنوز
 کرتے ابھی تک، عشق سے توبہ کی نہ یا نہیں
 میزند تیر بر نشانہ ہنوز
 ابھی تک نشانہ پر تیر مہلاتی ہے
 جان نیاوردہ در میان ہنوز
 جہاں کو ابھی تک درمیان میں نہیں لایا ہے
 عالیے تو بے کرد و مانہ ہنوز
 ایک جہاں نے توبہ کر لی اور ہم نے اب تک نہیں کی ہے
 ہست مطرب بر آں ترانہ ہنوز
 غلب ابھی تک اسی ترانہ پر ہے

مستم از بادۂ مشابہ ہنوز
 رات کی مشرب میں اب تک مست جاں
 میکشد این غم کہ میگوید
 مجھے یہ غم ماسے ڈالتا ہے کہہ کتا ہے
 چشم مست ز غمۂ جادو
 اس کی گت آنکھ، جادو کی آغا سے
 در دریاے عشق می طلبی
 تو عشق کے سمندر کا موتی طلب کرتے
 ناز نیشنا ز عشق تو یا لند
 اسے ناز نہیں، تیرے عشق سے، خدا کی قسم
 ہست مجلس بر آں ترانہ ہنوز
 مجلس اسی طرح پر ہے جیسے اس طرح غم

حافظ خستہ در میاں آمد
 عاجز، حافظہ درمیان میں آگیا
 میکند یار از و کرانہ ہنوز
 دوست، اب تک اس سے کلامہ کرتا ہے

دے بحال غریب یار خود پر داز
 تھکی دیکے لیے اپنے پر دسی کی ممانہ پر تو کر

منم غریب دیار و توئی غریب نواز
 میں پر دسی ہوں اور تو پر دسی کروڑا لے نوا

اگر چہ عشق میں کمان
 بن گیا ہوں لیکن ابھی
 ابرو کی کمان کو چھوڑنے
 کو تیار نہیں ہوں۔
 میرے دل کی پریشانی
 تیرے کیسے ظاہر
 کر دی ہے وہ شکر
 ہے اور شکر ہے چلتی ہو
 ہوتا ہے
 ستر دینے
 عشق سے
 اس وقت
 کہ موتی ہوتا
 نہیں لگتا جب تک
 انسان جان کی بازی
 نہ لگائے۔
 مگر دوسروں کا عشق
 ناپائیدار تھا ہمارا
 عشق پائیدار ہے۔
 ہے چونکہ حافظ ہمیں
 میں آگیا اس لیے یاد ہے
 کہنا ہستی کر لی۔

بہر کند کہ خواہی بگسیر و بازم بند
 تو بن گندے ہا ہے مجھے پڑا لے ادا کیر نامہ
 بر آستین خیال تو می دہم بوسہ
 عیا تیرے خیال کی آستین کو چھتا ہوں
 نہ ایں زمان من شوریدہ دل نہ نام زوی
 بحر شوریدہ دل نے صرف ہی وقت چہرہ نہیں دھرا
 ولا مثال زرشکے کہ صبح دے لے اوست
 لے لہ اس شام سے نااں دہر جس نے پیچھے ہے
 گرم چو خاک ز میں خواری کنی سہل ست
 اگر کوئے زمین ک خاک کی طرح ذلیل کرے آسان ہے
 درون سینہ دلم چوں کبوتر ال بطیعد
 میرا دل سینہ میں کبوتر دل کی طرح تر نہ ہے
 خیال قدیم بلند تو می کند دل من
 میرا دل تیرے بلند قدم کا خیال کرتا ہے

بشرط آنکہ ز کارم نظر نگیری باز
 اس شرط پر کہ تو پھر میرا مقصد سے نظر نہ بچرے
 بر آستان وصال چو نیست ست نیاز
 جبکہ ماجری کا ہاتھ تیرے وصل کی چو کٹھ پتھر ہے
 بر آستان تو کا ندر ازل نہ نام باز
 تیری چو کٹھ پھر بلکہ ازل میں ہمارا کھنڈ تھا
 ک نیش و نوش ہمہ باشند و نشیب و فراز
 اس لیے کہ کھنڈ اور نشیب و فراز دونوں ہی اسی طرح
 خرام می کن و بر خاک سایہ می انداز
 ناز سے چلے اور خاک پر سایہ ڈال دے
 چھ آتے ست کہ بر جان ماہنادی باز
 یکا آگ ہے جو تو نے پھر ہماری جانیں لگا دی؟
 تو دست کوتہ من بین و آستین دلزد
 تیرے کرتاہ ہاتھ ماہدہ نبی آستین کو دیکھ

حدیث در دمن اے مدعی نام دوست
 اے رقیب! میرے درد کا قہر آج کا نہیں ہے
 کہ حافظ از ازل اور نندو دو شاہد باز
 بلکہ وہ حافظ از ازل سے رہتا اور شاہد باز تھا

منم کہ دیدہ بدیدار دوست کرم باز
 میں نہیں تیرے دوست کے دیدار پر آنکھ کھولی ہے
 نیاز مند بلا گورخ از غبار مشوی
 عشق کے نیاز مند کو کہہ دو کہ زرخ سے غبار کو دھوئے
 بیگت و دو قطره کہ ایشار کردی نے خواجہ
 لے خواجہاں ایک دو قطروں کی طرح سے جو لے کر ہاں کئے
 طہارت ار نہ بخون جگر کند عاشق
 اگر عاشق جگر کے خون سے دھوئے نہ کرے
 ز دشکلات طریقت عنان متاپے دل
 لے دل طریقت کی مشکلات سے باگ نہ موڑ
 دریش مقام مجازی بجز پیالہ میگر
 اس مجازی مقام میں پیالے کے سوا نہ تمام
 من از نسیم سخن چیں چہ طرف برنیدم
 میں چلاؤں، نسیم سے کیا تعلق پیدا کروں؟

چو شکر گویم ست اے کار ساز بندہ نواز
 اے کامیاب نالے ملکہ، غلام کو نواز نالے تیرا کون سا شکر لگاؤں
 کہ کہیائے مراد ست خاک کونے نیاز
 نیاز کے کوچ کی خاک، مراد کا کیمیا ہے
 بساکہ در سخ دولت کنی کرشمہ دناز
 تو دولت کے چہرے پر بھیجے کہ کرشمہ دناز کر رہا ہے
 بقول مفتی عشقش درست نیست نماز
 عشق کے مفتی کے بقول اس کی نماز درست نہیں ہے
 کہ مرد راہ میند شیمان نشیب و فراز
 اس لیے کہ راستہ کا مرد پنج اڑ پانچ کی سنک نہیں رکھے
 دریں سراپہ باز پچہ غیر عشق مہماز
 اس کیل کو کی سراپے میں عشق کے سوا وہ کوئی کیمیا نہیں
 چو سرور است دریں باغ نیست محرم لزل
 جبکہ سیدھا سرور بھی اس باغ میں غم ہلا نہیں ہے

۱۔ اگر دل کتہ چاہو
 ۲۔ تیرے دوست کی
 ۳۔ تیرے ہاتھ میں
 ۴۔ ہاتھ سے سرو ہے
 ۵۔ ہیں
 ۶۔ ہمیں خاک کی طرح
 ۷۔ ذلیل ہونا منظور ہے
 ۸۔ بشرط کہ محبوب کا سایہ
 ۹۔ پڑ جائے۔
 ۱۰۔ گناہ کا شکر ہے کہ
 ۱۱۔ مجھے دوست کا لیلہ
 ۱۲۔ حاصل ہے۔
 ۱۳۔ چو کہ میں نے عشق
 ۱۴۔ میں دو چار آنسو ہے
 ۱۵۔ میں مجھے دوا
 ۱۶۔ عشق کا مال
 ۱۷۔ ہے۔
 ۱۸۔ نواز
 ۱۹۔ عشق کا نواز
 ۲۰۔ خون جگر سے جوتا
 ۲۱۔ ہے۔
 ۲۲۔ طریقت پر بہت
 ۲۳۔ کسی مشکلات آتی ہیں
 ۲۴۔ ان سے گہرا نہ چاہیے
 ۲۵۔ دنیا کا مقام
 ۲۶۔ چند روز ہے اس
 ۲۷۔ نے یہ مجازی مقام
 ۲۸۔ ہے، حقیقی مقام
 ۲۹۔ آخرت ہے، دنیا
 ۳۰۔ باز پچہ اطفال ہے
 ۳۱۔ یہاں عشق آتی ہوتی
 ۳۲۔ چاہیے۔

اگر چہ سن تو از عشق غیر مستغنی است
مگر بجز حسن، بجز کے عشق سے بے نیاز ہے

من آل نعم کہ از سن عشقبازی آگم باز
میں وہ نہیں ہوں بلکہ اس عشقبازی سے باز ہوں

غزل سرانی ناپید صرفہ منبر
زبرہ کا کھانا، خائے نہیں آسکتا

درآں مقام کہ حافظ برآورد آواز
جس جگہ، اسانہ آواز نکالے

ترا بجا ہم خود یا تو غمش را و مساز
تجہ اپنے غمار کے سلطانہ آپ کرتے ساتھ رتی کیا
رفیق عشق صغیر دار دل شیب و فرار
عشق کا ساتھی صبح، اندر اونچا کا کیا کرے؟

ہزار شکر کہ دیدم بکام خویش باز
ہزار شکر ہے کہ میں نے ہر گھنچے اپنے مقصد کو مانگ دیا
نشدگان حقیقت رہ یا اسیرند
حقیقت پر چلنے والے، محبت کو اسرارے کر گئے ہیں

کہ نیت سیدہ ارباب کینہ محرم راز
اس لیے کہ نہ عدل کا سینہ محرم راز نہیں ہے
کہ کرد ز گس مستش یی برستہ ناز
اس کی مست ز گس کو ناز کے مر سے مایہ کر دیا

غم حسیب نہاں بجز تجوئے رقیب
رقیب کے دریافت کرنے پر دوسرے کانس چھاپا ہے
چہ قفتر بود کہ مشاطہ قضا
کما قفتر مشاطہ، جو قضا کی مشاطہ لے اٹھایا

گرت چو شمع جفائے رسد لیسوز و لیاز
اگر شمع کی گڑبگڑ پر ظلم ہو، جیل اور واقف کر
کز بس ہست برایشان در سعادت باز
انہ پر اسی راستہ سے سعادت کا سعادت دکھانے

بدریں سپاس کہ مجلس منورست بر دست
اس شکر یہ ہیں، کہ دوست سے مجلس روشن ہے
مقام اہل سعادت لا امتست دل
اسے دل سے سعادت مندوں کا مقام ملا ہے

زاشک بر بس حکایت کہ من غم غماز
آسوس سے دریافت کر نہیں چنانچہ نہیں ہیں
لیسوز زلف تومی خواستم ز عمر دلوز
دراز عمر سے، تیری زلف کی خواست جو چاہتا ہوں

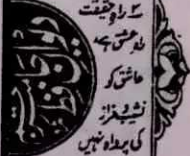
ملا متے کہ بروئے من آمد ز غم عشق
دعا سے جو عشق کے غم کو دور سے بھر رہی
امید قد تومی داشتم ز بخت بلند
میں بلند فقیہ سے تیرے تقدیر کا امید رکھتا تھا

کہ کید دشمنت از جان جسم دار دیا
تا کہ تیری جان اور جسم کو دشمن کے کر کے بہائے
بجال من ز ترحم بہ تیم شب پرداز
رحم کر کے آدمی رات میں تیرے حال پر دیکھانے

بزمیم بوسد دعائے مخم ز اہل دلے
کسی صاحب دل سے آواز دہندہ دیکر دعا فریادے
ز بایے شایہ نشہ ام واقف
مہلت کی ہائے ہائے سے واقف نہیں ہوا ہوں

فگند ز مرمہ عشق در حجاز و عراق
حجاز اور عراق میں عشق کی گونج پیدا کر دی
نوائے بانگ غزلہائے حافظ شراز
حافظ مشیراز کی غزلوں کی آواز تیرے

۱۔ محبوب محبوب ہمارے
عشق سے بے نیاز ہے
ہم اس کے حس کے
نیزند ہیں۔
۲۔ نامید زہر و ستار
کو کچھ ہیں اس کو
آسان کی خاطر مانا
گیا ہے۔



۳۔ را و حقیقت
نہ عشق ہے
ماشک کو
ز شیب و فرار
کی پردہ نہیں
بہتی ہے۔

۴۔ آنکھ مٹی کی جڑے
خود ہی فتنہ برپا کر رہی
تھی سرسے اس کی
فتنہ گری کو اور بڑھا
دیا۔
۵۔ بوسد دعائے مخم
لے لے کر تو میسرتوں
سے محفوظ ہے۔
۶۔ حافظ کی حقیقت
خونوں نے فارس سے
گند کر حجاز و عراق ہیں
عشق کی رحیم چلاوی۔

ردیف سین مہملہ

اے صبا گر نگیزی برساصل بودی
 اے مہارگر تو دے ایسے کسے حاصل پرے گزے
 منزل سلمی کہ بادش ہر دم از ما صد سلام
 سلمیٰ کی منزل کو جس پر ہماری جانب سے ہر دم توسلا ہوں
 محل جانان ہوں آنکہ بزاری غصہ دار
 جانان کے کماؤہ کو چوست پھر ماجزی سے عجز کرنا
 عشرت شکیبہ کن مے نوش کا بندرہ عشق
 پوری لہے کا عیش کو غلابی اپ لے کھنکھن کے راستہ میں
 دل بر غنبت می سپارد جان پختہ مست یا
 پارک مست آٹھ پڑوں غرضی سے جان دینا ہے
 منکر قول ناصحان خواہمے بلبل بابت
 میں جو کہ نصیحت کہنے لوں کی بات کو رباب کی تاز گھاٹھا
 طوطیاں در شکرستان کا مرانی می گنڈ
 شکرستان میں طوطیاں، ہنسے اڑا رہی ہیں
 عشق بازی کا بازی نیست دل سرباز
 عشق بازی کھیل کو نہیں جلائے دل اسیر کی بازی کا

بوسن بر خاک آن داری شکس کن نفس
 اس مادی کی خاک کو بر سدا سانس کو نہیں پانے
 بر صدائے سارباں یعنی آہنگ جرس
 تو سارباں کی صدا، اور گھنٹے کی آواز پر دیکھے
 کہ فراق تو ختم لے مہریاں فریادرس
 کتیرے فراق میں جی تک ہوں نلے ہر طغیان کو کیوں
 شبرواں را آشا تہیاست با میسر
 جمدوں کے کو تو ال سے تعلقات ہوتے ہیں
 گرچہ پشیراں نہ دوند اختیار خود بکس
 اگرچہ مختلفندوں نے اپنا اختیار کسی کو نہیں دیا ہے
 گوشمالے خوردم از تجراں کہ انیم بندرس
 جبر نے میرے لیے کان اپنے کھار کجے یہ نصیحت کانی ہے
 وز تخر دست بر سر می زند مسکین کس
 کبھی بچا داری، حسرت میں سر پر دو ہنتر مار دی ہے
 زانکہ گوئے عشق تو ان دیوگان ہوس
 اس لئے کہ ہوس کے بندے کی گیند نہیں ایمان پاسکتی ہے

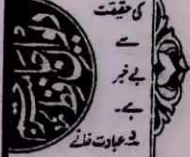
نام حافظ گریڈ بر زبان کلکے دست
 اگر حافظ کا نام دوست کے قلم کی زبان پر جائے
 از جناب حضرت شاہ ہم پرست میں ملتس
 جناب حضرت پلو شاہ سے میری معرفت یہی درخواست ہے

بوسے بہار آمد نبال اے بلبل شکس نفس
 اے منگ ٹیک سانس والی بلبل انا کہ کہار کی خوشبو نہیں ہے
 من بر سر کونے تو لے آرام جاں شتابر
 اسے راحت جان ارات بھر ج تک تیرے کو چوس
 ہر خند می داری مرادور از لب شیرین خود
 تو ہنس بھی دیکھے اپنے شیریں لب سے اور در کرنا ہے
 خود ہر کر اسیم ذراست از زردی سمد مدام
 جس کے پاس جاننا اور سونا ہے، وہ ہمیشہ جیسے ذرا تبا ہے

ورطے بند می چون فریادی کن در نفس
 اگر توبہ دے تو بیڑو میں مسیری طرح فریاد کر
 فریاد واہ و نالہ از جاں بر آمد جوں جرس
 فریاد اور آواز نالہ میری جان سے گھنٹے طرح بھلتا ہے
 ایم روئے باز میں شوقیے جان جوں کس
 اے جان میں بھی کی طرح خوراک کتیرے سامنے آجاتا ہوں
 آنکس کہ فعلش شد چون ترے نہ از جرس
 جس کا کام میری طرح ہو گیا ہے اسے سیاہی کا کوئی ڈھنچہ نہیں

۱۔ ان تیزوں شعروں
 ۲۔ مطلب یہ ہے کہ
 ۳۔ صاحب آفرین
 ۴۔ مستور کی منزل
 ۵۔ پہ پہوچنے کو عمل کو
 ۶۔ سو دنیا اور پھر
 ۷۔ اس سے ہمارا حال
 ۸۔ زار عرض کر دینا۔
 ۹۔ اس آواز ایک ہنر کا
 ۱۰۔ ہے جو آواز تاجان کے
 ۱۱۔ کاندے پر تہی ہے
 ۱۲۔ سارا تہی خوب
 ۱۳۔ مستی کا کو تو ال سے
 ۱۴۔ دھڑسا لے کر عموماً
 ۱۵۔ کو تو ال رات
 ۱۶۔ کے کچھ
 ۱۷۔ سے
 ۱۸۔ ساز باز
 ۱۹۔ رکھتے ہیں۔
 ۲۰۔ یہ یعنی تفریح کی بات
 ۲۱۔ جو ناقابل عمل ہوتی
 ۲۲۔ ہے۔
 ۲۳۔ یہ عمن سے اس جگہ
 ۲۴۔ سبھی شاہ سے سلطان
 ۲۵۔ احمد بہادر سے والی
 ۲۶۔ ہندو ملو ہو جو حافظ
 ۲۷۔ کا بہت زیادہ قدر
 ۲۸۔ تھا۔
 ۲۹۔ تیرے ہونٹ
 ۳۰۔ شکرستان ہیں اور میں
 ۳۱۔ ان کی قسمی ہوں۔
 ۳۲۔ جس کے پاس ان بل
 ۳۳۔ وہ چور سے ڈرے
 ۳۴۔ نفس کو تو تو ال کا
 ۳۵۔ کوئی خوف نہیں ہوتا

مگر چہ ہر وقت نرودا
 بنا کے ہر سہے
 ایک ہل تر زاری
 کر دے
 سا تیرے اخلاق کا
 تقاضا ہے کہ پہل
 خطایں معاف کرنے
 اور گزشتہ باتوں کی
 باز پرس نہ کر۔
 سہ طبع ماضی صلت
 ہے مسابروائی ہے۔
 کہ جس نے درویش
 سے بے تعلق کا شرو
 دیا ہے وہ درویشوں
 کی حقیقت
 سے
 بے خبر
 ہے۔



۱۔ عبادت خانے
 دالے تو نفس میں
 ان کو کیسی نہیں
 آتی ہے
 ۲۔ عشق کی کتاب
 میں عشق کا باب
 نہیں ہے لہذا
 عقل سے عشق
 کی دوادریافت
 کرنا بے کار ہے
 ۳۔ ہر نفس کا تئید
 میں دین اور دنیا
 سب ہم شہزاد ہیں۔

گر نہ خواہی داد تم در بند خواہی کرد تم
 خواہ تو مجھے نصیحت کرنا چاہا ہے، خواہ تئید

ہرگز نخواہد شد بیرون از اس میں پس
 ہر دے اس سر سے یہ ہرگز نہ سنے گی

مجلد حافظہ مختصر راہِ دم بفریاد آوری
 بیکہ عدول مانا کہ تو ہمیشہ فریاد میں مبتلا کرتا ہے
 اے ترک شہر آشوب میں اے بفریاد آوری
 اے جہر کو قتل میں جہاں تیرے جہر ملک ہاں ہر وقت کھینچ

جاناں ترا کہ گفت کہ احوال ما پسر
 اپنے پورے گھر سے کہ کجا بکجا جا رہے حالت نہ پوچھ
 آنجا کہ لطف شال و خلق کریم تست
 جہاں کہ تیری عام بہرائی ہے اور سچے اشک لائیا
 خواہی کر و رشتت شود احوال معشوق
 اگر تیرا سب سے عشق کے راز مجھ پر روشن ہو جائیگا
 ہرچ کہی ز عالم در رویش بخود
 اس کو رویشی کی دنیا کی کہہ واقفیت نہ تھی
 از دوق پوش صومعه نقد طلب مجوی
 عبادت خانہ کے گزرتے ہیں دالے سے نقد میں نہ زحمت
 در و فر طیب خرد باب عشق نیت
 عقل کے لیب کی کتاب میں، عشق کا باب نہیں ہے
 نقش حقوق خدمت و اخلاص و بندگی
 خدمت اور اخلاص اور بندگی کے حقوق کا نقش
 ما قفہ سکندر و دار انخواندہ ایکم
 ہم نے سکندر اور دارا کے قتلے نہیں پڑھے ہیں
 من ذوق درد عشق تو دائم نہ تمدعی
 میں تیرے درد عشق کا ذوق سب تئید میں نہ کر تئید

بیگانہ کر دو وقتہ بیچ آشنا پسر
 بیگانہ بنوا، اور کسی آشنا کی بات نہ پوچھ
 جرم گذشتہ عفو کن و ماجرا پسر
 بچل خفا کو معاف کر دے اور گزشتہ بات نہ پوچھ
 از شع پرس قصت ز با و صبا پسر
 شیخ سے قصت پوچھ، با و صبا سے نہ پوچھ
 آنس کہ با تو گفت کہ درویش ما پسر
 جس نے تجھ سے کہا! سچا کہ دوستی کو نہ پوچھ
 یعنی ز مفساں سخن کیسی پسر
 یعنی مفسوں سے کیسیا کی بات دریا فت نہ کر
 اے دل بدر و خون و نام و دوام پسر
 اے دل بدر کی عادت ڈال، اور دو کا نام نہ پوچھ
 از لوح سینہ محو کن و نام ما پسر
 سینہ کی حق سے شاورے، اور بسا ا نام نہ پوچھ
 از ما بجز حکایت مہر و وفا پسر
 ہم سے بجز اور وفا کے قصہ کے علاوہ، نہ پوچھ
 از شعلہ پرس حال زبر و انہ و امیرس
 شعلہ سے حال پوچھ اور انہ سے نہ پوچھ

حافظ رسیدہ موم گل معرفت مخواست
 اے حافظ، پہول کا موسم آگیا معرفت کے قصہ نہ سنا
 دریا ب نقد عمر ز چون و چرا پسر
 زندگی کا نقد حاصل کر لے اور چون و چرے سے تعلق نہ پوچھ

دارم از زلف سیاہت گل چند آنکہ پسر
 تیری کا زلف سے مجھے اس قدر شگفتے ہیں کہ پوچھ
 نس با تئید و فاترک دل و دین سنا د
 وفا کی تئید جو کئی دل اور دین کو نہ چھوڑے

کہ چنان ز روشد آملے مرفساں کہ پسر
 کہ چنان ہی روشد سے سوساں میں ہوں کہ نہ پوچھ
 کہ چنان ہم من از اس کر دوہ پشیاں کہ پسر
 میں اس چنان کے سے اس کر دوہ پشیاں شہد ہوں نہ پوچھ

بہرکت جرعہ کہ آزار کش دینے نیت
 کہ گوشتک نسا جو جان کے دہنے آزار نہیں ہے
 گوشہ گیری و سلامت ہوسم بودو لے
 بیوی خواہش کو ڈکیر کا اور سلامتی کی امنی سیکن
 زلف از ما بلاست بگذر کاں مے لعل
 لے ز ما ہا چارے سے ملاحتی کندہ اس کے کھنڈہ
 گفت از گوئے فلک صورت عالی پریم
 میمنہ انہا آسان کی گیت سے عیب صورت حال دینے توں

زحمت می کشم از مردم نادان کہ میسر
 نادان انسانوں کی اس حد تک نہیں بہداشت کرتا ہوں کہ نہ پوچھ
 فتنہ می کنڈاں ز کس قتال کہ میسر
 وہ فتنہ میں ڈالنے والی فرس، ایسا فتنہ پیدا کرتی ہے کہ پوچھ
 دل و دین میبر و از دست باز ناں کہ میسر
 اس طرح ہاتھ سے دل و دین دونوں بھاتی ہے کہ نہ پوچھ
 گفت آن می کشم از مردم جو کمال کہ میسر
 اس نے کہا اس کو بننے کے آخر میں ایسا کیونوں کا نہ پوچھ

گفتش زلف بچین کہ کشادی گفتا
 میں نے اس سے کہا کہ اسے دشمنی کے لینے تو نہ بچنے کو لہو پڑتا
 حافظ ایٹن قصہ درازست بقراں کہ میسر
 حافظ نے قصہ دراز ہے، تجھے قرآن کی قسم نہ پوچھ

درد عشق کشیدہ ام کہ میسر
 میں نے عشق کا ایسا درد برداشت کیا ہے کہ نہ پوچھ
 گشتہ ام در جهان و آخر کار
 میں دنیا میں بہت بھرا ہوں اور آخر کار
 آنچنان در ہوائے خاک درش
 اس کے دھانے کی خاک کی ہوس میں اس طرح
 بے تو در کلبہ گدائی خویش
 اپنے تقری کی کتبیا میں، میرے دونوں
 من بگوش خود از دہانش دوش
 کل میں نے اس کے نئے سے لینے کا توں سے
 سوتے من لب پر میگری کہ گوئی
 بیوی طرف ہونٹ کیوں بچکا تا ہے کہ نہ کہہ

زہر و بجرے چشیدہ ام کہ میسر
 ہم نے لائق ایسا زہر چکھا ہے، کہ نہ پوچھ
 دلبرے برگزیدہ ام کہ میسر
 ایسا دلبر چن لیا ہے، کہ نہ پوچھ
 میر و آب دیدہ ام کہ میسر
 میرے آنکھ سے آنسو بہتے ہیں، کہ نہ پوچھ
 زنجمائے کشیدہ ام کہ میسر
 وہ مارچ برداشت کئے ہیں، میں نے نہ پوچھ
 سخنائے شنیدہ ام کہ میسر
 وہ باتیں سنی ہیں، کہ نہ پوچھ
 لب لعلے گزیدہ ام کہ میسر
 میرے ایسا مرغ ہونٹ سونا ہے، کہ نہ پوچھ

پوچھ حافظ غریب درد عشق
 پر دہی حافظ کی طرف عشق کی راہ میں
 بمقام رسیدہ ام کہ میسر
 ایسے مقام پر پہنچ گیا ہوں، کہ نہ پوچھ

دشمنیر مانمی گنجد غیر از دوست کس
 ہمارے دل میں دوست کے سوا کسی کو گناہ نہیں ہے
 یار گندم کون ماگر میل کر نے نیم جو
 ہمارے گندم کوں محبوب وار آدھا نیم بھی چکا تو کرتے

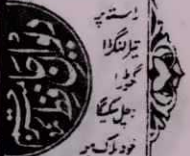
ہر دو عالم را بدین کہ مارا دوست بس
 دونوں جہاں دشمنی کو روئے اس لیے کہ ہر دو صحت کا ہی ہے
 ہر دو عالم پیش چشم ناموئے یک عدس
 دونوں جہاں بیماری نظر میں ایک سور کا داغ نظر آتے

۱۔ آب گھونڈ شرب
 کسی کو کیا بچاؤ ہے
 جو گھونڈ کے اس قدر
 سستے ہیں۔
 ۲۔ زلف زلفا پنا دل اور
 دین بچا کر لیا اور نہ
 شراب تباہ کر دی۔
 ۳۔ ہم نے کہا آسان
 سے صورت حال
 معلوم کروں گا اس پر
 وہ ہونا میرے سامنے
 آسان کی کیا حقیقت
 ہے۔

۴۔ شمع
 ۵۔ شمع
 ۶۔ شمع
 ۷۔ شمع
 ۸۔ شمع
 ۹۔ شمع
 ۱۰۔ شمع

کرنا ہے۔
 ۱۱۔ ایسا محبوب چننا ہے
 جس کی عیبوں کا نام لیا
 بیان میں۔
 ۱۲۔ جو بے رحمی سے لڑی
 کچھ باتیں کہیں چنا آئیوں
 بیان میں۔
 ۱۳۔ تو روئے کے لئے
 چاہے جس قدر شام
 کہ سے میں اس کے ذکر
 سے باز نہ آؤں گا۔
 ۱۴۔ جس دوست
 دیکھ کر بے یقین ہوں
 جہاں تکیب کر دید۔

۱۔ کسی شکر کاندہ
 سے لری کاشنا نہیں
 در زبانشان سے بڑھن
 ۲۔ شکر
 جب بڑھنے لگے کھٹکتی
 ہیں ہلکے ہونے لگتی
 ۳۔ یہ صیغہ ہے جو کبار
 کو کومس کہیں ہے
 خیانی کچھ گامین ہوا
 خیف جو کبار ہوں۔
 ۴۔ جو کبار کے ہوتے
 ہیں کسی اس لیے
 پانی میں نہ ڈوبیں گے
 اور پتھر نہ لگیں گے۔
 ۵۔ حافظ عشق کے



۱۔ دست
 ۲۔ گلاب
 ۳۔ گلاب
 ۴۔ گلاب
 ۵۔ گلاب
 ۶۔ گلاب
 ۷۔ گلاب
 ۸۔ گلاب
 ۹۔ گلاب
 ۱۰۔ گلاب
 ۱۱۔ گلاب
 ۱۲۔ گلاب
 ۱۳۔ گلاب
 ۱۴۔ گلاب
 ۱۵۔ گلاب
 ۱۶۔ گلاب
 ۱۷۔ گلاب
 ۱۸۔ گلاب
 ۱۹۔ گلاب
 ۲۰۔ گلاب

میری چوں شمع و جمے از پیش دولت
 ترخیز کی طرف جاتا ہے اور ایک لمحہ آگے بچھڑنے سے
 غافلت آں کو بشیر از تو می خورد عیان
 وہ نادان ہے جو تلوار کے باعث مجھ سے آگے نہ جا سکا ہے
 خاطر م وقتے ہوں کرنے کہ بنم چیز با
 ایک وقت میرا دل ہوس کرنا تھا کہ ہم بہت سی چیزیں دیکھیں
 مردمان را از عیش شب گریختن در دست
 انسانوں کا راستہ کے پھر کسیدار کا خیال ہے
 گویت از اشکم جو دریا گشت میرم کہ باز
 میرے آنسوؤں میں تیری یاد ایسی ہے کہ اور میرے ہاتھوں کچھ

نے غلط گفتہ نباشد شمع را خوردش و پس
 شہد میں نے غلط کہا، خود شمع کو آگیا نہیں جلتے
 قدر لذت مگر نیکو نمیداند مگس
 شاید کبھی ابھی طرح، مگس کی لذت کو نہیں جانتی ہے
 تا ترا دیدم نکر دم جز بدیدارت ہوں
 جب تک مجھے دیکھتا ہوں نہ تیرے دیدار سے سو ہوں نہیں کی
 من چنانم کہ ز خیالہ باز نشاندس
 میں ایسا ہوں کہ جیسے خیال کو کویا رہا ہوں نہیں سکتا ہے
 بر سر آندایں رقیبان سبکارت جو خس
 یہ تیرے بھگتے رقیب، تنگ کی طرح اوپر چڑھا آئیں

حافظ ایں رہ بے لاشہ گنگا گنگا نیست
 اسے حافظ یہ لاشہ تیرے لاشہ گنگا گنگا گنگا گنگا گنگا
 بعد ازین ہنشین اگر گئے رخ ز دیں فرس
 اس کے بعد ہنسنے والے کہیں اس کو فرس کی دیں داتا جاتے

دلار فقی سفر محنت نیکو بہت بس
 اسے دلہن سے سفر کا سہی تیرا ایک خواہ فیہ کہانی ہے
 درگز منزل جانان سفر من درویش
 اسے درویش ہجرت کی منزل سے ہجر سفر نہ کہنا
 بصد مصطیٰ ہنشین سازمے نوش
 شراب قاتل کے صدر مقام پیر بیخدا اور شراب کے ساغری
 زیادتی مطلب کی بر خود آساں کن
 زیادتی نہ چاہو، لیکن اوپر کام آسان کرے
 فلک مکر دم نادان دیدن مام مراد
 آسمان نادانوں کو گونگے ہاتھ میں ہزاروں گلاب چکوا دیتا ہے
 و گر میں بکشاید غمے یہ کشور دل
 اور اگر کوئی غم، دل کے ملک پر گھات لگائے
 بتوائے مسکن مالوف و عہد یار قریم
 محبوب وطن کی محبت کا وہ پرانے دوست کا عہد
 بختت و گراں فوگمن کہ در دو جہاں
 دو روزوں کے احسان کا عاقبہ نہ جو اس کے لیے غمخوار چاہیں
 بیخ و دروگرا نیست حاجت لے حافظ
 پیسے حافظ کی دوسرے وغیرہ کی کوئی ضرورت نہیں ہے

نیمہ روضہ شیراز ایک راست بس
 شیراز ننگا بانی کی نیمہ تیرے لیے راست کا خاصہ کہانی ہے
 کہ سیر معنوی و بیخ خالق بہت بس
 تیرے لیے روحانی سیر اور خالق کا کوٹھ کا کہانی ہے
 کہ اس قدر جہاں کسبیل خات بس
 اس لیے کہ تیرے لیے دنیا کا اس قدر مال اور تیرا کمانا کہانی ہے
 کہ شیشہ مے صاف بہت تو بہت بس
 اس لیے کہ تیرے لیے صاف شرب کی پورٹا اور پینہ ہوا چھوٹا کہانی ہے
 تو ابل دانش و فضل ہیں گنا بہت بس
 تو بزرگی اور عقل و دانش ہے تیرا یہی گناہ کہانی ہے
 حریم درگاہ پیر مغال پنا بہت بس
 تیری پناہ سے لیے پیر مغال کی درگاہ کا امان کہانی ہے
 زہرہ وان سفر کردہ غدر خوا بہت بس
 سفر کئے ہوئے مسافروں سے تیرا غدر خواہ کہانی ہے
 رضائے ایزد و انعام یاد شا بہت بس
 تیرے لیے غلہ رضائے ایزد اور شاہ و انعام کہانی ہے
 دغاے نیم شب و درویش گنا بہت بس
 آدمی رحمت کا دعا اللہ صبح کا دلغیر تیرے لیے کہانی ہے

کھنڈارے زنگستان جہاں مارا بس
 دنیا کے باغ سے ایک بچوں کے رخساروں والہ لہکے لئے کافی ہے
 من و مصیبتی اہل ریاء دورم باد
 میں اور دنیا کا دل کو محبت کھنڈا کر کے مجھ سے دور ہے
 قصر فردوس پادشاہی عمل فی محضند
 جنت کس عمل ، عمل کے بدلہ میں دیتے ہیں
 بنشین بر لب جوی و گذر عمر ہمیں
 نہر کے کنارے بیٹھو ، اندر عمر کے گدڑے پر چڑھو
 نقد بازار جہاں بنگرہ آزار جہاں
 دنیا کے بازار کے نقد ، اندر دنیا کی تکلیف کو دیکھو
 یار یا ماست چہ حاجت کہ زیارت طلسم
 دوست ہر سے ساتھ ہے کیا ضرورت ہے کہ وہ دیکھیں
 از در خویش خدا را بہ شتم مفرست
 خدا کے لئے اپنے دسے دسے بہشت میں آج بھی دینا
 نیست مارا بجز از وصل تو در سر ہوسے
 ہمارے سر پر تیرے دوسل کے علاوہ کوئی غلام نہیں ہے
 خلوت آنس و صا ش کہ بچھے بستم
 اُنکے وصل کی محبت کی تنہا ہی جو ایک عمر میں سے نکاش کن ہے
 باغ و عشرت کہ دنیا بملوک از ان
 باغ و عشرت کے میض کی جگہ ، بادشاہوں کو عنایت نہ ما

زیر چمن سایہ آں سرور و ظل مارا بس
 اس چمن سے اس سروروں کا سایہ ہمارے لئے کافی ہے
 از گرانان جہاں ظل گرآن مارا بس
 دنیا کی ہمارے ہی چڑوں میں ہے ہمارے لئے کہا ہی ہوا نہ کافی ہے
 ما کہ زندگم و گدا دیر مرغیاں مارا بس
 چونکہ ہم زندگوار گدا میں ہمارے لئے دروغیاں کافی ہے
 کایں اشارت ز جہاں گذران مارا بس
 گزرے دانی دنیا کے متعلق یہ افکار ہمارے لئے کافی ہے
 گر شمار از بس ایں سو روزیاں مارا بس
 اگر یہ نفع اور نقصان نہ رہے لئے کافی نہیں ہے ، ہمارے لئے کافی ہے
 دولت صحبت آں مونس ظل مارا بس
 اُس جان کے مونس کی صحبت کی دولت ہمارے لئے کافی ہے
 کہ سر کھئے تو از کون و مکان مارا بس
 کیونکہ کون اور مکان کے بدلے ہمارے لیے ہر کوئی کافی ہے
 ویں تجارت ز متاع دو جہاں مارا بس
 دونوں جہاں کے مٹان میں سے ہونے سے جنت کافی ہے
 دست و دست بجا و دو جہاں مارا بس
 بیس مصل جوگی ہے اور دونوں جہاں سے ہمارے لیے کافی ہے
 ما فقیہم و گدا کوئے متباں مارا بس
 ہم تو فقیر اور گدا ہیں ، ہمارے لیے ہر کوئی کافی ہے

حافظ از مشرب قیمت گلے انصاف
 اسے حافظ تقسیم کے طریقے کا شکوہ ہے انصاف ہے
 طبع چوں آب غزلبائے دیاں مارا بس
 پانی جیسے طبیعت اور رواں غزلیں ہمارے لئے کافی ہیں

ردیف شمسین معجزہ

اگر رفیق شفقتی درست پیمان باش
 اگر تو پہرے ان دوست ہے تو دوست کا چہرہ
 شکیب ز انب پریشاں ہر دست با دمرد
 پریشاں زلفوں کے پہنچ کوہ ہوا کے ہاتھ میں نہ ہے

حرلیب حجرہ و گدا ما بہ تو کلمات باش
 حجرہ اور حمام ، اور باغ کا یا رہن
 مگو کہ خاطر عشاق گو پریشاں باش
 یہ کہہ کہہ کدو عاشقوں کی طبیعت پریشاں رہے

فردیہ کا روت کر
 محبت چھوٹے دنیا کو
 کھدی چڑوں میں سے
 مرمت چہ در ب مر
 کافی ہے۔ نیر گزرت
 جہاں سے یہ کجی
 مراد ہو سکتے ہیں۔
 سے جنت تو عمل کے لئے
 میں نے کی جو ہمارے
 پاس نہیں ہے ہمارے
 لیے پاسیوں کا آتش بخار
 کافی ہے۔
 سے نہر کے پانی کو دیکھ کر
 جنت ماس کرکڑی
 طبع گدڑی جی جا رہی
 ہے۔
 سے دنیا میں بکھاریف
 تیرا وہ جگہ
 نقد کر
 جمنے
 اس سے
 بہت حاصل
 کر رہے۔
 سے کوئی کوہ کے
 عوض جو جنت کے بھی
 صاحب نہیں ہیں۔
 سے دنیا کی دینوں میں
 وصل پار ہمارے لئے
 کافی ہے۔
 سے جبکہ میں رول طبیعت
 اور دلوں خلتیں حاصل
 میں تو اپنے تیرے کا شکوہ
 مناسب نہیں۔
 سے تو نہ ہر دن دوست ہے
 تو روزانہ اور ہر جگہ کا
 بن۔
 سے زلفوں پریشاں کر
 عاشقوں پریشاں
 بڑھتی ہے۔

۱۔ افسانہ حرم کا پیش
ہم ہی سکتے ہیں جب
دنیاداروں کی مجھ سے
چھپا ہے۔

۲۔ رزم عشق میان کرنا
صرف ما فلک کا ہے
سے جہازوں حرم کا پوتہ
چہ اس کو ستا جائز
نہیں ہے۔

۳۔ اے مافیہ چہ رہ
اور دوست کے ظلم کا
شکوہ ذکر تو خواشن
بنا ہے۔

۴۔ خارجی وہ لوگ
کھلائے ہیں جو پیش کی
جنگ میں استعدا
حضرت علیؑ کے ہونے
کے طرفداروں

۵۔ میں سے
تھے پھر
خالف
ہو گئے اور

۶۔ حضرت علیؑ کو نہ
گردان کر کے پیر
پیکار ہو گئے۔
۷۔ چوڑا حضور مات
سفاشی تھی لب لباب
سے گجرات کی صورت
نہیں ہے۔

۸۔ شہدیت شریف کلاں
مضویں ہے کمل سے
موسوں دیکھتی رکھنا
مناقیق عناد کے گاہ۔

۹۔ بلو اہم ہرادیں
ہیں کو ضعیف صاحبان کا
تو تیاغ عزیز مہنا ہے۔
۱۰۔ باہا اہم ہوں میں سے
آنھوں اہم کی سوزند
ہیں۔

گرت ہواست کہ انصاف تمہیں باش
اگر تجھے عواہش ہے مگر تو خضر ۳ ساتھی ہو

رمنور عشق نوازی نہ کار ہر فریست
عشق کے رومن کو کھانا ہر ہند سا کام نہیں ہے

طریق خدمت و آئین بندگی کردن
نہد مفاہی کا طریقہ اور فلائی کرنے کا طہنہ

دگر بستیہ حرم تیغ بر مکش ز نہار
خبر دراز حرم کے شکار پر پھر تلوار نہ کھینچنا

تو شیخ اجنبی یک زبان و یک دل شو
تو آئین کی شمع ہے یک زبان اور یک دل بن جا

کمال دلبری و حسن در نظر باز است
دلبری اور حسن کا کمال نظر بازی میں ہے

خوش حافظ و از جوہر پارناک من

اے حسا نذہب رہ اور دوست کے ظلمے تالاں نہ ہو
ترا کہ گفت کہ بریوے خوب خیر باش

تجو سے کس نے کہا تھا کہ جوہر صورت چوہر عاشقین
پیوستہ در حمایت لطف الہ باش

پہنہاں ز چشم سکنہ رو آب حموں باش
آب حیات کی کراہ کھنڈے کی آنکھ سے پوشیدہ رہ

بیاد و لوگن ایس بلبل غز لخواں باش
آ، اور اس غزلوں ہمیں سا، تازہ چھول میں

خدا کے را کہ مرا کن بیاد سلطان باش
خدا کے لیے چھوڑ دوئے، آ، اہد ہارثہ میں

وز آنچہ بادل ما کہ وہ پشیاں باش
اور تو نے جو ہا سے دل کسے کسے کسے کسے کسے

خیال کو شش پرانہ بین و خندل باش
پردہ آئی کو شش کے خیال کو دیکھو اور خوش

بشود نظر از ناظران و ذوال باش
نظر کی شکل عادت میں، دنیا کے نظر بازوں میں سے ہی

اے دل غلام شاہ جہاں باش شاہاں
اے دل جہاں کے بادشاہ تھا غلام میں اور بادشاہ میں

از خارجی ہزار بیک جوئی خزند
ہزار فانیوں کو ایک جو تیا نہیں خریدتے ہیں

چون احمد شفیق بود روزیہ تیغ
قیامت کے دن جبکہ احمد میرے سفر شی ہیں

آنرا کہ دوستی علی نیست کا فرست
جس کو علی کی دوستی بیست نہ ہو، وہ کا ہے

امروز زندہ ام کو لائے تو یا غسلی
اے علی آج تیا تیری دوستی کی وجہ سے زندہ ہوں

قبر ام ہستم سلطان دین رضا
دین کے بادشاہ، آنھوں ام رضا کی قبر کو

دست غیر سد کہ بچینی گلزار شاخ
تیرا تھو نہیں ہو جیسا کہ تو کسی شاخ سے بیوں چنے

مرد خدا کہ ز اہد تقویٰ طلب بود
وہ خدا کا مرد جو زاہد تقویٰ کے طالب ہو

حافظ طریق بندگی شاد پیشہ کن

اے حافظ شاد کی غلامی کو، پیشہ بنا
وانگاہ در طریق چو مردانِ راہ باش
بسمِ طریقت میں، مردانِ ماہ کی طبع میں

دلِ از عتوۃ شیرین شکر خانے تو خوش
تیری، پیشہ شکر جانے والی ادا سے ہر لڑلِ خوش ہے
ہجو سرو چو منی ہست سراخانے تو خوش
ہمن کے سرو کی طرح، تیرا سراپا حسین ہے
ہم مشامِ دلِ از زلفِ سنبلے تو خوش
نیز تیری سن چسبی غور کلمہ والے لعل کی تیرے گل کا لڑلِ سرو ہے
چشمِ وایرے تو زیبا قدر بالکے تو خوش
تیری آنکھ اور ہر ہر لعلی والا ہے تیرا لعلِ سنبلہ ہے
میکند در دروازہ زنج زبائے تو خوش
میرے دہکے تیرے زبانیے دلہن سے ہے آنکھ کی ہے
میکند خاطر خود را بتمنائے تو خوش
اپنی طبیعت کو، تیری حرف سے خوش رکھتا ہوں

اے ہر شکل تو مطبوع و ہمہ عالی تو خوش
اے وہ کہ تیری تمام صورتیں پسندیدہ انداز میں لکھی گئی ہیں
ہجو گلبرگ تے بہت مست جو لؤلؤ لطف
تیرا دیکھو ہول کی تیرا گل لعل کا لہر ہے
ہم گلستانِ خیالِ مژدہ تو پر لطف و شاد
تیری وہ ہے میرے خیال کا لہر، ہمہ نشین و شاد ہے
شیوۃ ناز تو شیریں خط و حال تو بلخ
تیرے ناز کا طریقہ مشہور ہے، تیرے خط و حال کی
پیشہ چشم تو بزمِ کہ بدنِ بسیاری
میں تیرا آنکھ کے ساتھ کھان پڑتا ہوں اس لیے کہ کسی کو ہے
در رو عشق کہ از سیلِ فنا نیست گزیر
عشق کے ساتھ میں بیکر فنا کے بہاؤ سے بچا نہیں ہے

در میان طلب اگر چیز نہ ہو سوغت
طلب سے بیابان میں، اگرچہ ہر جانب سے ظہور ہے
میرود حافظ بیدل تو لائے تو خوش
بیدل حافظ تیری دوستی کے سہلے آواز سے جلتا ہے

وین سوختہ را محرم اسرار بہناں باش
اگر اس سوختہ کے پوشیدہ ماند کا محرم میں جا
ماز دوسہ سا غریبہ و گور مضناں باش
ہمیں دوتین سا غریبہ غورہ مضناں ہمیں
چھدے کن و سر حلقہ زبناں جہاں باش
کوشش کرو اور دنیا بھر کے زندوں کا سہ گروہ میں
گو میر سم انکوں بسلا مت بنگراں باش
اس سے کہیں کہ میں اس میں سلاستی ہے پر پہن میں بظن ہے
آن بیج محبت بہاں جو نشان باش
و محبت کی ذبیحہ ای ہر نشان کے ساتھ ہے
اے سیلِ مرشک عقیقہ تیرا دل باش
اے آنسوؤں کے سیلِ خط کے پیچھے روانہ ہوا

باز آئی و دل تنگے امون جہاں باش
تو کھلے میرے زنجیرہ دل کے لیے جان کا ٹونٹس میں جا
زآن بادہ کہ در مصطبہ عشق فروشد
اس غروب سے جو عشق کے شرابِ فنا میں جھکتے ہیں
در خرقہ چویش زوی اے عارف سالک
اے عارف، سالک سب کو لے کر تیری سالک گوی ہے
آں بار کہ گفتا بتمام دل بنگراست
میں بارے کہا ہے کہ سیرا دل تیرا منتظر ہے
خول شد دل از حسرت لعل و ان بخش
اس طرح جتنے والے ہوش کی صورت میں تیرا دل میں ہو گیا
تا بردش از غصہ غبارے ز نشید
تو اس کے دل پر غصہ کی وجہ سے کچھ غبار نہ بیٹھے

مشا و مولیٰ حضرت
علی اکرم اللہ وجہہ کرمہ
عجب محبوب کا چہرہ تیرا
ہے اور ہر جگہ کے
با عفت و وقار ہے۔
سے تیری آنکھ جیاب ہے
لیکن اس کی جیاب ہی
ہم سے سرو کا طالع آ
سے حافظ تیری دوستی
کے سہارے کام ہے
دستے کر رہا ہے۔
اور در بڑا خطر راست ہے
بے مضامین
شراذیب
میں غریب
عشق پلا
خواہ رمضان کی

کیوں نہ ہو۔
تو جب گمشدہ ہو گیا
وہی ہے تو اب زلف
کا سرور بننا چاہیے۔
تو کدورتی محبت سے
مراو عاشق کا دل ہے
میں وہ محبوب کی محبت
سے خالی نہ ہو۔
تو خط پر حکا اگر
جو کچھ دل پر خط کا
غبار بیٹھے گا تو اس
اس کو دھو دے گا۔

مل آصف سے عمار بن
عمرو سلطان تھیلہ اور
کا زریہ زریہ یعنی
البرہہ زریہ ہے
لیکن تمہید کا رتبہ
اس کو حاصل ہے۔
تمہید کی روح اور
زلف کے ہوتے ہوئے
اگر کوئی پہلی اور تیل
کی زلف کی خواہش
کرے تو اس پر نظر بازی
حرام ہے وہ اس
سیدان کا رو نہیں
ہے۔

اسے اصل اصطلاح
باری پر ہے اور یہی
قول ہے۔
یعنی اعمال
پر مجاہد
دکرنا
چاہئے۔

اسے حافظ تو ایک کس
عاشق ہے وہ بڑوں
چنگ کی آواز کے بھی
شراب پی نے گا اور
اس قدر شہادت کی
ضرورت نہیں ہے۔
اسے اس صبر اور
انگہ دونوں معروضات
بہوب کی صفات کا ذکر
ہے۔
شکرنا ڈھیلہ ہوتا ہے،
قیامت ہوتی ہے
یعنی اگر اس مشرق
کو چرائوں تو ہیبت میں
کشادگی پیدا ہو جائیگی۔

لے زامراگ وصلت مینا دیرت است
لے زامراگ مری وصل کے شستر آ جائے

حافظ کہ ہوس میکنہ از جا آجماں ہیں
مافظ، جو کہ جاہم جہاں ہیں کی ہوس کرتا ہے
گودر نظر آصف جمشید مکان باش
اس کو کہہ دو کہ جمشید مرتبہ آصف کی نظر میں ہے

برجھائے خار جہاں صبر بلبل بایدش
بجر کے کھنڈے کے نظر پر اس کو بلبل یا سامر چاہیے
مخ زیرک چول بد آفتد کھل بایدش
دراپہر جب جہاں پر اس کے کھنڈے کو بد کھنڈے کا چاہیے
ہر کہ روئے اس میں مجھ سنبل بایدش
جس کو چھٹی ہر ہر سنبھل کے ٹھکر ہنڈی چاہیے
کار ملکست آنکہ تدیرو تھل بایدش
جس کو کہ تدیرو تھل کی خدمت ہے وہ سلطنت کا چاہیے
راہر گو صد ہنر دارو تو کھل بایدش
سازگار تہنہر میں جانتا ہوتا اس کو تو کھل چاہیے
این دل شوریدہ و اگر کس لطف کامل بایدش
اگر اس دیوانہ دل کو وہ دلف اور کھل چاہیے
دور جوں با عاشقان قد تسلن بایدش
جب حق شقین کی باری آجائے تو اس کا تسلن چاہیے

باغبان گریخ روزے صحت گل بایدش
اگر باغبان کو بھول کی جتا روزہ صحت چاہیے
لے دل اندر بند زلفش از یرشانی نعل
یہ دل اس کی زلف کے بندھے سے بڑھتی ہے تالی سے تالی ہے
بآچش زلف و رخ بادش نظر بازی حرکا
ایسی زلف اور رخ اس کے ہوتے ہوئے کہ نظر بازی حرکا اور
زند عالم سوز را مصلحت بینی پر کار
دنیا کے جلا دل سے دل سے زند کو مصلحت بینی سے کیا مصلحت
مکتبہ تقوی و دانش در طریقت کا زوت
تقوی اور عقل پر برورد کرنا، طریقت میں کھلے
ناز زان نرگس متانہ میاید کشید
اس سے نرگس کے ہیبت ناز، استغناء چاہیے
ساقا در دیش ساغر تعلق تابچند
اسے ساقی ساغر کی گردش میں، لیت و صل کب تک

کیست حافظا نوشد یاد بے آواز چنگ
مافظ کہ ہے جو چنگ کی آواز پر دین شہراب دینے
عاشق مسکین چاچندیں تحمل بایدش
مسکین عاشق کو اس قدر شہادت کیوں چاہیے

بیت سنکس دل و سیمیں بنا گوش
پتھر جیسے دل والا، اور جانہی سیمیں کاؤن کی ٹو والا
حریف نہ ہوتے ترک قبا پوش
دوست، جانہ جیسا، ترک، قبا پہننے والا
بسان دیگ دائم مینم پوش
میں جیسا، دیگ کی طرح جو اسے مینا ہوں
گرت مجوں قبا گیرم در آغوش
اگر تھو کہ قبا کی طرف، آغوش میں سے لوجھا

ببردا من قرار و طاقت و ہوش
لے گیا میرا قرار اور طاقت اور ہوش
نگائے چاکے شوئے پر پوش
ایک حسین، چاکہ، شوخ، برن ہوا
ز تاب آتش سو دای عشقش
اس سے عشق کے جہنم کی آگ کی گرمی سے
چو پیرا من شوم آسودہ خاطر
میں نہرے کی طرف، آسودہ طبیعت ہو جاؤں گا

اگر بوسیدہ گردداستخوانم
 اگر میری نپیاں پھلتی ہیں بوجہ این گ
 دل و دہنم دل و دہنم ہر دہ ست
 میرا دل اور دین ، میرا دل اور دین کے لئے یہی

نگرد و ہر شس از جانم فراموش
 تو اس کی محبت میری جان سے فراموش نہ ہوگی
 برووشش برووشش برووشش
 اس کا سینہ اور کندھا اس کا سینہ اور کندھا سینہ اور کندھا

دولے تو دوائے تست حافظ

تیری دعا ہے ، تیری دوا ہے اے جانفلا
 لب نوشش لب نوشش لب نوش
 اس کا شیریں ہونٹ اس کا شیریں ہونٹ ہونٹ ہونٹ

بچہ وجود جو کالے نمیر و دانیش
 منت اور زلفش سے بچو کام نہیں بننا ہے
 بیاد شاہی عالم فرونیار و نسر
 دنیا کی بادشاہی کے سامنے سر جھکائے
 زنتگ تفرقہ خواہی کہ منہنجی نشوی
 اگر تو چاہتا ہے کہ تفرقہ کے پتھر سے بچے
 سیائے زاہد سلاوس جان من فرسود
 عطا نہا ہدی بیادہری نے میری جان گلا دی
 بنوش باوہ کہ ققام صنع قیمت کرد
 شراب ہی اس لیے کہ قدرت کے تقسیم کنہ نے تقسیم کر دیں
 سیائے حلال شانزد و جام بادہ حرام
 یہاں ہری کو حیا نہ اور شراب کے جام کو حرام سمجھیں
 بد زبانی اگر خود سر آمدی چہ عجب
 در بانی میں اگر تو مردار بنا ہے تو کیا عجب ہے!

بگردگار با کردہ بیضالغ خوش
 اپنی مصلحتوں کو خدا پر چھوڑ دینا بہتر ہے
 اگر زہر قناعت خبر شود رویش
 اگر درد ویش قناعت کے راز سے واقف ہو جائے
 مشو بیان ترازو تو دویکے کم و بیش
 تو ترازو کی طرح ، تو کم و بیش کے درپے نہ ہو
 قدح سیار و وزن مرے برین ل ریش
 پیالہ ، اور اس زخمی دل پر مرتبہ رکھنے سے
 در آفتیش از انواع نوشدار و بیش
 ابتداء ہی میں تریاق اور زہر کی سہ نسبتیں
 زہے طریقت و ملت زہے شریعتش
 طریقت اور ملت کا کیا کتنا شریعت اور مذہب کا کیا کتنا
 کنور حسن تو بود از اساس عالم بیش
 اس لیے کہ تیرے حسن کا نور دنیا کی بنیاد ہے پلے سے

دہان تنگ تو دخواہ جان حافظ شد

تیرے تنگ منہ سے جان نسا خواہاں بن گیا
 بجان بود خطر مریں ل مجال اندیش
 اس نامک نامت سوچے دلائل سے مجھے جان نسا خواہاں بنا گیا

پرور لا قبح گروے ریامیاش
 دل کے موسم میں ، پیار بچو اور بے ریا ، بن
 نگویمت کہ ہمہ سال مے پرستی کن
 میں سمجھتا ہوں کہ ہمہ سال مے شراب نوشی کر
 چو شیر سالک عشقت کے حوالہ کند
 جب منتقل ہو سالک ، پیر گئے شراب کے حوالے کرنے

ہموے گل لفسے ہم صبا میاش
 پھول کی خوشبو کے ساتھ تھوڑی دیر کے لیے صبا سانس لیا
 سہ ماہ مے خور و نہ ماہ پار سا میاش
 تین مہینے شراب پی ، نہ تین مہینے پارست بن
 بنوش و منتظر حمت خدا میاش
 پی لے ، اور خدا کی رحمت کا منتظر بن

اس کے سینہ اور کندھا
 کو دیکھ کر میں نے دل لیا
 دین تو ان کر دینے
 ان معرول مٹھا
 کی کوڑا تاکیر کے لئے
 ہے۔

تہ شمر
 کار ساز ہانگہ کار ہا
 فکر ماہ کار ہا آٹھرا
 ستہ گنہ بقوقہ پاک
 تفرقہ کی بیکھنہ تفرقہ
 کے پڑنے کی بستی کی کہ
 سے چھٹکے رہتے ہیں اگر
 تو نہیں چاہتا تو کی
 بیش کا خیال ترک
 کرنے سے دعا ہے کہ
 ساوس ، سکتہ

بت بند
 شہ شہ
 بی جو
 تریاق ہے

یہ سب ازلی
 تفسیر ہے اس پر کہ کہ
 دخل نہیں ہے۔
 نہ ریا کاری کو مصل
 اور شراب کو حرام کہنے
 والوں کی بھی تفسیر
 و قریب شریعت ہے
 نہ یہ شریعت الہی
 میں معلوم ہوتا ہے
 میں اگر کھنڈر تمام
 انبار کے سرداریں
 تو کوئی تمہیں نہیں بچو
 آپ کا روزی ہے تو
 ایسا ہوتا ہے چاہے صلہ
 نہ ہو گیا نہ ایک مٹھا
 چیز ہے بڑا دل اس کا
 طالب نانا زاری جان
 خستہ میں پڑ گئی اور

اس کے سینہ اور کندھا
 کو دیکھ کر میں نے دل لیا
 دین تو ان کر دینے
 ان معرول مٹھا
 کی کوڑا تاکیر کے لئے
 ہے۔

نہیں ہرگز کہ بندہ چتا
 ہے کرم پہلکا ہوا اس کو
 کھانا ہے لیکن تو اگر
 کھانی کر
 سے وہ فانی ہے اس
 ہی نامیہ سے یہ کیا
 اور سیر سے
 میں وہاں کھئی نہایت
 گویا اس میں رہنے کا
 سے سبب کیا کی نفع
 کی خوشی نہ ملتی ہے تو
 نکات ہوں میں تازہ
 جان ڈالتی ہے۔
 سے صاف ہے ہلوسے



خون کے
 آنسوؤں
 سے
 دلتے
 کی خبر ہو سکتی
 پہنچائی۔
 سے غم میں تھی اس لیے
 چھی ہوئی ہے کاس
 کو ہو سکتے ہے
 غم آ رہی ہے۔
 سے ہو سکتے ہیں
 میں ہلکا کہہ گئے ہیں
 اور کہہ سکتے ہیں
 کے کہ ان کی کہانی
 خود مدد بیان کر دیو
 سب سے کھوں کو کھوں
 جس میں نصرت تفریق
 حضرت دین سے ان کے
 معاش جیلے تھے اور کہ
 پرست تو دل ہے۔
 سے کہ میں نے
 کی خبر ہو سکتی ہے

رت ہواست کہ حول جو بے غیب رسی
 آتے تھے تاکہ کہ حریف کا غیب کے راز سے پہنچے
 چو غنچہ گرہ فریب دست کار جمال
 دنیا کا کھانا، اگر غنچہ کی طرح گرہ کا کھانا ہے
 وفا جوئی زکس رخسار نمی شنوی
 کسی سے وفا کا طالب نہیں، اور اگر تو ات نہیں مانتا ہے

مرطاعت بیگانگان مشوحا فظ
 اسے حافظ: بیرون کی ہندگی کا طالب نہیں
ولے معاشر زندان آشنا میباش
 لیکن، دوست زندوں کا، ہم محبت میں

چو بر شکست صبار لاف عین افتائش
 جب صاف سے اس کی خبر چلے گئے والی نفع نہ پڑھنا
 کجاست منقہ سے تاکہ شرح غصہ دہم
 وہ ہرگز نہیں ہے جس سے رخ کی اشرفیہ کروں
 نسیم صبح و فانا نہ کہ بر بد دوست
 سچ کی کہ اس پہر و فانا نامہ دوست کے پاس سے گئی
 زما تہ از ورق گل مثال رونے قلبت
 زمانے بھول کی ہنسی سے ہم سے جسے کہ مثال بنائی
 بے شدید و نشہ عشق را کرانہ پدید
 ہم بہت بھرتے، اور عشق کا کس نہر نمودار ہوا
 جمال کعبہ مگر غنڈر رہبر و ان خواہد
 کہہ گا جمال، شاید مسافروں کی مدد خواہی کرے
 دلہ کہ تو از غیر تو نہاں میداشت
 بیرون دل جو غریب بخت نرسے، غریب سے پویشہ کھانا تھا
 بدیش شکستہ بیت الحبان کہ می آرد
 اس قسم کی کوٹھری کے شکستہ کے لیے کون لائے ۱۴
 یکرم آں سر زلف بدست خواہد ہم
 میں اس نفع کو بکروں گا، اور آقا کے ہاتھ میں دہ دیوں گا

بیاؤ و ہر دم جام جہاں نما میباش
 آ، اور جام جہاں نما کا ہر دم میں
 تو ہنچو یاد بہاری گرہ کشا میباش
 تو موسم بہار کی طرح ہرگز کو کھلنے والا ہے
 ہر نہ طالب سیرغ و کیا میباش
 تو کا بہار، سیرغ، اور کیا طالب میں

بہر شکستہ کہ پیوست تازہ شد جانش
 جس شکستہ کو کہ گئی اس کی جان تازہ ہو گئی
 کہ دل چو یکشا ز روزگار بجزائش
 کہ دل اس کے بجز کے زانے کھارے دانش کا ہے
 ز خون دیدہ ما بود مہر عنوانش
 اس کے عنوان کی جہاں جہاں آکھوں کے خون کی حق
 ولے ز شرم تو در غنچہ کرد ہنپائش
 لیکن تیری شرم کی وجہ سے اس کو ہنپا میں ہاں
 تارک اندازیں کہ نیت پایائش
 تیارک اندازیں راستہ کی کوئی اتہا نہیں ہے
 کہ جان زندہ دلال سخت بیابائش
 اس شکر زندہ دلوں کی جان اس کے کیا جان میں ہل گئی
 بہیں کہ دیدہ کند فاش پیش بارائش
 دیکھ دو دستوں سے مسلتے، تاکہ اس کا راز کا کھنڈر ہے
 نشان بوسف لے از زخیز خدائش
 اس کی کوٹھری کے کوٹھری سے دل کے بوسف کا ہے
 کہ داد من بستاند مگر دستائش
 شاید اس کے کھڑکے سے بچے انصاف خانہ

تحریر طوف چمن می شنیدم از بلبل
 صبح کو چمن کے کنارے چہاں میں بلبل سے ہی رہا تھا
نوائے حافظ خوش ایچہ غنچہ خوائش
 اس کے غزل خواں، خوش لہجہ، حافظ کی آواز

چو جام لعل تو نوشم کجا ماند هوش
 جب جگر سے لعل کا جام پینا ہوتا ہوش کہاں رہتا ہے؟
 منم غلام تو دور زانگہ از من آزادی
 میں زیر اسلاخ ہوں اور چونکہ تو مجھ سے آزاد ہے
 بیوئے آنکہ زمینخانہ کوزہ یابم
 اس ناپید ہو کر شراب خانہ سے ایک کوزہ حاصل کر لوں گا
 مرا گوی کہ خاموش باش و دم درکش
 مجھ کے لیے کہ جب روم اور سانس کھینچنے لے
 اگر نشان تو جویم کہ رام صبر و قنار
 اگر تیرا پتہ تو خود بندوں، تو مجھے مبرور کہاں ہے؟
 شراب چستہ بخانماں دل فسردہ مدہ
 بھلا شراب، فسردہ دل، کپوں کو نہ دے
 نعیم روضہ جنت بذوقی آں نرسد
 جنت کے باغ کی نعمت اس شخص کو نہیں پہنچتی ہے

چو چشم مست تو بینم بجانا ند گوش
 جب تھی اکست، گو دیکھتا ہوں تھانہ ہی جگر پر نہیں ہتھکھی
 مرا بکوزہ فروش شرابخانہ فروش
 مجھے شراب خانہ کے کوزہ فروش کے ہاتھ پر دے
 روم سبوتے خرابتیاں کشم بر دوش
 مانتا ہوں، شرابیوں کی سسکی کندھ پر اٹھاتا ہوں
 کہ درجن نتوال یافت مرغ رافا خوش
 اس لیے کہ جین پیرا بیلن کو خاموش نہیں بلکہ لکھتا ہے
 وگر حدیث تو گویم کہ امہاقت ہوش
 اور اگر تیری بات کر لوں، تو ملاقات اور ہوش کہاں ہے؟
 کہ یادہ آتش تیز مست و چنگال ہوش
 اس لیے کہ شراب ایک تیز آگ ہے اور چونکہ کلاچ میں بھی
 کہ یاروش کند بادہ و تو گوئی نوش
 کہ یار شراب ہے، اور تو مجھے، پیچھے

شراب خانہ کے کوزہ
 فروش کی غلامی میں
 شراب تو پیچے کو گین
 سٹاک پیا شراب
 کی تمنا میں فراموش
 کی خود گھٹائی کرنا پہل
 اس جس قدر لطف
 اس بات یہ ہے کہ
 یا سپتہ اور تو پائے
 اس قدر لطف جنت
 کی نعمتوں میں جی نہیں
 ہے۔
 ہے جب مجھے حشر کی
 خلعت ملی ساتھ ساتھ
 چھپ رہتے، تاکہ یہی
 ملے۔
 ہے اس
 خزل میں
 خواہ صاحب
 نے شراب کو کہا ہے

مرا چو غلعت سلطان عشق میداند
 جب مجھے غلعت کے بادشاہ کی غلعت ملے رہے تھے
 بندازند کہ حافظ خموش باش نموش
 اہل علم ہلا کر کہا مانتا! چھپ رہے، چھپ

خوشا شیرازو وضع بیماںش
 شیراز ماہ اس کی بے مثال وضع کیسی اچھی ہے
 زرکنا باد ماصد لوحش اللہ
 ہمارے رنگنا باد نہ، سو بار لوحش اللہ ہو
 میان جعفر آباد وصلے
 جعفر آباد اور معنی کے درمیان
 بشیراز آی و فیض روح قدسی
 شیراز میں آجبا، اور جبریل کا فیض
 کہ نام قند مصری برد آنجبا
 اس جگہ، معنی قند کا سن نے نام لیا؟
 صبا زان لولی شنگول سرمست
 اسے صبا، اس صطرب، شمع، است کی
 مکن میدارازیں خواہم خدارا
 خدا کے لیے، مجھے اس نیند سے بیدار نہ کر

خداوندانکہ وراز وانش
 اسے خدا! اس کو زوال سے بچھا
 کہ عمر خضر می بخشد زراانش
 اس لیے کہ اس کا تیرا پانی خضر کی عمر بخشتا ہے
 عیبر آمیزی آید شماںش
 رنگنا باد کی شماں ہوا، رنگ آمیز آتی ہے
 بخواہ از مردم صاحب کمالش
 طلب کر، اس کے صاحب کمال انسانوں سے
 کہ شیرینیاں ندادند النفعانش
 کہ شیریں لب ملا لوں نے اس کو شرمندہ نہیں کیا
 چہ داری آگہی چونت حالش
 تو کیا خبر رکھتی ہے؟ اس کا حال کیا ہے؟
 کہ دارم عشرتے خوش باخیالش
 اس لیے کہ میرا اس کے خیال سے عود میں ہوں رہا ہے

اور معنی کی تقریباً
 کی ہیں ان سے خواہ
 صاحب کو بہت زیادہ
 محبت تھی۔
 لہذا لوحش اللہ میں
 لہذا حشر اللہ تھا میں
 خلاص کو درین ذمہ لے
 استعمال کا لڑتے تھے
 اس طرح لہلا جا رہے
 تھے چونکہ یہاں کے
 حسین معری تھکلاچے
 ہوں سے شرمندہ کرتے
 ہیں لہذا لولہ کو لہلا ہی
 نہیں لیتے تھے۔

شاہ میر سائز الدین نے
 شرب خالصہ کر کے
 تھے اس کے مرنے کے
 بادشاہ شام نے پھر
 جاری کر دیتے تو اب
 صاحب نے اس قول
 میں اس طرف اشارہ
 کی ہے، مگر بہ شرب
 کی مراد ہی اب
 حافظ صاحب نے سب
 شراب نوش ہو گئے ہیں
 سہ شراب پیوں ہو پورا
 کا پتلا چونکہ وہ سوانی
 وہ در میں چپ کر
 شراب پیتے تھے
 اس لیے چپ کر
 پینے کو شراب لیا ہوا
 کہا جانے لگا۔
 یہ لفظ
 کے سارے
 اسباب جمع ہیں اگر
 غلطی ہو جائے تو
 معاف کر دینا۔
 سہ یہ شعر قطع ہند ہے
 اگلے شعر کے ساتھ
 ملکر مطلب پورا
 ہو گا، ایران کا قاعدہ
 تھا کہ بادشاہ پڑھا
 ہو جانے پر گدڑی
 گدڑی ہی لیتا تھا اور
 وہیں سے لڑتے ہوئے
 گئی نہیں ہوتا تھا
 مطلب ہے کہ تو
 بے نیش بادشاہ ہے
 تیری مروا نہ ہو۔
 یہ شکاری سے دل
 ریزہ مروا ہے۔

گر آل شیریں پسر خونم بریزد
 اگر دو تیر سر لڑکا میرا خون بسپا ہے

دراچوں شیر ما در کن حلاش
 اے دل! ماں کے دودھ کھج اس کے کھلا کر ہے

چرا حافظ جو می تر سیدی از بجر
 اے حافظ! جبکہ تو اس کے جگر سے تہہ تھا تو کیوں؟
 نگر دی شکر آیام وصالش
 اس کے وصال کے دنوں کا، تو نے شکر ہی لیا کہا

در عہد بادشاہ خطا بخش جرم پوش
 خفا بخش جرم پوش، بادشاہ کے دور میں

حافظ تو قرا بکش شد متفق پیال نوش
 حافظ متفق قرا بکش، اور متفق پیال نوش ہر گیا

صوفی ز کنج صومعہ دربانے خوشست
 صوفی عبادت خانہ کے گوشے، کونج کے تھوک میں آہینا

تا دی وقت سب کہ سبوی میکشد بدوش
 جبکہ اس نے دیکھا کہ سبب ہی کسے پہلا لے پرت ہے

احوال شیخ وقاضی و شرب الہیہ و شال
 شیخ سزا اور جامنی اولان کے چہرے کر چیتے کے حادثہ

کردم سوال محمد از پیرے فروش
 ق بیٹے سے بیگنوت شراب نوش پیرے سے سوال کیا

گفتا گھنٹی ست سخن گریہ محرمی
 اس نے کہا، اگر تو محرم ہے لیکن بات کہنے کی نہیں ہے

در کش زبان و پریدہ نگہارمے نوش
 زبان بند کر کے اور پردے کا خیال رکھو اور شراب پی

ساقی بہار میرسد و جامے نمنا
 اے ساقی بہار! میرا جو ہم آ رہا ہے، اور شراب کا جامہ نہیں ہا

فکرے سخن ک خون دل اندر غمخوش
 کونہ خبر کو کہ دل کا خون تم کی دم سے غمخوش آ گیا ہے

عشق ست مطلق و جوانی و نو بہار
 عشق ہے، اور نفس، اور جوانی ہے، اور نو بہار

غذرم پذیر و جرم بذیل کرم پوش
 میرا خند قبول کرنے اور کرم کے لای سے جرم کوڑھا ہے

لے بادشاہ صورت و معنی کہ شل تو
 اے صورت اور سریت کے بادشاہ اور پھر جیسا

ناریدہ بیخ دیدہ و نشند بیخ گوش
 کسی آنکھ نے نہیں دیکھا اور کسی کان نے نہیں سنا

چندال ہماں کہ خرقرہ ازرق کند قبول
 اس قدر زینورہ، کہ نیلا خرقرہ قبول کرے

بخت جوانت از فلک سر زندہ پوش
 تیرا جوان نصیب گدڑی پہننے والے پورے آسمان سے

تا چند مجموع زباں آوری کنی
 شمع کی قرح، تو کب تک زبان دہاڑی کہے گا

پروانہ مراد رسیدے محب خموش
 لے عاشق! خاموش ہو جا، مروا کہ پروانہ آ گیا

دی شب نماز غیب گوش دل رسید
 میرے دل کے کان میں کھل رات بے آواز آئی
 حافظ تو غصہ کم خور و نشین و مے نوش
 اے حافظ! تو علم کما، بیٹھا اور شراب پی

دل مریدہ شدو غافلہ من درویش
 بیزاد! آڑا سب، اور میں درویش غافل ہوں

کہاں شکاری سرگشتہ ترا چہ آمد پیش
 کہ اس پریشان شکاری کو کب آہیش آ یا؟

چو مید بر سر ایمان خویش می لزم
 میں اپنے ایمان کے بارے میں امید کی مانند لڑند ہوں

کہ دل بدست کمال برویت کا پیش
 اس لیے کہ دل ایک کان جیسا ہر دو لے کا نرہ ہے کہ تو

خیال حوصلہ بکرمی پزم ہیما ت
 میں مندر کے حوصلہ خیال کا رہا ہوں، افسوس ہے
 کوئے میکہ گریان و سر فلندہ روم
 شراب فاند کے کوچ میں، درسنے ہوئے اور سر جھکائے ہونے کا
 نہ عم حاضر ہماند نہ ملک اسکندر
 نہ خضر کی عمر رہی ہے، نہ سکندر کا ملک
 نیازم آل شہ شہ شوخ عافیت کش را
 اس عافیت کش، شوخ چک پر میں ناز کرنا ہوں
 ز آستین طیبیاں ہزار خون بچکد
 طیبیوں کی آستین سے خون کے ہزاروں قطرے چلین
 تو بندہ کل از بادشہ من لے دل
 اسے دل تو فلام ہے، باد شاہ کا شکوہ ذکر

جہا ست در سراسر قطرہ محال ندیش
 اس کا ممکن بات سرچنے والے قطرے کے سراسر کیلئے ہے
 چرا کہ شرم ہی آیدم ز حاصل خوش
 اس لیے کہ اپنی یونگی سے، مجھے شرم آرہی ہے
 نزاع بر سر دنیا کے دون کن ویش
 اسے درویش آستین دنیا پر جھکوا نہ کر
 کہ موج میزندش آب نوش بر سریش
 کہ جس کے ڈنگ پر، آپ حیات جوش مارتا ہے
 گرم بچھر بدستے نیند بر دل ریش
 اگر صیغہ زخمی دل پر شخص کے لیے ہاتھ رکھیں
 کہ شرط عشق نباشد شکایت از کم ویش
 اس لیے کہ کم ویش کی شکایت عشق کے ناس نہیں ہوتی ہے

بلال کمر سرد دست ہر گداحا فظ

اسے ماننا اس کرک ہر فقر کا ہاتھ نہیں ہو جتا ہے

خزینہ بکف آوزر کج قاروں بیش

قاروں کے خزانے سے بچا خزانہ حاصل کر

دوش با من گفت نہاں از دانی تیر ہوش
 کہ جو سے تیر ہوش یک راز داں نے چکے سے کہ
 گفت آسال گیر، بر خود کارا کردنیے طبع
 اس نے کہا اپنے اور آسان کا ہے اس لیے کہ طبع
 وانگہم درد ادا جائے کہ فرخوش بر فلک
 پھر اس نے مجھے ایسا بادیا کہ اس کے فوسے آسمان پر
 تا نگردی آشنائیں پردہ بوئے نشنوی
 جب تک تو اس پر دوسے سے شہنا نہ ہوگا، تو غیر دوسرے کا
 در بحریم عشق متواں زردم از گفت شنید
 عشق کے ادا میں گفت و شنید کا دم نہیں ملا سکتا
 در سلا مکتبہ دانان خود فروشی شطونیت
 کہ راویں کی سلا پر اپنی خائض جان نہیں ہے
 بادل خونیں لب خندان بیاد و توجو جام
 جام کی طرح خون دل کے ساتھ مسکرتے ہوتے لا
 گوش کن بندے لپس از بہر دنیا عم خود
 اسے بیٹے نصیحت سن، دنیا کے ہوتے فرزند کن

کز شایمانا نشاید داشت رازے فروش
 کہ شراب فروش کا راز، تم سے پوشیدہ نہیں کہا جا سکتا ہے
 سخت میکہ دجھاں بر مزان سخت کوش
 سخت کوش انسانوں کو دنیا سخت بچھو دتی ہے
 زہرہ در قصل، مد و بر لظناں میکفتش
 زہرہ و قصل میں اکٹھی اور وہ ربط کھانے ہوئے کہہ رہی گئی ہے
 گوش نا محرم نباشد جلتے پیغام سروش
 نا محرم کے کان نہیں فرشتہ کے پیغام کی جگہ نہیں ہوتے ہیں
 زانکہ آنجا جماع اعضا چشم بایو بود گوش
 اس لیے کہ اس جگہ تمام اعضا کر آ نکلا و سکان تھا ہلانتے
 یا سخن دانستہ گوئے مرو بخرد یا خموش
 اسے عقلمند دانناست۔ سمجھ کر کرنا چاہیے
 نے گرت زخمی رسد آئی جوئے زاندر غروش
 زانکہ اگر تجھے ایک زخم لگے، باسنی کی طرح جوش برسانے
 گفتت چول در صدیے گروانی دا گوش
 تیسارے جھ سے موتی ہمیں بات کہوں ہے، ہوئے تو ان لگا

سلا قطع سے دلدار
 مجھے عشق کا سندرہ
 مراد ہے۔
 سلا ظاہر ہے ڈنگ میں
 نہ ہر ہوتا ہے لیکن مجھ
 کی بکف جو کہ فلک کی
 طرف ہے اس سے
 آپ حیات چکنا ہے۔
 سہ ہزاروں اس قدر
 زخمی ہے کہ اگر کلبیب
 دل پر ہاتھ دھر چکا
 تو اس کی آستین سے
 خون کے ہزاروں
 قطرے چلے گئے۔
 ع مشرق کی ایک
 ہاتھ پر ہونے لگے
 قاروں کے خزانے سے
 بھی زیادہ
 خزانے
 کی موت
 ہے۔
 سے زرداں
 نے جو راز تیا ہے وہ
 اگھے شرتی مذکور
 ہے یعنی دنیا میں
 آسان رت اختیار
 کرنا چاہیے۔
 سلا زتا کرنا ایسا جام
 دیکھو ہر ہر وقت
 کتب ہے ناچنے لگی
 اس کے ہونے کی دعوت
 دیتے لگی۔
 ع عشق کے معاملہ میں
 انسان کو زبان کو گئی
 کہنی چاہیے۔
 نہ ما کو خونیں دل مانا
 جتا ہے جو کلا سے مش
 شرم بہ ہونے ہوئے
 اس موت کو سکرانا ہوا

ساقی امے دہ کہ زہد ہائے حافظ اخگر
 اسے ساقی خراب دے اس لیے کہ مالک کی ندیوں کو سنا کر دیا ہے
 خسرو صاحب قرآن جرم بخش عیب پوش
 جرم بخش، عیب پوش صاحب قرآن، بادشاہ نے

کہ درو شاہ شجاع ست مے دلیر بنوش
 کہ شلو شجاع کا دور ہے دلیری سے شراب پنی
 ہزار گونہ سخن برد بان و لب خاموش
 تندی میں ہزاروں قسم کی باتیں تھیں اور ہنر مند خاموش تھا
 کہ از نہفتن اور یک سینہ میزدوش
 جس کے چہانے سے ہینہ کی رنگ جو خوش ملتی تھی
 بے فوے یار نوشیم و لگب نوشا نوش
 یار کے سامنے، پیو، بیو کی آواز پر پیتے ہیں
 اما شہر کہ سجادہ می کشید بدوش
 جو شہر سا امام کھنڈے پر مٹنے لے پرتا تھا
 مکن بفق مہبات و زہد ہم مفروش
 فق پر فرزند کہ اندر زہد سوسدھی بھی نہ کر
 چو قرب او طلبی در صفائے نیت کوش
 اگر اس کی نزدیک جا جتا جنتیت کی صفائی میں کوشش کر
 کہ ہست گوش و دش حرم پیام سروش
 ایسی کہ اس کے دل کا کان نہیں نہرتے کے پیام کا حرم ہے

شخز بالفیہ غنیم رسیدہ فرودہ بگوش
 سبک کرتے، غنیمت، انفس کی تہاں سے خوشخبری سے کلاہی پڑی
 شد تا کہ اہل نظر بر کنارہ میرفتند
 وہ وقت تک کہ نگر باز کنا سے پر چلتے تھے
 با ننگ جنگ بگویم آں حکایت ہا
 جنگ کی دمن پر ہم وہ حکایتیں بیان کریں گے
 شراب خانی از بیم محتب خوردن
 چھپ کر خراب بیٹا، محتب کے ڈر سے شہ
 ز کئے میکہ دوشش بدوش می ہنزد
 شرب خاد کے کوپے سے کل اس کو کندھے پر بھاریا رہتے تھے
 و لا دلالت خیرت کنم براہ سخات
 ایسا دلچسپا کے راستہ پر ہیں تیری ننگ رہنا کی راہوں
 محل نور تجلی ست رائے اور شاہ
 بادشاہ کی روشن رائے، تجلی کے نور کا جگ ہے
 بچہ تبتائے جلالش مسازور و ضمیر
 اس کے کھیلان کی تعریف کے علاوہ اہل کا کوئی طریقہ نہ بنا

رموز مصاوت ملک خسرواں دانند
 ملک کی مصالحت کے راز، یہ پور شاہ جانتے ہیں
 گدائے گوشہ نشینی تو حافظا مخروش
 اسے حافظ اور ایک گوشہ نشین فقیر ہے، غل نہ چا

کہ تا یکدم بیاسم ز دنیا و شرو شورش
 تاکہ دنیا دہاں سے کے شور و شر سے ذرا آرام پاؤں
 بلعبت زہد چنگی و بہرام سلکشورش
 چنگ والی زہد کے کھیل اور اس کے بہرام بند بہرام کو ہر سے
 کہ من پیو دم اس صحرا بہرام ستے گوش
 اس لیے کہ میں نے یہ چنگل تاپا ہے نہ بہرام نہ اس کو گونہ
 سلیمان با خناں حشمت نظر با بود ما مورش
 با وجود اس حشمت کے سلیمان کی نظر میں جو بی بی تھیں

شراب تلخ می خواہم کہ مرد افکن بود روش
 یہ سلی لادی شراب چاہتا ہوں مگر جگہ نافرمانی ہو
 بنیاور مے کہ نتوان شد ز مگر آسمان امین
 شراب لہ، اس لیے کہ آسمان کے کمرے مطلق نہیں ہوا لگتا
 کند صید بہاری بیفکن جام جم بردار
 شکار کی بہاری کٹر بیفکن ہے، جام جسم اٹھانے
 نظر کردن بدوشاں منافی بزرگ نیت
 بدوشوں کی طرف نظر کرنا، بڑان کے منافی نہیں ہے

لے صاحب ترین وہ شخص
 کلاہا ہے جس کی بیادیں
 کے وقت نظر ادرتہ
 لکھتا ہے میں ہوا لیا
 شخص صاحب نسیب
 ہوتا ہے یہاں ملادی
 محمود زیر سلطان
 ملا ہے۔
 ملے یہ قول میں حافظ نے
 اسی وقت کی ہے جب
 ابرہہ ساز لوہوں کے
 انفصال کے بعد اس کے
 بیٹے شاہ شجاع نے
 شرب خاد کے کلاہا دیے
 تھے۔

سے مدوش پڑتا
 کہ ہے در اول کجا پڑتا
 کا بادشاہ کا
 قربت
 کی صفائی
 سے حاصل
 پرتا ہے
 یہ ہیں گرشا شجاع نے
 شرب خاد کے کلاہا دیے
 ہیں تو کیوں شکر کرتا ہے
 وہ کلی مصالحت کو جاتا

۴
 شہزادہ کو قاتل
 ملک مانا گیا ہے اور
 دنیا میں نافرمانی کے
 اثر سے ہے بہرام سے
 مرتحار دوسرے نقل اور
 خانہ گری اس کے اثر
 سے مانا گیا ہے۔
 بہرام عراق کا مشہور
 بادشاہ گذرا ہے چونکہ
 اس کو گورنر کے کنار
 کا بہت شوق تھا لہذا
 اس کو بہرام کو کہا

بیاتاد سے صافیت لڑدہر بنایم
 آہنکر صاف شراب بنائیں گے زیادہ سازد کھاؤں
 شراب لعل منوشم من از جام نردگوں
 میں نردوزں ہا مہ سے نعل میسی شراب پیتا ہوں
 سٹاط عہد دول پر زہن دارد شہد کسایش
 کیشہ ہر کسز ناماد ک دستر خوان آ رام کاشہ نہیں کھائے

بشرط انک نہائی کج طبعان دل کورش
 اس شراب کو تو اس کو کج طبع اندھے دل والوں کو نہ کھائے
 کز یاد افعی وقتت میسازم ابر کورش
 اس لیے کز یاد وقت کما سانیت اور اس سے استونہ کار بہوں
 مذاق حرض از دل شوی از بلخ و از نوش
 لے دلہیز مار و بلخ کا مذاق کے بلخ اور نہیں سے دھو ڈال

کمان ابرئے جاہاں نمی سید مرزا حافظ
 محبوب کے ابروی کمان حافظ سے مستی نہیں مٹاؤں ہے
 ولیکن خندہ می آید بریں بانئے پُردوش
 لیکن افس کے حافظت بازو بہر، ہنسی آتی ہے

صوفی نکلے بچین و مرقع بھار بخش
 لے صوفی، کوئی بھول بچن اور گڈی ہائے کو بخش نے
 طامات و ذرق در رہ آہنگ شگ نہ
 ڈنگن مارو کچنگ کی آواز کے ماسے تیار رعبہ سے
 زہد گراں کہ ساقی و شاہد نمی نرسند
 سہاری زہد جس کو ساقی، اور مشوق نہیں خریدتے ہیں
 راہم شراب لعل زدے پیر عاشقان
 اسے عاشقوں کے سردار ہر شرابے بھر پڑو گار ڈال رہا ہے
 یارب بوقت گل گنہ بندہ عفو کن
 اسے خدا بھول کے موسم میں بندے سنگا و مٹا کر کہے
 لے آنکہ رہ ہمشرب مقصود برودہ
 اسے لہو مقصد کے گھاٹ پر پہنچا گیا ہے
 شکرانہ کہ روئے ترا چشم بد بندید
 اس شکرانہ پر کسے چہرے کو نظر دینے نہیں دیکھا ہے

وین زہد خشک را بے خوشگوار بخش
 اور یہ خشک زہد خوشگوار شراب کو بخش نے
 تسبیح و طلیساں نئے و میگسار بخش
 تسبیح اور چادر کو، شراب اور شراب نوشوں کو بخش نے
 در حلقہ چمن بہ نسیم بہار بخش
 چمن کے حلقہ میں، موسم بہار کی انیسیم کو بخش نے
 خون مار بجاہ زرخدان یار بخش
 میرا خون دوست کی غمڑی کے گویں کو بخش دے
 وین ما جرابہ لب جو تبار بخش
 اور اس نکتہ کو جو بہر کے گارے کے سروے پاس پو بخش ہے
 زین محرقطوہ بمن خاک بخش
 اس سمندر کا ایک قطرہ دیکھ خاک کو بخش دے
 مار العفو و لطف خداوندگار بخش
 میں خدا کے عفو، اور بہرہ نانی کے طلیاں بخش دے

ساقی چو شاہ نوش کند باده صیوح
 اسے ساقی! چہد شاہ صیوح کی شراب ہے
 گو جام زردیحا فیض شہ زند و دار بخش
 کہہ سکتا ہوں جام شب سیدار حافظ کو بخش دے

فکر طلیس بہد آنت کہ گل شد یارش
 میں سمجھتا ہوں کہ خیال ہے کہ بھولوں اس کا یاد چوبگ
 در بانی ہمہ آن نیست کہ عاشق بکشند
 ساقی در بانی نہیں نہیں ہے، کہ عاشق کو کشتن کریں

گل در اندیشہ کہ چوں عشوہ کند در کارش
 پھولوں اس نکتہ میں شہکار اس کے معاملتیں ناانگیزے دکھائے
 خواجہ آنت کہ با شد غم خرد متکارش
 آقا وہ ہے جس کو خدمت گزار کی فکر نہ ہو

۱۔ مشہور ہے کہ فرزند کی
 ۲۔ بڑے سے سائب اندھا
 ۳۔ ہویا ہے۔
 ۴۔ انسان کو ایسا بننا
 ۵۔ چاہیے کہ زمانہ کے
 ۶۔ تلخ اور شیریں میں
 ۷۔ اس کے لیے کوئی
 ۸۔ فرق ہے۔
 ۹۔ کیونکہ ہوا جو اس
 ۱۰۔ طاقت کے وہ میرے
 ۱۱۔ کو رسول کے لیے ہے
 ۱۲۔ سا طمانت وہ باتیں
 ۱۳۔ جو صوفی اپنی کلمات
 ۱۴۔ کے لیے کہتے ہیں۔
 ۱۵۔ طلیساں وہ چادر جو
 ۱۶۔ عموماً صوفیا اٹھتے
 ۱۷۔ تھے۔

۱۸۔ بچے محبوب
 ۱۹۔ کے
 ۲۰۔ ہونوں
 ۲۱۔ اور یاد
 ۲۲۔ زخموں نے
 ۲۳۔ مار ڈالے، لیکن بچ
 ۲۴۔ خون کا بار نہ لینا۔
 ۲۵۔ جو موسم بہار اور
 ۲۶۔ سپ دیا سرو کے
 ۲۷۔ نیچے کے گناہ کا بل
 ۲۸۔ معافی تھا۔
 ۲۹۔ کے عاشق، بھرا
 ۳۰۔ ہے کہ مشوق کو رام
 ۳۱۔ کرنا مشوق طلو کی
 ۳۲۔ تہ بے سیر میں سوچ
 ۳۳۔ رہا ہے۔

بیک شیکری کی وجہ سے اس کا بازو بھینسا ہے۔
 قراس کا دل خون ہر جا پائے۔
 بکلیں گل کے فیض سے ہیرا کی ہے۔
 یہ کو پڑ عشق میں بکارت ہے۔
 ہیرا سے صوفی میں گر گھر نخواست ہے تو دروچار جاہاں کو اور بند ہے سلسلے سے اسباب پیش ہوتا ہے بلخ شتر سے ملا ہے۔

کریا
 پر لطف
 ساسے
 کدل شریے
 پر آادہ ہے
 بے چونک تو وصل کا
 قردان ہے نہ کرے
 تجھے عیش و آنکھ
 بے عیش و اجرت کی
 ستر جائے اس کو
 قیمت جان کر اسے
 فائدہ اٹھانا ہے۔
 بے عشق کی دولت کو
 نظر سے چاٹنے کے
 کالا زنگ پر چلنا
 چاہے۔

جائے آست کہ خونِ صبح زرد دل لعل
 مویع اس کا ہے، لعل کے دل میں خون پشارے مارے
 بلبلی از فیضِ گلِ آموخت سخن ز نہ بود
 نمبلس چہول کے فیض سے بات کرنا سیکھ ہونہ
 آل سفر کرد کہ صد قافلہ ہر جا دوست
 وہ مسافر جس کے ہمراہ دل کے ساتھ ہے
 اگر از سوسہ نفس و ہوا دور شوی
 اگر تر نفس اور خواہش کے دوسرے دور ہو جائے
 گے کہ از کوچہ معشوقہ ما می گندی
 اسے وہ ہر جہاں معشوقہ کے کوچہ سے گذر رہا ہے
 صحبت عافیت کہ چرخش افلاک
 اسے دل آگرم آرام کی صحبت تجھے پسند آگئی ہے
 صوفی امر خوش از نیست کہ کج کرد کلاہ
 صوفی اگر اس سے متنبہ کر اس نے فوٹی نہ ہی کر لے ہے

زین تباہ کن زنف می شکن باز آرش
 اس زونے پہنکر شیکری اس کے بازار کو ٹھنڈا کر رہی ہے
 لہبہ قول و غزل تعبیر و منقار ش
 یہ سب قول اور غزل اس کی چوٹی میں چھپے ہوئے تھے
 ہر کجا ہست خدا یا سلامت دارش
 جہاں بھی ہے، خدا اس کو سلامت رکھ
 بیشکے رہ ہیری در حرم دیدار ش
 ہر کجا شک کے تواس کے دیدار کے حرم ملاشتہ کر لے
 پانہر باش کہ سرمی شکست دیوارش
 ہر شیارہ اس لیے کہ اس کی دیوار سے بھڑکتی ہے
 جانب عشق عزیزت فرو ملد آرش
 عشق کا پہلو بھی عزیز ہے، اس کو نہ جھوڑ
 بدو جام و اگر آشفته شود دستار ش
 اور تھیلے میں، اس کی کپڑی بھر جائے گی

دل حافظ کہ بدیدار تو خوگر شدہ است
 حافظ کا دل، جو تیرے دیدار کا مادی ہو گیا ہے
 ناز پرورد و وصل ست مجو آرش
 وہ وصل کے نازوں کا پالا ہوا ہے، اس کو دستا

کنا را بیایے بیو طبع شعر دایے خوش
 پانی کا ناز ہے اور سیکھنا سیکھنا اور موزوں طبیعت اور یکسین مشرق
 الالے دولت طالع قدر وصل میدانی
 اسے نصیر کی دولت، ان کو وصل کی شہر جاتی ہے
 عروس طبع از یوز فلک بکرمی بندم
 طبیعت کی دلہن کو ترازو ہنسر کا زیور پہننا سناہوں
 شت صحبت غمیشان و داد خوشدلی بستہا
 صحبت کی رات کو غمیشان، ہوا اور خوشدلی کی داد حاصل کر
 چہرے در کاسہ چہرست ساقی را بنام ایند
 نام نہا، ساقی کی آنھوں کے پیالہ میں کسی شراب ہے
 ہر آنکش لاکر بر خاطر عشق دلبرے باسیت
 جو شخص کسی مشرق کے عشق کا دل بر سر لہم رکھتا ہے
 بغفلت عمر شد حافظ بیابا یا میخیزد
 اسے حافظ بغفلت میں عمر ختم ہو گئی، ہمارے ساتھ غرض ہے

معاشر دلبر شیرینی ساقی گلغذائے خوش
 شیریں دلبر ساقی ہے اور شیریں اور سبب سے ہنسا رالاساقی ہے
 گو را با دست این عشرت کردای زنگائے خوش
 نہ کرے تجھے عیش اس سے نہ کھنچے اچھا ناز ستر ہے
 بود در نقش ایام بدست افتد نگائے خوش
 ہر سکہ بکھڑانے نقش سے کوئی سین مشرق چہرہ گھمائے
 کہ تہا لب افروزت طرظ لارائے خوش
 اس لیے کہ دل افروز جائے ہے اور سین لارائے کا ناز ہے
 کہ مستی میکند عقل می آورد خمائے خوش
 جو عقل کے ساتھ مستی کرتی ہے، اور ہر بی نش لاتی ہے
 سیندے کو بر آتش ز کرداری کا بار خوش
 اس کو کہہ دو گ پڑھو اور کہے کہ کو کہ تیرا کار بار چنہ
 کہ شکر لوان بر مستی مایونہ کار خوش
 تاکست مشرق کچھ ایک بہتر کام کا کتا

ما از مودہ ایم درین شهر نخت خویش
 اس شهر ما ہم نے اپنا مقصد آرا گیا ہے
 از بسکہ دست می گزم و آہ می ششم
 میرا صدمہ زیادہ ہوتا رہتا ہے جوں ماور آہ بستر تاہوں
 دو شہر تکلیف ہے خوش آمد کہ می سرود
 سلا ہے آہیں کہ بات کسی سہلی سلام ہوئی جبکہ وہ کار ہوگی
 کاے دل بصور باش کہ آں یار تہذخوی
 کہ اے دل! صبر کر کہ وہ ہمزاد یار
 گریوخ نیز حادثہ سر بر فلک زند
 اگر چارہ سے ملے والی مصیبت آسان تک بھی ہو چکے ہائے
 خوابی کہ نخت و مست جہان تو نکلد
 اگر تو جاہتا ہے کہ ناز سا نخت اور مستیت تجھ ہند گشتے

باید برون کشی ازین و طرخت خویش
 اس سہتر سے ایسا سامان باہر لے جانا چاہئے
 آتش زوم چو گل بتین نخت نخت خویش
 مینے بھول کر لے گئے اپنے بارہ بارہ جسم میں آگ لگادی ہے
 گل گوش بہن کردہ رشاخ درخت خویش
 بھولنے والے نے درخت کی شاخ سے سون کول رکھتے
 بسا تہذخے نشین درخت خویش
 لپٹے نصیر کی وجہ سے بہت ہمزاد بکری تھا ہے
 عارف باب تر کند درخت نخت خویش
 عارف بلنے نصیر کے سامان کہ پانی میں تر نہیں کرتا ہے
 بگذر ز عہد مست و سخنائے نخت خویش
 اپنے کچے وعدے اور سلف با تو سے باز آجا

اے حافظ ار ما در میر شہے مدام

اے حافظ! اگر مزاد ہمیشہ حاصل ہو جا یا کرتی

جمشید نیز دور نمائے ز نخت خویش

جمشید بھی اپنے نخت سے دور رہتا

من خراکم ز غم یار خرابانی خویش

میں اپنے غم باقی موقوف کے غم میں خراب ہوا ہوں

با تو یوستم و از غیر تو دل بربیدم

میں تجھ سے دوست ہو گیا ہوں اور غیر سے دل ہٹا لیا ہے

بعنایت نظرے کن کہ من دل شدہ را

بہر بانی کی نظر کہ اس لیے کہ جو دل گندہ کا

آخراے پا دہ سن و ملاحات چہ شود

اسے حسن اور ملاحت کے باد شاہ آ کر کیا ہو جائے گا!

خر من صبر من سوختہ دل واد بساد

جس سوختہ دل کے صبر کا کھسپاں، بر باد کر دیا

گر چلیبائے مر زلف ز ہم بکشاید

اگر وہ چلیبائے زلف کا چلیبیا، کھول دے

پس از او من شین و غم بیہودہ مخور

فرد میں نہ چیر، اور بیہودہ غم نہ کر

چونکہ اس کو شمش برفانہ سونے نہ بد

چند ہی بے فائدہ کوشش کوئی فائدہ نہیں دیتی ہے

میزند غمزه اوناوک غم بردل ریش

نہجی دل پر اس کی ادغم کا تیر مارتی ہے

آشناے تو ندر اور سر میگانہ و خویش

تیر آشنا اپنے اور غیر کا خیال نہیں رکھتا ہے

نرود بے مد و لطف تو کارے از پیش

تیری بہر بانی کی مدد کے لیکن آگے نہیں بڑھتا ہے

گر لب لعل تو ریزد ننگے بردل ریش

اگر تیرا لعل جیسا ہونٹ نہجی دل پر ننگ چھو کہ دے گا

چشم مست تو کہ بکشاید میں از پیش

تیری مست آنکھ نے جس نے آگے پیچھے نہجات تھارتی

بس مسلمان کہ شوکتشہ آں کافر کیش

بہت سے مسلمان اس کا فریب سے مقتول ہو جائیں گے

کہ ز غم خوردن تو رزق نگر دم و پیش

اس لیے کہ تیرے غم کھانے سے رزق کو پیش نہیں ہو سکتا ہے

پس میا زار دل خود غم لے دوزندیش

تو اے دوزندیش! غم سے لینے دل کو دستا

میں بھول کر کچھ پتیاں پختہ
 نسخہ جو تیرے میں لہذا لو کہ
 انیس آگ لگی ہوئی ہے
 میں بھول کر ہی تھی اور
 بھول غم سے سن باقتا
 جوں کا کا لگے شرمیں
 مذکور ہے۔

میں بھول کر چو کہ
 چند روزہ نہ ننگ لکھا
 ہے اس لیے اپنی بھولاری
 کہ کچھ نہیں ہے۔

میں بھول کر چو کہ
 چند روزہ نہ ننگ لکھا
 ہے اس لیے اپنی بھولاری
 کہ کچھ نہیں ہے۔

میں بھول کر چو کہ
 چند روزہ نہ ننگ لکھا
 ہے اس لیے اپنی بھولاری
 کہ کچھ نہیں ہے۔

میں بھول کر چو کہ
 چند روزہ نہ ننگ لکھا
 ہے اس لیے اپنی بھولاری
 کہ کچھ نہیں ہے۔

میں بھول کر چو کہ
 چند روزہ نہ ننگ لکھا
 ہے اس لیے اپنی بھولاری
 کہ کچھ نہیں ہے۔

میں بھول کر چو کہ
 چند روزہ نہ ننگ لکھا
 ہے اس لیے اپنی بھولاری
 کہ کچھ نہیں ہے۔

لشمار چشمتی بنام لگا
 عین عین میں ستر درون
 نصیب میں برداشت
 کرنے کے بعد کچھ رات
 مٹی ہے۔
 عین عین میں وفا کے
 سوا سب ہی خوبیاں
 ہیں خدا کے یہ غولی کی
 اس کو حاصل ہو جائے
 عین مشرق کی سر ہے
 اگر مقل بھی کر لے گا
 تو لگا لگا ہوگا۔
 عین عین سال مشرق
 ہے اور چودھویں چاند
 اس کا خلا ہے۔
 عین چکر کس
 مشرق
 ہے اہلی
 نا تجرب کار
 ہے دل کی
 حفاظت نہ کر سکے گا۔
 شاکسٹی کی یہ ہے نوبت
 دودھ کی خوشبو آتی ہے
 لیکن آئین خوشی نہیں
 عین نصیب نہ رول ہے
 وسط مشرق پر نصیب
 عین چاند اس میں نصیب
 شکی کی طاقت ہے تو
 بادشاہ اس کو فتنہ
 سزا بنا دیتے
 عین عین لہلہ سے
 ایسا مشکل ہے کہ ان کو
 ہے جس کا تاج بھی مشکل
 ہے۔
 شاکسٹی کے نصیب میں چاند
 دل مشرق میں نصیب ہے۔

پریش حال دل سوختہ کن بہر خدا
 خدا کے لیے نبلہ دل کے جہاں کہ پریش کر

حافظ از روش لب لعل تو کامے شرف
 تیرے صل جیسے ہونٹ کے تریاکی سے مختلف کوئی قصہ ہوگا
 کہ نزد بدل ریش دو ہزار ان سریش
 جب تک کہ اس کے زخمی دل پر دو ہزار دنگ نہ مارے

نیست از شاہ عجب گریز در درویش
 بادشاہ سے تہمت نہیں ہے اگر درویش کو نفاست

لیکنش ہر وہ وفا نیست خدا باد ہمش
 لیکن میں سخت اوروفا نہیں ہے خدا میں کو عطا فرما
 بکشند زارم و در شرع نیاشد گمش
 مجھ پر ہی جتنی تامل کر لے گا اور شریف میں اس کی کتنی تہمت ہوگا
 کہ بجا حلقہ بگوش ست مر جلد ہش
 کہ چروہویں کا پانچہ دل سے اس کا منت نام ہے
 کہ بد و نیک نہ دیا دست نڈار و نگہش
 کیونکہ اس نے ایسا اور بڑا نہیں بھلا دیا وہاں کہ حالت ذکر کیا
 کہ چرخوں میکھا از شیوہ چشم سپہش
 اگرچہ اس کی ساری آنکھوں کے شہر سے اگرچہ چلتا ہے
 خود گچا شد کہ نہ دیکھم دریں چند کہش
 خود کہاں چلا گیا کہ ہم نے اس کو بہت دنوں سے نہیں بھلا ہے
 ہر درویدہ سرداری خود یاد شہش
 بلو شاہ اس کو جلد اپنی سرداری میں لے لیا

مجمع خوبی و لطف ست عذار چہ ہمیش
 اس کا پانچہ جیسا زخار خوبی اور بائزگی کا مجموعہ ہے
 دلیرم شاید و طفل است بیازی روزے
 میرا دلیر مشرق ہے اور بچہ کسی دن کھیل کو دیریں
 چاروہ سالہ متے چلیک و شیریں دارم
 میں ایک چودہ سالہ ایسا چالاک نہ دیکھا تھا نہ تہمت ہوں
 من جہاں بکہ از و نیک نگہ دارم دل
 میرے لیے یہی بہتر ہے کہ اس سے دل کو خوب بگاڑوں
 بونے شیراز لب بچوں شکرش می آید
 اس کے شکر سے ہر مغز سے دودھ کی خوشبو آتی ہے
 در پے آن گل نور تہ دل مایا رب
 اس کو تیز بچوں کے پیچھے ، اسے خدا ہمارا دل
 یار دلدار من از قلب ہنہاں شکند
 یار دلدار یار ، اگر اسی طرح دل سنبھلی کرے گا

جاں لشکران کمز صرف گراں دانہ در
 میں شکار میں جان فتنہ اگر دروں گا اگر اس کو فتنہ کے دانہ کیلئے
 صدف دیدہ حافظ شود آرام گیش
 ماغذ کی آنچھ کی سبب آرام نگاہ میں جانے

گرفتن می نیار مشکل خویش
 کہ میں اپنی مشکل بیان بھی نہیں کر سکتا ہوں
 کہ ہر شب در چہ کام بادل خویش
 ہر رات اپنے دل کے ساتھ ، کس کام میں تھا ہوں
 چہ رانہ تدیاریا محمل خویش
 اسے دوست لیتے کہا دے کو تیز کریں بھلا ہے؟
 ملر یا کم شرع از منزل خویش
 شاید کہ اپنی منزل کا ، سدا شاہ یا نور

مرا کاریت مشکل بادل خویش
 مجھے ہنسنے دل سے ایک ایسا مشکل کام ہے
 خیالت داند و حبان من از غم
 تیرا فتنہ اور ہری جان جانتی ہے کہ تم کی وجہ سے
 زولپس ماندگاں یادے کن آخر
 بچھوٹے ہوں تو ذرا یاد کر ، آخر
 بے گشت تم چو مجوں کو وہ و صحرا
 میں مجوں کی گھڑی ، ہماڑ اور جنگل میں بہت گھوما

مرا در اول منزل رہ افتاد
 میں منزل کی ابتداء ہی میں۔ بھٹک گیا
 چہ فرصتہا کہ گم کردم دریں راه
 کس قدر مواقع میں ہوں نے اس راہ میں گھوڑی

کم آمد کشتیم در ساحل خویش
 اپنے ساحل پر، میری کشتی نہ گئی
 ز بخت خوابناک غافل خویش
 اپنے خوابیدہ، غافل نصیب کی وجہ سے

کم از جولانے آخسر دروہا
 آخر ہمارے راستہ میں، ایک بار تو ہوا
 چو حافظ خاک کرد آب گل خویش
 جبکہ حافظ نے، اپنے جسم کو خاک بنا دیا ہے

گفت یہ بخت مند گندے بنوش
 کہا، گناہ بخش دیں گے، شراب پی
 مژدہ رحمت برساند سروش
 فیہی فرشتہ رحمت کی خوشخبری دیتا ہے

بالتف از گوشہ میخانہ دوش
 خراب خانہ کے کونہ سے، گل ایک ہاندے
 عقوبت الہی بکت کار خویش
 خدا کی بخشش، اپنا کام کرتی ہے

تا تم لعل آدرش عمل بخوش
 تاکہ شمع شراب اس کے خون کو جوش میں لائے
 نکتہ سربستہ چہ گوئی خموش
 پوشیدہ نکتہ، کیوں چھپاتا ہے، جب یہ

لیں خرد خام، بیکھانہ بر
 اس کچی عقل کو، شراب خانہ میں لیا
 عفو خدا بیشتر از جرم ماست
 خدا کی بخشش، ہمارے گناہوں سے زیادہ ہے

ہر قدر لے دل کہ توانی بکوش
 اے دل ناتجہ جس قدر، ہو سکے کوشش کر
 روئے من و خاک دیمے فروش
 میرا جہرہ ہے، اور شراب فروش کے نیر کی خاک

گر تو وصالش نہ بکوشش و بند
 اگرچہ اس کا وصل کوشش سے نہیں دیتے ہیں
 گوش من و حلقہ گیسوئے یار
 میرا کان ہے، اور یار کی زلف کا حلقہ

روح قدس حلقہ امرش بکوش
 جبرئیل نے، اس کے حکم کا حلقہ کان میں
 وز خط چشم بدش دار گوش
 اور نظر جس کے خطرے سے، اس کی مخالفت کر

دین کا حاکم، شاہ شجاع وہ ہے کہ ڈول لیا ہے
 اے نیک العرش مرادش بدہ
 اے عرش کے بادشاہ اس کی مراد پوری کر

زندہ حافظ نہ گناہ بلیت صعب
 حافظ کی زندگی، کون بڑا حناہ نہیں ہے
 باکرم یادش غیب پوش
 محبوب پوش، بادشاہ کے کرم کے سامنے

میسارم بتواز چشم سود چمنش
 باغ جس کے ماسدوں کا نظر، ہے اسکو میں تیرے چتر زیاں
 ہمت اہل کرم ہر قدر جان و تنش
 اہل کرم کی توجہ اس کی جان اور جسم کی حفاظت ہو

یارش آن تو گل خندان کہ سپردی منش
 اے خدا جو مسکراتا ہوا نیاں چہول تو نے میرے چوکھیا ہے
 ہمزہ اوست دلم باد بہر جا کہ رود
 میرا دل، اُس کے ساتھ ہے وہ جہاں بھی جائے

شہ پر شروع منزل
 ہی میں ڈگر ڈالو
 ساحل پہ پہنچے دون
 کشتی تباہ ہو گئی۔
 سا حافظ نے اپنے
 جسم کو راتے کی خاک
 بنا دیا ہے اس پر گلے
 کی ایک بار تو رحمت
 سا گناہ جامل کر
 رحمت سے یاروں
 نہ ہونا چاہیے رحمت
 خداوندی گناہوں سے
 بڑھی ہوئی ہے۔

شہ
 کرم کو یاد دہا کر کے
 کرم کو یاد دہا کر کے

سہ وصل یار کرم منش
 سے حاصل نہیں ہوتی ہے
 بلکہ محض غلہ کی دن ہے
 لیکن کوشش کرنا کافی
 فرض ہے۔
 ہے جو بچل تو نے بیسہ
 ہر در کیا ہے نظر ہمت
 بچانے کے لئے یہ تیرے
 پر کرنا ہوں۔

ت محبوب جہاں بھی
 جاتے ہاں پر اول سے
 ساتھ ہے خدا کے رون
 نہ وہ سیاست تیرے۔

چشم دارم کہ سالہ برسائی ز منش
 تجھے اتید ہے مگر تو میرا سلام آسکو پہونچا ہے ل
 جائے دہانے عزیزت بہم ہر منش
 وہ قیمن دون کی جگہ ہے ۱۴ اس کو دہم بہم ہر منش
 محرم دار دران طرہ عنبر شگنش
 اس کو اس عنبر شگنش بزلت میں باعث مکہ
 دور یاد آفت دور فلک از جان و ش
 آسان کی گزروش کی معیت اس کے جسم در جان بند ہے
 سفلاں مست کہ باشد خبر از حوش
 وہ مہ ہوش کینہ ہے ہر کوئی خبر دہے
 ہر کہا اس آب خوردخت ہدیا فلنش
 جو بیاتی ہے ۱۳ اس کا سامان در یاس ڈال دو
 سر ماؤد مش یالب ماؤد ہنش
 ہمارا سرچا اور اس کے قدم کیا ہمارے ہر منش چہ اولس کا نہ

گر بسر منزل سلمی ری لے باد صبا
 اسے باد صبا اگر خوشی کی منزل کے پاس پہونچے
 بادب نافہ کشانی کن از ان زلف سیاہ
 اس کا زلف کی ادب سے خوشبو پھیلا
 چوں دلم حق و فاباط و خالش دارد
 بجز کہ اس کے خذ و غالب ہر میرا دل و فاکا حق رکھتا ہے
 گرچہ از کونے و فالشت باہر مہلہ دور
 اگرچہ وہ دہانے کو چہ سے سینا دون سے دور چو گیا ہے
 در مقامیکہ باد لب او مے نوشند
 جس مقام پہ اس کے ہونٹوں کی باہیں شراب پیتے ہیں
 عرض و مال از درینجا ز شایند رخت
 سامان اور مال خاند کے دروازے بھلانا چاہیے
 چرکہ ترسد ملال اندہ عشقش نہ حلال
 جو تکلیف سے نہدے ہمشق کا علم اس کے لیے جائز نہیں ہے

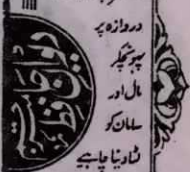
شعر حافظ ہر بیت الغزل معرفت
 حافظ کے سب شعر معرفت کے بیت الغزل ہیں
 آفرین بر نفس دلکش و لطف سخن
 اس کے زلفش سامان اور کام کی پاکیزگی کو آفرین ہے

ردیف صا د مہملہ

ز آمد القاص لا یحب القاص
 اس لیے کہ قاص کو قاص سے محبت نہیں کرتا ہے
 رن بالسن والجرح قصاص
 دانت کا جلا دانت، اور زخموں کا جلا زخم
 مشتری بجز ہرہ شد رقص
 مشتری و زہرہ کی طرح ناچنے والی بی عجب
 ترک سرتامی کند غواص
 جب تک غواص غور نہ کرے کہ پروا نہ چھوڑے
 تاکہ خالص شوی جوزر خلاص
 تاکہ کھائی کے سونے کی طرح نہ ہو جی خالص بن جائے

ازرقیت ولم نیافت خلاص
 میرے دل کو قیت سے رقیب سے چھکا ران طہ
 مختب خم شکست ومن سراو
 مختب نے مٹھا اچھوڑا اور میں نے اس کا سر
 مطرب مارے بزد کہ پچرخ
 ہمارے مطرب نے ایسا ساڑھ چھڑا کہ آسان ہر
 گوہر از بحر کے بروں آرد
 سمندر بہت، سوئی کب باہر نکالے گا
 نقدے از عشق جوئی نہ از عقل
 کوئی سرمایہ، عشق سے مال، ذکر عقل سے

نہ یہی مساکون خطاب
 ہے یعنی محبوب کی زلف
 کو پریشان نہ کر دے نہ
 بہت سے دل پریشان
 ہو جائیں گے۔
 یا جس محفل میں ہو
 کے ہونٹوں کی یاد پڑے
 شراب نوشی ہو رہی ہو
 اگر کوئی مست ہو ش
 میں رہے تو وہ کینہ
 ہے۔
 سے شراب خاند کے



دروازہ پر
 پہونچ کر
 مال اور
 سامان کو
 ڈال دینا چاہیے
 کے بیت الغزل وہ
 شکر کہا ہے جو غزل
 میں سے اچھا ہو۔
 حافظ کے تمام اشعار
 بیت الغزل ہیں۔
 نہ مشہور ہے جگہ
 نہ لکھا گیا ہے جگہ
 لہذا اس قدر سب کی
 کسی طرح نہیں ہتی ہے
 بلا حتمے شراب کا
 شک چھوڑا میں نے
 تشریح فیصلہ کے مطابق
 اس کے سرچوڑا اس کے
 کو قرآن کے حکم سے دانت
 جلا دانت اور زخموں کا جلا
 زخم ہے۔

حافظ اول زمصحف رخ دوست

مانف نے سب سے پہلے دوست کے چہرے کے قرآن سے

خواند الحمد و سورة اخلاص

الحمد فیه ۱۰ اور سورة اخلاص پڑھی

نیست کس راز کند سر زلف تو خلاص
تو کی زلف کی کند سے جسے گر مہمان نہیں ہے

عاشق شوخہ دل تاب بیا بان فنا
سوز دل عاشق جب تک فنا کے بیابان میں

جان نہاد بمیال شمع صفت از شوق
شوق کی وجہ سے سائیں شمع کی طرح جان دیناں میں بدگامی

آئے در دل دیوانہ ماز زود
تو نے ہمارے دیوانہ دل میں ایسی نگ گادی ہے

کیماے غم عشق تو تن خاک را
تیسے عشق کے غم کی کیما، خاک جسم کو

بہبوداری آن شمع چو پروانہ وجود
ان شمع کی محبت میں پروانہ کی طرح وجود کو

ناوک غمزه او دست بردارستم
اس کے غمزه کے تیرے ہاتھ سے ہاتھ بیت ل

میکشی عاشق بسکین فرستی زقصاص
سکین، عاشق کو ترستن کر تا ہے اور تقصاص سے نہیں کرتا

نرود در حرم دل نشود خاص الخاص
نہ جا سکا دل کے حرم میں، خاص الخاص نہ بنے گا

کردم ایشان ترن خویش زرقے اغلاص
اغلاص کی وجہ سے میں نے اپنا جسم قربان کر دیا

کہ چو دو دویم ہمیشہ بہوایت دقاص
کہ تیری محبت میں مسلسل اور حرم میں کی طرح ہوا ہے یہ ہے

زیر خالص کن در چند بود پھوچو رصاص
خالص سونا کر دیتی ہے خواہ وہ کتنا ہی رنگ کی طرح ہو

تا نوزی نشوی از خطر عشق خلاص
جب تک تو نہ ہو گئے ہوتے عشق کے خطر سے خلاصی مالا نہیں

حاجب ابرئے او مرد دروازو قاص
اس کی ابرو کو دروازا، دقاص میں سے ابرو کے گیا

قیمت دگر گمانیہ چو داند عوام
گمانیہ بے سون کی قیمت، عوام کس جانیں

حافظا لوبریکدان مدد جز بنخواص
اسے حافظا لوبریکدان، غم سے ملاح کسی تو نہ لے

ردیفضا و معجم

بیا کہ می شنوم بوی جان آن عارض
آجا کہ تو تک میں اس رخسارے جان کی خوشبو سو نکھتا ہوں

بگل شہماند قد سرو ناز آن عارض
سرو ناز کا قد اس قدر کی وجہ سے ہوتی میں نہیں گیا

معانی کہ ز حورال بشرح می گویند
جو خوبیاں حوروں کی تفصیل کے ساتھ بیان کرتے ہیں

کہ یا فقم دل خود را نشان آن عارض
اے اس لیے کہ مجھے اپنے دل کا پتہ اسی رخسار سے ملا ہے

خجل شد دست گل شگفتاں آن عارض
باغ کا پھول اس رخسار سے فرمندی ہو گیا ہے

ز حسن و لطف پرلین بیان آن عارض
اس رخسار سے یہ بیان حسن و لطف پر لکرنے کے ساتھ بیان کرتے

عاشق
زہر تلخ ہاں آن زلال
پیکار از سوز و آگ
سست از کنگر کس دلام
سے عاشق جو اس میں
جب شہر ہو گا جیکہ فنا
فی العشوق کا درد
پلے کر لے گا۔
سے کمال عشق ہی ہے
کہ عاشق اپنے وجود کو
قربان کر دے۔
سے دھول پیکر کا فنا
پہا اٹھتا ہے۔
سے راہ عشق کے
خطر سے
عاشق
جی ہی
حفظ
ہو رہا ہے جبکہ
اپنے وجود کو ختم
کر دے۔
سے دقاص کے نوری
سوی گون توڑنے والے
کے ہیں یہاں مراد
کوئی گمان کر رہے یا
حسرو سدرین الی
دقاص مراد ہیں۔
سے عشوق کے قد
سے ستر بگر
سے روز میں میں گوا
گیا ہے۔

گلاب یافتہ یونے جناب از آں عارض
 محبت نہیں مٹھی خوشبو اس رخسار سے حاصل کی ہے
 بخول نشستہ گل بارغواں از آں عارض
 اس رخسار کی وجہ سے گل بارغواں میں بیٹھا ہوا ہے
 نزار ماندہ میر آسماں از آں عارض
 اس رخسار کے جسے آسمان کا چاند لاغر بنا ہوا ہے

گرفتہ آفرین یونے مشک آں گیسو
 اس زلف سے چین کے نازک و مشک کی خوشبو حاصل کی ہے
 بشرم رفتہ تن یا من از آں اندام
 اس جسم سے یا من تمام جسم شرمندہ ہے
 زمرہ یونے تو خورشید گشہ مغرق عرق
 تیرے چہرے کے آفتاب سے سورج ہمیشہ نڈھایا ہے

ز نظر دلکش حافظ ملک آباد حیات
 ماندگی اول کن نظم سے آپ حیات اس میں لایا ہے
 چنانکہ خوبی شدہ جان کنج کل آں عارض
 جس طرح ہمیشہ میں نہانے ہوئے مشرق کے رخسار سے بیٹھا ہے

شمس فلک محل شد ہل زرخ خوبا عارض
 زمین کے چاند کے سینہ بیخ سے آسمان کا سورج خرمندہ ہے
 ہنوز میں سفینیں ماندہ بزر بار قرض
 ساتویں زمین کی طرح، قرین کا تیر بار ہے
 سجدہ درگہ تو شد بر مہ شاہ ارض فرض
 تیری درگاہ کا سجدہ تیرے زمین کے تمام بادشاہوں پر فرض ہے
 کے تن درد مندین رستہ شواد میں مرض
 میرا درد مند جسم اس مرض سے کس طرح نجات پاتے

حس و حال تو جہاں جگر رفت طعل عرض
 تیرے حس و حال تو جہاں نے تمام جہاں کے طول و عرض پر قبضہ کر لیا ہے
 از رخ تست مقبلس نور ز جام آسماں
 جو تھے آسمان کا سورج تیرے منہ سے روٹی اصل کو بیٹھا ہے
 دیدن جن رونے تو بر مہ خلق واجبست
 تیرے چہرے سے کسی کو دیکھنا تمام مخلوق پر واجب ہے
 گر آب روح برورت گلشکریے نمشدم
 اگر تیرا روح برود چوٹ، مجھے گلشنہ سے نکلنے کا

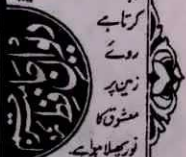
بو سہنجاک غئے او دست کجا بد ترا
 اس کی خاک پا اور مجھے کب تیرے آگے ہے
 قصہ رشوق حافظ خود کہ رساندش بعض
 اسے حافظ ہنسی کا نقشہ خود اس کی خدمت میں پیش کرے گا

ہنوز چند نگارا زمین کنی اءراض
 اسے مشرقی جانب کب تک تجھے روگردانی کرے گا
 گذشتہ یاد چہ آری مضی مضی ماض
 گذشتہ اتوں تو کیا یاد کرتے، گذرا گذرا جو گذرنا مٹتا
 ہمیدہ جامہ تقویٰ بغیرہ چون مقراض
 تقویٰ کے جامہ کو اس نے تقویٰ کی طرح غصے سے کاٹ دیا
 گرفت دیدہ مردم از آں سواد و بیاض
 انسانوں کی آنکھ کو اس سے سیاہی کا مادہ سفیدی حاصل ہوتی
 مگر ہم از تو بیاید طبیعت فیاض
 شہید فیاض طبیعت، تجھ سے حاصل کرے

سواد دیدہ من شد ز آب چشم بیاض
 آنسوؤں کی وجہ سے میری آنکھ کی سیاہی، سفیدی ہوئی
 بنا کنار گبیریم و آشتی بلنیم
 آنجا، ہم جنگیں ہیں، اور صلح کر لیں
 چہ تیزی ست بجز کان چشم او یارب
 اسے نکلنے کی آغوش کی چلوں میں، اس قدر تیزی ہے
 چو عس زلف رخت در میان چشم افتاد
 جب تیری زلف اور رخسار کا مس آئے تجھ میں بڑا
 غول بقافیہ ضاد ناید لے حافظ
 اسے حافظ ہنسی کے قافیہ کی غزل نہیں کہی جاسکتی

مذہب کے اس کا زلف
 سے اور گلاب کے
 رخسار سے نازک و
 حاصل کی ہے۔
 پہلی بات کا چاند
 اس کے رخسار کے
 رنگ سے لاغر بنا
 ہوا ہے۔
 سے سورج مشرق کے
 چہرے سے نور حاصل
 کرتا ہے
 رونے
 زمین پر
 مشرق کا
 نور پھیلا ہوا ہے

سے ہزاروں تیرے
 چوٹ کے گلشنہ سے
 ہی شفا یاب ہوگا۔
 سے تیرے ذائق میں
 روئے رونے آگواں
 کی تیلیاں سفید ہو گئیں۔
 گلشنہ سے نور کو ہا کر
 بغلیہ ہو گیا۔
 سے آنکھ کی سیاہی
 اور سفیدی ہو گیا
 زلف اور رخ سے
 قائم ہے۔



ردیف طائے مہملہ

گر در عذار یار من تا بنوشت حسن خط
 میرے عشق کے رخسار کے گرد جب سے حسن نے خلیق ہے
 از ہوس لبش کہ آں ز آب حیات خوشتر
 اُس کے ہونٹ کے عشق میں آجوبو جیسا ہے سے بہتر ہے
 خال سیاہ را بر آن عارض سمنگ نہیں
 اس چاندی جیسے رنگ بلبل رخسار پر سیاہی اور دیکھو
 مویں کشادہ کردہ خوبی تا بچمن ز آمدی
 پسے میں نہ لے ہوئے خال کو لکھنے پر ہے تو چمن میں آیا ہے
 گہر ہواش میدیم گر دشال جان دل
 کبھی اُس کی جہت میں جان نہ دل گرد کی طرف سے آہوں
 گر لغلامی خودم شاہ قبول میکند
 اگر کبھی بادشاہ ہا پائی فدا می قبول کرتا ہے

ماہ ز حسن رفتے اور است قنادر غلط
 اس کے چہرے کے حسن کو ہوسے چاند واقعی غلطی میں پڑ گیا ہے
 گشت وال زردیدہ آچہرے آب مجھ شط
 میری آنکھ سے ہنر جیسا چشمہ جاری ہو گیا ہے
 راست ز مشک ماندہ آن رخ ماہیک لفظ
 اصل مشک کا ایک لفظ ہے جو چاند کے سر پر قائم ہوا ہے
 شرح گل جو عفران مشک کا شمسقط
 گل کا زساز مٹھان کی جڑ میں ہو گیا ہے، حکایت گلاب کی بھٹی میں ہے
 گاہ ماہ میکشمتش عشق مجھو لفظ
 کبھی لفظ کی طرح عشق کی آنکھ کو سرائے سے بھجوا دیا ہے
 تا بمبار کی دہم بندہ بیندیش خط
 تو بیک غلام اُس کی غلامی کی تحریر مبارک میں لکھا کر دیا ہے

آب حیات حافظا گشتہ تجل ز نظر تو
 اسے حافظ تیری منزل سے آب حیات شرمندہ ہو گیا
 کس ہوائے عشق او شعر تلفہ زس خط
 اس کے عشق میں اس طریقہ پر کسی نے شعر نہیں کہا ہے

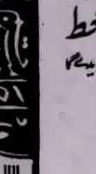
ردیف طائے معجمہ

ز چشم بد رخ خوب تر خدا حافظ
 نظر بد سے اچتر کے حسین رخسار کا خدا نگہبان ہو
 اگر خون دل غور و عمل اولبتاں
 اگرچہ اُس کے ہونٹ نے تیرے دل کا خون پی لیا ہے، لے لے
 بزلف و خال بتال دل بند دیگر یار
 تیروں کی زلف اور خال میں دو بارہ دل نہ بھنسا
 بیا کہ نوبت صلح ست و دوستی و صفحا
 آیا کہ غمناک اور دوستی اور صلح کا وقت ہے

کر در جملہ کوئی بجائے ما حافظ
 اس لیے کہ اسے حافظ اس نے مانے ساتھ ساری جہاں لائی ہیں
 بکام دل ز لبش بوسہ خوں بہا حافظ
 لے حافظ دل کے شفا کے مطابق خون بہا میں اُس کے ہونٹ کو
 از جستہ ازیں بند و ایں بلا حافظ
 اسے حافظ اور اس قید اور مصیبت سے بچ نکلا ہے
 کہ با تو نیست مرا جنگ ماجرا حافظ
 اس لیے کہ لے حافظ نے میرے کوئی لڑائی اور فتنہ نہیں

ماہ عشق کے چہرے کے گرد خطے حریر میں پیدا کر دیا ہے، چنانچہ چاند نے اُس کو آفتاب مجھ کر اُس سے نور حاصل کرنے میں نال کیا ہوا واقعی غلط خیال ہے۔ عشق کے فوج چلی ہوا سلسلہ میرا ہے جیسا کہ چاند پر کسی غلطی سے اگر شاہ خاکی میں قبول کرے تو سب کا لیا میں خط غلامی کا کھ کر پیش کروں۔

سے حافظ کے دل کا خون بہا میں ہے کہ قاتل کے ہونٹ کے چند سے دلا دیئے جائیں۔



بدانمش نرسد دست ہر گد احافظ
لے حافظا کے واسن تک ہر گد کا ہاتھ نہیں پونچتا ہے
مرات تحفہ جان بخش دل را باحافظ
اس لیے کہ لے حافظا مجھے در با جا ہاں بخش تحفہ حاصل ہے

تو از کجا او اُمید وصال اوز کجا
تو کجاں اور اس کے وصل کی امید کجاں
چہ ذوق یافت دل من وصل آل محبوب
اس محبوب سے وصل سے میرے دل نے کیا مزا پایا

بیانخواں غول خوب طرفہ و پر سوز
پندرہ اور عیب اور ایچی غزل لکھے
کہ شکرست فرج بخش و جانفزا حافظ
اس لیے کہ لے حافظا تر سے اشارت فرستے بخشندے جانفزا

ردیفِ عینِ مہملہ

کہ نہست در نظر من جہاں تعمیر متاع
کہ دنیا میری جگہ میں ایک ذیلیل پر بھی ہے
کہ غمیزاں ہر سبب لقا و است صداغ
اس لیے کہ اس کے علاوہ سبب لقا اور دور سے کسب نہیں
کہ نیت باتو کے را بیخ گونہ نزع
پھر کسی کا تجھ سے کوئی تو جھگڑا نہیں ہے
بسر میروم ایجاں نمی کنی نزع
لے جان! میں سرکھنی جا رہا ہوں جو کسی سے جھگڑا نہیں کرتی
حریف بادہ رسید لے رفیق تویر و داغ
شراب کا سا کھی پھر کچ لیا ہے، تو سوتے سا می رخت ہر
کجا روم تجارت باس کساد متاع
اس کوئی بڑی سودیگر تجارت کرنے کہاں جاؤں؟
رسد بکلمہ درویش نیز فیض شعاع
فیض کو بھری میں کبھی، شعاع کا فیض پہنچتا ہے

بقر و دولت گیتی فرور شاہ شجاع
شاہ شجاع کی دنیا کو بخش کر نے والی حکومت کے دور کی قسم
صراحی و حرفی خوشم ز دنیا بس
تمام دنیا میں ایک صراحی اور اچھا دوست سے بے کافی ہے
مکوئی وعظ و بجاہ بندل کن این شفقت
دعوت کہ اور اس شفقت کو ایک جام میں تیراں کر دے
زم سببم بخرا بات میفرستد عشق
عشق مجھے کسب سے خرا بات میں بھیجتا ہے
بس تورد در شانے مغانہ بیار
یت کا سمول قاتی ہے، مغان کی شراب لا
ہتر نمی خرد ایام و غیاز نیم نیت
زمانہ نہیں خریدتا ہے اور میرے پاس اس کے ہاتھ نہیں ہے
بیار کم خور شید مشعل افروزد
ترب لا اس لیے خور جب آفتاب مشعل روشن کرتا ہے

جبین و پیرہ حافظ خدا جلالت داد
خدا حافظ کی پیشانی اور چہرہ کو جانا دے
ز خاک بارگہ کبریا کے شاہ شجاع
شاہ شجاع کی نسبت بارگاہ کی خاک سے

شاہ خاور قلندر بر ہمہ اطراف شعاع
مشرق کا باد شاہ چاروں طرف شامیں ڈالتا ہے

بامداداں کہ ز خلوت گم کا رخ ایداع
صبح کو جبکہ ایجاں کے نخل کی غلوت گم سے

شاہ خاوری چلے ہیں میں سے
مشرق اور چلے گا کافی
ہے باقی درو میرے
شاہ اعظا میں
شفقت کا منشا ہر
جگہ سے دعا کے
ایک جا کے ذریعہ
سے زمانہ میں بہتر
کسا د بازاری ہے
اور میرے پاس
اس کے علاوہ کوئی
پونجی نہیں ہے۔

یعنی جب
صبح کو
سوز
نور اور
پڑتا ہے اور

مشرق سے ناپتا ہوا
ایک گھنٹا پہا نور اور
جڑتا ہے اور دنیا کو
مختلف رنگوں میں
دلگاہا ہے اور شہنشاہ
کے قصہ خاندان میر و
افزون سماعتی ہے
تو جسکے شور کرتا ہے
اور رنگوں پر غم زنی
کرتی ہے اور کتی ہے کہ
نار کی حاست کو کچھ
میش و عشت میں وقت
کسا دیتا بہتر شہنشاہ

برکشاد آئے از جیبا فاق جرخ زناں
 اف کی جیب سے، تمہارے ہرے، آئینہ کلمات ہے
 وز زوایاے ترطب خانہ جمشید فلک
 آسمان کے جمشید کے ترطب خانہ کے گوشوں سے
 جنگ در غلغلہ آید کہ کجاست رننگر
 جنگ شور کرتی ہے، کہ منکر کہاں گیا!
 وضع دوراں ننگر ساغ عشرت برگیر
 زانہ کی حالت کو دیکھ، عیش کا ساغ فرحت تمام
 طرہ شاہد دنیا ہمہ مکرست و فریب
 دنیا کے مشوق کی زلف تمام تر مکر اور فریب ہے
 عجز و طلب ارفع جہاں مطلبی
 اگر تو دنیا کا تعلق پاتا ہے، بادشاہ کی عریک و ملائی چاہ
 مظہر طف ازل روشنی چشم امل
 ازل نہ رہا ہی کا مقہر ہے، امید کی آنکھ کی روشنی ہے

بنامید رخ گیتی بہزاراں انواع
 دنیا کا چہرہ، ہزاروں طرح سے دکھاتا ہے
 ارغنون ساز کند زہرہ باہنگ سماع
 زہرہ بھانے کے ارادہ سے ارغنون بجاتا ہے
 جام در قہقہہ آید کہ کجاست سماع
 جام شلف نکاتا ہے کہ روکنے والا کہاں گیا!
 کہ بہر حال ہمیں مست بہین اوضاع
 اس لیے، کہ بہترین حالتیں کا معاملہ ہی ہیں
 عارفان بر سر اس نکتہ تجویز نزارع
 جانکار، اس نکتہ پر اختلاف نہیں کرتے ہیں
 کہ وجودیت عطا بخش فکریم نفع
 اس لیے کہ وہ بڑا اعلیٰ نکتہ ہے، علمی اور نفسی اور وجودی ہے
 جامع علم و عمل جان جہاں شاہ شجاع
 علم و عمل کا جہاں ہے، شاہ و شجاع دیکھ گی جان ہے

حافظ اربابہ خوری باضم کلر خ خور
 حافظ اگر شراب پیتے تو کلاہی رخسار والے مشرق کے ساتھی
 کہ ازیں بنو در در و جہاں بیج متاع
 اس لیے کہ دونوں جہاں ہیں، اس سے بہتر کوئی جہاں نہیں ہے

شش شین کئے سر بازان ز نام چو شمع
 میں شین کی طرح، سر کی بازی لگانا اور، اور نکل کر جو یہ کہہ کر چھوٹا
 تا در آب آتش عشقت گداز نام چو شمع
 جبکہ تیرے عشق کے آب آتش میں شین کی طرح بجھل رہا ہوں
 بالکال عشق تو در عنق نقصا نام چو شمع
 تیرے عشق کے کال کے ہوتے ہوئے شین کی طرح میں نقصا نہیں ہوا
 ہنجناں در آتش بجز بوسوزا نام چو شمع
 تیرے بجز کی آگ میں، اسی طرح شین کی مانند جل رہا ہوں
 کے شدے پیدا میتی راز نہیا نام چو شمع
 میرا بھیجا ہوا راز نہیا تھا میں شین کی مانند بظاہر بچھڑتا
 بسکہ در بیماری بجز تو گر یا نام چو شمع
 بس تیرے بجز کی بیماری میں، اسی کی حرمت نہا ہوں
 این دل زار و نزار و اشکا نام چو شمع
 میرا دل جو عاجز اور لاچار ہے، اشک و شین کی طرح آگ بنا بھیجا ہے

درو فائے عشق تو مشہور خوب نام چو شمع
 میں جینوں میں شین کی طرح تیرے عشق کی نگاروں میں مشہور ہوا
 کوہ صبرم ز م شد جوں موم از دست غمت
 تیرے غم کے انھوں نے میرے صبر کا پہاڑ موم کی طرح ہمو کر دیا ہے
 بے جمال عالم آئے تو روز من شبست
 تیرے عالم کو سوار نے اولے حال کے بدلے بیولندہات ہے
 رشتہ صبرم مقرر اض غمت بہر بدو شد
 میرے صبر کا دھماکا تیرے غم کی جہنی سے کاٹ دیا گیا
 گر آیت اشک کلک نام نہوئے تندر و
 اگر تیرے غم آسروں کا گھوڑا، بیز روز ہوتا
 روز و شب خواب کم نمی آید چو شمع پرست
 یہی غم پرست آنکھ میں دلالت نیند نہیں آتا تب
 در میان آب آتش ہنجناں مرگم دست
 پانی اور آگ کے درمیان بھی آتی طرح تیرے غم پرست

میرے عشق میں شین کی طرح
 کی مجلس میں شین کی طرح
 مشہور ہوں۔
 جب سے تیرے
 جہنم میں شین کی طرح
 ماہوں میرا
 کو صبر
 موم میں
 گیا ہے۔
 میں شین ہر وقت
 بھٹکتی اور گھٹتی رہتی
 ہے۔
 جس میں تو راز دار تھا
 آسروں نے ساز
 بھلا دیا۔

در زانے جہانے را بہ زانم جو شمع
 درد آو کے ذریعہ دیکھ دینا گوشت کی طرح جلا ڈالو گی
 تا مشور کردا زدیارت الیوا نم جو شمع
 تاکشت کی طرح تیرے دیدار سے میرا مکان متڑ ہو جائے
 چہرہ بناد لیر تا جاہاں بیفتا نم جو شمع
 اسے دلپورہ دکھاتا کہ شمع کی طرح جہان تران کروں

در شب مجراں مرا پرواز وصلے فرست
 جگر رات بٹائی ہے پاس وصل کا پرواز بیچ دے
 سرفراز کن شبے از وصل خودے مایرو
 ایسے چاند جیسے ہرے والے کسی کو لینا دل سے لکھا جا بیٹا
 ہر صبح کیک نفس باقیست بے دیدار تو
 تیرے دیدار کے جھلکا ہر لاکھ سالوں باقی ہے جگہ کی گنج بے

آتش تہتر ا حافظ عجب در سر گرفت
 تیرے عشق کی آگ حفاظت سے میری عجب چلے ہے
 آتش دل کے ماب یہ پیشا نم جو شمع
 شمع کی طرح دل کی آگ تو آگھٹے پانی سے کب بچھا سکتا ہوں

کنیت باسم از بہر مال جاہ نزار
 کہ مال اور مرتبہ کے لیے میرا کئی سے جھکوا نہیں ہے
 نمی کنیم دلیری نمیدر بیم صدراع
 ہم دلیری نہیں کرتے، ورنہ دوسر نہیں بنتے
 کہ من نمیشوم بولے خیر از میں ارضناع
 اس لیے کہ ان حالتوں سے مجھے خیر کی خوشبو نہیں آتی ہے
 کے کہ اذن نمیدائے استماع سماع
 وہ جو گھانا سننے کی اجازت نہ دیتا تھا
 کہ من غلام مطعم تو بادشاہ مطاع
 کہ میں فرما کر وہ غلام ہوں، اور تو مطاع بادشاہ ہے
 نہ بینیم پس از میں ہیچیکہ کینج لقعاع
 اس کے بعد نہ زمین سے کوئی پتھر، ہمیں کسے مجھے دیکھتا

قہر کشت جاہ و جلال شاہ شجاع
 شاہ شجاع کے جاہ و جلال کی کشت کا نم
 بفیض جرقہ جام تو شہ نایم ولے
 ہم تیرے جام کے گھونٹ کے فیض کے پیاسے میں نیکیاں
 خمارے را ہم شست و شوئے خرقہ لبید
 خدا کے لیے میری گڑبادی کو تیرا بکے ذریعہ پاک جہان کرو
 بیتن کہ رقص کنناں میر و دنالہ جنگ
 دیکھ جنگ کے نالہ پر ناچنا جا رہا ہے
 بعاشقال نظرے کن بشکر اس نعمت
 اس نعمت کے مستکرا نہ ہیں، عاشقوں کی طرف نظر کر
 پرواویہ نصیحت لگو کہ دیگر تو
 اسے اب سمجھا کر لے لے جلا جان نصیحت نہ کرنا اس لیے کہ تو

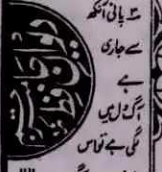
نزد حافظ و طامات او ملول شدم
 حافظ کے نزدیک اور اس کی زندگی کی دشمنوں سے میں ملول ہو گیا ہوں
 باز رو دو غزل گوئی بر سر و د سماع
 رو دو بجا، اور توانی کے لیے میں غزل سنا

ردیف غین معجم

کتابچہ بلبل بیدل کم علاج دماغ
 تاکہ وہ دل نہیں کی طرح ہوا، اس کے علاج کروں

سحر چو بلبل بیدل و شدم در باغ
 سحر کی بلبلوں کی طرح میں غمزدی و سرکے لے باغ میں گیا

ملہ جگر رات وصل کا
 پرواز بیچ سے درد
 آہ کے ذریعہ دیکھا گوشت
 کی طرح جلا ڈالو گی پھر
 اور شمع کو جوڑ کر لطف ہے
 سانس میں تنگی کے تیزی
 سانس لے رہا ہوں
 چہرہ دکھانے سے تازگی
 کی طرح میں بھی جہان
 دیدار جوش سے تیزی
 بچھ جاتی ہے۔
 سہ پانی آنکھ
 سے جاری
 ہے
 ہر گز نہیں
 ٹپ ہے تاس



پانی سے وہ آگ
 کسے بچھ سکتی ہے۔
 سہ ہم خود بھڑک جا
 اٹھانے کی دلیری نہیں
 کرنا چاہتے تیرا نہیں ہے
 ناگواری کا سبب بن گیا
 لے لہ لہری میں سے ریا
 کی پواری ہے اس کو
 شراب سے وصول ہو
 یہ وہ تھکتا ہو دور ہو
 کو سانس کی اجازت
 نہ دیتا تھا اب غور
 جنگ کے آواز پر رقص
 کر رہا ہے۔

بچہ گل سوری نگاہ میا کرم
 چن چن سوری کے چہرہ کو دیکھ رہا تھا
 چنان محسن و جوانی خویش تن مغرور
 اسے حسرت اور جوانی پر ایسا منور تھا
 کشادہ نرس رعنا بحسرت آب از چشم
 حسین نرس حسرت میں آنکھ سے آنسو بہا رہی تھی
 زباں کشدہ چو تیغ بلسزش سوسن
 سوسن ہر نرس کے لیے تلوار کی طرح زبان سوتے ہوئے تھی
 یکے چو باوہ پرستان صراحی لذت دست
 لب باوہ پرستان کی طرح، صراحی ہاتھ میں لیے تھا

کہ بود در شب تارے بروشی جو خراغ
 جو اندھیری راست تیرا روشنی دیکھ میں جلاغ کی طرح تھا
 کداشت از دل بلبل ہزار گونہ فرغ
 کہ بلبل کے دل سے ہزار طرح کی بے پروائی رکھا تھا
 سہادہ لاله کمرہ بجان و دل صدر داغ
 شمع لالہ، دل، اور جان میں سودا خ رکھا تھا
 دہاں کشادہ شقائق جو مردان نباغ
 گل نازک جو بیوں والے انسانوں کی طرح تھوڑے پتے پر تھے
 یکے چو سانی مستان بکف گرفتار غ
 ایک مستوں کے سانی کی طرح چال باتھ میں لے گیا تھا

نشاط و عیش جوانی چو گل غنیمت ال
 خوشی اور جوانی کے عیش کو چھوٹ کی طرح غنیمت سمجھ
 کہ حافظ ابو نورد بر رسول غیر بلاغ
 اس لیے گلے حافظ رسول کی ذمہ داری کو چھوٹے پتے پر لکھ کر لیا

مگر سوری اپنے
 حسن اور نوزادی پر
 مغرور تھا اور بلبل
 کے عشق سے بے پروا
 تھا۔
 صلاح کو نرس کے
 چہرے پر جو شہنم ہوتی
 ہے اس کو سوسن
 آنسو توں سے تہیر
 کیا ہے۔
 سہ گل سوسن نیلے
 رنگ کا چھوٹا ہے
 جس کی تہوں کو باں
 سے تہ سے دکھائی ہے،
 شقائق لالہ کے چھوٹے
 پتے کہتے ہیں۔

سہ ماخذ
 یہ بیٹا
 ہے
 جو چیلے
 صراط میں

ردیف فائے موقدہ

طالع اگر مرد کنز دانش اور م بکف
 نصیب کار ہو کہ طو اس کا دامن ہاتھ سے چلاوں گا
 طرف کرم نرس بست این دل را زمین
 میرے دل سے تیرا دل لے لے گی سے کرم کا فائدہ نہ ہوگا
 چند نیاز پرورم بہر تیان سنگدل
 سنگدل ہونے کی وجہ سے کہیں کوئی نہ گناہ ناز سے پاوں
 از خرابی توام هیچ کشائے نشد
 جڑے براؤ کے جسم سے مجھے کوئی کام نہ ملا
 من بحال ز راہی گوشہ نشین طرف آنک
 میں تو سے مجھے شہنشاہ کے گوشہ نشین ہوں ہمارے تہہ چکر
 کہتے دوست شود دست کش خیال من
 دوست کی ہر وہ ہے خیال کے کب دست بچاؤ کرے گی ہے
 یخیزد ز اہل نقش بخوان و لا نقل
 زاہد بے خبر ہیں، تو نقش پڑھا اور نہ بتا

گر بکشتہ زہے طرف ریشد زہے شرف
 اگر میں اس کو کھینچ لوں زہے خوشی نازدہ کھینچ لے رہے ہوت
 گر چو صبا ہمی برد قصہ من بہر طرف
 اگر چہ صبا، میرا قصہ ہر طرف لے جا رہی ہے
 یاد ز یاد نمیکند اس پسان ناخلف
 یہ بھلاؤ توڑ کے اپنے آپ کو بھی یاد نہیں کرتے ہیں
 وہ کہ دریں خیال حج عمر عین ز شرف
 ہائے اس غلط خیال میں تیار ہی عمر تک ہوگی
 مغنی زہر طرف میزندم بچنگ و نف
 ایک بچہ ہر طرف سے بڑے بچنگ اور نف کا بار ہے
 کش ز دست بس کمال تہر در ہر طرف
 اس کمان کے زرد کسی نے نشان پر تیرا ملا نہیں ہار ہے
 مست یا است محسب باد ہوش و لا کف
 محسب ریاکاری مست ہے جو شراب پنی اور نہ ڈر

دل ہے۔
 دامن یعنی ایسا
 تو مقصد بولہ ہوا اور
 اگر نقل کروا تو عورت کی
 ت صبا نے میرے
 عشق کی داستان
 ہر گز بھی نہیں کہیں
 سے وہ حاصل نہ ہوتی
 کے لہذا میں بھی کاف
 ذکا کی اوتیہ جو کتنی
 ہے۔
 میں زہر کے خیال
 کے گوشہ نشین ہونا
 چاہتا ہوں کسی نیچے
 بیٹھے تیرے تہہ میں۔

یال ووش درازا دایس حیوان ش علف
اس خوش خوراک، با ناز کی گردن کے بال نادر و مدلل
کز لوش فاطم لشکر کشہ صف
اس لیے کہ تیری طبیعت کے آگے مجھے کونسی نصیحت کی

صوفی شہر میں کہ حوں لقمہ رشہ بخورد
شہر کے صوفی کو دنیا کا حرام کا لقمہ کس طرح کھانا ہے
من بکدام دل خوشی ع نورم وطب کغم
میں اس خوش دلی سے شراب پیوں یا اور سستی کر لوں؟

حافظا اگر قدم زنی در رہ خانان عشق

اسے مانتا ہے کہ تو خانان عشق کے راستے میں قدم دھرے گا
بدرقہ رہمت شود بہت تخته جفت
نہد کے کو توں کی باطنی توجہ تیرے راستے کی رہ ہوگی

ردیف قاف

وگر نہ شرح دہم با تو داستان فراق
ورد مجھ سے فراق کی داستان کی تفسیل بیان کروں
قہن محنت و اندوہ و مہم قران فراق
محنت اور رنج کے ساتھ، اور فراق کے ملاقاتی ہیں
بسر رسید و نیامد بسر زمان فراق
ختم ہو چلی اور فراق کا زمانہ ختم نہ ہوا

زیوتے عجز نہادم بر آستان فراق
عاجزی کی وجہ سے میں نے فراق کی پو کھٹ پر رکھ دیا
کہ سخت مرغ دلم پر آستان فراق
اس لیے کہ میرے دل کے بندھے فراق کے آستان میں پھرتے ہیں

ز موج شوق تو دردم بیکان فراق
فراق کے فانتہا سمندر میں تیرے شوق کی چارگی وجہ سے
بر بست گردن صبرم بر بیان فراق
تو میرے صبر کی گردن، فراق کی رستی سے کس دی

قادر کشتی صیرم زیاد بان فراق
فراق کے بادبان کی وجہ سے میرے صبر کی کشتی جھنکے ہوئے
تیم وکیل قضا و دم ضمان فراق
یہ جو تمہارا وکیل اور سزاؤں فراق کا ضمان ہے جو کیا ہے

کہ روئے بجز یہ بادو خانان فراق
فکر کرے بجز کا چہرہ اور فراق کا لہریا ہے

زبان خامہ ندر دسر بیان فراق
تاکہ کی زبان فراق کے بیان کی طاقت نہیں رکھتی ہے
رفیق خیل خالیم و ہر کاب شکیب
ہم غیال کے لشکر کے ساتھ، اور میرے ہر کاب ہیں
در تیغ منت عمرم کہ بر امید وصال
افسوس ہے میری عمر کی منت، یہ کہ وصال کی امیدیں

سرے کہ بر سر گردوں بفرمی سودم
وہ سر جو میں کو میں خوب ہے آسان کے سرے لگتا تھا
چکویشہ باز کغم بال در میوائے وصال
وصال کی بوا میں بہدوں کو کیسے پھیلاؤں؟

بے نماند کہ کشتی عمر غرقہ شود
زیادہ وقف نہیں رہا کہ عمر کی کشتی ڈوب جائے
فلک جو دید سرم را ایسر جنب عشق
میرے سر کو آسمان سے، جب عشق کے بندھے کا تیر کی دکھا

کنوں چہ چارہ کہ در کج عمر بگردا بے
اب کیا تیرے سبب کہ عمر کے سمندر کے ایک ہنوز ہیں
چکویشہ دعوتے و صلت کغم بجال کہ شدہ آ
میں جان کے فدیہ کیسے منج سے تیرے وصل کا دعویٰ کر لوں؟

فراق و بجز کہ آدر در جہاں یارب
اسے خلع فراق اور بجز کو دنیا میں نون لایا تھا؟

۱۔ صوفی جو ہر وقت کی
کائی کھاتا ہے ایک
غرض خوراک جانور
ہے خلاصا کی دم
اور گردن کے بال لڑکاز
۲۔ نصف عراق کا وہی
شہر ہے جہاں حضرت
علی کریم اللہ وجہ
مذہب تائے چلتے
ہیں شہر نجف سے
وہی عراقی تھے
حضرت علی کریم اللہ
کی باطنی توجہ تیرے
دستان کی گئی۔
۳۔ داستان فراق

بیان کر سکی
تلم میں
طاقت
نہیں ہے
دستاں کی

خوب تشریح کرتا۔
۴۔ فراق کا زمانہ اس
تعمیر و ارتقا کا تمام
عروض کی امید
میں ختم ہوئی۔

۵۔ اب بچوں کے
بال در پے اس میں
پر واز کی طاقت نہیں
رہی ہے۔

۶۔ اب زیادہ دیر
نہیں ہے ہم تقرب
فرزین جان ہونے کے
کے جیکہ ہم امدل
ہی مایاں تھیں
یعنی ہم وصل کا
دعویٰ کس طرح کریں؟

ز سوز شوق دلم شد کبابیے راز یار
دوست سے دور، عشق کی سوزش سے بڑا کباب چل پڑا ہے

مدام خون جگر میخورم ز خون فراق
میں ہمیشہ فراق کی کھڑکی سے خون پیر کھا رہا ہوں

بیائے شوق گراس رہ بشرے حافظ
لے حافظ اگر شوق کے پتھر سے راستے ہوتا

بدست بجز زانے کے عنان فراق
فراق کی باغ، بجز کے ہاتھ میں کوئی نہ دیتا

مبادا کس جو من خستہ قبلائے فراق
بجز خستہ کی قدم نکلا کر سے کوئی فراق میں مبتلا نہ ہو

غریب و عاشق و بیدل و فیروغ و مریط
میں، پھر ویسی اور عاشق اور بیدل اور فیروغ اور مریط

اگر بدست من افتد فراق را بکشم
اگر میرے ہاتھ پڑ جائے تو فراق کو مار ڈالوں

کجا روم کچم نیم حال دل کرا گویم
کہاں جاؤں گویا کجا، دل کا حال کس سے کہوں؟

ز در و بجز و فرامی مے خلاصی نیست
بجز اور فراق کے دور سے تھوڑی دیر کے لیے بھی میرا فراق نہیں ہے

فراق را بفرق تو مبتلا سازم
فراق کو تیرے فراق میں، مبتلا کر دوں

من از کجا و فراق از کجا و عمرم کجا
میں کہاں کا، فراق کہاں کا، اور عمر کہاں سے؟

کہ عمر من ہمہ بگذشت در بے فراق
اس کے بجز میری تمام عمر فراق کی معیبت ہی تھی

کشیہ مخنت آیام و در در بے فراق
زائے کی معیبت اور فراق کے درد اٹھانے پر چوں

باب دیدہ دم باز خونہائے فراق
اور پھر فراق کا خون ہسپا آسوںوں سے ادا کروں

کہ داد من بستاند ہر جزائے فراق
جو میرا انصاف کرے، فراق کو سزا دے

خداے رابتاں داد و دہ نہائے فراق
خدا کے لیے میرا انصاف کر، اور فراق کو سزا دے

چنانکہ خون بچ کا خم ز دید بے فراق
اسی طور پر کہ فراق کی آنکھوں سے خون چکاؤں

مگر کہ ز ادم ادا راز برائے فراق
شاید میری اس نے، مجھے فراق کے لیے جنا ہے

بداغ عشق تو حافظ جو بلبل سحری
تیرے عشق کے داغ کی وجہ سے حافظ سحر کی بلبل کی طرح

زند بر روزیاں مخمفتشاں فوائے فراق
دن راست فراق کے خون برسانے والے نعرے نکلا رہے

مقام امن و مے بنیش و رفیق شفیق
امن کی جگہ، اور مے بنیش، شراب، اور تیسرا، ان ساتھی

جہان و کار جہاں جملہ تیج و درحیث
دنیا، اور دنیا کے تمام سبب، جو دنیا کے ہیں

در تیج و در در کتا ایں زماں ندامت
اندر سس، اور درد ہے کہ کیا اس وقت تک جان نہ سکا

بکامنے رو و فرصت شرم غمت وقت
کس! امن کی جگہ جلا جا، اور فرصت و وقت کی نسبت شرم

گرت مدام میسر شود ز مے توفیق
اگر تجھے ہمیشہ میسر آجائے، تو ز مے میں نصیب

ہزار بار من ایں نمکتہ کردہا محقق
میں نے ہزار بار، اس نمکتہ کی تحقیق کرنی ہے

کہ گمیلے سعادت رفیق بود رفیق
کہ شخص دوست خوش نصیبی کی نصیب ہے

کہ در کمیندہ عمر نہ قاطعان طلق
یوں سے کہ عمر کے ٹکڑے، تم سے جدا نہ ہوں

۱۔ عشق کی منزل
اگر بے شوق سے
طے ہو جایا کرتی تو اپنے
آپ کو کون بچکے ہر دور
کرتا۔

۲۔ بجز خستہ کباب
یہ حالتیں ہیں۔

۳۔ یعنی فراق کو کوشش
کر کہ خوشی کے آنسو

خون بہا میں
دیوں گا

۴۔ لطف ہے
کہ فراق

خود فراق میں مبتلا
ہو جائے۔

۵۔ بلبل بھی فراق
میں مبتلا ہے اور

۶۔ توفیق خلوت و تنہا
الہیہ چیزیں بہتیا

ہو جائیں تو ز مے
نصیب۔

۷۔ کہ جو محنت و دست
کا حاصل ہو رہا

۸۔ کیا شے سعادت ہے

کہ مایہ دوست ہر دم رہ سچ طریق
اس لیے کہ ہیں کسی طرف پہ دوستی کا راستہ ذرا
کہ ترکند لب لعل از شراب بمجو عقیق
وہ عقیق جیسی شہرآب سے ہونے لفظ ترکس

بکنہ او نر سد صد ہزارن کہ عقیق
ہزاروں گہری ٹکڑوں اس کی حقیقت کو نہیں پہنچا سکتے ہیں
خوش ست خاطر م از فلان حاصل عقیق
لیکن اس بار یک خیال سے یہی طبیعت خوش ہے
کہ ٹھہرا خاکہ چشم منت بمجو عقیق
کہ یہی کھنکھ کی آغوش کی گہرا عقیق جیسی ہے
تصویریت کہ عقلش نمیکند تصدیق
لیکن ایسا تصور ہے جس کی تصدیق عقل نہیں کرتی ہے

بمخندہ گفت کہ حافظ علام طبع توام
اس نے ہمیں یہ کہا ہے اسے حافظ علام جیسی طبیعت کا ناطق
ہیں کہ تا بچہ خدم ہم ہی کند تحقیق
دیکھد بس حد تک بچھے ہے وقوف بناتا ہے

ردیف کاف عربی

از آں گناہ کہ نفع رسد بغیر ہر باک
جس گناہ سے دوسرے کو فائدہ پہنچے اس غلوئی نقصان نہیں ہے
کہ خود برد واجلت ناہیات تیرہ تمغاک
اس لیے کہ اپنا کبھی خود تیری موت نہ رکھو گئے میرا بھائی
کہ سید ریع زند روزگار تیغ ہلاک
اس لیے کہ زمانہ دہشتہ ممالک کی تلوار ہارنا ہے
کہ روز واقعہ یاوالمیرم از میر خاک
کہ موت کے روز میری خاک سے پاؤں نہ مٹانا
بمخندہ جب ہم کفر طریقت سرتاسک
سب کے مذہب میں نکل طریقت کا کفر ہے
میاد تا بقیامت خراب طارم تاک
انگور کی ٹہنی قدر سے قیامت تک زیادہ نہ ہو

کجاست اہل دلے تا کند ذلالت خیر
بہن ہے وہاں دل کہ بہتری کی رہنمائی کرے
فدائے غمخہ ساقی ہزار جاں آندم
میں ساقی کی ادا ہر ہزار جان سے قرآن ہوں، جب کہ
حلاوتے کہ ترا در چیز خندانست
وہ شہرخی جو تیری شہرخی کے کوز میں ہے
اگر چہ موی تے میانت پچول منے نرسد
اگرچہ تیسری کہ آواز بلغم جیسے تک نہیں پہنچتا
از آں برنگ عقیقت اشک من ہر وقت
اسی دور سے میرے آنسو ہر وقت عقیق کے تنگ گئے ہیں
تیا کہ تو بر لب لعل نگار و خندہ حام
تو آج اس لیے کہ محبوب کے ہونٹ اور دام کا تہنہ ہوتی

اگر شراب خوری جرعتہ فتال بر خاک
اگر تو شراب پیے تو ایک گھونٹ زمین پر چھڑک دے
بزن بر ارج فلک حالیا سراق عشق
اب آسمان کی بلند دی بومشقی کی قنات ستان دے
مخورد ریع و نخورے بشام و دوف جنگ
انسوس بکلا و مشوق اور دوف و جنگ کے ساتھ غلب پی
بخاک پائے تلے سرو ناز و زمرن
اسے میرے ناز و سرواں مجھے اپنے پیر کی خاک کی قسم
چہ دوزخی چہ بہشتی چہ آدمی چہ ملک
کیا دوزخی کیا بہشتی کیا آدمی کیا فرشتہ
فریب دختہ ز طرفہ میزند رہ عقل
گھونٹوں کی کا فریب مذہب طریقت عقل پر ڈاگڑانا ہے

شہادت اولیادوں
دعا رہتی وہ حال
ہینا رکھے جو
یہ کہیے کہ کون سا
انہی میں سے ایک
نیاں ہی باعث لطف
ہے
سے تو یہ عقلمن نہیں
ہے لہذا سے ساقی
تو اگر شراب پلاوے
سے زمین پر ایک گھونٹ
گرا دینے
شاہ کوئی
پایا
مردہ سیراب
ہو جائے
بے جب تک موقع ط
لطف کی زندگی گزار
وہ زمانہ تیا ہی کے
در سہلے ہے
سلا موت کے وقت
لاخوردن تا کہ مجھے چوکی
لاشوق کامل ہو جائے
سے عقل سب ہی کے
نزدیک بر ہے



براہ میکدہ حافظ خوش از جہاں رفتی
 اسے حافظ دنیا سے یکدہ کے راستے تو خوب لایا جا گیا
 دوائے اہل دلت باد مونس دل پاک
 تیرے پاک دل کے لئے لایا دل کی دعا غنوار ہے

اٹے دل ریش مال باب تو قی ننگ
 لے ہو بسیرے زخمی دل کا تیرے جہنم پر ہونے تک
 تونی آں گوہر یک دانہ کہ در عالم قدس
 تویی وہ دیکھتا ہے کہ عالم نفس میں
 در خلوص منت اہست شکے تجرین کن
 اگر تجھے میرے خلوص میں شک ہے تجرین کر لے
 گفتہ بودی کہ شوم مست در بوست بدیم
 تے نہایتا ستم است بہل کا نام ہے دوہے کوں کا
 بکشا ریشہ خندان و شکر ریزی کن
 سکا ۱۲۱ ہوا بستہ کول اور شکر ریزی کر
 چرخ بر ہم زخم از جز ہم آدم گرد
 آسمان کو در ہم بہیم کردوں گا اگر وہ میری مراد کے پورا کرے گا
 اے میک لے رنجت جینامی فیت لک
 لے سب لک تہم ہفت صد تیرا کیا نام ہے؛ میں پھر تران
 خواباں مزد کہ بر درت آیت رچنگی
 حینوں کو چاہیے کہ سب تیرے وہ پر آیت
 ہم ظاہر از دو چشم تو در دیدہ مردی
 تیری دونوں آنحوں کی وہ لے آنکھوں انسانیت گلہ ہے
 آدم ز حرن یونے تو گر بہرہ داشتے
 اگر آدم تیرے بہرے کے حسن سے، معتد کرتے
 صورتگران میں اگر آں جہرہ بن گند
 ہیں کے معتور، اگر وہ چہرہ دیکھ میں
 از طرف بام رے چو ماہ تو ہر شبے
 ہر شب میں بلال خان کے کنرے سے تیرا ماہ بیجا چہرہ

حق نگہدار کہ من میروم اللہ منعک
 حق کی حفاظت کر کہ میں میرا ہوں غلاتیرے ساتھ ہے
 ذکر خیر تو بود حاصل بسج ملک
 فرشتوں کی تسبیح کا حاصل، تیرا ذکر خیر ہے
 کس عیاز زر خالص نشانہ بود محک
 کس کوئی کی طرح خالص سونے کے خاص بن کوئی نہیں چانتا ہے
 وعدہ از حد لشد و مانہ دو دیدم از نیک
 وعدہ سے گذریا ماند ہم نے دو دیکھے نیک
 خلق را از دین خویش بند از نیک
 مخلوق کو اپنے دین کے بارے میں نیک میں مثال
 من داتم کہ ز بونی کشم از حج فلک
 میں وہ نہیں ہوں کہ ہر رخ ننگ سے از بون حال چاشت کر لیا
 چون بر حافظ نویش ننداری بامے
 جبکہ اس کے اپنے مانگے پاس سے نہیں چھوڑتا ہے
 اے رقیب از براؤ یکد و قدم پیشترک
 تو لے رہتے ہیں اس کے ایک دو قدم دور

ہرگز سیاہ چہرہ ندیدم بامیں ننگ
 میں نے کوئی گندمی رنگ والا اس ملاحظہ نہیں کیا
 وانگاہ خاک پائے تو بوست یک میک
 پھر ایک ایک کر کے تیری خاک پا کو بوسہ دیں
 ہم روشن از دو لعل تو در دیدہ ہم ننگ
 تیرے دو ہونوں سے آنکھ میںا جستی روشن ہے
 از دیدش لپچہرہ پیرا ختنے ننگ
 فرشتے ان کا دیکھنا چھوڑ کر وہی سے میں نہ کرتے
 نقش نگار خانہ میں رکنہ حک
 توچہیں کے بھکار خانہ کے نقش کو پشا ڈالیں
 مانند آفتاب ہمیں تابدا از فلک
 ایسا چمکتا ہے، جب کہ آسمان سے سورت

— ہندے زخمی دل کا
 تیرے ہونے ہوئے ہونے
 ننگ ہے ہم تو شست
 ہوتے ہیں تو اسکی
 حفاظت کر
 سہ پست سے ملائے
 ہے یعنی شے سے باکر
 اور سکا اور نہ دنگ
 اس شے کے جو دوش
 شک کر رہے۔
 ہے اگر تو شستی کو حافظ
 سے لہر رکھتا ہے
 تو وہ بھی دو حصار
 قدم اس سے
 دور رہو
 میں نیست
 خواجہ
 صاحب نے



تو کھنڈور کی تعریف
 میں کسی سے سیاہ چہرہ
 کھنڈور کو اس نے
 کہا ہے کہ کھنڈور کا حسن
 بیچ تھا
 ہے آدم میں اگر حین
 جوتا تو فرشتے دو رنگ
 چھوڑ کر جہاں میں کسی
 معرفت نہ ہوتے۔ شعر
 دینہ نہ مال بیچا آگاشا
 خدا پر خدینا غرض کوئی نہ

در دوستی حافظ اگر نیت یقین
 گر تجھے حافظ کی دوستی کا یقین نہیں ہے
زرفالص ست و باک نمیدارد از تک
 سرفا خاص ہے اور وہ کوئی کاڑھ نہیں رکھتا ہے

نہ ترے ہونٹ رونق
 میں مونی کو مات کرتے
 ہوا اور بدیشی میں تنگ
 سے بڑے ہوتے ہیں
 سے شراب میں محبوب
 کی آنکھ سے مسکنی
 ہے۔
 سے اس نیک ہونٹ
 نے دل زخمی کر دیا
 ہے اور بچہ نکلتے
 ہی زخموں کا
 علاج کرتا
 ہے۔
 سے دشمن
 چمکند چمکنا ہوا
 باشہ دوست۔
 سے ہر آن اگر تیری
 خوشبو نہ سنا گھوں تو
 ہوا پھول کی طرت
 ہر وقت گریبان
 جاگ کر رہوں۔
 سے دونوں مہر جو
 کا اتالی حصہ سوا
 اور آرن حصہ چاہیے

وادستان لب ت درخند و لبان از تک
 نہیں کر لینے ہونٹوں کے مسترز سے ملامت کی وہ حاصل کر
میکند شرح شکر باقوت از نزل از تک
 باقوت شکر کے نزل کو شکر سے بھی ہستا بند ہے
دیدہ آرزاکر در دستہ خندان از تک
 اسے مجھ کو نے کبھی دستہ کر ہنستا ہوا دیکھ لیا ہے
ذوق می یاکم دلک چاودر خندان از تک
 تک کا ذوق اس خمندی کے کوئی میں حاصل کرتا ہوں
قد شورا انکہ لعلت مید بد جان از تک
 تو ترے ہونٹوں کی خمرا گنیز قدم تک کہ جو سے جان عطا کرتا ہے
میکند زخم مرا ہر لحظہ در ماں از تک
 ہر لحظہ میرے زخم کا سلاطین تک سے کرتا ہے
شکر شیریں لعلت میکند آن از تک
 ترے شیریں ہونٹوں کی سلاطین تک کہ جو سے وہی کچھ کرتا ہے

اے کہ شورا قلندہ در بزم خواب از تک
 اسے وہ محبوب اور نونے تک کہ جو سے حسیں کی بزم میں
می برداب لہر لعلت بدر پاشی و لطف
 مونی بچے اور پائیز کی شکر سے ہونٹ کو ہر گاہ بچا لیتے ہیں
از تک خندان کنی ہر دم ہونے لپتہ ترا
 تو یہ صامت ایک خاص طرح بزم کی وجہ سے لپتہ کو ہستا ہے
شور می یقیم از آن جا دوائے مست در شراب
 ترے اس مست جا دوائے میں مشراب میں خود دیکھتا ہوں
گر نباتت میر یاد جاں بشرتی و لطف
 اگر تیری مہری بشرتی اور پائیز کی کہ جو سے جان نکال لیتا ہے
شد دل مرا رش از لب رشور شہدیت و
 یہاں ترے پند مہر شہدیت ہونٹ سے نہ کبھی چھو گیا نہیں
ہر چه جام با دہ خواهد کرد از تلخی و شور
 ہر بھی دے شور کہ جو سے شراب کا جام ہو کچھ کرے گا

آب حیوان یافت حافظ از تک آن لب ت
 حافظ کے پتھر سے ہونٹوں کے تک دان سے آب حیات پالیا
گر چه ہرگز کس نیاید آب حیوان از تک
 اگر کوئی شخص بھی تم سے آب حیات نہیں پاتا ہے

گر دم تو دوستی از دشمنان ندلم باک
 اگر تو میرا دوست ہے، مجھے دشمنوں کی ہمدیا نہیں ہے
و گر نہ ہر دم از ہجرت تیم ملاک
 ورنہ ہر وقت مجھے تیرے ہجرت سے باک کا سودا ہے
زمان ماں کنم از غم جو گل گریبان جاگ
 ہر وقت میں وجہ غم جو گل گریبان جاگ کر رہوں
بود بصور دل اندر فراق تو حاشاک
 تیرے فراق میں دل بصور جو جو بنے ہ نہیں نہیں
فان درو حیحی قد حاب ان کیون و ذکاک
 بیشک تیری رو سے میں خوش ہے کہ تو ہر قرآن ہو

بزار دشمن از میکند قصد ملاک
 مجھے پتہ ہونا کا ہر ہزاروں دشمن قصد کرتے ہیں
مرا امید وصال تو زندہ میدارد
 بچنے تیرے وصال کی امید زندہ رکھتی ہے
نفس نفس اگر از باد تشوم بویت
 اگر تیرے نفس خوش بولہا سے نہ سونگھوں
رود خواب و دوحیم از خیال تو بہیات
 تیرے خیال و حیمہ کر دوںوں آنکھیں سو جائیں؟ نہیں نہیں
بیشرب سیندک تینی حیانت ابد
 میرا نفس تیری طور کی تیرے سے ہماری اپنی زندگی ہے

اگر تو زخم زنی بر کہ دیگرے مریم
اگر تو زخمی کرے تو بہتر ہے دوسرے کہ مریم نہ گئے
تراختا کہ تو ہی ہر نظر کجا بیند
تو صیغہ اس طرح ہر نظر کہاں دیکھ سکتی ہے
عنان زخم اگر میزنی بشمشیرم
اگر تو مجھے تلوار سے بھی مارے گا تو باک نہ ہونوں گا

وگر تو زہری بی برکہ دیگرے تریاک
اگر تو زہر دے یہ بہتر ہے دوسرے کے تریاق سے
بقدر رویش خود ہر کے کند ادراک
: شخص ایسا مینا کے بقدر ادراک کرنا ہے
سپر کفر سرودست ندام از قراک
بے سزا کراہے نہاں کا دہرے خراب سے ہر کہہ جاناں گہ

بچتم خلق عزیز آنگے شوی حافظ
اسے حال نظر تو کی کجا دین تو اس وقت با عزت ہرگا
کہ بر درش نبوی روئے مسکت بر خاک
جب کہ اس کے در پنا عجزی سے چہرہ دعوے کا

ردیف لام

اگر بکوتے تو باشد مرام مال وصول
اگر یہ باتیرے کوچ میں پہنچتا غم کچھ جائے
قرار بدہ زمین اس دو سنبل مشکیں
مشک میں خوشبو والی وہ دو سنبل ہر اسون کے کئی ہیں
دل از جا ہر مہر تو صیقے دارو
دل تیری جنت کے جواہر سے بہت حاصل کرنا ہے
میں شکستہ بہ حال زندگی یابم
میں شکستہ بہ حال زندگی پاؤں جو
چہ خرم کردہ ام ایجان و دل بکفرت تو
اسے جان و دولت میں نے تری جناب میں کیا خاک ہے
چو بر در تو من بینوائے بے زرزور
جنت ہے سامان ، بے زور دفتر سے دوازہ سپر
کجا روم کینم حال دل کرا گویم
کہاں جاؤں ہرچا کرؤں ، دل کا حال کس سے کہوں
خراب تر زول منم تو بجائے نیافت
تیرے غم سے میرے دل سے زیادہ غراب کوئی نہیں لانی
ہر در عشق باز و نموش شو حافظ
اسے حافظ عشق کے در سے نہاد کرا در پیرد

رسد ز دولت وصل تو کا من کصول
تو تیرے وصل کی دولت سے میرا کام ماہل ہو جائے
خراب کرو ما آں دو ز کس کمول
ان دوسرے نہیں نہیں نے مجھ پر باد کر دیا ہے
بو د ز رنگ حوادث پر آئینہ مصقول
اور حوادث کے تباہ سے ہر آئینہ ٹھو جاتا ہے
دل ز ماں کہ یہ تیغ غمت تو م مقول
جگہ تیرے حق کی تموار سے ہفتوں ہر جاؤں
کہ طاعت من بیدل کنی شود مقبول
کہ کچھ بے دل کی بندگی ہو مقبول نہیں ہوتی ہے
بیج باب ندام رہ فرخ و دغول
پہنچنے والے سے آئے جانے کا راستہ نہیں رکھتا ہوں
گشتہ ام ز غم و جوہر و ز کار ملول
کہ میں زمانہ کے غلاب اور غم سے خون چو گیا ہوں
کہ ساخت در دل تنگم قرا کا ز نزل
کہ اس نے میرے دل کو کراہے نہاں کا دہرے
رموز عشق کمن فاش پیش ابل مقول
عقل و انون سے سامنے جتن سے باز نہ کمول

ملتی ہے ہاتھ سے غم
اور نہ ہر زور سوز کے
ہاتھ کے مریم اور
ترباق سے جا سے
کے بہتر ہے
سے تیرے سن کی محبت
کا اور نہ ناگہن ہے

پہنچتا ہوں
کے مقصد
کہہ جا ہے
سے دوزخ میں

اور دوزخ سے
آئینے مراد ہیں
سے دوزخ سے
نصف آئین اور بی
محبت کا رنگ ہے گا

ش شش
کیا وہ غم کوئی خلیقی
محبت میں مرا جھلا نہا

دل میں جو تیرے
پیوستہ ہیں کیوں
کھینچتا ہوں اور چونک
تیرے نیاز سے لہذا
تجھ اس کی تفصیل
میں نہیں جاسکتا
ہوں۔

ما جانکہ حسن تو میرے
یکساں ہے تیرے
حسن میں روز مرہ
اضافہ ہو رہا ہے
مے جان لینے کے

تھانے

کے لیے

تجھے

غم کو

بھینچنے کی ضرورت

نہیں ہم تو لائق

ہی جان دے رہے ہیں

سے سلبیل تیرے

مشہور چشمے میں

تیرے ہونٹوں نے

ہمارے دل اور جان

کو فریقِ مال بنا دیا ہے

جراثیم رہا ہے۔

مے جو خط سبیل میں

اور اس پر سزہ قافز

منزل دروں کے ہے

مے حضرت ابرہہ سے

پر توڑی آگ ٹھنڈی

پر کی تھی۔

اے بردہ دلم را تو بدیں شکل و شمائل
اسے روز جہنم تھکتا اور نکلے تھے ذریعہ سے دل کو تیرا

گر آہ کشم از دل و گتیر تو از حیاں
کبھی دل سے آہ کھینچتا ہوں، کبھی جان سے تیرا لبتیر

و صفاب لعل تو ہم گویم بزیبیاں
دیکھوں سے تیرے ہونٹ کی شریف کیا بیان عرفا؟

ہر روز جو حشمت زدگر روز فروست
بلکہ تیرا حسن، ہر دن دوسرے دن سے بڑھا ہوا ہے

دل بردی و جاں میدہمت غم چیر غری
دل تو ہے تکیا در جان ہنمگر دے دیتا ہوں تیرے غم کیے کیا؟

پر لے کت نے وجہا نے تو مائل
تجھے کسی کی پیرا نہیں اور دنیا تیری طرف مائل ہے

پیش تو طو کیم کہ چہ امی کشم از دل
تیرے سامنے کیا کہوں گا دل سے کیا کیا کھینچتا ہوں؟

نیکیونہود معنی نازک برجا ہل
ماہاں کے سامنے ایک بات بیان کرنا اچھا نہیں ہوتا

مدرا تاواں کر دبر وے تو مقابل
تو چاہتا تیرے چہرے سے مقابلہ نہیں کیا جا سکتا ہے

چہوں نیک حریفیہ چہ حاجت بہ محصل
جبکہ ہا تجھے دوست ہیں اور صل کرنا لے کیا ضرورت ہے؟

حافظ چو تو یاد در حرم عشق نہادی
اے حافظ جبکہ تو نے عشق کے احاطہ میں پھر کھدیا ہے

در دامن او دست زن و از ہمہ بگیل
اُس کے دامن سے دانستہ ہر ماہ اور سب سے کٹ جا

سلبیت کرد جان و دل سبیل
تیری سلبیل نے جان اور دل لٹا دئے ہیں

ہمچو خورانشد گرد سبیل
لیئے ہیں، جیسے کہ سلبیل کے گمہ حوری

ہمچو من افتادہ دار و صدقتیل
نہج جیسے، سو مقول کرے ہر نئے رکنا ہے

سر دکن زانساں کہ کردی بربیل
اس خور پر ٹھنڈی کر دے جیسی تیرے ظیل پر کی

گر چہ او دار دجملے بس جمیل
اگرچہ وہ بہت زیادہ حسین، جمال رکنا ہے

دست ما کوتاہ و خرما بر نخیل
جارا ہاتھ کوتاہ ہے، اور چھوڑے گھر کے پتھر

بر فروغ خور کے جو بدلیل
سخت کن روشنی ہونوں دلیل تلاش کرتا ہے؟

بکر معتر اچین حسن جمیل
سنا کی دو شیوہ کجاس قدر حسین ہیں

باتف آورد این سخن یا جبریل
یہ سوا باتف لایا ہے، یا جبریل؟

اے زخمت چوں خل و لعلت سبیل
اے وہ کہ تیرا جہرہ جنت ہے اور تیرا جہنم سبیل

سبز پوشان خطت بر کر دل لب
تیرے خطا کے سبز پوش، ہونٹوں کے گرد

ناوک چشم تو در ہر گوشہ
ہر گوشہ میں، تیری آنکھ کا تیر

یارب ایس آتش کہ در جان مشت
اے خدا! آگ جو میری جان میں ہے

من نمی یایم مجال لے دوستاں
اے دوست! میرا موقع نہیں ہے

پائے مالنگ ست و منزل بس راز
ہمارا پیر لست گدا ہے اور منزل بہت ہی ہے

حسن ایس نظم از میاں متغنی است
حسن نظری کی خوبی بیان سے اپنے نیاز ہے

آفتون بر کلک نقاتے کہ داد
اس نقاش سے ہرگز شاہش ہے جس کے دیا ہے

معجراست ایس شعر یا سحر حلال
یہ شعر معجزہ ہے، یا حلالِ جادو

کس زندگفت شعرے زین تخت
اس طرح پر شعر کہتا کوئی بھی جانتا ہے

کس تیار دست و زین قبیل
اس طرح کا ایک موتی کوئی نہیں پھر دستا ہے

ما فظا گر معنی داری بسیار
اے مافظا تو اگر کوئی معنی رکھتا ہے تو لا

ورنہ دعویٰ نیست غیر از قال و قیل
ورنہ دعویٰ و سمانے قیل و قال کے کلمہ نہیں ہے

بچہ مثل شدم از تو یہ شراب مجبل
موتیم بہار میں شرب سے تو یہ کہیں ایسا خرنده ہوا

کس مباد ز کردارنا صواب مجبل
کہ خدا کے کوئی خدا سے ایسا خرنده نہ ہو

صلح من ہمہ جام سے میں بین تخت
بیری ساری بھی پیام شراب ہے اعلیٰ انبیا سے

تیم ز شاہد وساتی بیخ باب مجبل
میں مستحق اور ساتھی سے کسی مزاج خرنده نہیں ہوا

ز قول کہ رفت مرادوش در سراچ چشم
آنکھوں کی سرائے میں کل شب جو چرخوں پہا

شکم در نظر ہر وان خواب مجبل
ہم نیند کے سازوں کی نظر میں خرنده ہو گئے

تو خوبوے تری ز آفتاب شکر خدا
تو سورج سے بھی زیادہ خوب تر ہے جہا نظر لاشیہ

کہ شکر شبنوہ آں چشم پر عتاب مجبل
اپنے کہ وہ اس پر عتاب آگے کے شبنو سے خرنده ہے

زواست ز کس مستد قلند در پیش
مست تر کس نے اگر سہ بھکا یا تو مناسب ہے

کہ از سوال ملولیم و از جواب مجبل
اس لیے کہ ہم سوال سے ملول اور جواب سے خرنده ہیں

بوزیر لب ز چہر و جام زہر خند زہد
کسی وجہ سے جام زہر لب مندی بنی ہنس رہا ہے

اگر نہ از لب اعلیٰ تو شد شراب مجبل
اگر شراب تیرے اعلیٰ جیسے ہونے سے خرنده نہیں ہوتی

بیخ از جناب تو عمریست تا تافہ ام
جو گذری گئے کہ میں نے تیری جلیست نہ نہیں مٹا ہے

نیم بیاری توفیق از میں جناب مجبل
تست کہ میں نے وجہ سے اس دور بہت خرنده نہیں ہوا

از ان تہفتہ رخ خویش در نقاب صدف
اسی وجہ سے سب کے ہر تہ سے میں تہ پہلے ہونے سے

کہ شکر نظر محوش تو لختے تو شاپ مجبل
یونکہ اس کی اکھ اور نگر سے آبدار موتی خرنده ہو گیا

حیا ظلمت از ان لبست خیر گشت

آپ نکلنے ہی پر سے تاریکی کا پردہ تانا ہے

ز نظم حافظ و از طبع ہجواب مجبل

کہ حافظ کو نگر اور اس کی ہانی جیسی جیست سے خرنده ہے

بہر مریخ تو لے آیت ہما یوں فال

اسے مبارک فال والی آیت تیرے خٹکے اٹانے کے قسم

برنگ بونے تو لے نو بہار حسن جمال

لے حسن و جمال کی نو بہار تیرے رنگ و رنگی قسم

طاہر بہ ہمار میں تو بہ
کہلے سے میں ایسا
خرنده ہوں کہ خدا
ایسی خرنده کسی کو
نہ دے۔

س میں تمام رات
خون کے آسور و یا
جس کو جسے نیند
کے قافلے آگے تک
دہو چکی سکے۔

س تر کس نے اگر نیند
سے سڑا ہے تو باکل
مناسب بات ہے
یہ سڑک اس
کے بند

افہق
ہیں لہذا
ہیں سوال و
جواب کی خرنده سے

بچا کچھ لے سکتا ہے
کہ ہم سے کتا ہوں کی
باز پرسری نہ کرے
یہ مافظ کی نظم سے

خرنده ہو کر اسکی جیب
میں چھپ گئے ہیں۔
بچہ کی خرنده تم ہے
جواب تم منقطع ہے

یعنی جو ہوسکی ان تمام
صفحات کی تم کو محبوب
کی مرضی جان نہ نکل
خونہ نہیں ہوشی کو

آیت قرآنیہ سے جیسا کہ
نہ کو صرف قرآنیہ جاتا
ہے حافظ سے مراد سب سے
آغاز ہے۔

بآل حلیقہ عارض گشت گلشن چشم
 نظر کے اس باغ کی قسم، جو خیال کا موضوع بنا ہے
 بآل عقیق کہ ماریت مہر خاتم چشم
 ان موتیوں کی قسم، جو پیش گفتگو میں نہیں ملے ہیں
 بطیب خلق تو زلف شہانہ گل
 تیرے اخلاق کی پائیزگی اور بھول کی خوشبو کی تک کی قسم
 بجلوئے تو و شیبوئے رفتن چشم
 تیرے جلووں اور آنکھوں کی حرکت کے شیبوں کی قسم
 بگرداہ تو یعنی بسایہ امید
 تیری گرد و راہ، یعنی امید کے سایہ کی قسم
 بسرواد نہایت بافتاب بند
 تیرے ماہ نما سرو کی قسم، بلند آفتاب کی قسم
 کہ سما چو کشاید و دوست خود و گرم
 جب خداوت کی وقت کو گرم بخشش کے دونوں ہاتھ ٹھول دیتا ہے

کہ بے رضائے تو حافظ انکسافات کند
 کہ اگر حافظ تیری رضامندی بدون فکر کی طرف توجہ کرے
 بعمر باز نما نہاد چہ جائے مال و منال
 تو زندہ رہے، پر حساب نیک ماں اور دولت

خوش خبر باش لے نسیم شمال
 اے شمالی نسیم! تجھے خوش خبری ہو
 مائیکے و من پیذی مسکین
 سلی سائیں مال ہے۔ اور ذی سلم ہیں کون ہیں؟
 عرصہ بز مگاد خالی ماند
 مجلس کا میدان، خالی رہ گیا
 عفت الذرا بعد عافیہ
 عیش کے بعد کفر، مٹ گیا
 فی جمال الکمال نیت صنی
 کمال کے جمال میں تو نے مراویں حاصل کر لیں
 سایہ افکند مالی شب بچر
 اب، بچر کی رات نے سایہ افکند کو ڈال دیا
 قصۃ العشق لا الفصام لکما
 عشق کے فقہ کا، لفظ صام نہیں ہے۔

کہ بما میرسد زمان وصال
 کہ وصال کا زمانہ، ہم تم سے پہنچ رہا ہے
 آئین حیدر ائنا و کیت الحاک
 ہمارے بڑی کہاں ہیں، اور کیا حال ہے؟
 از حریفان در طبل مالا مال
 شراب نوشوں سے اور میرے ہوتے جہاز سے
 فاسئلوا احاکم عن الاظلال
 اس کا حال، کہ نہ رات سے پوچھو
 صورت اللہ عنک یحیی کماک
 خدا نظر ہے تو، مجھ سے پھر دے
 تاجہ بازند شہر وان خیال
 دیکھئے: خیال کے تاج کو بازند کی کہتے ہیں
 وصمت هنن لسان الحاک
 یہاں حال کی زبان، صمت چوگی

— جو بچے رخسار
 گلشن چشم اور لطف
 پیش ترزدہ ہے
 چونکہ اس کو دیکھ کر
 آنکھیں مغلطلا ہوتی
 ہیں اور چونکہ وہ خیال
 کا موضوع بحث
 ہے لہذا اسے مقال
 خیال ترزدہ ہے۔
 بے عقیق سے مراد
 پونٹ ہیں اور چونکہ
 ان کا نقشہ عاشق کی
 آنکھ میں چھاپتا ہے
 لہذا ان کو آنکھ کی ہیر
 قرار دیا ہے۔

— مشرقی
 کے راست
 کی خاک
 کو سایہ
 اقلید اور پاؤں

کی خاک کو آپس میں
 کارشک ترزدہ ہے
 بے سلی غیب کی شہو
 مشفق ہے یہاں مراد
 حافظ کا اپنا تجربہ ہے
 ذی سلم چونکہ ماہ ہے
 لے ان وہ اپنے مشفق
 کے ساتھ عیش و عشرت
 سے لاپرواہ ہیں
 شب چوچیں صفت
 خیالات آنکھ سے
 بے عین کا تصور ان
 ہے زبان میں اس کو
 پورا یا نہیں کہتے ہیں۔

ترک ماسوئے کس نمی نگرند
 ہمارا مشرق کسی کی طرف نہیں دیکھتا ہے
 یا بَرِّمَدِ الْجَمْعِ حَمَاةَ اللّٰهِ
 اسے تمہی کے قاصداختل تیری حمایت کرے

حَافِظًا عَشَقٍ وَصَابِرِي تَاجِدِ
 اسے حافظہ عشق اور صبر کرنا ، تاکہ ہے
 نَالَهُ عَاشِقَالِ خُوشِ سَتِ بِنَالِ
 عاشقوں کا مدنا بہتہ ہے ، روز

دارائے جہاں نصرت دین خسرو کمال
 شہنشاہ جہاں دونوں کی مدد، تکمیل بادشاہ
 اے آنکہ در اسلام پناہ تو گوشوہ
 اے وہ ہرکلام تمام تیری پناہ نے کولہ کے
 تعظیم تو برجان و خرد واجب و لذت
 تیری تکرار جان اور عقل پر واجب اور لازم ہے
 روز ازل از کلک تھیک قطرہ سیاہی
 ازل میں، تیرے قطرے سیاہی کا ایک قطرہ
 خورشید چو آن خالی سید دیدیل گفت
 سورج نے جب اس کے کند کو دیکھا، دل میں کہا
 شاہان فلک از بزم تو درقص و معامت
 اے شاہ تیری بزم کو بے سے آسمان قص اور معامت میں ہے
 نے موش و جہاں بخش کہ ارتج مندت
 شاہ دنیا اور جہاں کو بخش، اس لیے کہ تیری شمشیر تیرے ہاتھ میں ہے
 چوں دور فلک یکسرہ بر منبج عدلت
 چونکہ آسمان کا دور بالکل انصاف کے لئے ہے

ییحی بن مظفر ملک عالم و عادل
 یحیی بن مظفر جو عالم اور نصف بادشاہ ہے
 بر رویے جہاں روز و جان تو تن دل
 روئے جہاں پر جان اور دل اور جسم کے سماخ
 العام تو بر کون و مکافا لئض و شامل
 تیرا انعام کون اور مکان پر جاری اور شامل ہے
 بر رویے مہ افتاد کہ شد حل مسائل
 جانے کے روز پر گرگ، جس سے مسائل کا حل ہو گیا
 لے کاش کہ من بودے آں بندو مقبل
 اے کاش میں وہ باقیہاں غلام سے ہوتا
 دست طرب از دامن این سلسلہ کسل
 دستی کا ہاتھ اس سلسلہ کے دامن سے نہ جتا
 شد گردن بدخواہ گرفتار سلسلہ
 بدخواہ کی گردن، زنجیروں میں گرفتار ہے
 خوش باش کہ ظالم بندو راہ منزل
 خوش رہو، کیونکہ ظالم منزل تک راستے نہیں دیکھتا ہے

حَافِظًا قَلَمِ شَآهٍ جَہَاں مَقْسَمِ رِزْقِ سِتِ
 اسے حافظہ قلم شاہ کا نگہ رزق کی تکلیف کا مال ہے
 از بہر معیشت کن اندر شہ تابل
 نگہ راز کے کن، فنون کے در

رہرواں را عشق بس باشد دلیل
 مانگوں کے لیے، عشق ہی کافی را ہر جہے
 موش اشک ماکے آرد در حساب
 جادو کے آسروں کی خون کو کب حساب میں دسکتا ہے

آب چشم اندر در شش کہ دم سبیل
 میں تھے اس کے راستہ پر آج کے لانی کی سبیل عادت
 آنکہ کشتی را نہ بر خون قتیل
 جس وقت خون پر کشتی چلائی ہو

سارے مذاق افسانہ سے
 محبوب کی منزل مردوبہ
 مے عاشق کی غاموش
 جی نہیں ہے ناگزین
 تیرا اسکے لائق ہے
 تے شادی کی ہر بادشاہ
 ہے جس کو امیر تصور نے
 شہزادی کی کسے لہ
 شیر لاکا بادشاہ چلایا
 تھا یہ ہر مومنین بادشاہ
 تھا خواجہ صاحب
 نے مختلف منزلوں
 میں اس کا ذکر کیا ہے
 کے لیے تیرے درجین
 سلطنت نے اہل
 اسلام جہاں اور
 دل اور جسم کے روز
 کھولے تھے
 اور
 روحانی
 اور مادی
 فائدہ حاصل

کر رہے ہیں۔
 شہ چاہتے ہیں جو کئے
 دیکھتے ہیں اس کو ہم
 یہ ہے کہ ازل میں
 تھیں تھے ہماری سیما
 کے عقدا اس پر
 رہتے تھے، ہر عقدا
 کیوہست اس کا
 شرافت حاصل ہوگی
 ہے کہ اس سے تاریخ
 ہے مہمنا لوگوں میں
 جتا ہے اور جہاں
 بہت سے قصی مسائل
 مستحق ہوئے ہیں۔
 یہ جہاں تھرتے ہیں
 جہاں سے مستحق ہیں

مہمان کی زندگی پر غلطیوں سے آسمان کی مخلوق پر ہنسنا اس کو جاری رہے۔ جہاں اور روز کی شہزادے نے لڑائی کے لیے نہ لڑتے ہیں۔

اختیاری نیست بدنامی ما
ہمدی برنامی، اختیاری نہیں ہے

بے مے و مطرب یفردوم مخواں
شراب اور مطرب کے بدوں کے جنت میں بدلا

آتش روئے جہاں بر خود مزین
نتوں کے چہرے کی آگ اپنے آپ میں دکھا

یا مکن پاپیل باناں دوستی
یا ہمتی والوں کے ساتھ دوستی نہ کرو

یا تبتہ بر خود کہ مقصد کم کنی
یا اپنے ذمہ رکھو، کہ تو مقصد کو کم کر دے گا

یا مکش بر چہرہ نیل عاشقی
یا چہرہ پر نیل عاشقی کا رخ دکھا

شاہ عالم را بہت او عذو مال
شاہ عالم کے لیے عزت اور مال کا بقا

یا رسوم پلبیانال یادگیر
یا تو باہمی دانوں کی، یاد دہانی یاد کر لے

عقل حدش نمی یابدیدل
عقل کو اس کے حسن کا ہرگز نہیں ملتا ہے

۱۔ ہماری گراہی اختیار
نہیں ہے خدا نے
ہیں گراہ بنیادے
۲۔ انسان جو کرا کرے
اس کے لوازمات کا
نیال رکھ کر کہے
۳۔ راہ عشق بخون
رہبر کے طے رہ سکتی
۴۔ کہ وہ اپنے حسن اور

اوصاف
میں بظنیر
ہے
۵۔ موسم
برہا ہے کاٹوں

۶۔ علی الرغم ہم نہیں
۷۔ میں جیکر بھی لوں گا
۸۔ آسٹیا نہا نہیں گے
۹۔ عہد جا رہی نیل
۱۰۔ فرورتن کا فائدہ
۱۱۔ ہے نہتے ہائی لباس
۱۲۔ بنا۔

ضَلَّیْ فِي الْعَشِيِّ مِنْ بَيْتِي الشَّيْبَانِ
مجھ عشق میں اسی نے گراہ کیا جو راستہ دکھاتا ہے

سَاخَتْ فِي الرَّاحِ لَأَنِّي مَلْتَلَيْتُ
میری راحت شراب میں ہے تاکہ سہیل میں

وردہ از آتش گذر کن چوں خلیل
وردہ غلیل کی طرح آگ کے گزر جا

یا بنا کن خاتہ در خود پیل
یا ہمتی کے مناسب مگر بنا

یا مئیرایے اندر رہ بے دلیل
یا اس راستہ پر بدوں راہبر کے پیر نہ دہر

یا قزو بر حبانہ تقویٰ یریل
یا تقویٰ کا لباس، حاجی بینا کے

یا دو ہر چیز کے خواہد زین فیل
یا دو ہر مردہ چیز جو وہ اس طرح کی چاہے

یا مدہ ہندوستان یر یاد پیل
یا ہمتی کو، ہندوستان کی یاد نہ دلا

طبع در وصفش نمی یابدیدل
طبیعت کو اس کی خوبیوں کا ہرگز نہیں ملتا ہے

حافظ از سرینختہ عشق بنگار

حافظ مشفق کے عشق کی طاعت کیوہ سے
ہمچو مورافتادہ زہر پائے پیل

اس طرح پڑا ہر اس جیسے جو بخوبی ہمتی کے پیر ہے

تا بشکیم تو بہر دگر در میان گل
تا کہ ہم بھولوں میں بیٹھ کر دوہرا تو بہر توڑیں

چوں بلبلاں زول نقیم آشیان گل
بہلوں کی طرح بھولوں کے آسٹیا نہیں تیار ہیں

کایات خوشدلی بر سید ز زبان گل
اس کے ہر بھولوں کی زبان خوشدلی کی ملائیت تھی ہیں

یا و شراب خواہ و سرانہستان گل
یا وہ شراب اور بھولوں کا بوستان کہہ جاو

جال کن فدائے خاکے باغبان گل
بھولوں کے باغبان کے لاشے کی خاک میں جہنم تو تان کر دے

ساقی بیار بادہ کہ آمد زمان گل
اسے ساقی اور شراب لاکو کہ موسم بہا آ گیا ہے

کوری خار لغرہ زناں تا چمن رویم
کاشنے کے اندر سے ہم پر پھول لگاتے ہیں کہ ہم تک ہاتھیں

در حین بوستان فرج بادہ نوش کن
بچیں کے صحن میں شراب کا پیالہ ہنی

گل در چمن رسید مشو امین از فراق
چمن میں بھولوں کو ملے ہیں، فراق سے ملنے پہر

حافظ وصال گل طلبی ہمچو بلبلاں
اسے حافظ اگر تو بھولوں کی طرح بھولوں کا وصال چاہتا ہے

شمت و درود و در وقت نماز
 میں نے ہمت کی خوشبو سونگھیں، وصل کی بجلی دیکھی
 اَحَادِيثُ الْجَمَالِ الْحَسْبُ قِفْ وَانْزِلْ
 اسے خوبصورتی کے آئینوں کے حسی غول ٹھونڈا کر
 شکایتِ شبِ بچاں فروگدائے دل
 لے دل، شبِ بچرگی شکایت چھوڑ دے
 چوخیار بر سر صلع ست وغیرہ میخوابد
 جبکہ دوست مسکے پر آمادہ ہے غلامِ فرغِ خوابی کرنا ہے
 بیاکہ پردہ گل ز برہمتِ فانی چشم
 آہا اس آگے کہ بچوں کا پردہ آگے کے ساتوں پرہنے کے غیر
 بجز خیالِ دہان تو نیست دل تنگ
 تنگ دل تھا تیرے منہ کے علاوہ کوئی خیال نہیں ہے
 ملالِ مصیحتی می ختامیک از جاناں
 نما مصافحہ محبوب سے تشکر دل نسا پر کرتا ہوں
 مراد لیت پریشاں بدستِ غمِ ایال
 میل پریشاں دل غم کے ہاتھ پائے مل لے ہے
 اسپر ویدل و بچاں شد مازاں نہدلف
 میں زلف کے مازوں سے تیرا اور ہر دل سے بچاں پر گیا ہوں

بیاکہ بوئے تر امیر مے نسیم شمال
 اسے شمالی نسیم ہوا، مینا تیری خوشبو پر بلبل دتا ہوں
 کہ نیست صبرِ جمیل در اشتیاقِ جمال
 اس جگہ جمالِ جمیل کے شوقاً لیا اب بے صبر جمیل مال ہیں
 بشکر آنکہ بر افقند پردہ روز وصال
 اس شکر ہے، تمنا کہ وصل کے دن پردہ اٹلایا ہے
 تو ان گذشت ز جویرِ قریبہ ہمہ حال
 ہر حال میں قریبہ کے ظلم سے اور گذر کر جا سکتے ہے
 کشیدہ ایم، تحویر کار گاہِ خیال
 خیال کے کارخانہ کی تحویر سے ہم نے مجھایا ہے
 کہ کس مباد جو من در پے خیالِ عمل
 خدا کرے میری طرح کمال کے خیال کے کوئی نہ ہے ہر
 کہ کس محمد نماز جان خود کمال
 اس لیے کہ نبی محمد شفق سے ہے کہ نبی جان کمالِ ہر دم جانتا ہے
 چنانکہ بیچ کش نیست واقفِ احوال
 اس لیے کہ وہ اس کے احوال سے کوئی شخص واقف نہیں ہے
 بماندہ والد و شیا و مرغیے پر و بال
 یہ حالت اور عاشق ہے، بال و پر ہنسی طرح پٹا پٹا ہوں

قتیل عشق تو شد حافظِ غریب دے

غریب دل حافظ تیرے عشق سے مقول ہو گیا ہے

بخاکِ گدے کن کہ غنماتِ حلال

ہماری فاقہ سے گدرا اس جگہ ہمارا خون تیرے لیے حلال ہے

چہ زنگہ کہ گفتہ در وصفِ اکِ شمال
 ان خوبصورتی کی تعریف میں نے جو کچھ بھی بیان کیا
 دل دادہ ام برائے عاشق کئے شکار
 میں نے ایسے بارگاہوں کو دے دیے جو عاشق کو نہیں ہے
 تحصیلِ عشقِ وزندی آساں نمود اول
 عشق اور زندگی کا سب سے پہلا سبق آسان معلوم ہوا
 گفتہ کہ کہ بے بخشی بر جانِ ناتوانم
 میں نے کہا، میری زندگی میں تو کب بخشش کرے گا،
 علاجِ بر سر دارِ این نکتہ خوش سرائید
 حلالت ہے، سول پر یہ نکتہ خوب بتایا

ہر کس شنید گفتا لید در وقتِ ایل
 جس نے بھی سنا لولا کہنے والے کی بھلائی تو اس لیے ہے
 مَرَضِيَّةٌ اَللّٰہِ اِیْمًا مَعْمُوْدَةٌ اَتَّصِلُ
 جس کی عادت ہے پسند ہے تو میں کی نصیحتیں قابلِ ترویج ہیں
 ما تم لبوت است آخر در کسبِ ابر فیض
 اوصیاء کی نصیحتوں کے حاصل کرنے میں ہی وہ جان بلیا کو
 گفتہ آن زمان کہ بود جان در میلِ عمل
 اس نے کہا، جبکہ جان در میان میں آؤ تو رہیں گے
 از شافی سپرید امثالِ این مسائل
 اس قسم کے سستے و امامِ شافعی سے پوچھو

شمال کی ہر کسبِ شوق
 میں ہر جمیل ہاتھ سے
 ماہِ اربابے لڑتے
 سلطانِ اب شہر جا
 اور قیاس کرے
 میں جب دوست
 صلح کا خواب ہے
 تو بڑھ کر قریب کے
 فکے تھکاتِ شوق
 کہیے جانتے گے
 یہ کہو کہ ساتوں
 پردے کے کچھ بچوں
 کا فرش بچھالے
 تاکہ محسوس ہوا
 ہو۔
 یہ توں کے بقول
 یاروں اس قدر
 بلبل ہوا ہے
 کہ کوئی شخص
 اس سے
 واقف
 نہیں ہے
 یہ شہرہ شادمانی
 دیکھنے والے کی بھلائی
 خاک کے لیے ہی ہے
 جب کہ کسی کی بات کی
 تصدیق اور غرض بیان
 کرنی ہو تو یہ
 جو بوجھ جتا ہے
 نہ حقیقت اور سبکی
 کرنا شہد میں تو
 آسان نظر آتا ہے مگر
 اس کے حاصل کرنے
 میں بڑی سوسکی
 کھڑی ہوتی ہے۔
 یہ مرتبہ بھی جان
 بخوشی ہو سکتی ہے
 یہ حلق سے راضی
 جس کو کھانا کھانے

www.maktabah.org

چند آنکہ از جوانب این غم و سائل
 جغد بھی ہر طرف سے میں نے، فلا آتج بیدار کے
 انکوں شدم جو متال برائے تو مال
 اب سنتوں کلام، تیسری ابرو پر ہاں ہو گیا
 از لوح سینہ ہر لقتش نگشت زائل
 لیکن سینہ کی لوح سے تیرا نقش ہرگز زائل نہ ہوا

در داکہ بر در خود بارم نداد دلبر
 ہنستہ کہہ دوہے تھے اپنے دروازہ پر بار بانی ندوی
 در عین گوشہ گیری بودم جو چشم مست
 میں تیری مست آنکھ کی طرح باکل گوشہ نشینی میں تھا
 از آب دیدہ صدرہ طوفان فرج دیدم
 میں نے آنکھوں کے نہروں سے سیکڑوں میں طوفان فرج دیکھا

لے دوست مست حافظ تعویذ چشم زخم مست
 اسے دوست ہما قضا کا ہاتھ نظر بد کا ٹھونڈ ہے
 آیا بود کہ سینم در در گنت حامل
 کیا اچھا ہو کہ تیسری گردن میں لٹکا ہوا کیوں

حقا کہ بود طاعت و اضلاع و باطل
 یقیناً اس کی عبادت ضائع اور باطل ہے
 از جان خود آسان بود از عشق تو مشکل
 اپنی جان سے آسان ہونا تیرے عشق سے مشکل ہے
 اے دوست مگر ہم تو کئی حل مسائل
 اسے دوست ہو ہیٹا یہ مسائل حل کرے
 ہچوں تو کے زیا در شکل و شمائل
 تجھ جیسا کوئی حسین، شکل ماہر عادتوں میں
 آن دلبر میں ہیں کہ بود میر قبائل
 میر سے اس دلبر کو دیکھو جو قبیلوں سے دور ہے
 چوں گشت مرا کا دل ز لعل تو حاصل
 جبکہ میر سے دل کا مقصد تیرے ہوش سے پور ہوا

ہر کس کہ ناز ز جہاں مہر تو در دل
 جو شخص دنیا میں، دل میں تیری محبت نہیں رکھتا ہے
 برداشتن از عشق تو دل فکر محالست
 تیرے عشق سے دل ہٹا لینا ناممکن خیال ہے
 از عشق تو واضح چہ مرا منع نماید
 نام سے مجھے تیرے عشق سے کیوں منع کرنا ہے؟
 گشتیم جہاں را کہ بر بنیم و نندیدیم
 ہم دنیا میں لڑتے رہے کہ دیکھیں ماہر نہ دیکھا
 لے ز اہد خود میں بدر می کردہ بگذر
 اے شکستہ زنا با ضرب خانہ کے دروازہ سے گزر
 از وصل تو شستند ز قبائل طمع دست
 تیرے وصل کے باغ سے در قبیلوں نے ہاتھ دھوئے

حافظ تو بر وندگی پر مغال کن
 اسے حافظ تو جیسا ماہر پیر مغال کی منگولی کر
 بردا میں او دست زن و از میر بگسل
 اس کے دامن کو تھام لے اور میر سے ٹوٹ جا

ردیف مسیم

خاک می بوسم و خدر کرش می خواہم
 میں مسکرتاک ہوں تو کراہوں ہوں انکے کرم کا ضد چاہتا ہوں
 چاکر معتقد و بسندہ دولت خواہم
 میں معتقد غلام ز دولت کی دعا دینے والا غلام ہوں

آنکہ پامال جفا کردہ جو خاک راہم
 جس سے سب راہ کی طرح مجھے کھلم سے پامال کیا ہے
 من زانم کہ بجور از تو بتالم حاشا
 میں ہرگز نہیں ہوں کہ خدا کو جسے تجھ سے نال ہو جاؤنا

سے آنکھوں نے گرم
 طوفان فرج میں لگا رہے
 لیکن دل سے تیرا نقش
 نہ مٹا۔
 سے جانفلا با تھ نظر ہے
 کا ٹھونڈ ہے یہ لگے ہیں
 دکھا رہنا چاہیے۔
 سے جان سے با تھ
 اٹھا لینا آسان ہے
 لیکن تیرے عشق سے
 دست ہزار
 چہاں محال
 ہے۔
 کیونکہ واضح
 کیوں رکھتا
 ہے اس را کہ تو وہی
 حل کرے گا۔
 سے دیکھو میں جیسا کہ
 دیکھو میرا محبوب سالہار
 قافلہ ہے۔
 سے جس نے میر پامال
 کیا ہے اس کے نہروں
 کی خاک کو ہم بوسہ
 دیتے ہیں۔

ذره خاکم و در کئے تو اُمّت خوش است
 میں خاک کا ذرہ ہوں اور میرا بہترین وقت تیرے کو یہ بیکار ہے
 صوفی صومعہ عالم قدیم لکین
 میں عالم قدس کے عبادت گزار کا صوفی ہوں۔ بسین
 بستام درخم گیسوئے تو امید دلاز
 میں نے تیرے گیسو کے انعم سے دروازہ امید دلاستہ کر دیا
 چہرہ میخانہ سحر جام جہاں سینم دار
 میخانہ کے پیر نے سحر کی بجائے ماہی جہاں ہیں دیا
 با من راہ نشین خیز سوئے میکہ آئی
 مجھ راہ نشین کے ساتھ اٹھ مار میکہ کی جانب آ
 بر سر شمع قدرت شعاع صفت می لرزم
 تیرے ہر شمع پر میں شعلہ کی طرح کانپ رہا ہوں
 خوشم آمد کہ سحر خسرو خاوری گفت
 مجھے بھلا لگا کہ سحر کو مشرق کا بادشاہ کہہ رہا تھا

ترجمے دوست کہانے ہر دنا گاہ ہم
 اسے دوست ڈرے کہیں اچانک مجھے ہوا ڈاڑا اڑ جائے
 حالاً در میخانہ حوالہ گاہ ہم
 فی الحال میخانہ کا آتش کہ وہ میری حوالہ گاہ ہے
 آں مہا داد کند دست طلبک تا ہم
 ایسا دے ہو کہ وہ میرے دست طلب کو نہ تو لے کرے
 واندر آں آنہ از حسن تو آرزو گاہ ہم
 اور اس آئینہ میں، مجھے تیرے حسن سے باخبر کیا
 تا یہ بینی کہ در آں حلقہ صاحب ہم
 تاکہ تو دیکھے، میں اس حلقہ میں کتن قدر تیرا ہوں
 گر یہ داغ کہ ہولے تو کشد نا گاہ ہم
 اگرچہ جانتا ہوں کہ تیری بخت مجھے اچانک تل کر دے گی
 باہم یاد شہی بندہ تو راں شاہ ہم
 میں تمام بادشاہی کے باوجود تیرا شاہ کا مہلا ہوں

خداوند مہربان ہوں تیرے
 کہ جس میں میرا بھلا وقت
 گذر رہے ہیں، اس کا
 ڈر رکھنا سب سے کہیں
 جو اڑا کر اس کی جگہ
 نہ لیا جاسکے۔
 سچے بیخیاں نے جام
 جہاں ہیں دیا اور میں
 تیرا حسن رکھا دیا۔
 ستون شاہ جہاں لکڑیا
 خواجہ قاسم کے قتل کے
 بعد شاہ شجاع کا وزیر
 ہو گیا تھا جو خواجہ
 کا دروازہ تھا کی نوبت
 میں خواجہ صاحب نے
 اس کا ذکر کیا ہے۔
 اس قدر پریشان
 ہوں کہ لسانِ کلام
 اپنے خیال
 سے
 بھول گیا ہوں۔
 مذکورہ بحث کی عین
 سے راز کو کچھ بولنا
 سہ تیرے تجربت سیر
 ہے اس قدر کہ کیا
 ہے کہ کونجی مجھے نہیں
 پہچان سکتا۔
 خدا جواد کوئی بڑا
 نہیں ہے تجربت کو
 پاس کیا نہیں۔
 سہ آرتو نے جاں سے
 کچھ بھی دیا وقت
 کو چہ میں ہر پردہ کرتے
 رہتے تھے۔

مست بگشتی و از حافظت اندیشہ بود
 توست ہو کر گذر گیا اور تجھے حساب نہ سما کی خیال نہ تھا
 آہ اگر دامن حسن تو بگیرد آہم
 ہائے آہ میری آہ تیرا دامن تمام لے

از غم خویش خیال شیفہ کردی بازم
 تو نے مجھے بھرا، اپنے غم سے ایسا روانہ کر دیا
 ہر کہ از نالہ مشبگیر من آگاہ شود
 جو میرے مات بھرے کہ ناؤں سے باخبر ہو جائے
 گفتہ بودی کہ خبر دہ کہ ز تجہرم جونی
 تو نے کہا تھا، کہ بنا، میرے بھرے تو کیا حال ہے
 بعد ازین باغ خوب تو نظر خواہم آت
 اس کے بعد میں تیرے حسین چہرہ کو خوب دیکھتا رہوں گا
 عہد کردی کہ بسوزی ز غم خویش مرا
 تو نے عہد کر لیا ہے، کہ اپنے غم سے مجھے جلا دے گا
 آچنان بر دل من ناز تو خوش می آید
 یہ سے دل کو بھرا، ناز ایسا بھلا لگتا ہے
 اگر از دام تو خود نیز خلاصم بخشی
 اگر تو خود اپنے جاں سے مجھے چھوڑ بھی دے گا

کہ خیال تو خود نبیند نمی پر بازم
 کہ تیرے خیال سے چلنا نہیں، اپنی طرف بھی مشغول نہیں ہوں
 بیخ شک نیست کہ چوں ز سر بزند بازم
 کوئی شک نہیں کہ وہ میرے راز کوں کی طرح جان لے
 آچنانم کہ بہ بینی و ندانی بازم
 ایسا ایسا ہوں، کہ تو مجھے رکھیے اور پھر کس نہ بچائے
 گو میر قلق بد اندک شاپد بازم
 گو تمام لوگ جان جائیں کہ تیرا شاپہ باز ہوں
 بیخ غم نیست تو میسوز کہ من پیسازم
 کوئی فکر نہیں ہے تو مسکلا، میں موافقت کروں گا
 کہ طالت بکنم کہ بکشی از نامم
 کہ میں تجھے ممان کرتا ہوں، اگر تو مجھے تازے نہیں کرے
 ہم بجاک سر کوئے تو بود پر وازم
 پھر بھی تیرے پوچھنا، خاک، ہوا میری، نہ ہر جہاں

حافظ ارچان ندر بہر توجوں پروان

اگر حافظ ترے لیے پروان کی شکر بخیر چن لے تو ہے
پیش روئے توجہ معش نفسے بگدزم
ترے چہرے کے سامنے اس کو شکر کیلے تڑپ کر دینے بیٹھا

ز جام وصل می نوشم نہ باغ خلک حنیف
وصل کے جام سے شراب پیوں گا، جس کے باغ سے پیوں چوں
لبو ربانے اساقی ویتال جان شیرینم
لبہ لائق ہر سچے شہ و ہنوت کے عدا سے شکر کی شکر جان بیٹے
منم کن غایت حرماں دبا آئم نہ با اینم
میں جہاں لاکہ انتہائی مہر کی کہ جس سے نہ جس میں ہیں وہیں ہیں
سخن با ماہ میگویم بری در خواب می بینم
جان سے باتیں کرتا ہوں، ہماری کو خواب میں دیکھتا ہوں
ز حال بندہ یاد آور کہ خدمتگار ویرینم
غلام کے حال کو یاد رکھو کہ میں تمہارے خدمتگار ہوں
تذرو طرفہ میگویم کہ حال است شاہینم
میں مجھ تک بکھڑا ہوں، اس لیے کہ میرا باز جالاک ہے
کہ مانی نغمہ خواہد ز نوک کلک مشکینم
کہ مانی، میرے مشکین تسلیم کا سنو تا گنت ہے
غلام آصف نے ران جلال الحق والذینتم
میں آصف و اولیٰ حیدر احمق والذین کا ضلام ہوں

اگر بر خیزد از دستم کہ ما دلدار بنشینم
اگر مجھ سے ہو سکا، اس کو میں دلدار کے ساتھ بیٹوں
شراب تلخ صوفی سوز نیامد خواہد برود
صوفی سوز تلخ شراب صبری جود نہ آگے آئے گی
لبت شکرستان ادو چشمے می بخواراں
ترے ہونٹ نے ستوں کو شکر کی لکھنؤ شہزادوں کو شراب
مگر دیوان خواہم شد درین واکر شب تا فز
میں شاید اس سواریں دیوان ہو جاؤں گا کہ راست کو صبح تک
چہرہ خاک کے کہ با دور دینے بود و الغامے
ہوا جو خاک لائی ہے، وہ ایک فیض اور نفا تھا
نہ ہر نقش تظن ز کلامش دلپذیر آمد
ایسا نہیں ہے جس شخص نے یہی لقمہ کھاس کا کام دلپذیر ہوا
وگراور تمیداری روز صورتگر میں برس
ادوار تجھے یقین نہیں ہے، جا اور جہاں کے نقاش ہے تو مجھ
وفاداری و حق گوئی نہ کار ہر کے باشد
وفاداری اور حق گوئی ہر شخص کا کام نہیں ہوتا

رموز عشق و سستی ز سن بشنو از حافظ

عشق اور سستی کے راز مجھ سے سنو، نہ کہ جاننے
کہ با جام قند حہر شب لیفناہ و پر نیم
اس لیے کہ میں ہر وقت کو جام قند کے ساتھ ماہ اندر پہنچتا ہوں تاکہ

ہمہ آفاق پُر از فتنہ و شرمی بینم
حرام جہاں کو فتنہ اور شر سے پُر دیکھتا ہوں
مشکل اینست کہ ہر روز تیر می بینم
مشکل یہ ہے کہ میں ہر روز کو پُر دیکھتا ہوں
قوت دانا ہمہ از خون جگر می بینم
عقل مند کی ساری روزی خون جگر سے دیکھتا ہوں
طوق ز زریں ہمہ در گردان خرمی بینم
سورے کے قویج جہاں سورے کی گردن میں دیکھتا ہوں

اس چہ شوریت کہ در دور قمری بینم
یہ کیا شور ہے، ہر جہاں دور قمر میں دیکھتا ہوں
ہر کے روز بہی می طلب از ایام
ہر شخص زمانے سے بہتر دن چاہتا ہے
اہلباں را بہ شہرت ز گلاب قدست
یہ تو قوتوں کے لیے تمام تر گلاب اور نذر کا شرت ہے
اسپ تازی شدہ مجروح بزیر بالاں
تازوں کو گروا پلان کے نیچے زخمی ہو گیا

مگر وہی پُر اور دوست کی
سب سے جھلکنا نہیں ہوا
شراب نوشی اور شکر چینی
کر لے گا۔
تیرے ہونٹوں نے
سستی کو شکر بانٹی
تیری آنکھوں نے
شراب قوتوں کو شراب
پانی لیکن جہاں شراب
دستوں میں پروان
میں جوار ہیں۔
میں ہر شاعر کا کلام
بہتر نہیں ہوتا ہے
چونکہ حافظ
کی طبیعت
تیرے
اس لیے
بہتر کلام
کہتا ہے۔



یا احوال یا نہ کہ تیر
پر خواہ جا سکتے
بہتر غزل کہیں ہے
یہ جہاں کی خواہش
ہے کہ کل آج سے بہتر
لیکن ہمہ روز ہر روز
غزلیاں دیکھ رہے ہیں۔
یہ عقل مرے آواز
ہیں حکمت خوں جگر
پہا رہے ہیں۔
مہ جلال الدین توری
شاہ ضیاء کا وزیر تھا
اس غزل میں اس کو
آصف دوزخ کہا ہے۔

دتران را ہم جنگ ست جدل با ما در
 لاکوں کی ماؤں سے تمام جنگ اور لڑائی ہے
 بیخ رحمتے نہ برادر بہ برادر دارد
 بھائی، بھائی پر کوئی رحم نہیں کرتا ہے

پسں را ہمہ بدخواہید رمی بینم
 تمام لاکوں کو باپ سا بدخواہ دیکھتا ہوں
 بیخ شفقت نہ مدد را ہمہ پسرمی بینم
 باپ کی لڑکے پر کوئی شفقت نہیں دیکھتا ہوں

پند حافظ بشنو خواجہ برونی کن
 اسے خواجہ حافظ کی نصیحت سُن، جاہ اور کُن کر
 زانکہ ایں پند بہ از ذر و گہرمی بینم
 اس لیے کہ اس نصیحت کو حق اور گہرے پتھر دیکھتا ہوں

اَلْمِيَا تِلْاَحْبَابِ اَنْ يَّرْحَمُوْا
 کیا دوستوں کے لیے یہ وقت نہیں آئی کہ وہ رحم کریں؟
 اَلْمِيَا يَّرْحَمُوْا اَنْ يَّرْحَمُوْا
 کیا انہیں اس کی ضرورت نہیں ہے جس سے ان کو اللہ رحم فرمائے؟
 فَاَلَيْتَ قَوْمِي يَعْلَمُوْنَ بِمَا جَرَى
 اسے کاش میری قوم جان لیتی جو کچھ کہ گذرا
 حَكَ الدَّمْعُ عَنِّي بِالْخَوَاجِ اَهْمَرْتِ
 آنسوؤں نے میری پریشانیہ فرود توں کو بیان کر دیا
 يَبُو عَمِيْنَا جَدُوْنَا عَلَيْنَا جَرَعَتِ
 اے ہمارے چچا اور ہمیں ایک گھونٹ عاریت کرو
 اَيَا مَنْ فَاتَ كُلَّ السَّلَا طِيْنٍ مَّطْوَاةٍ
 اسے وہ جزا تمام بادشاہوں پر ہے جس کے گھاٹ سے غالب آیا ہے
 اَلِي مَوْسِمَ التَّيْرُورِ وَاخْتَصَرَ الزُّبِي
 تیرور کا زمانہ آ گیا اور نیلے سرسبز چھو گئے
 شَهْوَرِيْمَا الْاَقْنَاءُ وَنَقَعْتُمِي الْاَغْنَا
 یہ دیکھو وہ بھی جن میں انور کے غصے میں جو الری جا چھتے تھے

قَلَلْنَا قَضِيْنَ الْعَمَدِ اَنْ نَبْتَدِمُوْا
 اور عہد کو توڑ دینا ہوں گے لیکن وہ شرمندہ ہوں
 وَفِي صَدْرِي نَارُ الْقَوْمِي قَتَضَتْ رَمِي
 اور اُس کے سینہ میں جنت کی آگ بھول رہی ہے
 عَلَا مَرِيحٌ مِنْهُمْ يَجْعَلُوْنَ اَوْفَرِحُوْا
 انہیں سے ایک اندھا بول پھر وہ معاف کریں اور رحم کریں
 فَيَا عَجَابًا مِّنْ صَابِرٍ يَّتَكَلَّمُ
 پس ایسے خاموش رہنے والے جو بات کرتا ہے
 وَلِلْفَضْلِ اَسْبَابٌ بِعَايَتِ سَمُوْ
 اور بڑائی کی علامتیں ہیں جن سے وہ پہچانی جاتی ہے
 تَرَحَّمْ جَزَاكَ اللهُ وَالْحَمْدُ لِيَعْمُوْا
 تو کچھ نہ کہہ کر بول دے اور اللہ کی رحمت جانتے ہیں
 وَفِي قَوْمِي حَمْرٌ وَالسَّادِمِي تَرْتَمُوْا
 اور شرب رقیق بہ رہی ہے اور سامی تھک رہے ہیں
 وَفِي سَائِلِنَا عَيْشُ الرِّيْعِ مَحْرَمٌ
 اور ہمارے لیے موسمِ ربیع کا عیش حرام ہے

يَكُلُّ مِنَ الْاَخْلَانِ ذَخْرٌ وَمِيَّةٌ
 دوستوں میں سے ہرگز کے لیے ذخیرہ اور صاف کر تے
 وَلِلْحَافِظِ الْمَسْكِيْنِ فِقْرٌ وَفَقْرٌ
 اور سکیں حافظ کے لیے فقر اور نادان ہے

بارہ آفتہ ام و بارہ گرمی گویم
 میں نے بارہ بار کہا ہے اور پھر کہتا ہوں
 دریں آئے طوطی صفتم داشتند
 انصوف کے رنگے آئے تھے، طوطی کی طرح کھائے

کہ میں دل شدہ ایں روز بخود می گویم
 کہیں دل گزشتہ اس رات پر خود نہیں دہرا با چون
 انجا استادزل گفت بہاں می گویم
 جو کچھ ازل کے استاد نے کہا ہے وہی میں کہتا رہا ہوں

طیور وقت ہے کہ
 دوست رکھ کر ہیں اور
 بد عیب اپنی پر عیب پر
 غرضتہ ہوں۔
 مے عاشق دوستوں
 سے بھگوانی اور اس کے
 سینہ میں عشق کی آگ
 شعلہ زنی ہے۔

سے آنسو خاموش تپتا
 لیکن انھوں نے میری
 تمام حالت کبھی
 نہ شرب کا گھونٹ
 پلا و تاثری فضیلت
 کی بات ہے۔
 مے موسمِ بہار میں
 شرب میں رقت آہلی
 ہے۔

تہ زانہ تو
 وہ مختا
 کہ میں
 الماری
 ہوں اور خیر
 پاس ہوتا تاکہ عیش
 کیا جا سکتا۔

کے طوطی کو آئے کے
 چھتے کھدیا جا رہے
 تاکہ آئینہ میں وہ اپنی
 صورت کی دکھائی
 طوطی دیکھے اور آئینہ
 کے دوسری طرف
 سکھانے والا ہولنا
 شرم کر دیتا ہے وہ

اپنی تصویر کو دیکھ کر
 کہ دوسری طوطی بول
 رہی ہے خود کو ہی
 طرح سے بولنا شروع
 کر دیتی ہے جو جھوٹا
 مطلب ہے کہ میں
 جو کچھ کہا ہوں وہ
 میرا نفع کیونرا ہے۔

من اگر خام اگر گل چین آرائے ہست
 میں خواہ ماہوں، خواہ پھول، کوئی تہن آرا ہے
 دوستاں عیب میں بدیل چیل مکنید
 اسے دوستوں! مجھے دل بہتران پیشہ نہ لگاؤ
 گر چہ باذوق ملمع مے گلگون عیب است
 اگرچہ رنگ رنگی گدھی کے ساتھ کلاب بھی شرب میب ہے
 خندہ و گریہ عشاق زجانے درگت
 عاشقوں کا مہنا، اور دونوں دوسری وجہ ہے

کہ از آلت کرمی پروردیم می رویم
 کہ جس طرف سے مجھے دوست ہے، اسی طرف میں آتا ہوں
 گوہرے دارم و صفا نظرے می جویم
 میرے پاس ایک گوہر ہے، اور میں اسی صاحب نظر کو دوست بنا ہوں
 مکنم عیب کز رنگ ربامی شویم
 میرے ادب پر عیب نہ لگے، جس اس سے بہا کئی کنگا نہ ہوں
 می سرایم بشب وقت سحر می شویم
 میرا دل کو گاتا ہوں اور صبح کے وقت رو تا ہوں

حافظ گفت کہ خاک در میانہ میوی

حافظ نے جویم سے کہا چنانہ کے دروازے کی خاک نہ سمجھو
 گو مکن عیب کہ من مشک حق می یویم
 کہ میرے عیب نہ لگائے کہ میں حق کا مشک نہ سمجھتا ہوں

باز آئی ساقیا کہ ہوا خواہ خدمتم
 ساقی لوٹ آ۔ میں خدمت کا خواہیہ بند ہوں
 ز آئینہ فیض جام سعاد فرغ تست
 چونکہ سعادت کی روشنی والے جام کا آئینہ تیرا ہے
 ہر چند غرق بحر گناہم ز مشغولت
 اگرچہ غرق گناہوں کے سمندر میں ڈوبا ہوا ہوں
 عیتم کن برندی و بدنامی لے فقیہ
 لے لہجہ اچھا ہی، اور ندی کی گنجھ پر عیب نہ لگا
 مے خور کہ عاشقی و یکبست اختیار
 شہابی کیونکہ عاشقی سب اور اختیار سے نہیں ہے
 گرد زنی ز طرہ مشکین آن نگار
 اور تو اس محبوب کے مشکین رنگ کا گم بھرتی ہے
 درائے تے تیر نظر تا بلوش ہوش
 تیرے اہم و تیرا نظر تیرے ہوش ہوش
 من کز وطن سفر نگزیدم بعمر خویش
 میں جس نے تیری نام بھرا ہے وطن سے سو نہیں کیا ہے
 دریا و کوہ در رہ و من خستہ و ضعیف
 سستہ تیرے دریا، اور میں تیرے خستہ و ضعیف ہوں
 دور لب بوہ از درد و ات سرا دوست
 دور لب بوہ درد سے ہے ستا جفا ہر روز ہوں

مشتاق بندگی و دعا گوئے دولتم
 غلامی کا مشتاق، اور دولت کا دعا گو ہوں
 بیرون شدن سمانی نظلمات جیر تم
 تیری ہیبت کی تاریکیوں سے نکلنے میں رہتا ہوں گدا
 تا آشنائے عشق شدم زابل رحمت
 جب سے عشق کا آشنا بنا ہوں، قابل رحم ہوں
 کایں بود سر نوشت ز دیوان فطرت
 اس لیے کہ فطرت کے دفتر سے تمہاری ہیبت پریشی
 کایں بود سر نوشت ز دیوان فستق
 کیونکہ یہی تھا، جو تقسیم کے دوسرے حصے کے لئے تھا
 فکرے کن لے صبا ز مکافات غیر تم
 اسے صبا سبھی ہی غیرت کے بدلے کی ذرا فکر کر
 آورد و کشیدہ و موقوف فرستم
 لیا ہوا، اور کھینچا ہوئے، اور میری قسمت پر موقوف ہے
 در عشق دیدن تو ہوا خواہ غریبم
 تیرے دیکھنے کے عشق میں رہنے کا خواہیہ بند ہوں
 لے رخصتے لے رخصتے مدد کن بہتیم
 لے مہر کی مدد کر، آج اپنی توبہ سے میری مدد کر
 لیکن سجان دل ز مقیان حضرت
 لیکن دل سے سجان ہونے کے لئے تیرے مقیان میں سے ہوں

میں نے تیری ہیبت سے
 رہا کے دیکھتے شربت
 دھو رہا ہوں۔
 میں میں حیرت کی
 تا کہ میں میں گھر ہوا
 ہوں مجھے لے باہر
 نکال دے۔
 سب سے چونکہ ندی اور
 بری جا رہے مقتدر
 سے ہے
 لیا اس پر
 عیب چینی
 مناسب
 نہیں ہے۔
 سب سے صبا اگر تو اسکی
 زلف کا دم بھر چرتے
 تو میری غیرت سے کبھی
 ڈرتی رہ۔
 لے تیرے عیب چلا ہوا
 ہے جیسے کوئی کب
 کات کی بڑا پر لیا ہوا
 ہے کہ تیرے دور ہوا کر گئے
 سب لطف ہرگز دور ہوا
 نہیں دلتے، لے غم سے
 تیرے ہوں۔

حافظ پیش چشم تو خواہد سپرد جاں
حافظ تیری آنکھوں کے سامنے جان دینا چاہتا ہے
درائیں خیالم اربید عمر مہلتم
تس اسی خیال میں ہوں اگر عمر بٹھے فوت دے

برخیز تا طریق تکلف رہا کنیم
آنکھوں کے طریقہ کو چھوڑیں
بر دیگر ایں نگار قبایوش بگذرد
قبایوش عشوق دوسرے کے پاس سے گذرتا ہے
مقتاد زکلت از نظر خلق در حجاب
مقلوق کی نگاہ سے پوشیدہ ہو کر کستہ نقلیاں بندہ میں
آنکو بغیر سابقہ چندیں نواخت کرد
وہ جس نے پہلی پہچان بدوں اس قدر نواز میں کیں
گر یک شے بدست من افتد نگار من
اگر کستہ عشوق ایک رات میرے ہاتھ چک جائے
گفتم بگشت کام و دم حاصل اولبت
میں نے اس سے کہا تیرے ہونٹوں سے میرے دل کا نقشہ لے لو

دکان معرفت بدو جو پر بہا کنیم
معرفت کی دکان کو دو جو سے پر رونق بنائیں
مانیز جامہ ہائے صبوری قبائیم
ہم سمی ، صبر کا جامہ چاک محرویں
بہتر ز غایتی کہ بروی وریا کنیم
اس عبادت سے بہتر ہیں جو دکھائے اور ریاضت کریں
مکن بود کہ عفو کند گر خطا کنیم
لیکن سب سے معاف کر دے اگر ہم غلطی کریں
مشکل بود کہ دانش از کف رہا کنیم
مشکل ہو گا کہ ہم اس کا دانش ہاتھ سے چھوڑیں
گفتا تو صبر کن کہ مرادت روا کنیم
وہ بلا ہمتہ کر تا کہ ہم تیسری مراد پوری کریں

حافظ وفا منی کند ایام شست عہد

اے حافظ اب عہد زمانہ وفا نہیں کرتا ہے
ایس پنج روزہ عمر بیات اوفا کنیم
آس پنج روزہ زندگی میں کہ ہم وفا کریں

بشری اذ السلامت حلت علی من
خوشخبری ہو، جبکہ سلامتی ہی مسلمین پر تری ہے
آن خوشخبر کجاست کہین فت مخدوہ وار
و خوشخبر کہاں ہے جس میں اس فتح کی خوشخبری دی
از بارگشت شاہ مخوش طرد نقش است
شاہ کی واپسی کی وجہ سے وہ محب نقشبندی بنا یا
پیمان شکن ہر آئندہ گرد و شکستہ دل
ذوقہ تونے والا ، لا محال شکستہ دل ہو جاتا ہے
در نیل غم قناد و سپہر شبطعہ گفت
وہ غم کے نیل میں آ جا گا لہذا اس سے تھکانے والے غم کو چھوڑ کر
میست از سحاب امل رحمتہ ولے
وہ امید کے بادل سے رحمت و عفو دیتا تھا، لیکن

بِذِ حَمْدِ مُعْتَرِفِ غَايَةِ النِّعَمِ
لا انتہاء نعمتوں کے اعتراف کرنے والے کی تعریف خلیا گئے ہے
تاجان فشاخش جوز روم دم قدم
تاکہ میں چاندی اور سونے کی طرح اس کے قدموں پر چلیں تاکہ لوگوں
آہنگ خصم او بسا پرودہ عدم
اس کے دشمن کے اڑا دے تاکہ وہ اس کے برابر نہ رہے
اِنَّ الْعُهُودَ عِنْدَ مُلُوكِ النَّهْلِ حَمَمٌ
عہد عقل کے بادشاہوں کے نزدیک ذوق داریاں ہیں
اَلَا نَقَدْ نَدِمْتُمْ وَمَا يَنْفَعُ النَّدَمَ
اب تو شرمندہ ہو جاؤ حالانکہ ندامت مفید نہیں ہے
جز زیدہ اش معانہ بیرون ندادنم
اُس کی آنکھوں کے سوا کسی چیز نے باہر نہیں نہ دکانی

سا اگر زندگی نے محبت
دی تو ماخذ تیری نظر
کے سامنے جان دینا
چاہتا ہے۔
عہد معرفت کی دکان
دو جو سے ہی چمک
اچھی ہے ریاضت کے
ذہر بھی ہول تو بجا
ہیں۔
سہریا کی عبادت
سے چھپ کر ستر
گن و کراہت بہتر
ہیں۔
سے
کسی اور
کی خدمت کی پر

خواہ صاحب نے
یغزل کہی ہے۔
۷ بار شاہ کی آمد پر
دشمن مدغم ہو گیا۔
۳۰ عہد شکن شرمندہ
ہوتا ہے اور بالآخر
ایسے وقت تک کرا تا
ہے جب سچ اس کو
مفید نہیں ہوتا ہے۔

۱۔ چونکہ ملک خانی ہے
جام جم حاصل کرنا چاہیے
ناکظم ہے یہاں
منا تو سنہ سنوں پر
فرخ حاصل کر لیا ہے
اس وقتوں کے ساتھ
محفل طلب تمام گم
سے کی بقا اور شریعت
بت سے اس دنیا
کے نیک سے دنیا دار
پھر اس دنیا طلبا کو
نکار دیا ہے۔
تو مجھے شرب خانہ کے
گوش میں ہی سکون
میل ہوتا ہے جو ہرگز
باغ و شاد کو کچھ نہیں
شاہد ہر کے صفت
بھلائی طلب
کرتا ہے
شرعی حکم
ہے اگر
انسان کسی کا
کے گناہ نہ کرے گا
فیصلہ کرنا چاہے تو
دور دست نظر کرے
پھر استغفار کی شہر
دعا پڑھے اور جہانے
پھر جس طرف دل کا
مکان ہر وہ کا کرے
انشاء اللہ اس پر ان کی
بھلائی ہوگی۔
۲۔ جو شخص کو ہر بہار
ہوا چل کر کھانے کو کہے
ایک باغ خراب ہے۔
کہ تو بہ لطف سے
نیک سے نہ شکر ادا
ہو جائے شرب سے
تکلیف کرنے چاہئیں۔
شہ پارہ پھولوں کے

ساتی یا کہ دور رگل ست و زمان کش
اسے ساتی آج پھول کا موسم اور مہش کا زمانہ ہے
اتے دل تو جا مجھ طلب ملک جم خواہ
اسے دل ہو جا جم جم چاہے شہید کی سلطنت ذ چاہ
چوٹ خون حصم چو صراحی برہ سختی
جب تو نے دشمن کا خون مہرا می کی طرح بہا دیا
بشوز جام بادہ کراں زل نوعوس
شرب کے جام سے سن کہ اس نئی زمین پر صیانت

حافظ بیخ میکدہ دارد قرار گاہ
حافظ کو سکون کی جگہ شراب خانہ کے گوشہ میں ہے
کا نظری فی الحدیقہ والکلیت فی الایام
جساکہ ہر نہ کو کوش میں اور شیر کو کھلو میں

پیش آرجام و بیخ خورد غم زیش و کم
جام سستے لا اور زیادتی ماور کی کا ہم نہ کر
کس بود قل بلبل ستا سرائے جم
اس لیے کہ غم شہید کے پائے ان کی بلبل کا کہہ قول تھا
باد و ستا لعیش و طرب گیر جام جم
دوستوں کے ساتھ پیش ماور مستی میں جا جا جم
بسیار کثرت شوہر جوں کتباق دو جم
کیسا اور شہید ہے بہت سے شوہر مار ڈالے ہیں

بعدم تو یہ سمر گفتم استخارہ کنم
میں نے بیخ نہ کو کہا تو بڑے ارادہ سے استخارہ کر لیا
سخن درست بلو کیم نمی تو انم دید
بھی بات کہتا ہوں، میں نہیں دیکھ سکتا
بادور لالہ دماغ مرا علاج کنسید
لالہ کے زمانہ میں میرے دماغ کا علاج کرو
اگر بے زبانم حدیث تو یہ رود
اگر کسی رات کو میری زبان سے تو یہ کی بات نکلے
بخت گل بنتا نم تے جو سلطانے
یک بادشاہ نے ایک مشفق کو پھول تے تخت پر شہادت
مرا کہ نیست رہ و رسم لقمہ پر مہینری
بیکر ہر بڑے لقمے میرے ہا جا اور رسم نہیں ہے
زرے دوست مرا چل گل مراد کشت
جبکہ دوست کے چہرے کے عری مراد کا پھول گل گیا ہے
گردے میکدہ ام لیک وقت مستی میں
میں شراب خانہ کا غیر ہوں بلکہ کسی سے وقت دیکھ
اگر زل لب یار بوستہ یا بکم
اگر میں یار کے نکل جیسے ہونٹ کا لیک برسوں
چو غنچہ بالب خدال بیاد مجلس شاہ
شاہ کی مجلس کی یا بھو سکرانے ہونٹوں کے ساتھ پھول کی طرح

تفاہیم نہ مدرس زعنت فقیہ
میں تخاصی ہلکا نہتہ نہ زعنت ہوں نہ فقیہ

مراجہ سود کہ منع شراب خوارہ کمن
مجھے ایک باقائیکہ شراب خور کہ روگوں

زبانہ خوردن پنہامول شد حافظ
مانڈا، چھپ کر شراب پینے سے تنگ ہو گیا
بیاگہ ربط نے رازش آشکارہ کمن
برہملا اور باسری کی آواز سے اس کے بازو کا نشان دکھایا

بغیر از آنکہ بشدین و دانش از دستم
اس کے علاوہ کہ دنیا اور عقل میرے ہاتھ سے جاتے ہے
اگر خرمین عمرم ختم تو دو ارباد
اگر خرمین عمرم ختم تو دو ارباد
چو دزدہ کہ چہ ختم سخن دولت عشق
اگر چوں دزدہ کی طرح خیر ہوں، عشق کی دولت کی برکت سے
بیار بادہ کہ عمر نیست تا من از سہر
شراب ملاس لیکہ کہ گزری جب سے ہر بہتہ کہ میرے
اگر زخم زخم ہوشاری نصیحت گو
اے نصیحت تو اگر کر عقلمندانوں میں ہے
چکو تہ سوز ز خجالت بر او دم بر دوست
دوست کے سامنے شرمندگی سے کس طرح سہاڑوں

مگر بگو کہ زعنت چہ طرف برستم
ہستا تیرے عشق سے مجھے اور کیا؟ فائدہ وہاں؟
سخاک پائے عزیزت کہ عہد تم
تیرے قدموں کی پیادہ خاک کی تہم کہ میں ملے ہر شے میں
کہ در ہوائے رخت چوں بہر پیوستم
تیرے رخ کے عشق میں ہوں مریض سوچے سے جا ملا ہوں
بجغ عافیت از بہر عیش نشستم
مادحت کے گوشہ میں بیٹھنے کے لئے نہیں بیٹھا ہوں
سخن سخاک میگفتن چرا کہ من مستم
بانت مست میں نہ ملاس لئے کہ میں مست ہوں
کہ خدمتے بسزایر نیامد از دستم
اس لئے کہ میرے ہاتھ سے کوئی مناسب خدمت نہیں پہنچا

بخت حافظ وال یا رولنواز نقت
مانڈا مل گیا اور اس دلنواز پارے نہ کہا
کہ مرتے بفرستم جو خاطرش ختم
کہ میں کوئی نرم پیچیدوں! جب کہ میں نے اس کا دل زخمی کیا ہے

بگذر از تابش بارع میغانہ بگذریم
چھوڑو، تاکہ ہم شراب خانہ کی شرک پر سے گزریں
جانیکہ تخت و سندیچم میرو دیباد
تین تہہ عیش کا تخت اور سندیچم ہر دو ہوجاتے ہیں
تا لو کہ دست درگرا تو اوان زردن
تاکہ ایسا ہو کہ ہاتھ اس کی کریں ڈالا جا سکے
روز زعنت چوں دم زندی زدم عشق
پہلے دن سے جب ہم نے زندگی اور عشق کا دم بھرا
واعظا کمن نصیحت شوریدگان کہ ما
واعظا رولنواز کو نصیحت نہ کرنا اس لیے کہ ہم

کہ بہر جسر عہدہ محتاج ایں درکم
اس لیے کہ ہم سب ایک گونہ کے لیے اس سے بڑھ کر محتاج ہیں
گر عزم خوریم خوش نمود بہ کہے خوریم
اگر عزم کھلائیں تو ایسا نہ ہوگا بہتر ہے کہ شراب پیئیں
در خون دل شستہ جو یاوت احمدیم
شراب یا قوت کھلا کر نفل کے خون میں ہم بیٹھے ہیں
شرط آں بود کہ تیرہ اس شیوہ نسیم
شراب ہی ہے کہاں سواست کے سوا کوئی راستہ نہیں
با خاک کوئے دوست بفرودس تکریم
دوست کے کوچہ کی خاک کے سامنے جنت کو نہیں دیکھتے

ما شراب ظہری سے
روکناں تو گوں کام
ہے ہر لاکھ انہیں ہے
ما عشق کے بچے تو
یہی خانہ ہوا دین
سہی کیا اور غسل
بھی گئی۔
کے فائدہ کو سوچنا
ما عشق تو اردا گیا
ہے ہفتہ سو سے
نور ماں کہ تہا ہے۔
ما عقلمندان
ایں بہت نہیں کہتا
جو رانگن جانے۔
ہے چونکہ دوست
کے لائق کوئی نہ ہوت
انہم نہیں
دیگاہی
انہم نہیں
شرمندہ
ہیں۔
ملا دیناے جب کہ
جہنم کے تخت آج
کو بھی ختم کر دیا توں
نا قابل ہجو سے ہے
مے و خاداری کا تقاضا
ہے کہ اب راو عشق
پر قائم ہا جانے۔
ہے ہم دوست
کے کوچہ کی خاک
کے مقابلہ میں جنت
کو بھی نظر میں نہیں
لائے ہیں لہذا ہیں
نصیحت کر تلبہ سو
ہے۔

نزل بیشتر کہ عمر گرامن سایہ بگذرد
اس سے قبل کہ عمر گزیرے

چوں صوفیاں بحالت قنصن در سماع
جبکہ صوتی سماع میں، حال اور ص میں ہیں

از جرعه تو خاک زمیں قدر لعل یافت
تیرے گونٹ سے زمین کی خاک نے نعل کا مرتبہ پایا

حافظ چوہہ بلنکرہ کا رخ وصل نیست

اسے حافظ چوہہ وصل کے محل کے کتبہ کا واسطہ نہیں ہے

باخاک آستانہ این در بسر برکیم

اس دروازہ کی جو کھٹ کی خاک پر باس کر میں

بگذارتا قیامت رونے تو سنگ مرگم
موت دے کر تیرے چہرے کی قیامت کو ہم نہ کہیں

ما نیز ہم بشعبہ دستے بر او ریم
ہم بھی شہیدہ کے طور پر کچھ ہاتھ دکھائیں

بیچارہ ما کہ پیش تو از خاک کتریم
ہم پیچھے رہے ہیں کہ تیرے سامنے خاک سے بھی کتر ہیں

و کتریم زند منت پذیریم
وہ اگر میرے تیرے مارے اس کا شکر گزار ہوں

کہ پیش دست و بازویت بکیرم
تا کہ تیرے ہاتھ ما در بازو پر جان دوں

بخز ساغر نباشد دستگیرم
ساغر کے ملاوہ، میرا کوئی دستگیر نہیں ہوگا

کہ در دست شب ہجرال اسیرم
کیونکہ میں شب ہجر کے ہاتھوں میں قیدی ہوں

بسیب بوستان و جویے مشیرم
نہو کو باغ کے سیب اور وودھ کی نہر کے ذریعہ

رسد تا سدرہ آواز صفیرم
سدرہ تک میری تنہا کی آواز پہنچتی ہے

بیک جرعه جو انم کن کہ پیرم
ایک گونٹ سے مجھے جمان بنانے میں ہڈیاں چھل

کہ از یائے تو من سر بر نکیرم
کہ میں تیرے پیروں سے سر نہ اٹھاؤں گا

بوزاں خرقہ تقویٰ جو حافظ

سنانک کہ طرح ہفتے کی اس گزری تو جیسے دے

کہ گرا آتش شوم دروے نکیرم

اس لیے کہ میں اگر آگ بھی جتا ہوں اس میں خرابیوں کو نہیں

بمخراگان سیدہ کردی ہزاراں رخنہ درختم
تو نے کالی کیوں سے میرے دل میں ہزاروں رخنے پیدا کر دیے

ملتی تو قے فک
بھی صل ہی کی لک
ہم محرم ہی ہیں۔
مے دوست کا قتل
کرنا ہمارے لئے باعث
احسان ہے۔

ہم تو محبوب کے
دست و بازو پر خودی
جان قربان کرتے ہیں

اس کو ارد
سے تیر
چلائی
ضرورت
نہیں ہے۔

یہ آفتاب صبح آتیس
مراو مشوق ہے۔
یہ میں بچوں کی طرح
سیبہ امدودھ کی
نہوں سے نہیں
پھسلایا جا سکتا ہے۔
یہ ہم تو سواہ تک
کی سیر کرتے ہیں۔

اللہ ہنشن دل کہ یارانت برفت زبیا
 آہ، لعل دل کہ ہنشن کہ دوست تیری یاد سے
 زبا کہ تیش دوری خرم غرق عرق چوں گل
 دوری کی آگ کی گرمی سے بھول کی طرح پسینہ نہ بنایا بول
 شبہ خلت ہم از بستر ورم تا فقور العین
 سفر کی لذت میں ہرگز بستر سے حورالین کے محل تک پہنچوں گا
 صبح الخیر زب لبیل کجائی ساقیا بر خیز
 تھیلے کے صبح بخیر کا نہر گھانا سے ساقی پوچھا نہ چاہتے
 اگر بر جاتے من غیرے گزین دوست عالم او
 اگر وہ میری جاسے کسی یاد دوست بنائے وہ عالم ہے
 جہاں پر لیت بے بنیاد اس فرخندہ فریاد
 دنیا ایک بے حقیقت زندگی ہے اس کو گوارا نہ دے غلام ہے
 جہاں فانی و باقی فنا کے شام و ساقی
 فنا کا ہوا باقی عالم پتا ہے اور ساقی پر قربان ہے
 روز عشق و مرستی زمن بشنو نواز و اعظ
 مستحق اور عشق کے راز مجھ سے سنا نہ کہ حافظ سے

ماروزی مباداں دم کہ بے یاد تو بنشیم
 وہ وقت میرے منتظر رہیں نہ جو کہ تیری یاد کے بدلے میں
 بیارے بادِ شکیری نیسے زان عرقِ حلیم
 اے باد صبا ایسی نیم لاس سے میں اپنا پسینہ خشک کر لوں
 اگر در وقت جہاں دن تو باشی شمع بالیم
 اگر جان دیکھتے وقت تو میرے سربانے کی شمع ہوگا
 کہ غوغا می کند در سر خارِ خم دو شینم
 اس لیے کہ کل شب کی غزل کے شمار میرے سر میں شوگر لہے
 حرام باداگرمں جان بجائے دوست بجز نیم
 یہ سے لیے حرام ہوگا اگر میں اس کی بجائے ملک کی بندگی پسند لوں
 کہ کرد افسون نیز گمش ملوں از جان شیر نیم
 اس لیے کہ اس کا ہاتھ اور شہوانے مجھے شکر جان سے بزرگ کر دیا ہے
 کہ سلطان عالم را طفیل عشق می بینم
 اس لیے کہ میں دنیا کی بادشاہت کو عشق کے طفیل روک دیتا ہوں
 کہ جام او قدح ہر شب فرین و درو نیم
 اس لیے کہ میں ہر شب ہر جام اور پیالہ کے ساتھ چمکارتا ہوں تاکہ اس کی

حدیث آرزو مندی کہ در این مشیت افاد
 آمد مندی کی کہ جبات اس رفتہ میں نہیں ہے
 ہمالے غلط باشد کہ حافظ دار تلقینم
 یقیناً صحیح ہوا کسی لیکر حافظ نے مجھے بڑھائی ہے

بیانا گل بر افشایم مے در ساغ اندازیم
 آہ تاکہ بھول برساتا اور ساغ میں شرب ڈالیں
 اگر غم لشکرا نگیز کہ خون عاشقان ریزد
 اگر غم لشکر کشی کرے تاکہ عاشقوں کی خون ریزی کرے
 چو در دست مست رود تو شمن من فرود نیجا
 جبکہ تیرے اہم میں راجھا جانا ہے ملے تیرے چہ چاہا
 صفا خاک جو در مایاں عالی جناب انداز
 اے پہلہ ہمارے وجود کی خاک کو اس بلند باہن ڈال دے
 یکے از عشق می لافد و گرامات ممی لافد
 ایک عشق کی لڑکیوں ہاں ہے، دوسرا کرات کی لکڑی کرتا ہے
 ہرشت عدل اگر خواہی بیابا ما بچمانہ
 اگر ہر ہشت عدل چاہتا ہے چاہتا ہے ساتھ میں نہیں مل

فلک را سقف بشکافیم و طرح نو در اندازیم
 آسمان کی چھت کو پھاڑ ڈالیں، آواز نو بنیاد قائم کریں
 من و ساقی ہم سازیم و بنیادش از اندازیم
 میں اور ساقی شفق ہو جائیں، اور اس کی بنیاد کا چھتیں
 کہ دست افشا غزل خوانیم و پاکویاں سازندازیم
 تاکہ رقص کرتے ہوئے ہم غزل پڑھیں اور پاکویاں چھتیں
 بود کاں شاہ خوباں را نظر منتظر اندازیم
 ہو سکتا ہے کہ ہم اس حسینوں کے باغ کے رخ کو کھیں
 بیابا کایں داور بہار ایہ پیش داور اندازیم
 آہ ان جگہ کوں کوئی نہ دے سائے پیش کر دیں
 کہ از ما نے تخت یکسر بچوس کو شرا اندازیم
 کہ مجھے چاہئے تم سے نشید جاہوں کو خریدیں ڈالیں

ماترے تو نہیں کھاوا
 خدا وہ وقت ڈالائے
 کہ مجھے جہاں سکے۔
 ساقی کو نہیں کھانا کھانا
 نصاب کو خود بخود کھاس
 تیار ہے جو کہ منت میں
 مجھے ذلالت منت میں مارا
 منتی نار کے نیچے کی لوبیا
 مدال کھینے جو اس شرم میں
 مناسبت نہیں ہیں۔ لایا
 عرق چینی کو صفا مل
 ترکیب قرار میں جہاں کھینچتے
 کو لوبیا تو کھینچ کر کھیا ہے۔
 مے اگر نزع کے وقت
 محبوب میرے لہے ہوگا
 تو ہم سے جنت میں
 جائیں گے۔
 مے صبح از غیومج کے
 وقت اس کا ہے۔
 مے محبوب
 حاکم ہے
 وہ چہاری
 بجائے
 دوسرے کو
 دوست بنا سکتا ہے
 لیکن ہمارے لئے ہمارے
 نہیں ہے کہ اس کی
 بجائے جان کو کوئی دوست
 بنا سکتا ہے
 مے، مے شرب میں لہ
 دنیا کی رفتار میں لہ
 مے اگر فرہنگ کر کے لہ
 تو لہ ساقی لہ لہ لہ لہ
 شکت درں گے۔
 مے ہاری خاک کو کھینچے
 کو جس میں آرزو کھاتا کہ
 ہم کو کھینچ دیا کر سیں
 مے صولوں کے کھیند
 آگے عشق کے دعوں
 کو اور کشف و کرات
 کی ڈیکوں کو کھانے ہم

مہر بازمین کویں۔

ماخوذ ہے مکتبہ
 حیدرآباد کے
 کے لیے انگریزی میں
 ماہنامہ تھا۔
 مکتبہ مختلف اداروں
 اہل ان کی شہرت
 نہیں رہی کسی دور
 مکتبہ میں چلنا چاہئے
 سے سکندر اعظم
 آئینہ روپ کا پورا تھا
 اس لیے اس مکتبہ
 اہل آہد تائی جان
 کے چاندی و روپی
 مقدمہ سے اس
 طعنے زنی مناسب
 ہے جب نہیں کہ
 خوش کولہا رہی ہے
 تو بہا رہی ہیں
 کیا وہ
 و مشورہ
 قفسہ کہ
 بیرون مکتبہ کا

بھائی و شہزادی ہانڈ
 کے بچے افراسیاب کے ملک
 میں بیوی بیٹی اور افراسیاب
 کی بیٹی پر عاشق ہو گیا
 افراسیاب نے اس کو
 اندھے کوڑیوں میں تیر
 کر دیا جس پر تم کو بیچو
 تو دعا جو بیگم کی اولاد کو
 چھوڑا یا تم کو کہ شہ
 سے افراسیاب ماور
 تہمت سے نرم کر دیا
 اور اس شخص غازیاب
 سے شیطانت اور ستم
 سے مرد کال طوطے
 کے جنت حضرت آدم کی
 قیام گاہ تھی لہذا اسے
 باوا دادا اور بیوی بیٹی
 سے

شرابِ ارغوانی را گلاب بند قح ریزیم
 شرابِ شراب کے پیالے میں گلاب کا پانی
 بریا جاہاں منور کن ز رویت مجلس مارا
 آئے جہاں اپنے چہرے سے ہماری مجلس کو پرکھو گئے

سختانی و خوشانی و زندہ و شیرازی
 سختی اور خوشی اور زندگی اور شیراز
 بیجا حافظ کہ ماخوذ ہے ملک دیکر اندازیم
 آئے ماخوذ ہے ملک دیکر اندازیم

بے تو لے سرور و ابا گل و گلشن چمن
 اسے سرور والی تیرے مکتبہ میں سہولت دیکھ کر کیا کر دیا
 آہ کر طعنے پڑ خواہ نندیدم رویت
 افسوس دہش کے طعنے کہ جو سے منے تیرا جو وہ دیکھا
 مدولے زاہد و برقد کمال خرد وہ گیر
 اسے ناہم چو جاہ اور کھٹ پینے والا لہذا پر عیب نہ لگا
 برق غیرت جو تینیں مجھ پر زلمن غیب
 غیب کی کہیں گاہ سے کبکے جنت کی پہلی طرف لگاتے
 مددے کہ چرخا غے تلند آتش طور
 اگر طور کی آگ ایک چراغ سے ہری کوئی مدد نہ کرے
 شاہ تر کال جو نندید و جا ہم اندخت
 تر کوں کے شاہ غلاب بھند کیا اور لے کوس میں ڈال دیا
 خون من سختی از تا دک بلد و فراق
 دل کو چھید نیوالے فراق کے تیرے تو نے بڑا خون بہلا

حافظا قلہ بریں خانہ مویش من است
 اسے حافظہ قلہ بریں سمسرا مودنی لکھ ہے
 اندر میں منزل ویران نشین چہ کنم
 اس ویان سسزوں میں کیا قفسیں بناؤں؟

برشاے طیبیم از سرکہ خبر سزندارم
 اسے طیبیہ سے پاس آئے چلا جائیٹے کہ مجھے سرکہ خبر نہیں
 لعیاد تم قدم نہ کہ زیتودی شوم پر
 لعیاد جاہر بریں کے قدم وہ کہہ بیہوشی سے اچھا ہوا تھا
 غم ارخوری از میں پس کہ غمہ مخوری پس
 اگر تو میری تو میری کہے گا میں اس کے نہ کہو وہی نہیں خدو گا

نیم عطر گرداں را شکر و محمرا اندازیم
 خوشبو دینے والی نسیم کی انگلیوں میں ہنکرتا ہوں
 کہ روایت غول خواہیم و روایت ملو از ہم
 حکیم تیرے سامنے غول پڑھیں اور تیرے جہاں میں غول پڑھیں

زلف نایل چہم عارض مومن چہ کنم
 منہ کی زلف کو کھینچ کر مومن کے عارض کا کیا کروں؟
 نیست چو لک سنام روتے ز آہن چہ کنم
 لکڑی کی طرح سناہر لہجہ نہ نہیں ہے، میں کیا کروں؟
 کافر فائے قدر میکند این من چہ کنم
 تقدیر کا کافر سزا ہے کہ تباہی، میں کیا کروں؟
 تو یفر ما کہ من سوخت خرمن چہ کنم
 تو بتا، میں کلیاں جلا ہوا کیا کروں؟
 چارہ تیرہ شب وادی لکن چہ کنم
 وادی کا تیرہ گاندھیری رات کا، کیا تقدیر کروں؟
 دستگیر نشود دست تہمتن چہ کنم
 تہمتن کا ہاتھ مار ڈسگری نہ کرے تو میں کیا کروں؟
 خود بگو یا تو من لے دیدہ روشن چہ کنم
 افسانہ دہش بندھے خود بتا میں تیرے ساتھ کیا کروں؟

بخدار با کنم جاں کہ ز جاں خیر ندارم
 خدا کے لیے میری جان چھوڑ، مجھے جان کا خیر نہیں ہے
 مے ناب نوش ورم وہ کہ غم دیگر ندارم
 خاص شرابہ اور سے اس لے کہ مجھے غم دوسرا نہیں ہے
 نظرے بجز تو با کس کیسے دیگر ندارم
 میرا نظر، تیرے سوا کسی پر نہیں ہے

نوشہ شہزادہ ہر باہن میں برتیز لے لائل طیبیہ • دومینہ مشق دادا و دیگر دیدہ نیست

ززرت کنند ز اور زرت کشند بر
 سونے ترازو رناتے ہیں، سونے کے کوزے اور تیزوں میں لیتے ہیں
 درگم ملو کہ خواہم کہ زور کہت برانم
 پھر کے دیکھنا کہ میں چاہتا ہوں کہ مجھے دربار سے نکال دوں
 من اگر ہے پرستم ندیدے بدستم
 میں کہہ کر شہر ہست ہوں، میرے آج تمہا شہر بند

من بینوائے مضطرب کہم کند نام
 میں غمگین، مجھ کو کیا کروں کہ میرے پاس سونا نہیں ہے،
 تو برین ومن برانم کہ دل ز تو بر نام
 تو اس پر ہے ماور میں اس پر کہ مجھ سے دل نہ ہٹاؤں گا
 میریدیل زدستم کہ دل دیگر نام
 میرے ہاتھ سے دل نہ لجاؤ اس لیے کہ میرے پاس دولت نہیں ہے

دل حافظ از کوئی غم دل بتدخنی

اگر تو حافظ کی دل چوئی کرے، بہ آگاہی میرے دل کا غم

چو گویمت بگوئی سرور در سر نام
 مجھ سے کیا کہوں، اگر کہتے ہیں در سر میں ہواشت کرتا ہوں

تا سایہ مبارکت افتاد بر سرم
 جب سے تیرا مبارک سایہ میرے سر پر پڑے
 شد سالہا کہ از سر من سخت رفتہ بود
 کئی سال گزشتے میرے سر سے مقدر دور چل گیا تھا
 بیدار در زمانہ ندیدے کے مرا
 نمازیں پھر کوئی مجھے بیدار نہ دیکھتا
 من عمر در غم تو بیا یاں برم ولے
 میں تیرے ہم میں عمر ختم کر دوں گا لیکن
 زائل شب کہ باز در دل تنگ درآمدی
 جس رات سے تنہا ہوں میرے تنگ آؤں میں آیا
 در و مرا طیب ماند دو اک من
 حبیب میرے صد کی دوا نہیں جانتا ہے، میں لے کر میں
 گفتی بیمار رخت اقامت بکوئے ما
 تو نے کہا ہمارے کوہ میں ٹھہرنے کا سامان آ

دولت غلام من شد وقتل جاگرم
 دولت میری غلام ہوئی ہے، اور اتنا ہی میرا غم جاگرم
 از دولت وصال تو باز آماز درم
 تیرے وصال کو دولت سے مجھ پر ہے دوزخ سے لایا گیا ہے
 در خواب اگر خیال تو کشتہ مصوم
 اگر گنہگار میں تیرا خیال، میرے لیے مصوم ہو جاتا
 باور من کہ بے تو زمانے بسر برم
 یقین نہ کر کہ تیرے بدون تمہارا مسرت کتاؤں گا
 صدق در گرفت دماغ معطرم
 میرے سطر دماغ میں، سو ششیں رو ششیں ہو گئیں
 بے دوست خستہ خاطر و باد و خوشترم
 بغیر دوست کے خستہ طبیعت اور دوست کے ساتھ ہی خوش تھا
 من خود بجان تو کہ از میں کوئے نازم
 تیری جان کی قسم، میں خود اس کو چھین دوں گا
 من نظم خود چرا نکم از کہترم
 میں کسی سے کم ہوں، میں اپنی نظم کیوں نہ بناؤں؟

پہر کش غلام شاہی و ملوک صاحب دست
 ہر شخص ایک بار طاعت کا نام لے کر ایک آتش کا مالک ہے

حافظ کی نسبت در سلطان کشورم
 میں حافظ کی نسبت سے بادشاہ کا اور فی غلام ہوں

تو بچو صبحی ومن شمع خلوت محرم
 تو صبح کی طرح ہے، اور میں سوکھی شمع خلوت ہوں

تیسے کن و جاں ہیں کہ چوں ہی سیرم
 تو ذرا مسکراؤے اور دیکھو میں کس طرح جان دیتا ہوں

۱۔ شہر
 ۲۔ کوئی غم
 ۳۔ غمگین
 ۴۔ غمگین
 ۵۔ غمگین
 ۶۔ غمگین
 ۷۔ غمگین
 ۸۔ غمگین
 ۹۔ غمگین
 ۱۰۔ غمگین
 ۱۱۔ غمگین
 ۱۲۔ غمگین
 ۱۳۔ غمگین
 ۱۴۔ غمگین
 ۱۵۔ غمگین
 ۱۶۔ غمگین
 ۱۷۔ غمگین
 ۱۸۔ غمگین
 ۱۹۔ غمگین
 ۲۰۔ غمگین

تیری زلف سے اس
 دم متعلق ہے کرکے
 ہوں میری قربتِ بنفشہ
 آگے کی بنفشہ زلف
 سے نشہ دہیاتی ہے۔
 سہ حالت سیاہ دل
 ہے گرم ہوتا ہے۔
 لیکن میری کالی آنکھ
 میرے دم پر رونق
 ہے۔
 سہ منہ مں کے لشکر کا
 لشکر گزار ہوں کہ وہ
 یکسی کی حالت میں
 سبھی میرا ساتھ نہیں
 چھوڑتا ہے۔
 سہ نسیمِ حوی سے غم
 کھل جاتا ہے۔

شیراز
 صاحب
 شیراز
 سے باہر
 تو کسی نہیں

نکھنہ ہنسا ہوا وطن
 سے مراد ماہِ فرحت
 ہے لیکن جبکہ سوزنا
 سے جھڑپا ہوں اپنے
 وطن کو لونا چاہیے اور
 اپنے حقیقی اداشاہ
 کے پاس وقت گزارنا
 چاہئے۔

سہ عواذِ سببہ معلوم ہیں
 لہذا قیامت سے پہلے ہی
 مجھ کو بیکے دم باہر پہنچا
 جانا چاہئے۔
 سہ گزلی ہرانی زمانہ
 زکوٰۃ کی توجہ شرمناک
 ہے۔
 سہ چالیس سال سے پرتگال
 غلامی کا دعویٰ ہے۔

چنیش کہ در دل میں داغ زلف سرکش
 سے دل میں تیری سرکش زلف داغ ہے
 بر آستان امیدت کشادہ دم در چشم
 میں نے تیری امید کی چو کھٹ پرا آنکھ کا در کھولا ہے
 غلامِ مردم چشم کہ با سیاہ دلی
 میں آنکھ کی پتلی کا غلام ہوں کہ با درخشاں یازوں کے
 چہ شکر گویمت لئے خیل غم عفاک اللہ
 اسے غم کے نظر میں یہ انگڑیا کیا ادا کروں ہر آگے منحنہ؟
 بہر نظریت ماجلوہ می کشد لیکن
 ہزارت ہر نظر میں جلوہ نما ہے، لیکن

بخاک حافظ اگر یار بگزد جو نسیم
 اگر یا نسیم کی طرح ہوا فنڈی خاک پر سے گزرے
 چو غنچہ در لحد تنگ خود کفن بدرم
 میں اپنی تنگ محبت میں غنچہ کی طرح کفن بھلاؤں

چراغِ درشتے عزمِ دیا ر خود باشم
 میں اپنے وطن سے آزاد سے کے در ہے کیوں نہیں؟
 غم غریبی و غربت جو بر نمی تا بم
 جب ہے وطن اور سازت کے غم کی بھٹے ہلاشت نہیں ہے
 ز مخرمان سراپردہ وصال شوم
 وصل کے محفل کے قمروں میں سے بنوں
 چو کارِ عمر نہ پیداست بارے آن اولی
 جبکہ عواذِ سببہ نہیں ہے ماہِ بہن ماہ ہے
 ز دست بخت گراں خواب کا بیسا ماں
 گہری نیند سوسے واسے نصیب کے آنکھ کو لے سروسلان ۷۴
 ہمیشہ پیشہ من عاشقی و زندی بود
 میرا پیشہ ہیبت، عاشقی اور زندی تھا

لو کہ لطف ازل رہم ہوں شود حافظ
 ہو سکتے کہ اسے حافظوں کی عنایت رہتا بجا ہے
 وگرتے تا با پدشہر مسار خود باشم
 درد قیامت تک اپنے آپ سے فریاد رہوں صفا

بنفشہ زار شود شربت تم چو در گدزم
 کرب میں مرجاؤں کا، میری شہر بنفشہ زار ہوگا
 کہ یک نظر فگنی حوں فگندی از نظرم
 تاکہ ایک نظر ڈال دے آج کل تو نے مجھے نظریے گروا ہے
 ہزار قطرہ بار بار چو درود دل شرم
 ہزاروں قطرے بر ساقی ہے جب دل کا دروٹنا ہوں
 کہ رفیہ یکسی آخر نمی روی ز سرم
 اس لیے کہ یکسی کے دن بھی تو میرے سر سے نہیں ہٹا ہے
 کس آن کر شمشہ نہ بیند کہ من ہی تکریم
 کوئی وہ ادا نہیں دیکھتا ہے جو میں دیکھتا ہوں

چراغِ خاک کف یارے خود باشم
 اپنے یار کے پرگے خاک، کیوں نہ ہوں؟
 بشہر خود روم و شہر یار خود باشم
 اپنے شہر، حادوں اور لہنا بادشاہ بنوں
 ز بندگان خداوندگار خود باشم
 اپنے بادشاہ کے غلاموں میں سے بنوں
 کہ روز واقعہ پیش نگار خود باشم
 کہ موت کے دن، اپنے محبوب کے سامنے رہوں
 اگر گم گداز دار خود باشم
 اگر گم گداز کو رو تو اپنا راز دار ہوں بھلا
 دگر کیو شمش و مشغول کار خود باشم
 میں بھرتوشش کیوں تھا اور اپنے کام میں مشغول ہوں

چل سال پیش رفت کہ من ملا فیترنم
 چالیس سال گذرے تو کہ میں ڈیٹیکس مارتا ہوں
 کہ چاکران میر مغال کستہ منم
 کہ میں پیر مغال تھے، کترین غلاموں میں سے ہوں

ہرگز نہیں عافیت پر مے فروش
 مے فروش بیکر کی ہر بات کی برکت سے کہیں بھی
 درختی من بدر کشی ظن بدسبر
 تمہوت پینے کی وجہ سے میرے بارے میں بگ ٹانگر
 شہباز دست با دشمن اس پر حالت
 میں بادشاہ کے ہاتھ کا سفہ ہزار آہوں کی کیا حالت ہے؟
 حیف است بیلے چو من انوں دین قس
 انوس، مجھ بیوی بیل اب اس بجزے میں
 آج ہوا ہے اس عجب مفلر پر دست
 فارس کی آب و ہوا، محب کینہ پرور ہے
 توران شہ خجستہ کہ دار درمن فیصل
 مبارک، تیران شاہ جس کا زہد محرم ہے
 ازین شاہ و دولت رندان یا کباز
 بادشاہ کے فیض اور پاکباز رندان کے انہاں تکہ کماش

ساغر تہی نشد ز مے صاف روشم
 صاف روشنی شراب سے میرا ساغر خالی نہ ہوا
 کا لودہ گشت خرقد و لے پاک دانم
 کہ گدڑی آلودہ ہر گئی ہے بلکہ میں پاک دان ہوں
 کن یاد بردہ اندہولے نشیمنم
 کہ کاکرناں قضا و قدر نے مجھ سے نشیمن کی بہت بھلائی کی
 یا اس لسان عذب کہ فاش چوسنم
 اس میں تیرا زبان کے ہوتے ہوتے میں سرسوں کی کھلی پتلیں
 گویم ہے کہ خیمہ ازین خاک برکنم
 سامنے کہاں ہے کہ میں اس سرزمین سے غیر آکا ہوں؟
 شد منت مواہب او طوق گردنم
 اس کے ملیں کے احسان کا میری گردن کا طوق بن گیا ہے
 پیوستہ صدر مصطبہ ہا بود منم
 میرا سینہ، ہیشہ شراب خالوں کا صدر مقام تھا

حافظ بزرخرقدہ قح تا کے کشی

اسے حافظ گدڑی کے نیچے ایک شرب نوش کرے گا؟

در بزم خواجہ پردہ ز کارت براقلنم

خواجہ کی محفل میں تیرے کام سے پردہ اٹھاؤں گا

حاشا کہ من ہموں گل ترک مے کنم
 ہرگز نہیں کہ میں موسم بہار میں شراب چھڑوں
 مطرب کی جاست تاہمہ محصول زہد و علم
 مطرب کہاں ہے، تاکہ زہد اور علم کا حاصل
 از قال وقیل مدرسہ حلے دلم گرفت
 مدرسہ کے قال و قیل سے اب میں تگدل ہو گیا ہوں
 کو یک صبح تا گلہ ماتے شب فراق
 صبح کا وقت صدم کہاں ہے، اگر شب فراق کے شکوے؟
 کے بود در زمانہ وفا جام مے بیار
 زمانہ میں وفا تک بھی، مے شراب کا جام لا
 از نامہ سیاہ ترسم کہ روز حشر
 میں سیاہ نامہ اعمال سے خوفزدہ نہیں ہوں اس کو شکر ہے
 خاک مرا چو در ازل از مے سرشتہ اند
 جگہ ازل میں میری جسی کو مے شراب سے کہ نہ جا ہے

من لاف عقل میزنم اس کار کے کنم
 میں عقل کی ذہنیگیں لڑتا ہوں، میں یہ کاکر کہتا ہوں
 در کار یا ناک بر لب و آواز نے کنم
 بر لبہ اور با لہری کی آواز کے معاملہ میں لگاؤں
 یک چند نیز خدمت معشوق مے کنم
 حقوڑی دیر کے لیے معشوق اور شراب کی بھی خدمت کروں
 بااں حجتہ طالع فرخندہ لے کنم
 اس مبارک نسب، مبارک قدم دانے سے کروں
 تا من حکایت جم و کاوس و کے کنم
 تاکہ میں، جشیہ اور کاوس، اور کوس و کا قصہ بیان کروں
 با فیض لطف او صلا زنا مے کنم
 اس کی ہر بات کے فیض سے اس تم سے تو گلستانے مے کروں
 ہاندہ می بلوکہ چر ترک و مے کنم
 رقیب سے کہہ دو میں اس کو کیوں چھوڑوں؟

سطا ہرگز پر خرابے
 لیکن اہن اہن ہے
 ہنہا ہر گمانی مناسب
 نہیں ہے۔

مے میں بار شاہ کے
 ہاتھ پھینچنے والا شہباز
 تھا مجھے اپنے اصلی
 نشیمن کی یاد رکھنا چاہیے
 سے حافظہ میں ہرگز نہیں
 جلیع عوقو ہر پیر پیر نہ کر
 خاموش رہے ایشیہ کے
 انوس کی بات ہے۔

مے تیران شاہ کے
 احسانات کا طوق ہو گیا
 گردن میں ہے تو لہ
 شاہ خواجہ قوام کے قتل
 ہو گیا ہے بدشاہ شہان
 کا دل پر ہوا تھا

یہی خواجہ
 صاحب کا
 بہت تورا تھا

۵ مے قتل کا دعویٰ پوتے
 ہوتے ہے بلے عقل کا
 کام ممکن نہیں ہے۔

۶ مے مدرسہ کی جاست سے
 اب تنگ کیا ہوں
 کہ دونوں کے مے معشوق
 و شراب کی خدمت گاری
 کرنی چاہیے۔

۷ مے جبکہ اس جیسا
 ہر ازل موجود ہو تو
 سیاہ اعمال سے
 ڈرنا کی ضرورت نہیں ہے
 سے ازل میں ہوا ایشیہ

۸ مے شہباز تیار ہوا ہے
 تو مے شراب کیے چھوڑ
 سکتے ہیں۔

لغت و لغت و لغت و لغت
ہے ہوشیار فغان
یوں گوشتیں ہوجانا

چاہیے۔
تا کر کے گڑی ہو کر
نیکی کی بہت ڈنگیں
ماری ہیں اس لیے ہم
شرمندہ ہیں۔
سے اگر دنیا سے داس
چھڑاؤ تو آنا مرو
کی طرح سر بلند ہو جاؤ
کے سانس سے وصول
برآمد ہوا ہے پس
بائے آگاہ سے کہ با

ادول
مل گیا
ہے۔
یوسف
زادے

عابدین محمد سلطان
تعب الدین کا تیر
ملا ہے جو خواہ صبا
کا خاص رہی تھا۔

مشتر
تیرا تم کو اچھا گفتنی
کردم جیسے چون تو ذوق

۷ خاک جہم رخ کے
چہرے کا چہا ہے

شہر پہ پہلے کہاں تھے
اداس دنیا میں کیوں

آئے ہیں آہیں پر
نہ چلا اداسی وجہ سے

ہم اپنے کام کے
فائل ہیں۔

ایں جان عاریت کہ بر حافظ پر دست
یہ راغی ہوئی جان پر دست نے سنا تہ کہہ دوئی ہے
روزے رخس پر بنیم و سلیم وے کفم
ایک دن اس کا چہرہ دکھوں گا اور اس کے چہرہ کو دکھا

کہ کشر رخت ہم بخاؤد خوش بنشینم
کہ سلامی خوب نمازیں نمازوں ۱۰۰۰ آدم سے نہیں
تا حریفان و غاراء بجہاں کم یقیم
تا کہ دعا باز دستوں کو کونیا میں نہ
شر مار بخ ساتی وے رنگینم
ساتی کے سدا ہر رخ شراب سے میں شر مند ہوں
یعنی از اہل جہاں یا کدی بکنہ نم
میں دنیا والوں سے پاک دنیا اختیار کھوں
گردہ دوست کہ دامن ز جہاں بر یقیم
اگر سوغ تمہا ہے نگر دنیا سے دامن بھیج لوں
مرداں بار گراں نیست دل مسکینم
یہ راست میں داس بھاری ہو جو کامرو نہیں ہے
ورگوا بیدیت اینک نفس مشکینم
اگر تجھے گواہ چاہئے یہی شکم داس ہے
کہ مکدر شود آئینہ مہر آگینم
کہ میرا بخت بھرا آئینہ مکدر ہو
کہ اگر دم زرم از چرخ بخوابد کینم
اس لیے کہ اگر کہہ دوں گا وہ آسمان سے میرا تخت آگیا

حالی مصلحت وقت دل می بینم
اب میں مصلحت وقت اسی میں دیکھتا ہوں
جز صراحی و کتابم نبود یار و ندیم
صراحی و کتاب کے علاوہ میرا ناؤ و شریک عمل کوئی نہ
بکہ در خر قد ساوس زدم لاف صلاح
کہ کی گڑی میں نے نیکی کی بہت ڈنگیں ماریں
جامے گیرم و از اہل ریادور شوم
شراب کا جام لہا لہا دریا کھلاں سے قدم ہواؤں
سرترا آزادی از خلق بر آرم چوں سرو
سرو کی طرح، دنیا سے آزادی میں سر کوبلند کروں

سینہ تنگ من و بار غم او مہیات
یہ تنگ سینہ، اداس گئے مگر بار غم، افسوس!
دل و جانم خیال سر زلف تو لبوخت
میرا دل اور جان تیری زلف کے خیال میں مل گیا
بزدلم گردستم باست خدارا پسند
یہ ہے دل پہ ظلموں کی گرہ ہے، خدا کے لئے پسند نہ کر
بنده آصف عہدم دلم آزد و من
تھا آصف زمانہ کا شوم ہوں میرے دل کو آزد و نہ کر

من اگر زندہ خراباتم و گر حافظ شہر

میں خواہ خراب بات کا رہوں، خواہ مسخہ کا حافظ

ایں مقامم کہ تومی بینی و کمتر زینم
یہی یہی پوچھی ہے جو تو دیکھتا ہے اور میں اسے کہوں

خوشادے کہ ازیں چہرہ پر وہ بر فگنم
وہ وقت کیا پھا ہوا جب اس چہرے سے پورا ٹھکانا
روا بگلشن رضوان کہ مرغ آں چینم
تھوڑیوں کے پاس جاؤ گے کیسے کہیں پہن کا بندہ ہوں
در لطف و درود کہ فاضل زکار خوشستم
انرس ۱۰ صد ہے کہ میں اپنے ۴۷ سے فائل ہوں

حجاب چہرہ جاں میشو و عبا ر تنم
یہ ہے جسم کا حجاب رہاں کے چہرے کا حجاب بنانا ہے
چنین نفس نہ منزائے من خوش الحان
مجھ جیسے خوش الحان کے لیے ایسا بجز مناسب نہیں ہے
عیان نشد کہ چرا آمد کم کجا بودم
یہ دکھلا کہ میں کیوں آیا، کہاں تھا؟

چکوڑے طوف کھم در فضلان عالم قدس
 نبی عالم قدس کی فضا میں کس کی گھروں
 اگر خون دلم پونے عشق ہی آید
 اگر سے دل کے خون سے عشق کی بو آتی ہے
 مرا کہ منظر حورست مسکن و ماوی
 جبکہ میرا مسکن و ماوی حورست ہے
 طراز پیر من زخم کبھی جو وضع
 میرے سحر و سحر کے لباس کی آفت کو در کھینچنے کی

چو در سراپہ ترکیب تختہ بند تنم
 بیکہ ترکیب کی سرائے میں جسم سے میری تختہ بندی کی کی ہے
 عجب مدار کہ چہرہ نافہ قنم
 تو تہب دکھا اس لیے کہ میں فتنے کے ناز کا ہوا ہوں
 چرا کیونے خرابائیاں بو دو طعم
 خرابائیاں کے کوچ میں میرا دامن کیوں چہرہ
 کہ سوز ہاست نہانی درون پر منم
 میرے لباس کے بیچ بہت سی سوز سستی ہیں

بیاد ہستی حافظ ز پیش اور پور
 آجا، اہد حافظ کے دہر کو اس کے سامنے ساٹھے
 کہ باوجود تو کس تشووز من کہ منم
 اس نیکہ تر سے وہ جس کے سامنے کوئی مجھ سے نہیں ہے

خرم آں روز کز منزل ویران کو
 مہر کہ ہوا وہ دن جبکہ میں اس دیوان مکان سے ماہانہ
 گرہ دامن کہ بجائے نبرد راہ غریب
 اگرچہ میں جانا ہلکا اجنبی راہ میں جگہ پر نہیں پہنچتا ہے
 چوں صبا بادل بیمار تو بے طاقت
 تباروں اہد بے طاقت جسم کے ساتھ صبا بادل
 دلم از وشت زندان سکندر گرفت
 سکندر کے قید خانہ کی وحشت سے زندان سکندر گرفت
 درو او چو قلم گریںم با در رفت
 اس کے لہر میں آغوا دیکھتے تلم کی طرح سیکھ چلا چہ
 نذر دم کہ گراں غم لیسر آمد روز سے
 میں نہنت اونی ہے کہ اگر کسی دن یہ غم غم ہو گیا
 بہو اداری او ذرہ صفت رقص کنان
 اس کی بہت میں و نئے کے طرح ناچتا ہوا
 ناز کاں را چو غم مال گرفتار ان نیت
 ناز کاں کا جبکہ قید ہوں کی حالت کا غم نہیں ہے

راحت جان ظلم فریے جاناں بروم
 جان کی راحت طلب کروں گا اور جہاں کے کچھ جلاؤں گا
 من بیٹے خوش آن لف پریشاں بروم
 میں اس پریشاں زلف کی خوشی پر جہاں کا
 بہو اداری آن سرور خرا ماں بروم
 اس سرور خرا ماں کی بہت میں جاؤں گا
 زخت بر بندم و تانک سلیمان بروم
 سلیمان بازمیں گا اور سلیمان کے تک کو جاؤں گا
 بادل در دکش و دیدہ گریاں بروم
 دروست دلہ اہد روئی ہوئی آنکھوں سے ساتھ جاؤں گا
 تادیر میکدہ شادان وغز لخواں بروم
 میکدہ کے دروازہ تک غرض اور غزل پڑھتا ہوا جاؤں گا
 تالب چہ شہہ خورشید در خشاں بروم
 جگہوں سورج کے چہرے کے تار سے تک جاؤں گا
 سار باناں مدوے تا خوش و آساں بروم
 اسے اونٹ، ڈالو، مدد کرو، تاکہ خوشی اہد آسانی سے جاؤں

ویر چو حافظ نیرم رہ ز بیاباں بیروں
 اور اگر حافظ کی طرح بیابان سے باہر نکلے راستہ نہ پوں
 ہمرہ کو کویہ آصف دوراں بروم
 آصف دوساں کی سواری کے ساتھ، چہ جاؤں گا

طختہ بند ہستی کی
 ہوا سراپہ ترکیب سے
 دنیا را چہ چنگہ
 خام را بہ نایک
 رتبہ ہے
 شہر کے تالے
 مستحق شہر ہے کہ
 ایک وقت میں ہوں
 کی ناک میں خون تن
 ہوا جانے غول ہوا
 اسطاب ہے چہ کہوں
 کا خون جو فروغ شہر
 بننا ہے اس کی وجہ
 یہ ہے کہ اس کو بھی
 مشرق کی زلف سا
 حلق جہاں ہیں
 وجہ ہے کہ
 میرے
 خون سے
 مشرق کا
 آتی ہے۔
 سہ اگر میرا نظار خوبتر
 ہے لیکن دل زخمی ہے
 سہ جبکہ ترسے وجود کے
 ہوتے ہوئے ہلا چو
 مدد ہے یہ اس زور
 کو ختم کر دینا ہی مناسب
 ہے جس دن دنیا سے
 عالم آخرت کی طرف
 کوں ہوگا وہ دن بہت
 خوب ہوگا۔
 سہ مشہور ہے کہ شہر زور
 میں ایک تھکان ہے
 جس میں سکند کا قوت
 رکھا ہوا ہے یہاں سنا
 کا عصری جسم روا ہے
 سہ نسبت پوری کر کے
 ہے غور کوئی کرتے

یہ سہ شراب خادنگ جاؤں گا۔ سہ آصف دوساں سے مراد بن محمود سلطان قطب الدین کا وزیر ہوا ہے۔

ماترے دیکھ کر غمگینا
 سے خواجگی اور سلطانی
 حاصل ہوئی ہے۔
 سرور و سعادت ملو
 انزل ہے جب انش
 پر تکتہ کا مہدی گیا
 تمنا ایسی ہم نیت کے
 وصل سے تو باپوس ہیں
 زلف سے اُمید و اہل
 ہے۔
 سے تیری آنکھوں کے
 عشق کا نتیجہ ہے کہ ہم
 میں بھی انسانوں سے
 دشت بیابان ہوتی
 ہے۔
 سے مجھ کے غم نے
 کے بہت سے تیر
 دل پر
 کھائے
 ہیں
 احمدی
 کے بہت

بار برداشت کہیں
 سے جب محبوب کا
 خیال آتا ہے اسکے
 دیدار کے لئے دل
 آنکھوں کے طغیوں
 کی طرف دوڑتا ہے۔
 یعنی سفید اور
 خوشی آنسو جو دل میں
 جمع ہیں وہ آنکھوں میں
 آجاتے ہیں۔
 سے محبوب کی منزل
 پہنچنے کے لائق ہونا ہلا
 گونہ ہے چشم۔
 دل کی شہر
 پہنچنے کے لئے دل کی شہر
 پہنچنے کے لئے دل کی شہر

خیال رونے تو درکار گاہ دیدہ کشیدم
 میں نے آنکھوں کا رخسار غام میں میں نے تیرے چہرے کا نقشہ کیا
 امید خواجگی بود بدست دگر تو کردم
 مجھے آفت کی تیرا تھی، میں نے تیری غلامی کی
 اگر چہ در طلبت ہمنان بادشہالم
 اگرچہ تیری طلب میں شامل ہوا کا ساتھ تھی ہوا
 امید در سر زلفت بر وزیر عہد بستم
 عہد کے دلانی میں نے تیری زلف سے امید باندھی
 گناہ چشم سیاہ تو بود و ناوک غم نہ
 تیری گالی آنکھوں اور ادا کے تیر کی غلامی تھی
 ز شوق چشمہ نوشت چو قطر پاک فشانم
 تیرے چشمہ کے چشمے کے شوق میں میں نے کس قدر غم بچھا
 ز غم تیرہ دل رشیم چو تیرا کہ شادی
 میرے زخمی دل پہ پونے لگاؤں گئے کس قدر تیرے حالے ہیں
 ز کوئے یار بیارے نسیم صبح خاکے
 اے صبح کی نسیم، یار کے کوچے پہ کچھ بیارے
 چو غنچہ بر سرم از کوئے او گذشت نسیم
 مجھ پر غنچہ کی طرح اس کے کوچے سے ایسی نسیم گندری

بصورت تو نگارے ندیدم و لاش ندیدم
 تیری صورت کا کوئی مشرق نہ میں نے دیکھا نہ سنا
 ہواے سلطنت بود خدمت لو کریدم
 مجھے سلطنت کی تیرا تھی، میں نے تیری خدمت کو کر لیا
 بگر دسر و خزان قامت ز سیدم
 میں تیرے قدم کے خزان ہوں کی گردنک نہ ہونچا
 طبع بدو در دانت ز کام دل بریدم
 تیرے نیکے دور میں، دل کے مقصد کا لالچ نہ ہوا
 کہ من چو آہوئے وحشی ز آدمی بر میدم
 کہ میں وحشی ہوں کی طرح آدمیوں سے بھاگنے لگا
 ز لعل روح فریبت چو عشوہا کہ خریدم
 تیرے روح افزا ہونٹ کے کس قدر ناز میں نے اٹھائے
 ز غصہ بر سر کویت چہ بار بار کہ کشیدم
 تیرے کو میں نے کس قدر بوجھ میں جو میں نے اٹھائے ہیں
 کہ بونے خون دل رش از آن غبار کشیدم
 اس لیکنے میں دل کے خون کی غبار میں سے اس خدمت سے تیرے
 کہ پردہ بر دل خویش ز رونے او بدریدم
 کہ اس کی غصہ میں نے رونے کوں کا پردہ ہاک کر دیا

بخاک یائے تو سو گند نور دیدہ حافظ
 اے حافظ کی آنکھ کی روشنی تیرے ہر گناہ کی قسم
 کہ بے رخ تو فروغ از جوارخ دیدہ ندیدم
 کہ تیرے رخ کے بدلے میں نے آنکھ کے جوارخ کا نور دیکھا

خیال رونے تو گر بگذر و گلشن چشم
 اگر تیرے چہرے کا خیال، آنکھ کے باغ میں جانا ہے
 بیباک لعل و گہر در شمار مقدم تو
 آما کہ تیری تیرے لعل آوری ہر شمار کرے لے لعل اور گہر
 منراے تیکہ کہت منظرے نمی بلنیم
 تیری تیرے گاہ کے لالچ میں کوئی منظر نہیں دیکھا ہوں
 سحر سر شک روا تم سر خرابی داشت
 صبح، میرے ہمارے آنسوؤں نے تیرا خیال کیا تھا
 نخست روز کہ دیدم رخ تو دل می گفت
 پہلے دن جب میں نے تیرا رخ دیکھا تو دل کہتا تھا

دل از نظر آید بسوئے روزن چشم
 دل آنکھوں کے سوز رخ کی طرف دیکھنے کے لیے آتا ہے
 ز گنج خاۃ دل میکشہ بخن ز ن چشم
 دل کے خزانہ سے آنکھ کے تیرا میں لا رہا ہوں
 منم بہ عالم و ایں گوشہ شمعین چشم
 دنیا میں میں ہوں اور یہ آنکھ کا شمعین گوشہ
 گرم نہ خون جگر میگرفت دامن چشم
 اگر میرے جگر کا غم، آنکھ کا دامن دیکھ لیتا
 اگر سرد سے خون من بگر دن چشم
 اگر کوئی نقصان پہنچا تو میرا خون آنکھ کی گردن پر ہے

بہوئے مرثدہ وصل تو تا سحر ہر شب
تیرے وصل کی خوشخبری کی امید پر، تاملات تک

بر او باد نہادم چراغ روشن چشم
آنکھ کا روشن چراغ میں نے ہونے کا راستہ پر سکھا

بگردمی کہ دل دردمند جا فظرا
انسانیت کی قسم اگر حافظ کے درد مند دل کو

مزن بنا کوکب دل دردمند افکن چشم
دل کو گنجمی کر نیالے، بہادوں کو پھینا لے آنکھ کے تیرے چہرے

خیز تا از در میخانہ کشادے طلیم
اشیء اگر شہانہ خانہ کے دو دروازے سے کچھ کٹا دیا جائے

بمرد در دوست نشینم و مرا دے طلیم
دوست کے درخیزنے سے پیشتر یاد دہانی مراد ان تین

زاد راہ حرم دوست ندریم مگر
دوست کے حرم کے گھر کا تو شہارہ سے پاس نہیں ہے لیکن

بگدائی ز در می کہ ز ادے طلیم
شراب خاند کے صفحے سے بیک میں، ہم توڑ چاہیں

اشک آلودہ ماگر جو روان منت دے
ہاں سے پاک آسوا اگر سب ہی ہیں، سیکھیں

برسالت سوائے اس پاک نہاد طلیم
اس کی طرف سے کئی کئی پاک فطرت کو تلاش کریں

لذت داغ غمت بردل مابا حرام
تیرے ہم کے داغ کی لذت ہمارے دل پر حرام ہے

اگر جو رعم عشق تو دا دے طلیم
اگر تیرے عشق کے ہم کے ظلم سا ہم انسان چاہیں

نقطہ خال تو بر لوح بصر تو اں زد
بیانی کی سخن پر تیرے تکی ناقص نہیں بنایا جا سکتا

مگر از مر دمک دیدہ ملا دے طلیم
ہاں آنکھ کی پتلی سے ہم کچھ درد شنانی آتا ہے

یوستہ از لب شیرین تو دل خواست بجاں
دل نے جان کے بدلے تیرے شیریں ہنسیاں لیکر لیا

بشکر خندہ لبست گفت مرا دے طلیم
تیرے ہونٹ لے کر اگر کہا ہم کھنڈیا دے چاہتے ہیں

تا بود نغمہ بر عطریے دل سودا زوہرا
تا کہ سودا دل کے لیے عطرا کا ایک نسخہ ہو جائے

از خط عالیہ سائے تو سوادے طلیم
تیرے عروسہ جو والے خط سے ہم سیاہی طلب کرتے ہیں

چو ن غمت را نتوان یافت گردل شاد
چونکہ سائے خوش دل کے تیرا غم نہیں پلا جا سکتا ہے

ما با تیر غمت خاطر شاد دے طلیم
ہم تیرے غم کی آرزو ہیں، ایک خداوں دل چاہتے ہیں

بمرد در ستا چند نشینی حافظ
اے حافظ اگر ہنواز کے دو دروازے پر کب تک بیٹھا ہے گا؟

خیز تا از در میخانہ کشادے طلیم
اٹھنا اگر ہنواز کے دو دروازے سے ہم کسٹار کی طلب کریں

خیز تا آخر تو بر صوفی بخر ابات بریم
آنکھ کا صوفی کی گدڑی کو شہاراب خاند میں لیا جائے

نزدق و طلمات بازار خرافات بریم
کھلا دے راست کی ڈنگیوں کو خرافات کے بازار میں لیا جائے

تا ہمہ خلوتیاں جام صبوحی گسزد
تا کہ سب خلوتیوں، صبوحی جام حاصل کریں

چنگ صبوحی بدر سپر مناجات بریم
صبح کی چنگ کو سرگوشی سے جیتنے کے دو دروازے پر لیا جائے

ور نہند در رہ ماخار ملا مت ز امید
اگر زاہد ہم سے راست میں کلامت کے کمانچے ہوں گے

ارگگشت انش بزندان مکافات بریم
اے باغ سے سزا کے قید خانہ میں لیا جائے

آنکھ کا روشن چراغ میں نے ہونے کا راستہ پر سکھا
ہی حاصل ہوگی
مے مراد ہوگی
مے دوست تک
ما چنگے زار راہ
سکھہ پر گدائی کرنے
سے حاصل ہوگی
ت دوست تک پینا
پہو چھانے کے لئے
کوئی پاک فاصد ہونا
چاہئے ہمارے
آسوا پاک ہیں
مے آہم حشش کے
ظلم کی طرف
چاہیں تو
پہو چہ
دل کے
داغ کی لذت

حرام ہے
مے ہم تیرے خط
رخسارت سیاہی کے
طلب ہوگا کہ دیوانہ
کے لئے عہد کا کام
کرے
تیرے غم کی جگہ
ہو کہ دل چاہے لہنا
اسی وجہ سے ہم دگی
عوشی کے خواہش میں
مے بر قمار کے دو دروازے
پر چنگ کیا ہے لکھو
ہم سے سزا کے قید خانہ
وجہ سے سب کو شراب
دے۔

خبر ہو گی کہ افضل ہو
 نہ رنڈا کیا ہے۔
 نہ روہ اور سفران
 نغزوں کو کیا جانتا ہے جو
 سفر سے دوسرے تسم
 کے جانتے تیرے گنڈاں
 کے لئے چیزیں بالکل
 بے اصل ہیں۔
 سہا حبیبے مرو مہر
 الہ سے حریص توی
 نہ کہو ہر پل کی گھانٹا
 میں اسے خلاق اپنے
 آپ کو مجھے کھانے۔
 بیعت سے یہاں بیلا
 قیامت ملا ہے۔
 یہ مقام نہیں کجک
 یہیہ اب مقام بقا
 حاصل کرنا چاہئے۔
 مہر اب
 کہ ہے
 کہ ہے
 چہ چکر تہا
 پناہ خارت کے خلاف
 ہے۔
 نہ جانے مہابت خور
 کوہ کر تھو لایم خدائے
 قمانی مطلب رہے کہ
 اپنی ماہیتیں خدائے
 سانس پیش کرنی چاہیں
 ہر کینے کے سامنے
 اپنی حاجت کھ کرنی
 آمد ریزی نہ کرنی چاہئے۔
 کے شراکت میں اگر چہ
 ہو گیا تو جس سے دروادی
 کے سبب میں سب تسم
 کہو گئے۔
 ہر گز تو یہ کہوں گا تو
 کوہ کر تھو اپنا دروازہ
 بند کر دیا۔

شہ مرمی ایمم از خرقہ آلودہ خویش
 اپنی تباہ گزری سے مجھے شرم آتی ہے
 قدر وقت از نشاندل وکالے نکلند
 اگر طوقت کے قدر پہچانے اور کوئی کام نہ کرے
 سوئے ندان قلندر برہ آور دسفر
 قلندر ندوں کے لئے وفات کے طور پر
 با تو آل عمدکہ در وادی آئین بستیم
 وہ عہد جو ہم نے تھے سے وارے آئین میں کیا تھا
 قندہ یار دین طاق مفرش بر چیز
 اس بلند عراب سے، نئے برکتے ہیں، اٹھ
 در میان فنا کم شدن آخر تا چند
 فنا کے چل کر ہم کو ہونا، آخر کب تک؟
 بادوشین نہاں نشان کرم ست
 چھپر کس خراب بیٹا، غلامت کی نشانی نہیں ہے
 خاک کئے تو بھولے قیامت فردا
 گل کو قیامت کے میدان میں، ترے کوچہ خاک کو
 کوس ناموس تو بر کنگرہ عرش زیم
 تیری عزت کا گندہ ہم عرش کے کنگرہ پر بھیجا ہے
 حافظ آب رخ خود بر در ہر سفلہ بر
 اسے حافظ بھی کہتا ہے کہیے کے دروازے پر نہ بہا
 در خلیات مغناں گزرا فتد بازم
 مغنوں کے شراکت میں، اگر میرا پھر گندہ ہو جائے
 حلقہ تو بہ گراموز جو زیاد زخم
 اگر زہد کی حلقہ توبہ کی گندہ کھٹاؤں
 ورجو رواند دہ دست فراغ البالی
 اگر ہر روز کی طرح فراغ البالی حاصل ہو جائے
 ماجرائے دل سرگشتہ تلومیم باکس
 بردستان دل کا قند، کسی سے نہیں کہتے ہیں
 صحبت حور خواہم کہ بود عین قصور
 میں محمدی صحبت نہیں چاہتا ہوں، اس لیے کہیں ملے ہوگی
 سرسوزائے تو در سینہ بماندے نہاں
 تیرے عشق کا راز سینہ میں پوشیدہ رہتا

کہ بدیں فضل و ہنر نام کرامات برکم
 کہ اس بھنگے اور ہنر کے ہوتے ہیں کرامات کا نام میں
 بس خجالت کہ از بس حاصل اوقات برکم
 ہنر شرم سنگ ہو گا جو اوقات کے اس نام میں ہنر نامی
 دلق پشینہ و سجادہ بطامات برکم
 اور کندی، اور لاف و کراف کا معنی ہے یہاں میں
 مجھ موسیٰ آ رہی گوی بیعتات برکم
 ہر جی کی طرف لہری کہے ہوئے وہ صوفیہ تک یہاں میں
 تا یخمانہ پناہ از ہر آفات برکم
 تاکہ یخمانہ میں، تمام آفتوں سے پناہ چلا میں
 رہ پر سیم مگر بے مہمات برکم
 راستہ چھو میں، اشد مہمات تک راستہ طریقی
 اس مسابیحی برابر باب کرامات برکم
 اس بیخنام نکلاست واہل کے پاس یہاں میں
 ہمہ برفرق سراز بہر مہمات برکم
 تمام تر سوہرگہ کر، فرقے کے ہم یہاں میں
 علم عشق تو بر نام سواست برکم
 تیرے عشق کا جھنڈا سوان کے بالا غارتک یہاں میں
 حاجت آل یہ کہ بر قاضی حاجت برکم
 خدمت دیکھا چھی ہے جو حاجوں کے ہوا کرنا لیکے اس لیا
 حاصل خرقہ و سجادہ رواں در بازم
 گندہ کی اور بیعت کے حاصل کو قرآ ہادوں
 خازن میکدہ فردانکند در بازم
 شراب خاند کا خزانچی، بل کہ ہر سے بے دروازہ نگہ دیا
 جز بیدان عارض شمع نبود ہر وازم
 اس شمع کے خشل کے مسکد، ہری ہر وازہ ہوگی
 زانکہ جز تیغ عنمت نیست کے دستان
 اس لیے کہ تیرے کم کی تلوار کے سوا ہر کوئی نہ سکتی نہیں ہے
 با خیال تو اگر یاد کرے پر وازم
 تیرے خیال کے ہوتے ہوئے ہر کوئی اور سوسن مشول ہوں
 چشم تر دامن اگر فاش نہ کرے رازم
 تر دامن والی، اگر میرا زہد فاش نہ کرے

و فوج کے ہوتے جوئے حور لہر کرنا میں ملے ہے۔

مُرخ ساں از نفس خاک ہوائی گشتم
 خاک کے پتھر سے ہے ہند کی طرح نماؤں گیا
 ہجو چو چنگ مکتار آو بدہ کام دلم
 چنگ کی طرح چاچا نبل میں سے لے گا اور یہ صلہ کا ہنسی ہے

با امیدے کہ مگر صید کن رشبا ز م
 اس امید پر نہ کہ شاید رشبا ز م پر ہوا غبار کرے
 یا چونے از لب خود یک نغفے بنوا ز م
 یا با آسری کی طرح اپنے ہونٹ سے تھوڑی دیر کے لیے مجھے نواز

گر یہ ہر موتے سرے بر تن حافظ باشد
 اگر حافظ کے بدن پر ہر ہر بال کی جگہ سر ہو
 ہجو زلفت ہمدار در قدمت اندازم
 تیری زلفت کی طرح، سب کو تیرے قدموں پر ڈالوں

در خرابات مغال اور خدای بیہیم
 مغالوں کے شراب خانہ میں ہے خرد کا اور دیکھتے ہیں
 کیت دردی کش این میکہ وار کی درش
 ایضاً اس شرب خانہ میں ہے ناولوں جگر اس کا ہونہ
 جلوہ برین مفروش لے ننگ الحاح کہ تو
 اسے جا چیں گے رطل سے ساتے غمزدان کر اور کرے
 سوز دل اشک واں آہ سحرانہ شب
 دل کی سوزش ہے آہ، سوچ کی تر و مصبر کو رونا
 خواہم از زلف بیتاں نافہ نشانی کردن
 میں بیرون کی زلفت سے نافہ نشانی کرنا چاہتا ہوں
 ہر دم از روی تو نقشے زدم راہ خیال
 ہر آن تیرے چہرے کو ایک نیا نقشہ میرے خیال پر ڈنگلتا ہے
 کس نہ دست ز مشک ختن و نافہ چیں
 ختن کے مشک اور ختن کے نافہ سے کسی لیے نہیں دیکھا ہے
 نیست در دائرہ یک نقطہ خلا ز کم و بیش
 دائرہ میں ایک نقطہ کے بھی کم و بیش کا اختلاف نہیں ہے
 منصب عاشقی ورنہ دی و شاہد بازی
 عاشق کا منصب اور نرنہ دی، اور مشرق بازی

وین عجیب ہیں کہ چونے ز کامی بیہیم
 اس حقیقت کی گہراست کو دیکھو کیا اور ہے ہاتھ کھیل سے دیکھتا ہیں
 قبلہ حاجت و محراب دعا می بیہیم
 میں حاجت کا قبلہ اور دعا کی محراب دیکھتا ہوں
 خانہ می بیہی ومن خانہ خدای بیہیم
 گھر کو دیکھتا ہے اور میں گھر کے مالک کو دیکھتا ہوں
 این ہمدار اثر لطف شامی بیہیم
 میں ان سب کو آپ کی ہمدانی کا اثر خیال کرتا ہوں
 فکر دورست ہمانا کہ خطا می بیہیم
 یہ دیکھنا خیال ہے، بیٹک میں غلط خیال کہہ رہا ہوں
 باکہ گویم کہ درس پر وہ چہ می بیہیم
 میں کس سے کہوں، اگر اس پر نہیں میں کیا ہی دیکھتا ہوں
 آنچہ من ہر سحر از یاد صہای بیہیم
 جو بھوکہ میں، ہر صبح کو یاد صبا سے دیکھتا ہوں
 کہ من ایس مسئلہ بے چون و چرا می بیہیم
 میں اس مسئلہ کو کہلے چمن و چرا دیکھتا ہوں
 ہمدار تو میریت لطف شامی بیہیم
 یہ سب لایحی کی ہمدانی کی تربیت سے بہتتا ہوں

دوستان عجیب نظر بازی حافظ مکنید
 اس قدر دوستانہ انداز کی نظر بازی پر عجیب نہ مکار
 کہ من اور از مہمان خدای بیہیم
 اس لیے کہ میں، اس کو خدا کے دوستوں میں سے دیکھتا ہوں

در دم از یار دست و در ماں نیز ہم
 یہ اور بھی دوست کی جانب سے ہے، اور دوا بھی
 دل فدائے او شد و حباں نیز ہم
 دل، اس پر فدا ہو گیا، اور جان، مجھ

۱۔ ہوس کا شکر
 ۲۔ اہل ہوس ہوں
 ۳۔ شاید کوئی مستغرق
 ۴۔ جا جائے اور وہ
 ۵۔ مجھے شکر کرے
 ۶۔ سچ کھولیں
 ۷۔ مگر کہہ دیا جائے
 ۸۔ باسری پہلے وقت
 ۹۔ ہوش سے لگتی ہے
 ۱۰۔ سیکھ کر میں تو خدا
 ۱۱۔ نظر آجائے تیرے
 بات ہے۔

۱۲۔ مہمانی صرف فایز
 ۱۳۔ کو دیکھتا ہے جو خدا کا
 ۱۴۔ گھر ہے ہم غمگن کیجئے
 ۱۵۔

۱۶۔ ناز کشانی کرتا،
 ۱۷۔ خوبصورت
 ۱۸۔ کو بیہوش
 ۱۹۔ ہر گھونٹ
 ۲۰۔ سے نوشا
 ۲۱۔ لڑنے سے بڑی
 ۲۲۔ غام خیالی ہے

۲۳۔ بھٹک کے شک لہر
 ۲۴۔ میں سے ناز میں بھی
 ۲۵۔ وہ خوشبو نہیں ہے جو
 ۲۶۔ زلفیاد میں ہے۔

۲۷۔ کی بیٹی وہ بھگت کی
 ۲۸۔ کیا نیت سے چل رہا
 ۲۹۔ ہے کہ اس میں ذرا بھی
 ۳۰۔ فرق نہیں ہے اندک
 ۳۱۔ چیز میں بھی کوئی فرق
 نہیں ہے
 شعر

۳۲۔ قسمت کیا کہہ کر تارا
 ۳۳۔ ہوش کو کہہ کر تارا
 ۳۴۔ ہے ہو کہ خدا دیا لہر
 ۳۵۔ سے ہے لہنا اس کے کہنی
 مناسب نہیں ہے۔

ملوک کہتے ہیں محبوب
کی آن میں سے بہتر
یرے مشرق میں آن
اور حسن و دلوں میں۔
سے جو داستان ہم آن
در پردہ بیان کرے
ہر کس داستان مجھ
ہوں۔
سے عاشق شراب نوشی
میں دلفنی سے ڈرتا
ہے زیادہ شاہ سے
سک دنیا اور آسان
کے کام ناکامی عباد
ہیں۔
و جس طرح وصل کا
زادہ لکھ گیا ہر کس
بھی کٹ جائے کما
بہتر پریشان
نہ ہونا
چاہیے
سے دنیائے
فانی سے جس
طرح ہر فرقہ اور امر گزرا
ہم بھی چلے جائیں گے
یہاں کی زندگی چند روزہ
ہے۔
سے حافظ کی شراب
نوشی محسب بھی جانتا
ہے اور عادی بن محمد
سلطان قطب الدین
کا وزیر بھی خوب
جانتا ہے۔
شہسوم بہا گدڑ رہا
اور کوئی بھی شراب
پہلے نہ لایا تو نہیں آتا
بہتر اب جانتا ہے کہ
پیشی پڑے گی۔
سے آسان دنیا ساز
ہم کار اہل ہنر شراب کا

انکہ میگوید آن بہتر ز حسن
لوگ جو کہتے ہیں، آن حسن سے بہتر ہے
ہر دو عالم یک فروغ رفتے اوست
دونوں جہاں اس کے چہرے کا سموی نور ہیں
داستان در پردہ میگویم ولے
میں پردے میں کو داستان کہ رہا ہوں لیکن
یار باز کون بقصد جان ما
تارے، اب چہ چاروں سے جان کے ارادے سے
خون ما آن نر کس ستان ز سخت
اس ستان ز گم سے، ہا خون بہا دیا
عاشق از مفتی تر سدے بیار
عاشق مفتی سے نہیں ڈرتا شراب لا
اعتمادے نیست بر کار جہاں
دنیا کے کام پر، کوئی بھروسہ نہیں ہے
چون سر آمد دولت شہائے وصل
جبکہ وصل کی راتوں کی دولت ختم ہوئی
از جہاں کہنہ ما ہم بگذریم
چلانی دنیا سے، ہم بھی چلے جائیں گے
نقش خالش خون چشم بار ما
اس کجس کے نقش نے، ہری آسموں کا خون ابارا

یار ما میں دارد و آن نیز ہم
یرا دوست یہ بھی رکھتا ہے، اور وہ بھی
گفتمت پیدا و نہاں نیز ہم
میں نے تجھ سے یہ حکم کھلا بھی کہا ہے اور ہر کس
گفتہ خواہد شد بہتال نیز ہم
وہی گفتہ اور کہانی کے طور پر بھی بیاں کی جائے گی
عہد را شکست و پیمان نیز ہم
عہد کر توڑ ڈالا، اور پیمان کر بھی
واں سر زلف پریشان نیز ہم
اور اس پریشان زلف نے بھی
بلکہ از مرغوی سلطان نیز ہم
بلکہ یاد سفاہ کی، سزا سے بھی
بلکہ بر گردن گرداں نیز ہم
بلکہ چند کھائے، والے آسان پر بھی
بگذر دایام، حیراں نیز ہم
تو گذر جتائیں گے، بجزر کے آیا بھی
چوں کہ بگذشت سلطان نیز ہم
جبکہ فقیر بھی چلا گیا، اور بادشاہ بھی
آشکارا خورد و نہاں نیز ہم
کلمہ کھلا بھی پیا، اور پوسیدہ بھی

مفتی دانکہ حافظ مے خورد

نقشب جانتا ہے، کہ حافظ شراب پینا ہے

و اصنف ملک سلیمان نیز ہم

اور سلیمان کے ملک کا، اصنف بھی

سخن پر مغانت بجاں مے نوشیم
پر مغانت کا توں ہے ہم دل و جان سے شراب پینیں
چارہ آست کہ سچا وہ کے بفروشیم
تدبیر بھی ہے کہ مصلی شراب کے بدلے بچ دیں
ناز نینے کہ برویش مے نگلوں نوشیم
ایسے نازین کو جس کے سامنے سرخ شراب پینیں
چوں ازین غصہ نالییم و چرا انخوشیم
اس غصے ہم کہیں نالاں نہیں، اور کیوں شور مچ رہا

دوستاں وقت گل آن برکہ بخت نوشیم
لے دوستاں ہمارے کو ہم میں بھی بہتر ہے کہ ہم عین کی خوشی
نیست در کس کرم و وقت طلب میگند
کسی میں سخاوت نہیں، اور مستی کا وقت گزرتا ہے
خوش ہوائے مست فرخ بخش خدا بفرست
ہوا چھی اور زحت بخش ہے، لے خدا بجزر کا
ارغنون ساز فلک رہزن اہل ہنرست
آسان مارنوں دیا، کجا نوالا اہل ہنر کماہ نون ہے

گل بجوش آمدوازے نزدیکش آلی
 کھوں جوش میں آیا اور ہم نے اس پر شراب سماجانی چھڑکا
 میکش از قہج بادہ شراب مہووم
 ہم شراب کے ایسے نے خیال شراب ملی رہے تیا

لاجرم ز آتش حرمان ہوس میجو شیم
 ہوا عمل لاریں خواہش کی عہدی کی آگ سے جل رہے ہیں
 چشم بد دور کہ لے مطرب مے درجو شیم
 چشم بد دور کہ لے مطرب اور شراب کے ہم جوش میں ہیں

حافظ ایں حال عجب باک تو اں گفت کرا

اے حافظ یہ عجب حالت کس سے کہی جاسکتی ہے کہ ہم
 بلبلانیم کہ در موسم گل خاموشیم
 وہ نہیں ہیں، جو پھول کے موسم میں خاموش تیا

دوش بیماری چشم تو بر داز دستم
 دست تیری آنکھ کی بجاری، مجھے ہاتھ سے لگتی تھی
 عشق من با خط مشکین امروزی نیست
 تیرے سیاہ خط سے میرا عشق آج کا نہیں ہے
 عافیت چشم مارا ز من میخانہ شیش
 مجھ پر میخانہ شیش سے عافیت کی امید نہ رکھ
 در رو عشق از آن سوئے فنا خد حضرت
 عشق کے راستے میں فنا کے اس طرف سے یہی سوختے تیا
 بوسہ بر درنج عقیق تو حلال ست مرا
 تیری عقیق کی ڈبیر کا بوسہ مجھ سے لے جائے
 بعد از نعم چہ عم از ترنج انداز حسود
 اس کے بعد مجھے بڑے ترنج سے والے ماسکے کیا ہم
 از شبانت خودم ایں نکتہ خوش آمد کجور
 اپنی شبانت ہی کا یہ نکتہ مجھے پسند آیا کہ نکتہ دل وجہ سے
 منم شکریم غارت دل کرد و گرفت
 منم شکریم نے سیرا دل لٹا، اور جلا گیا

لیکن از لطف لبت صورت حال می بستم
 لیکن تیرے ہونٹوں کی ہیرانی سے میں نے جان کی صورت بندھا
 دیر گاہت کنیں جام بلالی مستم
 عرصہ گذر گیا ہے کہ میں اس بلالی جام سے مست ہوں
 کہ دم از خدمت زنداں زود اہم تاہم
 کیونکہ میں نے زندوں کی خدمت کا دم کھریا ہے جب تک زندوں
 تا نونی کہ جو عمرم بسر آمد دستم
 ہرگز نہ لکھتا کہ جب میری زندگی ختم ہوگی تو میں چوٹ مارتا
 کہ یا فسون جفا عہد و وفا شکتم
 اس لیے کہ فسون کے منتر سے میں نے وفا کا عہد نہیں توڑا
 کہ مجھ کو کب کماں ابروئے خود سویتم
 کیونکہ میں اپنے کان پیسے ابرو والے مجھ کے ساتھ لکھا ہوں
 بر سر کوئے تو از یائے طلب شکتم
 تیرے کوچے کے کونے پر میں طلب چھڑے نہیں بیٹھا
 آہ اگر عافیت شاہ نکیر و دستم
 افسوس ہو گا اگر بادشاہ کی ہیرانی میری ڈبیر نہ کرے

مرتبت دانش حافظ بفلک بر شد بود

مافلک کجما کار تہ آسان سے بھی اونچا ہو چکا تھا
 کہ در مخواری بالائے بلندت پستم
 تیرے بلندت کی مخواری نے مجھے بہت کرا دیا

دوش سو دے ز رخ گفتم ز سر و دل کنم
 میں نے کہا کہ اس کے رخسار پر عشق سر سے نکال دوں
 قاتمش ہا سر و گفتم سر کشید از من شکتم
 میں غصے کے تدارک دیا کہ اس نے غصے سے نہ چھو لیا

گفت کوز بجزیر تا تیر ایں مجنون کنم
 وہ لہ لہ بجزیر کہاں ہے تاکہ اس پاگل کا بندوبست کروں
 دوستاں از راست میر نجد نگام چوں کنم
 اے دوستو میرا مستحق تھی بات سے بخیر ہوتا ہے میں کیا کروں

سہم خیالی شراب پی
 سہم ہیں اور شراب
 و شراب مدلل بہت
 ہیں۔

مے محبوب کی کیا آنہ
 نے تو ایسا کہ مار ڈالا تھا
 لیکن ہونٹوں نے زندگیاں
 بخش دی۔

سے جام ہلالی سے
 دائرہ خط مرابے
 یعنی ہم مستوں کے
 خط و خسا پر پتل سے
 عاشق ہیں۔

سے شعر
 اترو لیکہ کہتے کہ جلائے
 و کہی میں بیابا کو کھڑے
 ہے جبکہ ہیں و مسل
 بیت آیا تو

دیکھ کے
 تیروں کا
 کوئی خوف
 نہیں ہے۔

مے ہم عشق کے کوچہ
 میں بزرگ دیکھتے ہیں
 اپنی ریش بہت مند
 ہے۔

شیدا مجھ سے ایک بکری
 تھا جو مجھ سے لڑا کر
 گیا اب بادشاہ ہی ہرانی
 کرے تو کام ہے نہ۔

شعر
 عشق تائب تکا کروا
 وہ نہ ہم کوئی شہ کام
 میں نے رخسار سے
 آنکھوں میں لکھ لکھا

تو مستوں کی کیا اولاد
 ہے زلف کی زنجیر سے
 نامہ دور
 نہ محبوب حقیقتاً شریعہ

میں نے یہ سہم ہے پورا کیا تیرا ہوس

میں کبھی از قریب نہ دیکھا
 ہوں شرب سے تو میری
 سرخی ہفتے۔
 عیسیٰ کے خزانے
 اس قدر دولت ہوتے
 آجائے گی کہ اپنے
 جیسے ہزاروں فقروں
 کو تاملان بنا دوں گا۔
 تفریق میں نہ دیکھتا
 مسخروں کی قیام جگہ
 درم پر ہم کر دیا ہے
 کشتیاں میں لے کر
 جہوں پیا کر دیا ہے۔
 لہذا اب تو اسے اپنا
 محبوب کا پیام و
 سنا ایسے آہ کر کے
 جس سے حضور آواز
 قاریوں
 کیا گیا ہے
 کب تک
 فاکہ بیجا
 ہے جزا نطق
 ایسوں کے جنہوں میں
 ایک انسانی شکل پائی گئی
 ہے جو ایک آسمانی صفت
 ہے ہرے کرت ہے
 اور گردن میں طوقار
 لٹکانے ہوتے ہے۔
 ایسی نسبت ہو کر میں
 جنت لے کر تشریف لے کر
 پر گروہ گلاب پانچا ہوں
 تاکہ ہمہ تر تشریف لے
 حد نیار پر ہو و غلا
 بات ہے لہذا آج کے
 حبش کو کل پتہ لگتا
 چاہئے۔
 کے لئے مدد آتش ہونا
 ہے تاروں پر نہ لاش ہو رہے
 کہ لگ کر کسی کو تیرا لڑکھو

نکتہ تاجیدہ گفتم دلیر امعدن در دار
 اسے درمزد در سہم میں لے کر ناموزوں نکتہ سید یا
 زبردروئی میکشہ ز آل طبع تازک میگناہ
 اس نکتہ طبع کی جانب سے میں نے غماز زردی پلاشت کرنا ہوں
 منکڑہ مردم بکنج حسن بے پیمان دست
 میں جو دوست کے لانا تنہا حسن کے خزانہ تک پہنچا گیا
 لے لے شیم حضرت سلمیٰ خدار اتا کے
 لے لے سلمیٰ کے دربار کی نسیم آ خدا کے لیے کب تک

عشوہ فرمائی تا من طبع راموزوں کنم
 ذرا نہ نکالے تاکہ میں طبیعت کو مزوں کر لوں
 ساقیا جامے بدہ تاجہ را کلکوں کنم
 اسحاق ہا مے ہا کہ ہرے کو گلاب کی طرح کھروں
 صد گدائے ہجو خود را بعد ازین قائل کنم
 اس کے بھلا ہے جیسے سولہ لفظ کرت میں بنا لے گا
 ربع را بر ہم زخم اطلال را جوں کنم
 گھر ہر ہا دل ہوا گیلوں کو بیخون جستاؤں ہا

اے میرا مہر یاں از بندہ حافظ یاد کن
 اے مہر یاں چہ اندام قاطل غلام کو یاد کر
 تا دوائے دولت آل حسن روز افزوں کنم
 تک اس مدد غریب سے والے حسن کی دولت کو مانگوں

دیدہ دریا کنم درخت بصرف کنم
 آجھ کو مٹا بنا تاہوں مسلمان کر چکل میں پینے تکہ ہوا
 از دل تنگ گنہگار بر آرم آ ہے
 تنگ، گنہگار دل سے ایسے ایک ہا کھوں
 خورژہ امیر فلک بادہ بی تا سر مست
 میں نے آسمان کا تیر کھا یا ہے، شراب لانا تک ہر
 جرعہ جام بریں تخت رواں افشام
 اس تخت بدلوں پر جام سوا ایک گونٹ چھوٹا ہوں
 مایہ خوشدلی آنجاست کہ دل را آنجاست
 خوشدلی کا سر را یہاں ہے جہاں مشرق ہے
 بند برقع بکشا اے میں خورشید لقا
 لے سونچ کی صورت والے چہا نظر کس کا ہنگول

واندریں کار دل خویش بدریا فگنم
 اور اس آسم میں لے نے دل کو دریا میں ڈالتا ہوں
 کاش اندر گنہ آدم و خوا فگنم
 کہ آدم ماور خوا کے عینہ میں آگ لگا ہوں
 عقده در بند کہ تر کشیں جو زنا فگنم
 چوزا کے تر کش کے کرت بند پر کرہ لگا ہوں
 فلفل جنگ دریں گنبد میں فگنم
 اس نیلے گنبد میں چنگ سا شور پیدا کرتا ہوں
 میکنم چہد کہ خود را گمراہ فگنم
 کہ شش آکر رہا ہوں شاید نیلے آپ کو وہاں چھوٹا ہوں
 تا چوز لفت سر سودا زوہ دریا فگنم
 تاکہ تیری زلف کی طرح دیوانے سر کو چھوڑوں چٹا ہوں

حافظا نکبہ بر آیام چو سہوست و خطا
 اسے حافظا جبکہ زمانہ پر سہروں کو باطلی ہا ہوں
 من چرا عشرت امروز بفر دا فگنم
 میں آج کے حبش کو کل پر کیوں ڈالوں

در شہانخانہ عشرت صتمے خوش دارم
 حضرت کے ظہور میں میں ایک خوبصورت صتمہ لکھا ہوں
 گر شہا شانہ ز رنل قدمے خواہی زد
 اگر تو ہوں کے گھر میں تدم رنج فرمائے گا

کز سز زلف و رخس نعل در آتش دارم
 کہ اس کی زلف اور رخس کے خیال سے آگ میں نعل لکھا ہوں
 نقل شعر شکرین و مے سبغ دارم
 آریسے شروں کا نقل اور خاص شرب لکھا ہوں

www.maktabah.org

ور تو زش دست مرابے سرو سامانی
انداز تو ای تو بر بے جے سرو سامان رکھے
عاشق ورنہ دم و مخوارہ باواز بلند
میں عاشق ماور نہنوں اور علی الاطلاق شراب نوش
گر چنین جلوہ نماید خط زنگاری دوست
اگر مشوق کا ہنر خواہی تلخ جلوہ نہائی کرے گا
تاوکت غمزہ بیاور ز رہ زلف کہ من
زلف کے مائے سے غمزہ کا تیرا، اس لیے کہ میں
یک سر موعے بدست من یک سر بادوست
تال کا ایک سر سے اور ایک سر بادوست کا تیرا ہے

من باہ سحر زلف مشوش دارم
میں سحر کی آہ ستائری زلفوں کو پریشان رکھوں گا
اینہ منصفی انان شوخ پرلوش دارم
اس شوخ ہی میری صورتہ لے کے دم سے تم میں یہ تمام منصفی قبول
من ریح زرد و سخن نامیقش دارم
میں زرد، رخسار کو خالص عین سے نقشیں رکھوں گا
جنگہا بادل مجروح بلاکش دارم
زخمی، بلاکش، دل کے ساتھ لڑا سیں رکھتا ہوں
سالاہیر میرا میں موعے کشاکش دارم
سالوں سے اس بال پر کشمش رکھتا ہوں

حافظا چون عم و شادی جہاں گذرت

اسے حافظ بوجہ دنیا کی خوشی اور عم گذر جانے والا

بہتر آنت کہ من خاطر خود خوش دارم

بہتر ہے یہ کہ میں اپنے دل کو خوش رکھوں

وی شب سبیل اشک رو خواب میزوم
کل رات میں آنسوؤں کے بہاؤ سے تیندے چو ڈاگروا لیا تھا
روئے نگار در نظر م جلوہ می نمود
مشوق کا چہرہ میری نظر میں جلوہ دکھاتا تھا
ایرئے یار در نظر و خرقہ سوختہ
یار کا ابرو نگاہ میں تھا، اور گدڑی جیلا کر
چشم ترئے ساقی گو شمع بقول جنگ
میری نگاہ ساقی کے چہرے پر تھی اور کان چنگ کی بات پر
نقش خیال روئے تو تا وقت صبرم
تیرے چہرے کے خیال کا نقشہ، صبح تک
ہر مرغ فکر کز مشراخ طرب بخت
تک کا جو پرند، ہستی کی مشاعرے سے اڑتا تھا
ساقی بصورت میں غولم کا میگرفت
میری اس غول کی آواز پر ساقی بیاد تھا تھا تھا

لقتے بیاد خط تو بر آب میزوم
تیرے خط کی یاد نقشہ، پانی پر بناتا تھا
وزدور بوسہ بر رخ قہتاب میزوم
اور میں چہانے کے چہرے کا دور سے بوسہ لیتا تھا
جامے بیاد گوشتہ محراب میزوم
مخواب کے گوشہ کی یاد میں، میں جام اڑاتا تھا
فالے کچشم و گوش دریں باب میزوم
اس بار سے میں آنکھ اور کان سے میں فال لے جاتا تھا
بر کار گاہ دیدہ بخواب میزوم
بلے بنید، آنکھ کے سارخانہ میں بناتا تھا
بازش زطرۃ تو بمضرب میزوم
تیری زلف کی مضرب سے میں اس کو مچھ لے جاتا تھا
می لقمہ این سرو و موعے ناب میزوم
میں یہ کھانا کھاتا تھا اور خالص شراب پیتا تھا

خوش بود وقت حافظ و قال مروا کام

حافظ کا وقت اچھا تھا، اور مقصد کی ملائی قال

برنام عمر و دولت احباب میزوم

دوستوں کی دولت اور عمر کے نام پر میں نکالتا تھا

مجھے اگر تو بھیرا
رکھے گا میں ہی اپنی
آہوں سے تیری زلف
کو ہیرا ان کے بدلے
سا اپنے زرد رخسار
کونوں کے آنسوؤں
سے منقش رکھوں گا
یہ چونکہ میری دل سے
لڑائی چاہتا ہے اس لیے
محب کی نگاہ کا تیرا جو
زلفوں کی راہ

سے آئے
میری ترجمہ
نگاہ تیرے
چھٹا
چاہتا ہوں۔
کے بال سے مروا ہی
تعلق ہے
شراب سے مروا سوسہ
مشرب تو حاصل نہ تھا
دور سے بوسہ لے لے لے
کے ہم نے یہ فال کی کہ
ساقی پر نظر انداز چنگ
آواز کھن میں تیری ہے
توب وصل تیرا پانچ
مشعلوں میں اگر کسی
خوشی کا خیال آتا ہے تو
تیرے ذہن پر پریشانی
پیدا کرتی ہے۔

دیوار در میان چو برگ گل دورست
در میان کی دیوار، دورستے بھول کی بتی گلزار ہے

ہم سائے ہنڈ خزان و بہار ہم
آپس میں ہمسایہ ہیں، خزان اور بہار ہم

حافظ کہ در شنائے تو چندیں کہرفشاہد
حافظ جس نے تیری تعریف میں بہت سے نوبی مشارکتے

پیش کف تو شدہ نخل و شمسار ہم
تیرے ہاتھ کے سامنے فرستدہ ہو گیا اور شمسار ہم

روز عید است و من امروز دلیں تندریم
عید کا دن ہے، اور میں آج اس تندر میں ہیں

چندر زو نیست کہ دورم ز رخ ساقی و جا
تسے دن ہوتے ہیں، کہ میں ساقی کے رخ او باکے دور ہوں

من بخمالت ذنیم پس ازین و مثل
اس کے بعد میں خلوت میں نہ لیتوں گا، خواہ مثلاً

پندیرانہ دید و اعظ شہم لیکن
شہر کا وہ عقلمند مجھے، بزرگانہ نصیحت کرتا ہے لیکن

آہ کہ بر فاک در مسکند جا داشت کہ است
جس کی شراب فائدے دے وہاں سے پر جگہ تھی وہ کہاں ہے

میکشیرمے و سجادہ تقویٰ بردوش
میں شربتی بنا لیتا، اور تقویٰ کا مصلیٰ ماننے پر دستا

جز صراحی و کیا ہم نہ بود یار و ندیم
مرا حیا اور کلب کے سوا میرا کوئی دوست اور ہم مجلس نہ چوگ

کہ دہم حاصل سی روزہ و ساغر گیرم
کہ تیس روزوں کی تک فی دیدوں اور ساغر لوں

بس خجالت کہ پدید آمد ازین تقصیرم
بہت شرمندگی ہے، مجدد نہاں ہے، میری اس کوتاہی سے

زادہ صومعہ بر بانیے ہند زنجیرم
عبادت خانہ کا نا پائیدار ہے، ہیر میں بیری ڈال دے

من نہ آسم کہ دگر پند کے پندیرم
میں وہ نہیں ہوں، جواب کسی کی نصیحت مانوں

تا نہم بر قدم او سر و پیش میرم
تا کہ اس کے قدموں پر سر رکھ دوں اور اذیت کے سامنے جانوں

آہ اگر خلق شوند آگ ازین تزویرم
آہ ہے، اگر لوگ میری اس مکاری سے واقف ہو جائیں

تا حریفان دغا راز جہاں کم بینم
تا کہ دغا باز دوستوں کو دغیا میں کم دیکھوں

خلق کو نیک کہ حافظ سخن پیر نبوش
وگتے تیرے سے حافظ ابرہے کی بات سن

ساخوردہ نیم امروز بہ از صد پیرم
آج میرے لیے، برفانی شہراب سو پڑھوں سے بہتر ہے

در لباس فقر کار اہل دولت میکنم
فقیر کے لباس میں دو گندوں کا کام کرتا ہوں

در نیم انتظار وقت فرصت میکنم
میں گھات میں ہوں، فرصت کو وقت کا انتظار کرتا ہوں

در حضورش نیز میگویم نہ غیبت میکنم
میں اسکے سامنے بھی کہتا ہوں، غیبت نہیں کرتا ہوں

وز رفیق راہ استمداد بیت میکنم
اور راستہ کے ساتھی سے! اپنی توجہ کی مدد طلب کرتا ہوں

روز گارے شد کہ در میان خدمت میکنم
آج نہان گذر گیا کہ میں بیخفا میں خدمتگاری کرتا ہوں

تا مگر در دام وصل آرم تندر و خوشحرام
تا کہ حسین جان والی چکر کر وصل کے حال میں چھاسوں

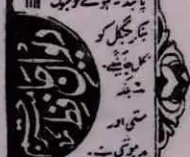
واعظ ما بوائے حق نشین شنوائیں سخن
یہ بات سن لے، ہمارے واعظ نے حق کی خوشی نہیں کہی ہے

چوں صبا اقامت خیزاں میر و آگائے دوست
دوست کے کوہ پر تک صبا کی طرح گزرتا پڑتا ہے سنا ہوں

یعنی جو دیوار ہے
اور جو کج در میان
میں ماس ہے اس کے
دوست ہیں میری طرف
خزان ہے اور بہار
کی طرف نہاں ہے۔
تو نے حافظ کو صبح
سے زیادہ دیا اس کے
وہ شرمندہ ہے۔
تو رمضان میں تیس
روز سے رکھ کر جو توبہ
کیا ہے اس کو ایک
ساغر کے عوض لے

ڈالوں۔
کے ایک گ
راہ میں
میں شہاں
بھی ڈال دیجھا
میں خلوت نشینی اختیار
کر لوں گا۔
یہ دیکھ کر ہانک نہیں
کہاں ہے آگ اس کے
قدوں پر سردھوں،
اندھ جان دیوں۔
یہ پانے لوگوں کی نصیحت
سے پانی شرب بہت
بہتر ہے۔
یہ لباس بقیان ہے،
لیکن عشق کی دولت
سے مالال ہوں۔
ش میں نے واقف کے
نہیں کیا ہے اس نے
تو حق کی بوجھ نہیں
سوچتی ہے۔

نہ جہل سے کچھ کو
 بہت زخمی دین
 اب زیادہ زحمت نہ
 دیں گے۔
 مگر نصیحت نہ ملے گا
 حال میں کھینچ جائیگا
 اور نصیحت کے تیسرے
 کالے گام۔
 مگر خاک کے سیر کی
 تنہائی کی برائیوں سے
 دشمن واقف نہ ہو۔
 جب اللہ نے
 آج فیض دیا ہے تو
 یہ نیک نال ہے شکر
 میں عیش میسر ہوا
 ہے اگر جہل کے
 پانہ نہ ہو تو جہل



بیکار بیکار
 کلائے
 شہد
 سنی اور
 درویشی ہے۔
 مگر جو چاہے لڑائے
 مگر قریب ہو مگر کوئی
 میں اس لیے ہم کسی
 بیوی کرتے ہیں۔
 نہ پہنچے ہزاروں کے
 شکر گزار ہیں کہ ان میں
 لوگوں کو ستانے کی وقت
 نہیں ہے۔
 مگر جو کلمے نوشیوں
 کا ہم پر احسان ہے
 لہذا احسان کی شکر
 گزار ہی میں ہم ان کو
 دعائیں دیتے ہیں۔
 تا نیک خون سے
 بنائے توجہ تک ہم
 جو تیرے پیر کے
 نہ کسی کا غیبت نہ

خاک کویت برتاؤ زحمت مائیش زریں
 تیرے کو جگہ خاک ہماری زحمت کی اس سے زیادہ رواست نہ کیگی
 زلفت دلبر دام راہ و غمزہ اش تیرا است
 عشق کی زلف نہ لڑتے کاہاں سنا داس کی ادا بلا کا کس سے ہے
 دیدار بارہیں پوشاں لے کر عیب پوش
 اسے عیب چھپانے والے کجاوشن کی لفظ سے چھپا
 حاش لیدر حساب روز شرم باک نیت
 خدا کی پناہ لے کر شرم کے حساب کی پروا نہیں ہے
 از بہین عرش آئیں میکند فوخ الایمن
 جبرئیل عرش کی داغی جانب سے آئیں کہتے ہیں
 خسرو امید جاہ و مال دام زین سبب
 اسے بادشاہ ہیں مرتے اور مال کا تیسرا وار جہاں کی وجہ سے

لطفہا کردی تیرا تخفیف زحمت میکنم
 لے بنت تیرے بہت پہنایا کہ میں تیرا تخفیف دہی میں کی کتابوں
 یاد اور لے دل کہ خیریت نصیحت میکنم
 لے دل یاد رکھتے تھے میں اس قدر نصیحتیں کر رہا ہوں
 زیں دلیر بہا کہ من در کنج خلوت میکنم
 ان دلیریوں کی جہنم تنہائی کے گوشہ میں کرتا ہوں
 فال فردا نیز نم امروز عشرت میکنم
 مگر کہ سوال لیستا ہوں، آج عیش کھرتا ہوں
 چون دعا کے پادشاہ ملک ملت میکنم
 جب میں ملک اور ملت کے بادشاہ کو دعا دیتا ہوں
 التماس آستان بوسی حضرت میکنم
 کہ وہ بار کی آستان بوسی کی درخواست کرتا ہوں

حافظ در محفلہ دردی کشر در محلے

میں ایک کھلم میں مانتا ہوں ایک مجلس میں پختہ بیٹے والا ہوں
 بنگر لیں شوخی کہ چوں با خلق صحبت میکنم
 اس خلوت کو رکھنا خلق کے ساتھ ہیں کیے گزارا کرتا ہوں

زدست کوتہ خود زیر بارم
 تیرا اپنے کتاہ باغ سے اس قدر زبرد بار ہوں
 مگر زنجیر زلفت گیرم دست
 شاہد تیری زلف کی زنجیر میری دست تیری کرے
 زچشم من بریں اوضاع گردوں
 آسمان کی حالتیں، میری آنکھ سے پوچھ
 چہمے خوردم من از میخانہ عشق
 عشق کے شراب خانہ سے میں نے کیسی شراب پی ہے
 یائیں شکرانہ می بوم لب جام
 میں جام کے لب کے، اس شکرانہ میں بوسے لیا ہوں
 من از بازوئے خود دارم بے شکر
 میں اپنے بازوں کا بہت شکر گزار ہوں
 اگر گرفتہ دعائے میفر و شاں
 اگر میں نے، شراب فروزون کے لیے دعا کی
 مکن ظلم ز خون خوردن دریں دشت
 اس جگہ میں، خون پینے سے بھر پڑے جب نہ لگا

کہ از بالا بلنداں شرمسارم
 کہ بلند تدا والوں سے ہمسفر منہ ہوں
 وگرنہ سر بشیدانی بر آرم
 ورنہ میں دیوانگی میں مشہور ہو جاؤں گا
 کہ شب تار روز اختر می شمارم
 کہ رات سے صبح تک میں اختر شاری کرتا ہوں
 کہ بشاری و بیداری ندارم
 کہ میں بوشجاری، اند بیداری نہیں رکھتا ہوں
 کہ کرد آگ ز دور روزگارم
 کہ اس نے مجھے زمانہ کے چلے سے آگاہ کر دیا
 کہ زور مردم آزاری ندارم
 کہ مجھ میں مردم آزاری کا زور نہیں ہے
 چہ باشد شکر نعمت میکنم
 تو کیا ہوا، میں تو نعمت کا شکر ہی ادا کرتا ہوں
 کہ کار آموز آہوئے ستارم
 کیونکہ میں ستارے کے ہر کا استاد ہوں

تو از خاکم نخواہی بر گر فتن
تر، بے زمین سے دامنائے

بجائے اشک اگر گوہر بیارم
اگر میں آنسووں کی بجائے، موتی برسائوں

سرے وارم جو حافظ مست لیکن
میں حافظا سا، دلیرا د سسر، رکھتا ہوں سلیکن

بر لطف آن پری امسید وارم
اس پری کی ہر بات کا اسید وارم ہوں

ناز بنیاد من تا کننی بنیاد
ناز کی بنیاد ڈال، تاکہ تیری بنیاد نہ اکھاڑے
قدر افز کہ از سرو کنی آزاد
قدرت نہ کر، تاکہ تو بے سرو سے آزاد کرے

چہرہ را اک مدہ تاندہی بر باد
چہرے کو رونق دے، تاکہ تو بے بر باد کرے
شور شیریں من تا کننی فر باد
شیریں کی شہیت نہ پیدا کر، تاکہ تو بے فراد نہ بنائے

سرکش تا کشد سر فلک فر باد
سرکشی نہ کر، تاکہ میری سر یا سر فلک نہ ہو
دست گیرم کہ ز ہجر تو زیافتادم
میری دستگیری کر، اس لیے کہ تیرے ہجر کی وجہ سے میں گرفتار ہوں

عجم اغیار مخور تا کننی نا شادم
غریبوں کا تم نہ بنو، تاکہ تو بے ناغوش نہ کرے
تا بخاک در آصف ز سر فریادم
تاکہ میری فریاد آصف کے دروازہ کی خاک تک نہ پہنچے
رام شوتا بد مطالع فرخ زاد
فریبناز وارن ہنگر بڑا مہرک نصیب چک اے

حافظ اجز تو حاشاکہ بنالدر وئے

حاشا بظن کہ کس فطرس دن تیرے ظلم سے نالاں ہو
من از آن روز کہ در بند تو ام آزاد
میں جس دن سے تیری قید میں ہوں، آزاد ہوں

تا بقولے خرد حرص بزندان کردم
تو حق کے فتوسے سے حرص کو قید کیا
قطع ایں مرحلہ با مفرغ سلیمان کردم
میں نے اس مرحلہ کو سلیمان کے پرندے کے ساتھ ہی کیا

سألا بیروی خدمت زندان کردم
میں نے نہ تیرے، نہ دل کے خدمت کی پیروی کی
من بس منزل عقائد خود بردم راہ
میں خود عقائد کی جستجو تک نہیں پہنچا

ماتوزلف کبریشان
کرسے گا تو میں بر باد
ہو جاؤں گا تازگی
تو میں تباہ ہو جاؤں گا
ماتوزرخ دکھ تاکہ
مجھے بھول کی ضرورت
نہ پھرتیرے سدک
دیکھ کے سرو سے
آبادی حاصل ہو جائیگی
سے زلف میں گرہ نہ
لگا دے میں قیدی
میں جاؤں گا چہرے کو
پندرہ دن کرے گا تو
میں بر باد ہو جاؤں گا۔

ماتیری شہت
ہوئی تو
میں
دلیرا دار
جگلوں کو کھل

جاؤں گا توشوری
بنے گا تو میں فر باد
ہو جاؤں گا۔
خود تو دروں کے
ساتھ شراب نوشی کر گیا۔
تو میں خون جگر ہوں گا تو
سرکشی کرے گا تو سیری
آہیں آسماں تک
پہنچیں گی۔

شہر پر ہم کھڑے ہوئے
مردم و عساکر کے فوج
دہلیز باکریاں کو دیا۔
شہر نہ ہونے کی خبروں
خدمت گاری کے کوس
کو تھکا سہاں۔
شہر میں سب کچھ بر باد
ہو گیا ہے جسے بقیہ کی خبر

قدیمی نسخہ

آپ کو قسم ہے کہ میں نے اس کو کبھی نہیں دیکھا ہے۔

اس کی اور بھی کئی باتیں تھیں۔
 نہیں ہے سب جناب اللہ ہے۔
 ہے اگر چہ زیادہ گناہگار
 ہوں لیکن جنت الفردوس
 سزا شیدوار ہوں۔
 کے کافر اور ان لوگوں
 کی کوٹھری، وہ جگہ
 کہلاتی ہے جہاں
 حضرت یعقوب نے،
 حضرت یوسف کے

فرزق کے
 دن ہر
 کرتے۔
 یہ مانگا کہ
 بیخیزی اور

سلامت روی
 قرآن کی بدولت
 ماس ہوئی ہے۔
 شہ زہرا کی بی بی
 کو ہم شریک زہرہ
 سنا ہے ہیں ہم تو
 خوش اخلاق بی بی
 نوشون کے مریں۔
 کے ملامت نہ کرے
 ہم خود روچھو کے
 طرح ہیں ہمیں تو قدرت
 نے جیسا بنایا ہے
 ویسے بنے ہیں۔

شمارہ کے ہاں ہیں
 یہ فرسٹ کیا گیا ہے کہ
 وہ ہاتھ میں پیالے
 کھڑا ہے۔

ان خلاف آمد عادات ابطال کام کہ من
 مقدمہ خلاف عادت چیزوں سے طلب کرنا لیے کر من
 سایہ بردل ہیشتم فکن لے گنج مراد
 اسے مرد کے خواہنے یا میرے زخمی طہر ایک سایہ ڈال
 تو یہ کہ دم کہ نہ بوسم لب ساقی و کنوں
 میں نے تو یہ کہ ساقی کے لب کو بوسہ دوں گا اور لب
 نقش مستوری مستی نہ بدست من است
 زہد اور مستی کا نقش میرے اور تیرے ہاتھ میں نہیں ہے
 دارم از لطف ازل منزل فردوس طع
 ازل کی ہرانی سے ہیں فردوس کے مکان کی طبع کرنا ہوں
 اینکه میرا نہ سرم شجبت یوسف نواخت
 اس پر چاہا ہے میں یوسف کی صحبت نے جو مجھے نوازا ہے
 گر بلبلوان غزل صدر زینم چہ عجب
 اگر غزل کی مجلس میں صدر زینم ہوں تو کیا عجب ہے
 بیع کس را ز سر در خم مخاب فلک
 آستان کی مخاب کے اور میں کسی شخص کو نہ حاصل چوں گے

کس جمعیت ازل زلف پریشاں کر دم
 اس پریشاں زلف سے مول بھی حاصل کی ہے
 کہ من میں خانہ بسوٹائے تو ویراں کر دم
 اس لیے کہ میں نے اس گھر کو تیرے عشق میں ویراں کیا ہے
 میگیز لب کہ چرا گوش بنا داں کر دم
 میں ہونٹ کاٹتا ہوں کہ نادان کی بات پر کیوں کان دھرا
 آنجا است ازل گفت بکن آں کر دم
 جو ہاں است ازل نے کہا کہ کر ہی نے وہ کیا
 گر چہ در باقی میخانہ فراواں کر دم
 اگر چہ میں نے ہنسرا ب خاند کی در باقی بہت کی ہے
 اچر صبر است کہ در کلبتہ احزاں کر دم
 یہ اس میرا جلا ہے جو میں نے غم کو کوٹھی میں کیا
 سالہا بندگی صاحب دیواں کر دم
 میں نے ساون میر ہنس کی خدمت کی ہے
 آن تقم کہ من از ہمت سلطان کر دم
 وہ میں جزی نے ہوا شاہ کی توجہ سے گئے ہیں

بیخیزی و سلامت طلبی جو حافظ
 ماندگی طرح، بیخ کو اکتفا، اور سلامت طلبی
 ہر چہ کہ دم ہما از دولت قرآن کر دم
 جو مجھ میں نے کیا ہے سب قرآن کی بدولت کیا ہے

سرم خوش است میانگ بلند میگویم
 میں مست ہوں، اور بلا افسان کہتا ہوں
 عیوش زہد بوم خمار بنشینید
 نہ کہ ہر تخر و فی، خمار و جہ سے زان ہو جاتی ہے
 گرم نہیر مغال اور بر بونے بکشاید
 اگر بزم نغان بیٹے بے دروازہ نہ کھولے
 مکن درین محنم سز نشن خود روئی
 اس میں میں نے یہ خود نماز ہونے پر مجھے نہ چھوڑا
 تو خانقاہ و خرابات در میان میں
 تو خانقاہ اور شراب خانہ کو در میان میں نہ دیکھ
 ز شوق زنگ مست و بلند بالائے
 ایک بلند رفت اور مست زنگس کے عشق میں

کہ من سیر حیات از پیالہ میجویم
 کہ میں زندگی کی سیر، پیالے سے ڈھونڈتا ہوں
 مرید بت دردی کشان خوشخویم
 میں غرض اخلاق بی بی والوں کی یا لہو توجہ کھری ہوں
 کہ ام در بزم چہارہ از کجا جویم
 میں کونسا دروازہ کھٹکشاؤں، کہاں سے تیرے ہونٹوں
 چنانکہ پر و شرم مید ہند میرویم
 میری ہیں طرح سے بد درش کرنے میں میں آتا ہوں
 خدا گواہ بہر جا کہ بہت با اویم
 خدا گواہ ہے وہ جہاں کہیں بھی ہے میں مکے ساتھ
 چوالہ با قرح افتا وہ لب جویم
 میں لالہ کی طرح ہاتھ میں پیالے، ہنر کے کنارے ہوں

شدم نشانه بگشتگی و ابروئے دوست
 میرا و اخی کاشانه بنا ہوں، اور دوست کے بارے
 غبار راہ طلب کیسے بہر فریست
 طلب کے راستے سے غبار، کامیابی کی گیمیا ہے
 نصیحت چہ کنی ناصیحا یہ مہرانی
 لے نامہ با مجھے کیا نصیحت کرنا ہے، تجھے کیا ہے؟

کشدہ در خم جوگان خوش چوں گویم
 مجھے کیند کی طرح اچھپنے بٹنے کے ٹوٹے میں سے لیا ہے
 غلام دولت آل خاک غم میں یویم
 میں اس غم میں جی خوشبو والی خاک کی دولت کا غلام ہوں
 کہ من نہ معتقد مرد عافیت جویم
 میں عافیت تلاش کر رہوں گے انسان کا معتقد نہیں ہوں

بیازم کہ بقوتے حافظ از دل پاک
 شراب لاپتاک حافظ کے فتوے کے مطابق پاک دل سے
 غبار زرق لفیض و طرح فرو شویم
 مکاری کے غبار کو تیس سال کے فیض سے دھو لوں

صنایا غم عشق تو چہ تدبیر کنم
 اسے صنم بترے عشق کے ہم کی کیا تدبیر کروں؟
 دل دیوانہ از آں شد کہ پذیر در ماں
 دیوانہ دل اس سے تو گزر گیا کہ علاج کو قبول کرے
 آنچو در مدت ہجر تو کشیدم مہیات
 انہوں سے، جو مجھ کے تیرے زمانہ کشیدے ہو گئے
 یا سر زلف تو مجموع پریشانی خوش
 تیری زلف کے خیال میں اپنی پریشانی کے غم سے تو
 زدیگر نگم و باشاد و مہ بصحبت
 میں کیا رنگ رہوں، اور مشوق اور شہاب کا ساتھی ہوں
 آن زمان کار زلفے دیدن جا تم بآشد
 جب مجھے اپنی جان کے دیکھنے کی عواہش ہوتی ہے
 گر بلا تم کہ وصال تو بدین دست دید
 اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ تیرا صل اس جہر پر صل ہو جائیگا
 دور شو از برم لے واعظ وافانہ گو
 اے واعظ میرے پاس سے چلا جا، انسان کوئی شرک

تا بکہ در خم تو نالہ رشک گیر کنم
 تیرے غم میں کہ تک رات بھر کا روننا رو دکھاؤں
 مگرش ہم ز سر زلف تو زنجیر کنم
 مگر ہاں اس کو تیری زلف کی زنجیر سے تیسہ لوں
 درد و صد نامہ مجال ست کہ تخریر کنم
 ناموں سے دو سو خطوں میں بھی اس کو کاکھ سکوں
 گو مجھے لے کہ بیکایک ہمہ تفسیر کنم
 کہاں کہاں، کہ ایک دم سب کا سب بیان کر سکوں
 تو آنم کہ در حیلہ و تیر ویر کنم
 اب مجھے یہ نہیں چوستا، کہ تیر حیلہ، اور مکاری کوں
 در نظر نقش رخ خوب تو تصویر کنم
 تیرے خوب صورت چہرے کا نقشہ آنکھوں میں کھینچ لیتا ہوں
 دل و دین را ہمہ در بارم و تو فیر کنم
 دل اور دین سب کو باروں اور وقف کر دوں
 من نہ آنم کہ در گوش تیر ویر کنم
 میں وہ نہیں ہوں کہ اب مکاری پر کان دھوں

نیست امکان خلاص از غم اولے حافظ
 اے حافظ اس کے غم سے چھوٹنے کا امکان نہیں ہے
 چونکہ تقدیر چینیس بود چہ تدبیر کنم
 چونکہ تقدیر ہی ایسی تھی، اب میں کیا تدبیر کروں؟

صلح از ما چہ پتوئی کہ مستانرا صلا گفتیم
 ہم سے نیکی کیا نہ ہوتا ہے، کیونکہ ہم نے مستوں کو صلوات دیا ہے
 بدو ریز گس مست سلامت را دعا گفتیم
 تیری مست رگس کے دوڑیا سلامتی کو الوداع کہہ رہا ہے

۱۔ مشرق کی صوب
 کے راستہ کا غبار
 انسان کو زندہ بنا دیتا ہے
 ۲۔ نام مصافحتے
 ڈراما سے ماہا لاکر
 ہم خوشکل پسندوں
 کے ہی مستند ہوتے
 ہیں۔
 ۳۔ غبار کا پیاورا پاک
 کو دھو داتا ہے۔
 ۴۔ یہ دیوانہ دل نالیوں
 علاج نہیں ہے، آخر
 اس کو زلف کی زنجیر
 سے ہی باندھنا چاہیے
 ہے جہر کے مصائب
 کو دو سو خطوں میں
 بھی تحریر
 نہیں کیا
 جاسکتا ہے۔
 ۵۔ محبوب
 ہماری جان سے جیسا
 ہمہ جان کو دیکھنا
 چاہتے ہیں محبوب
 کی تصویر نہ دیکھتے
 ہیں۔
 ۶۔ واعظ کی ساری
 تقریر انسا جھوٹی اور
 کہنے ہم اس پر
 دھیان نہیں دیکھتے
 ہیں۔
 ۷۔ مستوں سے مزاح
 محبوب کی آنکھیں
 میں یعنی جب ہم نے
 اس کی آنکھوں کو
 دعوت دیدی ہے
 اب عافیت اور صلاح
 کہاں سے۔

تھے یقین آئے باز
 آئے ہم نے سچی بات
 تجھے بتادی ہے
 ہر بوجب کی حاجت ہے
 آرزو ہر محبت کو کہ
 خوش آمدیہ کہتے ہیں
 تیری بیکے ذکر و تشار
 درخت سے تشبیہ
 دنیا جو کچھ کے قدم کی
 توہین ہے۔
 میں نے غفلت سے نہ لیا
 خوشبو کا آری مشک
 کی خوشبو سے تشبیہ
 دیدی۔

مے جس طرز سے
 گل کی شکایت حسا
 سے کرنے سے گل
 منتظر نہیں
 بڑے ہے
 مے عبادت کا
 میں جو
 چرھا عسائے

ہیں وہ اس قابل ہیں
 کہ ان کو شرب نوشی
 میں صرف کرنا چاہیے
 ہے میں مست ہو کر
 کھانا چاہیے اور قبول
 سے شرب اور مشرق
 جیسے لیتا چاہیے۔
 شہ دنیا کا فیض کھانا
 چاہیے آخرت میں خدا
 مددگار ہے۔
 اگر جنت میں جائیگا
 موقع زور کے تو ہم
 حورو غلمان کو باہر
 کھینچ لائیں گے۔
 پہلے شریں جو
 لاف نفل ہے وہ غلط
 کے مرتبے اور جی تیار

در میں انہ را بکشا کہ تیج از خالق نکلشود
 میخاند کے دروازہ کو کھول، اس لیے کہ خالق ہے پھر مال نہا
 من از چشم خوش ساقی خراب قادیہ امکن
 میں ساقی کی عین آنکھ سے مست پڑا ہوں، بس
 قدرت گفتم کہ شمشاد مست پس خجلت بیار اور
 میں نے تیرے تڑکے شمشاد کہا کہ باد بہت شرمندہ کا پھل لیا
 اگر برین بختیانی پیشیانی حوری آخر
 اگر تو مجھ پر تکشش نہ کرے گا، آخر کار شرمندہ ہوگا
 جگہ جوں نافرمانوں گشت بندیم نمی شد
 بیاد رہا تو کی طرح خون ہو گیا اور سب سے کہ اس کے گہر نہیں پڑ سکتی

گرت باور بود در سخن این بود و ما گفتم
 اگر تجھے یقین آئے، ورد بات نہیں تھی اور ہم نے کہی
 بلائے کہ حبیب مدد ہزارش مرصا گفتم
 جو مصیبت دوست کا طرف سے آئی ہے اس کے گناہ خوش آمدیہ ہے
 کہ اس نسبت چکر دیکم و اس بہتیاں چکر گفتم
 کہ یہ نسبت ہم نے کیوں کی، اور یہ بہتیاں کیوں بانڈھا
 بہ خاطر دار اس معنی کہ در دوست کیا گفتم
 اس بات کو یاد رکھنا، ہم نے تجھ سے کس موقع کہا ہے؟
 جزائے آنکہ بار نقش سخن از جہنم خطا گفتم
 اس کی تذکرہ اس لئے لکھا کہ سائنہ ہم نے غفلت سے نہیں کیا ہے

تو آتش کشتی لے حافظ لے بیاد ز گرفت
 اسے حافظ تو آگ میں گیا، لیسک یاہر پر اترے ہوا
 زبہ عہدی گل گونی حکایت باصبا گفتم
 گویا کہ ہم نے پھول کی بد عہدی کی بات سے صبا سے ہی

وین دلق زرق را خط بطلاں بر کشیم
 اور اس میں کہ کی گڑھی پر، باطن ہونے کا نشان بنا دیں
 دلق ریاب آب خرابات بر کشیم
 سربانی گڑھی کو فرا بھانڈ کے پانی کے عوض اتار ڈالیں
 مست از اش نقاب ز رخسار بر کشیم
 مستاد دار اس کے رخسار سے نقاب الٹا دیں
 غارت کنیم بادہ و شاہد ہر کشیم
 شراب لوٹ لیں، اور مشرق کو ہنسل میں لے لیں
 رفتے کہ رخت جاں بجان دگر کشیم
 جس دن جان کا سامان ہم دوسری ڈھب میں لیا ہیں گے
 گوئے سپہر در خم جوگان ر کشیم
 آسمان کی گیند کو زور نہیں ہٹے کہ آٹھ میں لے لیں
 غلمان ز غرغہ حور ز جنت بدر کشیم
 غلمان کو گڑھی سے، اور حور جنت سے ہم باہر کھینچ لیں گے

صوفی یا کہ خرقہ سالوس بر کشیم
 اسے صوفی آ، کہ کر کی گڑھی کو اتار دیں
 نذر فتوح صومعہ در وجرمے دہیم
 عبادت تہا کے چڑھوں اور نذرانوں کو شرب سے نکل کر دیں
 ستر قضا کہ دتقی غیب من زوی مست
 قضا کا راز جو غیب کے پردے میں گزرتی ہے
 بیرون جہیم سر خوش و از بزم مہرعی
 مست ہو کر باہر صغیر اور رقیب کی مجلس سے
 کا شہاں برآر کہ تختہ خدا گناہ
 دنیا کا صغیر پورا کر لے، اس لیے کہ خدا ناہ بخش دے گا
 گو عشوہ زار بر وئے تو تا حوماہ نو
 تیرے امرو کی ادا کہاں ہے تاکہ ہلال کی طرح
 فردا اگر تیرے روضہ رضواں بجا دہند
 کل اگر رضوان کا باغ، عین میں نہیں دیں گے

حافظہ حدیثت چینیٹ لافہ از دن
 اسے حافظہ اس طرح کی لاف زنی کرنا تیری حدیث نہیں ہے
 یا از کلیم خویش چہر اپیشتر کشیم
 تم اپنی جگہ سے باہر پھر کیوں نکالیں گے؟

عاشق رونے جو آنے خوش نوافست ام
 میں ایک خوبصورت، نوجوز، جوان کے چہرے کا عاشق ہوں
 عاشق و رند و نظر باز م و میکم فاش
 میں عاشق اور رند اور نظر باز ہوں، اور کلمہ کلمہ کہتا ہوں
 شرم از خرقہ آلودہ خود می آید
 مجھے اپنی ناپاک گزری سے شرم آتی ہے
 خوش بسوز از غمش لے شیخ کا شمشیر
 لے شیخ اس کے فہم میں اپنی طرح میں لڑکھائی کرتا ہوں
 باچین جیر تم از دست بشد صرف کار
 تمام کا فائدہ ایسی جیت میں میرے ہاتھ سے چلا گیا ہے
 پاسان حرم دل شہ ام شب ہر شب
 میں ساری ساری رات دل کے حرم کا چھوٹ کر رہتا ہوں

وز خدا صحبت اور اید عا خواستہ ام
 اور میں نے خدا سے دعا کی کہ اس کی صحبت ملے
 با بدلی کی چند س ہزار آستہ ام
 تاکہ مجھے سلام ہو جائے تو میں اتنے ہنوں سے آراستہ ہوں
 کہ یہ ہر پارہ دو صد شعبہ پر آستہ ام
 جس کے ہنوں سے کوئی نفع و شہرتوں سے آراستہ کیا ہے
 بہمیں کار کمر بستہ ویر خاستہ ام
 اسی کام پر کر رہا ہوں، اور ادا ہوں
 در غم افز و وہ ام آنچہ از دل جا کا استام
 جو کچھ میں نے دل اور جان سے نکھلیا ہے غم میں نہ ملیا ہے
 بوکہ میرے بکنہاں مینا کا ستہ ام
 ہو سکتا ہے کہ میرا چورا چاند سیر کرنے آجائے

ہجو حافظ سخریات روم جائتہ قبا
 کیڑوں کو بھڑکا کر محافظ کی طرح میں شرب حاضر مانا ہوں
 بوکہ در بر کشتہ آں دلبر نو خواستہ ام
 ہو سکتا ہے کہ وہ نوجوز دلبر مجھے بھل لے

عزیت تا من طلب ہر روز گامہ میز نم
 ایک فرنگ لگتی ہے کہ میں ہر روز طلب کرتا ہوں ایک گامہ میز نم
 بے ماہ ہر افروز خود تا بگذر نام روز خود
 لے پھرتا ہوں کہ روز خود کو بھولنے جانے کے بدلے جس کا بیٹا ہے
 تا بوکہ تا بام آگہی زان سایہ سرو سہی
 تاکہ ہو سکتا ہے کہ اس سرو سہی کے سایہ کا پتہ کلاں
 ہر چند آن اکرم دل دا تم نہ بخند کا اول
 ہر چند کہ یہ جانتا ہوں کہ وہ دل اکرم کا مقصد و نگرش
 او سنگ کو کلیم کو نقش وفا و مہر کو
 اور سنگ کیوں ہے کلیم کی زبان، وفا اور ہر نقش کہاں ہے
 دا تم سر آید قصہ ام چنداں نماز غصہ ام
 میں جانتا ہوں، یہ راقصہ ختم ہو گا میرا رنگ زیادہ وہ پہنچا

دست شفا عت ہر دمے در نیکنائے میز نم
 ہر وقت سفارش کا ہاتھ کسی تک نام تک پہنچاتا ہوں
 دے بر بے می نیم مرغے بلے میز نم
 راستہ ہیکہ جال کھلتا ہوں، سو بہر تک ایک جال میں پھنسا ہوں
 گلنا تک عشق از ہر طرف شوخ امے میز نم
 ہر جانب سے ہر شوخ ام کو عشق کی آواز دیتا ہوں
 نقش خیالی میکشم فال دوامے میز نم
 خیالی نقش بناتا ہوں اور ایک ہی کی فال نکالتا ہوں
 حالے من اندر عاشقی داد و دیتا امے میز نم
 اب تو میں عاشق میں کمال کی داد دیتا ہوں
 زیر آہ خوں افشاں کس من ہر صبح و شام میز نم
 اس کوئی چھوٹنے والی آہ سے جو میں ہر صبح و شام کرتا ہوں

با آنکہ از خود غایت دمے جو حافظ تا بکم
 باوجودیکہ میں اپنے آپے غائب ہوں اور شہرت کا منظر کج نہیں
 در مجلس روحانیاں گہ گاہ جلے میز نم
 روحانیوں کی مجلس میں بھی کسی ایک بیانی نہیں ہوتا

خبر سے ہماری تمام
 ہر چند میں جیہ میں کام
 ہم ملاحظہ کر رہے ہیں۔
 سہ گزری کی بڑوں کے
 کئی سے چند سہستانی
 جاتی ہے لہجہ گزری
 کے ہر چند میں شہر
 بازی ہے۔
 سہ دل اور جان تین
 گشتی ہے اس کا لاسی
 کے بقدر تم بڑھاپے
 سے تباہ نہیں ہوتے
 جانہ کو تباہنا نہیں
 کو چاک کرنا۔
 بے بیوی کے وصل
 کیلئے ہر چند ہم ایک
 قدم بڑھتے ہی وہ
 ہر تنگ دلی
 سے
 سفارش
 کرتے ہیں۔
 ہر حسین کو
 عشق کی صلواتیوں
 شایدا ان میں کہیں میرا
 مشوق بھی مل جائے۔
 بے خیالی وصل سے
 فال نکالتا ہوں کہ
 عالم خیال میں دل
 ہو گیا ہے تو اب
 سہیسا بھی وصل
 ہو جائیگا۔
 شہ او سنگ ایک شہر
 عاشق اور کلیم کی
 مشورہ گزری ہے جسے
 اگر چاہا ان کو قصے
 ختم چھوٹے ہیں
 ہم ان کے عشق و وقت
 کی تکمیل کو کہتے ہیں۔

مذہب پوری غول نقل
 بندہ اور مضمون مسل
 ہے لیکن ان خوبیوں کی
 مجلس کا جو شخص نہا شد
 نہ ہوا سر خوشی
 حرام ہے۔
 یہ آپ زندگی، آپ
 حیات ماہ تمام ہو جو
 کا جانے
 یہ نقل اس چیز کو
 کہا جاتا ہے جو شریعت
 کے ساتھ کھائی
 جاتی ہے۔
 یہ اس شعر پر اگر
 فرما کا مضمون نقل
 ہوا ہے۔
 یہ حاجی قوام،
 ابراہام حق
 پاشا کا
 روزی تھا۔
 اس نے
 خواجہ صاحب کے
 ایک رسالہ لکھا تھا
 جس میں خواجہ صاحب
 فخر اور تعجب کا درس دیا
 کرتے تھے۔
 یہ جاننا محض کو
 دینی ہے دل زلفیا
 کو بندہ کسی سیاہ
 مسئلہ پر ہے۔
 یہ عاقبت کا ملک
 اور اس کی عظمت کا
 تخت شکار و توتیت
 بازو سے حاصل
 نہیں ہوتا ہے۔
 یہ شخص کے بارے
 میں یہ تصریح کر دو
 رہیں کہ سب سے بڑے
 ہوتے ہے۔

عشق بازی و جوانی و شراب اعلیٰ فام
 عشق بازی، اور جوانی، اور لعل جیسی شراب
 ساتی شکر دبان و مطرب شیر سخن
 شیریں و سخن ساتی، اور شیریں کو نام مطرب
 شاد سے در لطف و پاک رشک آئینگی
 ایسا مشرقی جملہ لطف و پاکیزہ آب حیات کے لئے ہوا مشکل ہو
 بادہ گل رنگ تلخ و عذب سخن و اسک
 پہول کے رنگ کی شراب جو کوئی اور شیریں اور خوشگوار دماغی ہو
 بزم گاہے دلشیں چوں قمر فردوس بریں
 فردوس بریں کے محل کی طرح ہونے میں بزم گاہ
 صف انشیاں نیکواہ و پیشکاراں باادب
 نیک خواہ صفائیں ہوں، اور باادب خدمت گزار ہوں
 غمہ ساتی بیغنائے خرد آہختہ تیغ
 ساتی کی ادا محقق کوٹ مارے تلوار سونے ہوتے ہو
 ہر کراں صحبت بچویندوشدنی مٹے حلال
 جو شخص ایسی صحبت چاہے، اس پر خوشدلی حلال ہے

مجلس انس و حریف ہمدم و شرب مدام
 مجلس کی مجلس اور ہمدم دوست، اور دائمی شراب نوشی
 ہمنشین نیک کردار و حریف نیک نام
 نیک کردار، ہمنشین، اور نیک نام دوست
 دلیرے در حرج خوبی غیرت ما و تمام
 دلیر اور بوجہ حسن و خوبی میں چودھویں کے جانے کیلئے بہت ہے
 نقلے از لعل نگار و نقلے از باقوت جام
 ایک نقل ہو کہ کا اور ایک نقل جام کے باقوت کا
 گلشنہ میر انمش چوں روضہ دار السلام
 ایسا گلشنہ، جس کے چاروں طرف جنت ہیں ایسے ہیں
 دوست داراں صاحب سر و حریفان دوست دار
 راز دار دوست ہوں اور مفید کو دوست رکھنے کے واسطے ہیں
 زلف لیزا زبائے صید نل گستر وہ دام
 دلبر کا زلف ان کو شکار کرنے کے لئے حال کیلئے ہو
 و انگلیس عشرت نخواہندگی بفرے حرام
 جو اس قسم کا پیش نہ چاہے اس پر زندگی حرام ہے

مکتبہ دانے بندہ کو چوں حافظ شیریں سخن
 مکتبہ دان، اور بندہ گو شیریں سخن حافظ جیسا ہو
 بخشش آموز و جمال فرد تو چوں حاجی قوام
 بخشش آموز دار و جہاں تو روشن کرنے والا سی قوام جیسا ہو

عمریت مبارک و بنت مرو نہادہ ایم
 ایک عمر گزری ہے، جبکہ ہم نے تیرے نام کے رشتہ کا رخ کیا ہے
 ہم جہاں بدیاں دو نگرں جادو سپردہ ایم
 ہم نے جان کو کبھی جادو جیوری ان دو آنکھوں کے چہرہ کر دیا ہے
 مالک عاقبت نہ باشد گرفتار ایم
 ہم نے عاقبت کے ملک پر لشکر کے قبضہ نہیں کیا ہے
 در گوشہ امیر چون نظارگان ماہ
 اقلید کے گوشہ میں، چاند تر بھیجنے والوں کی طسرن
 بے بوئے زلف تو سر سودانی از لال
 تیری زلف کی خوشبو کے مدون، رنگ کی دوسرے دینا نے سر کو
 نہادہ ایم بار جہاں بردل ضعیف
 دنیا کا بارانہ ہے گزردہ دل پر نہیں رکھا ہے

روی وریائے خلق بیکسو نہادہ ایم
 اور ہم نے خلق کے دکھانے اور ہر ایک کو ایک طرف دھرایا ہے
 ہم دل بلب و سنبل چند نہادہ ایم
 ہم نے دل کو کبھی ان دو کالی زلفوں پر رکھ دیا ہے
 ماتحت سلطنت نہ باز و نہادہ ایم
 ہم نے سلطنت کا تخت توتیت بازو سے نہیں بچایا ہے
 چتر طلب بران خم ابرو نہادہ ایم
 ہم نے المذکب آنکھ کو اس ابرو کے خم پر لگا دیا ہے
 تہ چوں بنفشہ بر سر زانو نہادہ ایم
 بنفشہ کی طرح، ہم نے گلے پر رکھ دیا ہے
 وین شکار بار بست بیکسو نہادہ ایم
 اور اس کا روبرو کو بندہ کر کے ہم نے ایک طرف دھرایا ہے

تا جو چشم یار چہ بازی کند کہ باز
 دیکھے یاری آنکھ نما جو کب کیں دکھائے اس لئے کہ
 طاق درو واق مدرسہ قلیل وقال فضل
 مدرسہ کا طاق اور چمت اور ہندی کی قیں وقال
 عمر کے گذشت و بابا امید اشارتے
 ایک گز گئی ہے اور ہم نے ایک اشارے کی امید ہے
 ناموس چند سالہ اجاد و نیکنام
 نیکنام باوا، داوا کی ساہبا سال کی آبرو کو
 ہمشیار و عاقلیم کہ بردست و یاد دل
 ہم ہر فیلا و عقلمند و نیک دل کے ہاتھ اور پاؤں پر
 لے دل بعیش کوش کہ مانقدر عقل و پیش
 لے دل بعیش کی عقل کو ایسے کہ ہم نے عقل اور پیش کے تھو کو
 فرما اشارتے کہ دو چشم امید دار
 یعنی دو امید دار اور انھوں کو پیش
 کوئی اشارہ کر، اس لیے کہ ہم

بنیاد بر کر شتمہ جادو نہادہ ایم
 ہم نے جب دو کے کر شتمہ ہر بنیاد رکھی ہے
 زینہا بنیاد کوئے تو ماژو نہادہ ایم
 ان کو چھوڑ کر ہم نے تیرے کوچہ کی خاک کا رخ کیا ہے
 چشمے برآں دونوں گس جادو نہادہ ایم
 جادو بھری ان دو آنکھوں پر آنکھ رکھی ہے
 در راہ جام وساقی مہر و نہادہ ایم
 ہم نے جام اور چاقی سے چہ والے ساقی کے لڑائی لکھنے ہے
 زنجیر و بند زان خم گیسو نہادہ ایم
 اس زلف کے خم کی زنجیر اور پٹری ڈال دی ہے
 در راہ یار سلسلہ گیسو نہادہ ایم
 سلسلہ گیسو والے یار کی راہ میں ڈال دیا ہے
 پیوستہ بر دو گوشہ امرو نہادہ ایم
 امرو کے دونوں گوشوں پر، نگار رکھا ہے

کفنی کہ حافظ ادل سرگشتہ ات کی است
 تو نے کہا کہ اسے حافظ تیرا دیوانہ دل کہاں ہے؟
 در حلقہ ہائے آن خم گیسو نہادہ ایم
 ہم نے اس خم گیسو کے اعلقوں میں رکھا ہے

غم زمانہ کہ میچش کران نمی بینم
 زمانہ کا غم جس کا میں کوئی کتا رہ نہیں دیکھا ہوں
 نشان مرد و خدا عاشقی ست با خود آتی
 مرد خدا کی، بچکان، عاشقی ہے، ہوش میں آ
 دریں خمار کم جرعه نمی بخشد
 اس خمار میں کوئی کچھ ایک گونٹ نہیں بخشتا ہے
 ز آقب قبح ارتفاع عیش کبیر
 پیالے کے آقاب سے، عیش کی بلندی حاصل کر
 نشان مومے میانش کہ دل درو بستم
 اس کی کر کے ہال کا پتہ نہیں میں نے دل باندھا ہے
 بریں دو دیدہ حیران من ہزار افسوس
 میری ان دو حیران آنکھوں پر ہزاروں افسوس ہیں
 قد تو تابش از جو تبار دیدہ من
 میری آنکھ کی نہر سے جب سے تیرا قد غائب ہوا ہے

دواش جزے چہل ارغواں نمی بینم
 میں اسکی دوا اور غواں شراب کے سوا نہیں دیکھا ہوں
 کہ در مشائخ شہر این نشان نمی بینم
 اس لیے کہ شہر کے بزرگوں میں میں وہ علامت نہیں دیکھا ہوں
 ہمیں کہ اہل لے در جہاں نمی بینم
 دیکھ، میں دنیا میں کوئی صاحب دل نہیں دیکھا ہوں
 چرا کہ طالع وقت آسچنال نمی بینم
 اس لیے کہ وقت کا ستارہ میرا ایسا نہیں نکلتا ہوں
 زمن میرس کہ خود در میاں نمی بینم
 مجھ سے بڑھ چوہا اس لیے کہ میں خود اس کو نہیں دیکھا ہوں
 کہ بادو آنہ رویش عیاں نمی بینم
 کہ دوا آنہوں کے چہرے ہوتے ہوتے اپنے چہرہ کو مٹا نہیں دیکھا ہوں
 بجائے سرو جز آب رواں نمی بینم
 سردی کی جگہ، سوائے جاری پانی کے میں نہیں دیکھا ہوں

لہ ظاہری قیل و قال
 کو ترک کر کے اب ہم
 کوئے یاری طرف
 متوجہ ہو گئے ہیں۔
 لہ ہم نے اپنی نسل
 عزت کو جو سہا بدل
 میں حاصل ہوئی تھی
 جام وساقی پر قربان
 کر دیا ہے
 تہ پہلے ہم میں
 سوال ہے دوسرے
 مصرع میں کل
 جواب۔
 لہ ہاتھ
 غم کا علاج
 سرخ شرب ہی

ہے۔
 جس میں عیش نہیں
 وہ مرد خدا نہیں ہے
 اور اس چیز سے تمام
 مشائخ وقت خالی ہیں۔
 نہ محبوب کی کر کوستا
 فرض کیلچا ہے۔
 لہ آنکھ کے دوائے
 موجود ہیں لیکن ہم
 محبوب کے چہرے کو
 صاف طور پر نہیں
 دیکھ سکتے۔

۱۔ حافظہ کے دیوان کے علاوہ کوئی دیوان مسانی سے پڑھیں۔
۲۔ ہوا تفتش عالم قدس سے تھا ہم اس دنیا میں کے پسے یہ تباہ مثل ہے لغزش ہمارے دنیا میں پھیننے کا سبب بنی ورنہ بہت جہم سے بھرے۔
۳۔ محو کے تذکو الغصے تشبیہ برجاتی ہے عشق کے استاد نے ہیں حرف الف تک

۴۔ جہاں سب دیا ہے عشق کا غلام بننے

۵۔ ہمیں صبیحوں نے گہرا لیا ہے۔

۶۔ اگر حافظہ کے آنسو زلف کے ذریعہ

۷۔ تو نہ پوچھے گا وہ تیرے رونے اپنے آپ کو

۸۔ تباہ کر گیا۔

۹۔ دوست اور شریک

۱۰۔ ہمیں بدلتا شراب

۱۱۔ پینا اجاڑے۔

۱۲۔ تا جس سے ریاکی

۱۳۔ گدھی مراد ہے۔

۱۴۔ عہد روز سے ہم شراب خانے کے

۱۵۔ دہن سے پراسن تیب

۱۶۔ سے بقم ہمیکہ شایہ وہ

۱۷۔ اپنے لب کا آب کھونٹ

۱۸۔ ہمیں پلائے۔

ترک صحبت پر مغال خواہم گفت
پیر نیکان کی صحبت سے ترک کہیں نہ کہوں گا

من وسفید حافظ کہ جز دریں دریا
میں ہوں اور حافظ کا دیوان، اس لیے کہ اس دریا کے سا
بضاعت سخن در فشاں نمی بینم
موتی بر سائے طلحہ کلام کا سر پایہ میں نہیں دیکھتا ہوں

فاش میگویم و از گفته خود دلشادم
کلمہ کلمہ کہتا ہوں اور اپنے کہنے سے خوش ہوں
طائر گلشن قدم چہ دم شرح فراق
میں پاک باغ کا پرند ہوں، فراق کی شرح لیکھتا ہوں
من ملک بودم و فردوس بریں جایم بود
میں فرشتہ تھا، اور فردوس بریں میرا مقام تھا

سایہ طوبی و در لجنوی حور و لب حوض
طوبی کا سایہ، اور حمد کی دل جوئی، اور حوض کا کنارہ
نیست بر لوح دلم جز الف قامت یار
میرے دل کی تختی پر یا ر کے تو کے الف کے ساتھ
کوکب بخت مرا بیخ بخت شناخت
میرے نصیب کے ستارے کو کوئی نجومی نہ پہچانا

تا شد مرقم حلقہ بگوش در میخانہ عشق
جب سے میں عشق کے میخانہ سے لگے بگوش بنا ہوں
گر خور خون دلم در مکے یار و راست
اگر آئینہ کی پیشانی میرے دل کا خون ہے تو حساب ہے

یاک کن چہرہ حافظ لب زلف زاشک
زلف سے حافظ کے چہرے کو آنسوؤں سے متا کر کے
ورنہ این سیل داماد بکنند بنیادم
ورنہ یہ مسلسل بہاؤ میری بنیا و اکھاڑ دے گا

فتویٰ پیر مغال دارم و عہدیت قدیم
میرے پاس پیر نیکان کا فتویٰ ہے اور قدیم دستد ہے
چاک خواہم زردن این لقی ریا نی چہ کنم
ریا کی اس گدھی کو چھڑانا چاہتا ہوں کیسا کروں؟

تا مگر چہ فرشتان لب جانان بر من
تا کہ شاید ہمشوق کا ہونٹ مجھ پر ایک گونٹ چھڑکے

چرا کہ مصلحت خود در آل نمی بینم
اس لیے کہ اپنی مصلحت میں اس میں نہیں دیکھتا ہوں

بندۂ عشقم و از ہر دو جہاں آزادم
میں عشق کا بندہ ہوں، اور دونوں جہاں سے آزاد ہوں
کہ درین دانگہ حادثیوں افتادم
کہ اس حادثہ کے جال کی جگہ میں، کس طرح پھنس گیا ہوں
آدم اور در دریں دیر خراب آبادم
اس خراب آباد، مستند میں بچے آدم نے آئے
بہواتے سر کوئے تو برفت از یادم
تیرے کوچہ کی بخت میں میری یاد سے نکل گئے
چہ کنم حرف دگر یاد نداؤ تا دم
کیا کروں استاد رہنے کے دوسرا حرف یاد نہیں کر لیا
یارب از ما دریتی بیخ طالع زادم
اے خدا میں دنیا کی ماں سے کس ستارے کے ساتھ پیدا ہوا ہوں

ہردم آید غم از تو مبارک بادم
ہر وقت تیرا ایک منہ مجھے بہا مبارک دینے آتا ہے
کہ جز اول بچکہ گوشہ مردم دادم
کہ میں نے تو کو ان کے جگر گوشہ کو دل دیا ہے؟

کرم است مے آنرا کہ نہ یارست و ندیم
کرم شراب اس کے لیے حرام ہے جس کا کوئی یار ہو نہ ندیم
روح را صحبت جان بخش غذا بیست الیم
تا جس کی صحبت روح کے لئے دونوں کا غذا ہے
سالہا زان شدہ ام بردر میخانہ مقیم
اسی وجہ سے میں سالوں سے میخانہ کے در پر مقیم ہوں

مگرش صحبت درین من از یاد رفت
 شاید میری بمانی دوستی که جابل گیا ہے
 بعد صد سال اگر بر سر عالم گذری
 سو سال بعد میری آگر تو میری خاک پرست گذرے گا
 فکر بہ خود دے دل ز درد بگر کن
 اے دل اپنی بھلائی کی فکر دو سر سعد و طے سے کر
 گوہ معرفت اندوز کہ با خود دبری
 معرفت کے موتی بیخ کو دکا لپے ساتھ لیا جائے
 دام سخت است مگر بار شود لطف خدا
 چال سخت ہے ، شاید خدا کی مہربانی باری کرے
 غمخیز کو تنگدل از کار فریستہ مباش
 غمخیز سے کہو ، بند کام سے تنگدل نہ ہو
 دلیران ما بصد امید گرفت اول دل
 مشرق سے پہلے تر اقیانوس دلا کر ہم سے دل لے لیا

انے نسیم سحری یاد رہش عہد قدیم
 اے صبح کی نسیم اس کو براتنا زمانہ یاد دلا دے
 سر سر آرزو ز حکم رقص کنال عظیم ریمیم
 تو بھائی بڑی ناچستی ہوئی میری مٹی سے سرنگالے کی
 درد عاشق نشود بیز مدعا وائے حکیم
 عاشق کا درد حکیم کی دوا لے اچھا نہیں ہوتا ہے
 کہ نصیب دگر آنت نصاب رویم
 کیونکہ جائی اور سوئے کی مقلد و رسول آتھ ہے
 ورنہ آدم نبرد صفر ز شیطان رحیم
 مرد انسان مردود شیطان سے بازی نہیں جیت سکتا
 کز دم صبح مدد بانی و انفاس نسیم
 اس کی کج کج کے وقت اور نسیم کے چھوٹوں کو توڑ دینا
 ظاہراً عہد فراموش تگند خلق کریم
 بدنام اس کا ایچھا خلق ، عہد فراموش نہ کرے گا

حافظ اسلم و زرت نیت بر و شکار باش

اے حافظ اگر تیرے پاس سنا جانے نہیں ہے، جا شکار

چہ بر از دولت لطف سخن و طبع سلیم

لام کی بات گنگ و اور طبع سلیم کی دولت سے بڑھ کر کیا ہوگا

گو فرستے کہ خدمت پر مغان کخم
 موقع کہاں ہے کہ میں پر مغان کی خدمت کروں
 متن سالہا مجاور مینخا بودہام
 میں سالوں سے، مینخا کا مجاور رہا ہوں
 دی شیشہ دید با من و شکست محتب
 کہ محتب نے میرے پاس بول دیکھ لی اور تونڈی
 منکر رسید تا شکند شیشہ بر شراب
 منکر پہنچ گیا تا کہ شراب کی بوتل کو توڑ دے
 شیخ کلوش گفت حرام ہے مخور
 شیخ نے کہا میرے کان میں کہا کہ شیشہ بے نیپ، حرام ہے

وز نیند پر دولت خود را جواں کخم
 اور نیند کی نعمت سے اپنے نصیب کو جوان کروں
 با قیش ہم بخند مست ال آستان کخم
 باقی عمر میں، اس پر کھٹ کی خدمت کروں گا
 امر و ز زری دلق ملع نہاں کخم
 آج شیخ کی گھڑی کے نیچے، چپا ہوں گا
 تدبیر امن از تو تو کم من چناں کخم
 تو اس سے بھاد کی تدبیر دیکھوں، وہی ہی کروں گا
 گفتہ بچشم ہر چہ تو گوئی ہماں کخم
 میں نے کہا، ہر جو چشم، جو کہے گا میں وہی کروں گا

حافظ مکن فرار ز جور رقیب سگ

اے حافظ رقیب کئے، کے ختم سے دو بھاگ

کاندرینا و یار ترا در اسال کخم

اس لیے کہ میری یار کی پستہ میں سبجے امن نے دلا

ملحقہ کے دوستی کا
 خیال کر اور میں غم
 میں جلا دکر
 ماضی سے ماضی

از سر اسلمی بر سر جزا سے آواز نصیب
 درد عشق از آواز آسم و صورت بنام
 زلف زلف از آواز آسم و صورت بنام
 اگر اس شوخ اسد بہر نسا یاد را

مکرم صفت غلطی
 ساتھی کا
 چاندی
 ستارہ
 میں چا
 رہا جیتا۔

شہ عاشق کو اپنی
 ناکا کیوں پہلے گرتے
 دہنا چاہیے اناہد
 وصل حاصل ہو جاتے کہ
 ۱۰ سالوں سے خرفان
 کا کاہلوں قیضنگ
 بھی ہی حالت میں
 کاٹوں گا۔

خبر کا کہ پہلے کرے
 دوسرے صحت میں کہا
 چہ نہ ہی گئی کے نیچے
 بول چیاں گا۔
 میں سے جو کلام کخم کیجے
 لیے میں نے کہہ دیا کہ کچھ
 فریادیں اسل کروں گا۔

سرت سے شرب نوشن
 گئے کھریوں گوں گا۔
 سب ساجی اور
 چھان چھانکے وہ کاشف
 بیان کئے ہیں گئے۔
 ہم ابرو کی خوب
 میں جو پختہ ادا
 کرنے کے لئے تیار ہو۔
 سے دل میں اگر جو خوش
 ہے لیکن ہم بالکل
 فاختوش ہیں۔
 ہے جو سب کی
 تشریح کرنا بلکہ کو تو

دینا ہے۔
 صرف
 بھی سون
 ہی حالت
 سبک ہو گئی

تدرج نوشی کرتا ہوں۔
 یہ حضرتیہ ہمیں ہوں کہ
 جلدت جنت سے نکلے
 تو یہ جنت کیوں کے
 بد سے فروخت کر دیا۔
 یہ جو تو صاف چینی
 ہوتی شرب پینا چاہتے
 چہ میں یہ تھیان کے
 حق سے چھٹ
 پیتے ہیں۔

لرا میں منزل غربت بسوئے خانہ روم
 اگر اس سفر کی منزل سے مگر خوف جاؤں تو
 زیں سفر گر بسا امت بوطن باز رسم
 اگر میں اس سفر سے غربت سے مگر واپس پہنچ جاؤں گا
 تا کیوم کہ چہ شمشد ازین سیر سلوک
 تاکہ بیت ازین کا اس اسوک کی سیر میں پھر کاشف ہوا
 آشنایان رو عشق گرم خوں مخورند
 عشق کے رات کے دوست اگر سیر خون بھی نہیں
 بعد ازین دست من وزلف چو زنجیر نگار
 اس کے بعد بڑا ہاتھ جو ابرو جو بہ کی زنجیر جیسی زلف
 گر بہ بنیم خم ابرو دتے جو محرابش باز
 اس کے محراب سے ابرو کے خم کو اگر میرا پھر دیکھوں

نذر کردم کہ ہم از راد میخا نروم
 تو میں نے منت مانا ہر راستہ میں سے شایعہ جانوں گا
 دگر آنجا کہ روم عاقل و فزانا نروم
 پھر جہاں بھی جاؤں گا بقاعد اور دانا بین کر جاؤں گا
 بر در میسکہ با بریط و پیمانہ روم
 شراب خانہ کے دروازہ پر سارنجی اور دیوانہ لیک جاؤں گا
 کافر مگر شکایت بر بیگانہ روم
 میں کافر ہوں، اگر غیر کے پاس شکایت لیک جاؤں
 تا بکہ ازینے کام دل دیوانہ روم
 دوانے دانا کے مقصد کے پیچھے کب تک دوزوں
 سجدہ شکر کنم در تے شکرانہ روم
 شکر کا سجدہ کروں گا اور شکرانہ ادا کرنے جاؤں گا

خزم آں دم کہ جو حافظ توالے وزیر
 وہ وقت مبارک ہو گا کہ وزیر کی دولت کا نکل طرح
 سر خوش از میسکہ بادوست بکاشانہ روم
 میسکہ سے ست ہو کر دوست کے ساتھ مگر جاؤں گا

گر چہ از آتش دل چوں خم مے در جو شرم
 اگر چہ دل کی آگ میں غریب کے شکر کی طرح جوش میں ہیں
 قفسد جان ست طبع در جاساں کردن
 مشرق کے ہونٹ کی نشت کرنا، جان تو بلاک کرنا سے
 من کے آزاد شرم از خم دل چوں ہر دم
 میں دل کے شرم سے آزا ہو سکتا ہوں جبکہ ہر دم
 حاش نہ کہ نیم معتقد طاعت خویش
 عاشقانہ میں ایسی طاعت کا معتقد نہیں ہوں
 جہست امیدم کہ علی الرغم عدو روز جزا
 مجھے امید ہے کہ دشمن کے علی الرغم، کیا سب دن
 پدم روضہ رضواں بدو گندم لفرخت
 میرے اپنے بہشت و دوزخوں میں بیج ڈالی
 خرقہ پوشی من از غایت دینداری نیست
 میری خرقہ پوشی نہ تہمان دینداری کی وجہ سے نہیں ہے
 من خوابم کہ نہ شرم بجز از راقی خم
 میں نہیں چاہتا ہونے کی بیز صاف کی ہوئی شراب ہوں

فہر لب زدہ خوں میخوم و خاموشم
 ہوش پر ہر نگانے ہوں خون نہ ہوں اور خاموش ہوں
 تو مرا ہیں کہ دریں کار ز جاساں میگو شرم
 تو مجھے دیکھو اس کا میں جان سے کوشاں ہوں
 ہند وزلف تے حلقہ کن در گو شرم
 کسی مشرق کی کھلی زلف، مجھے حلقہ جوش بناتی ہے
 ایس قدر ہست کہ کہہ کہہ تے می نوشم
 اتنا تو ہے کہ کہیں کبھی کوئی سپاہی نہیں لیتا ہوں
 فیض عفو ش تہد با رنگہ بردوشم
 اسے عفو کا فیض، ایسا ہر کامیو جی رہے کہ نہ ہر دم سے گا
 ناخلف باشم اگر من بخوے نفوشم
 میں ناخلف ہوں گا، اگر ایک تجویز نہ بھولوں گا
 پردہ بر سر صد عیب نہاں میوشم
 سو چھے عیبوں پر ایک پردہ ڈالتا ہوں
 چہ کہم از سخن پر مغفالت میوشم
 کیا کہوں، پر مغفالت کے کہنے سے چتا ہوں

گرازیں دست زند مطرب مجلس عشق
 گر بس تو مطرب اس طریقہ برینوز عشق کھائے
 شعر حافظ برد وقت سماع از ہوشم
 مانفک کے شعر سماع کے وقت مجھے بیہوش کر دیں

گرچہ افتاد زلفش گر بے درکارم
 اگرچہ میرے کام تھا اس کی زلف کی وجہ سے گرہ پڑی ہے
 بطرب محل کن سرخی ز رویم کہ جو حیا
 میرے چہرے کی سرخی کو خوشی پر گول بنا کر اس نے گڑھا لکیرا
 پردہ نہ مطرب کم از دست بڑوں خوار
 یہ مطرب کا پردہ ۱۰ گھنٹے بے وقت بزرگوں کا
 متمم آن شاعر سا حکر ز افنون سخن
 میں وہ جاودہ نگار شاعر چوں کہ کلام کے جاوید گرجے سے
 بعد اتمید نہادیم درس باد یہ بانیے
 سوا تہیوں کے کتھرا ہوتے اس جگہ تہیوں کا
 چوٹش در گنبد باد نمی یارم دید
 ہمیں اس کو پہلی گز گاہ میں بھی نہیں دیکھ سکتا
 دیدہ بخت با فاضل او شد در خواب
 اس کے افسانہ سے نصیب کی آنکھ سو گئی
 یعلیٰ اللہ کہ خیالے ز تمم میش مانند
 خدا جانا ہے بلکہ ایک خیال سے زیادہ نہیں رہتا
 یا سان حرم دل شدہ آشب ہمیش
 تم تمام تمام ہر بات دل کے حرم کا چرک نہ رہتا ہوں

بجیناں چشم امید از کرمش میدارم
 میں اسی طرح آئے اس کے کرم کا امید دار ہوں
 خون دل عکس بروں میدہن ز خسارم
 میرے رخساروں سے دل کا خون جھلک رہا ہے
 آہ اگر زانکہ دریاں پردہ نباشد بارم
 افسوس ہو گا، اگر اُس پردے میں مجھے باریکی نہ ہوتی
 از نئے کلک ہمہ شہد و شکر میارم
 تلخ کنے سے تمام تر شہید و شکر سے مر سنا ہوں
 اے دلیل دل گم گشتہ فرود گزرم
 اسے گم شدہ دل کے ہر لمحے جو غمزدہ دیتا
 با کہ گویم کہ بگوید سخنے یایارم
 تو کس سے ہوں کہ میرے دوست سے کوئی بات کہے
 کوئیے ز رعایت کہ کند بیدارم
 ہر زبان کی نسیم کہاں ہے جو مجھے جگا دے
 بلکہ آن نیز خیالت کہ می بندارم
 بند جو کہ میں سو رہا ہوں ایہ بھی ایک خیال ہے
 تا درین پردہ جز اندیشہ او نگذارم
 تاکہ اس پردے میں اس کے خیال کے سوا کسی کو نہ دھوں

دوش میگفت کہ حافظ ہر بیست ریا
 کس نہ کہنتا خفا کو سلف با بکل لوگ دکھا دے
 بجز از خاک درت با کہ بگور و آرم
 تو بتا کہ میرے دل کی خاک کے سوا اور میں کس طرف رخ کر دوں

گرچہ ما بند گان یاد شہیم
 اگرچہ ہم بادشاہ کے قلام ہیں
 گنج در آستین و کیہ تہی
 خزانہ آستین میں ہے اور تسلی خان ہے
 ہوشیار حضور و مست غرور
 ہم حضور کے ہوشیار ہیں اور غرور کے مست ہیں

یاد شاہان ملک صبح گہیم
 سچ کے وقت کے ملک کے بادشاہ ہیں
 جام گیتی شاو خاک بر میم
 ہم جام جہاں شاہیں اور شاہ کی خاک ہیں
 بحر توحید و غرقہ گنہیم
 توحید کے سمندر ہیں، اور گناہ میں غرق ہیں

سے اگرچہ زلف کی
 جدوت ہمارے تمام
 کاموں میں گمراہی
 گئی ہیں لیکن پھر بھی
 ہم کرم کے امیدوار
 ہیں۔

سے چہرے کی سرخی
 کو میری سستی کی وجہ
 سے نہ جوڑ سکتا دل
 کا خون ہے جوڑ سکتا
 میں جھلک رہا ہے۔
 سے میں جاوید بیان
 شاعر ہوں میرے
 کلام سے شہد و شکر
 لکھتا ہے۔

سے جیسا کہ
 سر پہ بھی
 نہیں دیکھ
 سکتے تو ای
 تک اپنا بیٹا
 کیے پہ نہیں۔
 سے اس کا نازتے
 سنتے میرا نصیب سو گیا
 اب اس کی رعایت کی
 نسیم ہی اس کو میدہ
 کر کے گی۔

سے انا لا فر ہو گیا ہوں
 کہ میرا جسم سخن خیال
 ہے اور یہ بھی خیال
 ہے وہ نہ ہو سکتا جگہ
 بالکل معدوم ہو گیا ہو
 کے صبح کو تکتا ہوا
 روحانی بادشاہی حال
 ہوتی ہے۔

سے چونکہ میں شہداد
 حضور حال میں اس
 میں بحر توحید میں لہر چکے

۳۲۱ مکتبہ میں اس کے کتب خانے میں۔

سے شایر بیدار گت سے
 مہاوشاہ منصور ہے
 پروک شایر کی گوشت
 دیکر شیراز کا پوناد
 بنا تھا اس بادشاہ کا
 کئی خول میں خواج
 صاحب نے ذکر کیا ہے۔
 شعر شعر نظر نہیں ہے
 اگلے شعر سے ٹکر
 اس کا مضمون مکمل
 ہوتا ہے۔
 سہم شاہ منصور کے
 مخلص ہیں ہم دو خط
 نہیں ہیں۔
 کے سدا کا عینت
 نقاضا ہے لیکن شاہ
 خود ہمارے فرض کا
 اقرار ہے۔



مہ خط
 خیاب
 ایک قسم
 کی تری کام

ہے ہمیں وہ ہری
 لاتوں سے حروف
 بناتے جاتے ہیں اور
 ان میں باریک باریک
 نقطے لگاتی ہیں ایک
 تحریر ہو جاتی ہے۔
 سداگر ہلاک ہاں
 محبوب کو پسند نہیں ہے
 تو ہم آسوں کہ کھان
 سکا اس کو دینے
 سکتی ہیں زلفوں نے
 عاشقوں کی دلاری کا
 وعدہ کیا لیکن میرے
 دل سے قاتلہ تھی
 اور اس کو قرار دیا۔
 یہ مظلوم کی دھما لڑ
 کرتی ہے شعر میں

شاہ بخت چوں کر شمع کند
 نصیب کا مشوق، جب ادا دکھائے
 شاہ بخت را بخت را ہر شب
 بیدار بخت، بادشاہ کے لئے ہر شب
 گو غنیمت شمار صحبت ما
 کہد، ہماری صحبت کو غنیمت کہے
 شاہ منصور واقف ست کر ما
 شاہ منصور واقف ہے کہ ہم
 دشمنان را زخوں کفن سازیم
 دشمنوں کا خون سے کفن تیار کر دیتے ہیں
 رنگت تیز ویر پیش ما نیور
 دھوکے کا رنگ، ہمارے پیش نظر نہیں ہوتا

ماش آئینہ رخ چو ہمیم
 ہم اس کے چاند جیسے چہرے کا آئینہ ہیں
 ما تکبان افسو کلیم
 ہم تاج، اذہ گاہ کے تکبان ہیں
 کہ تو در خواب و ما پدید کہیم
 کہ تو سویا ہے اور ہم ہم ہمہ دار کی کی جگہ میں ہیں
 روئے ہمت بہر کجا کہ ہمیم
 ق جس طرف بھی باطنی توجہ کرتے ہیں
 دوستان را قبائے فتح ذمیم
 دوستوں کو فتح کی تباہ دیتے ہیں
 شیر خیم وافھی سیمیم
 ہم سرخ شیر، اور سیاہ سانپ ہیں

وام حافظ بگو کہ باز وہ ہند
 کہو کہ حافظ کا فرض ادا کر دیں
 کردہ اعتراف و ما کو ہمیم
 تو نے اقرار کیا ہے، اور ہم گواہ ہیں

گردست دید خاک کف پائے نگارم
 اگر مشوق کے پیر کی خاک، میرے ہاتھ تک جائے
 پروانہ اوگر برسد در طلب جاں
 اگر جان کی طلبی کے لئے اس کا پروانہ آ جائے
 گر قلب دلم را نہد دوست بخیر
 اگر مشوق میرے دل کے کونے سے گزرتا ہے تو
 دامن مفسان برین خالی کیں زمرگ
 بونف کی سے نودہ پھیر اس لیے کہ کر نیچے ہدی
 از بولے کنار تو شدم غرقہ امید
 تیرے پہلو کی حشا میں، میں امید میں ڈوب گیا ہوں
 زلفین سیاہ تو بیدلاری عشاق
 تیری دوکانی زلفوں نے، عشاق کی دلاری
 امروزش سرزوفائے من و اندیش
 آج میری دفا سے، سرکش ذکر، اندیش کر
 لے ساقی ازاں بادہ یکے جرعی اور
 لے ساقی اس شرب کا ایک گونٹ لادے

بر لوح بصر خط غباری بنگارم
 بینائی کی تختی پر، غباری خط لکھوں
 چوں جمع هماندم بدے جاں بیارم
 جمع کی طرح اسی وقت ایک دم میں جان دیدوں
 من تقدرواں دوش از دیدہ بیارم
 فرما اس کے سامنے چلو سدا، انھوں سے برسا دوں
 زین در تو اند کہ بر باد غبارم
 اس در سے مہا میرے غبار کو دبا سکے گی
 از بوج سرشکم کہ رساند بکنارم
 نیزے آسوں کہ بوج سے مجھے کنار سے پہنچا سکے گی
 دادند قرارے و ہر دند قرارم
 ہا اقرار کیا، اور میرے قرار کو لے گئیں
 زان شب کہ من از غم بد عادت بگرم
 اس سات سے کہ میں غم کیو جہ سے دعا کیے ہا غم ٹھوڑوں
 کال بوئے شفا امید بلا زنج خارم
 جو غما کے رخ سے بھنکو شفا کی امید دلا دے

حافظ لب لعش چہ را جان عزیزست

اسے حافظ اس کا صلہ جیسا ہوتے ہیں جیسے جان کی طرح پیلا رہے
عمرے بود آں لحظہ کہ جاں را لب لب ازم
وہ تو خدا ساقبت ایک عمر ہو گا کہ جان کو ہر خوشی پر بلاؤں گا

گردست رسد در خم زلفین تو بازم
اگر تیری دوزخ زلفوں کے خم میں گیا رہا تو تھک بھر ہو گا جانتے

زلف تو مرا عمر عزیزست فی نصیبت
تیری زلف میری عمر عزیز ہے، اسکی نہیں ہے

پروا نہ راحت بد دلے شمع کہ اشب
اسے شمع آرامت کا پروا نہ دیکھنا اس لیے کہ آگ کی لگات

چون نیست نماز من آلودہ نمائے
چونکہ تھک گنہگار کی نماز، کوئی گناہ نماز نہیں ہے

در مسجد و میخانہ خیالت اگر آید
مسجد اور میخانہ میں، میں اگر تیرا خیال آئے

گرفتار شے از رخ لافوزی
اگر کسی رات تو، جہاڑی غلٹ کر رخ سے روشن کر دے

اتنم کہ بیک خندہ دم جان چہ را می
جب میری کی طرح میں ایک تہقہ میں جان دیدوں تو

محمود بود عاقبت کار دریں راہ
اس راہ میں انجام کار کیا بل تریف ہو گا

حافظ غم دل با کہ بگویم کہ دریں دور

اسے حافظ دل کا حکم سے کہوں اس لیے کہ اس نماز میں

جز جام نشاید کہ بود محرم رازم
جام کے سوا کوئی اس کے لائق نہیں ہے کہ میرا محرم راز ہے

گرمین از سر زرش مد عیان اندیشم
اگر رقیبوں کی جھڑکی سے، میں مدد

ز پایش زندان نو آموختہ را بے برداست
نو آموزندوں کا زہر، گاؤں تک پہنچا تو اللہ راست ہے

شاہ و شوریدہ سران خوال من بیسماں را
مجھ کے بیسمان کو، دیہتوں کا ستارہ کہ

بیرجیش نقش کن از خون دل من خالے
بیٹھانی پر ماسیہ سے خون دل کا نقشہ کھینچ

چوں گوئے چہ سر مرا کہ بچوگان تو بازم
بیت سے سر ہوں گئے ہیں بچپن کی تیرے بچنے کیلئے

در دست سر معنی ازال زلف درازم
میرے ہاتھ میں اس دراز زلف کا ایک بال

از آتش دل پیش تو چون شمع گدازم
دل کی آگ سے میرے تیرے سامنے شمع کی طرح جلیں رہا ہوں

در میکدہ ز آل کم نشود سوز و گدازم
اس کی دہرے میکدہ میں میرا سوز و گداز کم نہیں ہوتا ہے

محراب، و کما خیزد وارفتے تو سازم
تو تیرے دوایر کو کس بچہ اور محراب بناؤں

چوں صبح در آفاق جہاں سر بفرارم
میں صبح کی طرح دنیا کے اطراف میں سر بلند ہو جاؤں

مستان تو خواہم کہ گز از بند نمازم
میں چاہتا ہوں کہ تیرے مست میری نماز پڑھوں

در سر برود در سر سودائے ایازم
خواہ ایاز کے عشق میں، میرا سر چلا جائے

شیوہ مستی درندی نرود از پیشم
مجھ سے مستی، اور زندگی کا شیوہ پورا ہو گا

منکہ بدنام جامم چہ صلاح اندیشم
میں جو کہ دنیا میں بدنام ہوں، نیکی کی کیا سوچوں؟

زانکہ در کم خردی از جہد عالم پیشم
اس لیے کہ کم عقلی میں مقام دنیا سے بڑھا جاؤں

تا بداند کہ قربان تو کافر کیشم
تاک لوگ جان مائیں میں مجھ کا فریہ قربان ہیں

تیری زلف میری
زندگی ہے لیکن اسکا
لیک بال بھی میرے
ہاتھ میں آنا۔

تا چونکہ جہاڑی نماز
صیح نماز نہیں ہے
اس لیے میکدہ میری
سوز و گداز پیدا ہوئے۔

تا اگر کسی شب تو ہیں
دیوار کو دیکھو تو ہم صبح
کی طرح سر بلند ہو جائیں
گئے۔

کے مرامی سے چٹھل
کی آواز ہوتی ہے وہ
اس کا تہقہ ہے اور
اس تہقہ سے ہی

اس کی جان کھلتی ہے
یعنی شراب
بہر آتی
ہے

محمود
اور ایاز عشق میں
مشہور ہیں لہذا دونوں
میں لفظی تلمیح ہے۔

مذہب جو تہقہ کی خوف
کے کا مستی اور
زندگی میں ناقص بننا
کے نو آموزندوں

کے لیے زہر کارستہ
بھی نزل مقصود تک
پہنچا رہے والا ہے۔
شعر

مندان
مندان قتلہ شدم
مندان قتلہ شدم

مندان قتلہ شدم
مندان قتلہ شدم
مندان قتلہ شدم

بے چوگیاں کی بکری
 نے خشک پتھر برفی
 کی جھلنا پیر صفی
 بلا ماشاں اس کو سناؤ
 تاکاں اس کو احساس ہو۔
 شہ میں اپنے لڑکھیل
 ہوں اور اپنے وقت کو
 بچاؤنا ہوں۔ بھے
 کسی سے کوئی واسطہ
 نہیں ہے۔
 سے خوشی کی خوشک
 ہر گئی ہے شرف خاندان
 آب و جہاں اس کی
 نشوونما کی جا بیٹے
 سے جو مشرق چوٹھا
 ہیں تکی کے طواگیا
 اس کو واپس لے آؤ
 ہم اس سے
 صفائی
 کریں گے
 بے نفس
 کی خواہشات
 کی وجہ سے ہمارا سینہ
 بیکرد بنا ہوا ہے ہیں
 آہ کترے اس
 نفس سے جہاں کراچیا
 سے کم حوصلہ پرندے
 مقصد لہذا ہر گاہ کھان
 طلب کنی چاہیے۔
 شہ لادل بچوں کے
 ماننے کی فرماں سے
 اسے سکون حاصل ہوگا۔
 شہ ہمیں بے مشورق
 سے تشویرا ہے کہ
 لوگ ملامت کے تیر
 چلا رہے ہیں۔

اعتمادے بناؤ بگدر بہر خدا
 بھروسہ ہر کر اور خدا کے بیٹے درگزر کر
 شعور نیار من لے دوست پر پلوں
 اسے دوست ہرے نول ہر سالے والہا شاہوں دوست پاس پھر
 دامن از شوخون دل مادر ہم ہیں
 ہاںہہ دلکے خون کے بھٹوں سے ملامت کھٹ سے

تا بانی کہ دریں خرقہ پر نادر و شہ
 ہار کچھ یہ سلام جہاں سے اس گدھی میں کسا اور میں ہیں
 کز مہرگان سید ہر ملک جہاں زندم
 کیونکہ کل ہاں سے اس نے میری شہرک پر لوگ لہا ہے
 کاز در تو کند گر بخراشی ریشم
 اس کے کچھ پر بھی اڑ کرے گا کھڑو ہاں سے نرم کر چھیا

من اگر زندم وگر شیخ چہ کارم باکس
 تھیوچا ہر مند ہوں خواہ شیخ ، بے کسی کے کیا واسطہ
 قافظ راز خود و عارف وقت خویشم
 میں اپنے ناز کا بھجوان ہاں ہر زمانہ کا طرف ہوں

ماہر آرمی شے دست و دعائے بکنیم
 بہ کسی راست نہ ہا تھا اٹھا تیس اور دعا کریں
 دل بیمار شد از دست رفیقان مدنے
 اسے دوست نہ کر دے بیمار دل ہا جو سے نکل گیا
 خشک شد شیخ طرب دلہ خرابات کجاست
 غرض کی بخت جو تھی ، طہا باست کاراستہ کو فرہ ہے
 آنکہ بے جرم پر بخیر و تبخیر ز دور رفت
 جو بدوں خطبے کے غیہہ ہلا دیکھ تیار سے ملا ہوا چا گیا
 ڈر و نفس کو وسیئہ ما سیکہ شد
 اس نفس کے مسرت ہر جس سے ہا ماسینہ بخانہ بن گیا ہے
 مرد از خانہ ز نال طلب لے دل ورنہ
 اسے دل ہندوں کے دل سے مد حاصل کر ورنہ
 سایہ طائر کم حوصلہ کارے نکتہ
 کم حوصلہ پرند کا سایہ کوئی مد نہیں کرتا ہے

غم بجران ترا جہرہ ز جا کے بکنیم
 کسی آگ سے ، پیرے جہرے نہ ہا ہوا کر ہیں
 تا طیش بسرا ریم و دو ا کے بکنیم
 تاکر طیب کر اس کے پاس و تیس اور کوئی دوا کر
 تا دل آب و ہوا شو و نما کے بکنیم
 تاکر اس آب و ہوا میں اس کی نشوونما کریں
 باز اش آرید ہمارا ک صفا کے بکنیم
 خدا کیلئے اسے دوبارہ لاؤ تاکر ہم صلح صفا کریں
 تیر آہے بکشائیم و غزا کے بکنیم
 ہم ایک آہ کا تیر جلا تیں ، اور جہاد کریں
 کار صعب است مبادا کہ خطا کے بکنیم
 کام سخت ہے ایسا نہ ہو کہ ہم سے کوئی ظلم ہوئے
 طلب سائے میمون ہما کے بکنیم
 کسی ہما کے با برکت سا کے کہ ہم طلب کریں

دلہ از پردہ بشر حافظ خوش لہر کجاست
 ہمارا دل پردے سے ہما رکھیا خوش لہر ما نڈھوں ہے
 تا بقول و غزل سازو نوائے بکنیم
 تاکر اس کے قول ہاں ہر نزل سے ساز و نوا کا بندوبست کریں

ما سر خوشان مست دل از دست ادا ہم
 ہم مست سر خوشوں نے ہاتھ سے دل دیدیا ہے
 ہر ما بے کمان ملامت کشیدہ اند
 ہم ہر بہت نازوں نے ملامت کی کسان کھینچے

بہر از عشق وہ منفس جام بادہ ایم
 بہر عشق کے ہم ہلا ، اور شرب کے جام کے ساتھ ہیں
 تا کار خود زار ہونے جہاں کشادہ ایم
 جبکہ ہم نے اپنے کام میں عشق کے ہرے کشادہ ہو گیا ہے

لے محل تو دوش جام صبوحی کشیدہ
 اسے پھر لے کرے کج کج شطاب صاحب ہیا ہے
 پیر مغاں ز تو یہ ماگر ملول شد
 پیر مغاں اگر ہماری توہ سے رنجیدہ ہوا ہے
 کار از تو میر و مد نے لے دلیل راہ
 لعلات کے پہلو کر آیا تیرے قابو سے نکلا جا رہا ہے
 چوں الہ سے مبین و قلعہ در میان کرد
 چوں الہ سے مبین اور شہاب اور ہیا ہے گورہ دیکھ

مآں شقا لقیم کہ با داغ زاوہ ایم
 ہمہ پہ لے کرے داغ کے ساتھ پہلے چوتے ہیں
 گو باوہ صاف کن کہ بغیر اتا سد ایم
 کدو شراب کو جھانے ہم فدر غماخی کہ کولے ہیں
 انصاف میدہیم کہ از رہ قنادر ایم
 ہم انصاف سے کچھ چہا کہ ہم راستے سے ہٹ گئے ہیں
 این داغ ہیں کہ بر دل نونین زاوہ ایم
 اس داغ کو دیکھو جو ہم نے غمئی دل پر لگایا ہے

گفتی کہ حافظ اینہر رنگ خیال نیست
 ترے کہا ہے حافظ ایسے رنگ لادھیال کیا ہے
 نقش غلط خوال کہ مہاں لوح سادہ ام
 غلط نقش نہ پڑا ہم اسی طرح سے سادہ سخن ہیں

ما در دوحہ در مرغیان نہادیم
 ہم نے سج کے دروگر نہیں ساند کے کھ داڑ سے بر کھرا ہے
 سلطان ازل کج غم عشق بہا داد
 ازل کے بادشاہ نے عشق کے غم غواڑ میں دیا ہے
 در خرمن صد عاقل و زماہر زند آتش
 سر صفندوں کا در زماہوں کے خرمن میں آگ لگا دینا
 در دل نہ ہمہ رہیں ازین بہتیاں را
 اس کے بعد جنوں کی جنت تو دل میں راستہ منوں کا
 آن بو شہ کہ زماہر ز پیش داد بہا دست
 زماہر نے جس بو شہ کے لئے ہیں ہاتھ دیا
 چوں بیرو و ایں کشتی سر گشتہ کہ آخر
 چونکہ یکشتی کو کج فی جہتی ہے تو آخر کار
 امانت کشید کہ جو ماہی دل و دین بود
 غلاما احسان ہے کہ ہماری طرح سے دل لانا ہے دین تھا
 در خر قازین پیش مناقب نتواں بود
 گدڑی میں اس سے زیادہ مناقب نہیں ہوا جا سکتا ہے

اوقات و عا در رو جانا نہادیم
 دہلے کے اوقات کو مشرق کے راستے میں نکل دیا ہے
 تازوی دریں منزل ویرانہ نہادیم
 جیسے ہم نے اس ویرانہ منزل کی طوف رخ کیا ہے
 این داغ کہ ماہر دل دیوانہ نہادیم
 یہ داغ جو ہم نے دیوانے دن پر لگایا ہے
 مہربان اوہ در ایں خانہ نہادیم
 ہم نے اس گھر کے معائنات پر اس کے ہنر شاہ کو لکھا ہے
 از روئے صفرا بلب جانا نہادیم
 صفائی کی وجہ سے ہم نے مشرق کے مژد کو بڑا
 جاں در سر این گوہر یک نہ نہادیم
 ہم نے اس توہیخت کے خیال میں جان لکھا ہے
 آنرا کہ خرد پر و درو فرزانہ نہادیم
 جن کو ہم نے عقل پر درو دار دانا سما
 بنیادش ازین شیوہ زندانہ نہادیم
 ہم نے اس کی بنیاد اس زندانہ طریقہ سے لکھی ہے

قانع بخیلے ز تو بودیم جو حافظ
 ہم ما فک طرح تیرے ایک خیال پر قانع تھے
 یارب چو گدا بہتت و شاہاد نہادیم
 اسے خدا ہم نے گدا بہتت اور شاہاد طبیعت دلنے ہیں

اگر ہماری توہ سے
 پیر مغاں ملول سے توہ
 توہ سے صندت کے لئے
 حاضر ہیں۔
 سہ لار کو قند پرست
 مانا گیا ہے میں ہماری
 ظاہری شراب نوشی پر
 جہاں ہمارے دل کو دیکھو
 سہ صبح کے درو دار
 دہلے کے اوقات صاف
 پر قرآن کریم کیا ہے
 سہ ہمارے دل کو داغ
 سترہ صفندوں کو لکھا
 چلو گیا۔

یہ اسہا ہلے دل
 میں درو سروں کے کش
 کی گناہ کش نہیں ہے
 اس کی بہت
 کی ہر رنگ
 ہلے ہے۔
 خدا جانے
 چونکہ صفائی
 قلعے میں اور کھیلے
 ہاتھ دیا ہم نے وہ
 پورے گورہ کے من کو
 دیا۔
 کھ لیں جو کج کشتی لگا
 رہی ہے اس کے من
 یہی ہے کہ جہاں چاہے
 تو ڈیرے کے کچھ جہاں
 چلے۔

شہ چلیفہ چو مقدر
 اور دادا جیتنے میں وہی
 ہلہی طرح اس کے
 عشق میں تھلا ہے۔
 ہر جہے نہی اسی
 لے گیا خیا کر نی جگر
 گوری ہنر مناقب
 بر سنا جیہات نہیں ہے

ظہیر دولت اور تیرے
 کے خواہشمند بیکر نہیں
 آئے یہاں حواوت
 سے پناہ لینے کے لئے
 آئے ہیں۔
 مگر ہرگز ایک گھاس
 ہے جس کی جز انسانی
 شکل کی ہوتی ہے
 مشہور ہے کہ اگر کوئی
 شخص اس گھاس
 کو اپنے پاس رکھے
 تو تمام لوگ اس پر
 مہربان ہو جاتے ہیں
 مشرق کے سبز
 خطہ کو ہر گز تیار
 دیا ہے۔
 یہ بیکہ عشق کی آگ
 اور آہ ہو،
 اس کے
 ساتھ
 اسی گزری
 مناسب نہیں ہے
 مگر دوستوں سے
 دوستی کی امید رکھنا
 خود ہماری غلطی تھی۔
 بے شک میں نے شکایت
 کے شیوہ سے خلاف
 تھا اور نہ میں بہت
 شکایتیں کیا۔
 ت انھوں نے دوستی کا
 اظہار نہیں کیا بلکہ
 فریب تھا۔
 بلکہ میں نے محبوب کے
 اجزاء کو محفوظ رکھا
 اور اشاروں میں شکایتیں
 کیں تاکہ کوئی اور مجھ سے
 نہ توئے خود دہرایا ہے
 ہم نے نہ کوئی شخص
 اس میں سے بھی لیا تھا۔

مادریں در نہ یہیے حشمت جاہ لہو کم
 ہم اس انداز سے بند دولت اور مرتبہ کیئے نہیں آئے ہیں
 رہ و منزل عشقم وز سر حد عدم
 ہم منزل عشق کے سفر آجیا اور عدم کی سرحد سے
 سبزہ خط تو دیدیم وز لبان بہشت
 ہم نے تیرے رخسار سے سبزہ دیدھا اور بہشت کا پانے
 باچیں گنج کہ شد فازان اور فوج میں
 ایسے خزانے کے جوئے ہوئے جو جس کے خزانچی جڑی تیرا
 لنگر علم تو لے کشتی توفیق کی است
 اسے توفیق کی کشتی تیری بردباری کا لنگر کہاں ہے!
 آبر و میر و دولے لے کر خطا پوش ببار
 اسے خطا کو چھاننے والے باروں آبر و خیاری ہے بر بندہ

ازید حاد شایخا پر پیناہ آمدہ ایم
 عارضہ کے ہا حشمت ہم اس جگہ پناہ لینے آئے ہیں
 تابا قلیم وجود میں ہمد لہ آمدہ ایم
 وجود کے غمگین ہمسایہ سب راستے لے کر گئے تھے ہیں
 بطل گاری این مہر گیاہ آمدہ ایم
 ہم اس مہر گیاہ کی طلب میں ہم آئے ہیں
 بگدائی بربرد فائدہ مشاہد آمدہ ایم
 ہم بیگمان تھے مگر شاہ کے گمراہی سے پناہ نہیں
 کہ دریں بجر کرم غرق گناہ آمدہ ایم
 کہ ہم کرم کے اس سند میں گناہ میں فدیہ دینے گئے ہیں
 کہ بدوان عمل نامہ سیاہ آمدہ ایم
 اس لیے کرم عمل کے دفتر میں یاد نامہ امال بیکر آئے ہیں

حافظ اس خرقہ پشمینہ بیند از کہ ما
 اسے ماننا! اس اون گزری کو چھینک دے، اس لئے کہ ہم
 از نے قافلہ بالآتش واد آمدہ ایم
 قافلے سے بچنے بچھڑے آگ اور آہ لیس کر آئے ہیں

مازیال چشم یاری داشتیم
 ہم نے دوستی کی امید کی
 تاد رخت دوستی کے بردہد
 دیکھو دوستی کا درخت کب پھل دے؟
 گفتگو آیین درویشی نبود
 باتیں کرنا، درویشی کا طریقہ نہ تھا
 شیوہ چشمت فریب جنگ داشت
 تیری آنکھوں کا شیوہ، لڑائی کا دھوکہ کھانا تھا
 نکتہ بارت و شکایت کس مدید
 نکتہ بازی ہوتی، اور کوئی شکایت نہ تھا
 گلبن حنت نہ خود شد و لفریب
 تیرے دھوکے میں کاش خود نمود و فریب نہیں ہی کی ہے
 چون نہادی دل بھر دیگران
 جب تو نے دوسروں کی ہمت میں دل نکال دیا
 گفت خود ادوی بہادل حافظا
 اس نے اہلسے حافظ! کہے ہیں خودوں دیا

خود غلط بود آنچه ما بیند داشتیم
 وہ خود ہی غلط تھا، جو ہم نے سمجھا
 حال یار فیتیم و تخمے کا شتیم
 فی الحال ہم آگے ہیں اور بیج بوائے ہیں
 ورنہ یا تو ما جبر اما داشتیم
 ورنہ، مجھ سے ہمیں بہت سی باتیں کرنی پڑیں
 ما غلط کر دیکم و صلح انکا شتیم
 ہم نے غلطی کی، اور صلح بھی لی
 جانب حرمت فرنگ داشتیم
 ہم نے، احترام کے پہلو کو نہ چھوڑا
 مادہ ہمت برو بگما شتیم
 بلکہ ہم نے اس پر باطنی توجہ کی طاقت رکھی
 ما امید از وصل تو برداشتیم
 ہم نے تجھ سے دوستی کی امید اٹھائی
 ما محصل بربرتے نگما شتیم
 ہم نے کسی پر نفس مقرر نہیں کیا

ماگو تیم بد و میل بنا حق نکینم
 ہم کسی کو نہیں کیجے ہیں اور تا حق کی طرف سے ہون بہی نہیں
 رحم مغلطہ برد فر دیش ز کشیم
 ہم عقلمندی کی کتاب پر غلطی کا نشان نہیں بنا تہیں
 عیب دروین و تو نگر یکم ویش بدت
 فقر و مالدار کو جب تک نہ تھوڑے اور بہت کچھ سے بری ہوتا
 خوش را نیم جہاں در نظر راہرواں
 رہمدوں کی نگاہ میں نہ دنیا کو ہم اپنی طرح چو لکے ہیں
 آساں کشتی آریاب ہنرمی شکند
 آساں ہنر مندوں کی کشتی توڑ دیتا ہے
 شاہ اگر عذر نہاں نہ حکومت نوشد
 شاہ اگر رہنروں کے گھوٹ کو عزت سے نہ پئے
 گردے گفت حسونے و رفیقے زنجید
 اگر کسی حاسد نے بکھرا لیا اور کوئی دوست نہ تھوڑے

جانہ کس سید و درق خود ازرق نکینم
 کسی کے جاہ کو سیاہ اور اپنی گدڑی کو نیلا نہیں بناتے ہیں
 مترق باورق شعبہ مملق نکینم
 حق کے لاد کو، شعبہ بازی کے درق سے نہیں جوتے ہیں
 کار مصلحت آنت کہ مطلق نکینم
 مناسب تو یہی ہے کہ ہم بنائی ۲۷۷۷ باطل نہ کریں
 فلک اسب سیزین مغرق نکینم
 ہم کالے گور سے اور جزائر زین کی منکر نہیں کہتے ہیں
 تکیاں بہ کہ برس بحر معلق نکینم
 یہی بہتر ہے کہ ہم اس معلق مندر پر بھروسہ نہ کریں
 التقائے منے صاف و مروق نکینم
 ہم صاف اور چینی ہون سحرانہ کی طرف تو تہ دیا
 گو تو خوش باش کہ گلوں با حق نکینم
 تو کہہ دو کہ تو خوش رہا ہم حق کی طرف کان نہیں کھاتے ہیں

سحق باطل کو غلط
 کہ کے اپنی عقلمندی پر
 ہم در حد میں نکلتے
 ہیں۔
 نہ خواہ کون ما اللہ ہے
 یا تفر کسی پر بھی سب
 گناہا درست نہیں ہیں
 سے آساں کو جو مطلق
 قرار دیا ہے اس لیے کہ
 آساں ہی مندر کی طرح
 نیلگوں ہے۔

سے اگر شارب کی صورت
 نہ کرے گا تو ہم اس سے
 بے نیازی برتیں گے۔
 و دشمن کو غلط بات
 کہتا ہے کہ وہ خود غلط
 نہیں اور نہ کسی مرتد نہیں ہے
 اور اگر صحیح بات
 کہتا ہے تو صحیح
 بات پر جھگڑا
 مناسب
 نہیں ہے۔

سے چکل برتستان کا
 ایک شہر میں نیز شہر ہے
 من، چین کا وہ علاقہ
 ہے جہاں کے ہر زون
 نافرہیز جرتا ہے۔
 سے خلوت میں جب کابل
 کا مقصد ہوا ہو رہا ہے
 اگر انجمن میں جگہ گزرتی
 کرے تو نہیں کیا جاوے
 شہرت کو بیکے تھکے
 سایہ میں آیا ہوں میں
 کے سرو اور شمشاد کی
 ضرورت ہائی نہیں ہے
 و حضور علیہ السلام کی
 آئینہ پر ہم غلو کہہ
 ہوا تھا اسی وجہ سے
 وہ انسانوں کے علاوہ

ہم کسی کو نہیں کیجے ہیں اور تا حق کی طرف سے ہون بہی نہیں

حافظ انصم خطا گفت نکیر یکم پرو
 اسے حافظ اگر دشمن نے غلط کہا تو ہم اس کی گرفت نہیں کرتے ہیں
 وز حق گفت بدل با حق حق نکینم
 اور اگر اس نے صحیح کہا ہے تو ہم صحیح بات پر جھگڑا نہیں کرتے ہیں

ہواداری کو لیش را جو جان خوش تن دارم
 اس کے کوہ کی ہمت کو اپنی جہان کی طسیر رکھوں گا
 فروع چشم و نور دل از ان ماؤن تن دارم
 آنکھی روشنی ماورد دل کا نور اس من کے چاند سے کہتا ہوں
 یہ فکر از خمش بدگویاں میان انجمن دارم
 تو انجمن میں ہلائی کر گویاوں کی خباثت کی کیا فکر کروں؟
 نازد و یکس یاے جنیس یاے کہ من دارم
 ایسا دوست کسی کا نہیں ہے، ویسا دوست میں سے نکھالوں
 فراغ از سرویتانی و شمشاد و جمن دارم
 مجھے باغ کے سرو، اور جنس کے شمشاد سے بے نیازی ہے
 چو ام عظمیٰ باشد چید پاک از اہر من دارم
 تم مجھے ہم عظمیٰ مائل ہواؤں کے شیطاں کا کیا تھکے
 کہ من بالعلیٰ خاموش نہانیاں صد سخن دارم
 اس لیے کہ مجھے اس کے خاموش ہونے سے زیادہ اپنے چہل کرنا ہے

مرا عہد لیت یا جانال کہ تاجان بیلن دارم
 میرا مشورتی سے وعدہ ہے جو جب تک ہیں دن ہاں تکا ہوا
 صفائے خلوت خاطر از ان شیخ چکل جو یکم
 دل کی خلوت کی صفائی اس چکل کی شین سے نہ ہوتی ہے
 بکا آواز و سے دل چو دارم خلوتے حاصل
 جب بے دل کے مقصد اور آواز کے غلطی بکے خلوت حاصل ہے
 شراب خوش گوارم ہست یا ہر جہاں سانی
 مجھے خوشگوار شراب حاصل ہے اور ہم ان دوست ساتی ہے
 مراد خاند سروے ہست کا مد رنایہ قدرش
 برسے گو میں ایسا سرو ہے جس کے تھکے کما ہیں
 سز کرد خاتم العاش زخم لاف شیبانی
 اس میں بیخیز ہونوں کی گونجی کوہ کے لڑیں ایسا شکر کی گونجی
 خدا رائے رقیب ایشے مانے دیو بر جمن نہ
 اسے رقیب اتنا کہ ہے آج کی مدت بخوری پر کہ نے سر جہا

سخت گوی کہ پیش لب تو جاں بدر ہم
 ہست کہ نیا کرتے ہر جنوں کے سامنے ہم جہاں دیدیں
 رو امدار کہ جاں بر لب است و ما زجاں
 اس کو مناسب نہ ہو کہ جہاں ہر نخل پر ہے اور ہم دنیا سے
 خوش اس زمان کہ پیش لب تو
 وہ وقت کیا خوب ہوگا کہ ہم شہر تیرے ہوش و گیس
 گدائے کوئے شامیم و حاجتے داریم
 ہم تیرے کوچے فقیر ہیں، اور ہم خود تند ہیں
 نشان وصل بجا وہ بہر طریق کہ ہست
 ہمیں وصل کی نشان دہی کر جس را سے ہے ہم

ربا کن کہ دریں حسرت از جاں برویم
 آواز ذکر، کہ اسی حسرت ہمہ دنیا سے چلے ہیں
 نندیدہ کا دل از آن لب و ماں برویم
 اس ہوشیادہ نہ سدل کا مقصد ہوا کہ بملک چلے جائیں
 تو خود گوی کہ ما از برت جہاں برویم
 تو خود بتا دے، ہم تیرے پاس سے کس طرح چلے جائیں
 رو امدار کہ محروم از آستان برویم
 اس کو جانو نہ ہو کہ ہم جو کھٹ سے محروم چلے جائیں
 کہ بارے از پتے وصل تو بر نشان برویم
 تاکہ اب تیرے وصل کے لئے ہم نشانات پہلے جائیں

مکو کہ حافظ ازیں در بر و براتے خدا
 خدا کے لئے یہ کہہ کہ حافظ اس دو واڑے سے چلے جا
 کہ ہر چہ دلے تو باشد جزاں بر آں برویم
 اس لئے کہ اس کے علاوہ جو کچھ تیری لئے ہو ہم اس میں ہیں گئے

مزن بردل ز نوک غمزہ تیرم
 ادا کی دک سے، میرے دل پر تیرے دل
 نصائب حن و در فقیر کمال است
 حسن کا نصائب، بکل ہے
 قمع پرن کہ من از دولت عشق
 پیلا بھرے، اس لئے کہ میں عشق کی دولت کی وجہ سے
 چنان پرتشہ نصائے سینہ از دوست
 دوست سے سینے کی بخت اس قدر ہے ہوئی ہے
 مبادا جز حساب مطرب و مے
 خدا کے مطرب اور شراب کے حساب کے سوا کچھ نہ ہو
 درل غوغا کہ کس کس را پیرسد
 اس شہر وغل میں کہ کوئی کسی کو نہ بچے
 چو طفلان ز اہداتا کے فریبی
 لئے ز اہل بچوں کی طرح کب تک مجھے بھولائے گا
 من اس فرغم کہ ہر مقام و سحر گاہ
 میں وہ بندہ ہوں، کہ ہر مقام اور سحر کو
 قرارے کردہ ام باے فرودشان
 میں نے شراب فرودوں سے بند کیا ہے

کہ پیش چشم بیارت بھیرم
 کیونکہ میں تیری بیمار آنکھ کے سامنے رہ جاؤں گا
 ز کامت وہ کہ مسکین و فقیرم
 مجھے ذلکا دیر سے، اس لئے کہ میں مسکین اور فقیروں
 جواں بخت جہانم گر چہ پیرم
 دنیا کا جواں بخت ہوں، اگرچہ بھرت ہوں
 کہ فکر خویش گم شد از خمیرم
 کہ میرے دل سے اپنی فکر گم ہوئی ہے
 اگر حرفے کشت کلک و دیرم
 اگر میرے عشق کا قلم، کوئی حرف لکھے
 من از پر مغال منت پذیرم
 میں اپنے ہمہ وقتاں کا شکر گزار ہوں گا
 بسبب بوتان و شہد و شیرم
 باغ کے سبب، اور شہد اور دودھ سے
 ز پام عرش می آید صغیرم
 عرش کے بالا خانہ سے میری آواز آتی ہے
 کہ روز غم بجز ساغر نگیرم
 کہ غم کے دن، اس ساغر کے سوا کچھ نہ ٹھاموں گا

مہم جاں لب ہی
 ایسا کہ ہر کہ حسرت
 دل ہی میں ہی جائیں۔
 سے خود تیرے غم کو
 محروم کرنا مناسب
 نہیں ہوتا ہے۔
 میں دعا کرتے
 چلے جائیں تاکہ تو بہا
 لئے تاکہ میں اس سے
 اس کے علاوہ جو کچھ
 حکم ہو ہم پر ہوا کہ گئے۔
 کے نصائب، مال کی
 وہ مقدار کہ ہلائی ہے
 جس پر تذکرہ فرض
 ہوجاتی ہے۔
 میں سینہ میں ماہاس
 تھکتی کش
 نہیں کہ خود
 ہیں اپنا
 میں خیال
 آسکے۔

مگر اس صلب کا بھٹنے
 والے میرے اعلانار
 میں کچھ نہیں تو خدا کے
 شراب اور خوال کے علاوہ
 کچھ نہ کھ پائیں۔
 میں ہمسایوں پریشانی
 چھلک کر کوئی کسی کا پسوں
 حال نہ ہوگا میرے خیال
 تمہارے کر کے گا۔
 میں شہر
 میں شراب کا
 میں سلوام ہے جس کی شہرت
 شاکستا
 ہے۔

خوشاں دم کہ استغنائے مستی
 وہ وقت کیا خوب ہو گا کہ جب مستی کی بے نیازی
 فراوان گنج غم در سینہ دارم
 سینہ میں غم کا سمندر پر خزاں نہر کتا ہوں

فراغت بخشد از شاہ و وزیرم
 مجھے بادشاہ اور وزیر سے بے نیاز بنا دے گی
 اگرچہ تمدعی بسینہ فقیرم
 اگرچہ ترسب مجھے فقیر، سمجھتا ہے

من آندم برگر فتم دل ز حافظ
 میں نے اس وقت سے جفا فط سے دل بنایا
 کہ ساقی گشت یار ناگزیرم
 جب سے ساقی میرا جگری دوست بن گیا ہے

مژدہ وصل تو کو ز سر جہاں بر خیزم
 تیرے وصل کی خوشخبری کہاں ہے تاکہ جان سے ہاتھ دھوؤں
 یارب از ابرہایت برساں بارلانی
 اے خدا ہدایت کے ابر سے بارشیں برسا دے
 یولائے تو کہ گر بندہ خویشم خوانی
 تیری بخت کی قسم، اگر تو مجھے اپنا غلام، کہدے
 بر سر تربت من بے مے و مطرب مشین
 میری تربت، شراب اور مطرب کے بدون نہ بیٹھو
 گرچہ یوم تو شبے تنگ در آغوشم گیر
 اگرچہ میں روز جاہوں، تو یک رات مجھے غویشیں لے لے
 تو میند ار کہ از خاک سر کوئے تو من
 تو یہ نہ سمجھ، کہ تیرے کوچ کی خاک سے میں
 بر خیزم ز سر کوئے تو تا جہاں دارم
 جب تک جان ہے، تیرے کوچ سے نہ اٹھوں گا

طاہر قدقم واز دام جہاں بر خیزم
 میں عالم تہن کا ہند ہوں اور دنیا کے جال سے نکل جاؤں
 پیشتر آنگہ جو گرنے زمیاں بر خیزم
 اس سے پہلے کہ تھیں گرد کی طرح در میان سے اٹھوں
 از سر خواجگی کون و مکاں بر خیزم
 کون و مکاں کی بادشاہی سے میں دست بردارم جاؤں
 تا ہیویت ز لحد رقص کناں بر خیزم
 تاکہ تیری خوشبو کی وجہ سے لحد سے نص کرنا ہوا ٹھکرا ہوں
 تا سحر گز ز کنار تو جواں بر خیزم
 تاکہ صبح کو تیری ہنسل سے جوان اٹھوں
 بجھائے فلک و چور زماں بر خیزم
 آسمان کے غلم سے، اور زمانہ کی زیادتی سے ہاتھ ٹھکرا ہوں گا
 و در سد کار بجای از سر جہاں بر خیزم
 اور سد کار بجای جاؤں تاکہ جانیگا قہ جان سے ہاتھ دھوؤں گا

سروبال اینا لے بُت شیر میں حرکات
 اے تھیں سرواؤں والے بت باہن، سرو دکھا
 کہ جو حافظ ز سر جان و جہاں بر خیزم
 بلکہ فط کی طرح، جان اور دنیا سے ہاتھ دھوؤں

صد بار تو یہ کردم و دیگر نمیکنم
 سو بار تو یہ کر چکا ہوں، اور اب نہیں کروں گا
 با خاک کوئے دوست بر نمیکنم
 دوست کے کوچ کی خاک کے برابر نہیں ہمتا ہوں
 کردم اشارتے و مکرر نمیکنم
 میں نے ایک اشارہ کر دیا ہے اور مکرر نہیں کروں گا

من ترک عشقازی و ساغر نمیکنم
 میں عشقازی، اور ساغر کو نہیں چھوڑتا ہوں
 بارغ بہشت و سایہ طوبی و قصر و حور
 بہشت کا سایہ، اور طوبی کا سایہ، اور محل اور حور
 تلقین درس اہل نظیک اشارتے
 اہل نظر کے درس کی تعلیم، ایک اشارتے سے

دوستی کی قسم دینا چاہوں
 سے بے نیاز کرتی ہے۔
 ملائیم کا قسم
 بے یار و خداد ہے
 سے غول غلام کے
 لوری مزور پر کفہ ہے
 یعنی اگر تیرے وصل کا
 مژدہ ہوتا ہے تو اپنی جان
 قربان کر دوں اس

دنیا سے
 عالم تہن
 کو جو میرا
 اصل مقام
 ہے جلا جاؤں۔

مے اگر تو مجھے اپنا غلام
 کہدے تو کون و مکاں
 کی بادشاہی میرے لیے
 بچا ہوجائے۔

تیرا وصل تیرا بہائے
 تو بڑھانے کے باوجود

جوان ہوجاؤں۔
 نہ بیوی کا درد کھوؤں
 تو پھر میرے لئے دنیا
 بچے ہے۔

تو سہارا تو یہ کر کے توڑ
 چکا ہوں سو تو یہ نہ کرنا
 سے دل نظر ایک اشارے
 سے نکل نہیں دیتیں
 اہل نظر ہوں میں سال
 چڑھتا ہے۔

ہرگز نمی شود ز سر خود خیر مرا
 بچھ اپنے سر کی یہ غیر نہیں ہوتی ہے
 یہ شعر بطور گفت حرام ست مے خور
 شیخ نے مجھ سے طے کیا کہ شراب حرام ہے نہ پی
 پیرمغاں حکایت معقول می کند
 چچر مگھاس، سمجھ میں آیا نوالا این کرتا ہے
 این تقویٰ ام ایس ست کہ چون زہلان شہر
 میرے لیے اس قدر تھوڑی کالی ہے کہ شہر کے زابھن کے گھنا
 زابہ لطعنا گفت بروترک عشق کن
 زابہ نے طے سے کہا، جیسا عشق کو چھوڑ

تادرمیان میکہ سر نمیکنم
 جب تک مشرا بخانا میں سر نہیں اٹھا ہوں
 گفتم لگو کہ گوش رہ ہر خنیکنم
 میں نے کہا نہ کہہ میں ہر کہ سے کی بات نہیں سنا ہوں
 معذوم ار محال تو باور میکنم
 اگر میں تیری ناگہن بات کا یقین نہیں کرتا ہوں تو باور نہ ہوں
 ناز و کرشمہ بر سر منبر میکنم
 منبر پر بیٹھ کر، ناز اور ادا نہیں دیکھتا ہوں
 محتاج جنگ نیست برادر میکنم
 بھائی لڑائی کوئی ضرورت نہیں، میں نہیں کرتا ہوں

حافظ جناب پیرمغاں مامن وفات
 اسے حافظ پیرمغاں کا دربار و وفا کا مامن ہے
 من ترک خاک بوسی ایس در میکنم
 میں اس درگی خاک برہمی کو نہیں چھوڑتا ہوں

من دوستان روئے خوش موئے دلش
 میں حسین چہرے اور دکھش بالوں کا عاشق ہوں
 در عاشقی گریز نباشد ز سوز و ساز
 عاشقی میں، سوز و ساز کے سوا کچھ نہیں
 من شرم بہشتیم اما دریں سفر
 میں تو جنتی آدمی ہوں، اگر اس سفر میں
 بخت ار مدو کند کہ کثرت سوتے دوست
 نصیب اگر مدو کند کہ میں دوست کے پاس پہنچا ہوں
 شیراز معدن العسل ست و کان حسن
 شیراز اصل جیسے ہونٹوں کی معدن اور حسن کی کان ہے
 از لیک چشم مست دریں شہر دیدہ ام
 میں نے اس شہر میں بہت سی مست اور عینیں چیں
 شہر لیست پر کرشمہ و خواب روشن بہت
 ناز و انداز سے ہر ایک شہر سے اور ہر طرف میں گیا
 گفتی ز شہر عبدالزل نکستہ بگوئی
 آئے یہ کہا، کہ ازانی حسد کے راز کا کوئی نکستہ ہے
 حش ووس طبع ما جوہ از روست
 میری طبیعت کی دہن کے من کو روستان کی روست ہے

مدرجوش چشم مست مے صاف معشم
 مست آنکھ صاف اور خاص شراب سے مدہوش ہوں
 استادہ ام چو شمع مترساں ز آتشم
 میں شمع کی طرح کھڑا ہوں، مجھے آگ سے نہ ڈرا
 حالی اسیر عشق جوانان مہوشم
 فی الحال چاندی سے نوجوانوں کی محبت کا قیدی ہوں
 کیسوتے حور گرد فشان ز منف شرم
 تو حوروں کے گیسو سے زرخش کی جگہ کو بھارتی ہے
 من جوہری مفلس از آن روم شوم
 میں مفلس جوہری ہوں اور وہاں سے پریشان ہوں
 حقا کہ مے میخورم انکوں و مرقوم
 بیشک میرا شراب نہیں پیستا ہوں اور مست ہوں
 چو یکم نیست در نہ خریدار ہر شرم
 جیسے اس کوئی چیز نہیں ہے، وہ نہ میری چھوڑے ہائے اور نہ
 آنکہ بگویمت کہ دویمان در شرم
 جب بتاؤں کہ وہاں دویمان کے چڑھنا اور کجا
 آیتہ نیارم از آن آدمی کتم
 میرے پاس کوئی آیتہ نہیں ہے، کسی وجہ سے میں آیتہ نہیں کرتا ہوں

پیرمغاں کا مامن
 معقول میرا ناز و کھوس
 نہ آناؤں بائیں کرتا ہے
 میں صاف و عینوں کی کھ
 منبر پر بیٹھ کر، ناز و کھوس
 کرتا ہوں میرے لیے یہی
 چچر مگھاس کا مامن ہے
 پیرمغاں کا دربار
 وفات ہوں کا مامن ہے
 نپاؤں اس کو نہ چھوڑ
 کے عشق میں سوز و ساز
 موزی ہے میں جیک
 عشق میں شمع کی طرح
 جل رہا ہوں دل بچھے
 اس کے لیے ناز و کھوس

ہے جو کچھ ہوا آدمی
 اول نہیں جو
 جنت سے
 آئے تھے
 پہنچا ہیں
 جنت ہی میں
 جانبہ دینا کی زندگی
 تو یک طرفہ حالت
 ہے اس میں حسرت
 کچھ عشق نہ رہا ہوں۔
 نہ جوہری ہوا اور چھوڑ
 کو بیخوشی ہوا دیکھ
 افسوس کی وجہ سے نہ
 کے توبت پریشان
 ہوگا۔
 نہ میرے چہرے
 آخیر کو دیکھ کر
 جو باہول
 نہ مفلس ہوں وہ
 نہ پریشانی جنت کے
 سببوں کو نہ کرنا
 نہ میرا زندگی
 نہ سبب کی کسی کی نہ

حافظ زباب فکرت بجا صلہ بوخت
 مانگے ہے تجھ فکر کی سوزش سے جلو بجا
 ساقی کجاست تا زند آبلے بر آئش
 ساقی کہاں ہے تاکہ سیری آگ پر بکھر پائے ڈھلا

لطفہا سیکنی لے خاک مرت تاج سر
 توہم بانیں کرنا ہے، لے وہ کہتے صدک لکھ کر لکھ
 کہن این ظن برقیان تو ہرگز نیرم
 میں تہ سے تیروں پر ہرگز یہ برکسان نہیں تکا کھن
 کہ درازت در مقصد و من نوسفرم
 کیونکہ مقصد راستہ دراز ہے اور میں نیا سا جوں
 کہ فرہوش کن وقت و طے سحرم
 کہ صبح کی دعا میں، بکھے فراموشی ذکر
 در سر کوئے تو پر سندر فیقال خبرم
 تیرے کوچ میں، ساتھی میری خبر میں بلوچیں کے
 تاکند یاد دیشو بکھ در ہاں پڑ گہرم
 تاکہ سند بادشاہ میرے مذکور ہو جوں سے بھروسے
 مے خورم با تو و دیگر خرم دنیا خورم
 تیرے ساتھ شوب ہیں اور پھر دنیا کا خم نہ کھوں

من کہ باشم کہ برآں خاطر عاظر گذرم
 میں کون ہوں جیسا مقرر نہیں میں گذرموں
 دلبر ایندہ نوازت کہ آموخت بگو
 اسے دلبر ہوتا ہے بندہ دازی کس نے کھانی ہے
 ہمت بندہ سہراہ کن لے طائر قدس
 لے عالم قدس کے بندہ! اپنی تو کہ میں دلبر بننے لے
 اے نیم سحری بندگی ماہر ساں
 لے سحر کی انجیم بھاری دروغاست پھر تھارے
 خرم آں روز کن مرعلہ بر بندم رخت
 وہ دن بڑا مبارک ہے کہ جب میں اس بڑا ڈسے ساں اندھوگا
 پایہ نظم بلندت و جہا نیگر بگو
 نظر آ کر تہ بلند اور جہاں گیر ہے، کہد
 راہ خلوت تہ خاصم بننا پس از میں
 مجھے خاص خلوت مہ کی دلہنائی کہ ہے تاکہ اس کے بعد

حافظ شاید اگر در طلب گوہر وصل
 اسے حافظ ہنسا ہے اگر وصل کے موتی کی تلاش میں
 دیدہ دریا کتم از اشک دروغ طم خورم
 آنہوں سے آنکھ کو دیریا بنا دوں اور اس میں اول کھوں

مختب واندر کن میں اس کار با کتر کتم
 مختب ہانتا ہے میں یہ کام بہت کم کرتا ہوں
 کج دلم خواں گر نظر بر صفحہ دفتر کتم
 بکے کج دل کہا اگر میں کتاب کے صفحے پر نظر ڈالوں
 داوری دارم لے یارب کرا اور کتم
 اسے سفارہ کا بہت ہی حکایتیں ہیں، بس کو نصف ہنساؤں
 سر فروردم در آسختا کجا سر کتم
 اس کجا میں نے غول کا لیسہ دیکھے، کہاں سر لہاؤں
 گر باب چشمہ خورشید دامن تر کتم
 اگر خورشید کے چشمے کے پانی سے واس تر کوں

من شاں زندم کہ ترک شاہ و ساغر کتم
 میں وہ روز نہیں ہوں جو مشق اور ساغر کو چھوڑوں
 چون صبا جموعہ گل با باج لطف شست
 جبکہ صبا نے باج کے پانی سے تمام پھولوں کو دھو دیا ہے
 لال ساغر گیر و زکس مست و براننا فسق
 لال ساغر جتا سے لالا اور زکس مست اور براننا فسق
 عشق دروزان است من خواص دریا کیدہ
 عشق موتی ہے میں، غوط خور اور شراب خاند دریا ہے
 گر خیر در او کوفدم شرم باز ہمتم
 اگر خیر تہ سے گرد آؤں ہوں، مجھے اپنی بکشت شرم آنی چاہئے

میں جیسا تھاں
 نہیں ہوں کہ اس کو
 میرا نہال لائے۔
 لے پلانا ساغر ہوتا
 توڑ کر کے پڑے بھی
 دست لے کر پاتا۔
 سے جو کہ میں تیری
 گل سے رخصت
 ہو جاؤں گا میرے
 ساتھی مجھے تیری گل
 میں تو شوق ہے میری
 کا جو غم میں نے
 کہی ہے وہ دنیا میں
 مشہور
 ہو جائیں
 اس
 حالت میں
 بادشاہ کو چاہئے کہ

موتوں سے مینا
 نہ بھروسے۔
 مے مختب کرا چیں
 طرح سلو بہ کہ میں
 مسلسل شاہ بازی
 اور شراب نوشی
 کرتا ہوں۔
 شاہ کتب میں کا
 وقت نہیں ہے بچسکا
 یہ کہوت ہے۔
 لے ایسی باجمہا کس
 کے اگر میں دروں
 سے نفع اندوزی کا
 خیال کروں تو مجھے
 شرم آتی چاہئے۔

منکہ دارم و در گدائی گنج سلطانی بدست
 میں گدائی کی تلاش ہی تیرا ہوتا ہے تاہم میں شکست ہوں
 عاشقان لاگر در آتش می بسند لطف است
 اگر دوست کی ہر بات، عاشقوں کو آگ میں بسنگداری ہے
 عهد و پیمان فلک لایست چند ان اعتبار
 آسمان کے عہد پیمان کا مکہ اعتبار نہیں ہے
 باکش کیم عنان کے لشکر شہر آشوبین
 اسے شہر کو گھرنے میں بیٹھ کر چلے یہ مشرق قتل گشت ہے
 باوجود بیونائی روسیہ بادم چوماہ
 بے درملانی کے اور ہمیں چند لاکھ مردیاں چوماہ
 منکہ امر وزم بہشت نقد حاصل میشود
 مجھے جبکہ آج نقد بہشت حاصل ہوتی ہے
 شیوہ زندگی نہ لائق بود ضمیر لای
 زندگی کا طریقہ میری وضع کے مناسب نہ آتا ہے
 دوش تعلق عشوہ با میلاد عاشق باول
 تیرا چوٹ کل عاشق کو فریبہ دینا تھا، لیکن
 گوشہ مرغاب امدوئے توینوا ہم تخت
 نیچے سے میں تیرے امداد کے گوشہ کا لٹکا ہوا
 وقت گل کوئی کہ زہر شوخ چشم و جان دل
 موسم بہار میں تو کہتے تھے زہر زہرا، بسرو چشم
 من کہ عیش تویر کاراں کردہ باشم بار بار
 جسکے لئے بار بار تویر کر نیوالوں کو عیب لگایا ہے

کے طمع در گردش گو خون دل پرور کنم
 کینہ پرور کا سالانہ کی گردش سے کب طمع کس کا ہل
 تنگ چشم گر نظر پر حشمتہ کو شرم کنم
 اگر میں کو شرمی طے پر نظر کروں تو میں تنگ نظر ہوں
 عهد با پیمان بندم شرط با ساغر کنم
 پیمانہ کے ساتھ عہد کروں گا مگر اس کا شرط پیمانہ ہوا
 تاز اشک چہ رہا بہت پندرو گوہر کنم
 تاکہ چہرے سلوار کا نشوں سے تیرے سدا کندہ اور ہوشیار
 گر قبول فیض غور حشمتہ اختر کنم
 اگر میں بلند ستارہ، آفتاب کا انکیش قبول کروں
 وعدہ فراوانے زاید را چرا باور کنم
 زابہ کے سوا کے وعدہ پر کیوں یقین کر لوں
 چہل در اقدام چرا اندیشہ دیگر کنم
 اس میں جب بڑگی ہوں تو وہ سزا خیاں کیوں کر لوں
 من نہ آتم کز فی این افسانہ باور کنم
 میں وہ نہیں ہوں کس کس کی انوں پر نہیں کر لوں
 تا در اسجا پچو مجنوں درس عشق از سر کنم
 تاکہ اس مجنوں کی طرح عشق کے سبق کو خند کروں
 میروم تا مشورت باشا بدو ساغر کنم
 میں مانا ہوں تاکہ مشورق اور سرفرے مشورہ کروں
 تو بیا زے وقت گل دیوانہ باشم گر کنم
 موسم بہار میں اگر میں تویر کروں تو میں دیوانہ ہوں گا

زہر وقت گل چہ ہونے است حافظ اول
 موسم بہار میں زہر کیسی دیوانہ ہے، جانڈس
 تا اعشوزے خواہم و اندیشہ دیگر کنم
 تاکہ میں اعشوزہ پڑھوں، اور دوسرے خیال میں ہوں

مرا می بینی و در دم زیادت میکنی دردم
 تو مجھے دیکھتا ہے، اور فرما ہر سے درد میں اضافہ کرتا ہے
 بسا اتم نمیسی نمی اتم چہ سرداری
 زور سلیمان کہ ہے میں ہیں پوچھتا ہے کہ میں سرداری کیوں کرتا ہوں
 تراز بہت است اینکہ بگذاری مرا جان بگریزی
 یہ کہانی دیکھ نہیں چکے کہ تو یہ بہت مجھ پر زور دے رہا ہے

ترا می بینم و شوقم زیادت میشود ہر دم
 میں تجھے دیکھتا ہوں ہر دم ہر گز ہی میرا شوق بڑھتا ہے
 بدر ما تم نسکو شمی نمیدانی مگر دردم
 زور سلیمان کا میں کو شرم نہیں کرتا بلکہ زور سے دے دے دیکھتا ہے
 گدائے آروازم بر ستن خاک بہت گروم
 نظریہ دار کر مجھے پوچھتا ہے کہ میں تیرے راستے کی خاک چھوؤں

بہر دم ہر ہنسی
 اگر دوست تیری ہنسی کو
 بھیر چہ بند کرے
 ہم کوئی لڑنے نذر
 بھیر کر کے دیکھیں گے
 تا چاہتا ہوں تیرا
 تیری ہنسی بھیر کر
 سے دشمنی حاصل
 کرنا ہے چاہئے
 اس کی چھٹی ہوں
 سے جب مجھے نکتہ
 اصول حال چھوڑا
 تاجکے کل کہ وہ
 کیوں اعتبار کروں
 سے توکل میں نہیں
 باتیں کے عاشقوں

کفر یہ ہر با
 تھا کیسی
 اسی ہوں
 کا سنا
 کتا ہوں۔

۳۳۳
 اور ساگر کو پائے
 دیکھتے ہیں مادہ کی
 موسم بہار میں۔

۳۳۳
 عیب تویر کا ہے
 ک جب تازہ فہمت

آئے ہیں تو احوال
 سہا سہیل رحم

پڑھ لیا ہے
 نہ تو مجھے دیکھتا ہے
 تو درمیں اضافہ کرتا
 ہے جسے تو دیکھتا ہے

تو عشق بڑھتا ہے۔

زندگی میں تیرے
 دامن سے وابستہ
 رہوں گا میرے ہمد
 میری خاک تیرے دامن
 سے کی رہے گی۔
 سب سے جب محبوب رضی
 ہے تو دشمن کی تلافی
 کی کیا پرواہ ہے۔
 سب دنیا کی زندگی
 سنا ہے اس ننگ
 کے مصائب کو تیرے
 دودھ دیکھ کر بے تاب ہوں
 سب دلوں کی یاد میں
 ایسا روزنا ہوں کو اگر
 لوگ سُن گئے ہیں تو

سفر کرنا
 چھوڑ دوں
 بے خبری
 گھبیاں
 اٹھ کے ناموں

میں سے بھی ہے۔
 سب تک میں ڈرتا ہوں
 روت کبھی شریعت
 میں جھٹکا لہنے کروں
 سب جگہ میرا مشق
 کس ہے تو عقل
 میرے بڑھاپے کو
 کس غم میں لائیں۔
 سب آنسو میرے
 اپنے ہیں انہی نے
 میری چلتی پھرتی کی
 سب شکایت کس کے
 متعلق کروں۔

نہ دارم دست از دامن مجز و فاک اندام
 خاک میں جا جائیگی بجز تیرے دامن سے دست نہ اٹھائوں
 فرورفت از غم عشقت دمم ہم میدی تاکہ
 تیرے عشق کے غم سے میرا سانس گٹ گٹ کی گنگ و گنگ
 شبے دل را بتا رہی ز زلفت باز مچتم
 ایک رات میں تیری زلف کی تاریکی میں دل کو چھوڑنا تھا
 کشدم در برت ناگاہ و شد تراب کیسویت
 تجھے میں نے اچانک بادل میں سے لایا تو تیرے گریوں کا گئے
 بعزم سیزہ صحرا جو میگردی رول بے ما
 جنگل کے سیزہ کی سیر کے ارادے جیکر تو ہمارے بغیر چلا جائے

چو رخ فاکم گذار آری گیسر و امنت گردم
 جب تو میری خاک پر سے گزرے گا تو میری خاک تیرے دامن کی
 و ما از دامن برآوردی نیگونی بر آوردم
 تو نے مجھے لہ لہانا، نہیں کہتا ہے کہ میں نے مارا
 رخت میدیدم و عمامے زعلت باز نمودم
 تیرا چہرہ دیکھتا تھا اور پھر تیرے ہونٹ سے جام پیتا تھا
 نہادم بر لب لب رواجان دل فکر کردم
 میں نے تیرے ہونٹوں پر ہونٹ لگائی تھی اور جان تلک توڑاں
 سر شک شخ میگرد دورواں باز چہ زندم
 میرے سر سے چہرے سے ہر آن آنسو جاری ہو جاتے ہیں

تو خوش بیبایش با جا فطر بر کو ختم جاں می

تو ناخوش سے خوش رہو جا دامن سے کہہ سے وہ جان دیدے

چو گرمی از لومی بنیم صیباک از ختم دم سردم

جیسے تیرا صیبا کے گرم ہوشی دیکھتا ہوں بے تھوڑے ششوں کے لڑتی کی کاپڑ

نمازش آغریاں چو گریہ آغازم
 مسافروں کی خاموشی نماز کی وقت میں جب روزنا شروع کر کہوں
 بیایو ریا و یار آ پنچناں بگریم زار
 یاد اور وطن کی یاد میں ایسا زار زار روتا ہوں

من از دیار جیمہ من از بلا و رقیب
 میں دوست کے وطن کا رہتا ہوں، دکھ رقیب کے شہروں کا
 خدائے رامدے اے دلیل آہ کہ من
 اس عبادت کے راہ ہوا خدا کے لئے کچھ مدد کرنا تاکہ میں

خرد ز سری من کے حساب بر گرد
 عقل میرے بڑھاپے کو کب کتنی میں لائے گی
 بجز صیبا و شمال نمی شناسد کس
 مجھے، صیبا اور شمال جیسا کہ سوا کوئی نہیں پہچانتا ہے

ہوائے منزل یار آب ندگانی ماست
 مجھ سے کہ مکان کی جواہر ہمارا آب حیات ہے
 ششکم آمد و عین بگفت بے بروی
 میرے آنسو اسل آئے اور منہ میرا عیب کہہ یا

ز جنگ ہرہ شنیدم کہ فی م میگفت
 زہرہ کچھک سے میں نے اسنا کر صبح کی تھی کہہ ہی

بمویہ ہائے غریبانہ قصہ پر دازم
 عجیب و غریب باتوں کے ساتھ قصہ بیان کرتا ہوں
 کہ از جہاں رہ درسم سفر بر اندازم
 کہ دنیا سے سفر کی راہ و رسم کو آٹھادوں گا

مہمننا بر فقان خود رساں بازم
 اے تنہا ہوں پھر مجھے اپنے دوستوں کے پاس پہنچاؤں
 بکوٹے میگدہ دیگر علم برافرازم
 پھر سیکھ کے گویہ میں، جہنم آ بسندہ کروں

کہ باز با صنم طفل عشق می بازم
 کیونکہ میں پھر سن مشق کے ساتھ عشق بازی کرتا ہوں
 عزیز من کہ بجز باذیت ہمرازم
 اے میرے دوست کیونکہ جو ہے ملا وہ یوں کوئی ہرگز نہیں ہے

صیبا یار شیمے ز خاک شیرازم
 اے صیبا میرے پاس شیراز کی خاک کی ذلی ہیں ہوائے
 شکایت از کہ نم خانگی ست نمازم
 میں کسی کی شکایت کروں، میرے گھر کا ہی چلتی ہے

مردیبا فطر خوش لچہ و خوش آوازم
 میں خوش لچہ، خوش آواز، سناٹا کی مرید ہوں

ہر چند پر وخت دل و ناتواں شدم
 ہر چند ہرزہا اور خستہ دل اور کمزور ہو گیا ہوں
 شک خدا کہ ہر چہ طلب کردم از خدا
 خدا لشکر بجز خدا سے میں نے جو بھی طلب کیا
 در شاہرو دولت سر وقتت محنت
 پہنچنے کی دولت کے راستہ میں نصیب کے وقت پر
 از آن زمان کہ قدتہ چشمت بکار سید
 جب سے تیری آنکھوں کا فتنہ ہمارے پاس آیا ہے
 اے گلین جوان پر دولت سحر کہ من
 اسے پہنوں کی جوان شاعر! دولت کا جہل کھل گیا
 اول ز حرف لوح وجودم خیر نمود
 پہلے تو مجھ جھگڑنے کے ایک حرف کا ہی پیر نہ تھا
 قسمت جو التی بخزایات می کند
 قسمت مجھے شرابِ فنا کے حوالے کرتی ہے
 من پیر سال و ماہ نیم یا یوفاست
 میں سال آدھ ہیہ سا پڑھا نہیں ہوں دوست یوفاست
 آن روز بردلم در معنی کشادہ شد
 میرے دل پر معانی کا دروازہ اس دن کھلا

ہر کہ کہ یا دروئے تو کردم جوان شدم
 جس وقت تیرے چہرے کی یا کھل جان ہو گیا
 بر رفتہ تے مطلب خود کامل شدم
 اپنے مطلب کے آنکھ پر میں کا سیلاب ہو گیا
 با جامے بکا اول دوستاں شدم
 شراب کے جام کے ساتھ دوستوں کے دل کے خشک حال کو پھر گیا
 امین ز شرفتہ آخر زماں شدم
 آخری زمانہ کے نفع کے شر سے میں مطمئن ہو گیا
 در سایہ تو بلبل باغ جناں شدم
 تیرے سایہ میں جس کے باغ کا پھل ہو گیا ہوں
 در کتاب غم تو چین نکتہ داں شدم
 تیرے غم کے کتاب میں میں ایسا نکتہ داں ہو گیا ہوں
 ہر چنداں نہیں شدم و آنچناں شدم
 ہر چند کہ میں اس طرح ہوں اور اس طرح ہوا
 بر من جو عمیلتہ رو پیر از آن شدم
 مجھے اس سے وہ ہر کہ طریقہ گزار جاتا ہے اس لیے پیر جانا گیا ہوں
 کز سنا کنان در گہ پیر مغال شدم
 جبکہ میں پیر نہیں کی در سہا کے سنا کنان میں ہو گیا

دوشم نوید وادوبشارت کہ حافظا

کل اس نے مجھے خوشخبری اور بشارت دی کہ لے حافظا
 باز کہ من بعبفونگنا هست ضماں شدم
 دایں بکھار میں تیرے گناہوں کی صفائی کا خاص بن گیا ہوں

ردیف نون

اشے شام بکوئے ماگذر کن
 اے شام! چہارے کوچے سے گند
 از ظلمت شب تنم بفر سود
 رات کی تاریکی سے میرا بدن فرسودہ ہو گیا
 اے باد سحر بگوئی با یار
 اے باد سحر! دوست سے کہہ دے
 گر کشتہ شوم بدایع ہجرال
 اگر میں ہجر کے دان سے مارا جاؤں

وے صبح بحال ما نظر کن
 اور اے صبح! چہارے حال کو دیکھ
 یارب شب ظلمت سحر کن
 اے خدا! میری اندھیری رات کو صبح کر دے
 خود را تیغ اوسپر کن
 اپنے آپ کو اس کی تلوار کے نیچے ڈھال بنا دے
 بر کشتہ خویشن نظر کن
 اپنے شہید پر نظر کر

۱۔ عمر کے اعتبار سے
 پڑھا ہوں اور خستہ دل
 بھی ہوں لیکن محبوب
 کی یاد مجھے جوان بنا دیتی
 ہے۔
 ۲۔ چونکہ محبوب کی آنکھوں
 کا فتنہ ان تمام فتنوں
 سے بڑھا ہوا ہے جو
 قیامت کے قریب
 بر پا ہوں گے لہذا
 آنکھوں کے نفع میں
 جتنا ہر ماہی کے بند
 اس کا دل سے نکل گیا
 ۳۔ عشق نے میرے
 دلوں کو آگتہ دل بنا دیا
 در شہم جاہل تھے۔
 ۴۔ یہ لہجہ کئی ہی نام
 اور پادشاہ
 میں ہے
 غالب
 اگر کہی
 ۵۔ یہ لہجہ لڑائی
 اور ہینوں کے کتاب
 سے میں پڑھا نہیں
 ہوں اور بھرتے پڑھا
 بنا دیا ہے۔
 ۶۔ حقائق اور ساری
 شرابِ عالم میں ہو چکا
 کھلے۔
 ۷۔ کچھ چرخوں نے پہلا
 اور کھار ڈالیں لطفاً
 گناہوں کی مغفرت کا
 میں منتاں ہوں۔
 ۸۔ شاعر اور کاتب
 حالت پر غم کر۔
 ۹۔ شاعر کی تاریکی نے
 جسم کھل دیا، لہذا
 اس رات کو صبح کر دے۔

از زلف کو تیرا انز
اور ادا کو تیرا قرار ہے
مے جبکہ وصل کی توتھ
نہیں ہے تو قصہ گوئی
سے کیا سادہ ہے۔
سے بھی بات کہنی ہے
کہ جب تک بھی سائز
میں شراب ہے خود
بہی بی اور دو طرفوں
کو بھی بلا۔
سے عشق جن کے
ساتھ جن نہیں بتا
اگر عشق کرنا ہے تو

میں شہریار
کرد۔
یہ جو
مخلص دوست
ہیں مان بہ

جان و مال قربان
کر دیا پلینے۔
سے عشق کے سلاخی
فیہی باز قربان رکنا
چاہئے، ورنہ شیطان
وسوسوں ڈالے گا اور
انسان گمراہ ہو جائیگا۔
حکوگر باک چنگ اور
دنگ کا بی، آقاوی ہے
نالہ اور نوکر نچا ہے۔
شہین عجب بہار
آگیا ہے۔

از زلف کا نکاشش پر ہمیں
اس کی کس کنہیجے والی زلف سے تج
اے دل اگر تے ہوائے وصل ست
اے دل، اگر تجھے وصل کی خواہش ہے
چوں یار سفر و فائدہ
جو کہ یار تو دسا گیا نہیں ہے

حافظ چو نیر سی بمقصود
اے حافظہ جبکہ تو مقصود تک نہیں ہو جاتا ہے
دم درکش و قصہ محقر کن
چپ رہ، اور قصہ کو مفسر کر

آئے نو چشم من سخنے ہست گوش کن
اے میری آنکھوں کے دل ایک بات ہے، سن
پیراں سخن و خبر کہ گفتند گفت مت
پڑھوں نے خبر کی بات کہی ہے، سننے کے بعد کہہ یا
بہوش من سلسلہ نہادہ است عشق
عشق نے، مقدمہ نے سلسلہ بہرہ دکا ہے
تسبیح و خرقہ لذت متی بخشد رت
تسبیح، اور گڑی کے سنی کا لذت نہ تھے گی
باد و تال مضائقہ در عروال نیست
دوستوں کے ساتھ جان و مال کے درہن نہیں ہے
درد راہ عشق و سوسہ اہرن بے ست
عشق کے کراستہ میں شیطان کا بہت کھ اندیشہ ہے
برگ و نوا تیر شد و ساز طرب سخاند
ساز و نوا تیر تباہ ہو گیا، اور سستی کا ساز نہیں بنا
ساتی کہ جامت انے صفائی تھی جلا
اے ساتی، یہ جام خاص شراب سے خالی نہ ہو

وزنا وکب غمزہ اش حذر کن
اور اس کی ادا کے تیسرے ڈر
برخیز روان و ترک سر کن
جلد آنسو، اور سر سے آنسو دھو لے
برخیز و ز شہر خود سفر کن
آنسو، اور اپنے شہر کے چلے

تا ساغرت پرست بنوشان و نوش کن
جب تک تیرا سفر ہے، بلا اور بی
ماں اے لیر کہ یہ شوی بند گوش کن
ماں اے بیٹا، تاکہ تو نہ دھارے نصیحت سن
خواہی کہ زلف یار شئی ترک ہوش کن
تو چاہتا ہے کہ محبوب کی زلف لے لے تو ہوش چھوٹے
ہمت دریں عمل طلب آئیہ میفروش کن
اس کام سے فروش ہے باطنی تو یہ چاہ
صد جاں فدا لے یا نصیحت نبوش کن
نصیحت سننے والے دوست بہرہ سزا میں قربان کر دے
ہمشادہ و گوش دل یہ پیام سروش کن
ہوشیار ہو جا، اور تجھیں پیغام بہرہ دل کا کان لگا
اے چنگ نالہ کہ برش و لے زلف خوش کن
اے چنگ نالہ کہ، اور اے دل، شہر کر
چشم عنایتی بمن درد نوش کن
مجھ تک پہنچنے والے کی طرف نظر عنایت کر

سر مست در قبالتے زرافشاں چو گل زری
زرافشاں قبا میں، مست ہو کر تو جب گزرے
یک بوسہ نذر حافظہ پیشینہ پر گوش کن
تکلی پرش حافظہ کو ایک بوسہ نذر کر دے

افسر سلطان گل پیداش از طرف چمن
چمن کی طرف سے، پھول کے بادشاہ کا تاج و تاجا
مقدمش یارب مبارکباد بر سر و دامن
اے خدا اس کا آنا سر و دامن کو من مبارک ہو

خوش بجائے خوشین بودے نشہ سرو
 بادشاہ کا اپنی جگہ پر بیٹھا، اچھا ہونا
 تاہم معمور بادایں خانہ کز خاک درش
 خدا کرے یہ گھر بیشہ آدابہ ۲۲ لے کر کسے دیکھا کسے
 خاتم حرم را بشارت دہ بکن خنامتہ
 بحمدی کی انکو بھی جو جسہ غاتم کی بشارت دیسے
 خنگ جو گمانی جرنخت را شد در زین
 آسان لہو گمان کا گھر زاری زین کے بچے باہر گیا ہے
 جو سار ملک را آب از سر شیر تست
 ننگ کے چتر میں پانی تیزی تلامک لڑکے کو دے ہے
 شوکت پور شنگ و تیغ عالم گرو
 رشنگ کے بچے کا دہرہ اور اس کی مالکیت تلامک
 بعد از اس نشگفت اگر باکہت فلق خوش
 کوئی تہمت نہیں ہے اسکے بعد گرتے اچھے اطلاق کی خوش گرتے
 گوشہ گراں انتظار جلوہ خوش میکشد
 گوشہ نشین، اچھے جلوے کا انتظار کر رہے ہیں
 اے صبا باری بزم آنا تک عرضہ دار
 اے صبا باری آنا تک کی مجلس کے ساتی کرینا ہم پہنچا دے

تانشید ہر کے انوں بجائے خوشتن
 تاکر ہر شخص اس اپنی حسد بیٹھ جاتے
 ہر نفس با بونے مجال می در و باد کمن
 بس کی ہوا ہر سانس ہنر جان کی خوشیہ بیکر جاتی ہے
 کاسم اعظم گردا و کوتاہ دست ہر سن
 اس لے کر کم علم نے اشیطان کے ہاتھ کو اس سے کڑا کر دیا ہے
 شہسوار خوش نمیدل آ می گئے بزن
 اسے شہسوار تو میدان میں خوب آیا گھنڈ مار
 تو درخت عدل بنشان بیخ بظلال کن
 تو انصاف کا پورا کھا، دشمنوں کی حسد کا کھاڑ
 در ہمد شہنامہ باشد داستان انجمن
 تمام شاہناموں میں انجمن کی داستان ہوگی
 خیزد از صوات لیراں نافد مشک ختن
 ختن کے مشک کا ناناہ ایران کے جنگل سے چھوٹا ہوا
 بزشکن طرف کلاہ و برقع از رخ بقرن
 ٹوپی کا کتاہ ٹیڑھا کر، اور سن سے برقع آنا کھینک
 تا از اں جام زرافشاں جرمہ بخشد بمن
 تاکا اس نے زرافشاں جام سے مجھے ایک گھونٹ بخش دے

مشوریت با عقل کرد گفت حافظے نوش
 میں نے عقل سے مشورہ کیا، اس نے ہلے حافظہ پہنچا
 ساقاے وہ بقول مستشار مؤمن
 اے ساتی باانتدار شیر کے قول کے مطابق شراب پیسے

اے خسرو خوباں نظر سے سوتے گل گن
 اے سینوں کے بادشاہ، فقیر ایک نظر کر
 دارودل درویش متنائے ننگا بے
 فقیر کا دل، ایک ننگا سا دروند ہے
 گر لاف زند ماہ کہ ماند بجمالت
 اگر چاند ڈنگیں مارے لگتے تیرے حسن کے مشابہ ہے
 اے سرو چہاں از چمن و باغ زمانے
 اے سرو چہاں! چمن اور باغ سے خوشی دیکھ لے
 شمع و گل و پروانہ و بلبل ہم جمع اند
 شمع، گل، پروانہ اور بلبل سب میں ہیں

رگے بمن سوختہ بے سرو پاکن
 مجھ جلتے ہوئے، بے سرو پا ہے، پر دم کر
 ز اں چشم بیست بیک غمزہ روا کن
 اس سے، آگاہی آنکھ کی بیک ادا سے حاجت دانی کر دے
 بنامی رخ خویش و مد انگشت نما کن
 اپنا رخ دکھا دے، اور چاند پر انگشت نمائی کر دے
 بخرام درس بزم و دو صد جلد قبا کن
 اس مجلس میں تہیں، اور سیکڑوں پر چھ جاک کر دے
 اے دوست بیل رحم بہ تنہائی ما کن
 اے دوست آجا، جاری تنہائی بدر رحم کر

اگر آریں آہنا ہے
 تو پھر سب اپنی اپنی
 جگہ ترسے سے بیٹھ
 جاتے ہیں۔
 تاکہ ایک حدیث کا مفہوم
 ہے حضور نے فرمایا ہے
 میں کی طرف سے حرام
 کے سانس کی خوشیہ
 آتی ہے۔
 تاکہ تیری تلامک تک کی
 آبیاری کر دی ہے تو
 انصاف کی خوشیہ کو کر،
 تاکہ پیشہ ہا فریاد
 کے باپ کا نام ہے۔
 تاکہ تیری لاکا تلامک
 شاہیوں کا ہونا
 کی تاریخ
 ہوتی ہے
 شہرے سے
 اچھے اطلاق
 سے ایران کی سرزمین
 تک رہی ہے اور
 اس میں سے مشک
 ختن کی خوشیہ آ رہی،
 تاکہ عقل کا مشورہ
 یہی ہے کہ شراب
 نوشی بھائے۔
 تاکہ اگر چاند باری کا
 دعویٰ کرنے تو ایسا
 منہ دکھا دے، جہاں
 ہو جائے گا۔
 تاکہ جام کو تو کہانی
 اس کو چاک کرنا۔
 تاکہ دوسرے عاشق
 و مستحق جمع ہیں اور
 میں عاشق ہو رہا ہوں۔

بادل شدگان جو روح جفا تا کے آخر
خدا کے لئے دغا کا امامہ کو اور بیعت چھوڑنے

مشنوخ سخن دشمن بد گوئے خدارا
خدا کے لیے بد گو دشمن کی بات نہیں
باحتفاظ مسکین خود اے دوست وفا کن
اے دوست اپنے مسکین ممانفکے ساتھ نہ کر

خال و خط تو مگر لطف ملا حسن
تیرا دل اور خطا کیزگی کا مرکز اور حسن کا مار ہے

در زلف بقیرار تو پیدا قرار حسن
تیری ہے قرار زلف تیرا حسن کا سوا کچھ ظاہر ہے

سرفے نخواست چو قوت از جو با حسن
حسن کی جس تیرے قند بیسا کوئی سر نہیں ابھرا

فرخ شد از لطافت تو روزگار حسن
تیری ہا کیزگی سے حسن کا زمانہ بابرکت ہو گیا

بک مرغ دل نما ندگشاہ شکار حسن
دل کا لیک بہ نہ نہیں سمجھا، جو حسن کا شکار ہو گیا

می پرورد نیاز ترا در کنار حسن
تجھے جس سے کہ خود دین، نیاز سے پائے ہے

کتاب حیات میخورد از جو نیاز حسن
کونسی کہ تیرے آپ حیات ہے رہا ہے

در کشش زمانہ تو داری بہار حسن
زمانہ کے باغ میں تو حسن کی بہار رکھتا ہے

اے رونے ماہ منظر تو نو بہار حسن
اے کہ تیرا جمانہ بیسا چہرہ حسن کی نو بہار ہے

در چشم پر خمار تو نہیں فسون سحر
تیری خمار تیری آنکھوں میں آبادو کا ستر پوشیدہ ہے

بالتے سناقت چون خست از بروج خسروی
شاہی بروج سے تیرے چہرے بیسا کوئی چاند چکا

خرم شد از ملاحت تو عهد دلبری
تیری ملاحت سے، دلبری کا زمانہ خوشی و دم ہو گیا

از دام زلف وادان خالی تو در جہاں
تیری زلف کے جال اور تیل کے دانہ سے، دغا میں

واکم بلطف وایہ طبع از میان جہاں
نظرت کی ذیہ دل و جان سے، ہر پائی کے ساتھ ہمیشہ

گر دولت بنفشہ از آں تازہ و ترست
تیرے ہونوس کے چاروں طرف بنفشہاں پرستے تو تازہ ہے

مثل تو لگو کرے مخے تو اں یافت در جہاں
تجھے جیسا بچوں جیسے چہرے والا دیکھتا ہیں، لایا جا سکتا

حافظ طبع برید کہ بند نظیر دوست
حافظ نے لایح محم کر دیا کہ دوست کی مثال دیکھے
وایا نیست غیر تو اندر دیار حسن
حسن کے ملک میں تیرے سوا کوئی آباد نہیں ہے

اے رخت خوشیہ غلورے نخط مشک فتن
اے جگہ تیرا ملاحظہ کی کا سوی ہے اور تر لفظ فتن کا نکتہ ہے

چوں لب اعلت نہیما شد عقیق اندر کین
تیرے لب مثل بیسا، کین میں کوئی عقیق نہ ہوگا

برتن خود جاک میسا دوزخ ملت سرین
شرنگ سے بٹنے بدن پر باس پاک مگر رہا ہے

اے لبت آب حیات اے قدرت موحسن
اے وہ کہ تیرا ہونٹ آب حیات ہے، اور تیرا قدر کون موبہ

ہوچو ابرویت بچشم من کم آید ماہ نو
کوئی نیا جانا، تیری نظریں تیرے ابرو جیسا نہیں ہے

تا رخت نیرہ است گل مہا غلے سر مروان
لئے چٹے چہرے سر پہ باغ میں بچوں نے تیرا زمانہ کجا ہے

آج تک تجھ جیسا
حسن مند شاہ حسن
فکر کوئی پیدا نہیں ہوا
شکوہی دل نہیں جو
تیری زلف کے دام
اور تیل کے دانہ میں
دیکھتا ہوں
تو قدرت نے تجھے
حسن کی گو دین لایا
سے پالا ہے۔

تو سب کو
ظفر و بنفشہ
اصد جہاں
کتاب حیات

کی سبز زار دیا ہے۔
رہے ملک حسن کا مرن
تو ہی ایک باشندہ
ہے۔

تو سب کو
جلال تیری ابرو سے
زیادہ خوبصورت
نہیں ہے اور تیرے
پہنچوں کے مقابلہ
میں کسی عقیق کی ہے۔

رشتہ جان من ست آل یا مے تبتال
 وہ میری جان کا لہو سا ہے، یا مسطور قوں کا بال ہے
 پوسے میخوام ز تو لب را بندل میگزنی
 میں تجھ سے پوسا انگت ہوں، تو باتوں سے ہونے کا تاش ہے
 عاشق روئے تو ام لے شاہ جوان چہل
 اے حسیناں عالم کے بادشاہ! میں تجھ سے چہرے کا تاش ہوں

ذرة خورشید یا درج درست آل یا دین
 وہ آفتاب کا ذرہ ہے، یا سورج کیوں کی ذریعہ یا قند ہے
 میکنی جانم چراحت با در دگر جان من
 اسے میری جان، تو میری جان کو دوبارہ زخمی کرتا ہے
 این حکایت را باندند آشکارا مردوزن
 اس قصہ کو مردوزن کلمہ کلمہ جانتے ہیں

مرد حافظ در غمت در گردن تو خون من
 تیرے غم میں حافظ مر گیا، میرا خون تیری گردن پہ ہے
 داد من بستانداز توروز محشر ذوالعین
 خدا محشر کے دن تجھ سے میرا بدل لے گا

بالا بلند عشوہ گرسرو ناز من
 میرے بلند تندر، عشوہ گر، سر و ناز کے
 دیدی بدلا کہ آخر پیری وز مدو علم
 اے دل! اتنے دیکھا کہ بڑھا چلا اور زہد اور علم کے آؤں
 از آب دیدہ برسرا آتش نشستم
 میں آگھوں کے آتشیوں سے بیقرار ہو گیا ہوں
 میترسم از خرابی ایساں کہ می برد
 مجھے ایساں کی خرابی کا ڈر ہے، اس لئے کہ گھاتی ہے
 مستت یار و یار و جرفاں نمیکند
 دوست مست ہے، اور عاشقوں کو یاد نہیں کرتا ہے
 یارب کے آن صبا بوز دکن نیم او
 اے خدا! وہ صبا کب چلے گی جس کی کہ نہیں ہے؟
 بر خود جو شمع خندہ زناں گر میکنم
 میں شمع کی طرح اپنے لوہے بستہ ہوا ہوتا ہوں
 نقشے بر آب میں ز نماز گریہ حالیا
 فی الحال تو میں بے نتیجہ رہتا ہوں

کوتاہ کرد قصت ز بہر دراز من
 میرے ہلکا زہد کے قصہ کو مختصر کر دیا
 با من چہ کرد دیدہ معشوقہ با ز من
 میری معشوقہ باز آنکھوں سے میرے سامنے کیا؟
 کوفاش کرد در ہمہ آفاق راز من
 اس لئے کہ آنکھوں نے تمام زمانے میں بیزار لاش کر دیا
 محراب ایروئے تو حضور از نماز من
 تیری ایروئے محراب میری نسا سے دل کی گھن کو
 یادش بخیر سانی مسکین نواز من
 میرے مسکین نواز سانی کی یاد بخیر ہو
 گردو شامہ کر مش کار ساز من
 اُس کے گرم کی خوشبو میری کار ساز بن جائے
 تابا تو سنگدل چکست سوز و ساز من
 دیکھئے، تجھ سنگدل پریرا سوز و ساز کیا اثر کرتا ہے؟
 تاکے شود قورین حقیقت مجاز من
 دیکھئے ایسا مجاز کب حقیقت کے قریب ہوتا ہے؟

میداد و جان بزاری و میسکفت ایاز من
 عاجزی کے ساتھ جان دیر ہاتھا اور کھتا تھا اتنے بیہ لیا؟
 غماز بود اشک و عیاں کرد راز من
 آسرو چناور ستھے، اور انہوں نے میرا راز کھ لیا
 ہم مستی شبانہ قوراز و نیاز من
 میری رات کی مستی، اور راز و نیاز سے سبھی

۱۔ محبوب کا بال میری
 جان کا لہو سا ہے،
 اس کا تاش آفتاب کا
 ذرہ ہے یا سورج کی
 ذریعہ
 ۲۔ پوسے کے سوال پر
 عشق میں باتوں سے
 ہونٹ کا تاش ہے جو میری
 جان میں ہے۔
 ۳۔ میرے پوسے سے میرا
 پرانا زہد قوتی ختم
 کر ڈالا۔
 ۴۔ گھری زندگی زہد
 و علم میں گذریا اب
 آخر عمر میں عشق تاز
 آنکھوں سے سب کچھ
 غم کر دیا۔
 ۵۔ میرا آتش
 نشستن
 بقرار
 ہو جانا۔
 ۶۔ نماز میں گ
 تیری ابرو کے حجاب کا
 تصور آ جاتا ہے تو نماز
 میں ادا نہیں لگتا ہے۔
 ۷۔ ایساں کی خرابی کی دلچ
 ۸۔ شمع کو خندان اور
 گراں لانا جاتا ہے اس کا
 نور غنہ ہے اور چمکتا
 روز ہے۔
 ۹۔ عاشق ترحم کے
 وقت بھی مشرق کو
 یاد کرتا ہے مجھ کو یاد لیا
 کتنا دنیا سے گیا۔
 ۱۰۔ زہد کی گشتی میں
 عشق چھاپا جاتا تھا
 لیکن آنکھوں نے
 چنلی کھلی۔
 ۱۱۔ شہ زہد کی نماز ۳

یاراں بنا ز نعمت و ما غرق مستم
دوست ناز دوست میں ہیں، اس پر ہم معیت کرتے ہیں

ہاے باز کار میں لے کار ساز میں
اسے میرے کار ساز، اب تو سیرا کام بنا کے

حافظ ز غصہ سوخت یگو ماش لے صبا

حافظ رنج سے جل مرا اے صبا اس کی حالت بتانے

باشاہ دوست پروردن دشمن گذار میں

میرے دوست پرورد، دشمن سوز، بادشاہ کو

بشادی رخ مغل بیخ غم ز دل برکن
بہوں کشتے کی خوشی میں، تمہاری غم زد دل سے اکڑ چیک

براستی طلب آوازیں ز سرور چین
چن کے سرو سے چٹائی کے ساتھ آواز کا طلب کر

ز خود بروں شد و برتن دریدر برامین
آپے ماہر ہو گیا، اہم پر میرے کپاٹے ترو ڈالا

شلیخ گیوے سنبل نگر بروئے سخن
سخن کے چہرے پر، سنبل کے گیوے کی بل و بچہ

معانے دل و دین میردو جو حسن
اچھے طریقے پر کھنڈ کھنڈ دل اور دین لیے جا رہی ہے

برائے وصل گل اندروں قلب حزن
غمین دل سے وصل گل کے لئے ماہر عمل ہے

عروس غنچہ یس ز لور و تبسم خوش
غنچہ کی وہیں اس زوردار، تبسم کے زریہ

قصیر بلبل شوریدہ و لفر ہزار
پریشان بلبل کی چہا چہا، اور ہزار داستان کی آواز

حدیث قصہ دوراں ز جام جو حافظ
اسے حافظ زمانہ کے قصے کی بات، جام سے سن

بقول مطرب فتوالے بر صاحب فن
مطرب کی قول اور صاحب فن پر کے فتوے کے مطابق

بزدور میکد می کن گدے بہتر از میں
میکد کے دو پر اس سے اچھی طرح گزر

گرچہ خوبت ولیکن قدے بہتر از میں
اگرچہ اچھی ہے، لیکن ذرا اس سے اور اچھی

گو دریں نکتہ لفر بانظرے بہتر از میں
اس سے دو کد اس نکتہ سے بہتر خود فکر کرتے

مادر دہر نزار دل سپرے بہتر از میں
زمانہ کی ماں کے پاس اس سے بہتر کوئی لڑکا نہیں ہے

گفتے لے خوابدے عاقل ہنرے بہتر از میں
میں نے آپ کے عقائد خواجہ اس سے بہتر جلاہد کو سنا ہے!

بہار گل طرب انیکر گشت و تو شکن
بچوں کی بہار سنی پیدا کرتی، اور تو شک سے بچتی ہے

طریق صدق یا موز ز آب ف آدل
اسے دل صاف پانی سے دل کی چٹائی کا طریقہ دیکھو

رسید باوصبا غنچہ از ہواداری
باوصبا آچھی، محبت میں غنچہ

ز دستہ رصبا گرد گل کالہ بیس
صبا کی دستہ سے گل کے چاروں طرف ناف کو دیکھو

عروس غنچہ یس ز لور و تبسم خوش
غنچہ کی وہیں اس زوردار، تبسم کے زریہ

قصیر بلبل شوریدہ و لفر ہزار
پریشان بلبل کی چہا چہا، اور ہزار داستان کی آواز

حدیث قصہ دوراں ز جام جو حافظ
اسے حافظ زمانہ کے قصے کی بات، جام سے سن

بقول مطرب فتوالے بر صاحب فن
مطرب کی قول اور صاحب فن پر کے فتوے کے مطابق

بزدور میکد می کن گدے بہتر از میں
میکد کے دو پر اس سے اچھی طرح گزر

گرچہ خوبت ولیکن قدے بہتر از میں
اگرچہ اچھی ہے، لیکن ذرا اس سے اور اچھی

گو دریں نکتہ لفر بانظرے بہتر از میں
اس سے دو کد اس نکتہ سے بہتر خود فکر کرتے

مادر دہر نزار دل سپرے بہتر از میں
زمانہ کی ماں کے پاس اس سے بہتر کوئی لڑکا نہیں ہے

گفتے لے خوابدے عاقل ہنرے بہتر از میں
میں نے آپ کے عقائد خواجہ اس سے بہتر جلاہد کو سنا ہے!

لے صاف پانی لپنے

ہر س دغا شاک کر

ظاہر کر دیتا ہے اس

صدقہ دل پانی سے

یکسنی چاہئے سرور

چمن آزاد ہے اس

آزادی کا سبق حاصل

کرنا چاہیے۔

سے غنچہ بھی عشق کی

وجہ سے اپنی پیالیاں

کھول دیتا ہے اور

باہر نکل آتا ہے۔

سے مہائے گل کے

چاروں طرف

سنبل کی

زلفیں

بکیروی

ہیں۔

سے زرشلی کی ایک

قسم سے بھی سنبل و زرشلی

کھانا بھی طلب و وصل

کے لیے ہے۔

یے عشق کے سلاخی

زیادہ خود ہونے کی

ضرورت ہے۔

سے تابع نے طنز کہا

عشق میں تم کے سوا

اور کیا ہے، میں نے کہا

اس ہنرے بہتر اور

کونسا ہنرے چکنا ہے۔

گر گویم کہ قح گریوب سا غلوس
آئینہ کیوں کہ بسیار تمام اور سا
بنا کا بونفہ ہم

بشنوئے جاں کنگویدر گے بہتر اس
لے جان! اس لے اٹھے کہ کوئی دوسرا اس سے بہتر بات نہیں کہتا

کلب حافظ شکرین شاخ نباتت ہیں
سائنفا قائم لگنے کی بیٹھی شاخ ہے جس لے

کہ درس باخ نہ بینی خمرے بہتر اس
اس لیے تو اس باخ میں تو اس سے بہتر پہل دیکھے گا

چند اگفند غم باطیبیاں
آغوش لے ہر چند لیبیوں کو ختم بنایا

درماں نگرند مکین غریباں
غریب سکین عسلافت ذکر کے

آن شکل کہ ہر دم دردست فارست
یہ پہل ہر وقت کا سنے کے باغہ سے

گو شرم یادت از عند لیبیاں
اس سے کہدوا کچھے لیبیوں سے شرم آئی پاجتے

مادرد پنہاں با یار گفتم
بہنے چھپا ہوا درد دوست سے کہد یا

نتواں نہفتن درد از طیبیاں
لیبیوں سے درد نہیں چھپایا جا سکتا ہے

یار اماں وہ تا باز بیند
اے خدا! اس دے سنا کہ پھر دیکھے

چشم محباں روئے جلیباں
دوستوں کی آنکھ دوستوں کے چہرے کو

درج محبت بر مہر خود نیست
محبت کی ڈبیر پر اپنی مہر نہیں ہے

یارب مباد اکام رقیباں
اے خدا! رقیبوں کا مقصد بہرا نہ ہو

اے نعمت آخربخوان وصلت
لے دوستی تیرے وصل کے دستخوان پر آخر

تا چند باشم از بے نصیباں
میں کب تک بے نصیبوں میں سے جا رہوں گا

باآہ و دردم باروئے زردم
تیرا آہ و درد میں ہوں، زرد دم چہرے سے دلا ہوں

مانند باراں سردریباں
بارش کی مانند جنگل میں سردھرے ہوں

حافظ نہشتی رسوائے کیتی
اے حافظ! تو رسوائے عالم نہ ہوتا

گر می شنیدی پند ادیباں
اگر ادب سناٹے والوں کی نصیحت سن لیتا

چو گل ہر دم بہویت جامہ بر تن
تیری خوشبو کہو جو ہے پہلوں کی طرح ہر وقت دہن پرکتی

کنم چاک از گریباں تا بدامن
پہا لٹا ہوں، گریبان سے دامن تک

تندت را دیدہ گل گوئی کہ دریاغ
تو لاکہ ہوں نے تیرے جسم کو دیکھ لیا ہے جو کہ باغ میں

چو ستاں جامہ را بدو رید بر تن
ستون کی طرح جسم پر لب اس کو چاک کر لیا ہے

من از دست نمت مشکل برم جاں
میں تیرے غم کے ہاتھ سے مشکل سے جان بچا ہوں

ولے دل را تو آساں بروی از من
تین تو آسانی سے مجھ سے دل لے گیا

بقول دشناں پرگشتی از دوست
دشمنوں کے کہنے سے تو دوست سے برگشتہ ہو گیا

نگرد و بیچاکس یادوست دشمن
تو شخص دوست کا دشمن نہیں ہوا کرتا

شو کوئی دوسرا اس سے
بہتر نصیحت نہیں کہتا
کہ مرض عشق سے
طالع طیبیوں سے
پاس نہیں ہے۔
سنا جو مشرقی لیبیوں
میں پھنسا ہے اس کو
عاشق سے شرم
آئی جائے۔
سے کیونکر تیرے
مرض کا

طیب
مشق
ہی ہے۔
چون کہ

محبوب اپنے اختیار
میں نہیں ہے قبیل
سے فلا لے خدا
کرے ان کا مقصد
پہرا نہ ہو۔

چوں نے اپنے
پہرے تیرے عشق میں
پہنا ہے۔
کے جان بچا
مفضل ہے تجھے دل
لے لیا آسان ہے۔

بے سینہ چاندی کے بارہ
دل لوبا۔

تہ تر سے چھ جانے
سے جگر سوز آہن اس
طرح عملیں گی جیسے تازہ
سے دھواں نکالے۔
سے دل کا سکن جبکہ
تیری مدد ہے اس کو
پاہل فکر۔

سنگ خاک بکری کھان
پنڈیٹنا نصیب نہیں
ہے ہل دالیں کرکے
کتا ہوں تولی نہیں
دالیں کر کے پرآہ
نہیں ہے۔

سے میں جان دیا ہوں
تو وہ ہنستا ہے میں

الطہارہ
کرنا ہوں
تو خدا
ہوتا ہے۔

تہ سب کو

چرو رکھتا ہے میں
منگ کر تا ہوں تو بھری
سے تمہارا چہا ہے۔
تہ جب سے تو اس کو
جان دے دی وہ اپنا
نہا سا نہ نہیں نہیں
دیتا ہے۔

سے دوستانہ ہانکی

جیت لیا تھی وہ میرے
خون کا پیرا ہے اور

میں اسکے ہوشوں کا

پیارا ہوں اب پتھر
کی مقدمہ میں چکا

اس کا ہیں۔
سے معلول نظر ہے تو
صبر کرنا جسوں کے
تو نہیں تو نہیں

تنت در جام چوں در جام بادہ
کڑوں میں تیرا ہوں، جیسا کہ جسم میں شراب
بیارے شمع اشک از دیدہ چوں شمع
اسے شمع! ام کی طرح آغوش سے آگے بھا

مروکز شینہ ام آو جگر سوز
دجا، اس لیے کہ میرے سینے سے جگر سوز آہ
دل ترا مشکن و در پامینداز
بیاد دل توڑ، اند پرورد میں نہ ڈال

چو دل را بست در زلف تو حافظ

جبکہ حافظ نے دل کو تیری زلف سے وابستہ کر لیا ہے
بدنساں کار او در پامینداز
اس طرح سے اس کے کام کو تیرا دل چھو نہ ڈال

چوں شوم خاک پیش دامن بنیشانداز من
جیسا کہ اُس کے راستی خاک بنا ہوں، تمہارے دامن چھانڈتا ہے

گر جو شمعش پیش میرم بر غمخند چو صبح
اگر شمع کی جگہ صبح کے ستارے بن جائوں، میرے غم پر صبح کی آواز بنتا ہے

عاشق زنگین بہر کس سینا مید چھو شغل
پہلو میں زنگین رخسار سب کو دکھاتا ہے

دوستان جاں وادم از بہر دانش بگرید
اسے دوست رکھنے کے لیے میں نے حسان دیدی دیکھو

اوسو نہ تشنہ دامن بر لبش تا چوں شود
وہ میرے خون کا پیاسا ہے، جیسا کہ بوش کا دیکھو کیا پتلا ہے

چشم خود را الفتر آخر یک نظر سیرش میں
میں نے اپنے آنکھ سے کہا پتلا آستوری جگر کا ایک نظر دیکھو

گر جو فراموش تلخی جاں براید چینیست
اگر کوہ واپس سے گزری تو میری جان میں تلخی کی آستوری

تخم کن حافظ کہ گرز ملکوت خوانی در عشق

اسے داننا بجز تو نہ دے، اگر تو عشق کا سبب اس میں بڑھتا ہے
خلق در ہر گوشہ افشا خواند ز من
تو ہر گوشہ میں میرا ہی افشا بڑھتا ہے

خدا را کہ تیش با خرقہ پوشان
خدا کے لیے، اگر تیرے جیسے لوگوں کے ساتھ کہ جیڑ

رخ از زندان بیسایاں پیوشان
جہ جاناں، زندوں سے رخ نہ چھپا

دلش در سینہ چوں در سیم آہن
سینہ میں تیرا دل، جیسا کہ جسم میں آہن
کہ سوز دل شود بر خلق روشن
تاکہ لوگوں پر دل کی جگہ روشن واضح ہو جائے

بر آید بچو دود از راہ روزن
اس طرح نکلتی ہے جی طرح سوز کے راستے صدمہ
کہ دار و در سر زلف تو مشکن
اس لیے کہ وہ تیری زلف میں ٹھکانا رکھتا ہے

ور بگویم دل بگرداں رو بگرداند ز من
اور اگر کہیں کبھی ہوں دل بچر دے، مجھ سے منہ پھیر لیتا ہے

ور بر غم خاطر نازک بر سخاند ز من
اگر غم بچھو ہوا ہوں، تلخ دل کو تمہارے رنجیدہ کر لیتا ہے

ور بگویم باز پوشاں باز پوشاند ز من
اور اگر کہیں کبھی ہوں چھپا، تو مجھ سے چھپا لیتا ہے

گو پیچنے مختصر چوں باز میماند ز من
تو اس مختصر چیز کے لیے میں وہ مجھ سے دور ہی کرتا ہے

کا ہستانم از و اماؤبستاند ز من
میں اس سے منگتا ہوں جس میں اس کا ہواؤبستان ہے

گفت مخوامی کہ تا بجھے نخوں رانند ز من
اُس نے کہا، شاید تو یہ چاہتا ہے وہ مجھ سے خون کی تری بہاؤ

بس حکایتی تلمے شیریں باز میماند ز من
بس حکایتی تلمے شیریں تو میری ہی تری بہاؤ

سے میں تیرا ہی تری بہاؤ

سے میں تیرا ہی تری بہاؤ

سے میں تیرا ہی تری بہاؤ

سے میں تیرا ہی تری بہاؤ

سے میں تیرا ہی تری بہاؤ

سے میں تیرا ہی تری بہاؤ

دریں خرقہ بے آلودگی ہست
 اس گڑھی میں بڑی گندگی ہے
 چوستم کردہ مستور منشیں
 جب آنے کے ساتھ کر دیا ہے، چھپ کر بیٹھ
 تو نازک طبعی و طاقت نیاری
 تو نازک طبع ہے، اور برداشت نہ کرے گا
 دریں صوفی و شال درے ندیم
 ان صوفی خا لوگوں میں، میں نے در نہیں دیکھا
 لب میکون و چشم مست بکاشی
 شراب پیجے ہونٹ، اور ست آنکھ کھول
 بیباؤ زرق این سالوسیاں میں
 آ، اور ان ستاروں کی نظاری دیکھ
 تو در خوابی کجا دانی کہ عاشق
 تو خواب میں ہے، اب تک مستوم نہ لاشتی

خوشا وقت قبلتے مے فروشاں
 مے فروشاں کی تبا کا وقت اچھا ہے
 چو نو شوم دادہ زہرم منوشاں
 جب قتلے کے مشہد دیا ہے، تو زہر دیا
 گرانی ہائے مشتے و دلق پوشاں
 منہی بھر گھڑی پہننے والوں کی ناگوری کہ
 کہ صافی باد عیش درونوشاں
 مذکر کے پچھٹ پہننے والوں کا عیش صاف ہے
 کہ از شوقتے مے لعل مست جوشاں
 کیونکہ تیرے شوق سے سرخ شراب جوش میں ہے
 صراحی خم دل و بر لوط خروشاں
 مراھی کا دل خون پور ہا ہے، لوط بر لوط شکر رکھی ہے
 بسر در کوئے میگر در خروشاں
 سر کے بل کوچ میں شور کرتا پھر رہا ہے

ز دل گرمی حافظ پُر حذر پاش
 حافظ کے دل کی گرمی سے ڈرتا رہے

کہ دارو سینہ چون دیگ جوشاں
 اس لیے کہ اس کا سینہ دیگ کی طرح جوش مہر رہا ہے

بہتر از فکر مے و جام چہ خواہد بودن
 شرب اور جام کے خیال سے اور کیا بہتر ہوگا؟
 پیر میخانہ چہ خوش گفت مقمائے دوش
 میخانہ کے پیر نے، کس شب کیا کہا میں سے بنا
 بادہ خور غم مخور و پسند مقلد مشنو
 شرابی، غم نہ کر، اور مستند کی بات نہ سن
 غم دل چند تو ان خورد کہ ایام نامد
 دل کا غم تک کھلا جائے، کہ زمانہ نہیں رہا
 مریغ کم حوصلہ زاکو سر خود گیر و برو
 کم حوصلہ پرند کہ کبہر جائے، اپنا کام کرے
 دست رنج تو یہاں بکہر شود صرف بکام
 تیری وہ تکلیف بہتر ہے جو مقصد میں صرف ہو
 بزم ازہر دل حافظ برف چنگل
 دلفراز چنگ اور غزل کے ذریعہ میں نے حافظ کے دل کو لکھنا

تا بہ سنیتم سر انجام چہ خواہد بودن
 آخر ہم دیکھیں سر انجام کیا ہوگا؟
 از خط جام کہ فرجام چہ خواہد بودن
 جام کے خط سے، کہ انجام کیا ہوگا؟
 اعتبار سخن شام چہ خواہد بودن
 عوام کی بات کا کیا اعتبار ہوگا؟
 گو نہ دل باش و نہ ایما چہ خواہد بودن
 کہو، نہ دل رہے، نہ زاد کیا رہے گا؟
 رحم آنکس کہ نہ درام چہ خواہد بودن
 جو شخص مال بچائے، اس کا رحم کب ہوگا؟
 تا بہ بینم کہ بنا کام چہ خواہد بودن
 دیکھئے، کیا کام کا کب ہوگا؟
 تا بہ زائے من بد نام چہ خواہد بودن
 دیکھئے، مجھ پر نام کی کیا سزا ہوگی؟

تا جبکہ دیر کا مشہد
 پلایا ہے مزار کا نہر
 نہ دے۔
 سائیر سے ہوشوں کی
 سرخی اور آنکھوں کی
 سستی کو دیکھ کر شرب
 جوش میں آ کر ہی ہے۔
 سہ مراھی میں شرب
 نہیں ہے، بلکہ مراھی کے
 دل کا خون ہے جو کہ
 ناموں کی مٹا رہا
 کو دیکھ کر پور ہا ہے
 اور بر لوط میں اس کی
 نسر پائی ہے۔
 سہ خط جام سے مراد
 وہ نشان ہوتا ہے
 جو مقدار میں
 کہنے کے
 لیے لگاتا
 جاتا ہے
 یعنی پیر نے
 جا کے خط سے سنت
 پڑھا ہے کہ دیکھو
 کیا ہوتا ہے؟
 مے مقلد عوام ہیں سے
 ہے اور عوام کی بات
 ناقابل اعتبار ہے۔
 مٹ جو حقیقت سے رحم
 کی توقع کرے وہ کم
 حوصلہ پرند ہے۔



شاہ کے دیدار سے ایسی
دولت حاصل ہو جائے
کہ عاشقوں کے کوچہ
بادشاہی پر منتر لکھا
ہے۔
مٹ دو ستوں سے جا
ہو یا مشکل ہے جان بیٹا
آسان ہے۔
مٹ غمخیز تک بند
ہے تو رونا دل گرتے ہے
باش خراب کھتا ہے
اور اپنا چہرہ چاک
کرتا ہے کہ اس کو تیکائی
حاصل ہوتی ہے۔
یہ نیم بھول کے کلان
میں لڑتے تھے بیل
چچا کہ مشق کے ساز
بیان کرتی

۵
کے ہونٹ
کلاور لیا ز مجھ
درد شرمنا ہوگا۔
مٹ دنیا ایک ایسا
مکان ہے جس کے دو
دروازے ہیں ایک
آنے کا ایک جانے کا
جب جانیکہ لانتے
دو دوست نکل جاتے
ہیں پھر کبھی میں ملتا
مکان نہیں ہے۔
کے لڑ لڑی زلف
میں رہتا ہے لہذا اسکو
ذلیل نہ کر۔
مٹ زلف کو کسر کشانا
گیا ہے دل اگر
سر کشی کرے تو اس کو
یکساں لہاں نہ کر۔
مٹ تیرے ہرے کو رو

دانی کہ صحبت دولت پیدار یار دیدن
تو جانتا ہے کہ یار کے دیکھنے کی دولت کیا ہے
از جہاں طبع بریدن آساں بود لیکن
جان سے ترقی اٹھالینا آسان ہے لیکن
خواہم شدن بہ بتاں چوں غمخیز بادل تنگ
غمخیز کی طرح تنگوں جو کہ باران غما جانے پاتا ہوں
کہ چوں نیم باطل راز نہفتہ گفتن
کبھی نیم کی طرح بھولوں سے پیچھے راز کہتا
بوشیدن لب یار اول ز دست مگذار
شروع ہی سے دوست کے ہونٹ کے پورے کو ہاتھ سے
فصحت شاد صحبت کرتاں دور اور منزل
صحت کو نصیبت جو اس لیے کہ اس دور سے ملنے منزل سے

دروغے او گدائی بر خردی گزیدن
اس کے کوچہ کی گدائی کہ بادشاہت پر ترنگ دنیا ہے
از دوستان جانی مشکل بود بریدن
جان دوستوں سے قطع نسیب کرنا مشکل ہے
واخجاہ نیکنامی پیرا سنے دریدن
اور اس جگہ نیکنامی کے ساتھ جا رہا کہ کرنا چاہتا ہوں
کہ ستر عشق بازی از ملبلاں شنیدن
کبھی عشق بازی کے راز جہلوں سے سننا
کا خرمول گردی از دست لب نیدن
کہ کہ کو خرمول گدائی کے ہاتھوں نہ سنبھدے ہوگا
چوں بگذریم تو امان دیگر ہم رسیدن
جب ہم نکل جائیں گے، پھر رہنے نہ ہونگے
گونی برفت حافظ از یاد شاہ منصور
گوناگون حافظ، منصور، بادشاہ کے حافظے نکل گیا ہے
یار ب یادش آورد ویش پروریدن
اسے خدا ناس کو قرار پروری یاد دلا دے

دل مرا در میر زلف تو مسکن
میرے دل کا گھر، تیری زلف میں ہے
وگردل سرکش چوں زلف از خط
اور اگر دل تیرے علم سے زلف کا سرکش کرے
چو شمع بر پشت آبی در شب تار
اگر کوئی شمع پر تیرے منظر میں تیرے سامنے آئے
یہ کلزارم چہ کار انول کہ گشتہ است
مجھے اب چمن سے کب کام، اس لیے کہ میں گیا ہے
ز سر و قامتت نفش نیم آزاد
تیرے قدم سے سرو سے میں فارغ ہو کر تیرے ہونٹوں کا
ز بہت گم بتا ہم ذرہ روی
اگر میری محبت سے ذرہ برابر مٹو تو
کجا بہ تنگ مشکر دست یار
مشکر کے پورے ہر کب تیرا پاسکتی ہے
چو حافظ ما جرائے عشق بازی
عشق بازی کا قصہ، حافظ کی طرح

بدینا نش فرو مگذارو مشکن
اس طرح سے اس کو نہ چھوڑا، اور دست توڑ
بادست آرش ولے در پاش مکن
اس کو تھامیں کر لے لیکن اس کو چھوڑنے میں نہ ڈال
شود چشم بیدار تو روشن
تیرے دیدار سے میری آنکھیں روشن ہو جائیں
جہاں بر چشم از رویت چو گلشن
جہاں میری آنکھیں تیرے چہرہ کی رو سے باغ جیسا
ہمہ تن گز زبان با شتم چو سوسن
اگرچہ میں سوسن کی طرح ہمہ تن زبان میں جھاؤں
چو خورشیدم فرو آید ز روزن
سورج کی طرح وہ سورج سے میرے اوپر آئے
گر اندیشد مگس از باد بیزن
اگر کبھی چکے کا بچھڑ کرے
نمی گوید کے برو جہ احسن
کوئی اچھے طریقہ پر بیان نہیں کرتا ہے

دلبر جانان من بردل و جان من

یرادل و مشوق یرادل، اور حسان لے گیا

از لب جانان من زندہ شود جان من

یرے محبوب کے ہونٹوں سے، میری جان زندہ ہوتی ہے

روضہ رضوان من خاک سرکوبی دوست

یرا مہر رضوان، دوست کے کوچہ کی خاک ہے

المدخل حیران من والد و شیلے تست

یرا حیران دل، تیرا دیوانہ اور عاشق ہے

یوسف کنگان من مصراحت تراست

اسے میرے سب کنگان، ملاحمت کا کلب معتر ہے

سر و گلستان من قامت دلجوئے تست

میرے باغ کا سرو، تیرا دل جوخت ہے

برودل و جان من دلبر جانان من

یرادل، اور جان لے گیا، میرا دلبر، مشوق

زندہ شود جان من از لب جانان من

میری جان زندہ ہوتی ہے، میرے محبوب کے ہونٹوں سے

خاک سرکوبے دوست روضہ رضوان من

دوست کے کوچہ کی خاک، یرا مہر رضوان ہے

والد و شیلے تست ایس دل حیران من

تیرا دیوانہ اور عاشق ہے، یرا حیران دل

مصراحت تراست یوسف کنگان من

ملاحمت کا کلب معتر ہے، اسے میرے سب کنگان

قامت دلجوئے تست سر و گلستان من

تیرا دل جوخت، میرے باغ کا سرو ہے

حافظ خوش خوان من نقد کمال غیاث

یرا خوش الحان حافظ، زیاد کے کمال کا نقیبہ

نقد کمال غیاث حافظ خوش خوان من

زیاد کے کمال کا نقیبہ، یرا خوش الحان حافظ ہے

زرد در آد و شبتان ما منور کن

دو لڑے سے آجا، اور جارا گھر روشن کر

بچشم وارفتے جانان سپردہم ادل جان

میرے دل و جان، محبوب کی چشم و ابرو کے پورے ہیں

از آن شامل الطاف حسن خوش کہ تراست

اس ہر باتوں کی ماحبت اور خوبصورتی کی وجہ سے جو مجھے مالا

یو، بخازن جنت کہ خاک ایس مجلس

جنت کے پہرہ دار سے کہہ وہ کہ اس مجلس کی خاک کو

طبع بنقد وصال توحہ ما نمود

تیرے نقد وصال کی طرح، ہمارے مرتبہ کی نہیں ہے

چو شاہد ان حین زبردست حسن تواند

جبکہ چمن کے مشوق، تیرے حسن کے تحت ہیں

ستارہ شب، بجران نمی فتانہ نور

شب بجز ستارہ، روشنی نہیں دیتی ہے

ازیں مرقع پیشینہ نیک در تنگم

اس ادنی گذری سے میں بہت تنگ ہوں

دماغ مجلس روحانیاں معطر کن

روحانی لوگوں کی مجلس کے دماغ کو خوشبو وار بن

بیا بیبا و تماشا تے طاق و منظر کن

آہ، اور طاق و منظر کی سیر کو

میان بزم حریفان چو شمع سر بر کن

دوستوں کی مجلس میں شمع کی طرح سیر بلند کر

تحتفہ برسوتے فردوس، و خود مجر کن

بلور تحتفہ فردوس میں لیجائے اور آئینوں کی عمدتائے

حوالتم بلب لعل، پچوشکر کن

مجھے تشکر ہے لب لعل کے حوالے کر دے

کرشمہ بر حسن و ناز بر صنوبر کن

حسن کو ادا، اور صنوبر کو ناز دے

بیا بم قصر برد آ و چراغ مہ بر کن

محل کے بالا خانہ پر کا در جاند کے چراغ کو روشن کرے

بیک کرشمہ بر صوفی و شمع قلندر کن

مجھ کو ایک صوفیوں ادا سے قلندر بنا دے

اس پوری غزل میں
دو سامعین پہلے صحرا
سے الفاظ کو رد و بدل
کر کے کیا گیا ہے یہی
اس غزل میں مستحق
اور کوئی خاص ترقی نہیں
ہے۔
کلمات سے محبوب
کلمہ اور منظر سے
محبوب کی آنکھیں ملو
میرا اور خطاب عام
ہے۔

یہ حسن و نقیبہ
کی دولت
مقتضاً
کراس کی
ماتش کی جیسے
یہ میرے کی پوری
خاک اس قابل ہے
کراس سے جنت کو مستحق
کیا جائے
یہ ہادی یہ حیثیت
تر نہیں ہے کہ وہاں
میرے کے ایک بوسہ
ہی دیتے۔
یہ چاند تاسے
تیرے چہرے سے نور
حاصل کرتے ہیں۔

نفس کے بلوغت میں
 تھک کر شراب پی کر
 سنتی کہ وہی کی
 پتھر کا نکلے خشک
 وہ سے پیرا ہے
 اس کے دماغ کو کر دے
 عیش اور عشق کے
 پیر سے وہ پیرا
 چاہے کیا تھا کہ پیرا
 پیرا کیوں
 اس میں غزل کے پیر
 چاہے شوق سے پیر
 میرا شوق چرینوں
 کا تھہرے میرے پاں
 سے گزرا اور میرے
 کیا تو شراب کا شوق
 سے تھک کر پیرا ہے

فضول نفس حکایت بے کند ساقی
 لے ساقی، نفس بہت سی فضول نہیں کرتا ہے
لب بالہ بوس آنگہاں بستاں وہ
 پیانے تھے ہونٹ پر بوس، سپر مستوں کو دے
وگر فقہ نصیحت کند کہ مے مخورید
 اور اگر فقہ نصیحت کرے کہ شراب نہ پیو
حجاب دیدہ اوراک شد شمع اعجال
 مجال کو شام میں، اور اک کی آگ کا پڑھتا نہیں
شنیدم از درد و دیوار کوئے او صد بار
 میں نے سنا ہے اس کے لوہے کے دو دیوار سے منہ

تو کار خود مدہ از دست و مے باغرن
 تو پینا ۲۴ نہ چھوڑ، اور سا غریب شراب ڈال
بایں لطیفہ مشام خسرو معطر کن
 اس لطیفہ سے عیش کے دماغ کو خوش بو دے
بیالہ پدہ ہش گو دماغ را تر کن
 اس کو ایک پیالہ دے کہ بکے کہ دماغ کو تر کرے
بی او خرگہ خورشید را متور کن
 آ اور خورشید کی قیام گاہ کو روشن کر دے
کہ خاک راہ شوائب نجا و خاک بر سر کن
 کہ اس جگہ راستہ کی خاک بچا، اور سر پر خاک ڈال

پس از ملازمت عیش و عشق مہر ویاں
 عیش کی پابندی، اور حسینوں کے عشق کے بعد
ز کار ہاکہ کنی شعر حافظ از بر کن
 جو ۲۴م تو کرے، حافظ کے اشعار کو یاد کر لے

تو شعل
 شعلہ
 شعلہ
 شعلہ
 شعلہ

شاہ شاد قدان خسرو شیرین دہناں
 شہناور بیچے تو دلوں کا ہار شاہ، شیریں دہنوں والوں کا شاہ
مست بگذشت نظر بر من روش نازخت
 مست ہو کر گذرا، اور مجھ فقیر پر نظر ڈالی
تا کہ از سیم زدنت کیسہ ہی خواہد بود
 کہ جبکہ ہلکا ہوا اور سونے سے تیری تسلیل خالص ہوگی
کتر از فزہ ز بابت مشو مہر یوزر
 تودہ سے تو کمتر نہیں ہے، بابت نہ بن، محبت اختیار کر
پیر پیمانہ کن ماکہ رواش خوش باد
 ہاں سے پیار بخش پیر سے خدا کے اس کو روح خوش ہے
وامن دوست بدست آرزو شدن گسل
 دوست کا دامن تمام لے، اور عشق سے قلب تھلنے کر لے
بر جہاں تکیہ کن و قلعے مے واری
 دنیا پر بھروسہ نہ کر، اور اگر تیرے پاس کوئی شراب کا پیالہ ہے
با شہاد و حسن لالہ سحر می گفتم
 اور کہ جس میں بیچ میں صبا سے میں پوچھتا تھا
گفت حافظ من تو عمرم ایں راز نام
 اس نے کہا، اے حافظ! میں اور تو اس راز کے علم نہیں ہو

کہ ہر گاہ شکن قلب ہمہ صف شکنان
 جو بگلوں سے تمام صفت شکنوں کا دل توڑ دے
گفت کا چشم و چراغ ہمہ شیریں سخنان
 ق ۱۰۱۱ اے تمام شیریں کلام والوں کے چشم و چراغ
پند با شنو و پر خور ز ہمہ سیم تنان
 ہدی نصیحت سے لے، اور تمام ہانڈی جیسے ہمہ دلوں سے نفا
تا بخلو تگہ خورشید رسی خرخ زناں
 تاکہ آفتاب کی غلوت گاہ میں چکر لگاتا ہوا پہنچ جائے
گفت پر ہیز کن از صحبت ہمیاں شکنان
 کہ ہاں وہ وہ شکنوں کی صحبت سے ہی
مردیز داں شو و امین گذرازا ہر منان
 مرد خدا بن اور شیطانوں سے بچنے نکل
شادی زہرہ جیناں خورد نازک بدنان
 تو زہرہ جینوں اور نازک جان مسخروں کی خوشی میں ہی
کہ شہیدان کہ اندا میں ہمہ خونیں کفان
 کہ یہ فوقی کفن والے، اس کے سسبید ہوں
از مے لعل حکایت کن و سبب ذفان
 شراب، اور ہانڈی جیسی شہزادی والوں کی بات کر

سے تو کم نہیں ہے ہتھکا
 سے شہر کی اس رنگ
 پہنچ ہی نہیں لگا
 سے یہیں شہر کی قلہ
 جن میں نہیں ہے
 پیرستان کے گراہی
 کہ یہ جہاں سے دوست
 کہ لالہ پیرا پیرا ہے
 تیرے غلط ہے دنیا
 نقالی ہتھکا ہے
 مشق کی لالہ شرب
 تو تھک کر چاہیے
 سے جہاں شرب
 جن میں نہیں ہے کوئی
 میں سے میں نے
 دیانت کی لالہ شرب

شراب لعل کش و روئے مرجیناں ہیں
 سلاسی شرابی، اور ہانڈی جیسی پیشانی والوں کا پھرہ دیکھ
 بزرگ دلق ملمع کمنہ ما دارند
 قلع کی گڈڑی کے نیچے بہت سی گڈڑیاں رکھتیاں
 بحر من دو جہاں سرفروخی آزند
 دونوں جہاں کے کلیان کے لئے بھی، سر نہیں جھکاتے ہیں
 گرہ زانوئے پرچیں نمیکشاید یار
 پرستی ہر دوسے دوست گرہ نہیں کورتا ہے
 حدیث عہد محبت زکس نمی شنوم
 محبت کے عہد کی بات میں کسی سے نہیں سنتا ہوں
 اسیر عشق شدن چارہ خلاص من است
 میرے چلنے کے لئے تدبیر، عشق کا قیدی ہوا جیسا ہے

خلاف مذہب آناں جمال ایماں ہیں
 ان کے مذہب کے خلاف، ان کا حسن دیکھ
 دراز دستی این کوتاہ استیاں ہیں
 ان چھوٹی آستین والوں کی دراز دستی دیکھ
 دماغ کبر گردایان خوشہ چیناں ہیں
 خوش نہیں، فقیروں کے سنگڑ دماغ کو دیکھ
 نیاز اہل دل و ناز نازینیاں ہیں
 اہل دل کی عاجزی اور ناز نازینوں کے ناز کو دیکھ
 وفاتے صحبت یاران و ہشتیاں ہیں
 دوستوں اور ہم نشینوں کی صحبت کی دن کو دیکھ
 ضمیر عاقبت اندیش پیش بیناں ہیں
 دور اندیشوں کی عاقبت اندیش طبیعت کو دیکھ

غبار خاطر حافظ بہر صیقل عشق
 عشق کی صیقل نے غبار کی طبیعت کے غبار کو ختم کر دیا

صفائے نیت پاکان و پاکہ دنیاں ہیں
 پاکوں اور پاک دنیاؤں کی نیت کی صفائی کو دیکھ

صبح ست ساقیا قدحے پر شراب کن
 اسے ساقی! صبح ہے شراب سے ایک پیار بھر دے
 زان پیشتر کہ عالم فانی شود خراب
 اس سے پہلے کہ فنا ہونے والا عالم اجڑے
 غور شدیمے ز مشرق ساغر طلوع کرد
 شراب کا صبح، ساغر کے مشرق سے نکل آیا ہے
 ز تو زیکہ چرخ از بگل ماکوز باکند
 جس دن آفتاب ان بھاری نئی سے پیلے بنائے گا
 ما مرد بد و تو بہ و طامات نیستیم
 ہم زہر و ماہر تو بہ اور ڈونگیوں کے مرد نہیں ہیں
 بچوں شہاب دیدہ ہوئے قدح کشتانی
 چیلے کی طرح تھپسائے کے ٹنڈ پر آٹھ کھوں
 ایام گل چو شہر بر فتن شتاب کرد
 موسم ہارنے، زندگی کی طرح چلنے میں جلدی کی
 کار صواب با دوہ پستی ست حافظا
 اسے حافظ! شراب پرستی صبح نما ہے

دور فلک درنگ ندارد شتاب کن
 آسمان کی گردش دیر نہیں کرتی ہے، جلدی کر
 مار از جام با دوہ گلگلوں خراب کن
 ہمیں ہر شہر شراب کے جام سے مست کر دے
 گر برگ عیش میطلبی ترک خواب کن
 اگر عیش کا سلمان چاہتا ہے، نیند کو ترک کر دے
 ز نہار کا سہ سہ پایہ شراب کن
 دیکھنا! ہمارے سر کے پیلے کو شراب سے بھوننا
 با ما جام با دوہ صافی خطاب کن
 صاف شراب کے پیلے کے حلق جہے بات کر
 وین فادہ را قیاساں ساس از حباب کن
 اور اس گھر کو پیلے کی چنیا پر قیاس کر
 ساقی بد و ریادہ گلگلوں شتاب کن
 اسے ساقی! ہر شہر فلک کے شراب کے دور میں جلدی کر
 برخیز و روئے عزم بیکار صواب کن
 اٹھ اور صبح کوئی طرف اورادہ کا رش کر

سے آناں سے زاہر
 ہیں اور ایماں سے مستین
 مستون
 ہے یہ شراب خانہ کے شہ
 شہوں میں سے ہے
 بنام رنگ بیک ایماں
 جسے ہمارے شہ
 کے پاند رنگ چرک
 آستین زیادہ لگائیں
 رکھے تھیں اسے
 کو تہہ آستین کہے
 سے لگائے سنگڑوں
 جہاں کے اصل کی
 طرف بھی سر نہیں جھکا
 ہے۔
 سزاؤں کی کاغذ لکھنا
 کرتا ہے یا لکھ کر
 جلدی کر
 سے مالک
 نہا ہونے
 سے پہلے
 اس شراب کے
 مست کر دے۔
 ت مرثیہ لکھ کر
 جاری مٹی سے کہا
 پیلے بنائے تو میرے
 سر کی مٹی کے پیلے
 شراب بھوننا کہتی
 قائم رہے۔
 شہ طاری سے تہ پیلہ
 میں شراب لگائے ہوئے
 پیلے میں پیلے پیلے
 ہو جاتے ہیں، دنیا کی
 مثال جھپٹتے زیادہ
 نہیں ہے۔
 شہ کو تہ بہار کی شج
 جلد لکھتا ہے لکھنا
 شراب پیلے میں
 جلدی کر

شیر سے صل سے پہلے
 میں سے تاثیر ہے کہ اس سے
 مردہ زندہ ہو جاتا ہے
 لہذا میری تو پر آ کر تو کافر
 بڑھ دینا۔
 اس محبوب فاقہ پر شکر
 داپس ہوا ہے میرے
 پاس اب جان نہیں
 ور نہ پیچھے مردان کو تبت
 اس طیبیت نساور
 زبان و کلمہ کر مرض کی
 تفتیش کرتے ہیں۔
 لگ بھگت کی لگی نے
 بخارا کی لگی تو ختم کردی
 لیکن اب اس گریح
 شفا کی امید نہیں ہے۔
 یہ مشرقی تاملی خرابی
 کی گئی ہے

اور یاروں
 جو کی باگ
 ہیں۔

شیر علاج شیشہ
 شایب سے مستحق ہے
 شکر کا رنگ کی شیشی ہے
 یہ مشرق اور اس کی
 اور کے سامنے سامنی
 اور اس کا مادی رنگ ہے
 سامنی شہر سامو کا
 رہنے والا وہ جاگرتے
 جس نے جاو کا بھرا
 بنا کر ہی اسرائیل کو آئی
 پر جاو کا گھاوا تھا
 بلکہ حضرت ہوس کی کو
 طور ہے کہ ہے تھے۔
 شکی کا ہی کے ساتھ
 روانگی کر سال حال ہی
 بن جائے گا۔

شیر سے جس کے سامنے
 محمد اور ہی بچ ہو جائیگا

فاطمہ جو آمدی بر سر خستہ بخواں
 جب تو کہ غمت کے سر ہائے بہو بچے ، تو کچھ فاقہ بڑھ
 آنکہ بر شش آمد وفا تم خواند و می رود
 وہ جو بر سر کے لیے آیا ، اور نسا تم ہی ، اور جا رہا ہے
 اے کہ طیبیت خستہ موی زبان من سہیں
 لے وہ کہ تو زبھی کا طیبیت ہے ، میرا پتر ہا اور زبان و کچھ
 گر تھپ آتھان من کرد ز مہر گرم و رفت
 اگر چہ ہمارے میری بڑوں کو جنت سے گرم کر دیا اور وہ جا رہا
 باز نشان حاتم زآب دو دیدہ و بین
 دو آنکھوں کے پانچ سے ، میری گرمی کو پھر ختم کر دے
 حال دل چو خفاں تو بہت در آتشش وطن
 میرے دل کا حال خیرے نئی کی طرف ہے جہاں وطن آگ ہے
 آنکہ فراموشی شام از من لعل داود است
 جس نے میری شام سے لعل بیسی شرب کی لعل دی ہے

حافظ از آب زندگی شعر تو داو شد بر تم
 لے حافظ ترے شعروں نے مجھے آب حیات کا شہرہ ملا دیا ہے
 ترک طیبیت کن میانہ شعر من بخواں
 طیبیت کو چھوڑ ، آدا اور میرے اشعار کی کتاب بڑھ

لب یکشا کہ مید بدل لبت بکر و جواں
 لب یکشا کہ اس لیے کہ تیرا لب جواں نہ بدلے جہاں نہ جوتی ،
 کوفتے کہ روح را میکنم از پیش و اول
 و دماغ کہاں ہے کہ روح کو اس سے لپیچھے روانہ کروں؟
 کیس دم و دو دینہ آبا بدل بر زبان
 اس لیے کہ میں کا سانس اور روحاں زبان لپٹنے با دل بنا ہوا ہے
 ہچو تچم نمیرود آتش مہر از استخوان
 محبت کی آگ میری بڑوں سے بخارا کی طرح نہیں جاتی ہے
 نبض مرا کہ مید بد پیچ ز زندگی نشان
 اور میری نبض کو کچھ کہ زندگی کا کچھ پتہ میری ہے!
 جسم از آن دو چشم تو خستہ شد است نا توان
 براہم آتیری ان دو آنکھوں سے خستہ اور نا توان ہو گیا ہے
 شیشہ شام از پیسیر و پیش طیبیت ہر زبان
 ہر وقت میرے فاقہ سے کہ طیبیت کے سامنے کیوں ہیلا ہے

بغمزہ رونق بازار سامری بشکن
 اور آگ کے شیشے سے سامری کے بازار کی رونق خستہ کرنے
 کلاؤ گوشہ با تین دلبری بشکن
 گوشہ دار زنی کو مشق تان اناز سے شہرہ کا کرے
 سزائے حور زده و رونق پیری بشکن
 حور کو سزا دے ، اور پیری کی رونق ختم کر دے
 بآبروان دو تا قوس مشتری بشکن
 ز پیری امروہوں کے ذریعہ مشتری کی کمان توڑ دے
 تو قیامت شازیر زلف عنبری بشکن
 تو اس کی بخت ، عنبری زلف سے گھٹا دے
 بغزہ گوئی کہ قلب ستگری بشکن
 اداسے کہوے کہ ستگری کے دل کو توڑ دے
 تو رونق سخن گفتن درمی بشکن
 تو سامری کا دم کہہ ، اس کی رونق گھٹا دے

کر شہز کن و بازار ساحری بشکن
 اور اٹھادے ، اور ب دو گری کا بازار شہزادے
 بیاد و مرد و ستار عالمے یعنی
 آج جہاں کے مرد و دستار کو بر باد کرنے یعنی
 بڑوں خرام و بر گئے خوبی از نمبر کس
 باہر نہیں اور ب سے حسن کی بازی جنت سے
 با جوان نظر شیر آفتاب بگیری
 بچاؤ کے ہرٹوں کے ذریعہ آفتاب کے شہر کو چوڑے
 چو عطر سائے شو زلف سنبل از زبان
 ہوا کے جوہر کے سے جب سنبل کی زلف حلا چڑھنے
 بزلف گوئی کہ آئین سر کشی بگذار
 زلف سے کہوے کہ سر کشی کا سر بڑھ چھوڑ دے
 چو عندلیب فصاحت فروش شد حافظ
 اسے حافظ چیکہ قبیل فصاحت فروش جہنگی

www.maktaba.org

گلگڑا ز سنبل مشکیں نقاب کن
 پہر کی چوڑی پویشیں سنبل کا نقاب ڈالے
 بکشا بعشورہ ز گیس مست و خراب را
 ادا سے ہدست و گھڑیوں کو کھول دے
 لبشال عرق ز چہرہ و اطراف باغرا
 پہرے سے سینہ چمک دے در باغ کے لالہ کو
 بوئے بنفشہ تشو و زلف بنگار گیر
 بنفشہ کی خوشبو سو گندہ اور مشوق کز زلف تمام
 ز آسما کہ رسم و عادت عاشق کشتی تست
 چونکہ تیری عادت اور رسم عاشق کشتی ہے
 ما بخت خویش و خورے ترا از مودہ ایم
 ہم نے اپنا نصیب اور تیری عادت آزمائی ہے

یعنی کہ رخ پوش و جہانے خراب کن
 یعنی چہرہ چھپائے زانہ دنیا کو دیران کر دے
 وز رشک چشم ز گیس رعنا پر آب کن
 اور رشک کی ہرے ز گیس رعنا کی آنکھ کو کشتی چھپے
 چوں شیشہ نائے دیدہ ما پر گلآب کن
 چاری آنکھوں کے شیشوں کی طرح گلآب سے بھرے
 بنگر ز رنگ لاله و عزم شراب کن
 و دے رنگ کو دیکھو اور شراب کالا دہ کر
 شمشیر کین سخن دل ما خضاب کن
 کینہ کی تلوار کو ہمارے دل کے سخن سے رنگ لے
 باد شمنان قلم حکش و با اعتبار کن
 دشمنوں کے ساتھ پیالہ پنی اور ہم پر حساب کر

حافظ وصال می طلبد از رو دعا

حافظ دعا کے ذریعہ وصل چاہتا ہے
 یارب دعاے خستہ دلال مستجاب کن
 اے خدا! خستہ دلوں کی دعا قبول فرما

ما ستر خوشیم باوہ مادر پیالہ کن
 ہم سرور میں ہیں، ہماری شراب پیالہ میں ڈالے
 در جام ماہ باوہ چوں آفتاب ریز
 چاند کے جام میں، سورج جیسی شراب ڈالے
 اتے پر خالقد بخرایات شودے
 لے خائفانہ کے بڑے سے آنکھڑی دیر کے لیے خالی ہیرا
 صوفی بگر یہ چہرہ مجلس بشو چو شمع
 اے صوفی! شمع کی طرح گریے مجلس کا چہرہ دعو

بدست را بغزہ ساتی حوالہ کن
 مد پشش کو، ساتی کے اشارہ چشمہ حوالہ کر دے
 بر رویے روز سنبل مشکیں کلالہ کن
 دن کے چہرے پر مشکیں زلف والی سنبل ڈال دے
 غسلے بر آرو تو بہ مفقدا سالہ کن
 نہا، اور ستر سالہ تو بہ کر
 آمہنگ رقص ما ہمہ از آہ و نالہ کن
 آہ اور نالہ کے ساتھ ہم سب کے رقص کا ساتھ لے

گر نوز و شوق عشق در آید بعقد تو
 اگر عشق کی دہلیز، تیرے نکاح میں آئے
 مہر دو کون حافظش اندر قبالہ کن
 تو سے مانتا: دونوں جہانوں کا مہر اس کے قبالہ میں لکھ دے

میرغ دلم طائریت قدسی عرش آشیان
 میرا مرغ دلم قدسی پرند ہے جس کا آشیان عرش ہے
 از دریاں خاکدراں چوں پر در مرغ ما
 اس خاکدان کے در سے جب ہارا پرندہ اڑے گا

از قفس تن ملول سیر شدہ از جہاں
 وہاں کے بجز سے سے رنجیدہ، دنیا سے دل بھرا ہوا
 باز نشین کند ہر سر آں آشیان
 اس گھر لٹے میں، پھر ایسا تنہا کا بنا دے گا

گلگڑا ز سنبل مشکیں نقاب کن
 سنبل مشکیں نقاب کن
 ز لعلیں مراد عادت
 سچو کہ تیری عادت
 ہی عاشق کشتی ہے
 لہذا مناسب ہے
 جاسے خون سے
 تلوار رنگ لے۔

ستر خوش
 وہ کہا آشیان
 جس کو
 نشے
 صرف سرور ہو۔
 بدست ما ہوش کوا
 کے ستر سالہ جو خالقد
 میں گزری ہے اس
 تو بہ کر۔
 عے عشق کی دوست
 دونوں جہانوں کی
 مائل ہوجائے تو بھی۔
 غیبت ہے۔
 ستر مراد عالم
 قدس کا پرند ہے
 دنیا سے تنگ آجائے۔

۱۔ عالم بالا میں عرش کے کنگرے پر اپنا آرش یاد بنائے گا۔ ۲۔ خود کو چھاتر قرار دے گا جس کا سایہ چلنے سے مملکت حاصل ہوتی ہے۔

۳۔ شمس کو پروردگار کے بندہ اور عالم کے خالق قرار دینا کہ جس کے سے میری آنکھ نے صرف لکھ لکھ کر جاننا کہہ کیا ہے کسی کی برائی کا تائب کسی کو یوں نہیں چھوڑا۔

۴۔ شراب کی سستی کے ذریعہ میں اپنی خودی کو فنا کرتا ہوں۔ ۵۔ ہمیں دنیا کی ہر چیز میں اسی کا جلوہ نظر آتا ہے۔

۶۔ شمس کو پروردگار کے بندہ اور عالم کے خالق قرار دینا کہ جس کے سے میری آنکھ نے صرف لکھ لکھ کر جاننا کہہ کیا ہے کسی کی برائی کا تائب کسی کو یوں نہیں چھوڑا۔

۷۔ مشرق کا ہر خطہ مشرق کے رخسار کا عاشق ہے۔ ۸۔ زہد فرودوں کی دست برداری گاہ ہے، مشرق اور عالم کی ایک ہی چاہت ہے۔

چوٹ پر وزیں جہاں سدرہ بود چائے او
جب اس جہاں سے آئے گا، اس کی جگہ سدرہ ہوگی
سایہ دولت قدر بسر عالم لیے
دنیکے سر بہر بہت زیادہ دولت کا سایہ پڑے گا
درود جانش مکان نیست بجز فوق عرش
دردن جہاں اس کا مکان نہیں ہے سوا عرش کی جہنم کے
عالم علوی بود جلوه گر مرغ ما
ہمارے ہر بند کی جلوه گاہ اور پر والا عالم ہے

تکبیر گہ باز ما کنگرہ عرش داں
ہمارے بازگئے تختے کی جگہ، عرش کا کنگرہ سمجھو
گر ز ند مرغ ما بال و پے در جہاں
اگر دنیا میں ہمارا پرندہ کھول دے پھیلا جائے گا
کان فے از معرفت جائے فے از امکان
اس کی کان معرفت ہے، اس کی جگہ امکان ہے
آبخور او بود گلشن باغ جنال
اس کے آبی کا گھاٹ بہتوں کے باغ گلشن ہے

چوں دم وحدت زنی حافظ شورید مال
اے شوریدہ حال حافظہ جسکو وحدت کا دم پھر تباہ ہے
خانہ توحید کش بر ورق انس و جہاں
انسانوں اور جنوں کے ورق پر توحید کا قلم پیر ہے

متنم کہ شہرہ شہر مبعشق ورزیدن
یہ وہ ہے کہ عشق اختیار کرنے میں تمام شہرین کو پیوستہ پڑا
وقائیم و ملامت کشیم و خوش ما ییم
ہم وہ کرتے ہیں ملامت برداشت کرنے کے لئے عشق میں
تھے پرستی از ان نقش خود بر آب دم
غراب نوشی سے میں نے اپنے آپ کو اس لیے نقش کرکے تباہ ہے
بہر پر میکدہ گفتم کہ چیست راہ نجات
تیسے میکدہ کے پیر سے پوچھا کہ نجات کا راستہ کیا ہے
عنان بمیکدہ خواہیم تا فت زین مجلس
جہاں مجلس تھے میکدہ کی طرف باگ تزیین کے
مرا و ما ز تماشائے باغ عالم چیست
دنیا کے باغ کی سیر سے، چہاں کیا مقصد ہے؟
بر حمت سز زلف تو واقفم ورنہ
میں تیری زلف کے گرم سے واقف ہوں ورنہ
ز خط بارشیا موز مہر بارخ خوب
میں سنا کی محبت، بار کے خط سے میکدہ لے

منم کہ دیدہ نیالودہ ام بہ بدر دیدن
میں ہوں جس نے بلوٹھنے سے اپنی آنکھ کو گندہ نہیں کیا
کہ در طریقت ما کافر است نجیدن
اس لیے کہ ہماری طریقت میں رنجیدہ ہونا کفر ہے
کہ تا خراب کند نقش خود بر آب دم
تاکہ وہ خود پرستی کے نقش کو مٹا دے
بخواست جام مے و کفت بارہ نوشیدن
اس نے شراب کا جام منگایا، اور کب شراب پینا
کہ وعظ بے عملان واجبست نشیدن
اس نے کہ بے عملوں کا وعظ نہ سنانا واجب ہے
بدست مرد چشم از رخ تو گل چیدن
آنکھوں کی تپیلوں کے ذریعے تیرے رخسار سے پھول چننا
کشش خود جو ز آن سوچ سود کو شنیدن
جب اور حضرت کشش نہ چھو کہ کشش کرنے سے کیا نسا کہت
کہ گر دعا عرض خواں خوش ست گردیدن
حیضوں کے رخسار کے گرد چکر کا شاد بہت خوب ہے

مبوس جز لب معشوق و جامے حافظ
لے حافظہ معشوق کے ہونٹ اور شربت جام کے سوا کسی اور شے

کہ دست زہد فروشاں خطا یوسیدن
اس لیے کہ زہد فروشووں کا ہاتھ جو سنا مٹتی ہے

میسوزم از فرقت مرواز جفا بگرداں
 مدت سے فرات سے میں رہا ہوں، غلٹ سے جفا بگرداں
 مہ جلود مینا مید بر سبز خنک گردوں
 چاند، آسمان کے سبز گھوڑے پر جنوہ ٹائی کر رہا ہے
 یغائے عقل ودین را میں خرام است
 عقل ہاور دین کی لوٹ مار کے لیے ست ہنر بہنہل
 مرغور را بگرداں یعنی بر غم سنبیل
 بلہ از زلفوں کو گھما کر ہے، یعنی سنبیل کی حرکت کے لئے
 اے نور چشم متاں در عین انتظارم
 اے مستحق کے نور چشم ہیں، میں انتظار میں ہوں
 دوران جو مینو لید بر عارض متاں خط
 زمانہ چونکہ مشرقوں کے زخماں پر خط مکتا ہے

بجران بلائے ما شد یارب بلا بگرداں
 بجر ہمارے کے بلا ہے، اے خدا! بلا کو پیر دست
 تا او بسر در آید بر رخس یا بگرداں
 غمزدے پر سوار ہوتا کہ وہ اوندہ سا کرے
 بر سر کلاہ بشکن در بر قب بگرداں
 سر پر ٹوٹی ٹیڑھی کرے، بدن پر حسب بہت کرنے
 گرد چین ہنوخے رہمیں صبا بگرداں
 چمن کے چاندوں طرف صبا کی طرح ایک دم تھک دینے
 چنگت حزین وجہ عجز از یا بگرداں
 غمگین چنگ کر تازا، یا جام کو گردن میں لا
 یارب نوشہ بد از یارب ما بگرداں
 اے خدا! بری کھائی کو ہمارے یارب سے پورے

حافظ خوبردیاں قیمت جزا تیر ز نیست

اے حافظ! جنوں سے، تیری تقدیر میں اس کے سزا ہے

گر نیست رضائے حکم قضا بگرداں

اگر تیری رضامندی نہیں ہے، تقدیر کا حکم پڑتا ہے

نکتہ دلکش گویم خال آن مہر و بین
 میرا تو سے ایک کوشش نہ کہتا ہوں اس جہان سے جس سے بڑے نکتہ دلکش
 عیب دل کردم کہ وحشی طبع و ہر جان بدبک
 میں نے دل پر عیب لگا لیا کہ وحشی طبع اور ہر جان بدبک
 عاشقان آفتاب از دلیر ما غافل اند
 سونہ کے عاشق، ہمارے مشرق سے بے خبر ہیں
 لڑہ بر اعضائے مہر از رشک آن مہر و نگر
 سونہ کے اعضاء ہمارے ہر کو رشک سے لڑہ دیکھ
 حلقہ زلفش تماشا خانہ باد صبا است
 اس کی زلف کا معلقہ، باد صبا کی تماشا خانہ ہے
 زلف و بلندش صبارا بند در گردن نہد
 اس کی بلند زلف، صبا کی گردن میں پہننا ڈالتی ہے
 آنکہ من در دستوش از خرد بیروں شدم
 وہ جس کی کاوش میں، میں عقل سے بجا نہ ہو گیا
 از مراد شاہ منصور کے اے فلک رخ برتباب
 اے آسمان! شاہ منصور کی مراد سے روگردانی نہ کر

عقل و جازا نیست ز بجزاں گیسو ہمیں
 عقل اور جازا نہ مانا کہ اس گیسو کی زنجیر میں بند تھا ہوا دیکھ
 گفت چشم نیم مست و رخ آن آہو ہمیں
 اس نے کہا، اس ہرن کی نیم سے آگے اورو کو دیکھ
 اے نصیحت گو خدا را زو ہمیں دُر و ہمیں
 اے نصیحت گر! خدا کیلئے لفظ کی ذکر اور، چہرہ دیکھ
 نافر احوں در بگرداں زلف عنبر بو ہمیں
 نافر کے جگر میں اس عنبر کی خوشبو والی زلف سے، خون دیکھ
 جان صد صاحب دل آنخا بست بگو ہمیں
 سو صاحب دلوں کی جان اس کا ایک دل میں بندھی ہوتی دیکھ
 باہو داران رہو جیلہ ہنر و ہمیں
 عاشق، سازوں کے ساتھ چمکے کا داؤ دیکھ
 کس نہ راست و زین بندش مثلش از ہر سو ہمیں
 اُس جیسا کسی نے نہیں دیکھا اور نہ دیکھے، ہر طرف دیکھ
 تیزی شمشیر سنگ نیر وے بازو ہمیں
 تلوار کی تیزی دیکھ، بازو کی قوت دیکھ

چند خطروں سے جان بچا
 سونہ چکر دیکھ کر پانی کر پنا
 ہے تو پنا پنا چہرہ دیکھتے
 و لہذا نہ ہا ہر کراہا ہے
 ز عیب سبب ہے
 قبا بگرداں یعنی بر غم سنبیل
 اندھا کر عکس چلو کرے
 اور عقل پر دیکھ کر دیکھتے
 سے چونکہ چنگ کی ہے
 ہوتی چاندوں سے
 از انکسٹا ہے اس کے
 اس کو ٹھیک کر دیکھتا
 ہے
 یہ مشرق کا خط
 زخماں کو ایک نوشہ
 ہے، خدا ہے
 خوب کو اس جہان سے
 ہے نکتہ دلکش
 ہے بے شک
 عیب کے
 نکتہ دلکش
 اور دل کو دیکھ کر کہتے
 دیکھتے ہر جان بدبک
 سے آفتاب ہر ستر
 سے مشرق کا چہرہ
 دیکھ کر لہذا، قاب
 پرستی چہرہ دیکھ
 ہے بلو صبا غافل
 کو چہرہ پر ہے اس کی
 و یہ ہے کہ سبب لڑا
 خط کو چھیننا چلا دیکھتا
 چاہتی ہے
 خالصتہ سونہ چہرہ
 بلو شاہ کی رو کو پنا
 کر دے اور اس کی
 تلوار اور قوت کے
 ستا رہیں تو کر نہیں ہیں

حافظ اردر گوشہ محراب و نالدر و راست
اگر حافظ اس کی محراب کے گوشہ میں بنا کر تاکہ ہے تو درست ہے
اے نصیحت کو خدا را آن جسم ابرو بییں
اے نصیحت گر! خدا کے لیے ابرو کے اس نم کو دیکھ

و اں سہی سرور و اں براچین باز رساں
اور اس حدائق و سرور و اں کو چین میں واپس پہنچا
یعنی اں جان زن رفتہ بتن باز رساں
یعنی اس جسم سے نکل جہن کو ہم میں واپس پہنچا
یار مرہ روئے مرانیز یمن باز رساں
برسے چاند جیسے چہرے والے مشوق کو کسی جھنگ لایہ پہنچا
بشنو اے پیک سخن گیر سخن باز رساں
لے بات لینے والے، فاضل رس، اور پھر جواب پہنچا
یارب اں گوہ رخشاں یمن باز رساں
اے خدا! اس جگہ کو جہر کو یمن میں واپس پہنچا
پیش عنقا سخن از زاغ و زغن باز رساں
حقا کے پاس، کرسے اور چہل کی بات پھر پہنچا

یارب اں آہوے مشکین سخن باز رساں
اے خدا! اس مشکین ہرن کو، سخن میں واپس پہنچا
دل آزرده مارا یہ سے بنواز
نہارے آزرده دل کو، ایک تیرے نواز
ماہ تو خورشید ماہ تو بمنزل خورشید
بیک تیرے حکم سے یا نواز اور سوج منزل تک پہنچے ہیں
سخن اینست کہ با بے تو خواہیم حیات
بنت یہ بیک تیرے بیخ زندگی کے خواہیں ہیں
سنگت و گل گشت حقیق از اثر گریمن
میرے رونے کے اثر سے، پتھر اور سخن حقیق بن گئے
بروے طائر میمون ہمایوں طلعت
اے متبرک اور بیک تیرے والے پر ہما جا

آنکہ بودے وطنش دیدہ حافظ یارب
جس وطن حافظ کی آئند تھی، اے خدا!

بمخادش ز غریبی بوطن باز رساں
اس کو با مراد، سفر سے وطن میں واپس پہنچا

ردیف واو

مشک سیاہ مجتہ گردان خیال تو
سیاہ مشک، تیرے تل کو دھونی لینے والا ہے
مشریح کار نامہ خوبی جمال تو
تیرا جمال، حسن کے کارنامہ کی شرح ہے
کایں گوشہ نیست در خویں خیال تو
جگہ یہ گوشہ تیرے خیال کے مشک کے مناسب نہیں ہے
ظفر انویس ابروئے مشکین مثال تو
تیرے مشکین مثال ابرو کے ظفر انویس نے
یارب مباد تا بقامت زوال تو
خدا کرے، قیامت تک تیرا زوال نہ ہو

اے آفتاب آئینہ دار جمال تو
اے وہ کہ آفتاب، تیرے جمال کا آئینہ دار ہے
اے نوبہار مارخ فرخندہ فال تو
اے کہ! ہماری زہبار تیرا مبارک فال والا چہرہ ہے
صحن سرانے دیدہ شستم وے پیوود
میرے آغوشوں کا من سرائے دھویا لیلیں کیا فائدہ
مطبوع تر زرفے تو صورت بست پیش
تیرے چہرے سے زیادہ پسندیدہ، کوئی صورت نہیں بنائی
دواج ناز و نعمتی اے بادشاہ حسن
اے حسن کے بادشاہ کو ناز و نعمت کی پسندیدہ ہے

یہ غزل غلام
نے کسی دوست کے
سفر میں چلے جانے
پر کہی ہے۔
شہاد کے حکم سے چاند
اور سوج میں اپنی
منزل میں پہنچے ہیں
مشوق کو بھی وہاں نہیں
پہنچانے کا
یہ یہی
کے لیے
پیشا ہے۔
یہ حقیقت نہیں

یہ سے سوج
کے پیدا ہوا ہے۔

یہ وہ دوست
آغوشوں میں رہتا تھا
شہ جگہ انیسویں
گردان دھونی دینے والا
شہ تجھے فرخندہ کر کے لے
میں نے اپنی آنکھیں
دھویا لیکن وہ اس
قابل کہاں کہ اس میں
تیری تصویر کو دیکھتا ہے

یا پیشوائے تخت روم تہنیت کنان
 کار نصیب کی پیشوائی میں سہل کار دیتا ہر جاہلان
 تا آسماں ز حلقہ بگوشان ماشود
 تاکہ آسمان ہمارے حلقہ بگوشیوں میں جاگے
 در چین زلفش ای دل مسکین چگونہ
 اسے مسکین دل، تو اس کی زلف کے بیچ میں کیسا ہے
 بر فاست بوئے گل ز در آشتی درانی
 بچوں کی خوشبو تک گئی ہے، صلح کے راستے سے آجا
 در صدر خواجہ عرض کدا میں جفا کنم
 خواجہ کے دربار میں لوگوں کو کئی جفا بیان کرملی ہے
 آن نقطہ سیاہ کہ آمدند ابو نور
 وہ کالا نقطہ، جو نور کا سدا رہے

کو مشوۃ ز مقدم عید وصال تو
 تیرے وصال کی عید کے آنے کی خوشخبری کہاں ہے؟
 کو عشوۃ ز ابروئے تمچوں بال تو
 تیرے بال جیسے ابروؤں کی انا کہاں ہے؟
 کا شفقہ گفت باد صبا شرح حال تو
 کہ باد صبا نے تیرے حال کی تعین پریشان بتائی
 لے نو بہار مارغ فرخندہ فال تو
 لے کہ! تیرا مالک خال والا چہرہ ہماری نو بہار ہے
 شرح نیاز مندی دل یا ملال تو
 دل کی نیاز مندی کی شہرت، یا تیرا رنجیدہ چہرہ
 حکیمت در حد یقینش ز خالی تو
 تیرے تکی مالک ماس ہے، آنکھ کے بان میں

حافظ دریں کند سر کشتاں بے ست

اسے حافظ سس کند میں بہت سے سرکٹوں کے سر تیا

سودائے کج مزہ کہ نباشد مجال تو

بہودہ خیال نہ کیا، کہ تیری طاعت نہیں ہے

احوال گل بہ لبیل دستا سر اگلو
 بچوں کے احوال، داستان گل لبیل کہ بتا
 یا یار آشنا سخن آشنا گلو
 آشنا کی باتیں، آشنا دوست سے کہہ
 با آن غریب ماچہ گذشت لے صبا گلو
 لے صبا! بت، ہمارے سفر پر کیا گزری؟
 با ما سرچہ داشت ز بہر خندا گلو
 اس کا ہارسے بارے میں کیا خیال ہوتا تھا، خاکلے بتا
 بعد از ادائے خدمت و عرض عابو
 آداب بجا لانے، اور دعا کے بعد کہتا
 گواہ سخن معاندہ در چشم ما گلو
 کہہ دکر یہ بات علانیہ ہماری آنکھوں کے سامنے کہے
 آخر تو واقعی کہ چہ رفت لے صبا گلو
 لے صبا! تو جانتی ہے، بتا نتیجہ کیا ہو؟
 لے پاو شاد حسن سخن با گدا گلو
 اسے حسن کے بادشاہ! فقیرتے بات کر

لے پیک راستاں خبر سرد ما گلو
 لے بچوں کے قاصد، ہمارے سرد کا خبر بتا
 ماحرمان خلوت انیسیم عثم مخور
 ہم محبت کی خلوت کے عزم انیس، فہم مذک
 دلہا ز دام طرہ چو بر خاک می فشانند
 زلف کے جال سے جب وہ دلوں کو خاک چرچا نہ اتھا
 چہ میں چو میشداں سر زلفین مشکبار
 جب وہ دونوں مشکین زلفیں پریشان نہ تھیں
 گرد و گیت بر آن در دولت گذر فتد
 اگر تیرا، دوبارہ اس در دولت پر گذر ہو
 ہر کس کہ گفت فاکہ دوست تو تیاست
 جس نے کہا ہے کہ دوست کے دھانے کی فاکہ تو تیا ہے
 مرغ چمن بویس من دوش میگریست
 بلبل، گل میری آہ و زاری پر در رہی تھی
 در راہ عشق فرقی غنی و فقیر نیست
 عشق کی راہ میں، مالدارانہ فقر کا فرق نہیں ہے

تیرے وصال کا
 شہرہ ہوئے تو میں
 اپنے نصیب کی پیشوائی
 میں مبارکباد تیرے
 کرتا ہوا ماؤں۔
 میں آسمان اپنے چند
 پر فرکر رہا ہے تو بلنا
 ہلاں ابرو دکھانے
 تاکہ وہ مجھے کہہ کر جو چیز
 ہمیں حاصل ہے یعنی
 ابرو وہ اس کو میسر
 نہیں ہے
 اسے موسم بہار آگیا
 ہے اس میں تیرے کھانسی
 کسی طرح مناسب
 نہیں ہے۔
 تہ ہماری آنکھ کی تہی
 کالا نقش تیرے
 خطا کا کس
 ہے۔
 اسے
 کہنے معاف
 کا خیال پاگل بن
 شاعر
 کجا ز تو نہیں بیکاروں میں
 ہے
 اس میں بات کہنے
 ہماری آنکھ دیکھ ہے
 اس کی فاکہ نے
 ہماری آنکھوں میں
 تو تیا کا کیا ہے۔

کالا نقش تیرے
 خطا کا کس
 ہے۔
 اسے
 کہنے معاف

کا خیال پاگل بن
 شاعر
 کجا ز تو نہیں بیکاروں میں
 ہے

اس میں بات کہنے
 ہماری آنکھ دیکھ ہے
 اس کی فاکہ نے
 ہماری آنکھوں میں
 تو تیا کا کیا ہے۔



کے در قح کرشمہ کند سا قیابگو
لے ساقی پتاہو سپا ر میں کب باز دکھاے گی؟
گو در حضورِ پیغمبر من میں ما جرابگو
اس سے کہ سطر میرے چہرے موجود کی میری پائے
رمزے از و برس وحدیثے سما جگو
اس کا کوئی نکتہ مسلمہ کر ماہر ہے تو ہی بات کہ
شائبانہ ما جرابے گناہ گدا جگو
شاہانہ نماز پڑ، فقیر کے قصور سادہ کر
با میں گدا حکایت آں پاد شا جگو
اس فقیر سے اس شاہ کا قصہ بیان کر

حافظ گرت مجلس اوراہ میدہند
اسے حافظ! اگر تجھے اس کی عقل میں جانے دی
مے نوش و ترک زرق بلے خدا جگو
شراب نوشی کر اور خدا کے لیے مکاری چھوڑے

خورشید سایہ پر و طرف کلاہ تو
سوس، تیری ذہنی کے گوشہ کے سایہ پر ہلکا ہے
اے جاں فدائے شیوہ چشم سیاہ تو
لے وہ کہ جان، تیری سال آنکھ کی ادھر پر تیرا ہے
از دل نیایدش کہ نوید گتہ تو
دل سے اس پر راضی نہ ہوگا، کہ تیرا گناہ کھے
ز آن شد کنار دیدہ و دل تکیہ گاہ تو
اسی لیے آنکھ، اور دل کی گرد، تیری تکیہ گاہ ہے
از حسرت فروغ رخ، میجو ماہ تو
تیبے جانہ جیسے چہرہ کے نور کی حسرت کی دوسے
ماہیم و آستانہ دولت پناہ تو
ہم ہیں اور تیرا دولت پناہ آستانہ
یار تو باد ہر کہ بود نیک خواہ تو
تیرا وہی دوست ہوا، جو تیرا نیک خواہو
باشد در آن میان من افتد بنگاہ تو
شاہد ایسا ہو کہ اس در میان میں تیری شاہد ہر کہ ہو
آتش زند بخور من غم دو آہ تو
تیری آہ کا دھواں تم کے کھلیاں میں آگ کا دھواں

آں سے کہ در سہول صوفی بعشوه برود
وہ شرب بر ملا می ہستے ہوتے ادا سے صوفی کا طریق
آنکس کہ منع ما خرابات می کند
جو شخص ہمیں خرابات سے روکتا ہے
جاں پر ورست قصہ از باب معرفت
معرفت فالوں کا قصہ، جان پرورد ہے
ہر چند ماہدیم تو مارا ہداں گیر
اگرچہ ہم بڑے ہیں، لیکن اس پر ہماری گرفتہ کر
برایں فقیر نامہ آں محشم بخوان
اس فقیر کے سامنے اس باختم کا لفظ پڑھو

آئے خونہائے نافہ چہیں خاک راہ تو
بلے وہ کہ ترے راستہ کی خاک، چین کے تازہ کا خون بہا
ترس کرشمہ میبرواز حد برول خرام
ترس جس سے زیادہ اتنا میں دکھاری ہے، بلہ شیل
خونم بخور کہ بیج ملک باچیں جمال
میرا خون بلے، اس لیے کہ ایسے خون کے پوتے ہوئے گندہ
آرام و خواب خلق جہاں سب توئی
مخلوق کے آرام، اور نیند کا تو ہی سبب ہے
باہر ستارہ سر و کار رحمت ہر ششم
کھے ہر رات میں، ہر ستارہ سے سر و کار ہے
یاران ہمیشہ ہمہ از ہم جدا شدند
ہمیشہ دوست، سب ایک دوسرے سے جدا ہو گئے
یار بدان مباشر کہ مانند محنت نیک
مردوں کا دوست نہ بن، تاکہ اچھے نصیب کی طرح
فردائے روز حشر کہ عرض خلاق مست
س کل حشر کے دن ہمہ ک مخلوق کی جہتی ہے
حافظ طبع مبرز عنایت کہ حاجت
اسے حافظ! ہر بات سے، امید قطع کر اس لیے کہ لا جاہ

سہا سے ہر کے
پاس پہنچے گا تو
اس کی کرات سے
خود بھی خروا تو بن
جائے گا۔
سے معرفت والوں
سے معرفت کے
روز روایات کے
ہیں پتا۔
سے اور شاہ گدا کی
پانچویں گرفتہ نہیں
کرتے ہیں، تو بھی
چار سے ساتھ ہی

ساز کر
میں تیرے
راستہ
کی خاک
اگرچہ ہے
تسے کی یہ محنت
ہے، خون بہا،
خون کا پلہ،
مٹ چکر فرشتے کی
تیرے حسن فریفتہ
ہیں لہذا تیرا گناہ نہ
کھیں گے۔
شاہد دیداری اور
اختر شاری کو کہوں۔
سے اگر تیرے کھنڈر
قیامت کے دن ہمہ
پڑ جائے تو سب
مستحق ہیں جو بائیں

اے قتلے پادشاہی راستہ والے تو

اے وہ کہ پادشاہی تہا تیرے حد پر موزوں ہے

آفتاب فتح راہِ بردم طلوعے میدہا

نقصدی کے سمع کہ وقت ایک طلوعِ مہتاب ہے

جلوہ کا و طائر اقبال گرد ہر کجا

اقبال کے ہر ندی کہ جہ لوہ گاہ بجاتی ہے وہ جسک

از رسومِ شرع و حکمت باہر ازاں اختلاف

ہر مصلحت و اختلاف کے بارہوش اعدائے کفر و کفر کا

آہِ جوانش ز منقارِ بلاغت میچکد

اسک کہ بافت کی کچھ سے آہِ جملت چپٹا ہے

گرچہ غور شیر فلک چشم و چراغ عالمست

اگرچہ آسمان کا سورج دنیا کا چشم و چراغ ہے

آہنی اسکندر طلب کرد و ندادش روزگار

جو چیز سکندر نے چاہی، اور نہ مانے اسکے زدی

عرض حاجت در حریمِ حرمست چنانچہ نیست

تیری حرمت کے معاملہ میں حاجت پیش کرنا کئی حرمست نہیں ہے

خسرو پیرانہ سر حافظ جوانی میکند

اے بادشاہ! جیسا ہے میں حافظ جوانی کرتا ہے

بر امیدِ عفو جہاں بخش گنہ فرسائے تو

تیری جان بخشنے والی، گناہ کو مٹا دینے والی جان کی ناریک

ز نسبت تاج و تکیں از گوہر والائے تو

تاج، اور ہرک مدون تیرے بلند جوہر سے ہے

از کلاہِ خسروی رخسارِ مہر سبائے تو

تیرا جہانہ جیسا رخسار، مہر سبائے تلخ سے

سایا نڈازد ہمائے چہر گردوں سائے تو

جہاں تیرا سایہ سے گئے تلخ چہر کا جیسا سایہ ڈالنے

نکتہ ہرگز نشد رفوت از دل و دانا سائے تو

ایک کھینچو، تیرے دماغ سے نہیں پھوٹا ہے

طوطی خوش لب یعنی کلک شکر خائے تو

خوش لب، یعنی تیرے سکر جانیر لے کر سے

روشنانی بخش چشم او سب خاک بنائے تو

تیرے ہرک خاک اس کی آنکھ کو روشنی بخشنے والی ہے

جرعہ بود از زلال جام جان افزائے تو

جو تیرے جان کو بڑھانے والے جام کے ذلال کا ایک گندوا

راز کس مخفی نہ ماند بر فروغ رائے تو

تیری سائے کے نور پر کسی کا راز چھاپا نہیں رہتا ہے

چین شکن زلفت چوں ناف چہیں خوشبو

تیری زلف کی شکن کھینچ، چین کے ناز کی تلخ خوشبوداریں

سیستہ رت یا علاج سنگت دلت یارو

تیرا جسم چاندی ہے یا تھی رات، تیرا دل چمبے یا تھی

زلفت نغمہ جو کمال بر بود دم چوں گو

تیرا زلف نہیں ہے کہ لڑکھنڈے میرے دل کو گیند کی طرح لے گئیں

یا غالبہ بیساید در باغِ حُسن او

یا وہ زلف اس کے صحن کے باغ میں غالبہ کی طرح رہی ہے

اے کاش تو استم گفتن سخنے با او

اے کاش میں کوئی بات اس سے کہہ سکتا

گر یار نکو باشد مشنو سخن بد گو

اگر دوست اچھا ہو، تو ہر کوئی بات اس سے

اے درخشن خوبی رویت جو گل خوردو

اے وہ کہ صحن کے پس میں تیرا چہرہ خورد و گل کی طرح ہے

ماہ است خمت یار و ز مشک خط شباب

تیرا چہرہ چاند ہے یا دن، تیرا خط مشک ہے یا رات

لعلت بدر زلال لبت است لب پستہ

تیرے چہرے کی لالچائی کے سونوں کے ذریعے تیرے لبت کی لعلت

آں را کج زلفت یا لعلت غیر

وہ زلف کی خوشبو ہے، یا غیر کا لعلت

گفتی سخن خود را یار یار بیاید گفت

تو نے کہا اپنی بات دوست سے نہیں چاہئے

بد گوئے تو آں باشد کن یار کند منت

تیرا بد گوئی ہو گا جسے دوست سے روکے

شائع اور گیسوں کی لائن

تیری ذات سے ہے

سے رخسار کو آفتاب

اور کلاہِ خسرو کی کلک

قرادیا ہے۔

سے چہر شاہی کو ہما

قرادیا ہے جس کا

ہے جسک جس پر اس کا

سایہ پڑ جائے وہ جلا

ہی جاتا ہے۔

سے شہیت اور حکمت

کے مشوروں کو اگرچہ

بہت سے اختلافات

ہیں لیکن اس کی فکر

ہر پہلو پر ہے۔

یہ قلم کو طوطی سے

تفسیر دی ہے اور

مضامین کو

کسی جگہ

قرادیا

ہے۔

سے سکندر

جس آہ جیانت کی

طلب میں ملالہا

وہ تیرے جا آ ایک

گورنر ہے۔

سے چہرہ کو خورد

پہل سے تفسیر کیا

اور زلف کی خوشبو کو

چین کے ناز سے۔

سے چہرہ کو چاند

دن سے خدا کنگ

اور رات سے ہلک

چاندی اور تھی بتا

سے دل کو چمرا

کاشی سے تفسیر دی ہے

سے کاشی اس کو کہ

کہا جاتا ہے جو گھنٹے

کے لیے چہرہ کو چمرا

سے بنایا جاتا ہے۔

لہ کر ہے بہتر سولک
ذکے کا ہماری آہ
فدوی سخن کا نہ فاش
کر دی۔

لہ خابور فارسی کے
شہر شام میں خواجہ
صاحب کہتے ہیں کہ
اگرچہ تمام شراب نے
سعدی کو فرل کا استاد
مانا ہے۔ لیکن میں
خابور کا لڑ بے ہے
میں نے یہ وہ خودی
مٹانے سے ہر گیارہ
سے چھ کر کے اہری کی
سب اشک کے اعتبار

سے ہے لہذا
میری
ہم کو
برکشا
اشک کا شہت

کی برائی کرنا ہے۔
بے بخش میں میں
اس کی زلف سے
آتے ہیں اس کی
سکھاپٹ تھی کی
سکھاپٹ کو شرفانی
ہے۔

میں مجھ کو نہ جہا
وہ تیری دل مانو ہے
کے بھاب دوست
دشمن کے کہتے تھے
کی پر فدا نہیں ہے۔

بانا ہے از میں میاش تاراز نگر و دفاش
ہمارے ساتھ تو اس سے اجتماع مل کر تاکہ زمانہ کھلے

استاد غزل سعدی ست پیش ہم کس آنا
سب کی نظر میں، سعدی غزل استاد ہے لیکن
دار سخن حافظ طرز سخن خاجو
حافظ کا کلام، خاجو کے کلام کا اعزاز رکھتا ہے

نبود ہد اگر باشی بادل شد گان نیکو
اگر ماضیوں کے ساتھ تو بھلائی کر گیا، تو کوئی برائی نہ ہوگی

بجان پر خرابات و حق صحبت او
پر خرابات کی جان، اور اس کے حق صحبت کی قسم
بہشت اگر چہ نہ لے گناہگار ان ست
بہشت، اگرچہ گنہگاروں کی جگہ نہیں ہے
چراغ صاعقہ ان شراب روشن ہوا
خدا کے اس شرب کی بجلی کا چراغ روشن ہے

بر آستانہ میخانہ گرمی بینی
اگر میں نہ کی چوکھٹ ہر تو کوئی سردی بچھے
بیار بادہ کہ دو شمع سروش عالم غیب
شراب لا، اس لیے کہ کمال بھگے عالم غیب کے نشتر نے
مکن پیمختہ حقارت نگاہ بر من مست
بجہت ابر، عقابت سے بھگا ڈھال

نیکیند دل من میل ز ہر دو تو ببولے
میرادل، نہ ہوا اور تو بکی طرف میلان نہیں کرتے ہیں
ولا طمع مبر از لطف بے نہایت دوست
اسے دل دوست سے لا اتنا ہر فانی سے امید نہ توڑے

کہ نیست در بر من جز بھولانے خدمت او
کہ میرے سہی اس کی خدمت کی خواہش کے سوا کچھ نہیں ہے
بیار بادہ کہ مستظہم بر حمت او
شراب لا، اس لیے کہ مجھے اس کی رحمت بہر ہر صدمہ ہے
کہ زردخ من من آتش محبت او
جس نے اس کی محبت کی آگ میرے گلیان میں لگا دی ہے

مزان بیاے کہ معلوم نیست تبت او
اس کو ٹھوکر نہ مارا، اس لیے کہ ان کی تبت معلوم نہیں ہے
نوبید داد کہ عام ست فیض رحمت او
خوشخبری دی ہے، کہ اس کی رحمت کا فیض ہا ہے
کہ نیست معصیت فرہ بے مشیت او
اس نے کوئی گناہ اور ہراس کی فحشا کے بنیہ نہیں ہے

بنام خواجہ بوشم و فریدوست او
خواجہ اور اس کی دولت کے وہ ہے کہ نام پر کوشش کرنا
کہ نیست جز کرم و رحم خلق رحمت او
اس لیے کہ خلق پر رحم و کرم کے سوا اس کوئی چیز دگر رحمت نہیں

مہرام خرقہ حافظ بیادہ درگروست
حافظ کی گڑھی، ہمیشہ سفیراب میں گروی ہے
مگر ز خاک خرابات بود فطرت او
شاید، شراب خانہ کی خاک سے اس کی پیدائش تھی

تاب نشہ مید ہر طرہ مشکاے تو
تیری مسکرا زلف، ہنشت کو میں نے ہی ہے
آئے گل خوش نسیم من لبلبل خوش موسم
میں نے یہ خوشبو دار بھول کر اپنی نیشیل کو نہ جھا
دشمن دوست کو بلو ہر غرضے کہ ممکن ست
دشمن اور دوست سے کہے کہ جہا آجی چاہے کہے

پہرہ غنیمت میدرد خندہ دلکشائے تو
تیری دلکشاسکراہٹ، غنیمت کی پر وہ درمی کر رہی ہے
کز سر صدق میکند شب ہمیشہ شہائے تو
اس لیے کہ وہ جہاں کے ساتھ بھدی بھدی نہتے دعا ہے
جو رہم جہانیاں میکشم از برائے تو
مما تیری خوشنودت نام دنیا والوں کا ظلم و انصاف کو نہیں

خبر تیز ہر دو جامے گرچہ نذر خرم است
 نہی کہ گدڑی اور شراب کا جام اور چہرے اور لب میں ہے
 شور شراب سوز عشق آن لیسم روز زیاد
 شراب کا شہادہ عشق کی سوز شہیا میں اس وقت ہوں گا
 منگد ملوں گشتے از نفس فرشتگان
 میں، جو کہ فرشتوں کے سانس سے بھی رنجیدہ ہوتا تھا
 مہر زنت مرشت من خاک است کہشت من
 تم سے من کی محبت میری مرشت ہے نیز منگد آنکری کہشت
 دلق گدائے عشق رانج بود در آستین
 عشق کے ہکاری کی گدڑی کی آستین میں خزانہ ہوتا ہے
 دولت عشق میں کہ چون از سر و وقت تمام
 عشق کی دولت کو دیکھ، کہ نور و فرشتگی اور جہت میری
 شاہ نشین چشم من تباہی گر خیال تست
 میری آنکھ کا شرفکشی، تیرے خیال گدائے جا ہے

اینہم نقش میزخم در طلب و فائے تو
 تیری نصف اک طلب میں ہیں یہ سب نقشے بنا رہا ہوں
 کایں سر می ہوس شود خاک رسائے تو
 جب یہ جتناؤں ہمارا سر تیرے گھر کے اندک خاک بن جائیگا
 قال ومقال عالے میکشم از برائے تو
 تیرے لئے ایک دنیا کی باتیں بر داشت کہہ رہا ہوں
 عشق تو سر نوشت من راحت من رضائے تو
 نیز عشق میرا نوشتہ تقدیر ہے، میری راحت تیری رضاعت ہے
 زود سلطنت رسد ہر کہ بود گدائے تو
 سلطنت چہ جلد پہنچ جائے گا، جیسا کہ بھاری ہوگا
 گوشہ تاج سلطنت بیشکند گدائے تو
 تیرا بھاری سلطنت کے تاج کے گوشے کو ہمہ تن ہے
 جائے دعا ست شاہ من بیو ما دجا تو
 اسے سے شاہ اور دعا کا موقع ہے، فکر ہے تیری جو تیرے عزیز ہے

خوش چمنے ست عارضت فاصد کہ ز بہار حسن
 تیرا رخسار میں چمن ہے، خصوصاً جبکہ حسن کی بہاریں
 حافظ خوش کلام شمرغ سخن سوائے تو
 خوش کلام ما فلذاتیرا چنگے والا بہندہ بن گیا ہے

خط عذار یار کہ گرفت ماہ ازو
 یار کے رخسار کا وہ خط، جس سے ہاند رنجیدہ ہے
 ابروئے دوست گوشہ محراب است
 دوست کی ابرو اور آفتاب کی محراب کا گوشہ ہے
 لے جرمه نوش مجلس جم سینہ پاک دار
 اسے ہمیشہ کی مجلس کے، جرمہ نوش وسیعہ کو پاک دار
 سلطان غم ہر آنچہ تو اند کیو بکن
 غم کے بادشاہ سے کہہ دو، جو کہے کر
 صوفی مراد میکبہ برد از طریق عقل
 صوفی نے عقل کے راستے سے مجھے شرب خدا میں پہنچا دیا
 کردار اہل صومعہ ام کہم پرست
 عبادت خانہ والوں کے عمل نے مجھے شرب پرست بنا دیا
 ساقی چراغ مے برہ آفتاب دار
 اسے ساقی! شراب کا چراغ، صوفی کے راستے میں رکھ

خوش حلقہ است لیک با نیت اہ ازو
 پیارا حلقہ ہے لیکن اس سے نکلنے کا راستہ نہیں ہے
 آنجا بسا می ہیرہ و حاجت بخواہ ازو
 وہاں چہرہ مرگہ، اور اس سے ضرورت ہائے
 کائینہ است جام جہاں ہیں کہ اہ ازو
 کیونکہ، جہاں ہیں وہ سینہ ایک ایسا آئینہ ہے جو پاک کلمہ صوفی
 من بردہ ام بہادہ فروشاں پناہ ازو
 میں نے اس سے شراب فروغ کی پناہ لے لی ہے
 امیں دو دہیں کر نامہ من شدتباہ ازو
 اس دو دہوں کو دیکھو کہ اس سے میرا امان تہا بہر گیا ہے
 بنگر کہ کار من پچمال شدتباہ ازو
 دیکھو اس سے میرا کام کیسا تباہ ہو گیا
 گو بر فرو مشعلہ صبح گاہ ازو
 کہہ دو کہ وہ صبح کی مشعل اس سے روشن کرے

سب تیری جو کٹ
 پر جان دیدوں گا۔
 تو یہ سب جو طبیعتیں
 غم جو جائیں۔
 سچے اس قدر
 نازک لبیں تھکا فرشتوں
 کا سانس بھی ناگوار
 گذرنا تھا۔
 سہ آستین مرید سب
 بنائی جاتی تھی۔
 سہ تیری آنکھوں میں
 ہر وقت تیرا تصویر
 سما یا ہوا ہے خاک کے
 یہ آنکھیں اس سے
 محروم نہ ہوں۔
 بے خطی پار حسن
 دیکھ کر چہاں فرزند
 ہوتا ہے لیکن
 جو اس
 حلقہ میں
 پھنس
 گیا وہ پھر
 نہیں نکل سکتا ہے۔
 سہ غم بہ ہلا کہ
 نہیں بگاڑ سکتا ہے
 ہم نے شراب فروشاں
 کی پناہ لے لی ہے۔
 سہ صوفیوں کے
 کارناموں سے نفرت
 کہا کہیں شہناز
 میں پہنچ گیا۔
 سہ صوفی کو اپنی
 روشنی شراب سے
 مائل کرنی چاہیے۔

آبے برتو زمانہ اعمال مافشاں
ہمارے اعمال کے مدناجہ بہمانی چوک

آخر درین خیال کہ دار و دلگاہے شہر
بالآخر اس خیال کی وجہ سے جو شہر کا نیکو گناہ ہے

حافظ کہ ساز مجلس عشاق ساز کرد
وہ حافظ، جس نے عاشقوں کی مجلس کے ساز کو تیار کیا ہے

خالی مباد غصہ این بزم گاہ ازو
فد کر کے اس مجلس کا میدان اس سے خالی نہ ہو

بتوای مگر ستر حروف گناہ ازو
شاید گناہوں کے حروف اس سے دھوئے جائیں

روزے شود کہ یاد کند یا در شاہ ازو
کوئی دن ہو گا، کہ یاد شاہ اس کو یاد کرے گا

از او ایروان منت شرم نیست رو
مجھے، میرے ایروان کے چاند سے خرم نہ آئی، نکل جا

خافل ز حفظ جانب یاران خود مشو
لپٹے دو ستوں کے جانب کی بخوانی کو جسے خافل نہ ہو

کا کجا ہزار نافرمانشکین بہ نیم جو
اس لیے کہ اس کو ٹھنک کے ہزار نافرمانے، تو مجھے کہہ رہی

آنگ عیان شود کہ رسد موسم درو
جب بھونٹتا ہے جب کتنے کا وقت آجاتا ہے

از سیر اختران کہیں سال و ماہ نو
پرانی عمر کے ستاروں اور نئے چاند کی سیر کا

از افسر آتا بک و پیر سکاوا کو
آتا بک کے تاج اور کسی بہادری کوئی کے پر کا

گفتا بر دل شدی تہا شائے ماہ نو
اس نے کہا تو چاہا نہ دیکھنے ماہ پر نکلا!

عمریت تا دل ز مقیمان زلف تست
ایک زمانہ گذر گیا، جب سے میرا دل تیری زلف کے ساکن رہا ہے

مفروش عقل ہندے زلف یار
یار کی زلف کے پاس عقل کا حشر نہ بیچ

نخ و وفا و مہر دریں کشت زار عشق
اس عشق کے کشت میں وفا اور محنت کا بیج

ساقی بیار باد کہ در مئے بگویمت
اے ساقی! بشارت لاکر میں تجھ سے ایک لکھوں

شکل بلال بر سر مہمید بنشان
ہینے کے شروش میں چاند کی شکل پرستہ دیتی ہے

حافظ جناب پر نغمان مامن قاست
اے حافظ! میرے مغان کی بارگاہ، بلوغ کا مامن ہے

درس وفا و مہر بروخوان و زوشنو
دستا اور محنت کا سبق اس کو سیکھا اور اس سے سن

باو بہاری وزر بادہ خوشگوار کو
بہار کی ہوا میں، خوش گوار شراب کہاں ہے!

گوش سخن شنو کجا دیدہ اعتبار کو
بات سننے والا، محبت حاصل کرنے والی آنکھ کہاں ہے!

اے مصعب خوش نفس ناؤ زلف یار کو
مجھے خوش نفس صبح کے ہمہ کئے؛ یار کی زلف کا تہہ کہاں ہے!

دست زد مہمخون دل بہر خنکار کو
دل کے خون میں سے نمانے یا مہمخون کے ہونے کا تہہ کہاں ہے!

گلین عیش میدد ساقی کلف دار کو
عیش کے بہاروں کی عشاغی گلن ہی ہے، کھنڈر ساقی کہاں ہے!

چرخ نور نظرنے یاد بھی کند وے
چرخا چرخوں، ایک گھڑی کو یاد کر رہے ہیں

مجلس بزم عیش راغایہ مراد نیست
مجلس کی مجلس میں، مرادوں خوشی نہیں ہے

حسن فروشی خدمت حق اے صبا
نئے صبا چوں کہ سہا فروشی کی جو میں برداشت نہیں ہے

سہا کے احاطہ
پر شراب چوک و دینا
وہ گناہ دھو رہی۔

اس مشق کی ہر دوں
کو دیکھ لینے کے بعد
چاند دیکھنے کی کوئی

غرضت نہیں ہے۔
مے زلف کے مقابلہ
میں عقل کا حکم کوئی

کا انہیں دیتا ہے۔
اس عشق کا بیج بڑی
قت میں آگیا ہے۔

مے شراب پیکر چاند
اور ستاروں
کے راز

تیاکتا
پر۔
جو عین شہر ہے۔

چاند کے نظرات و نیکی
تیا سیداری کا اشارہ
کرتے ہیں۔

مے شہر
فلسفہ
میں کیا صورتیں

سہا کہاں، کچھ لاکر
میں ستاروں پر گہن

چرخ نور نظرنے یاد بھی کند وے
چرخا چرخوں، ایک گھڑی کو یاد کر رہے ہیں

مجلس بزم عیش راغایہ مراد نیست
مجلس کی مجلس میں، مرادوں خوشی نہیں ہے

حسن فروشی خدمت حق اے صبا
نئے صبا چوں کہ سہا فروشی کی جو میں برداشت نہیں ہے

شمع سجہ بزرگ لاف بعراض تو زرد
 ہمیں ہمارے جی کی تین غنیمتیں ہر عمارت کے مقابلے کی تھیں ماری
 گفت مگر ز لعل من بو سز نداری آرزو
 اس نے کہا، شاید تجھے میرے ہونٹوں کے برسک آنے نہ پہنچے

خضم نہ باں دراز شد خنجر آبدار کو
 دشمن زبان دراز ہو گیا ہے، آبدار خنجر کب کہاں ہے؟
 مردم ازیں ہوس لے قدرت و اختیار کو
 میں اس قسمت میں مر گیا لیکن قدرت اور اختیار کب کہاں ہے؟

حافظ اگرچہ در سخن خازن کی حکمت

حافظ بزرگ بات کہتے ہیں داناؤں کے خزانہ کا خزانچی ہے

از غم روزگار دوں طبع سخن گزار کو
 کینہ، زیادہ کے غم کی وجہ سے آواز کو نکلنے والی طبیعت کہیں ہے؟

مرا چشمے ست خوں آفتاب ز چشم آں کہاں رو
 میری آنکھ خون چڑھنے والی ہے اس کا نام ہے بے پروا لاف و دج
 غلام چشم آں ترکم کہ در خواب خوش مستی
 میں اس مستی کی آنکھ کا غلام ہوں اگر مستی کی خوشی میں نہ
 ہلائی شد غم زیں غم کہ باطل آئے ز شینش
 اس غم میں، میرا ہلکا ہوا ہو گیا لیکن شینش غم کی ہونٹوں میں
 ہریشہ چشم مستش را کمان حسن در زہ باد
 غم کے تیرے تیرے است آنکھ جس کی کمان کا چاند چہ چشم مست
 روان گوشہ کراں را ز چشم طوطی گزار بست
 گوشہ نشینوں کی صفت کے لیے اس کا حسن ایک مہربان باشہ ہے
 رقیب آں غافل انداز ما کراں چشم سیر ہر دم
 رقیب ہر سے غافل ہیں، ایسے کہ اس کا دل آنکھ کے عینت
 دگر جو رو میری را کس نوید با چہین حسے
 ایسے سے ہوتے ہرے ہرے ہرے ہرے ہرے ہرے ہرے ہرے ہرے ہرے ہرے
 تو کا فرد نی بندی نقابے لف و تیرم
 لے کا فرد نی آواز نقاب نہیں ڈالنا ہے اور میں ڈولوں

جہاں رفتی میثم لڑاں چشم وازاں ابرو
 میں نے کہا اس آنکھ اور اس ابرو سے منتظر ہو میری دیکھا ہوں
 بنگاریں گلشن روئے مست و مشکین سبایاں ابرو
 اس کا چہرہ خوبصورت باغ اور اس کا ابرو مشکین سبایاں ہے
 کہ باشد مد کہ بنماید ز طاق آسمان ابرو
 چاند کوں ہر تہہ تک آسمان کے طاق سے ابرو دکھائے
 کہ از پشتی تیرا و کشد بر مہ کہاں ابرو
 اس لیے کہ لنگے تیری مدد سے ابرو، چاند پر کمان کہنتا ہے
 کہ ز طرف سخن زاراش بیگمرد و مجال ابرو
 کہ انکے چہیلی کے قلعہ کے کنارے ہر ابرو و شہل بر کی ہے
 ہزاراں گونہ بیغام ست حاجب و سیال ابرو
 ہزاروں قسم کے بیگمرد اور ابرو پرورد دار ہے
 کراں را چہین چشم مست از آنچنان ابرو
 کہ اس کی آنکھ ایسی ہے اور اس کا ابرو ویسا ہے
 کہ بخوابم بگرداند غم آں دستاں ابرو
 کہ اس کو لیٹنے والے ابرو کا غم میری خواب پلٹ دے گا

اگرچہ مرغ زبیرک بود حافظ و وفاداری

اگرچہ حافظ و وفاداری میں جیسا لاک پرند تھا

پتیر غم و صیدش کہ چشم آں کہاں ابرو

اس کا نام ہے ابرو والے کی آنکھ نے اور اسے ترسنا سا شکار کرنا

مزرع سبز فلک دیدم و داس میں رو
 میں نے آسمان کا سبز کھیت، اور جیسا تکی و تاجی دیکھی
 گفتے بخت و مخپیدی و خورشید و مید
 میں نے کہا، لے لیجیے، تو سو گیا، اور سو گیا تو

یادم از کشتہ خویش آمد و چنگام آرزو
 مجھے اپنی کھیتی اور کھیتی کاٹنے کا وقت یاد آیا
 گفت یا ایسا ہمہ از سابقہ نو مید مشو
 اس نے کہا، ہاں ہاں ہمہ از سابقہ سے، انا تھیہ نہ

۱۔ یہاں مصرع سوال ہے دوسرا مصرع جواب ہے۔
 ۲۔ اس کی چشم طہرہ نے مجھے ہی نہیں رلا بلکہ تمام دنیا فتنوں میں مبتلا ہو گئی ہے۔
 ۳۔ اس کے ابرووں کو اگرچہ ہاں نے تشبیہ چاقی ہے لیکن برسرے مشرق کھارے ابرووں کے سلنے ہاں کی بی بی حقیقت نہیں۔
 ۴۔ اس کا ابرو اس کی آنکھ کے ہزاروں بیغام لاکر دیتی ہے لیکن رقیبوں کو پتہ نہیں چلتا ہے۔
 ۵۔ اگر لوگ میرے محبوب کا حسن دیکھ لیں تو خود میری کمر ہوشی کرنا چھوڑ دیں۔
 ۶۔ یعنی ہمہ کراہی میں سجدہ کرنا چھوڑ دو گلا کے آسمان کا سبکیت اور چاند کی تہی دیکھ لے لیجیے، تو سیدنا کا احساس ہو۔

تاریخ کاؤس رو بودو مک کے خسرو
 کاؤس کا تاریخ، اندک شو کی بچی زمین لے ہے
 از فرغ تو، خورشید رسد صد پر تو
 ترسے نہ سے، صفحہ تک سو جلوسے پہنچیں گے
 خرمن منہ بچوئے خوشہ پر ویں بدو بخو
 پر جانوں کا ناریک ہو گا اور خوشہ دو جو تک ترسے کہ ہے
 بیخ قاروں بخو و ملک سلیمان بدو بخو
 قتلوں کا خزانہ ایک جو کی، اور سلیمان کا ملک جو
 دور خوبی گذران ست نصیحت بشنو
 نصیحت سن لے، حسن کا زمانہ گذر جانے والا ہے
 بینہ قے راند کہ برداز مدو خورشید کرو
 اس نے ایسا پیادہ چلا جو اندر سو سے کمانی لے گیا
 زرد روئی گشداز حاصل خود گاہ دور
 کاٹنے کے وقت اپنی پیداوار سے مشرف نہ ہوگا
 در تقفائے خوری از دائرہ خویش مرو
 در دلاخ کھائے ۱۰۴ اپنے دائرے سے نکل

تکلیف بر اختر مشگرد من کیس عتیار
 ڈاکو ترسے پر بھروسہ کرنا ایسے کہ اس جلاک نے
 گر روی پاک و مجر جو میسا بہ فلک
 اگر پاک اور جو بھروسہ کیا کراخ تو آسمان پر جائے گا
 آسمان کو مفروش این عظمت کا در عشق
 آسمان سے کہہ دو اپنی عظمت کی تہذیبیں نہ اعلیٰ اعلیٰ لکھنا
 جام جمشید من وہ کہ نیسیر ز درین
 جمشید کا جام ہے جسے اس لیے کہ میرے نزدیک ترسے کہ ہے
 گوشا ز درو و لعل ارمہ گراں دارد گوش
 موند اول کے گوشے اگر جان کو ہماری سلام بہتے ہیں
 چشم بدو ز رخاں تو کہ در عرضہ حسن
 تیرے دل سے چشم بدو دے، کہ حسن کی بساط پر
 ہر کہ در مزاج دل تخمس وفا سبز شکر
 جس سے دل کے کھیت میں وفا کا بیج سر سبز دیکھ
 اندر میں دائرہ میباش چو درق ملقہ گوش
 دلف کی طرح ملتے جو کوشش بیکر اس دائرہ میں رہ

سطح مشہور و چمر
 چونکہ تار سے لکھتے ہیں اس لئے
 ان کو شکر رکھا ہے
 یعنی ان ستاروں
 نے سیکڑوں بادشاہوں
 کو ترسے کر دیا ہے۔
 ستاروں کی نظریں
 نہ چاند کی قدر ہے نہ
 شریکی ز وہ آسمان
 کی عظمت کا قائل ہے۔
 ستاروں
 دوسروں
 سے
 نصیحت
 کی باتیں ملتی ہیں۔

آتش زرق وریاخر میں خواہر سوخت

نصیب اور رہائی آگ، دن سما کھیناں جلا دے گی
 حافظاں خرقہ پوشینہ بیند از و برو
 اسے حافظاں اس اونی گذری کو چھٹک اور چیل دے

باد و دلکش بجو تازہ بستازہ نوبنو
 دکشا مشرب ڈھونڈ، تازہ بستازہ، نوبنو
 بوسہ تال بجام از تازہ بستازہ نوبنو
 مقصد کے مطابق اس کے ہوسے، تازہ بستازہ نوبنو
 زود کہر کنہ بستازہ بستازہ نوبنو
 تاکہ تازہ بستازہ، نوبنو مسراری میروں
 باد بخور بیاد او تازہ بستازہ نوبنو
 اس کی یاد میں تازہ بستازہ نوبنو مشرب ہلی
 نقش و نگار رنگ بو تازہ بستازہ نوبنو
 تازہ بستازہ نوبنو، نقش و نگار رنگ بو تازہ بستازہ نوبنو
 قضا رحا فطش بو تازہ بستازہ نوبنو
 تو اسے حافظ کا تازہ بستازہ، نوبنو قضا نہ

مطرب خوش نوبنو تازہ بستازہ نوبنو
 اسے خوش آواز مطرب تازہ بستازہ نوبنو
 باضمیہ جو لعلے خوش نشین بخلوتے
 نوبنو ایسے بت کے ساتھ تنائی تازہ بستازہ نوبنو
 ساقی سیم ساقی من نیست نیم بیاریش
 لے میرے ہماری جیسی بیٹھانے ساقی میرے شربت پر تازہ بستازہ نوبنو
 برز حیات کے خوری گزند ہم سے خوری
 تو زندگی کا سچا کھانچا، اگر بیٹھ شربت پر تازہ بستازہ نوبنو
 شاہد دلربائے من میں گزراں برائے من
 سیرا دلربا مشوق، میرے لئے
 باد صبا جو گزری بر سر کوئے آن پری
 اسے باد صبا اگر تو اس پری کے کوچے سے گزرے

تک میں دل میں ناداری
 میں اس کو اتمام آ کر
 شرم نہ ہونا چاہیے۔
 ہے گرجے پید کہ کیلئے
 دلف کے چاروں طرف
 گھر جو عورتوں کا معلقہ
 کس دیا جاگے اس
 لئے اس کو معلقہ گوش
 کہا ہے۔
 بد لطف زندگی ہے
 کہ محبوب کی اور پھینکل
 شراب توئی کی جلتے۔

ردیف ہائے ہوز

از خون دل نوشتم نزدیک یار نامہ
 میں نے دل کے خون سے دوست کے پاس خاک لکائی ہے
 ہر چند کار موم از دوسے بنو دوسوم
 میں نے ہر چند آزما یا، اس سے مجھے فائدہ دہیو گیا
 وارم من از فراقت درویدہ صلاست
 میں تیرے فراق کی وجہ سے آنکھ میں سو مسلاستیں رکھتا ہوں
 پر سیدم از طبیعہ احوال دوست گفتا
 میں نے طبیعت سے دوست کے احوال پوچھے وہ بلا
 گفتہ ملا امت از درگردد دوست گروم
 بیٹا کہ ملا امت کتاب لکھو دوست کے بار بار پڑھ کر لے لیا
 حال درون ریشتم متحد شرح بنور
 یوں زہنی دل کا سال اشرف کا حلقہ نہیں ہے
 باد صبا زالم ناگہ نقاب برداشت
 میرے حال سے، باد صبا نے ناگہ نقاب اٹھادیا

انی رأیت دھرا ایزم حیرت القیامہ
 میں نے تیرے بھر میں زمانہ کو قیامت سمجھا ہے
 من جرت البحر جلت بہ الندامہ
 جس نے تھر شدہ پیر کا تجسیر کیا، وہ سسر منہ ہوا
 کیست دموع علیی ہذا النا العلامہ
 میری آنکھ کے یہ آنسو ہی ہمارے لئے علامت نہیں تھی؟
 فی الجملہ عذاب فی قرینہ القدامہ
 اس کی لہری میں قدامت ہے، اس کے قرین میں قدامت ہے
 واللہ ما رأینا حببا بلا ملامہ
 خدا کا قسم ہم نے کوئی محنت ملامت کے بغیر نہیں کی ہے
 خود مینمود محقق از آب چشم خامہ
 قلم کی آنکھ کے پانی سے خود ثابت ہر با ہے
 کاششمس فی ضحاها تطعم من الغمامہ
 جیسا کہ سورج چاشت کے وقت میں میرے منہ میں آئے

حافظ جلالی مدجلے وجان شیریں

جبکہ ماخذ لہلہا سکر آیا ہے، ایک جام نے شیریں میں

حقی یذوق منہ کاسا من الکرامہ

تاکہ وہ اس سے، بندگی کا ایک شہ جام چہلے

اتے از فرغ رویت روشن چراغ دیدہ
 لے کر تیرے چہرے کے نور سے آنکھوں کو چلنا روشن ہے
 بچوں تو ناز میں مرتابیا لطافت
 تم جیسا تازین، از سرتاپا لطافت
 ہر زاہد ہے کہ دیدہ یا قوت مے فروشت
 جس نے ناہنے، تیرے شراب نوشی سے ہر ذرہ کو لیا
 در قصہ خون عاشق ابرو و چشم شوخت
 عاشق کے خون کے لالہ سے تیرے ہر طرف سے لکھنے
 تاکہ کیوں دل چوں مرغ نیم بسل
 دل کا کیوں تیرے نیم بسل بندگی طرے کیا تک؟
 تاکہ فوکاری چوں زلف خود دل مرا
 اپنے زلفوں کی طرے تو میرے دل کو کب تک چھوڑے گا

مانند چشم مست چشم جہاں ندیدہ
 تیری مست آنکھ جیسی دنیا کی آنکھ نہیں دیکھی
 گیتی نشان ندادہ کی زنیہ فریدہ
 دنیائے نہیں دکھایا، دہانے نہیں پیدا کیا
 سجادہ ترک دادہ پیمانہ در کشیدہ
 اس نے منہ سے کھوڑا، مشراب پیئے نکا
 کہ اس کیس کشادہ کہ اک کہاں کشیدہ
 کہی اس نے کلمات گمان، نہیں اسے کمان کہی
 باشد تیرے ہجرت در خاک خوں طہیدہ
 تیرے ہجرت کے تیرے، خاک اور خون میں تیرے
 سرگشتہ و پریشان لے نور ہر دو دینہ
 سرگشتہ اور پریشان، لے دونوں آنکھوں کے نور

میں میں نے فراق کی
 کیفیت محبوب کو خون
 سے لکھ کر بھی ہے۔
 سے محبوب کو بار بار
 آزما یا لیکن شرمندگی
 کے سوا کچھ حاصل نہ ہوا۔
 سات حاضر تیرا چاہئے والا
 ہے جان لے
 اور ایک حکم
 میرے پاس
 پانچ بار
 کرے۔

میرے آنکھیں تیرے
 چہرے کے نور سے
 روشن ہیں۔
 ہر جہاں تیرے ہونٹ
 دیکھنے کا مسئلہ
 چھوڑ کر شراب گلانے
 پہنچا جاتے جا۔
 دینی آنکھ نے کلمات
 لگائی ہے ادا کرنے
 کہاں کہی ہے۔
 کی بیرون چشموں میں
 بس رنگ کی دنیا
 ہے۔

پیوستہ از چہ باشد چوں قد من خمیدہ
 تر بر سے قدر کی طرب محبت چکا ہوا کیوں رہتا ہے
 آندم کہ جان شیریں با شد لب رسیدہ
 جبکہ شیریں جان ، ہر طرف ہر پہلو چکی ہوگی
 چوں عود چند بلششم در آتش آرمیدہ
 موند کی طرح جھک تک آگ میں پڑا رہوں گا
 وز گلین وصال ہرگز گلے پیچیدہ
 اور تر سے وصل کی شام سے ہرگز کوئی ہوں دجنا
 ہر دم وان میکاؤز اذلا صں بر دمیدہ
 ہر وقت اخص صں سے وفائی نیکاؤز دگر کہوں گا

میلے اگر نزار دبا عارض تو ابرو
 اگر ابرو کو تر سے رخسار کا مشق نہیں ہے
 گر بر لبم نہی لب یا بم حیات باقی
 اگر تو میرے ہونٹوں پر چوٹ رکھ دیکھو مجھے صبا جلد ہوگی
 از سوز سینہ ہر دم دو دم بسر آید
 میرے سینہ کی سوزش سے ہر وقت صواہل اخصا ہے
 در خار خار ہجران افتادہ در کشاش
 میں ہجر کے کانٹوں ہی کانٹوں کی کشمکش میں پڑا ہوں
 بر چہرہ محبت نیکت تعویذ چشم بیدرا
 تر سے نیک نصیب سے چہرہ پر نظر کے تو دیکھتے

گر دست من گیری با خواجہ باز گویم
 اگر تو میری دست گیری دگر سے نہ آتو میں خواجہ کے کہہ دیکھا
 کہ عشوہ دل ز حافظ چوں بزاو بیدیدہ
 کہ وہ حافظ کا دل آدا سے آنکھ کے زریہ کس طرح نہ گیا ہے

آرام جان و مونس قلب رسیدہ
 جان کا آرام ہے اور وصفی دل کا خواہ ہے
 پیرا مین صبور ی ایشاں دیدہ
 تو نے ان کے صبر کا دبا س پاک کر دیا ہے
 در دلبری بغایت خوبی رسیدہ
 دلبری میں تو انتہائی خوبی کو پہنچا گیا ہے
 معذور دار مت کہ تو اور اندیدہ
 میں تجھے معذور سمجھتا ہوں کیونکہ تو نے اس کو دیکھا نہیں
 خط بر جمال یوسف کفناں کشیدہ
 تو نے کفناں کے رومف کے جمال پر خاک میخ دیا ہے
 تا سوتے من بلطف و عنایت تو دیدہ
 جب سے تو نے ہر اذی اور عنایت سے ہر اذی دیکھا ہے
 گو یا کہ بوئے صدق از ایشاں شنیدہ
 گو یا کہ تو نے اس سے سستا ہی کو سو سمجھ لی ہے

از من جدا مشکو کہ تو ام نور دیدہ
 مجھ سے جدا ہو، کیونکہ تو میری آنکھ کا نور ہے
 از دامن تو دوست ندرند عاشقان
 عاشق تر سے اس سے ہاتھ نہ ہٹ میں گے
 از چشم زخم دیر مسامت گزند از آنک
 خدا کرے نہ ان کی نگاہ سے مجھے نقصان دہی ہے کیونکہ
 مستقم کنی ز عشق وے لے مفتی زماں
 لے مفتی زماں تو مجھے اس کے مفتی سے روکتا ہے
 چشم براز تو دوو کہ در طرز دلبری
 تجھ سے نظر دود رہے، اس لیے کہ دلبری کے طرز میں
 پاچیم نمی رسد بز میں دیگر از نشاط
 اب خوشی سے بڑاؤں زمین پر نہیں نکلتا ہے
 داری خیال پریش عشاقی مینوا
 بجز مسلمانان عاشقوں کے پریش کا تجھے خیال ہے

زین سرزنش کہ در دتر دوست حافظا
 اے حافظ! دست سے جو تجھے، سرزنش کی ہے
 پیش از کلیم خویش مگر پاک شیدہ
 شاید تو نے اپنے دل سے زیادہ ہر پہلو دیکھا ہے

لے تری ابرو بھی تر ہے
 رخ پر عاشق ہے
 اسی لیے جھک جھک
 کہ اس کو دیکھتا ہے۔
 لے کے کہیں وصل
 بیشتر آیا ہنر چو میں
 تڑپتا ہوا ہوں۔
 سے آیت و ان کا کاد

عشق دماغ
 نظر سے
 جانے
 کے لئے ہر دم
 دم کی بات ہے
 سے جھک تو نے عاشقوں
 کو جہر بنا دیا ہے
 بہتاپہ تر سے اس
 سے دست کش نہ ہوں
 گئے
 ہر دم میں سے جھک
 دیکھو تو کسی کے نزدیک
 سے جب سے تری نظر
 غایت ہونے لگی ہے
 اچھا نہیں۔
 لے جو کل تو نے اپنے ترے
 سے بڑھ کر کوئی حرکت
 کہ اس لیے دوست
 نے تجھے جو دیکھا ہے

اے کہ باسلہ زلف دراز آمدہ
 اے وہ ہرگز زلف دراز کی زنجیریکر آیا ہے
آب و آتش بہم آمیختہ از لب لعل
 گل بھی ہونٹ سے تو نے آگ اور پانی کو آپس میں ملا دیا ہے
 چشم تو گرچہ بہر غمزہ دلم بریاید
 تیری آنکھیں اگرچہ ہر ادا سے بیسے دل کو چاہتی ہیں
ساعتے نامز مفرمای و بگرداں عادت
 غمخوئی ویر کے لیے ناز نہ دکھا اور عادت بدل لے
آفرین بدول نرم تو کہ از بہر ثواب
 تیرے نرم دل کو شاہشن بٹا لے کر تو ثواب کھانے
ز پیر من با تو چہ سجد کہ بیغمائے دلم
 تیرے سامنے بیسے نہ کایا دوزخ ہے جگہ تو کر دل دانتے
پیش بالائے تو میرم چہ بصلع و چہ بچنگ
 میں تیرے قدم پر جہان دیتا ہوں، غلو صلع ہو تو چنگ

فرقت یاد کہ دیوانہ نواز آمدہ
 خدا تیری عمر دراز کسے کہے کہ تو دیوانہ نواز واقع ہو بسے
چشم بدردور کہ خوش شعبہ باز آمدہ
 چشم بد دور، تو اچھا شعبہ باز واقع ہوا ہے
لیک صد حیف کہ بیکان نواز آمدہ
 لیکن صد افسوس کہ تو بیکان نواز واقع ہوا ہے
چوں پر سیدن ارباب نیاز آمدہ
 جبکہ تو شیاز مسدوں کو بید چھے آیا ہے
کشتہ غمزہ خود را بنماز آمدہ
 اپنی ادا کے شہید کی غماز بڑھنے آیا ہے
مست و آشفته بخلو تکہ راز آمدہ
 مست اور برہم ہو کر راز کی غلت گماہ میں آیا ہے
کہ بہر حال بر اندازہ ناز آمدہ
 اس لیے کہ تو ہر حال میں ناز کے ایک اظہار کے ساتھ آیا ہے

گفت حافظ درگت غمخو شرب لوط است

اس نے کہا کہ حافظ تیری گدڑی پھر شراب آؤ ہے
مگر از مذہب این طائفہ باز آمدہ
 شاید تو اس حردہ کے مذہب سے پھر گیا ہے

چراغ روتے ترا شمع گشت پروانہ
 تیرے چہرے کے لیے شمع، پروانہ بن گئی ہے
خرد کہ قید مجاہدین عشق می فرمود
 وہ عقل جو عشق کے دیوانوں کو قید کرنے کا پھر لڑائی
بمژدہ جاں لبصا داد شمع در رفتے
 شمع نے نور ہی خوشخبری کے لیے صبا کو جان دہری
جوئے زلف تو گر جان بباد رفت چہ شد
 تیری زلف کی خوشبو کی وجہ سے اگر جان بر باد چلے تو کیا ہوا
بر آتش رخ ز میانے تو بجائے سیند
 تیرے سینہ زخار کی آگ بر آگے دالنے کی بجائے
چہ نقشما کہ از بختیر و سودن داشت
 نقشے ہیں جو ہم نے تجھے آرا، انہوں نے کوئی فائدہ نہ دیا
مرا بد و رلب دوست بہت پیمانے
 دوست کے ہونٹ کے نودے سے میرا قبہ ہے

مرا عشق تو از حال خویش پروانہ
 مجھے تیرے عشق کی وجہ سے لینے حال کی پروانہ نہیں ہے
ہوئے حلقہ زلف تو گشت دیوانہ
 تیری زلف کے حلقہ کی غمخو سے دیوانہ بن گئی ہے
ز شمع روتے تو اش چوں رسید پروانہ
 جب تیرے چہرے کی شمع سے اس کے پاس نہ پہنچی
ہزار جان گرامی فدائے جانانہ
 سیکڑوں معزز جانیں، محبوب پر آتش بان ہیں
بغیر خال سیاہت کہ دید بہدانہ
 تیرے سیاہ لال کے سوا، بہتر انداز کس نے دیکھا ہے
فنون ماہر او گشتہ است افانہ
 ہنسارا جادو اس پر، افانہ بن گیا
کہ ہر زبان ہر دم جز حدیث پیمانہ
 کہ زبان پر پیمانہ کی بات کے سوا کچھ نہ لادوں گے

۱۔ زلف کی دیوانہ نوازی
 ۲۔ یہی ہے کہ اس کو باندھ دیا
 ۳۔ ہونٹ کی خوشبو
 ۴۔ ہے اور ان کی بات
 ۵۔ آبی حیات ہے آل
 ۶۔ اور پانی کو شہبے
 ۷۔ باز جمع کر دیتے ہیں۔
 ۸۔ تو دل تو سیرانی گیا
 ۹۔ اور تیری نواز شہسی
 ۱۰۔ دوسروں پر بھیجہ
 ۱۱۔ کے محبوب کی ہر دم
 ۱۲۔ دل ہے نقل کیا اور گھر
 ۱۳۔ غماز بڑھنے آیا شہر
 ۱۴۔ کہ توجہ
 ۱۵۔ مست و
 ۱۶۔ ہر دم ہو کر
 ۱۷۔ دل دانتے
 ۱۸۔ کے لئے
 ۱۹۔ کہ توجہ
 ۲۰۔ کہ توجہ
 ۲۱۔ کہ توجہ
 ۲۲۔ کہ توجہ
 ۲۳۔ کہ توجہ
 ۲۴۔ کہ توجہ
 ۲۵۔ کہ توجہ
 ۲۶۔ کہ توجہ
 ۲۷۔ کہ توجہ
 ۲۸۔ کہ توجہ
 ۲۹۔ کہ توجہ
 ۳۰۔ کہ توجہ

میں خیرین غیرت قدام از یادوش

مجا حنیب، گل غیرت سے گر پڑا

حدیث مدبر سر و خالقد مگوے کہ باز

مد سزاور ناقصاہ کی ہانت ذکر اس لیے کہ پسر

قادرہ در سر حافظ ہوائے میخانہ

مافدا کے سر میں ہنسا د کی جنت سانہ ہے

نگار خویش چو دیدم بدست برنگانہ

جب میں نے اپنے مشفق کو غیر کے تہ میں دیکھا

کہ در ہوائے تو برخاست با داد و پگاہ

جو تیری ہمت میں آج کے وقت چل پڑی ہے

کہ دیدہ آب شد از شوق خاک آں در گاہ

اس لیے ناس در گاہ کی خاک کے شوق میں اکھسے ہائی نگاہیں

مگر تو عفو کنی ورنہ چیست خدر گناہ

ثابت کہ تو معاف کر دے، ورنہ گناہ کا خدر کیا ہے

ہلال راز کن سا شفق کنند نگاه

ہلال کو شفق کے کنارے سے دیکھتے ہیں

سپیدہ دم کہ صبا چاک ز دشعار سیاہ

سج کے وقت جو صبا نے سیاہ لباس چاک کیا ہے

ز تو زم بد مد مرخ گل بجائے گیاه

یری قرے گھاس کی بجائے ہر شرف چھول ایتنا

مژدہ بخاطر نازک ملالت از من راہ

یری مرین سے نازک طبیعت میں رک کر راستہ نہ ہے

کہ حافظ تو ہمیں لفظ گفت بسم اللہ

اس لیے کہ ترے حافظ نے اسی وقت بسم اللہ کہی ہے

صد ہا ہر روز شکش جیب قصب در پردہ

کیا دن ہوا میں یہ شکش کن کے لباس کا رنگ ہاں کچھ کھٹے

چوں قطر مائے شبانم بر برگ گل چلیکہ

جیسے کہ گلاب کی پتوں پر شبانم کے قطرے ٹپکے ہوئے ہوں

ششاد خود شوخ امش از ناز چہر و ریدہ

اس کا خوبصورت رفتار، سرور ناز سے پلا جہا ہے

رؤئے لطیف نازک چشم خوش کشیدہ

اس کا لطیف چہرہ نازک ہے، اس کی آنکھیں آنکھیں ہی ہیں

وآں رفتن بخشش میں وآن گام آریدہ

اور اس کی جینیں جلالہ اللہ ناز بھرے قدم و پج

خکت نسیم معبر شامہ دلخواہ

دلہنہ حیرتیں تو کھینچو دل نسیم، بہارک ہے

دلیل راہ شوالے طائر حجت لفتا

لے مبارک بیاب بند! راستہ کارا اسپرین

منم کہ تے تو نفس میز نم زبے نخلت

مجھ کو تجھے مزے ساں لے رہا ہوں، بہت شرمندہ ہے

بینین تمحس نزارم کہ غرق خون دلست

میرے دل پر جسم کو دیکھا جو دل کے خون میں ڈوبا ہے

ز دوستان تو آموخت در طریقت بہر

تیرے ماضقوں سے سیکھا ہے، جنت کے راستہ میں

بعثت روئے تو روزے کہ از جہاں بردم

جو صفت کرس دنیا سے جاؤں گا تیرے بہرے کے عشق کی وجہ

میں نے اس سے کئی بار کہا ہے کہ یہ شعر تو کمال ہے۔ اس میں شاعر نے اپنے دوست کی سادگی اور سچائی کو بہت خوبصورتی سے بیان کیا ہے۔ یہ شعر تو دل کو چھو رہا ہے۔ اس میں شاعر نے اپنے دوست کی سادگی اور سچائی کو بہت خوبصورتی سے بیان کیا ہے۔ یہ شعر تو دل کو چھو رہا ہے۔

آن آئینہ سے چشم از دام ما بروں شد
وہ سال آنکہ دلا برون، ہمارے مجال سے نکل گیا

ساکے کشم عقابت از چشم نم خوابت
تیرا عقد، تھی کسی غیر خواب آنکھوں سے کہ تک بڑا شکروں

ز نہارتا تو اتنی اہل نظر میازار
خبر دار رہا تک تم سے ہر کے، اہل نظر کو نہ سنتا

بس مشک باز گویم در بندگی خواہ
خواہی کہ خدمت میں بہت بکھ سکر پھر ادا کروں

پڑتیکہ گفت دشمن در حق ما شنیدی
دشمن سے جو ہماری برائی کی، تو نے سن لی

یاران چہ چارہ سازم با این دل رمیوہ
یارو اس جھانے ہوتے دل کی میں کیا تمیر کروں؟

رونے کر شہ کن اے نور پروردوہ
لے دوڑوں آنکھوں کی روشنی کسی دن اتر دیکھو سے

دنیا و فاندارد اے یار بر گزیدہ
لے تنہا دوست؛ دنیا و دار نہیں ہے

گرا وقت بدستم آن میوہ رسیدہ
اگر وہ پکا پھل، میرے ہاتھ تک پہنچے

یارب کہ نمدی را با دازباں بریدہ
لے خدا! نصیب کی زبان کٹ جائے

گرفاظ شریفتر سنجیدہ شد حافظ

اگر تیرا مزاج شریف مانتھ سے رہنمیدہ ہوا ہے

باز آگے تو یہ کر دیکم از گفتہ و شنیدہ

واہم آجا، کہ یہ، سننے سے ہم نے تو یہ کی

دوسراے مغان رفتہ بود آب زردہ
مغلوں کی مرلے کا دروازہ بھلا دیا ہوا اور چھڑا لگا ہوا تھا

تیبکو کشان ہمہ در بندگیش بستہ کمر
سہرا کی کشان اس کی خدمت میں کر بستہ تھے

فروغ جا او قدح نور مادہ پوشیدہ
پیلے دار و ما کی روشنی پاند کے نور کو چھپائے ہوتے تھی

گرفتہ ساغ عشرت فرشتہ رحمت
رحمت کے فرشتہ نے ہمیشہ کا سا فر تھا اتنا

ز شور و عہدہ شاہان شیریں کار
شیرین کار مشقوں کے شور اور فساد سے

عروس بخت در آں جملہ باہرازاں ناز
اُس چوکھٹ میں، نصیب کی دہن ہزاروں تانے ساتھ

سلام کردم و با من بروئے خزان گفت
تو نے سلام کیا، اور اس نے مجھے ہنس کر کہا

کہ کرد اینکہ تو کردی بضعیف ہمت و رے
یکس نے کیا ہے جو تو نے کیا کمزور ہمت اور کمزور رائے کے ساتھ

وصال و دولت بیدار تر سمت ندر ہند
بچے نصیب، تجھے بیدار دولت کا وصل دہوں گے

نشستہ پر و صلائے لبخ و شاب زدہ
پر مٹنی بیٹھا ہوا اتنا اور ہنسنے اور فرحوں کو ملا با اتنا

فلسے ز طرف کلہ خیمہ بر سحاب زدہ
لیکن ٹوٹی کے کٹ سائے سے اور پر چمکے تھے

غدار منچ گال راہ آفتاب زدہ
منچوں کے رخسار سورج کو مات کہہ رہے تھے

زجر عہد رخ حور وری گلاب زدہ
حوں اور ہری کے رخسار پر شکر گونٹ سے گلاب چھڑا ہوا تھا

شکر شکستہ سمن رخسار زباب زدہ
شکر بھری ہوئی، پھول گیسے جو تھے رخسار تو نا پھولتا

کشیدہ و سمر و بر برگ گل گلاب زدہ
دست لگاتے ہوئے تھی اور گلابی پتیوں پر چھو کر چمکے تھی

کہ اے خمار کش مفلس شراب زدہ
اے مفلس نش، ہذا شراب کے نام سے چمکتے

ز کج خانہ شدہ خیمہ بر خراب زدہ
گھر کے کوشے سے بھی آیا اور شراب کا نام سے چمکے

کز خفتہ تور آغوش بخت خواب زدہ
کہ زک تو خواب، ز...

ترجمہ کیسے ہے
دل کا بیٹا ہے
تجلی سے رونق لاتی
تجلی کے نکالنے سے
سوائے تجلی سے تجلی
اس گھنٹے کی جگہ سے
کار بولنے کے
عہ چاہا ایسا تھا
سنا کہ تم سے
واپس آتی ہے
کے اپنے پرکھنے پر
کھم تھے کئی شے
یا کھت تھے
بھینسوں میں خوب
یا کھت تھے کئی شے
جیسے ستور ہے
سختیوں کی جگہ
تجربہ چلا
سے
مکتوب
کے
کا ہونے ہے
بھری ہوئی ہے
پھولوں سے چمکتے
جیسے ستارے کی جگہ
کھایا ہے
کے
دوستیوں کے
قطرہ ہے
مذخراں سے
میں آگ کے شکر پر
بخت و دولت کا
کا ہے

۱۔ پالان ٹور سے
 نعل کے ستا بہرے
 میں لال کی تہے
 کاس کے گورے
 نعل تہے۔
 ۲۔ یعنی میوان کی دکانیا
 قبطہ ہوتی ہیں۔
 ۳۔ یعنی بیرون شعول
 ۴۔ مقصود مسلسل ہے
 یعنی میں کون نہیں لایا
 حالت میں شلر خلف
 ۵۔ کیا وہاں ایک شیخ
 آگیا وہاں جاہلوں
 ۶۔ وہ شرب خاوندنا
 ہوا دیکھے گا۔
 ۷۔ یعنی نتیجہ ہے کہ
 یا قوت خراب سے رخ
 آنسو لایا
 ۸۔ بڑھاپے
 ۹۔ کہ لکھے
 ۱۰۔ گوارا
 ۱۱۔ بڑھاپے میں
 جوان کے لڑائے
 چھوڑے۔
 ۱۲۔ یعنی ماثر دنیا
 ۱۳۔ مہر ہے ہیرا و زینا
 ۱۴۔ لکھتے گولے آلود
 نہیں ہوتے ہیں۔
 ۱۵۔ یعنی تپ کے جواب
 ۱۶۔ بلکہ اگر وہ بہار
 ۱۷۔ بلکہ خوشی بہت
 ۱۸۔ پلا یا ستا سماں
 کوئی عیب نہیں ہے
 ۱۹۔ نتیجہ ہے کہ ہاں
 ۲۰۔ کتہ بازی ہم سے نکل
 یہاں تپ کے ختمے
 ۲۱۔ اور ہاں تھی
 ۲۲۔ وقت بہر شرب نہی
 ۲۳۔ جگہ کوئی نہ جگہ کے

فک جنبہ کیش شاد نصرة الدین باد
 آسان، شاد نصرت الدین کا کوشش اور شاد نصرت کے آسان ہونے سے
 مآل تا کہ مگر نعل مرکش گرد
 پالان سے، تاکہ اس کی سولی کا نسل بن جائے
 خرد کہ ملام غیب ست بہر کب شرف
 عقل جو نہیں باقوں کا الہام کہ عدول ہے فرقت مان رکھنے

بیابین فلکش دست در رکاب زرد
 آ، دیکھ، آسمان نے اس کی رکاب تمام رکھی ہے
 زبام عرش صدش بوسہ بر تراب زرد
 عرش کے باد سے اس کی تکی کو سیکڑوں ٹھٹھٹھیں
 زبونی صدق صدش بوسہ بر جناب زرد
 صدق دل سے اس کی بارگاہ کو سیکڑوں ٹھٹھٹھیں

بیابیکدہ حافظ کہ بر تو عرضہ کنم
 لے حافظ! نیکہ میں آتا کہ تجھ پر ہمیشہ کروں
 ہزار صف زرد عابائے ستیاب زرد
 قبول شدہ، دعاؤں کی ہزاروں صفیں

خزقہ ترا من وسجادہ شراب آلودہ
 کفن ترا من تھیں اور صق شراب آلود تھا
 گفت بیدار شوالے رہ و خواب آلودہ
 لڑا لے خواب آلود سا: بیدار ہو جا
 تا نگردوز تو ایں دیر خراب آلودہ
 تاکہ تجھ سے یہ بخند گنداز ہو جائے
 جو ہر روح بیا قوت مذاب آلودہ
 روح کے جو ہر کہ چلے گئے یا قوت سے آلودہ
 خلعت شیبہ بتشریف شباب آلودہ
 بڑھاپے کے خلعت کو جوانی کے لباس سے گنا کر
 غرق گشتند و نشتند بآب آلودہ
 ڈوب گئے، لیکس پانی سے آلودہ نہوتے
 کہ صفائے ند بہ آب تراب آلودہ
 اس لیے کہ مٹی ۵ ہوا پانی، صفائی نہیں دیتا ہے
 کہ شود وقت بہار از تے ناب آلودہ
 بہار کے موسم میں تھیں تراب سے آلودہ ہوجائے

دوش رستم بدر میکہ خواب آلودہ
 دل میں شراب خانہ کے صدواڑہ پر خواب آلودہ چکا گیا
 آمد افسوس کنان مرغیچہ بادہ فروش
 بادہ فروش شہرہ افسوس کرتا ہوا آیا
 شست و شوی کن وانگہ خرابات خرد
 نہاد حوٹے، پھر شراب خانہ میں پہل پھر
 بہوائے لب شیرین دہنناں چند کفی
 شیرین دہن، مسخروں کے حلق میں کب تک کرے گا
 بطہارت گذراں منزل پیری و مکن
 بڑھاپے کی مستقل کو پائی سے گزارا، اور
 آشتیاں رو عشق دریں بحر عمیق
 عشق کے راستے کے شناسا، اس گہرے سمندر میں
 پاک و صافی شووز چاہ طبیعت بدر آئی
 پاک و صاف بن، اور طبیعت کے کڑی سے بہرنگ
 گفت آئے جان جہاں رفت کل علیہ نیست
 میں نے کہا، نہ جہاں جہاں آؤں کب تک نہیں رہے گا بلکہ کب تک

گفت حافظ برو نکندہ بیاراں مغروش
 لڑا لے حافظ! وہاں، اور دور تو نہ کہ سامنے کتہ لڑو نہ کر
 آہ ازین لطف بانواع عتاب آلودہ
 غصہ کی قسموں سے ہی ہوتی اس قسم ہانی پر افسوس ہے

شجر گاہاں کہ منظور شبانہ
 صبح کے وقت جبکہ میں رات کا منظور تھا
 گرفتہم بادہ باچنگ و چننا
 میں نے چنگ، اور چننا کے ساتھ شرب خما

ساتھ شرب نوشی کا ادب ہے اور ہو گیا۔

نہاد عقل را زادرہ از مے
میں نے عقل کو شراب کا ترشہ دیا
بگکارے فروشم عشوۃ داد
میرے شراب فروش عشق کے ایسے ہوا دکائی

ز ساقی کمال ابرو شنیدم
کمال بچے ابرو دانے ساقی سے میں نے سنا
شبتدی زان میاں طرفے کمر وار
اس کے تو خاد ما کوئی نفع دہاں کسے سما
بڑو ایں دام بر مرغ دگر نہ
جا، یہاں دوسرے پرند پہ ڈال

ندیم و مطرب و ساقی ہمہ اوست
شراب کا ساتھی اور مغرب ہوا ساقی سب دہی ہے
کہ بند و طرف وصل از حسن شاہے
اچھے شاہ کے من سے کوئی وصل کونہ اٹھا سکتا ہے!

بدہ کشتی مے تا خوش بر آیم
شراب کی کشتی مٹا ہے تاکہ ہم اپنی جہاں پہنچیں
مرا خالی ست از بیگانہ مے نوش
مکان غمروں سے خالی ہے ہر شراب کی

ز شہر ہستیش کردم روانہ
ہستیش کے شہر سے، میں نے اس کو عود کر دیا
کہ ایمن گشتم از مگر زمانہ
کہ میں زماں کے کب سے آگے نہ جاؤں

کے لے تیر ملامت را نشانہ
کے لے وہ مجھ کو ملامت کے تیر کا نشانہ ہے
اگر خود ہوا یہ بینی در میانہ
اگر اپنے آپ کو در میان میں دیکھے گا
کہ عنقا را بلندست آشیانہ
اس لیے کہ عنقا کا آشیانہ بلند ہے

خیال آب و گل در رہ بہانہ
خیال میں پانی اور گل کے ساتھ رہنا ہے
کہ با خود عشق ورز جاودانہ
جو ہمیشہ خود اپنے آپ سے عشق کرے

ازیں دریائے ناپیدا کرانہ
اس دریا کے ناپید ہونے سے
کہ نمود جز تو اے مرد بگانہ
کیونکہ بسے بچھاد مراد تیرے سوا کوئی دوسرا نہیں ہے

وجود ما معنائست حافظ

اے حافظ! ہمارا وجود ایک مٹا ہے
کہ تحقیقش فونست وفانہ
کہ جس کی تحقیق ایک مٹا ہے اور افسانہ ہے

مہنگم گل کہ دیدار سستے مے قبح نہادہ
شراب کے لہر رکھا ہوا یہ لہر موم بہاں میں نہ دیکھا ہے!
ساقی پیالہ وہ تادل شود کشاہہ
اے ساقی ایک پیالہ دے تاکہ دل کھلے

امر وزویدش مست تقویٰ بیاو داوہ
آج میں نے اس کو مست دیکھا، تقویٰ کو بہاؤ کے ہونے
گر عاشقی طرب کن باساقیان سادہ
اگر تو عاشق ہے، سادہ رہ ساقیوں کے ساتھ میل کر

عکس خذار ساقی بر جام مے قنادہ
عکس خذار ساقی بر جام مے قنادہ
شراب کے جام پر ساقی کے رخسار کا عکس چٹا ہوا

عجیبست و موسم گل ساقی بہاں یادہ
عجیب ہے اور موسم بہاں، اے ساقی شراب! یہ
زیں زہد و یار ساقی بگرفت خاطر من
اس زہد و یار ساقی سے میں زہد بہاں میں ہوں

واعظ کہ دی نصیحت میگرد عاشقانرا
جو واعظ، اس عاشقوں کو نصیحت کر رہا تھا
ایں یک دور روز دیگر گل را شیتے داں
ہمارے انھیں ایک باقی دن کو گینت سمجھ

در مجلس صیوحی دانی چرخشس نماید
مجلس صیوحی میں دانی چرخشس نہیں
تجہ معلوم ہے مے کی شراب کی مجلس میں نہ دیکھا گیا ہے؟

شہب تک محبوب کی
کئی لمحہ خور کو معلوم
نکسے گا، کسے کسے
انفرد ہونگا، محبوب
کی کر کو معلوم آتو
کیا جانتا ہے۔
شہ نامہ محبوب کے
مال نہ کرے نہیں بہت
ہی زیادہ کر شہ کی
ضرورت ہے۔
س اس شہ کی خواہ
صاحب معلومست
الرحمہ کے مسئلہ کی
اشدہ کہیے یعنی
تقیات ظاہری میں
ایک بہاں ہیں وہ
موجود صرف ایک
ذلو وادارہ
مجاہد
غور ہے
مشق
ہم اس سے
کئی عاشق کیا نانا
اشک سکتے۔
یہ بہاں جو ایک
شہ ہے جس کو درجہ
ہی کہا سکتا ہے
معلوم، اور اس کی
تحقیق میں پوری محنت
نیچر، ہوا سکتی ہے۔
سلا موسم بہاں ہوا
عید تو پھر کوئی بھی
بہتر شراب وہاں
کے نہیں رہ سکتا ہے
یہ موسم بہاں ہوا
اس میں امر و مشق
سے مستی کوئی پہنچ
شہ کی مجلس میں
کے بڑے لطف سے

ذلو وادارہ
مجاہد
غور ہے
مشق
ہم اس سے

کئی عاشق کیا نانا
اشک سکتے۔
یہ بہاں جو ایک
شہ ہے جس کو درجہ
ہی کہا سکتا ہے
معلوم، اور اس کی
تحقیق میں پوری محنت
نیچر، ہوا سکتی ہے۔
سلا موسم بہاں ہوا
عید تو پھر کوئی بھی
بہتر شراب وہاں
کے نہیں رہ سکتا ہے
یہ موسم بہاں ہوا
اس میں امر و مشق
سے مستی کوئی پہنچ
شہ کی مجلس میں
کے بڑے لطف سے

کمالیہ ہر شراب میں غلط ہے

۱۔ مشرق کو نکل میں
دبا بھی جام لاہور سے
کبھی اس کے ہوش کا
سے زامہ لکے قول
سے تو بکری پائے
اور ماہی کے
افعال پر استغفر اللہ
پر صحن پائے۔

سے ایک آنکھ ہے
اور تو سوا سوسوی
ایک جان ہے اور
تو سوا ہیں ہیں۔
سے سروا سوا کا
دیکھ کر اور چہانہ
اس کا چہرہ دیکھ کر
ایسے غم میں مبتلا
ہیں جو خداشن کو
سب سے دکھائے۔

۲۔ راہ
حقیق
تیار کیا
کی گندی زنار

۳۔ کلام کرتی ہے ریاکار
صوفی ان باتوں سے
واقف نہیں ہے۔
۴۔ لوحش اللہ
لا ارحس اللہ کا حقیق
ہے اس لافنی تر کہ
ہے خدا اس کو
وحشت میں ڈالے
دعا اور توبہ کے
موت پر لا جاتا ہے
۵۔ ہر نے تو تلوار لیا
کے بچے سو مر دیا ہے
اب خدا جو چاہے
فیصلہ کرے۔



گل رفت اے حرفیاں غافل چرا نشینید
اسد ستو! موسم بہار جا رہا ہے، تم غافل کیوں بیٹھے ہو!

مغرب چو پرودہ ساز و شاید اگر بخواند
مغرب جب ساز درست کرے، مناسب ہوگا اگر پڑھے

از طرز شعر حافظ در بزم شاہزادہ
ماٹک کے اشارے طرز پدمشاہزادہ کی مجلس میں

کارم بکام ست الحمد للہ
خدا کا شکر ہے میرا اسلام مقصد کے مطابق ہے

کہ جام زرکش گر لعل دلخواہ
کبھی سنبھلا دے گی، اور خواہ ہفت سے لطف مل کر

پیران جاہی شیخان گمراہ
جاہل بیروں، اند گمراہ شیخوں نے

وز فضل عابد استغفر اللہ
اور عابد کے فضل سے استغفر اللہ

حتمے و صد غم جانے و صد آہ
ایک آنکھ ہے اور تو اسو ایک جان ہے اور تو آہیں

از قامت سرو از عارضت ماہ
سرو نے تیرے تہ سے اور چاند نے تیرے رخسار سے

سر بر نہارم از خاک درگاہ
درگاہ کی خاک سے، میں سر نہارم تھا

صبر از خدا خواہ صبر از خدا خواہ
صبر خدا سے چاہا، صبر خدا سے چاہا

صوفی نہ اندا میں رسم دایں راہ
صوفی اس رسم اور اس راہ کو نہیں جانتا ہے

از وصل جانان صد لوحش اللہ
جانان کے وصل سے سو آفرین ہے

شوق رخت برداز یاد حافظ
ماٹک کو، تیرے رنگ کے شوق نے بھلا دیا

ورد شبانہ درس سحر گاہ
رات کا دلنیز، صبح کا درس

گر دن نہادیم الحکم اللہ
ہم نے تو گر دن رکھ دی ہے، حکم خدا کا ہے

گر تیغ بارد در کونے آل ماہ
اُس جہانہ کے کہ چہ میں، اگر تلوار سرد ہے

من زند و عاشق آنگاہ تو بہ
 میں زند اور عاشق ، اور زہر تو بہ
 آئین تقویٰ مانیز دانیم
 تقویٰ کے طریقے ہم بھی جانتے ہیں
 ما شیخ وزاہد کتر شناسیم
 ہم شیخ ، اور زاہد کو بہت کہہ جانتے ہیں
 مہر تو عکے بر ما نیفکند
 میری محبت نے ہم پر ذرا سا بھی کس نہیں ڈالا
 الصبر صبر العمدقان
 صبر کو دلبے ، زندگی صبر جوئیانی ہے
 عاشق مخور غم گروصل خواہی
 اسے عاشق غم نہ کر ، اگر تو دھیسل پاتا ہے

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ
 استغفر اللہ ، استغفر اللہ
 آماجہ چارہ باہخت گمراہ
 لیکن گمراہ ضیعیے ہوتے ہوئے کیا چارہ ہے
 یا جام بادہ یا قصہ کوتاہ
 یا شراب کا جام ، یا نقد مخمر
 آئینہ زویا آہ از دل آہ
 اسے آئینہ جیسے چہرے والی تیرے دل سے آہ ہے
 یا لکیت شغری حتی مآلتقاہ
 لے لکاش میں جان جانا کب تک اس سے لوں گا ؟
 خوں بایدت خورد در گاہ و بیگاہ
 مرنے والے موتی کے خون پینا چاہیے

حافظ نبودی ز سینگونہ بیدل
 اے حافظ! تو اس قسم کا بے دل نہ بنتا
 گرمی شنیدی پس نہ تلو خواہ
 اگر تو خیر خواہ کی نصیحت سنتا

ماہ من پردہ بر انداختہ یعنی چه
 اسے ہرے چاند آونے پر وہ اٹھا دیا ہے کیوں؟
 شاہ خوبانی و منظور گدایاں شدہ
 تو میمنوں کا شاد ہے ، اور فقیروں کا منظور نظر ہوگا ہے
 زلف در دست صبا گوش بریقا قیب
 زلف صبا کے ہاتھ میں ، کان ز قیب کے پیغام ہے
 نہ میر زلف خود اول تو بہنم دادی
 کیا تو نے پہلے اپنی زلف میرے ہاتھ میں دیکھائی تھی؟
 سخت رمز دریاں گفت و کمر میزیاں
 تیری گفتگو نے منہ کا ، اور پٹی نے کمر کا زلفا بکریا
 ہر کس از مہر مہر تو بشعاع شعول
 ہر شخص تیری محبت کے شعلے کے شعلے میں جلتا ہے

حافظ ادرشل تلکت چو فرو دایدار
 اے حافظ! تیرے تلک دل میں یا کس طرح آئے؟
 خانہ از غمیر نیر داختہ یعنی چه
 تو نے کیوں گھر کو غم سے خالی نہیں کیا؟

— زندار عاشق تو بہ
 گمراہ میں خیال پر
 بھی استغفر اللہ
 چاہئے۔
 ما شرف
 جانتا ہوں تو اچھے عیب
 طبیعت اور عیب آتی
 سنا تو نے ہم پر خوشی
 ہی نہ ہر آن میں مذک
 تیرے سخت دل پر
 آہ ہے۔

سکیرے مشق نہ
 چہرے سے نقاب
 الٹ دیا ہے اور
 مست ہو کر معلوم
 کیوں گھرے
 نکل کر
 ہوا ہے
 یکس طرح
 پر مناسب

دستا، فقہ سپا
 جو جانے گا۔
 رہ فقیروں کو مشور
 بخانا بہت بڑا ہے
 سترے سدا کر کا
 لوگوں کو علم دستا
 تو نے باس کی اور
 پیش کی اس لئے
 ان دونوں چیزوں کا
 لٹکا ہر ہو گیا اس میں
 ہم نے قصور ہے۔
 جب تک توڑی
 محبت سے دل کو
 خالی نہ کر لیا محبوب
 تیرے دل میں فروغ
 ہوگی۔

دریں میان بگوزا ہوا مرا چہ گناہ
 اسے تراہ! بیتا اس بیٹا میرا کیت گناہ ہے
 چرا بخش نند این گناہ را در خواہ
 اس گناہ کا سوال، حضرت میں کیوں کرتے ہیں؟
 کہ دست زرق درازست و آستین گناہ
 کہ کمر کا ہاتھ دراز، اور آستین گناہ ہے
 کہ تا بزرق بری بندگان حق از راہ
 کہ تا بزرق بری بندگان حق از راہ
 تاکہ تھادی سے بندگان خدا کو راستے سے ہٹا سکے
 کہ ہر دو کون نیز دو پیش شاں یکا
 کہ ان کی نظر میں دونوں جہاں ایک ٹھکانے کے برابر ہیں
 و لم زدر سر و خانقاہ گشت سیاہ
 بیادوں اور سرسبز خانقاہ سے بیزار ہو گیا ہے

نصیب من جو خرابات کردہ است اگر
 خدا نے تمہیں خرابات میں مقدر کر دیا ہے
 کیکہ درازش جامے نصیب افتاد
 ازل میں جس کے نصیب میں خرابی کا جام واقع ہوا ہے
 بگوزا ہوا لوں خرقہ پوش دوروتی
 دوروتے کھنڈا پوش، مٹا رہا، فراہ سے کہہ دو
 تو خرقہ راز برائے ہوا ہمیں پوشی
 تو گڈری، خواہشی نفسان کے لیے پہنتا ہے
 غلام ہمت زندان بے سرو پا یکم
 میں مفلس زندوں کی گھنٹی تو تیرے کا سلام نہیں
 مراد من ز خرابات چونکہ حاصل شد
 چونکہ میرا مقصد خرابی خدا سے ہوا ہو گیا ہے

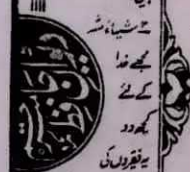
برو گدائے در ہر گدائے شو حافظ

اے حافظ! جاہد ہر گدا کے در کا گدا بن
 تو ایں مراد نیابی مگر بیٹھے بلند
 عجز و مشیتا بلند کے تو یہ مراد نہ پائے گا

خداوند مرا آں وہ کہ آں بہ
 اے خدا! مجھے وہ دے کہ وہ کہہ کر کہہ بہتر ہے
 کہ راز دوست از دشمن نہاں بہ
 دوست کا راز، دشمن سے چھپانا بہتر ہے
 ز مروارید گو شمش در جہاں بہ
 دنیا میں، میرے کان کے موتی نئے بہتر
 بکلمہ آنکہ دولت جاوداں بہ
 اس کلمے کو مستقل دولت بہتر ملتی ہے
 کہ ایں سیب ز رخ ز آں شاں بہ
 اس لیے کہ یہ نمونہ کا سیب اس باغ سے بہتر ہے
 بجان او کہ از ملک جہاں بہ
 اس کی جان کی قسم، دنیا کی مصلحت سے بہتر ہے
 بود خاش ز خون ارغواں بہ
 اس کی خاک، ارغوان کے خون سے بہتر ہے
 کہ آخر کے شود ایں ناتواں بہ
 کہ آخر یہ بیمار کب اچھا ہوگا؟

وصال او ز عمر جاوداں بہ
 اس کا وصل عمر جاوداں سے بہتر ہے
 بہ شمش ز رو با کس تکلفتم
 اس نے مجھے تنوار سے لہرا اور میں نے کسی سے تکلیف
 شے میگفت چشم کس ندیدہ است
 ایک شب وہ کہہ رہا تھا، کسی کی آنکھ نے نہیں دیکھا ہے
 دلادائم گدائے کوئے اوباش
 اے دل! ہمیشہ اس کے کوپے کا قیر بسا رہ
 بخلم ز اہد دعوت مفرمای
 اے زبا مجھے ہمت کی دعوت نہ دے
 بدخ بستگی مردن بریں در
 اس بد پر فحاشی کا داغ لے کر مرنا
 گلے کاں پایمال سرو ماگشت
 جو پھول ہمارے سرو کے پائمال ہوا
 خدا را از طیب من پر سید
 خدا کے لئے، میرے طیب سے پر چھو

سجود میرے مقدر کیا
 شراب نوشی کا می ہے
 تو میری تصویر ہے اور
 مجھے حضرت کا کیوں
 باز پرس ہے۔
 شہ زابروں اور تھیں
 کی آستین چھریں ہوتی
 تھی زمین ان کی آستین
 تو چھری ہے لیکن چھری
 میں ہنسے دوزخست
 تیرے



سے شہ زابروں
 مجھے خدا
 کے لئے
 کہہ دو
 یہ تھیں وہی
 مصلحت ہے جو دوزخ سے
 پر جا کر نکلتے ہیں۔
 کے مشورہ جا وصال
 عمر جاودانی سے بہتر ہے
 اے خدا مجھے وطن
 ہی مشایرت فرماوے
 بے مستقل دولت آتے
 کو کون گمراہی ہے۔
 شہ خوب کس غلامی تیرے
 جان و دنیا دنیا کی مصلحت
 سے بہتر ہے۔
 شہ جو چھوٹا خوب کے
 ہرے سے پاؤں ہر گیا
 اس کی خاک، ارغوان کے
 خون سے بہتر ہے۔

جوانا سرتاب از پند پیراں
اسے جوان اہڑھوں کی نصیب سے روگردان نہ کر
اگرچہ زندہ رو در آب حیات ست
اگرچہ زندہ مرد، آب حیات ہے

کہ رائے پیر از بخت جوان بہ
اس لیے کہ بڑھے کہ رائے جوان نصیب سے بہتر ہے
ولے شیراز ما از اصفہاں بہ
لیکن ہمارا شیراز اصفہان سے بہتر ہے

سخن اندر دباں دوست گوہر
دوست کے منہ میں بابت، گوہر ہے
ولیکن گفتہ جاقظ از آں بہ
لیکن حافظ کا کلام اس سے بہتر ہے

ردیفِ یارِ تھمانی

آں غالب خط گر سوتے مانا منوشتے
اگر وہ غالب جیسے خط والا، ہمیں غلط کھتا
ہر چند کہ بھول مژ وصل بر آرد
اگرچہ بھول، دست کا پھل لاتا ہے
آمرزش نقد ست کے را کہ درینجا
اس کو نقد عطا مائل ہے، ہنس کا یہاں
مفروش باغ ارم و نخوت شد آد
باغ ارم، اور شد آد کے بجز کے بے نیچ
تہاں مٹم کعبہ دل بستکہ کہ وہ
تہاں ہی اپنے دل کو بستکہ بنائے نہیں ہوں
در مصطلح عشق تنعم نتوان کرد
عشق کے شراب خانہ میں پیش پرستی نہیں کی جا سکتی ہے
کشت کہ مریزا دوزبان شکر پیش
تیرے قلم نے، خدا اس کی تیش زبان نہ گرائے
معاری و جودار نر زے رنگ تو از عشق
وجود کا سار، اگر تجھ میں عشق کی رنگ آمیزی نہ کرتا
تا کہ غم دنیا کے دنی لے دل ناواں
اسے ناواں دل؛ کینی دنیا کا قسم کب تک
آلودگی خرقة خرابی جہاں ست
گذری کہ گندگی، دنیا کی بربادی ہے

گردوں ورق، مستی ما درنوشتے
تو آسمان ہماری ہستی کے ورق کو لے کر تا
دہقان ازل کا ش کہ اس تخم نہ کشتے
کاش کہ ازل کا کاشکار یہ نیچ ان پونا
یار بست چو جوئے و سر لے چو بختے
جو جیسا دوست ہے اور بہت جیسا قسم ہے
یک شیشہ مے و نوش بے لب کشتے
شراب کی ایک بوتل لا کر چند کے خبار کیت کے کہہ کر
در ہر قدم صومعہ بہت و کشتے
ہر قدم پر ایک صومعہ اور ایک آتشکد ہے
چوں بالیش ز نسبت بازم نختے
جب سونے کا تکیہ نہیں ہے، ہم کسی ایض کا بنالیا ہے
مہراز تو نہ پیدار نہ جولے بنوشتے
تیری بخت نہ دیکھیں، درد کوئی جواب کھتا
در آب حیات گل آدم نہ مزشتے
آدم کی گچھ کو بخت کے پانی سے دو گوند جتا
حیف ست غولے کہ شود عاشق رشتے
انفوس ہے اس حسین پر جو برسے کا عاشق ہے
گوراہے پاک نے خوب مرشتے
ایسا را بہر کہاں ہے، ہر پاک دل، نیک طبیعت ہو

لو جوئی از مہر سون
تو میں ہے وہ سون
تقدیر میں کئی تہیں ہے۔
زندہ مرد و اصفہاں
کی ایک تہر نام ہے
اس لیے ہم نراق سے
دوستے
کہ بجز کے بہتر ہے
میں تیرا مانا ہے
لیکن کیا اچھا ہو تاکہ
بہتر ہے نہ۔
مے بخت کی خریدتو
تو اصرار ہے بیان ہی
کو اچھا دوست اور
انچھا کلمہ آجائے
اس کو یہ چیزیں نقد
مائل ہیں۔

مے خراک پیش
اور مشرق
کا پورے
اور کئی
کا وہ دیگر
بانہ ام جو شکر دانے
جنت بنائی تو اور
شاد کا کبر بھی ملے
تو نہ لینا چاہیے۔
کے ہر قدم پر اس کا
ملوہ ہے۔
مے تیرے قلم نے
چو کہ تہری بخت کا
رنگ نیلا اس لیے
ہیں جہاں دکھا۔
مے تیرے ذات ایسی ہی
ہے کہ اس عشق کیا
ہائے آگ و شکر بخت
یہ بہتر تو ہم کی کسی
کو بخت کے پانی سے
شکر نہ مانا۔
مے انسان کو نہ لے

۴ حسین سائنٹ عیادت کی ہے تو اب دنیا جیسی کینی چیز پر عاشق ہونا ہی بات ہے۔

از دست چہ اشت سر زلف تو حافظ
 ماندے تری زلف کیوں ہاتھ سے چھوڑی؟
 تقدیر جنیں بود چہ کر دے کہ نشستے
 تقدیر ہی ایسی تھی کیا کرتا اگر نہ چھوڑتا

مَنْ الْمَبْلُغُ غَنَى إِلَى سَعَادٍ سَلَامِي
 بری جانب سے میرا سلام ہمارا کو پہنچا کر لاکھ ہے؟
 فَلَمَّ فَاكِرُ دُرُوسَتِ بَادِجَانِ كَلَامِي
 خدا کے ہادی بزرگ ہاں دوست کے در پہ ظاہر گئے
 بِلَانِ بَادَةِ صَانِي رَأْيِكُنِي شَامِي
 صاف خرابی طبع، شامی شے میں
 فَلَا تَقْرَدُ عَن رُوضِهِمَا أَشْنِ حَمَامِي
 تو بے کورتہ کا رونا اس کے باغ سے جدا نہ ہو
 قَدَمْتُ خَيْرٌ قَدْ وَرَثْتُ خَيْرٌ مَقَامِي
 تو خوب آیا، بہترین جگہ آرا
 رَأَيْتُ مِنْ بَيِّنَاتِ الْحُجِيِّ قَبَابِ خِيَامِي
 میں نے تمہی کے پیشیل میدان میں غمگینوں کے تہہ دیکھے ہیں
 زِبْرِكَا صَوَابِ قَبُولِ كُنِ بَغْلَامِي
 میرے دوست کا سونہ جو جسے مجھ ہی میں تول کر لیا
 تُو شَادِ كُتَّةِ بَغْرَمَانِ هِي وَمِنْ بَغْلَامِي
 کہ تو آسانی میں خوش ہو گیا ہے، اور میں غلامی میں
 اَكْرَمُ رُوْنِي جُو مَاهِتِ نَدِيدِهِ امِ بَتَامِي
 اگرچہ میں نے تیرا چاند جیسا چہرہ ہمیں نہیں دیکھا
 فَا تَطِيْبُ نَفْسِي وَمَا اسْتَطَابَ مَنَامِي
 تو خدا کے میں میں شش نہوں اور نیند خوشگوار ہو

پہلا دوست شہنشاہ سعادست و سلامت
 دوست کا پیغام سننا سعادست اور سلامت ہے
 اَنْتَ دُرُوْحٌ كَرِيْمٌ لِحُجِيِّ وَوَلَدٌ عَرَامِي
 تمہی کے زندگی خوشبو میں آئیں، اور میرا عشق ہے چھوٹا
 بِبِاشَارِ غُرْبَانِ وَاَبِ وِدِيَةِ مَنْ هِي
 شام فریبان میں، اور میری آنکھ کے سولہ کو دیکھو
 اِذَا تَقَرَّبْتُ مِنْ ذِي الْاَزَالِكِ مَا كُنْتُ يَزِيْرِي
 پہلانی کا ہر جب ذی الازاک کے قریب آئے
 خُو شَادِي كَرِ دَرَانِي وَكُوْمِيَتِ بِلَامَتِ
 وہ وقت کیا اچھا ہو گا کہ تو آئے اور میں تجھے سلامت کہوں
 بے مانند کہ روز فراق مالبر آید
 زیادہ وقت نہیں رہے گا کہ زمانہ ختم ہو جائے
 مِنْ اَرَجِ بِيْحِ نَدَامِ سَرَلِي خَدَمَتِ شَالِي
 میں اگرچہ بادشاہوں کے دربار کے لائق نہیں رہتا ہوں
 اَمِيْدِ هَسْتِ كَرِ زُوْدَتِ بِيْجَامِ خُوِيْنِ بِيْنِي
 امید ہے کہ میں جلد تجھے اپنے مقصد کے مطابق پاؤں گا
 بَعْدَتْ مَنَّاكَ وَقَدْ صُرْتُ ذَا اَبِ الْاَلَالِي
 میں تم سے دور ہوا ہوں جس کی بلان جیسا ہو گیا
 وَاِنْ دَرِيْعِيْتِ بِلِيْدِي وَصُرْتُ كَاتِبِ مَعْدِي
 اور اگر میں گد میں بلایا جاؤں اور میں مہر لکھن ہو گیا ہوں

چو سلب دُرُ خُو شَابِتِ شَعْرِ نَظْمِ تُو حَافِظِ
 اے حافظ! تری نظم کے اشعار یاد ہر موتیوں کی لڑکی کی طرح ہیں
 كَرِ كَا وَ لَطْفِ سَبْقِي بِرُزْدِ نَظْمِ نَظَامِي
 کہ لطف کے وقت نغمی کی نظم سے سبق لیا ہے

ساقی سے گلوں بطلب کشتے
 اے ساقی! کسی کیفیت کے کندے سرخ شراب دیکھا
 وَالنُّوْنِ كَرِ نُو شَسْتِ بَرُوْدِي نُو شَسْتِ
 اور اب جبکہ اس نے گھوڑا ہے تو جلدی نہ بیٹھی

انوں کے زنگل باز چمن شاد چہ بہشت
 اب چکر چو بھول کے دو سے چہر ایک بہشت سیا ہو گیا ہے
 اے کاج قضا نامہ عمر منو شستے
 اے کاشس، قضا میرا عمر نامہ نہ کشتی

سعاد و خوبی کے
 جگہ کی خوشیوں نے
 میرے عشق کو پہنچا
 دیا کوئی میرا سلام
 ہی اس تک پہنچا
 دے نہ تو ایک
 خوشیوں پر رشت ہے
 تمہی چو گاہ وہاں
 سعاد کی منزل
 مراد ہے۔
 شاداک،



پہلا کا
 درشت
 ذی الازاک
 پر لکھن
 مراد مقابلاً محبوب ہے۔
 شاد گری سوست
 حالت میں ہر کہیں
 دفا دار نہ ہوں تو مجھے
 تری اچھی حالت
 میرا آئے۔
 سو سو میرا لیا ہے
 شراب نوشی ہوئی
 چاہتے۔
 یا تو ہم پہنچا ہے
 ہوسے ہوسے گئے
 ہیں تو روز از غم
 چاہتے تھی۔

زنگ غمت از دل سے گلزنگ زواید
 اگر گل شولہ تیرے دل سے ہرگز زنگ کو مانگ نہ دے
 اگر محبت برکھوئے بادہ زنگ
 اگر محبت تیری شرب کی تو مڑی پر پتھر لے
 جہل من و علم تو فلک راہ تفاوت
 بی نادانی، اور سے علم میں آسان کے یہ کافور ہے!
 زائد حکم نہ حکایت کہ بنقدم
 لے تا بہ! مجھ سے ادھار کا تصدیق نہ لے لے کہ نقد مال ہے
 بر خاک رہ خواجہ کراویان کمال ست
 خواجہ کے راستہ کی خاک پر، جو کہ کمال کامل ہے

بشنو کہ جنیں گفت مرا پاک سرشتے
 سن! مجھ سے ایک پاک طبیعت کے ایسا کہا ہے
 بشکن تو کدوئے سرا و نیز مچتے
 تو بھی اس کے سرا کر و عینت سے تو زردے
 آسنا کی بصیرت چرخولے و چرشتے
 جہاں بینائی نہیں ہے کیا اچھا اور کیا برائی!
 شریکت چو جوئے و سرانے چو ہشتے
 حذر جیسا ایک مشرق اور ہیبت جیسا ایک مکان
 گر بالمش زرنیت با زیم مچتے
 اگر سونے کا تکیہ ہا میں نہیں ہے، کسی اینٹ پر گنڈا کر لیں گے

تر شاہچہ دوش ہی گفت کہ حافظ
 اک تر شاہچہ، ہل کبر! تھا کہ حافظ
 حیف ست کہ ہر دم کند آہنگ کشتے
 انفس ہے، ہر دست آتشکہ کا تصدیکے

اے باد، نسیم یار داری
 اے ہوا! تیرے پاس یار کی خوشبو ہے
 ز نہار کمن دراز دستی
 ہرگز، دراز دستی نہ کر
 اے گل تو کجا فروئے ز زیاش
 اے بیوں! کہاں تو اور کہاں اس کا حسین چہرہ!
 ریحال تو کجا و خط سبز
 اے ریحاں! کجا تو یاد کجا اس کا سبز خط!
 ز گش تو کجا و چشم متش
 اے زس! کجا تو یاد کجا اس کی ست آنخ!
 اے سرو تو باقد بلندش
 اے بلند سرو! تو اس کے بلند شد کے مقابل ہیں
 اے عقل تو با وجود عشقش
 اے عقل! تو اس کے عشق کے ہوتے ہوئے

زائل نفور مشکبار داری
 اسی درجے سے تیری مشکبار خوشبو ہے
 باطرہ اوچہ کار داری
 تیرا، اس کی زلف سے کیا مطلب ہے؟
 او مشک تر و تو خار داری
 وہ تازہ نمشک ہے، اور تو خار دار ہے
 او تازہ و تو غبار داری
 وہ تازہ ہے، اور تو غبار دار ہے
 او سرخوش و تو خار داری
 وہ مست ہے، اور تجھ پر خار ہے
 در باغ چہ اعتبار داری
 باغ میں کیا عزت رکھتے ہے!
 در دست چہ اختیار داری
 اپنے ہاتھ میں کیا، اختیار رکھتے ہے؟

روزے برسی بوصل حافظ
 اے حافظ! تو ایک دن و مسل تک پہنچ جا ہیگا
 گر طاقت انتظار داری
 اگر تو انتظار کی طاقت رکھتا ہے

ملہ آسان اندھا ہے
 اس کے سامنے جہل
 و علم یکساں ہیں۔
 ستا بڑا دھار کا وادہ
 کرتا ہے، ہنس و خرم
 نقد مال ہیں۔
 ستا حافظ سلمان ہر کہ
 ہر وقت انگل
 کاغذ کتاب ہے
 کا ہوا اس
 نے مشکبار
 بنی جہن ہے
 کس میں محبوب کی
 خوشبو لگتی ہے۔
 شہجوں میں کٹنا ہے
 محبوب کا رخسار اس
 عیب سے بری ہے۔
 ستا محبوب کی آنکھست
 ہے اور زس کجا عیب کلا
 ہے۔
 عین عشق کے سامنے
 عقل بے اختیار ہے۔

لسانِ مانتے سے
یا خبرتنا ہے جب سفر
کی عیبیں، مظاہر
تہ میری کتاب ہے
مکتبِ عشق میں
جب تو محنت کرنا
تسبی ہی بڑا ہے گا۔
مناجبات انسان خودی
کو شادیتا ہے کمال
بنجاتا ہے۔
سے انسان کو سناؤ
کہنا دارو عشق میں
رکاوٹیں ہیں۔
عے عشق الہی کا نور
انسان کو آفتاب سے
افضل بنا دیتا ہے۔
تاکر تو اپنے وجود
کو شاد ہے گا

تو ریشم
کو توتیاہ
ہو جائے گا
شیرازو

ہی میری دولہ ہے۔
عصن ناپائیدار چیز
ہے اس کے ہوتے
ہوئے ناقابلِ بر۔
رنگ کر۔
سے سیکڑوں باہر سیا
اس کی زلف میں گھس
کرتی اس پر تجھے چلو
تو رسی کئی ہے تو
یہ تیری عورت ہے۔
منہا ہم دائرہ قسمت
میں پرکار کا نقطہ
کی طرح ہے اختیار ہے۔

تاراہرو و نباشی تو کہ راہسبر شوی
جب تک تو سفر نہ ہے گا، راہسبر کیے ہے گا
ہاں اے سیریکوش کدوئے پردہ شوی
ہاں سلسلہ شکر عشق کو تاکہ کسی دن باپ بنے
تاکیمائے عشق بیانی و زر شوی
تاکہ عشق کی کبھی ہائے اور سونا بخائے
آندم ہی بدوست کہ خجاف خورشوی
تو دوست تک اس وقت پہنچے گا جبے خوابی غم خجاف کا
بالشکر آفتاب فلکِ خوب تر شوی
خدا کی قسم تو آسماں کے سورج سے بہتر ہو جائے گا
در راہ ذوالجلال جو بے باؤ شوی
جب تو ذوالجلال کی دلہا بنے گا سو وہاں جان جائے گا
در دل مدار میسج کہ زبر و زر شوی
بکہ دل میں نہ لاکر تو زبر و زر ہو جائے گا
زس میں شکے نامد کہ صاب نظر شوی
اس کے ہند کوئی ٹکب نہیں کہ تو صاب نظر ہو جائے گا

آنے خبریکوش کہ صاحب خبر شوی
اے خبریکوش کہ تیرا صاحب خبر بنے
در مکتب وجود پیش ادیب عشق
زندگی کے کتب میں عشق کا ادیب سکھنا ہے اس کے سامنے
دست از مس وجود جو مردان رہ بشوی
مردان راہ کی طرف، وجود کے تاجے سے احمد صولے
خواب و خوریت زمرتہ عشق دور کرد
تجھے پر سنا کہ کہنے عشق کے ترسے دور کرنا ہے
گروڑ عشق حق بدیل و مانت او فتد
اگر اللہ کے عشق کا تیرے دل اور جان پر نہ پلے
از مائے ماسرت ہمہ نور خدا شود
تیرے سر سے ہر رنگ مس خدا کا نور ہو جائے گا
بنا دہشتی تو جو زبر و زر شود
تیری ہستی کی بنا دہشت زبر و زر ہو جائے گا
و حقیقت ارشود منظر نظر
اگر تیرے پیش نظر حقیقت کا چہرہ ہو جائے گا

گر در صرت مجھائے وصال ست حافظا

اسے حافظا اگر تیرے سر میں وصل کی کتاب ہے
باید کہ خاک درگاہ اہل بصیر شوی
تجھے چاہئے کہ تو اہل بصیر درگاہ کی خاک میں جائے

دل بے تو بجا آمد وقت است کہ با زانی
تیرے بغیر دل جان سے عاجز آیا ہے وقت ہے کہ تو بڑھتے
فے یاد تو ام مونس در گوشہ تنہائی
اسے دیکھ کر گوشہ تنہائی میں تیری یاد تیری مونس ہے
کز دست بخوابد شد دامان شکیبائی
کہ سبر کا دامن ہاتھ سے چھوٹ جائے گا
در باب ضعیفان را در وقت توانائی
طاقت کے وقت کمزوروں کی دہمڑی کر
انست حریف لے دل تابا دیہائی
اسے دلہہ دوست موجود ہے تاکہ تو صبر تو رسی کرے
لطف ایچ تو اندیشی علم ایچ تو فرمانی
مہر دانی وہی ہے جو تو خیال کرے، غم وہ ہے جو تھوے

اے پادشہ خواہاں داد از غم تنہائی
اے حسینوں کے بادشاہ! تنہائی کے غم سے غریب
لشے در در تو آدماں در لب تیرا کامی
اے دیکھ بولامی کے بستر میں تیرا درد میرا صبح ہے
مشتاقی و مجھوری دور از تو چنانک کرو
عشق کا درد بھرنے، تجھ سے دور ہو کر، مجھے ایسا کرنا
دامگ گئی آس بستان شاداب نمی ماند
اس باغ کا پھول، ہمیشہ شاداب نہیں رہتا ہے
صدیا و صبا ایچا بے سلسلہ میر قصند
اس جگہ سیکڑوں باہر صبا، بدوں زنجیر کے نفس کرتی ہیں
در دائرہ قسمت مالمقطہ پر کاریم
ہم قسمت کے دائرہ میں، بہ کار کا نقطہ ہیں

فکر خود اورائے خود در عالم ندی نیست
 ندی کہ دنیا با منی نیکه اولی دایست نہیں ہوتی ہے
 یارت بکہ توال گفت این نکتہ کدر عالم
 آتے خود یہ نکتہ کس سے کہا جا سکتا ہے کہ دنیا میں؟
 دیشب گلہ زلفت با باد صبا کردم
 کہ رات میں نے تیری زلف کا شکوہ بلا صبا کیا
 ستا ہی چمن گل رابے لئے تو رنگے نیست
 اسے ساتی بچول کے چمن میں تیرے چہرے کے رنگوں کی صفی نہیں
 زیں دائرہ مینا خونیں جلم سے وہ
 اس مینائی دائرہ سے میں غوفی جسے کہوں شہ سے

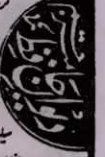
گفرت درین مہب خود بینی و خود رائی
 اس مہب میں خود بینی اور خود رائی کفر ہے
 رخسارہ کیں نموداں شاہد ہر حال
 اس ہر حال میں مشرق نے کسی کو رخسار نہیں دکھایا ہے
 گفتا غلطی بگذریں فکرت سودائی
 اُس نے کہا تو غلطی پر ہے، اس بات کو بچھڑنے
 شمشاد خراماں کن تاباغ بسیارائی
 شمشاد کو نہلا تاکہ تو باغ کو رونق بخنے
 تا مل کنم این شکل زیں ساغر مینائی
 تاکہ اس جوڑا ساغر سے میں اس شکل کو مل کر دوں

حافظ شب بجاں شد لئے خوش صبح آمد
 اسے حافظ بجز کی رات ختم ہوئی، صبح کی خوشبو آئی
 شادیت مبارکباد لے عاشق شہیانی
 اسے شہیانی ماشا! تجھے خوشی مبارک ہو

اے درخ تو پیدا تواریادشا ہی
 اسے وہ کہ تیرے رخ میں بادشاہی فرط ہر ہیں
 کلک تو بارک اللہ در ملک دین کشادہ
 ظہر سے ظلم میں مدت شہنشاہک دروں کے ملامت کو نہ بچیں
 بڑا ہر من تنایدا تواریاسم اعظم
 فیضان پر اسم اعظم کے نور نہیں چمکے ہیں
 در شمت سلیمان ہر کس کہ شک نماید
 سلیمان کے در پر میں جو شخص شک ظاہر کرے
 تیغے کہ آسائش از فیض خود در ہا آب
 وہ تلوار جس پر آسان اپنے فیض سے آب چڑھائے
 گر شتوے ز تیغ بر کان معدن افتد
 اگر تیری تلوار کا فدا سا عسکان اور معدن پر چڑھ جائے
 وانم دولت بخند برانک شب نشیناں
 نئے مسلم ہے تیرا لہر کمانے کا شب نشینوں کے سوزوں پر
 ستاں بیار اے از چشمہ خرابات
 اے ساتی! شرب خانہ کے چشمے سے پانی لا
 یا تراز چہ گاہے بر سر نہد کلاے
 اگرچہ کبھی کبھی ہا تراز جو سر پر تازہ لکھتا ہے

در فکرت تو نہیںاں صد حکمت الہی
 تیری فکر میں، سو عمدائی حکمتیں پر مشہور ہیں
 صد چشمہ آب حیوان از قطرہ سیاہی
 سیاہی کے ایک قطرے سے آپ حیات کے سیکڑاں چمکتے
 ملک آن تست و خاتم فرماہر آنچہ خواہی
 ملک اور انکو بھی تیری حکمت ہے، تو جو چاہے علم دے
 بر عقل و دانش او خند مرغ و ماہی
 پرند اور چلیاں اس کی عقل اور سمجھ پر نہیں گی
 تنہا جہاں بگیر دے منت سیاہی
 سیاہیوں کے احسان کے بغیر تینا کس بیخ کرے گی
 یا قوت سُرُخ ز دروا خند رنگ کاہی
 سُرخ تر دیا قوت کو، سیاہی رنگ دیر میں گئے
 گر مال ما برسی از باد صبح گاہی
 اگر توجہ کی ہواستہ ہوا رحاں دریافت کرے گا
 تاخر قہ با بشویم از عجب خالق ای
 تاکہ ہر خالق ہی کتبیر کے گدڑی دھولیں
 مرفان قاف دانند این پادشاہی
 پادشاہی کے طریقہ کوہ خائف کے پرند جانتے ہیں

۱۔ ظاہر مہب ہے ندی
 اس کو کسی نے نہیں دیکھا ہے۔
 ۲۔ اس کی تفسیر سے
 ربانی سخن نہیں ہے
 لہذا شکوہ بیکہ ہے۔
 ۳۔ چمن کی رونق خوب
 سے ہی ہے سب وہ
 غلام تاز سے جلاگت
 رونق آئے گی۔
 ۴۔ یہ تصدیق شاہد
 کی تفسیر میں ہے
 جس نے شاہد بھی کر
 شکست دیکھ کر تیرا پر
 قبضہ کر لیا تھا۔
 ۵۔ تیرا ظلم لوگوں کے
 لیے آسہ حیات کا آ
 کرتا ہے۔



۱۔ مشہور
 ہے کہ
 حضرت
 میلان کی حضرت
 پراہم علم کوہ تھا
 جس کی وجہ سے وہ اس
 اور جنوں پر حکومت
 کرتے تھے صفوہای
 دیر سے وہ انکو بھی چل
 تھی لیکن پھر پھر حکومت
 اس کو زس نہ آئی۔
 ۲۔ تیری تلوار کو آسانی
 تائید حاصل ہے بلکہ
 کہہ گی تو ملک بیخ کرے گا
 ہے۔
 ۳۔ اگر تیری تلوار کس
 کانوں پر چڑھ جائے تو قوت
 خوف کو وجہ سے نرد
 رنگ ہو جائے۔
 ۴۔ حیات کا بجز تراز
 سے ہی دھوا جا سکتا ہے۔

سائیسے تفریح نہ کرے
دوستوں کی عمر بڑھتی
اور دشمنوں کی عمر
گھٹتی ہے۔
مگر جب حضرت آدم
گناہ سے ذبح ہو گئے
تو ہم کیا بچیں گے۔
جب تک تیری
بادشاہت ہے اس
کوئی ظلم نہیں کر سکتا
ہے اور دنیا سے
ظلم ختم ہو گیا ہے۔
تک دل میں اگر

دوست عشق
ہے تو بجز
بیز
خزائوں
کے کاموں

کی دوست بتر ہے۔
مگر شہادت کیلئے
ذاتی جوہر درکار
ہے۔ پس سلفی تفرقت
کام نہیں چلتا ہے۔
مگر عشق کے راستے
جان کے لیے بہت
نہرے ہیں، پہلا نہر
رکنے کی یہ شرط ہے
کہ انسان جنونِ حقیقت
نہے۔
یہ انسان اگر خواب
غفلت میں چڑھتا ہے
مگر بوجہ منزل سے نہ
کر سکے گا۔

درود و دامن آدم تا وضع سلطنت بہت
آدم کے فتنان میں جب سے سلطنت کا طریقہ ہے
بکلیت تو خوش نوید در شان یا در اغیار
تیرا قدم دوستوں اور غیروں کے حق میں خوب لکھتا ہے
عمر است باو شاہا کز مے تہی ست جام
اسے بادشاہ! کاش وقت گزر گیا ہے کہ شربتِ برہام نکلتا ہے
اے عنقریب تو مخلوق از کیا کے عزت
لے وہ کہ تیری حقیقت عزت کی کیا ہے بنی ہے
جاتے کہ برقی عصیاں بر آدم صغی زرد
جس سجدہ کرتا کی بجلی آدم صغی اللہ بر گری
یا صلحاً اے البرایا یا و ایت العطا یا
اے مخلوق کے بلایا! اے عطیوں کے دینے والے!
جو راز فلک نیاید تا تو تک صفا
جب تک تو فرشتہ صفت موجود ہے! آسمان ظلم نہ کر سکے گا

مثل تو کس ندیدہ است این علم را کہا ہی
اس علم کو کاشخ تیری طرح کسی نے نہیں جانا ہے
تعوذ جانفرانی و افسون عمر کہا ہی
جانفرانی کا توحید، اور عمر گھٹانے کا منتر
اینک زندہ دعویٰ فرمے تخت گواہی
یہ زندہ کا دعویٰ ہے، اور تخت کی گواہی ہے
مے دولت تو ایمن از صدمت تباہی
اور دعا کہ تیری دولت تباہی کے صدمے سے محفوظ ہے
مارا چہ گوئی ز میدان دعوائے بیگناہی
ہمیں بے گناہی کا دعوے کیسے کر سکتا ہے!
عظفا علیٰ عقل حلت یہ الذوا حی
مہربانی کر! اس شکست پر جس پر عیسائیں نازل ہوئیں تھیں
ظلم از جہاں بروں شد تا تو جہاں پناہی
دنیا سے ظلم قاتل ہو گیا ہے جب تک تو دنیا کی پناہ ہے

حافظ جو دوست از تو کہ گناہ میر دام
اے حافظ! جبکہ دوست تیرا کہیں کہیں نام لیتا ہے
رخش ز سخت منما باز آ بعدر خواہی
نفسی سے رنجیدہ نہ ہو، فخر خواہی کے لئے دل میں آجا

بے زروح بصد حتمت قاروں باشی
بیز رونے اور خزانے، قافلے کی بیگلوں کو تھکا ہے
چشم دارم کہ بجاہ از مہ افزوں باشی
مجھے اکتان ہے، مگر تو مرتبہ میں سے بڑھا ہوا ہے
ور خود از گوہر جمشید و فریدوں باشی
اگرچہ تو جمشید اور نسریدوں کی نسل سے ہو
شرط اول قدم آنت کہ مجھوں باشی
پہلے ہی قدم کے لئے یہ شرط ہے کہ تو مجھوں ہی جانتے
کے روی رز کہ پر سی چہ کنی چوں باشی
کب چلے گا، اس سے کس سے بڑھے ہوگا کہ اسے مانگیے رہے گا؟
ور نہ چوں نملری از دازد آرد بیرون باشی
ور نہ جب تو نہ دیکھے جو دانت سے باہر نکل جائے گا
تا بچند از عمر آیام جگر خوں باشی
کب تک زمانے کے غم سے جگر کو خون گھٹنے کے گا؟

اے دل آں کہ خراب از مے گلگلیں باشی
اے دل! بہتر ہے کہ تو شرابِ مشراب سے مست ہو
در مقام کہ صدارت بفقیران بخشند
جس اللہ کہ فقیروں کو صدارت دین
تا ج شایہ طلبی گو بہر ذاتی بنسا
اگر تو شایہ تاج چاہتا ہے، ذاتی جوہر رکھا
ور زہ منزل یعنی کہ خطر ماست بجاں
یعنی کہ منزل کے راستے میں جان سے لینے بہت خطر ہے
کارواں فت تو در خواب بیاباں دریش
قاصد پہنچا اور تو نیند میں ہے اور آگے جکل ہے
نقطہ عشق نمودم تو ماں سہو مکن
میں نے تجھے عشق کا نقطہ دکھا دیا ہے، دیکھنا! ببول نہ جانا
ساغرے نوش کن و جرعہ بر فلک فشاں
ایک ساغر لیا اور آسمانوں پر ایک گھونٹ چھڑکا

حافظ از فقر کمن نالک گر شعر اینست

اے حافظ! افلاس سے ڈرو، اس لئے کہ اگر یہی شعر ہے
 صبح خوشدل نہ پسندد کہ تو محزون باشی
 کوئی خوشن دل یہ نہ پسند کرے گا کہ تو غمگین رہے

اے دل بکوئے عشق گدائے نمیکنی
 اے دل! تو عشق کے کوچ میں کیوں نہیں گذرتا ہے
 چون کام در کف کوئے نمیزنی
 ہاتھ میں مقصد کا کاف ہے، اور گیند نہیں مارتا ہے
 این قول کہ موج میزند اندر جگر چرا
 یہ سخن جو جگر میں موجیں مارتا ہے، کیوں
 مشکین از آل نشویم خلقت کہ چوں صبا
 تیرے افغان کا سنا رہی دوں سے غمگین نہیں ہوا ہے کہ صبا کی طہ
 گردیگران بجان غم جاہاں خریدہ اند
 اگر دوسروں نے خوب کا غم جان کے بدلے خریدا ہے
 ترسم کہیں چمن زبری استین گل
 مجھے نہ ہے کہ تو اس چمن سے پہولوں ہو رہی تیں نہیں کیا سکتا
 در استین کام تو صد نازمہ مندرج
 تیرے مقصد کی آستین میں، سیکڑوں ناپے مجھے ہے
 ساغر لطیف و دلکش و افغانی بجاک
 ساغر لطیف اور دلکش ہے اور تو شراب مذہب پر ہار رہتے

اسباب جمع داری و کاے نمیکنی
 تیرے پاس سارے اسباب ہیں اور تو کوئی کام نہیں کرتا ہے
 بائے جنیں بدست و شکاے نمیکنی
 ایسا باز اچھڑتا ہے، اور تو کوئی شکار نہیں کرتا ہے
 در کار رنگے بوئے شکاے نمیکنی
 کسی مشرق کے رنگ و بو کے کام میں نہیں لگتا ہے
 بر خاک کوئے دوست گدائے نمیکنی
 تو دوست کے کوچ کی خاک پر سے نہیں گذرتا ہے
 اے دل تو اس معاملہ بائے نمیکنی
 اے دل! تو یہ معاملہ کیوں نہیں کرتا ہے،
 کہ گلشن تحمل خاکے نمیکنی
 اس لئے کہ تو اس کی شرافت سے کسی کاغذ پر داشت نہیں کرتا ہے
 و از افدائے طرہ یاے نمیکنی
 تو ان کو یا رکی زلف پر قربان نہیں کرتا ہے
 و اندیشہ از بلائے خماے نمیکنی
 اور تو خوار کی معیشت کی فکر نہیں کرتا ہے

حافظ برو کہ بندگی بارگاہ دوست

اے حافظ! جاہ دوست کی بارگاہ کی خستگی
 اگر جملہ می کنند تو بارے نمیکنی
 اگر سب کرتے ہیں، تو ایک بار بھی نہیں کرتا ہے

اے دل اگر از جاہ زرخندان بدرائی
 اے دل! اگر تو غمگین کے غمگینوں سے باز نہ رہے گا
 مستدار کہ در سوسہ عقل کنی گوش
 ہوشیارین، اگر عقل کے دوسو کی طرف کان نہ لگائے گا
 تاکے جو صبا بر تو گرام دم بت
 صبا کی طرف سے ایک جگہ پر اپنی ہمت کو متوجہ رکھوں
 در تیرہ شب جبر تو جاغم بلب آید
 تیرے ہر کی تاریک راست میں ہمیری جان ہونوں ہڈائی

ہر جا کہ روی زود پشیمان بدرائی
 جہاں بھی جاؤ گے، جلد پشیمان ہو کر واپس آ جاؤ گے
 آدم صفت از روضہ رضواں بدرائی
 آدم کی طرح، رضوان کے باغ سے باہر نکل آئے گا
 کہ غنچہ جو گل حرم و خندان بدرائی
 کہ غنچہ جیسے پھول کی طرح تو نہیں، خوشی باہر نکل آئے
 وقت ست کہ بچوں مہ تاباں بدرائی
 وقت ہے کہ روشن چاند کی طرح تو باہر نکل آئے

اگر حافظ کے اشارے
 کی ہیں خوبی ہے تو
 اس کو فخری شکایت
 نہ کیگی۔
 جب سانس سہا پہ
 مہتاب میں تو عشق کی
 راہ میں کھڑے ہوا کرنا
 چاہئے۔
 سے آخر خون جگر کسی
 محبوب کے کام آتا
 تو بیکار ہے۔
 سکا اطلاق میں شک
 کی خوشبو جب پیدا
 ہوگی جب
 تیرا دست
 کے کوچ
 سے گذر
 ہوگا۔
 ہے اگر کھینٹے پڑا
 نہ کرے گا آستین کو
 پہولوں سے نہ بھر
 سکے گا۔
 نہ جو دل مشوق ہے
 رہتی چاہیگا شرف
 ہوگا۔
 عقل بھکا ہے
 اگر اس کی بات کی طرف
 دھیان کی توجہ
 ہاتھوں سے جان نہ لگی

مردوں کے بعد
 ہی حضرت حق تعالیٰ
 کرتے ہیں۔
 سے مردوں کے
 کا کہہ کر پانچ ماہ
 سے کلہاڑی کا
 کوٹھی لگانے ہے
 جہاں حضرت یاقوت
 نے حضرت یوسف
 کے فرق کے دی
 گذرے تھے۔
 سے تیرے کوچکی
 رونق بہت میں
 کہاں سے صبر کرتا
 حسن سیرت میں ہے
 نے حضرت یوسف
 کے ماس سے مرد
 زندہ ہو جاتا
 تھرتے
 بیٹوں
 میں سے
 بڑھ کر ہے،
 تیرے ہوش آپ
 حیات سے ٹھہر کر لیا
 سے اڑھائی سال
 لے آئے جو اربعہ
 بنتا۔
 سے اگر مجھ کے
 خیال ختم میں بھی
 حاصل ہو جاتا ہے
 پھر تیرے ہی کوئی
 وہ جس کی کہ شہ
 توئی کی تیرے ہی
 سے جو ہر سے مل
 مقصود خیال بار
 سے انہیں پہل
 کے فرق سے جانوں
 کیاب میں گیا اور
 اس کی خوشبو دینا

جال میدیم از حسرت ال لعل ان بخش
 اس روح بخش ہونے کی حسرت میں جان دینا ہوں
 شاید کہ آئے فلکت دست بگیری
 شاید کہ آسمان چھبان سے تیری دست گیری کرے
 درخانہ عمخند شینی بلامت
 درخانہ میں تو آگ سے لاست کرے جیسا ہے کہ
 بر خاک دست بستہ از دیدہ و دود جوئی
 تیرے دل سے تیرے لئے انعموں سے بیکاروں نہری جاہلی دنیا

باشد کہ خو خوش میدرخشاں بدر آئی
 ہو سکتا ہے کہ جگہ را سورج کی رخ تو باہر نکل آئے
 گرتش لب از چمنہ حیواں بدر آئی
 اگر تو چمنہ حیواں سے پیاس باہر نکل آئے
 وقت ست کہ از دولت سلطان بدر آئی
 وقت ہے کہ باو شاہ کی دولت کی وجہ سے تو باہر نکلے
 باشد کہ تو چون سرو خرمال بدر آئی
 ہو سکتا ہے کہ تو سرو خرمال کی طرح باہر نکل آئے گا

حافظ مکن اندیشہ کہ آن یوسف مصری
 اسے حافظ: منکر نہ کر، کیونکہ وہ مصری یوسف
 باز آید و از کلمتہ احتزال بدر آئی
 لوٹ آئے گا، اور تو نہیں کی کوٹھی سے باہر نکلے گا

شرح جمال حور ز رویت روایت
 حور سے کہ شرح تیرے ہے کہ ایک حور رویت ہے
 و آب خضر ز نوش لبانت کنایت
 اور آب خضر تیرے ہونوں کے شہد کا ایک اشارہ ہے
 گل را اگر نہ بوئے تو کرنے رعایت
 اگر تیری خوشبو پہل کے ساتھ رعایت نہ برتی
 یاد اور آسماں صبا کہ بخردی حماتے
 اسے صبا یاد رکھتے تو نے کوئی حمایت نہیں کی
 ساقی بیا کہ نیت ز فزوح شکایت
 تو نے ساقی بیا کہا کیونکہ دوزخ کی کوئی شکایت نہیں ہے
 ویں آتش اندر او بکند ہم سمراتے
 اور آگ اس میں بھی سمراتے اگر ہے
 صد مایہ داشتی و نگر دی کفایت
 تو بہت سمرایہ رکھتا تھا اور تو نے کوئی نیت نشانی نہ کی
 ہر سطرے از خیال تو از حمت آیتے
 تیرے خیال کے ہر سطرے رحمت کی ایک آیت ہے

اے فقہ بہشت ز کویت حکایتے
 اے وہ کہ بہشت کا فقہ تیرے کہ چو کہ ایک سولہ لکھا ہے
 انفاس عینی از لب لعل لطیفہ
 حضرت عینی کے ماس تیرے ہونوں کا سولہ لکھا ہے
 کے عطر سے مجلس دو مائیاں شدے
 دو مائیاں توں کی مجلس میں عطر مہکا تو لاکھ ہونا
 در آرزوئے خاک در دست سو خلیم
 دوست کے روئی خاک کی آرزو میں ماہم جس گئے
 در آتش از خیال بخش دست میدبد
 آگ میں آگ سے رخ کا خیال ناسل ہو جاتا ہے
 پوشے دل کباب من آفاق را گرفت
 تیرے کباب شدہ دل کی ہونے لہذا دیکھ کر گھیرا
 اے دل بہ ہرزہ دانش و نیت دست
 اے دل! تیری عقل اور دین بیکر ہاتھ سے گئے
 بربارہ از دل من و از غصہ قصہ
 میرے دل کا بربک محو، رنج و دکھ کا ایک قصہ ہے

دانی مرد حافظ ازین آہ و نالہ صیبت
 تجھے معلوم ہے اس آہ اور نالے سے حافظ کا کیا مقصد ہے؟
 از تو کرشمہ وز خسرو عنایتے
 تیری ایک ادا اور باو شاہ کی ایک عنایت

میں یہی ہے شاید حضرت کی بھی ہوگی جیسے اور وہ رحم کرے۔ شہ یازدن پارہ پارہ ہو گیا اور بارہ ایک بچ کا فقہ منفرستہ تیرے خیال کی ہر سطرے سے حضرت کی آیت

اے زشرم عارضت گل کردہ خوبی
 اے دیکرتے رخسار شرم سے پہول پینے پینے
 زلزلہ لارا است یا بر گل گللاب
 لار پہ ازس ہے یا محفل بر گللاب
 میشد از چشم آں کسان ابر و ودل
 وہ کمان جیسے امدول والا آکھوں سے اوجول ہر با قاعدول
 اشٹ از لفظ سخا ہم داشت دست
 آن کی سات اس کی زلف سے دستہ نہ چٹاؤں کا
 چوں بنی عامر بے مجنوں شوند
 بنی عامر کی طرح بہت سے مجنوں ہو جائیں گے
 نے دے لب بر لب مطرب نہاد
 نے نے تمبڑی دیر کے لیے تھلکے ہونٹ ہونٹ لگا

آنکے بر سر جرعتہ جاں مید ہر
 جو غضب پیر گونٹ پر جان دیتا ہے
 عود بر آتش ز و منقل بسوز
 آگ پر عود رکھو اور آگ پھینکی شنگا
 باتوزیں پس گرفتک خواری کند
 اس کے لب ہاگر تجھے آسان ذلیل کرے
 خسرو آفاق بخشش کر سخا
 بخشش کی دنیا کا بادشاہ کہ سخاوت کی وجہ سے
 چنگ را برد دست مطرب دے
 تمبڑی دیر کے لیے چنگ کو مطرب کے ہاتھ پر رکھو

در عنق پیش عقیقت جاہے
 تیرے عقیق لب کے سامنے شریکا جاہے پیش دواہ ہے
 یا بر آتش آب یا بر روت خوبے
 یا آگ پر پلندا ہے یا تیرے چہرے پر پیندہ
 از پیش میرفت و گم می کردے
 اس کے پیچھے جا رہا تھا، اور راستہ سمجھول رہا تھا
 زو مؤذن بانگ بر میزان کہے
 مؤذن صبا، اذان دے کر آؤ
 گربوں آید کے لیلی ازے
 اگر تمبڑی دیر کے لیے تھلکے چیلے سے ہا ہا ہا ہا
 چنگ را در زیر ناخن کردے
 نے نے چنگ کو ناخن میں کر دیا

جاں از وستان جاہے دوہوے
 اس سے جان لے لے اور اس کو ایک جاہے دوہوے
 عم مدار از کثرت سرمای دے
 دے (دھین) کے زیادہ جائے کا تم نہ کر
 باز کو در حضرت دارائے رے
 رے کے بادشاہ کے دربار میں جا کر کہہ دے
 نامہ حاتم زنا مش گشت طے
 حاتم نامہ اس کے نام کی وجہ سے طے ہو گیا
 گورگش سخا و مخروشم زوے
 کہہ دے کہ اس کی رنگ کو چیلے اور میں اس سے شکر کروں

جامتے پیش آروچوں حافظ خور
 شلب کا پیار سامنے رکھو اور حافظ کی طرح نہ کا
 غم کہ جم کے بودیا کاؤس کے
 غم نہ ہو کہ ہمشید کب تھا، اور ساؤس کب

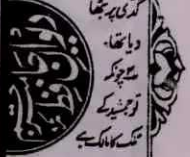
لطف کردی سایہ بر آفتاب انداختی
 تو نے ہیر بانی کی، آفتاب پر ایک سایہ ڈالا ہے
 حالیا نیزنگے ننگ خوش براب انداختی
 فی الحال تو نے ننگ خوب ننگ نقش پانی پر کھینچا ہے
 جاہے کینر و طلب کا فرسیاب انداختی
 بھڑکا جاہا طلب کو کیونکہ تو نے فرسیاب کو کھینچا لیا ہے

ایک برماہ از خط مشکیں نقاب انداختی
 اے وہ کہ تو نے مشک کی خط سے چاند نقاب ڈالا ہے
 تاچہ خواہ کہ رو بر ما تاب زلف عارضت
 دیکھو نیزہ رخسار کی زلف کی چنگ ہم سے کیا کرتی ہے
 گوے خوبی بردی از خوبان عالم شایاش
 شایاش اور دنیا کے سینوں سے تو حسن کی بانی بیت لکھا

۱۔ مجرب کے فرق آؤد
 ۲۔ رخ کی پیش سیات
 ۳۔ ہیں
 ۴۔ مؤذن اذان میں
 ۵۔ صحیحی لفظ کہتا ہے
 ۶۔ نماز کے لیے آؤد یعنی
 ۷۔ ہم مؤذن کو اس پکار
 ۸۔ کی پرواہ نہ کریں گے
 ۹۔ اور بوجے جاد ہیں
 ۱۰۔ گے
 ۱۱۔ تاقیں ہیں کو کھینچا
 ۱۲۔ جانتے ہی مار قبیلہ
 ۱۳۔ کا تھا تھے ہمینی
 ۱۴۔ قبیلہ
 ۱۵۔ سا ہاسی کو یہ تیرہ
 ۱۶۔ ملکا اس نے ٹھکے
 ۱۷۔ لب بر لب دھرا اس
 ۱۸۔ ہمیں چنگ
 ۱۹۔ اور فخر کر
 ۲۰۔ اس قابل
 ۲۱۔ ہوئی کہ
 ۲۲۔ اس کا نام نہیں
 ۲۳۔ رکھ لیا جاے چنگ کہ
 ۲۴۔ ناخن سے بجایا جاتا ہے
 ۲۵۔ کے دوسے ہاتھوں کا
 ۲۶۔ ہونے ہے جو مریا زبر
 ۲۷۔ ذکر میں پڑتا ہے۔
 ۲۸۔ سے دیکھا شہر ہے
 ۲۹۔ جہاں کے سارا فرقوں
 ۳۰۔ لڑی رہنے والے تھے
 ۳۱۔ یہ شہر ماگم سے کی
 ۳۲۔ تعلق میں ہے۔
 ۳۳۔ سے ہر روز کی کثرت شایاش
 ۳۴۔ طانی سے بڑی ہونڈ ہے
 ۳۵۔ اسی نے اس کا کا پند
 ۳۶۔ لے کہ کہ لکھا گیا ہے
 ۳۷۔ اس کا کہنی نہیں پڑتا
 ۳۸۔ ہے
 ۳۹۔ نہ دیکھا گیا لیا ہے
 ۴۰۔ ہاؤنک در سکہ ہونک کے پانچا تا ہونک سے دوا اور ہاؤنک لکھو کر کے اسے لکھا ہوا ہے۔

گرچہ امتی خراب طاعت من رد مکن
 اگرچہ میں سستی ہو جسے خواب بھول بری بندگی تو درنگ
 کج عشق خود بنادی درد لیرن من
 تو نے سیرے ویرن دل میں اپنے عشق کا خزانہ رکھ دیا ہے
 خواب بیداراں بستی آنکہ از نقش خیال
 تو نے بیداروں کی زندگی کو باندھ دیا ہے پھر خیال کے نقش
 پردہ دا رخ بر گندی یک نظر در جلوہ گاہ
 جلوہ گاہ میں تمہاری دیر کے لیے تو نے رخ سے بڑھا ہوا ہے
 از برائے صید دل در گردنم ز بجز زلف
 دل کے شکار کے لیے میری گردن میں زلف کی زنجیر
 نصرۃ الدین شاہ کجی لے کر تاج آفتاب
 لے نصرت الدین بادشاہ بیکھی آفتاب کے تاج کو
 داویر دارا شکوہ لے آنکہ تاج آفتاب
 لے دارا کے دہرے والے بادشاہ آفتاب کے تاج کو
 زینہارا از آب شمشیرت کہ شیراں را ازل
 تیری توار کی آب سے پناہ ہے کہ شیروں کو اس سے
 بادہ نوش از جام عالم میں کہ راورنگ جسم
 جہاں میں جا ہے شہر میں، اس لیے کہ تمہارے تخت پر
 ہر کسے با مع رخسارت بنوے عشق داتا
 ہر شخص تیرے رخسار کی شمع سے ایک نمبر ہر شخص کے کتابے

شہر سے خیال نے
 عاشقوں کی سینہ
 اڑا دی ہے اور
 تہمت زینہ کے لشکر
 پھر دھری جا رہی ہے
 کہ وہ حملہ کیا کا کہ ہے
 شاہ کجی وہ بادشاہ
 ہے جسے گواہی دینے
 شیراز فتح کر کے جہد
 گدی پر بٹھا



ہند جا جہاں منسا
 سے شہر لیا
 سے شہر میں کو کجی من
 تو کاشق سے پھر
 پر دانہ ہی کیوں ضبط
 رہے۔

کاندریں شغلم با امید ثواب انداختی
 کیونکہ تو نے مجھے اس عشق میں ثواب کی امید پر لگا دیا
 سایہ دولت برس کج خراب انداختی
 اس برباد گوشہ پر تو نے دولت کا سایہ ڈال دیا ہے
 تہمتے بر شہروان خیل خواب انداختی
 نینسے لشکر کے ڈاکوؤں پر تو نے تہمت رکھ دی ہے
 وز حیا حور و پری را در حجاب انداختی
 اور حیا کو دہ سے تو نے حور و پری کو پردے میں ڈال دیا
 چوں گنہ گسرو مالک رقاب انداختی
 گردنوں کے مالک، بادشاہ کی کنسک طرح تو نے ڈال دی
 از سر تعظیم و قدرت در شراب انداختی
 تعظیم و قدرت کی وجہ سے تو نے منہ میں مالا دیا
 از سر تعظیم بر خاک جناب انداختی
 تعظیم کی وجہ سے اندھی بر خاک کی خاک پر تو نے گر دیا ہے
 تشہ میگردی و گردواں را در آب انداختی
 تشہ سے مسکر دیا اور ہوسلوانوں کو پانی میں گر دیا
 شاہ مقصود را از رخ نقاب انداختی
 مقصود کے مشرق کے رخ سے تو نے نقاب الٹ دیا
 زیں میاں پروانہ را در اضطراب انداختی
 ان میں سے پروانے کو تو نے پریشت کی میں ڈال دیا ہے

از فریب نرس مخور و چشمے پرست
 نشانی فریب اور برباد پرست آنکھوں کے فریب کی وجہ سے
 حافظ خلوت میں را در شراب انداختی
 گردنش میں حافظ کو تو نے شراب میں مبتلا کر دیا ہے

گر ترا عشق نیست معذوری
 اگر تجھے عشق نہیں ہے، تو تو معذوب ہے
 کہ بعقل عقلم مشہوری
 کیونکہ تو بے عقل رہے عقلیت میں مشہور ہے
 زو کہ تو مست آب انگوری
 ماتو انور کے پانی کی مست ہے
 عاشقان را گواہ ز بخوری
 عاشقوں کی بیجاری سے، گواہ ہیں

اے کہ دایم بخویش مغدوری
 لے وہ کہ تو ہمیشہ خودی میں مغرور ہے
 گرد و دیوانگان عشق مگرد
 عشق کے دیوانوں کے چاروں طرف چلے گا کہ
 مستی عشق نیست در سہر تو
 تیرے سہر عشق کی مستی نہیں ہے
 روئے ز در دست وآہ درد آود
 زرد بھرد، اور درد بھری آہ

مے خود پسندی کیا تہ
 دولت عشق ماس
 نہیں بھرتی ہے۔
 عشق کی مستی بھرتی
 پائے شراب کی مستی
 ہے حقیقت ہے۔

گدڑازنگ و نام خود حافظ

اے حافظ! اپنی ذلت و عزت کو مجوز
ساغرے طلب کہ خموری
شراب کا سا فرمانگ، کیونکہ تو خماریا ہے

اے کہ درکشتن ماہ تیج مداران کنی
لے دیکھ تو چہلے قل کہے میں کوئی رعیت نہیں کرتا ہے
در و مردان غمت ز ہر لابل نوشند
تیرے ہم کے پیار، تاش زہر چیتے ہیں
رج مارا کہ تو ایں بردیکہ گوشہ چشم
ہمارا رخ جو ایک گوشہ چشم سے دور کیا جا سکتا ہے
دیدہ ما کہ با تمہد تو در راست چرا
پاری آئو جو تیری تخت میں دیکھتے ہیں
نعل شہر جو کرک از خلق کریمت گویند
تیرے کریمت افلاک جو ظلم بیان کرتے ہیں
بر تو گر جلوہ کند شہر ما اے زاہد
اے زاہد اگر ہمارا مشرق ہے تجھے جلوہ دکھائے

سو دور مریا یہ بسوزی و مہا با کنی
تو نفع اور سرمایہ کو جلتا ہے اور کوئی خوف نہیں برتتا ہے
قصہ اس قوم خطا باشد ہن تا کنی
اس قوم کو قتل کرنا، غلطی ہے، بزرگ نہ کرنا
شرط انصاف نباشد کہ مداوا کنی
انصاف نہ ہو گا، اگر تو اس کا علاج نہ کرے
بمفرج گدڑے بر لب دریا کنی
تو فرج کے لیے نہو دریا کے کنارے نہیں جاتا ہے
قول صاحب غرضان ست تو اینہا کنی
وہ خود غرضوں کی بات ہے، تو یہ نہیں کرتا ہے
از خدا جزم و معشوق توست ما کنی
تو شراب اور مشرق کے سوا تو نہیں کرتا کھوسے

حافظ سجدہ بحراب دو ابرویش کن

اے حافظ! ابرو ہندوں اور دونوں کی محراب میں سجدہ کر
کہ دعائے زمر صدق جز آنجا کنی
اس لیے کہ جتنی دعا اس جگہ کے سوا تو نہیں کر سکتا ہے

اے کہ در کوئے خرابات مقام داری
لے دیکھ تو شراب خاند کے کوئیہ میں تیا کرکتا ہے
اے کہ با زلف مرغ یا گنداری شہرے وز
لے دیکھ تو نازت دوست اور نازکے ساتھ گزرتا ہے
اے صبا، سوختگان بر سر برہ نظر اند
اے صبا! اچھے ہوئے راستہ پر منتظر ہیں
بوئے جان از لب خندان قبح میثوسوم
میں جان کی خوشبو پہلے کے پینتے ہوئے ہونے سے مرگتا ہے
کاٹے اری طلب از تو غریبے چه شود
اگر تجھے کوئی پرہیز کن مقصد مالک نہ تو کیا ہو پیا ہے
خال شہر سبز تو خوش دان عیشے ست ولے
تیرا ہر ہر اہل عیش کا بہترین دان ہے ہیکس

جمع وقت خودی اردوست بجامے داری
اگر تیرے ہاتھ میں جا کہے تو اپنے وقت کا مجھ سے ہے
فرصت باو کہ خوش صبحے و شامے داری
تجھے زیادہ موقع ملے کیونکہ تو ابھی صبح و شام کرکتا ہے
اگر از یار سفر کہ وہ پیامے داری
اگر سفر میں گئے ہوئے دوست کا تیرے پاس کوئی پیام ہے
باشنو لوخواجہ تو گرز آنکہ مشامے داری
اے خواجہ! اگر تیرے پاس دامن ہے تو یہی سوگند
توئی امروز دریں شہر کہ نامے داری
تو یہی ہے، جو آج اس شہر میں مشہور ہے
برکنار چمنش وہ کہ چہ دامے داری
ہلستے اس کے چمن کے کنارے تو کیا جا کرکتا ہے

جسکے وہ مہوش
ہو لہے انسان نہ اور
نگہ میں جلا رہتا
ہے۔ بکل مہوش ان
چیزوں کو خم کر دیتا
ہے۔
ستہ ترنے جلا سیکھ
تباہ کر دیا پھر کئی ہم سے
مروت نہیں برتا
ہے۔
ستہ زہر لابل، نائل
زہر جو کسی دوا سے اچھا
نہو ہاں ہیں کے عاتق
میں ایک پہاڑ کا نام
ہے اس پر ایک ہونے
گئی ہے اس کی برفاں
زہر ہے۔

تو شہر
سایہ میں ہے۔
تو شہر
نہم دہنگے
تھے ملایکے سب
بیان کرتے پھر تے ہیں
جن کی بات نانا بولتا
ہے۔
ستہ شراب خانہ میں
کسی کے ہاتھ میں جام
ہے تو وہ اپنے وقت
کا مجھ سے ہے۔
یک ہر کوئی کو بک مرغ
اور زلف شہر لہائے
وہ جڑا خوش وقت ہے۔
ستہ فرق میں ملے پتہ
ماشغول منظر کوش
ہیں، صبا کوئی پیام
لے اس شہر میں تیرا کوئی

گوہنکا آؤ فگار چہ شباتت نبود
کہد وقت کے وقت اگرچہ تیرا نکاؤ نہیں ہے
مہرباں شرفکے ترک جفاکاری کرد
آسمان مہربان بنا، اور اس نے جفا کاری چھوڑ دی
اے کہ با وصل دلا رام گزیدی خلوت
اے وہ اگر مشرق کے وصل کے ساتھ غلٹ نہیں بنا

میکمن شکر کہ بر جور دوامے داری
میں شکر گزار ہوں، اگر ظلم پر تو جہاؤ رکتا ہے
توئی باجیاں کہ دریں شیوہ قلمے داری
اے جان تو ہی ہے جو اس طریق میں مستقل ہے
بغینت شمر ایں عیش کہ کامے داری
اس عیش کو غینت سمجھ، کہ تو بامراد ہے

بس دعائے سحر ت حافظ جاں خواہ بود

صبح کی بہت سی دعا تیری جان کی کھجبان ہوگی

تو کہ جوں حافظ شب خیز غلامے داری

جو تک تو شب بیدار، حافظ جیسا غلام رکھتا ہے

بند گانرا زبر خویش جلا میداری
غلاموں کو اپنے پاس ہے تو طبع سدہ رکھتا ہے
بامیدے کہ دریں رہ بخدا میداری
اس امید پر جو تو اس راستہ میں خدا سے رکھتا ہے
بازیں دارنگا ہش کہ مرا میداری
آسمان کی مخالفت اس سے زیادہ کر، جتنی تو میری کرتا ہے
ما تحمل نکینم از تو روا میداری
ہم برداشت نہیں کرتے ہیں، اگر تو جان نہ رکھتا ہے
عرض خود میری وزحمت مامیداری
تو اپنی آمد و ریزی کرتی ہے، اور ہم تکلیف پہنچاتی ہے
از کہ می نالی و فریاد چرا میداری
کس سے نالہ کرتا ہے، اور کیوں فریاد کرتا ہے؟
کار ناکر وہ چہ امید عطا میداری
ہم کئے بغیر، تو بخشش کی کیا امید کرتا ہے؟

اے کہ مہجوری عشاق روا میداری
اپنے وہ کہ ماضیوں کی مہجوری کو تو بترک کرتا ہے

تشنہ باد یہ راہم بڑ لالے دریاب
جنگل کے پیاسہ کی بھی صاف پانی سے مدد کر

دل رلودی وکل کرد مت ایجاں لیکن
تو دل بے تک، اور نہ جان میں نے تجھے سات کر، ایسا

ساغریاک حرفیان و گرمی نوشند
جہاں وہ ساغریا جو دوسرے جہینے لیا رہے ہیں

اے کس عرصہ سیر غنہ جولا لگتست
اے کبھی، یہ سیر کا میدان تیری جولا لگا نہیں ہے

تو مقصیر خود افتادی ازین در محروم
تو اپنی کوتاہی سے اس در سے محروم ہوا ہے

اے دل خاطر شرمے ازین قہر بیدار
لے خاطر تنہا دالے دل! اس معاملہ سے ذرا شرم کر

حافظا عادت خواب ہمہجورست وجفا

اے حافظ! حسینوں کی عادت تو رام زلم و زیادتی ہے

تو کہ زین طائفہ امید و قافی میداری

تو کون ہے جو اس گروہ سے دل ناسی امید رکھتا ہے؟

وین دفر بیعتی غرق تے ناب اولی
اور اس نے سنی و فر کا خاص شراب میں ڈوبنا بہتر ہے
در کس خراب تے افتادہ خراب اولی
کسی شراب خانہ سے گئے ہیں، مست پڑا رہنا بہتر ہے

ایں خرقہ کہ من دارم در روین شراب اولی
یہ خرقہ جو میں پہنے ہوں، اس کا شراب سب سے بہتر ہے

چوں عمر تیبہ کردم چندا نکہ نگہ کردم
جو تک میں نے عمر تیرا، کردی ہے، جس قدر بھی میں نے غور کیا

تو وفا میں مستقل
زادہ نہیں ہے، جفا
میں بے مستقل مزاج
ہے۔ مہجور نہیں ہوں،
مے شہید ہوں حافظ
تیرا ظلم ہے اور میری
وقت تیرے لئے دعا
کرتا ہے جو میرا مقبول
ہوتی ہے۔

تو پیاسے کو پانی پانا
بیسے تراب کا کام ہے
میں ترے دل پر لایا ہے
اور میں نے تجھے سات
کر دیا ہے۔
تو میری
تو میری
کی ہے
اسکی بے قدری
دکھاتا ہے۔

عشق کے میدان تیر
جانا پڑی جنت دارین
کا کام ہے، کہ جنت
خود بھی ذلیل جتنا ہے
اور دوسروں کو بھی
پریشان کرتا ہے۔
مے جبکہ اسان اپنی
پے لگی ہو جسے محروم
ہو تو پھر تیرا اور فریاد
نہو ہے۔
کے دفتر سے مراد طبع
ظاہری کی وہ کتابیں ہیں
جو تیرے صفائی ہیں
حسابی کر کے کا آسہ
بنا، پانچے اور اس کی
بہی صورت ہے۔

من حال دل شیدا خلق خواہم گفت
 میں ہونے والے دل کا سال، لوگوں سے نہ کہوں گا
 تاملے سرو پیا شد و ضاع فلک زنیان
 جب تک آسمان کے حالات اسی طرح رہے تو رہا ہوں گے
 از ہجو تو دلدارے دل برنعم آری
 تم مجھے مشفق سنا میں دل نہ ہٹاؤں گا، ہاں
 چوں مصلحت اندیشی دفتر زور ویشی
 چونکہ درویشی سے مصلحت اندیشی بید ہے

کایں تفسد اگر گویم با جنگ رباب اولی
 اس لیے کہ اگر میں یہ تفسد بیان کروں تو جنگ و بیکتاریاں ہوں
 در سر ہوس ساقی در دست شراب اولی
 تو سر میں ساقی کا مشروب اور ہاتھ میں شراب رہنا بہتر ہے
 گرتاب کشم ہائے زان زلفت ساقی اولی
 اگر اب میں اس پر لشکر زلف سے جنگ اٹھوں تو بہتر ہے
 ہم سینہ پر آتش یہ ہم دیدہ پر آب اولی
 سینہ پر آگ سے بھرا ہوا ہونا بہتر ہے، آگ ٹھوکر کا پھینکا ہونا بہتر ہے

چوں پیر شدی حافظ از میکہ و بیرون شو
 اسے حافظ صاحب کو پیر کہا گیا ہے، شرفِ مقام سے باہر چلا گیا

زندگی و ہوساکی در عہد شباب اولی
 زندگی اور عشق بازی، جوانی میں بہتر ہے

احمد اللہ علیٰ معز اللہ السلطان
 میں شاہ کے انصاف پر خدا کی تعریف کرتا ہوں
 خان بن خان شہنشاہ شہنشاہ ترازو
 وہ خان کا بیٹا خان، شہنشاہ کا بیٹا شہنشاہ ہے
 دیدہ نادیدہ باقیال توایماں آورد
 آنکھ میں دیکھنے والے تیرے اقبال پر ایمان لائی
 بر شکن طرہ ترکانہ در کاکل تست
 تیری کا کلوں میں، جو تیروں والا کو ہے اس کا کل پر
 ماہ اگر لے تو پیر آید بد و نمیش بز نسد
 اگر تیرے بغیر چہا نہ لکھتے تو اس کے دو ٹکڑے کر دیں
 جلوہ حسن تو دل میرد از شاہ و گدا
 تیرے حسن کا جلوہ شاہ و گدا کا دل ایک لیتا ہے
 گرچہ دوریم بیاد تو قدح مینوشیم
 اگرچہ ہم دور ہیں، تیری یاد میں پیالہ پی رہے ہیں
 از گل فاریم نچو عیش نشگفت
 ناز کی دھوپ سے میرے عیش کا کوئی نچو نہ کھلا
 سر عاشق کہ نہ خاک در معشوق بود
 عاشق کا سر جو معشوق کے در کی خاک نہ بنے
 ہمہ اطراف گرفت وہمہ آفاق کشاد
 تمام اطراف پر قبضہ کر لیا، پھر سے آفاق کو فتح کر لیا

احمد شیخ اویس حسن ایلیخانی
 جو احمد شیخ اویس حسن ایلیخانی ہے
 آنکھ می زبید اگر جان جانش خوانی
 اگر تو اس کو جان جانی کہے، تو سنا ہے
 مر جالے ہمہ لطف خدا ارزانی
 خوش آمد، تو خدا کی، تمام ہر باتوں کے لائق ہے
 بخشش و کوشش قآنی و جنگر طانی
 تا آنی اور جنگیز خان بخشش، اور کوشش ہے
 دولت احمدی و معجزہ سبحانی
 احمدی دولت اور خدائی معجزہ
 چشم بد دور کہ ہم جانی وہم جانانی
 چشم بد دور کہ تو جان بھی ہے، اور جاناں بھی
 بعد منزل نبود در سفر روحانی
 روحانی سفر میں، منزل کی حد ہی نہیں ہوتی ہے
 جند از جلہ بغداد و نئے روحانی
 بغداد کے دیبے، اور روحانی شہر بغداد اور نئے
 کے خلاصش بود از محنت سرگردانی
 اس کو سرگردانی کی تکلیف سے کب نجات ملتی ہے
 صیبت مسعودی و ادار شہ سلطانی
 انصاف کرنے والے بادشاہ کی مہنگ شہرت نے

۱۔ تھیروں کا ہر ہنسن
 ۲۔ انگریز نہیں ہے لندا
 ۳۔ ہر وقت سینہ میں
 ۴۔ کیا گوارا تھوڑا
 ۵۔ میں اسے سوزتے جاؤں
 ۶۔ سزا یہ تھیرو سلطان
 ۷۔ احمدی شیخ اویس
 ۸۔ ابن حسن ایلیخانی
 ۹۔ کہ تھیروں کا کہا ہے
 ۱۰۔ مجھ سے لڑا حاکم تھلا
 ۱۱۔ سزا قاتل چنگیز خان
 ۱۲۔ کالا کا تھا جو نہایت
 ۱۳۔ سخی تھا چنگیز خان
 ۱۴۔ ترکستان کا شہر
 ۱۵۔ بہادر شاہ تھا
 ۱۶۔ جس کی پیش قدمی
 ۱۷۔ میں ہوں۔
 ۱۸۔ اس نے
 ۱۹۔ جلا سے
 ۲۰۔ پاسی
 ۲۱۔ حکومت کا
 ۲۲۔ خانہ کرد و تھا بغداد
 ۲۳۔ آتش پرست تھا۔
 ۲۴۔ اس کے بعد اس کا
 ۲۵۔ پرتو لانا مسلمان
 ۲۶۔ چاہے
 ۲۷۔ گد و جلا پڑا کا شہر
 ۲۸۔ حدیث۔ بغداد کی ایک
 ۲۹۔ ہی دیکھ کے دونوں
 ۳۰۔ کدو دل سپے۔
 ۳۱۔ ہے جو عاشق مشرق
 ۳۲۔ کے دم کی خاک نہ بیج
 ۳۳۔ بیش پریشان و جگلا

انے نسیم سحری خاک ردیاریار
 اے صبح کی نسیم! دوست کے راستہ کی ناک لہ
 تاکہ حافظ ازراں دیدہ جاں نوریان
 تاکہ حافظ اس سے جان کی آنکھ کو نورانی بنا لے

میں نے یہ سب کی منزل
 ہے کہ تجھ سے انتہائی
 تکہ میں بسبتلا
 ہے۔

تو وہ راز کی ہے
 کہ جس کے عاشق
 جیسا اندر جگر میں جنت
 ہیں۔
 ہے ہم جو روحانی
 وجہ سے انتہائی رنج و
 غم ہیں مبتلا ہیں۔
 ہے تیری عیاشی اور
 نیرانی ہی اس کا
 علاج ہے۔
 ہے تیری محبوب کے
 کوچی گو۔

میں
 ہے کہا
 آہ یو
 دیدہ اور

جان لے کے اصرار
 کہا کہ یہ سو بار گراں
 ہے تیری جان پر
 ہے کہ تیرے نہیں
 ہو سکتی ہے۔
 ہے افسوس ایک ہی
 ہے کہ ہمیں یہی شمار
 کیا جا سکتا ہے۔
 ہے اگر حافظ کو مجھ سے
 ہے کہ ایک یو ستر
 آجاتے تو میرا شاکہ
 شخص میں اس کو کوئی
 عقاب نہیں کر سکتا۔

احوال دلم برگو پیداکہ تو میدانی
 میرے دن کے احوال صاف صاف تیرا ہے کیا کہ توجاہ ہے
 برتو تبت گویا اوڑانہا کہ تو میدانی
 ان رازوں میں سے وہ راز اس سے کہ جسے جو توجاہ ہے
 پیدیش تو یہاں فرما از ما کہ تو میدانی
 ہماری وہ حالت جو توجاہ ہے اس سے کہ جس
 لطف کن و در مانس فرما کہ تو میدانی
 تو یہ مہرانی کرا اور اس کا علاج کر کہ تو توجاہ ہے
 گر باد صبا آرد ز آنخاک کہ تو میدانی
 اگر باد صبا، اس جگہ سے آئے جو تجھے ملو ہے

لے باد صبا بگذر آنخاک کہ تو میدانی
 لے باد صبا اس جگہ جا، جس کو توجاہ ہے
 در پردہ اسرارش ہر گہ کہ شوی محرم
 جب تو اس کے راز کے پردوں کی کسرم میں پائے
 چوں جو روح جفاکش را دیدی کہ ز حد گذشت
 جب تو نے دیکھا ہے کہ اس کا ظلم و جرم سے بڑھ گیا
 در و دل ریشم را چوں نیست دوا پیدا
 میرے ریشم کی جھلک کوئی دوا موجود نہیں ہے
 چوں سر سبز بینائی در دیدہ کتر کرے
 زد کو بینائی کے کسرم کی طرح آنکھ میں گمان

گفتہ ز لب ت بوسہ وز حافظ مسکین جاں
 میر نے کہا تیرے ہونے کا بوسہ اور مسکین حافظ کی جان
 ہستی تو بدیں راضی گفتا کہ تو میدانی
 تو اس پر راضی ہے، اس نے کہا کہ تو توجاہ ہے

ازاں سین بدن کام بخوبی پتھور لوئے
 تو اس جان کی جیسے بدن دل سے پتھور لوئے تو اس میں پتھور لوئے
 در تیرا کہ متاع من نہ از این مخمور لوئے
 ہائے افسوس اگر تیری پوئنی اس سے بھی مخمور نہ ہوتی
 ہر دم از نرس متش جہاں پر شور و ثر لوئے
 تو اس کی سہ آنکھ سے غنا آہٹ خود و شر سے بھی تبتی
 گر ز در و دل زام کے روزش خبر لوئے
 اگر میرے دل تازے روز کی اس کو ایک دن بھی خبر ہو جاتی
 مبارک ساعے لوئے چو خوش لوئے اگر لوئے
 مبارک وقت ہوتا کیا ایسا ہوتا اگر ایسا ہوتا
 نتار خاک راہ او مرا میں جان مہر لوئے
 میری یہ جان اور مر اس کے دست کی خاک پر تو مان ہو جاتی
 اگر طوطی طبعش را ز لعل و شکر لوئے
 اگر اس کی طبیعت کو طوطی کو اس کے ہونے کی شکر حاصل ہوتی

پتھور مہر اگر با من ہمہ را ایک نظر لوئے
 میرے ہونے کی تیری طرف مہرانی کی آنکھ سے کہ تیرا ہونق
 ز شوق افتادے ہر دم سے در پتے جا نام
 پتھور ہو کہ نہ تیرے ہر گز شوق سے ایک سر نہا کر تانا
 اگر بقیع براقتندے از اں ہوتے چورہ روزنے
 اگر کسی دن کوہ آنا یا نہ جیسے رشتے سے رشتہ الٹ دیتا
 ہمیش مہر کے برمن ز مہر آن شاہ خواب را
 اس سینوں کے ارشاد کو بھی مجھ پر بخت کیو جہ سے رحم ہوتا
 بوجہش گر مرا فرمے ز مہر جاں فرستے لوئے
 اس سے وصل کے ذریعہ اگر میرے سینوں میں کوئی دن بھر سے پتھور لوئے
 شے نا کہ اگر اقلے میا لاش در کنار من
 اگر کسی شب جیسا چانک میں کی تیری ہنسی آ جاتی
 ز گفتم کس شیرینی جو حافظ شعر و خیالم
 تمہارے ہیں، دیکھنے کے اندر حافظ کی طرح کوئی شعر نہ کہتا

بایدی گوید اسرار عشق و مستی
 نیکے مار خواسے، سے مستی اور عشق کے راز نہ کہو
 باضعف و ناتوانی ہوں نیم خوش باش
 ضف ہور کو روی کے باوجود، نسیر کی لہر خوش رہ
 تا فضل و علم یعنی بے معرفت نشینی
 جب تک علم فضل پر نظر نہ کرے، معرفت سے خالی بن جائیگی
 در آستان جانان از آسماں میندیش
 مشرق کی ہر کھنکھ پر، آسماں کا خیال نہ کر
 عاشق شوارز در روزے کار جہاں سرلید
 عاشق بن، در نہیک دن دنیا کا کام پڑوائے گا
 آرزو دیدہ بودم این فتنہ اگر برخواست
 میں نے یہ فتنے آس دن دیکھ لئے تھے، کہ اٹھے تھے
 خارا ریحجان بکامد گل عذراں خواہد
 ساتھ ہر جان کو گھٹائے، یہاں اسکی مدد چاہی کرتا ہے
 صوفی پیالہ پیماساقی قہ راہ پر کن
 اسے صوفی، پیالہ پیاساقی، اسے ساقی، ہری ہسر دے
 در حلقہ مغناخم دوش آں ہر پیش گفت
 تمہوں کے حلقے میں، اہل اس لوگے نے کب پہنچا بات کہی
 در مذہب طریقت خامی نشان کفرست
 طریقت کے مذہب میں کھنکھ میں کلمہ کی سلامت ہے
 سلطان ماخدار از لفت شکست مارا
 اسے ہارے بادشاہ، خدا کے لئے تڑی دلفن، ہیں شکست مارا
 گر خرقہ بر بھینی مشغول کار خود باش
 اگر تو کوئی گڑھی دیکھے، اپنے کام میں لگا جا
 در گوشہ سلامت مستور چون توان بود
 سلامتی کے گوشہ میں، ہر طرف چھپا جا سکتا ہے
 عشقت بدست طوفان خوارید پاجاں
 لے جان، تجھے عشق طوفان کے جولے ٹرنے سے بچا

تا بیخزمیسر در درینج خود پرستی
 تاکہ خود پرستی کے رنج میں، بیخزمی اور مجھ سے
 بیماری اندر میں غم خوشتر ز تندرستی
 اس غم میں بیماری، تسکندہ مستی سے اچھی ہے
 یک نکتہ ات بلویم خود را میں کدرتی
 تجھ سے ایک نکتہ کہتا ہوں، خود میں ذکر نجات پا جا سکتا
 کز اوج سر بلندی افتی بخاک پستی
 کیونکہ سر بلندی کے اوج سے، اپنی ہی خاک پڑ جائے گا
 ناخواندہ نقش مقصود از کار گاہ ہستی
 وجود کے لہر سے مقصود کا نقش، پڑھے بغیر
 کز سر کشی زمانے با نامخی نشستی
 جبکہ سر کشی کی وجہ سے، تہی روی تو ہمارے پاس نہیں آتا
 سہل مست تلخی مے در جنبہ قی مستی
 مستی کے ذوق کے پہلو میں، شراب کی تلخی آسان ہے
 آے کوتا آستیناں تاتا کے دراز دستی
 اسے چھوئی آستین والو! دراز دستی کب تک؟
 با کافراں چہ کارت گرت نسیر مستی
 تجھے کافروں سے کیا واسطہ، اگر تو بہت ہی نہیں کوٹا ہے
 آے طریق زندان چالا کیست و حستی
 ہاں زندوں کا طریقہ چالا کی اور حستی ہے
 تاکہ کند سیاہے چندیں دراز دستی
 تاکہ ایک مہینہ کب تک، اپنی دراز دستی کرے مجھ
 ہر قبلہ کہ باشد مشغول خود پرستی
 جو کوئی بھی قبلہ ہے، خود پرستی میں مشغول ہے
 تانز کس تو گوید با ما رموز مستی
 جب تک آکھیں ہم سے مستی کے راز کہہ رہی ہیں
 چون برق ازیں سآکش پنداشتی کدرستی
 تو نے کہا ہے کہ بجلی کی طرح، اس کھمبے سے جوت جاتی ہے

از راہ دیدہ حافظ تا دیدہ زلف پستت
 حافظ نے جب سے آکھیں تیری چچی زلفوں کو دکھاتا ہے
 با جملہ سر بلندی شد پاجاں پستی
 تمام سر بلندیوں کے ہوتے ہوئے، پستی سے پاجاں ہو گیا ہے

نسیر میں اس کا مستی
 ہے لیکن باوجود ضعف
 اور کو روی کے خوش
 رہتی ہے۔
 جب تک انسان
 میں اپنے علم و فضل کا
 غرور ہے وہ خود
 یعنی میں مبتلا ہے اور
 معرفت فلانہ کی ہر
 حاصل نہیں ہے۔
 مستی کا مقصد
 حصول عشق ہے۔
 جب قہر لے
 بیخزمی ہوتی ہے ہم
 جب ہی کچھ گئے تھے
 کراہ حسیں میں
 نہیں گئے۔
 پاجاں
 کے لئے
 کی رشت
 کہتی رہتی ہے
 کو کھلا آستین سے
 ملاو فقہا اور علماء تریباہ
 توں چھوئی آستینوں کا
 پونہ پونہ تھے۔
 سے جولوہ فخر و لباس
 پہنے ہوئے ہیں اور
 قبلہ عالم کہلاتے
 ہیں عہد یاد پرست
 ہیں، ان سے تسلی نہ
 رکھنا چاہیے۔
 سے پیر خیال غلط ہے
 کو عشق کی معیاریت سے
 جلد نجات پا جائے گا۔
 عشق تو تجھے جوں ان غم
 میں مبتلا کر دیتا۔

ہمیں تو اس کی
 زلف کی پاندی نے
 دنیا میں ہرگز کہا ہے
 ورد ہوا بیان کیا
 کا تھا۔
 نے فانی زندگی اس کی
 خاک پاکی تھی کے
 لائق نہیں ہے۔ اگر
 عمر روزانی ہوتی تو
 وہ دیکر اس کی خاک پائی
 حاصل کرتا۔
 سے دوس تو کھا خواب
 میں بھی اس کو دیکھتا
 میسر نہیں ہے۔ اور
 سے مراد وصل
 ہے آپ سے اس کا
 خواب میں آتا مڑو ہے

کے سوس
 کے پھول
 کی دس
 پتیاں
 زبان کی شکل

کی ہوتی ہیں اس لیے
 سوس کو دس نازوں
 والا کہا جاتا ہے۔

یہ محبوب کی امید
 آنکھوں میں اور لکے
 قد کا خیال دل میں
 جانا ہے۔

یہ فشر و شایہ مکہ
 ظفر سے ملو وہ ہم ہے
 جس میں شایہ کا وہب
 وہ نام ہوتا تھا جو لکے
 پر گھادی جاتی تھی۔

یہ چونکہ ہے سورد
 سے عشق ہے ہزار لکے
 بعد رو کی کڑی کے
 صندھ پر مکہ کڑی
 کرنا۔

بجان اور گرم دسترس بجان بودے
 اس کی جان کی تھم کر میرا جان پر قابو ہوتا
 اگر دل نہ پائے بند طرہ او
 سر اگر یراطل اس کی زلف کا با بند نہ ہوتا
 بلکہ تھے کہ بہا حیت خاک پائے ترا
 میں کہتا کہ تیرے چروں کی خاک کی کیا قیمت ہے
 خواب نیز مخی شمشیر ہے جاے وصال
 میں اس کو خواب میں بھی نہیں دیکھتا ہوا ہے جاے کے وصال
 بہر بندگی قدش سر و معرفت گشتے
 سروہاں کے تسد کی غلا کا استرار کر لے

زیر دہ نالہ حافظ بروں کے افانے
 حافظ کا نالہ ہر دے سے ابھر کب تا
 اگر نہ ہا ہم مرقان صبح خواں بودے
 اگر وہ صبح کو چپکنے والے ہر ندوں کا سا بھی نہ ہوتا

کینہہ پیشکش بندگانش آل بودے
 اس کے فسوں کے لیے وہ حق پریش کش ہوتی
 کیم قرار دریں تیرہ خاکدان بودے
 اس اندر سے خاکدان میں مجھے کب قرار ہوتا
 اگر حیات گرانماہ جلاووں بودے
 اگر تیرتی زندگی ہمیشہ رہنے والی ہوتی
 چو ایش بود وندیدیم بالے آن بودے
 جیسا ہے ہر تھا اصرام سے دیکھا تو عاش وہی ہوتا
 اگر چو سوس آزادہ دہ زباں بودے
 اگر آزاد سوسوں کی طرح دس زبانوں والا ہوتا

خیال سرو قدے نقش بستم جائے
 ایک سرو قد کے خیال کا میں نے ایک جگہ نقش بنایا ہے
 کہ نیتش بکس از تاج و تخت پروائے
 کہ جس کو کسی کے تخت و تاج کی بھدا نہیں ہے
 در آرزوئے سرو چشم مجلس آرائے
 کہ میں نہیں کو آکر کھڑے کے خیال اور اٹھار کی آرزو میں
 ازاں کمانچہ ابرو و سدر بطغرائے
 اس ابرو کے کمانچہ سے دستخوش ہونے چاہئے
 کجا بود بغروب ستارہ پروائے
 تو ستارے کی رویتنی کی کہ کیا ہمہ واہ ہوگی
 بیا میں تو اگر می کنی ستارہ شائے
 آ جا، دیکھ، اگر تو کچھ تماشا دیکھنا چاہتا ہے
 کہ مردہ ایم کم ز داغ بلند بالائے
 اس لیے کہ ہم ایک بلند قد والے کا داغ دیکھ رہے ہیں
 عجب مکن ز سرے کو فتادہ در پائے
 اگر کوئی سر کسی پر پر پڑا ہوا ہے تو تعجب نہ کر
 کہ حیف باشد از وغیرا و متنائے
 کی کو اس سے غم کی کئی شت کرنا، غم ہے

پچشم کردہ ام ابروئے ما دیہائے
 ایک چاہا جیسے ہر دے کے ابرو کو میں نے پچشم کر لیا
 ز ما دل بکے داوہ ام من مسکین
 جو مسکین غلام کی لگ اس کو پڑوا دی ہے
 سر ز دست شد و چشم ز انتظار و سخت
 میرا سر ہاتھ سے جانا رہا اور آنکھیں انتظار میں ہو گئیں
 ز شے کمال کہ منشور عشق بازی من
 بہت کمال ہے کہ ہر کمال سیر می عشق بازی کا جھنڈا
 مرا کہ از ریح تو ماہ در شبتانست
 میرے گھر میں جبکہ تیرے ریح کی وجہ سے چاند ہو رہا ہے
 مگدر دست دل آتش مخمورہ خواہم زد
 دل مگدر ہے، گدڑی میں آگ لگا دوں گا
 بزوز و اقعہ تا بولت باز سرو کنید
 موت کے دن ہمارا تا موت سرو کا ہونا
 در آن مقام کہ خواب لغزہ تیغ زند
 جس جگہ حسین، ادا کی تلوار مارے ہیں
 فراق و وصل چه باشد رضائے دور طلب
 فراق اور وصل کیا ہوتا ہے، دور سے کی رضائے طلب

زفوق سر بدر آند ماہیاں از آب
شوق کیوجہ سے بھیجیاں پانی سے سلاہیں گی
اگر سفینہ حافظ سرد بدریائے
اگر حافظ کا دیوان کسی دریا پر پہنچے گا

بڑوزاہد با تیدے کہ داری
اسے ناہتا اس اتیدہ کو لے پھر جو تو کہتا ہے
بجز ساغز کہ دار دلدار در دست
اس ساغز کے سوا کہ جو لالہ ہوتی ہے
مرا در شستہ دیوانگان کش
بچے دیوانوں کے دھانے میں بدولے
پر چیز از من لے صوفی پر چیز
۱۰۰ صوفی! مجھ سے پہنچ
بیاد دل در خم گیسوئے او بند
آ، اس کی نگہوں کے بیچ میں دل کو بانہ
بوقت گل خدارا تو بہ شکن
بہار کے موسم میں شہا کے لیے تو تو دل
عزیزا نو بہار عمر بگذشت
اے پیارے! مرگے بہار گذر گئی

کہ دارم، همچنان امیدواری
اس لیے کہ میں اسی طرح کی امیدواری رکھتا ہوں
بیا ساقی بیا ورنچہ داری
ساقی آجبا، جو کچھ ہے اس ہے، آ
کہ مستی خوشترست از مہشاری
اس لیے کہ ہوشیاری سے، مستی بہتر ہے
کہ کردم توبہ از پرہیزگاری
اس لیے کہ میں نے پرہیزگاری سے توبہ کر لی ہے
اگر خواہی خلاص و رشکاری
اگر خصلت صی اور چھٹا چاہتا ہے
کہ عہد گل ندر داستواری
اس لیے کہ موسم بہار میں پائندگی نہیں ہے
چو بر طرف چمن باد بہاری
جس طرح کہ باد بہاری، چمن کے گلے سے ہے

بیاحافظ یہ پند تلخ کن گوش
اے حافظ! آ، کراوی نصیحت سن لے
چرا عمرے بغفلت میگذاری
مگر کو کیوں غفلت میں گزار رہا ہے؟

بشنوائی تکتہ کہ خود را ز غم آزادہ کنی
یہ تکتہ سن لے تاکہ تو اپنے آپ کو غم سے آزاد کر لے
آخر الامر گل کوزہ گراں خواہی شد
انجام کار تو کبھیوں کی نہیں بنے گا
جہد نہا کہ در ایام گل و عہد شباب
کوشش نہ کر کہ جوانی اور بہار کے زمانے میں
تکیر بر جائے بزرگان تو راں زدیگان
تو اس سے بزرگوں کی جگہ پر تکیہ نہ کر کہ نہیں بیجا ملتا
اجر با شدت لے خسرو شیریں حرکات
اے جیسی حرکتوں والے بادشاہ! تجھے بہت آداب دیگا

خون خوری گر طلب روزی نہادہ کنی
اگر مقدرہ کی ہونے روزی کی طلب کرے گا توں سے گا
حالیا فکر سب کو کن کہ پر از بادہ کنی
اب تمہیں کرے تاکہ مرگے کو خواب سے بھر لے
عیش با آدمی چند پریزادہ کنی
چند، پریزاد، آدمیوں کے ساتھ عیش کر لے
مگر اسباب بزرگی ہمہ آمادہ کنی
مگر یہ کہ تو بزرگی کے تمام اسباب جمع کر لے
گرنگا بے سوتے فرما دل افتادہ کنی
اگر دل گشودہ، فریاد کی حساب فرما، کہ بچا

۱۔ تو بڑی متناہوش
۲۔ یہ بڑی متناہوش
۳۔ گناہیں
۴۔ شہ

۱۔ از روی عقل اور اندیشہ
۲۔ بہادری، سادہ سادہ انداز
۳۔ اہل علم اور دانشور
۴۔ اسے نوازنا اور نواز شد

۱۔ دنیا کے انکار اور
۲۔ غموں سے نجات کی کہی
۳۔ صحت سے کٹنا
۴۔ یادیں گرفتار
۵۔ ہوجائے
۶۔ جہیں
۷۔ طبع بابو
۸۔ بہاری تیزی سے

۹۔ ہنس کے گھسائی ہے
۱۰۔ اسی طرح میری عمر
گندہی ہے۔

۱۱۔ عہد روزی مقدمہ
۱۲۔ میں نہیں ہے اسکی
۱۳۔ طلب، تحمل، جگر پختہ
۱۴۔ انجام کار انسان
۱۵۔ سستی میں ملتا ہے
۱۶۔ اور کہا اس سے
۱۷۔ کوزے تیار کرنا ہے۔

۱۔ انسان کو فیکر سے تھرا
 سے دل کو صاف کر لینا چاہئے جب
 کہیں محبوب کا غم غم
 دل پر قائم ہو رہے ہے۔
 ۲۔ جلال الدین لوزان
 شاہ، شاہ شجاع کا وزیر
 تھا جو خواہر قوا کے
 قتل کے بعد پربختیار
 آیا تھا۔
 ۳۔ آخر اللہ نے کئی بھاری
 علاج داغ لگا دیے
 حسب اللہ واپس نہیں
 نہیں تو پھر آخر میں تو
 گرم کر کے عمو کو داغ
 دیا جاتا ہے یعنی اگر
 بلیں و قمری کی آواز
 بھی تھی
 شریعتی
 پر آدھ
 نہیں سکتی
 تو اس میں علاج
 سوائے داغ دینے کے
 اور کبھی نہیں ہے۔
 ۴۔ کہیں اور نہ
 جائزے کے لینے ہیں جو
 خزان کا موسم ہو ہے۔
 ۵۔ ویکٹر میں سینا
 کہیں نہیں ہے لہذا زمانہ
 کہیں ہے اس سے کوئی
 چیز نہ مانگی جا رہے۔
 ۶۔ ہائے ہائے کیا کہیے
 پیالہ ہاتھ سے نہ رکھا۔
 ۷۔ بیراث خواہ گناہ
 کو کھلا کہتے ہیں جو با
 داوا کی گمانی ہو لگا کر
 اور غور کرنے کی فکر کریں
 ۸۔ وہ جتنا انسان اللہ
 کی تسبیح پڑھتا ہے۔

فاطرت کے رقم فیض پذیر و بہیات
 افسوس میرا دل فیض کا نقش کسب قبول کر سکتا ہے؛
 اے شبانہ نگہی خواجہ جلال الدین کن
 اسے سہا؛ خواجہ جلال الدین کی فطانتی کر

مگر ان نقش پراگندہ ورق سادہ کنی
 سوائے اس کے کوئی کو بہرہ و نقوش سے سب کرے
 کہ چمن پر مہمن و سوکسن آزادہ کنی
 تیار تو بہن کو سمجھیں؛ اور آزاد سوکسن سے بھروسہ

کار خود گزینے دا باز گزاری حافظ
 اے حافظ! اگر تو اپنے کام کو خدا پر چھوڑے گا
 اے بسا عیش کہ با بخت خدا دادہ کنی
 خدا داد نصیب کی بدوست بہت پیش کرے گا

بصورتِ بلبلی و قمری اگر نوشی می
 بلبلی اور قمری کی صدا پر اگر تو شب بچنے کا
 ذخیرہ بنداز رنگ بولے فصل بہار
 فصل بہار کے رنگ و بو سے کوئی ذخیرہ جمع کر لے
 زمانہ بیچ بچشد کہ باز نستاند
 زیاد کوئی ایسی چیز نہیں بخشا ہے جو وہاں نہ لے
 چونکہ نقاب بر افکند و مرغ زرد ہو ہو
 جب ہمیں نے نقاب ہلٹ دی، اللہ پر نہ ہو کر نرنگا گئے
خزینہ داری میراث خوار کاں کفرست
 میراث غمروں کا خزانہ جمع کرنا، کفر ہے

علاج کے نعمت آخر الدوار الکتے
 تیار علاج داغ سے کر دوں گا، آخری علاج داغ دینا ہے
 کہ میرند زرد در زبان بہن و مے
 اس لیے کہ بہن زبان کے ذائقہ راست سے آرہے ہیں
 مجز سفلا مروت مجز ناکس شے
 سینے سے ناسائیت اور ناس سے کسی چیز کا طبکار نہ بن
 منہ زودست پیالہ پیہ میسکنی مے مے
 ہاتھ سے پیالہ نہ رکھ، ہائے، ہائے، کب کب کرنا ہے؛
بقول مطرب و ساقی شہزادے دہلوی
 مطرب اور ساقی کے قول انہوں نے کتب کے مطابق
فَلَا تَمُتْ وَبَيْنَ الْمَاءِ كُلِّ شَيْءٍ يَحْيَى
 پس نہ مرنے اور پانی سے ہر چیز زندہ ہے

چو ہست آب حیات بدست تشہ میر
 جبکہ آب حیات تیرے ہاتھ میں ہے پیالہ سا نہ
نوشتہ اند بر الوان جنتہ الماوی
 جنتہ انسانوں کے ٹھکانے پر لکھا ہے
سختا مانند سخن طے کنم بیاساتی
 سخاوت نہیں رہی، بات طے کرتا ہوں، ساقی! جب
شکوہ و سلطنت و حکم کے شبانے راست
 حکم اور سلطنت کا وہ بکب باقی رہ سکتا ہے

کہ ہر کہ عشوہ دنیا خیر دوائے بولے
 کہ جس نے دنیا کی ادا خریدی، اس پر افسوس ہے
بدہ بشادی شرح و روان حاتم طے
 اور حاتم طائی کے روح اور ان کی خوشحالی کا خاطر بہتر ہے
زخمت جم سخنے ملندہ است مفاہر کے
 جوشہ کے تحت اور جوشہ کے تاج کی آہیں ہی باقی ہیں

بخیل بولے خدا تشوہ دیا حافظ
 بخیلی، خدا کی خوشبو نہیں سو سگھتا ہے حافظ آجا
پیالہ گیر و کر مکن کہ العفمان علی
 پیالہ سگھام، اور سخاوت کر، مجھ پر ذوق داری ہے

بفراغ دل زمانے نظر سے ماہر مے
 دل نہیں کے ساتھ بخور مے دیکھ کر کسی ماہر کی طرف دیکھنا
بہر از آنکہ چتر شاہی ہمد روز دہای مہوئے
 اس سے بہتر ہے کہ شاہی چتر ماہر دن سحر مڈ مہوئے

بخدا کہ رشک آید بدو چشم روشن خود
 غدا کہ تم مجھ ہی دونوں روشن آنکھوں پر شک آتا ہے
 دل من شد و ندامت چشمال غریب مارا
 میرا دل گر چھوگا اور مجھے معلوم نہیں کہ ہمارا وہ سا فریب ہوا
 نفسم باخراہم نظرم ندید سیرت
 میرا نام آنکھوں سے نکلا، میری جگہ نے تیری رفتار نہ دیکھی

کہ نظر دریغ باشد نہیں لطیف روئے
 کہ ایسے بایزہ چہرہ کو دیکھتے انفس کی بات ہے
 کہ گذشت عمر و ندامت خبرے زینج مئے
 اس لیے کہ ایک عمر گذر گئی، اور کسی حالت سے کوئی خبر نہیں گئی
 بجز ایں نماند مارا ہو سے و آرزوئے
 اسے علاوہ جاری کوئی ہوس اور آرزو نہیں رہی

مکن لے صبا متوش سیر زلف آں پری را

اے صبا! اس پر ہی کی زلفوں کو ہریشان نہ کر

کہ ہزار جان حافظ بفتے تار مئے

کہ حافظ کی ہزار جانیں ایک ہال پر قربان ہیں

خوش باش زانکہ نبود ایں ہر دو لزلو لے
 خوش رہا، اس لیے کہ ان دونوں کو زوال نہیں ہوگا
 آید ہیج معنی زیں خوب تر متالے
 کس اعتبار سے بھی اس سے بہتر تصور آسکے گی
 یکدم عمر رونے روزی شود وصلے
 زندگی میں کسی دن دوسری دیر کے لیے بھی دل بندھا جائے
 و آندم کہ لے تو باشم یک روز مبتالے
 اور جس وقت تیرے بغیر ہوتا ہوں ایک دن ایک سال بتلیے
 کہ خواب می نہ بندیدہ چشم بجز خیالے
 اس لیے کہ میری آنکھیں ہوتے خیال ہی کے اندر کھینچ کر رکھی ہیں
 شد شخص نا تو انم باریک چول ہلالے
 نیا کردہ جسم ہلال کی طرح، اریب ہو گیا ہے

بگرفت کار حسنت چون عشق من کمالے
 تیرے من سے کہا کہ ہے میرے عشق کی فتح کمال حاصل کیے
 درویم می گنجید کا ندر تصور عقل
 یہ بات درم میں بھی نہیں آتی ہے کہ عقل کے تصور میں
 شد حظ عم حاصل گر زانکہ با تو مارا
 زندگی کا لطف مہا، اگر ہیں تجھ سے
 آندم کہ با تو باشم یکسال ہست روئے
 جس وقت میں تیرے ساتھ ہوتا ہوں ایک سال ایک دن بتلیے
 من چوں خیال رویت جانان خواب نیم
 نے جانان میں تیری خیالی تصور کو خواب میں کس طرح دیکھوں؟
 رحم آبر دل من کہ مہر بونے خوبت
 میرے دل پر رحم کر، اس لیے کہ تیرے کھینچنے پر ہے کہ میرے

حافظ من شکایت گر وصل یار خواہی

اے حافظ! اگر تو وصل یار چاہتا ہے شکایت نہ کر

زیں بیشتر بیاید بر ہجر احتمالے

ہجر کا اس سے بھی زیادہ احتمال ہے

میخواند و در درس مقامات معنوی
 سہل معنوی مقامات کا سبق پڑھ رہی تھی
 تا از درخت نکشہ تحقیق بشنوی
 تاکہ تو درخت سے، تحقیق کا پتہ نہ سے
 تا خواجہ خور بغیر لہائے پہلوی
 تاکہ فارسی غزلوں کے ساتھ خواجہ خسرو اب سپنے

بلبل ز شاخ سرو بگنجانگ پہلوی
 بلبل، سرو کی شاخ سے فارسی میں
 یعنی بیگم آتش موئے نمود گل
 یعنی آگ جلا لے کر کھولنے موئی کی آگ دکھا دی ہے
 مرغان باغ قافیہ سنجند و بدلہ گو
 باغ کے پرند، قافیہ سنج، اور بدلہ گو ہیں

دیکھا تمہارا سنا گیا ہے، کتا ہاتھ ہے
 دیکھا تمہارا سنا گیا ہے، کتا ہاتھ ہے
 دیکھا تمہارا سنا گیا ہے، کتا ہاتھ ہے

عشق و دوزخ کس کی
 اس وقت کو زوال نہ ہوگا
 اسے اگر کب کبھی دل
 تیرا آجائے زندگی
 اس لطف حاصل ہو جائے

عشق و دوزخ کس کی
 اس وقت کو زوال نہ ہوگا
 اسے اگر کب کبھی دل
 تیرا آجائے زندگی
 اس لطف حاصل ہو جائے
 اس وقت کو زوال نہ ہوگا
 اسے اگر کب کبھی دل
 تیرا آجائے زندگی
 اس لطف حاصل ہو جائے



زہنبار دل بند بر اسباب دنیوی
خبردار، دنیوی اسباب سے دل نہ جڑ
کاین عیش نیست در خور او رنگ خسروی
اس لیکر عیش سنا ہی محنت کے بھی لائق نہیں ہے
پیشین کلاہ و خوش بصدناج خسروی
اپنی کسب کی لڑائی کے، سوسٹا ہی تاجروں کو
مارا بکشت یار بانفاس عیسوی
عیسوی بائیسوں میں، ہمیں دوست نے قتل کر دیا
محموریت مباد کہ خوش مست میروی
تجے امضا سنا کنی ہنر کہ نہ تو بہت مست ہر کھانا ہے
کلے نور چشم من بجز ارکشتہ ندروی
لے میرے نور چشم، ایسے ہوتے کے سوا اور کچھ نہ کھانا
بعد از تو خاک بر سر اسباب دنیوی
تیرے بعد دنیا کے اسباب کے سر پر خاک

جمشید جز حکایت جام از جہاں نبرد
مجھ سے دنیا سے، جام کے قندے کو سوا کچھ نہ لے گیا
خوش قرش پوریا و گدائی و خوب امن
بر سب سے کافر، اور گدائی اور اطمینان کی محنت و محراب ہے
در ویشم و گدرا و برابر نمی کنم
میں درویش اور گدرا ہوں اور برابر نہیں کرتا ہوں
این قصہ عجب شنوا ز سخت و لاژوں
یہ جب قصہ سن، اور اسے قصید کی وجہ سے
چہ مت بغزہ خانہ مردم خراب کرد
تیری آکھوں نے، اور اسے لوگوں کے گھر پر یاد کر دیتے
وہقان سا خوردہ چرخش گفت با پسر
لڑے گا سبھی لڑے لڑا کے سے کیا ایمین با تباہی
مے خورشعزندہ کہ دلشکیت مباد
بندے کے اشراف پر شراب پی خفا کے تجھے دل لگی دہر

ساقی مگر وظیفہ حافظ زیادہ داد
شاید اساقی نے، حافظ کو زیادہ مقداد دینا
کاشفہ گشت طرہ دستار مولوی
اس لیے، کہ مولوی کی بچڑی کا طرہ بچڑا گیا

دو ہفتہ ماہ را در خط کشیدی
چو دھریں کے چاند کہ تو نے غلام بنا لیا
کہ بر سطح قمر مر خط کشیدی
اس لیے کہ تو نے چاند پر نقشے کیجے ہیں
کہ چون لالہ از عجب خط کشیدی
جبکہ لالہ کی طرح، تو نے عجب سا خط کشیدیا
چرا بر گرد عجب خط کشیدی
تو تو نے، عجب کی گرد پر خط کھینچا ہے

بچہ درم ز عجب خط کشیدی
تو نے چاند کے باروں طرف عجب سا خط کھینچا
عطار ڈرا مگر خواہی خط ابوخت
تو شاید ابو عطار کو کھنسا سکھائے گا
بنیادی فارغ نم آن لحظہ گل را
چوں پہ، تو نے اس وقت غم سا کاشا چھو لیا
گرا سون تب عشق نہ کردی
اگر تو نے میرے عشق کے بندھنا کا تہہ نہیں کیا ہے
غم در دل حافظ نداری
تجھے حافظ کے دل کے درد کا، غم نہیں ہے
کہ گرد روئے دبیر خط کشیدی
اس لیے کہ تو نے دبیر جیسے کے گرد خط کھینچا ہے

بتابا ما گذار میں کیسہ داری
اے محبوب! ہم سے یہ کیسہ پروری مجھ سے
کہ حق صحبت دیرینہ داری
کیونکہ، حق پر قدیم دوستی ساقی ہے

سلاؤم کی بند جس
طرح پر سید پر فیری
میں آتی ہے بولنا ہاں
میں وہ میسر نہیں ہے
سلا حاکم کو آج شرب
سانس سے مڑوے
زندہ ہوتے تھے۔
سلا حافظ کو آج شرب
مقدار سے زیادہ ل
گئی ہے اسی بیٹے
جس سنا کر گیا
گئی ہے۔
یہ جو کچھ
دن بناؤ
سنگھار سے

ایسا حسین چلایا ہے
کہ اس نے چو دھریں
دلت کے چاند کو کلوم
بنایا ہے نور خدا کی وہ
بیسے کلوم سا حق۔
یہ عطار کو آسان
کاشفی ڈانگیا ہے غفران
اس کو خط سکھانے
کے لیے چاند پر نقشے
کیجئے دیکھتے ہیں۔
یہ عشق و مہربانے
تو نے کیے ہائے تیرے۔

نصیحت گوش کن کایش دیرے بہ نصیحت سے لے، اس لیے کہ یہ موقع بہت پیڑھے ہے
 بقراد خمار مفسل اس مفسل سے خمار کی نیر باد رسی کر
 ولین کے نہائی رخ زبداں لیکن تو زندگی کو چہرہ کب دکھا سکتا ہے!
 پیر زبداں مگوئے شیخ بشار اے شیخ! چہرے کر، رندوں میں بڑا نہ کہ
 نمی ترسی زاہ آشینم پیری آتشیں آہ سے، تو نہیں ڈرتا ہے

ازاں گوہر کہ در گنجینہ داری اس مکتوب سے، جو تو فرزند میں رکھتا ہے
 خدارا گرمے مودوشینہ داری خدا کیلئے، اگر تیرے پاس رات کی کچھ بھی شرب ہے
 تو کو خورشید و منہ آئینہ داری تو کو آفتاب اور ماہتاب کا آئینہ رکھتا ہے
 کہ با حکم خدائے کینہ داری اس لیے کہ تو خدا کے حکم کے ساتھ کینہ رکھتا ہے
 تو دانی خرقة بشینہ داری تجھے معلوم ہے، تو ادنیٰ گڑھی رکھتا ہے

ندیدم خوشتر از شعر تو حافظ میں نے، اسے حافظ! جیسے شاعر سے زیادہ تجھے نہیں دیکھے
 بقرآنے کہ اندر سینہ داری اس قرآن کی قسم، جو تو سینہ میں رکھتا ہے

ببار بادہ و باز مہراں زر بخوری شراب، اور مجھے پیمبر رنج سے نجات دے
 ہرچہ دید و نہ باشد فروغ مجلس انس ہرچہ کہ نہیں کسی طریقہ پر موز نہیں ہوتی
 ز سحر غمہ و قتان خویش غمہ مباح ز سحر غمہ و قتان خویش غمہ مباح
 اپنے فتنہ میں جتلا کرنے والی ہاد کے جاوید تمیز کر
 یک فریب با مصلح خوش از دست ایک دھوکے پر ہے، اپنی نیکی ہاتھ سے دیتی
 اویٹ چند نصیحت کنی کہ عشق مہاز اویٹ چند نصیحت کنی کہ عشق مہاز
 اے اویٹ! کتنی نصیحت کرے حکما کہ عشق بازی نہ کر
 بعشق ز تہ بود جان مرد صاحب دل انسان کی جان، عشق سے زندہ ہوتے ہے
 رسد دولت وصل و گذشت محنت پیمبر رسد دولت وصل و گذشت محنت پیمبر
 وصل کی دولت آگنی، بجز کی محنت نہ گزرتی ہے

کہ ہم باوہ توان کرد دفع مخموری کہ ہم باوہ توان کرد دفع مخموری
 اسلکے اک اعضا شکن کو شرب ہم سے دور رکھنا چاہتا ہے
 مگر رنجے نگار و شراب انگوری محبوب کے چہرے، اور انگوری شراب کے سوا
 کہ از مودم و سوندے نہ داشت مخموری اس لیے کہ میں نے آج باوہ نہ گھڑنے کوئی تازہ نہیں پایا ہے
 درین آئینہ زرد و صلاح مستوری اس تمام زہر، اور گوشہ نصیحتی کی نیکی پر افسوس ہے
 اگر چہ یہ بات کہتا ادب میں سخن چہ دستوری اگر چہ یہ بات کہتا ادب نہیں ہے، تو کیسا آدمی ہے؟
 اگر تو عشق نزاری برو کہ معذوری اگر تو عشق نہیں رکھتا ہے تو جا کہ تو معذرو ہے
 نہادہ کشور دل باز رہ بعمموری دل کے ملک کے نہ بھر آبدی کی طرف رخ کیا ہے

بہرے کے نتواں گفت راز دل حافظ بہرے کے نتواں گفت راز دل حافظ
 اے حافظ! دل مازہ ہر کسی سے نہیں کہا جاسکتا
 مگر بداند کہشیدہ است محنت دوری مگر بداند کہشیدہ است محنت دوری
 سوا کس کے جس نے فراق کی مصیبت سہی ہے

۱۔ اس قرآن سے نصیحت ہی مراد ہے
 ۲۔ اس لکڑی کی نیکی ہوتی شراب ہے تو اس سے مفسل کے خار کا علاج کر۔
 ۳۔ مفسلوں پر قرآن کرنا خدائی حکم سے کبیر رکھنا ہے۔

۱۔ مجلس عیب
 ۲۔ محبوب کے
 ۳۔ چہرے
 ۴۔ اور انگوری
 ۵۔ شرب سے رونق
 ۶۔ نیت ہے۔

۷۔ آج میرا یہ کہنا ہے ادنیٰ سے لیکن
 ۸۔ تیرا بار بار عشق بازی کو ترک کرنا نصیحت کرنا کونسا ادب ہے،
 ۹۔ شہ
 ۱۰۔ بڑا زہر انگلیش سے عشق
 ۱۱۔ شہادت پر بیٹا کا اہلکار
 ۱۲۔ دل کا زہر کی کوئی تازہ
 ۱۳۔ جاسکتا ہے جو ہر کے
 ۱۴۔ مصائب جھیل چکا ہو۔

سیر غزل زاد کے
شور سے تیرے ہنسی
دنیا کی کسی بھی
دفا کی تیسرے ہیں۔
مہر جاہل مزے
ازار ہا ہے، دنیا کا
قیمتی سامان اس کو
حاصل ہے۔
تو کسی شاعر کی قدر
میں خواہ وہ حکیم
سنائی کیوں نہ ہو
اس کو کوئی کٹھن نہیں
دیتا ہے۔
بلکہ مصیبتوں کے بعد
ہی سر بندی حاصل
ہوتی ہے۔
محبوب جبکہ باراد
ہے اس کو ہم
جیروں کی
کیرا پڑا
ہے۔
بلکہ تمام عاشق

تیرے فرمان بردار ہیں
جو چاہے مگر وہ اگر
جان لگے گا وہ بھی
کتھے دیریت گے۔
بلکہ تیرے خط بہتر نہ
مٹنی خشک ہے جو
سیا ہے اب یہ مکتوبیں
ہے کہ تیرے پیر سے پر
کوئی نقش و نگار بنایا
چلے اس لیے کہ سیاہی
پر کوئی نقش قلم
نہیں ہو سکتا ہے۔
بلکہ سیاہی اور سرادود
شخص جو درگاہی بنا
والوں کا تین چار کر تیکہ
لئے کھڑا رہتا ہے نہیں
تیرے خود سامان کو نہیں

پدید آمد رسوم بیوفانی
یوسفانی کے نشانات، نما ہر ہو گئے
برند از فاقہ پیش ہر نصیب
ہر تحصیل کے سامنے، نہ تو تیرے لیے جانتے ہیں
کے گو فاضل ست امروز در دہر
آج جو زمانہ میں، صاحب نصیبت ہے
کے گو جاہل ست اندر تعظم
جو جاہل ہے، عیش پرستی میں
اگر شاعر، بخواند شعر حوچ اب
اگر شاعر، پان بیے اشارت سنائے
تختہ رش جوئے از بخل وامساک
بخل اور کچھ ہی کی وجہ سے اس کو ایک بچھڑتھیں گے
خرد در کوش ہوشم دوش میگفت
کل عقل میرے ہوش کے کان میں کہہ رہی تھی
قناعت را بضاعت ساز و میوز
صبر کو پونجی بنا لے، اندر چلتا رہ

نماند از کس نشان آشنائی
کسی کی دوستی کا نشان، شہ ربا
کنوں اہل ہنر دست گدائی
اب اہل ہنر، بیگ کا ہاتھ
نمی بیند ز عشم یکدم رہائی
تم سے تمھاری دیر کے لیے بھی رہائی نہیں دیکھا ہے
متاع او بود ہر دم بہائی
اُس کا سامان ہر وقت کیستی ہے
کہ دل رازد و فراید روشنائی
جن سے دل میں نور پیدا ہو
اگر خود فی المثل باشد ستائی
مشافہ، وہ اگر خود سنائی ہو
برو صبرے بکن در بینوائی
جس، بے سرو سامانی میں صبر کچھ
دریں درد و عنا در بینوائی
اس درد، اندر مشقت میں، بینوائی میں

بیاض حافظ بجاں این پند مینوش
اسے نفاذ جان سے یہ نصیحت سن لے
کہ گرت از پایا بیفتی بر سر آئی
کہ اگر تو گرگ سے بھا، تو سر بند ہو جا

چہ غم ز حال من زار و ناتوان داری
تو مجھ کو، اور گروہ کے حال کا کیا تم رکھتا ہے!
کہ حکم بر سر آزادگان ادا داری
اس لیے کہ آزاد لوگوں پر تیرا حکم جاری ہے
علی الخصوص دریں دم کہ سرگراں داری
خصوصاً اب، جبکہ تو غبار میں ہے
سوائے از خط مشکیں لرزخان داری
تو لرخان میں، کھنکھلی ایک سیاہی رکھتا ہے
میان مجمع خوبان کنی میباں داری
حیثوں کے مجمع میں، تو سرمداری کرتا ہے
بکن ہر آنچہ توانی کہ جائے آں داری
جو کچھ تو ترس سکتا ہے، تو اس کا حق رکھتا ہے

ترا کہ ہر چہ مرادست در جہاں داری
دنیا میں، ہر نری مراد ہیں وہ تجھے حاصل ہیں
نخواہ جان و دل از بند دُورواں بتاں
بندہ سے جان اور دل طلب کر، اور تو ازلے
بنوش مے جو بکروچی لے چلیف مدام
اسے دوست چوگر تو ہلکے دماغ والا ہے ہیش غراب پی
بیاض رونے ترانیت نقش در خوار آنکہ
تیرے پیر سے کہ سفیدی کو نقش کی ضرورت نہیں ہے، بلکہ
میاں نداری و دارم عجب کہ ہر ساعت
تو گر نہیں رکھتا ہے، اور مجھے قہقہے کے ہر وقت
ملن غتاب ازیں پیش و جوہر ریزل من
میرے دل پر اس سے زیادہ غصہ اور کسرت نہ کر

۳۷ سین کو سیاہی نہ ہے۔ بلکہ سیاہی اور خند کے موالدہر چیرائی چاہے وہ کہ۔

باختیار گرت صد ہزار تیر جفاست
 اگر تیر اختیار میں غلام کے لاکھ تیر ہیں
 کبش خنجرے رقیباں ہذا اول خوش دار
 ہیشہ رقیبوں کا غلام برداشت کراد دل کو خوش رکھ
 وصال دوست گرتے ست مید بدروز
 اگر تجھے کسی دن دوست کا دمال حاصل ہو جائے
 چو ذکر لعل لبت می کنم خرد گوید
 میں جب تیرے لعل جیسے ہونٹ کا ذکر کہتا ہوں تو دل کو خوش رکھتا ہوں؟

بقصد جان من خستہ در کساں داری
 وہ میری خستہ جان۔۔۔ ازاد سے تو کمان میں کھتا ہے
 کہ سہل باشد اگر یار منہر باں داری
 کیونکہ یہ آسان ہے اگر تو دف دار دوست رکھتا ہے
 برو کہ ہرچہ مرادست در جہاں داری
 تو جاہ، کونیا میں جتنی مرادیں ہیں جتنے حاصل ہو سکیں ہیں
 حدیث یا شکرست اینکہ در باں داری
 بات ہے یا شکرست کیونکہ جو تو منہ میں رکھتا ہے

چو گل بدامن ازین باغ میری حافظ
 اسے حافظ! جبکہ تو اس باغ سے دامن پھولوں سے بھر لیا ہے؟

چہ غم زنالہ و فریاد باغیاں داری
 تو باغیاں کے نالہ و فریاد کا کب تم رکھتا ہے؟

ورنہ ہفتنہ کہ بینی ہمہ از خود بینی
 ورنہ جو فتنہ تو دیکھتا ہے خود تیری ہی وجہ سے ہے
 کہ بجائے من بیدل در گے نگر بینی
 کہ مجھ بیدل کی بجائے، دوسرے کو منتخب در گزرتی
 عاشقاں را نبود چارہ بجز مسکینی
 عاشقوں کے لیے مسکینی کے علاوہ کوئی چارہ نہیں ہے
 آفریں برو کہ شاکستہ صد کھینی
 تجھے شاباش ہے کیونکہ تو مسکینوں کو نہیں کھتی
 ظاہر امصاحت و وقت دل میں بینی
 بظاہر ہر وقت اس میں وقت کی مصالحت دیکھتا ہے

تو مگر رلبت جوئے زہون شیشی
 تو شاید پیرس کی وجہ سے ہنر کے کنارے پریشیا ہے
 بخدائے کہ توئی بندہ بجز بندہ او
 تجھے اس خدا کی قسم جس کا نور گزیدہ بندہ ہے
 صبر جو ر رقیباں چہ کنم گر کنم
 اگر رقیبوں کے ظلم پر صبر نہ کروں، تو کیا کروں؟
 ادب شرم ترا خسرو مہرویاں کرد
 ادب اور شرم نے تجھے ماہر و دلہا ہوا اور شاہ بنا دیا
 عجب از لطف تو لے گل کہ نشینی باخار
 اسے پھول تیری ہر باغ پر تہنہ ہے کہ کو کا کھانے کا ہنر ہے

کہ تو خوشتر ز گل و تازہ تر از نسرنی
 اس لیے کہ تو پھول سے زیا دہ حسین اور نسرنی کا رنگ زلفا نمانہ ہے
 بیدلی سہل بود گر نمود بیدینی
 بیدل ہونا آسان ہے، اگر بے بیدنی نہ ہو
 کہ تو خوشبو جو گل سوری و چون نسرنی
 چونکہ تو گل سوری اور نسرنی کی طرح خوشبودار ہے
 اے کہ منظور بزرگان حقیقت بینی
 اسے وہ کہ تو حقیقت منہاں بزرگوں کا منظور نظر ہے
 بہتر آنست کہ با مردم بند نشینی
 بہتر یہ ہے، کہ تو بروں کے ساتھ نہ بیٹھے

حیفم آید کہ خرامی تہا شائے چین
 مجھے افسوس ہوتا ہے، کہ تو چین کی سیہ ہو جائے
 گرامانت اسلامت برم بلکہ نیست
 اگر انتہا امت کو صحیح رسالہ لہاؤں تو پھر یہ دوا نہیں ہے
 یاد صبی ہوا بیت ز گلستان برقا ست
 صبح کی ہوا تیری ہمت میں باغ سے اٹھی
 سخن شیریں از بندہ مخلص بشنو
 بے غرضی است، غلط خادم سے سن
 نازینے جو تو یا کیزہ رخ و پاک نہاد
 تجھ جیسا پاکیزہ رخ اور پاک باطن تازین

مگر دوست رضی ہو
 تو رقیبوں کے ظلم سے
 آسان ہوتے ہیں۔
 تو حسن کے نظارے
 کے لیے مدیا کے کمانے
 کیوں جاتا ہے تو خود
 اس قدر حسین جبکہ
 سب تختے اس سے
 پھیل جاتے ہیں۔

شعر
 اسے شاکستہ صد کھینی
 ظاہر امصاحت و وقت دل میں بینی

۱۔ عاشق رقیبوں کا ظلم
 پہننے پر مجبور ہے۔
 ۲۔ گل سے محبوب اور
 خاستہ رقیب مراد ہے
 ۳۔ امانت صلاحیت
 ایمان مراد ہے جس کا
 ذکر آیتاً مضمناً لکن
 میں یا گیا ہے یعنی اس
 بیدل ہونے کو مصلحت
 نہیں ہے بے دینی بری
 چیز ہے
 ۴۔ کہ بے غرضی کی
 تشریح لکھ شاعر دوسرے
 مصرعے میں ہے۔

پاؤں سے شیشہ بازی،
 رتھ میں سے ایک طرف
 ہے ہر میں سے شیشہ
 اور شرب سے شیشہ
 بھر کر سر پر رکھ کر
 نچے ہیں اور شیشہ کو
 سر سے نہیں گنے
 دیکھتے یعنی تو میرے
 آنسوؤں کا رقص بھی
 گنا۔

شہ جلال الدین شاہ
 شہ نیا کا وزیر تھا
 جو مختلف امور کو
 ہے۔

شہ تیرے در سے آسانی
 سے آشنا ہو گئے ہیں
 ہے یعنی مشکل کا
 اور مشکل
 کا آسانی
 سے کوئی
 نہیں کرتا
 مجبوراً
 پڑتا ہے۔

کا مستحق کے تیرے
 آواز سے رہتا ہوں
 کی دلیل ہے تیرے
 سامنے ہے جان سے
 شہا ہیز کی نسبت
 ہے سرو و ہوا ہنروں
 کے کنارے پر ہوا
 جاتا ہے۔

شہ میں نے دل کو لفظوں
 میں کھینچا ہوا ہے کہ
 کہ تو اس قید سے
 نجات نہ پاسکے گا وہ
 ہوا تو جو میرے شک
 کہ ہے جو کہ میرے تیرے
 تجھے حاصل نہیں ہے۔

شیشہ بازی سر شام نگری از جو بی است
 دایم بائیں سے تو میرے آنسوؤں کی شیشہ بازی ہے
 بعد از میں ماؤ گدائی نسر منزل عشق
 اس کے بعد ہم ہیں گئے اور عشق کی منزل کی تقری ہوگی
 تو بدیں دلکشی و ناز کی لے مای حسن
 اسے حق کے سراپا ہے انوسا دل شہا اور نزاکت کے ساتھ

گر بدیں منظر بینش نفی بنشین
 اگر تو اس بینائی کے منظر میں اتھوڑی دربر کے مجھے کا
 راہ پر و را نبود چارہ بجز مسکینی
 سفر کے لئے مسکینی کے سوا چارہ نہیں ہے
 لایق بزرگہ خواجہ جلال الدینی
 خواجہ جلال الدین کی مجلس کے لائق ہے

سبلی این اشک کے ال صبر دل حافظ مرد
 ان ہادی آنسوؤں کا بہاؤ حافظ کے صبر کے رکھانے گیا
 بکع الطافۃ یا مقلدۃ عینی بی بی
 قوت عزم، پھر گئی، لے میری آنکھ کی تہی، تو جدا ہوا

جاں فدائے تو کہ ہم جانی و ہم جانی
 جان فدا کرنا، مگر تو جان بھی ہے اور جانی بھی ہے
 سر شری از سر کو تے تو نیارم بغاست
 میں تیرے کو چہ سے آسانی سے نہیں اٹھ سکتا
 خام را طاقت پر واد پر سوختہ نیست
 خام کا یہ ہیں جیسے جوڑنے پر واد کی طاقت نہیں ہے
 بے تو آرام گرفتن بود از ناکامی
 تیرے بغیر آرام کرنا، ناکامی ہے
 فاش کردند رقیبان تو منزل من
 تیرے رقیبوں نے میرے دل کا راستہ ہرگز نہ
 تا ماند ترو شاداب نہال قدر تو
 تاکہ تیرے قند کا پورا ترنہ اور شاداب رہے
 در خم زلف تو دیدم دل خود را رونے
 میں نے ایک دن اپنے دل کو تیری زلف کے خم میں دیکھا
 گفت آئے چہ منی گزیری شک من
 وہ بولا، ہاں تو کیا کرے اگر کچھ ہر شک نہ کرے نہ

ہر کہ شد خاک ورت دست از سر گردانی
 جو تیرے دل کی خاک بجلیا پریشانی سے نہات چاہا
 کار و شوار کبھی رند بدیں آسانی
 اس آسانی سے، اور شوار کام نہیں کرتے ہیں
 ناز کاں را رند شیوۃ جاں افشانی
 ہاں تو جان کو جاننا رک تو گوں کا شیوہ نہیں ہے
 با تو کتخ فشتن بود از حیرانی
 تیرے پاس گستاخی سے بینا، حیرانی ہے
 چند پوشیدہ بماند خبر نہانی
 بھی ہوتی خبر، کب تک چھپ سکتی ہے
 واجب آنت کہ بر دیدہ و باستانی
 مناسب یہ ہے کہ تو ہماری آنکھوں پر لگا دے
 گفتش چونی و چون میر ہی لے زندانی
 میں نے اس سے کہا، تو کسا ہے اولے تیری تو کیسے چوتھا
 ہر گدارا نبود مرتسہ سلطانی
 ہر فقیر کو، بادشاہی کا مرتبہ حاصل نہیں ہوتا ہے

راستی حد تو حافظ نبود صحبت ما
 جگ تو ہے، لے حافظہ اور تیرے ہماری صحبت کے لائق نہیں ہے
 بس اگر بر سر این کوئے کنی سگانی
 یہی کافی ہے، اگر تو اس کو چاہے کہ تمہاری گھرائی کرے

جائے حضور و کلمش امت است این مزلے
 یہ گھر حاضری کی جگہ، اور امن کا بستان ہے

زین در بشادمانی و عیش و طرب در آنے
 اس دروازہ سے خوشی اور عیش اور مستی میں داخل ہونا

اے کاخ دولت تو جہاں کاخے کونہ رحمت
 اے دیکھ تیری دولت کا کل کی شکل ہے کہ داخل ہے!
 ہر صبح در ہوائے درت میکند صبح
 تیرے دروازے کی خواہش میں ہر صبح کو جی پتا ہے
 باد تو ہجو آتش موسیٰ نجستہ پی
 تیری ہوا، موسیٰ کی آگ کی طرح مہلاک دم ہے
 فرخندہ تو گل تو چمن راجیات وہ
 تیرا مبارک، نازہ ہچول چمن کو زندگی عطا کرتا ہے
 مرغول سنبل از دم کوائے تو خوش نسیم
 سنبل کے بل درال تیرے کہ جو کی ہوا سے خوشی دل میں
 خوشتر در ہوائے تو چون ذرہ پائے کوب
 آفتاب تیری بخت میں، ذرہ کی طرح سناٹا ہا ہے

در شاخا گلشن تو سایہ مہمائے
 تیرے باغ کی شاخوں میں، کسی جہاں سایہ
 جمشید تخت چرخ بجام جہاں نمائے
 جام جہاں ناکے ذریعہ آسان کے تختے کا جمشید
 خاک تو ہجو آب خضر زندگی فزائے
 تیری خاک آبیہ خضر کی طرح زندگی بڑھا بیوا ہے
 جعد بنفشہ تو صبار اگرہ کشائے
 تیرے بنفشہ کے گلکار اے ہاں صبا کی گرہ کھینے والے ہیں
 زلف مبارک خاک جناب تو مشکائے
 صبا کی زلف تیرے دربار کی خاک سے مشکا ہے
 جمشید در حریم تو چون نگار پائے
 جمشید تیرے اہلا میں غلاموں کی طرح کھڑا ہے

حافظ مقیم در گہ او باش و عیش کن

اے حافظ! اس کے دربار میں مقیم ہو جا، اور عیش کن

کاندر بہشت بہتر ازیں گوشنیت جاتے

اس لیے کہ اس گوشے سے بہتر بہشت میں بھی جگہ نہیں ہے

چوسر و گزخامی دے بگلزارے
 اگر تو پھوڑی دیر کے لیے باغ میں سر دیکھ کر بیٹھے
 ز کفر زلف تو ہر حلقہ و آشوبے
 تیری زلف کے گفرو کی وجہ سے ہر حلقہ میں ایک فتنہ ہے
 نثار خاک زہت نقد جان ماہر چند
 تیرے راستہ کی خاک پر جاہلی نقد جان تو مان سے اگرچہ
 مرو جو بخت من اے حتم مست یا ز کوآ
 اے یار کی مست آنکھ تو منکے نصیب کی طرح نسو
 دلا ہمیشہ مزان لاف زلف و دلبندان
 اے دل! ہمیشہ حسینوں کی زلف کی دیکھیں نہ مار
 سرم برقت وزمانے بسر زلف این کار
 سیرا چہ گیا، ماوریا کا کہنے مانگے سنا گا کہ پوچھ گیا

خورد ز غیرت رویے تو ہر شکہ خارے
 تو ترے چہرے کی غیرت سے ہر چھوٹا خار کا تے
 ز سحر چشم تو ہر گوشہ و بیباکے
 تیری آنکھ کے جادو سے ہر گوشے میں ایک جہاں ہے
 کہ نیست تقدیر و ازل تو مقداکے
 جان کی تقدیر کی تیرے یہاں کوئی قدر نہیں ہے
 کہ لے دست زہر موت او بیدارے
 اس لیے کہ ہر جانب سے لگ بھدار کی آہ تیرے در ہے
 چو تر درائے شدی کے کشیدت کائے
 جس سے تو تار کی راستے ہو گیا، پھر تیرے ہاں کی کشیدت کی ہے
 دلم گرفت و نبودت سر گرفتارے
 میرا دل رنجیدہ ہو گیا، اور تجھے گرفت رکھا خیال نہ آیا

چونقطہ شمش اندر میان دائرہ آتے

میں تجھ سے کہا، نقطہ کی طرح دائرہ کے درمیان آ جا

بخندہ گفت کہ حافظ برو چویر کالے

اس نے ہنس کر کہا کہ اے حافظ! برو چویر کالے

طاس گل کی شاخوں
 جن پر سایہ پڑ جلتے
 اہاں کہ سلطنت
 حاصل ہے، یہی جہا
 کے سایہ کی تاثیر ہے
 آفتاب ہر روز
 صبح کو تیرے درکشا
 میں صبح کے جام
 پیتا ہے۔
 تے جس طرح حضرت
 موسیٰ کی آگ ابرکت
 ثابت ہوئی اسی طرح
 تیری ہوا ابرکت ہے
 لگا تو گل سے زخا
 اور بنفشہ سے محبوب
 کی زلف مراد ہے۔
 مہ ذرہ کو
 آفتاب
 عاشق
 مانا ہوتا ہے
 آفتاب تیرے
 در کا عاشق ہے۔
 مہ مجموعہ دربار
 بہشت سے کہن یا نہ
 بہتر ہے۔
 مہ تیری زلف کے
 ہر قطرے ایک فتنہ
 پیداکر دیتے تیری
 آنکھ کا ہر جانب ایک
 بیاباں ہے۔
 مہ چونکہ بیداروں کی
 آہیں دیکھتے ہیں لہذا
 حافظ سونا مناسب
 نہیں ہے۔
 مہ جہاں سے اس سے
 کہا تو عاشقوں کے لیے
 اس طرح بچاؤ جس بچاؤ
 میں نقطہ ہوتا ہے۔

سختی وہ سے چند
 سکاٹیف میں تھلا چلا
 اگر تھے ان کاظم جاب
 تیرے ترس آئے تھے
 سہ تیرے وصل کی
 طرب کا ابدی نشہ
 جو گا جس سے کبھی
 ہوش میں نہ آؤں گا
 سہ عاشقی کی دکان
 کا سرمایہ آگ بجے
 دل و زاریا سید نہیں
 ہیں۔
 سہ حشر میں تیرے
 وصل کی خوشبو سے
 زندہ ہوا جاؤں گا
 لیکن شرمساری کی
 وجہ سے تیرے سر
 باہر نہ نکالوں گا
 یعنی
 اگر اس کی
 ہرانی
 ہوتی تو ہم

اس قدر سکاٹیف ہیں
 نہ ہوتے۔
 سہ کیا کر دوں صرف
 ایک جان ہے اگر
 ہریاں میں ہزاروں
 جائیں ہوتیں تب
 بتاؤ اس کی زلف
 کی خوشبو کی کماؤیت
 ہے یعنی وہ سب
 اس پر قربان کر دیتا
 سہ بلبلت و ستائیز
 یعنی اگر جبار کی خوش
 دلی و ستائیز پر زبان
 سے اس کے لیے دکھلا
 ہوتے تو سے غلامیہ
 ہریاں کیا کی آجاتی۔
 سہ تیرے لیے وجہ

چوں در جہان خوبی اموزگار نگاری
 چونکہ تو آن حسن کی دنیا میں کامیاب ہے
 با عاشقان بیدل تا چند ناز و عشوہ
 بے دل عاشقوں سے، ناز و ادب تک کرے گا
 تا چند محو چشمت در عین ناتوانی
 تیری آن محوں کی طرحوں کب تک عین ناتوانی میں رہوگا
 جوڑے کہ از تو دیدم در نے کہ از تو بروم
 تیرا جو ظلم میں نے دیکھا، تیرا جو درد میں نے اٹھایا
 از بادۂ وصال گر جرعتہ بنوشم
 اگر تیرے وصل کی شراب کا ایک گونٹ میں پانیوں
 در ہجر ماندہ بودم یاد صبار سانیہ
 میں ہجر میں تنگ گیا تھا، یاد صبار نے پہنچا دی
 ما بندہ ایم و عا جز تو خواجہ و قادر
 ہم غلام ہوا ہر ما جز، تو آقا ہے، اور قادر
 دکان عاشقی را بسیار مایہ باید
 عاشقی کی دکان کے لیے، بہت سرمایہ چاہیے
 گر چہ ہوتے و صلعت در حشر زندہ گرم
 اگر چہ تیرے وصل کی خوشبو سے میں حشر میں زندہ ہوا ہوں گا

شاید کہ عاشقان را کمے زب بر آری
 شاید کہ عاشقوں کو کم مقصد ہونٹوں سے پورا کر دے
 بر بیدلان مسکین تاکے جفا و خواری
 بیدل مسکینوں پر ظلم اور ذلت کب تک رکھے گا
 تا چند تجوز زلفت در تاب و بقراری
 تیری زلفوں کی طرح کب تک سبھی ذاب اور بقراری میں رہوگا
 گر شتمہ بدانی شاید کہ رحمت آری
 اگر اس کا حضور اس بھی تو جان جائے، شاید تو رحم کرے
 تا زندہ ام نور زم آئین ہوشیاری
 جب تک زندہ رہوں ہوش کا طریقہ راحت یار کروں
 از بوستان و صلعت بلوے امیدواری
 امید کی خوشبو، تیرے وصل کے باغ سے
 گر میکشی بزورم در میکشی بزاری
 خواہ مجھے زور سے کھینچ لے، خواہ مجھے ہرجے سے بڑھان
 دلہائے ہجو آتش چشمان رو دباری
 آگ جیسے دل، نہروں جیسی آنکھیں
 سر سر نیارم از خاک از روئے شرمساری
 شرمندگی کیوں ہے، منی سے سر نہ اٹھاؤں گا

آخر تر تھے کن بر حال زار حافظ
 حافظ کے حالی زار پر، آخر کچھ رحم کر
 تا چند نامیدی تا چند خاکساری
 نا افسیدی کب تک، خاکساری کب تک

چہ بودے اردل آل ماہ مہرباں بوئے
 اگر آس چاند کا دل، مہربان ہوتا تو کیا اچھا ہوتا
 بگفتے کہ تیرا زلف نیم طنز و دوست
 میں بتاتا کہ دوست کی زلف کی انہیم کس قیمت کی ہے
 برات خوشدلی ما چہ کم شے یارب
 اسے فدائیا کی آجاتی، ہادی خوشدلی کی دستاویز کو
 گرم زمانہ سرفراز داشتے و عنزیز
 اگر زمانہ مجھے سہر بلند اور با عزت رکھتا
 خیال اگر زندہ سدا ب دیدہ من
 اگر تیرا خیال میری آنکھوں کے پانی کی روک نہ ہوتا

کہ کار ما نہ چنیں بوئے ار چناں بوئے
 اگر ایسا ہوتا، تو ہمارا کام آہٹ نہ ہوتا
 گرم بہر سر ہوتے ہزار جاں بوئے
 اگر میرے مہرباں میں، ہزار جائیں ہوتیں
 گرش نشان اماں از ید زماں بوئے
 اگر زمانہ کے ہاتھ سے اماں کا نشان مجھ سے
 سر سر عتقم آل خاک آستان بوئے
 اس درد کی خاک، میری عزت کا تخت ہوتی
 ہزار چشمہ بہر گوشہ رواں بوئے
 ہر طرف ہزاروں چشمے، دواں ہوجاتے

عزت کی سب سے کچھ تیرے دلی ناک ساحت دستار جائے۔

کے بکوتے وہیم کاشکے نشان دادے
کاش! کوئی بے اس کے کہ کاش سے تیاریتا
بدرخ چو مہر فلک بے نظر آفاق ست
دو رخسار کے اعتبار سے اس کی طرح دنیا میں پیشاں ہے
زیر درہ کاش بروں آئے چو قطرہ اشک
کاش نوہرہ سے آنسوؤں کے قطرے کی طرح بہاؤ

کتاب فرغتے از باغ و بوستان ہونے
تاکہ باغ اور باستان سے کچھ فراغت ہو جاتی
بہل دلخ کے ایک ذرہ مہرباں ہونے
افسوس، دل کے اعتبار سے اگر ذرہ برابر مہربان ہوتا
کہ برد و دیدہ ما حکیم اور واں ہونے
تاکہ ہماری دونوں آنکھوں پر اس کا حکم جاری ہوتا

اگر تہ دائرہ عشق راہ بر بستے
اگر عشق کا دائرہ راستہ بند نہ کرتا
چو لفظ حافظ بیدل در آئیناں ہونے
تو حافظ بے دل، لفظ کی طرح اس کے درمیان ہوتا

مے قامتے کہ ز سر تا دم مہربانی
کیا تہ ہے کہ سر سے پیر تک سب جان ہے
نہ صورتی کہ گل گلستان فردوسی
صورت نہیں ہے، بلکہ تو جنت کے باغ کا پھول ہے
بے حکایت حسنت شنیدہ ام اجاں
اے جان! یہاں تیرے حسن کے بہت نئے تھے ہیں
نم چو چشم تو داروشان بیماراں
بیراجم، تیری آنکھ کے لڑن، بیماروں پر پناہ ہے
ز جتوئے تونہ نشینم ارچہ ہر نفسم
یہاں تیری طلب نہ چھوڑوں گا، اگرچہ مجھے بیمار نہیں
ز خاک پائے عزیز تو سر نہ کر داکم
تیرے ہر کی شہزادہ ناک سے میں سرگرداں نہ کروں گا
تو چوں سپہر جفا پیشہ واحوالم
تو آسان کی طرح ظلم پیشہ ہے، اور میرے احوال نے

چہ صورتے کہ بیخ آدمی نمی مانی
کیا صورت سے کہ تو کسی آدمی کے مشابہ نہیں ہے؟
نہ قامتی کہ سہی سر و باغ و بوستانی
تہ نہیں ہے، بلکہ تو باغ اور بوستان کا سرور ہے
کنوں کہ دیدت آنخی ہزار چندانی
اب جبکہ میں نے تجھے دیکھا، یقیناً تو ہزار گنا ہے
دل چو زلف تو دار و سر پریشانی
میرا دل، تیری زلف کی طرح، پریشاں ہے
میان خون دل و آب دیدہ بنشانی
تو دل کے خون، اور آنکھ کے آنسوؤں میں ٹھکانے
گرم ز دست فراقت لہر بگردانی
اگرچہ تو فراق کے ہاتھوں مجھے سرگرداں کرے
چو روزگار نہاد دست رو بویرانی
زمانہ کی خسرو، دیدانی کا رخ کیا ہے

ز روتے لطف و ترحم چہ اند بخشانی
تو از روتے نہرانی اور رحمت بخشش کیوں نہیں کرتا ہے؟
چو در دو محنت حافظ یقین ہمیدانی
جبکہ تو حافظ کے در دو محنت کو یقین سے جانتا ہے

خوشتر از کوئے خرابات نباشد جائے
شرابخانہ کے کوچے سے، بہتر کوئی جگہ نہ ہوگی
آرزو میکنم از تو چہ نہیں دارم
میری آرزو ہے، تجھ سے کیا چھاؤں،

گر یہ پیراں سرم دست دہد ماوایے
اگر بڑھاپے میں، مجھے کوئی ٹھکانا میسر آجائے
شیشہ بادہ و گنجہ و رخ زیبائے
شراب کی بوتلیں، اور گوشہ، اور تیرا رُخ زیبائے

سناں سے کہ محبوب
کا کو باغ و بوستان
سے بہتر ہے۔
سے حافظ کو کوئی نہیں
ملوہ نہ وہ دار و بوستان
کا مرکز ہوتا۔
سے اس قدر حسن تہ
چہ کہ سر سے تہ تک
جان ماضیاں ہے۔
سناں سے تیرے
حسن کے بہت سے
تھے تھے تھے تھین
جب دیکھا تو ان سے

ہزار گنا زیادہ پایا۔
سے اگرچہ میرا دل تو
اور آنکھیں آنکھیاں تھیں
لیکن میری
ملنے
دست کش
نہوں گا۔
سے آسان ظلم

میں، اور زمانہ دورانی
میں حیرت انگیز ہے۔
سے جب کسی کے درد
اور شفقت کا یقین
ہو جاتا ہے تو نرم آہی
جاتا ہے۔
سے بڑھاپے میں اگر کوئی
کا گوشہ میسر آجائے تو
اس سے بہتر کوئی ٹھکانا

نہوگا۔
سے تو مال دل سے
واقف سے تجھے کوئی
تھا چھاننا مناسب
نہیں ہے۔ میری آرزو
ہے کہ گوشہ نہائی۔
شیشہ شراب اور تیرا
چہرہ مجھے ہے۔

ہا بہت سنے کے
تو نہیں ہے یہ تو
کوئی بواہوس یا کہ
کتاب ہے کہ میں ہی
تیرا سہواتی ہوں
تیرے تولا کھوں
سہیڈانی ہیں۔
یہ دیر کے راز برہن
ہی تاکتا ہے اس
سے معلوم کرنے
چاہتیں۔
یہ اس سے لڑتی
ہے یعنی تو تم کو بگا
توکل تیرے اوپر
رم ہو گا۔
یہ عشق
کے کوچ
میں شاہی
دیر کا نہیں
دیتا ہے وہاں
غلو یا رکھاری
کا آتی ہے۔
یہ دنیاوی جاہ اور
بزرگی میں بہت طے
ہیں اس لیے مناسب
بہر مذاقاعت
افتخار کی بجائے۔
یہ خسر
یہ دنیا
یہ مالدار
کو بہت
کو چھوٹا
دینا
ہو گا۔

رہی من روتے جہانت و مہارک رائے
بہری رائے مشرتوں کا جہرہ اور بد ملک کتا ہے
نیت میں جز سخن بواہوسے رعنائے
یہ محض ایک بواہوس، اہمیت کی بات ہے
کہ مرانیت بغیر از تو ز کس پروائے
اس لیے کہ مجھے تیرے سوا کسی کی پر واہ نہیں ہے
سخن دیر مگر برہمنے دانائے
بجاء کی باہت، سوائے عقلمند برہمن کے

جلتے من دیر مغناست و فریح وطن
بہری جبکہ دیر مغناست ہے، اور ایک فریح وطن ہے
چھٹی گوش کہ درد ہر حوسن شدانیت
کیا سنا ہے، کہ زمانہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو یہی ہے
صنما غیر تو در خاطر ما کے گنجد
اسے صنما تیرا جز۔ بارے دل میں کب ساکتا ہے
بادب باش کہ ہرگز نتواند گفتن
ہا سلیقہ تین، اس لیے کہ ہرگز نہیں تاکتا ہے

رم کن بردل مجروح خراب حافظ
مانڈا کے تباہ زخمی دن پرورم کر
ز آنکہ بہت از پتے امرور بقین فریڈے
اس لیے کہ آج کے بعد بقینا ایک کل ہے

تا شکر حوں کنی و چشکرانہ آوری
دیجئے ہرگز طرح سکر کرتا ہے، اور کیا شکلا طلب ہے؟
اقرار بندگی کن و دعوائے چاکری
غلامی کا اسرار، اور نوکری کا دعویٰ کر
پس بر تو باد تا غم افتاد گاں خوری
پس تیرا فرض ہو کہ مجھے ہوں کام کمانے
تا یکدم از دم غم دنیا بدر بربری
تاکہ تمہاری جہ کے لیے میرے دل سے دنیا کے غم نکال لے
آں بہ کزیں گریو دسبکار بگذری
یہ بہتر ہے کہ اس شیلہ سے تو بچا چھٹکا گذرے
درویش دامن خاطر و بیخ قلندری
درویش ہے، اور ایمان خاطر اور فقیری کا گوش
از شاہ نذر خیر روز توفیق یآوری
بادشاہ کی جانب سے نذر خیر ہے اور توفیق کی پائی پائی ہے
لے نوید دید صلح براز جنگ و داوری
اسے توفیق، صلح، طمان اور شفا ہی سے بہتر ہے
درویشی اختصار کنی بر تو کوئی
مالدار سے، درویشی کو پسند کرے
کایں خاک بہتر از عمل کمیہ گری
اس لیے کہ یہ خاک کمیہ گری کے عمل سے بہتر ہے

خوش کردی آوری فلکت روز داوری
آسمان نے اضافت کے دن بہری ابھی مسدک
در کوئے عشق شوکت شاہی نمی خرمند
عشق کے کوچ میں ہر شاہی وہ یہ نہیں فریتے ہیں
آنکس کہ او فاد خدائیش گرفت دست
جو شخص گرا، خدا نے اس کا ہاتھ پکڑا
سانی بجز دکھانی عیش از دم در آری
لے سانی عیش کی فخر غمیری کے انہماک میں تیرے روز سے کلانہ
در شاہراہ جاہ و بزرگی خط لے دست
مترجم اور بڑائی کے حاسہ میں بہت غصے ہیں
سلطان و قلاتشکو و سوادے تاج و بیخ
بادشاہ ہے، اور لشکر کا کلر ماہ تاج اور تاج کا جنین
نیل مراد بر حسب فکر و ہمت دست
مقصد کا حصول، لشکر اور ہمت کے حائق ہے
یک حرف صوفیانہ گویم اجازت دست
میں ایک صوفیانہ بات کہہتا ہوں، اجازت ہے؟
گر بر حساب روز جزا مطلع شوی
مگر تو، جزا کے دن کے حساب سے، پتھر ہو جائے
حافظ غبار فقر و قناعت ز رخ مشوی
اسے حافظ، قناعت اور فکر کا غبار تھپڑ سے دھو

درجہ دیر مغال نیست چون شیدائے
 کما آتشکده میں محمد جیسا شیدائی نہیں ہے
 دل کہ آئینہ شاہی ست خباہے دارد
 جہول، شاہی آئینہ ہے، وہ دھندلا ہو گیا ہے
 کرۂ ام تو بہ بدست صنمے بادہ فروش
 ایک شراب نوش نکت کے ہاتھ پر میں نے تو کر لیا ہے
 جو تہاب تمام از دیدہ بدلان کہ مگر
 میں نے آنکھوں سے دلان میں نہیں بہاوی میں کہ فریاد
 سترائیں نکتہ مگر شمع بر آرد بیزاں
 اس نکتہ کا راز سفاہی سخی زبان پر لے آئے
 کشتی بادہ بیاد کہ مر لے بے رخ دوست
 شراب کی نکتہ ہے، اس لیے کہ دوست کشتی کے بیزوی
 سخن غمگویا من معشوقہ پرست
 مجھ معشوق پرست سے، غمگین کی بات ذکر
 نرگس ارفاف نداد ز شیوہ چشم تو مرغ
 نرگس نے نرگس کی آنکھ کے شیوے کی دیکھیں یہ نرگس
 عہد کر دم کہ در خون دل خود مخورم
 میں نے عہد کر لیا ہے کہ اس اپنے دل کا خون چرونگا
 ہر شب گریہ کنان بر در میخیزد دلتی
 ہر رات کو دلتا ہوا، میخیزا نہ کہ دوانسہ پرتا،
 این حدیثم چه خوش آمد کہ سحر گمی گفت
 یہ بات مجھ کی پسند آئی، کہ سحر وقت کہ رہا تھا

خرقہ جائے کہ زیادہ و ذفر جائے
 کفن ایک جگہ شراب میں رہن ہے، آنکھوں کی
 از خدای طلبیم صحبت روشن راتے
 میں خدا سے کسی روشن راتے کی صحبت مانگا ہوں
 کہ در گمے مخورم بے رخ بزم آرائے
 کہ کبھی بزم آرائش کے بغیر، مشابہت میں ہوں گا
 در کنارم بنشانند سہی بالائے
 کسی سروتد کو میرے پیلو میں جمادیں
 ورنہ پروانہ نثار در زرخن پروائے
 ورنہ پھواد کو بات کرنے کی پروانہ نہیں ہے
 گشتہ ہر گوشہ چشم از غم دل دریائے
 آکھ کا ہر گوشہ دل کے غم کے ایک دریا میں تیا ہے
 کز فے و جام نیم نیست بکس پروائے
 اس لیے کہ کسی کے ہر شراب کے جا کے سب کے لیے ہر شراب
 نرودناہل نظر از پتے نامینائے
 نظر والے، تابینا کے پتے دھول کے
 مگر از دست حریفے صنمے رعنائے
 مگر کسی دوست کے ہاتھ سے جو حسینیت ہو
 تاد ہر باد صبا شزدہ بخاک بایے
 تاک صبا کسی کی خاک پٹی تجھے خوشخبری دے
 بر در میکدہ یادف و نئے ترسائے
 ایک آتش پرست شہزادے کے دوانسہ پہنکارا کر کے آتا
 گر مسلمان از لین ست کہ حافظ دارد
 اگر مسلمان ایسی ہی ہے، جو حافظ رکھتا ہے
 آہ اگر از پتے امروز بود فرواتے
 تو اگر آج کے بعد کل ہو، تو آہ ہے
 فراغتے و کتابے و گوشہ چمنے
 فراغت ہو، اور کتاب الہدی چمن کا گوشہ
 دریں چمن کسٹلے بودہ است یا سمنے
 کس چمن میں کوئی پھول تھا یا کوئی پتیلی
 اگرچہ دریم افتند خلق انجمنے
 خواہ مخلوق تجرودہ در گردہ ہیسے بچھے پرتے

۱۔ در پستان میں محمد
 ۲۔ ہیا اور پستان اور سول
 ۳۔ نئے صاف تر ایک
 ۴۔ جگہ شراب کے بلنگردی
 ۵۔ کیا ہے تو کستاب
 ۶۔ دوسری جگہ۔
 ۷۔ میں نے ایک سننے
 ۸۔ ہاتھ پر تو کر لیا ہے
 ۹۔ کہ بغیر مشوق کے
 ۱۰۔ کبھی شراب نہیں لگا
 ۱۱۔ سا سروتد ہوں کے
 ۱۲۔ کناروں پر نکلا جائے
 ۱۳۔ سگ شمع کی زبان ہوں
 ۱۴۔ ہے، غلیو وہ حشمت کا
 ۱۵۔ کھماز تانے وہ
 ۱۶۔ ہواد کو نوات کشتی
 ۱۷۔ ہواد نہیں ہے۔
 ۱۸۔ ہے غم کے
 ۱۹۔ دیات
 ۲۰۔ شراب
 ۲۱۔ کشتی
 ۲۲۔ پانی کا کشتی

۱۔
 ۲۔ نرگس کی لاف زنی
 ۳۔ بالکل بیکار ہے وہ
 ۴۔ اندھی ہے جو بویا کی
 ۵۔ آکھ کو بچھو پتے
 ۶۔
 ۷۔ مشہور ہے کہ خواجہ
 ۸۔ صاحب اور غلامی
 ۹۔ یہ جو شمس پیلو ہونے
 ۱۰۔ جو شاہ شجاع کے مرتب
 ۱۱۔ تھا انہوں خواجہ کی
 ۱۲۔ اس قول کا قطع شاہ
 ۱۳۔ شجاع کو سنا کہ کہا کہ
 ۱۴۔ اس قیامت کا کار
 ۱۵۔ لادم آتا ہے اس لیے
 ۱۶۔ کہ فریادے ملاد فرواتے
 ۱۷۔ قیامت سے شاہ شجاع

۱۔
 ۲۔
 ۳۔
 ۴۔
 ۵۔
 ۶۔
 ۷۔
 ۸۔
 ۹۔
 ۱۰۔
 ۱۱۔
 ۱۲۔
 ۱۳۔
 ۱۴۔
 ۱۵۔
 ۱۶۔
 ۱۷۔
 ۱۸۔
 ۱۹۔
 ۲۰۔
 ۲۱۔
 ۲۲۔
 ۲۳۔
 ۲۴۔
 ۲۵۔
 ۲۶۔
 ۲۷۔
 ۲۸۔
 ۲۹۔
 ۳۰۔
 ۳۱۔
 ۳۲۔
 ۳۳۔
 ۳۴۔
 ۳۵۔
 ۳۶۔
 ۳۷۔
 ۳۸۔
 ۳۹۔
 ۴۰۔
 ۴۱۔
 ۴۲۔
 ۴۳۔
 ۴۴۔
 ۴۵۔
 ۴۶۔
 ۴۷۔
 ۴۸۔
 ۴۹۔
 ۵۰۔

سے خدا کی مخلوق میں
 کسی کے زہے
 اماند ہوتا ہے نہ
 کسی کی نمدی سے کسی
 سے صبر کر جو بے قیاس
 کے قبضے میں نہ رہ سکا
 سے حادثہ ہوا سے
 قلعہ نذر کر کے انسان
 کو مستحق کا جملہ
 دیکھنا چاہئے
 سے غیر دل شریعے
 کہا جا سکتا ہے وہی
 راز و اسے بر نفس
 پر اعتماد نہیں کیا
 جا سکتا ہے۔



ایک
 زمانہ میں
 بندہ سنا
 کے کہ بہن
 علم و فی میں
 مشہور تھے مبنی دنیا
 کا فساد آنا بلایا ہے
 سے حافظ تیرے در کا
 کہ ہے اس کے گلے
 میں بھی تلاوہ دل آویز
 سے خواب میں چاند
 دیکھنے کی تمیر ہے
 کو مستحق سفر سے
 وہیں آجائے گا۔
 سے شعر

ایک سادہ سادہ
 سادہ سادہ
 سادہ سادہ
 سادہ سادہ

ہر آنکہ کج قناعت بگنجد دنیا داد
 جس نے قناعت کے گوشہ کو دنیا کے خزانے کے لیے نہیں
 کیا کہ رونق ایسے کارخانہ کہ نشود
 آئیوں کہ اس کارخانہ کی رونق کمانہ ہوگی
 نگار خویش بدست خصال ہی بیغم
 میں اپنے معشوق کو کہینوں کے قبضے میں دیکھ رہا ہوں
 بہیں در ابدیہ نقشبند صورت غیب
 غلاف آئینہ میں، غیب کی صورت دیکھ
 ازیں سو کم کہ بر طرف بوستان بگذشت
 یہ تو جو باغ کی جانب چلی اس سے
 بظہیر کوش تو اے دل کہ حق رہا نہ کند
 لے دل تو بہر کی کوشش کر اس لیے کہ اللہ نہیں چھوڑتا ہے
 بگوشہ بے نشین سرخوش و تماشا کن
 ست ہو کر گوشہ میں بیٹھ جا، اور سیر کر
 بر سفر حادثہ غم با شراب یا بگفت
 مصیبت کے دن، ہم نے شراب سے کہنا چاہئے
 مزاج و ہر تر شد دریں بلا آرے
 زمانہ کا مزاج بہتر ہو گیا، ہاں اس مصیبت میں
 خواہ آئینہ جام و سیر دروے ہیں
 جام کا آئینہ آتا، اور اس میں سیر کر

فروخت یوسف مصری کہتریں شمنے
 اس نے کہ دلوں میں ہماری یوسف کو بیخ ڈالا
 ز زہر پہ چھو تو اے یاز فیک مجھ منے
 مجھ جیسے کے زہر اور مجھ جیسے کے فیک سے
 چنیں شناخت فلک حق خدمت ہوئے
 مجھ جیسے کی خدمت کا حق، آسمان نے خوب چھایا
 گرت ز ملک قناعت ہوس کند مٹنے
 اگر ہوس بقناعت کے ملک میں تیرا وطن بنلا سے
 عجب کہ رنگ گلے ماند و بگے کیا سمنے
 تھوبہ ہوگا اگر بھول آگنا دریا سن کی خوشبو آئی ہے
 چنیں غم زینے بدست اہر منے
 ایسا فیکتی نگینہ، کسی دیو کے ہاتھ میں
 ز حادثات زمانے رخ شکر دینے
 کسی شکر سے نہ نظر کے رخ، عبادت زمانہ سے بچ کر
 کہ اعتماد کس نیست در چنیں نے منے
 اس لیے کہ ایسے زمانہ میں، کس پر ہمدرد نہیں ہے
 کجاست فکر علیہ و رائے بر مینے
 کسی فیک کی فکر یاد کسی برہمن کی رائے کہاں ہے،
 کہ کس بباد نرا دست انچین نے منے
 اس لیے کہ ایسا وقت کسی نے بر بلا نہیں کیا ہے

شہیدہ ام کہ سگان را قلامی بندی
 میں نے سنا ہے، کہ تو کتوں کے پیر ڈالتا ہے
 چرا بگردن حافظ نامی کنی رنے
 تو حافظ کی گردن میں تو رسی کیوں نہیں باندھا ہے

کہ عکس رونے اوشب ہجران سر آمدے
 جس کو کہ ہرے کے عکس ہے، ہجر کی رات ختم ہو گئی
 اے کاش ہر چیز و دروازہ در آمدے
 لے کاش جس قدر بھی جلد تمہیں ہر دروازہ سے گاندہ آجائے
 کہ در ہلام باقدح و ساغر آمدے
 جو ہمیشہ پیار اور ساغر لیکر دروازے سے آتا تھا
 آب خضر نصیب اسکندر آمدے
 تو آب حیات، سکندر کے نصیب میں ہوتا

دیدم خواب دوش کا بے برآمدے
 میں نے سنا رات خواب میں دیکھا کہ ایک چاند نکلا ہے
 تعبیر رفت یا سفر کہ وہ میرسد
 یہ تعبیر ہوئی، کہ سفر میں گیا جو دوست آ رہا ہے
 ذکرش بخیر ساقی فرخندہ فال من
 اس کا ذکر خیر سے ہو، میرا مبارک خال ولا ساقی
 فیض ازل بزور وزیر آمدے بدست
 ازل فیض، اگر طاقت اور روپے سے ہاتھ آتا

آل عہد یاد باد کہ از بام و در مرا
 وہ زندہ ہے جس کو بلا غلط اور مدعا سے یہ پاس
 خوش بودے از خواب پیشے دیا خوش
 اچھا ہوتا، اگر نہ اپنا وطن محاسب میں دیکھتا
 آنکو تراب سنگدی گشت رہنمون
 جو شخص سنگدی کے ساتھ تیرا رہنا ہوتا
 کے یافتے زقیب تو جنال مجال ظلم
 تیرے زقیب کو اس قدر ظلم کا سہج کب مٹا
 خالان رہ زفر تہ چہ داند ذوق عشق
 راستے کے ہوئے کچھ لوگ عشق کا فاق کیا جانیں
 جانہا نشا کر دے آل دلنواز را
 اس دلنواز پر ایسے جانیں نشا کر دیتا

ہر دم پیام یار و خط دلبر آمدے
 ہر وقت یار کا پیام، اور دلبر کا خط آتا تھا
 تا ما و صحبتش سو ما رہر آمدے
 تاکہ اس کی صحبت کی یاد ہساری طوف زہریں کر آتی
 لے کا شکے کہ پاش برسگے بآمدے
 اسے کا شکہ اس کا پیر کسی پتھر پہ پڑتا
 مظلومے ارشے بدر داور آمدے
 اگر مظلوم کسی راست گشت کے مدد تارے پرا جاتا
 دریا دے بجوتی و دلیرے سر آمدے
 کسی دریا دل اور دلیر بند مرتبہ کو ڈھونڈ
 گر مجھو روح جلوہ کنان در بر آمدے
 اگر وہ روح کی طرح جلوہ دکھاتا ہوا جنل میں آجاتا

گر دیکھتے نشوہ حافظ ز نے رقم
 اگر کوئی دوسرا بھی جسا فظ کے طریقہ پر لکھتا

مقبول طبع شاہ سخن پرورد آمدے
 تو وہ سخن بدور، یاد شاہ کی طبیعت کو پسند آجاتا

آمد بگوش ناگہم آواز بلبلے
 اچانک میرے کان میں ایک بلبل کی آواز آنی
 واندر چمن گلستہ بفریاد غلغلے
 اداس نے چمن میں نہ یاد سے شر مجھ کا تھا
 میکدم اندراں چمن و باغ دمدم
 اس چمن کا دل بلبل کے بارے میں خند کھرا تھا
 گشتم خانکہ چچ نہاندم
 میں ایسا چھو گیا کہ مجھ میں برداشت نہ رہی
 کس بے حفاے خار خجریست از گلے
 کسی نے کانٹے کے ظلم کے بغیر اس سے بھول نہیں جاتا
 آرزو تغیرے و نہ لیس راتبدلے
 نا اس میں کوئی تیر ہے، نا اس میں کوئی تبدیلی

رقم بیاع تاکہ چہینم سحر گلے
 میرا حق کو باغ میں کب ہا تاکہ کوئی بھول تو لہ
 مسکین جو من بعشق گلے گشتہ مبتلا
 وہ مسکین میری ہی طرح کسی بھول کے عشق میں ہوتا تھا
 میکشتم اندراں چمن و باغ دمدم
 میں برابر اس چمن اور باغ میں گشت کر رہا تھا
 چوں کہ در درلم اثر آواز عندر لب
 تپیل کی آواز نے جب کبیرے دل پر اثر کیا
 بس گل شکستہ پیشوایں باغ راوے
 اس باغ میں بہت سے بھول کھتے ہیں بسکین
 گل یار خار گشتہ و بلبل قرین عشق
 بھول کاٹنے کا یار بننا، اور بلبل عشق کی ساتھی

حافظ مدار امید فرج از مدار چرخ
 لے حافظ! آسمان کی گردش سے خوشی کی امید نہ کر

دار و ہزار عیب و ندارد نقصلے
 وہ ہزاروں عیب رکھتا ہے، اور کوئی خوبی نہیں لکھتا

بل ایک زندہ تھا کہ
 ہر وقت نار و پیام
 تھا اب اکل فرخوش
 کر دیا
 سنا سب بر آمد،
 مصیبت میں گرفتار
 ہر زمان میں جس نے
 سفر کے لئے محبوب کی
 رہنمائی کی وہ لڑکھل
 تھا اور اسے مصیبت
 میں مبتلا کرے۔
 تہ ہم سب سے بڑا کچھ
 طرفہ نہیں یعنی اگر
 کوئی دوسرا بھی حافظ
 جیسا کہ کہتا
 تو ہر شاہ
 اس کی
 بھی قدر
 کرتا۔

منا بھول تو لہ نے
 باغ میں گیا دیکھا
 دہان بھی میری حالت
 مجھ بھول کے عشق میں
 بتلا ہے اور نسر وار
 کہتی پھر ہی ہے۔
 میں نے چمن کی سیر میں
 گل اور بلبل کے تعلق
 پر غور کر لیا تھا کہ
 بلبل کے دل میں نے
 اس قدر تاثیر کیا کہ
 برداشت نہ رہی۔
 تہ ہر حد تک بیکھولا
 تعلق عاشق سے ہوا
 بلکہ فرے ہوا بسکین
 عاشق نے اپنی وضاحت
 کر کے ہی۔

سائین مخلصوں کے ساتھ تیرا وہ طرز عمل ہے جو عیروں کے ساتھ ہونا چاہیے تھا۔
 نہ کل نہ لڑنا ہمارے تیرے عشق میں پاک کیلے اور کبیل تیرے عشق میں ہرگز گلاہی ہے۔
 مے پر برتر یعنی بڑا تجربہ کار اور ہر سیکرنا سناست ظاہر ہے۔
 مے جاگ تم میں جو غلی ہے وہ کفے میں نہیں پوکتی غالبہ نے کہا ہے
 اعدا زار سے لڑنے تو ڈرتا ہاں ہم سے توڑنا مغان اچھا ہے جو لوگ ریالی گدزی پہنے ہوں گے شاہد حق حاصل نہیں ہو سکتا وہ اندر سے ان ملکوت کی سرک تو فتح کیا ہے شہادت تو بھی ہے لیکن پھانسی کی ویسے تین کہ نہیں سکا کرتے ہی نہیں بدلے اور لچوہ بنایا ہے۔
 مے تاکہ شہادت تیرے گئے کو بیکس۔
 مے سا کی کے زانوں کو کھانگے دنیا پانڈر ہے۔

روزگار نیست کہ مارا نگراں میداری
 ایک زمانہ گذر گیا، کہ تو ہمیں انکھار میں رکھتا ہے
 گوشہ چشم رضائے بخت باز نشد
 تیری مضامندی کا گوشہ چشم ہم پر نہ کھلا
 نہ گل از داغ غمت ست دلیل باغ
 تیرے دم کے داغ سے، باغ میں ذبچوں چونا ذبچوں
 پلیر تجر بر آخر تونی اسدل زہریوی
 اسے طندہ آخر بڑا تجسیر پر کار ہے پھر کیوں؟
 گر چہ زندی و خرابی کنہ ماست ولے
 اگرچہ زندی، اور خرابی ہمارا گناہ ہے ہسین
 جو چہ جاہم جم از کان جهان در گست
 جاہم جم کا جوہر دوسرے کے جان کی کان کا ہے
 کیہ سیم زورت نیک بیاید روخت
 ہانڈکا اور سونے کی تھیلی لےتھے ہانڈکا غالی ترونی چاہئے
 اشے کہ در دوق مکتع طہلی ذوق حضور
 لے دیکھ تون کی گندی میں ذوق حضور طلب کرتا ہے
 چوں تونی زکس باغ نظر لے چشم و چراغ
 لے چشم و چراغ چونکہ ننگے باغ کی زرخس تون سے
 دین دل رفت ولے راست ہی آدم گفت
 دین، در دل بر باد ہو گیا لیکن میں ہی بات نہیں کر سکتا
 تا صبا بر گل و بلبل و رقی حسن تو خواند
 جب سے مہلے گل اور بلبل کو تیرے حسن کا ذوق پھر سنا ہے
 سا عدراں برکہ نموشی چو تواز بہر بنگار
 یہ بہر ہے کہ تونے کو دیکھنے، چنگڑے لے لے نقض دغا کی خاطر

مخلصانہ نہ بوضع دگراں میداری
 کیا تو مخلصوں کو مخلصوں کے طرز میں نہیں رکھتا ہے؟
 آتینیں عزت صاحب نظران میداری
 تو صاحب نظروں کی نہیں عزت کرتا ہے؟
 ہمدانہ زناں جامہ دراں میداری
 تو نے سب کو طفرے امر والا، کپڑے پہلائیے نہ لیا ہے
 طمع ہر و وفا زیں سپراں میداری
 محنت اور وفا کا لا 6، ان لوگوں سے رکھتا ہے
 عاشقے گفت کہ مارا تو براں میداری
 ایک عاشق نے کہا، کہ تو ہی تریں اس حالت پہلاہ کرتا ہے
 تو تمنا زنگیل کوزہ گراں میداری
 تو کہہ سوں کی گنتی سے، محنت کرتا ہے
 زیں تمنا کہ تواز سیمبران میداری
 اس مختار پر جو تو ہندی بیسے جسموں سے رکھتا ہے
 چشم سیرے عجب انبے بصران میداری
 تمب لے، اندھوں سے سیر کی تو قے رکھتا ہے
 سر حرا بر من دختہ گراں میداری
 بھول دختہ سے تو سرگراں کیوں رکھتا ہے؟
 کہ من سوختہ دل را تو براں میداری
 کہ ہم سوختوں کو تو ان ہاتوں ہم آمادہ کر رہا ہے
 ہمدرا شیفہ تو دل شکران میداری
 تو سب کو نرسا لیتا، اور پیشان رکھتا ہے
 دست در خون دل پر تیراں میداری
 ہاتھ کہنہز مندوں کے دل کے خون میں ڈالا ہے

گذراں روز سلامت بکلامت حافظ
 اسے حافظ اسلامتی کے دن کو سلامت کی حالت میں گذرا
 چہ توقع ز جهان گذراں میداری
 تو گذرنے والی دنیا سے، ایک توقع رکھتا ہے؟

زآں مے صاف کہ زوختہ شود ہر عامے
 اس صاف شرب کا سیر سے ہر گناہ، پتھان جا رہے
 روز ہارفت کہ دست من مسکین گرفت
 ایک زمانہ گذر گیا کہ مجھ مسکین کی دستگیری نہیں کی

گر چہ ماور رمضان ست بیاور عامے
 اگرچہ رمضان کا مہینہ ہے۔ ایک جام لا
 ساق شمشاد قفے سا عہد سیر اندامے
 شمشاد دیکھتے تو لے کی پتلی نے پاندی بیسے اجہم لکھ لکھ

روزہ ہر چند کہ مہمان عزیزست دلا
اسے دل؛ یقیناً روزہ سوز مہمان ہے
مخز زریک بدر صومعہ انکوں نپرد
اب بچہ دار پر بوجہ عبادت خانہ کے در پر روزہ کرے گا
گلا از ناہد بد خوچہ کنم رسم این است
بد مزاج، ناہم کاین کسب شکر گردوں، ایسی طریقہ ہے
یار من چوں بخرامد تماشائے چمن
میرا دوست سب چمن کی سیر کو جانے
کو حریفے کہ شب درونے صفا کشد
و دوست کہاں ہے جردن رایت صاف شب چلتا ہے؟

رفتش موہیتے وال شورش افغامے
اس کے جانے کو، عطا اسکے ہونے کو انعام بچہ
کہ نہادہ است بہر مجلس وعظا فامے
اس لیے کہ وہ خطا بہر مجلس میں ایک ماں لگا ہوا ہے
کہ جو صبحے بد مد در پیش اقدشامے
کہ جب صبح نمودار ہوتی ہے، شام اس کا بیجا کرتی ہے
بر سائش زمن اے یک صبا بیغامے
لے صبا کے کا صند، میرا اس کو ایک پیغام پہنچا دے
بود آیا کہ کند یا زور در آشامے
کیا ایسا ہوگا کہ وہ کسی تہمت مینے والے کو یاد کرے

حافظ گزند ہر دولت خسرو عہد

اسے حافظ! اگر وقت کا بادشاہ تیرے دل کی دلدادہ دیا
کام دشوار بدست آوری از خود کامے
ایک خود غرض سے تیرا مقصد مشکل سے حاصل ہوگا

ز دلبرم کہ رساند نوازش قلقمے
میشرف کی جانب سے قلبی نوازش جو تکسکون ہو غیب آجیگا
دل گرفت ز مالوس و طبل زری کلیم
مکاری سے ہمارے بچے کے تقارے سے میں دل کرتا ہوں
حدیث چون و چرا در د مرد بد ساتی
اسے ساتی! چون دھڑکا است در دوسر پیدا کرتی ہے
طبیعت را دیش سیر عشق نشاند
طستہ ہو بیٹھا ہوا، طیب، عشق کا راز جن پہنچا تھا ہے
قیاس کردن قدر عقل در رد عشق
عشق کے استہ میں قیاس نہ کرانی اور عقل کی قدر
بیاکہ وقت شناساں دوگون بفروشند
آٹلیے کہ وقت کا پیمانے والے، دونوں جہان کو بچھتینا
دوام عیش و تنعم نہ شیوہ عشق ست
بیش عیش اور تنعم، عشق کا طریقہ نہیں ہے
نمیکند کلایک ابر رحمت دوست
میں شکر، انہیں کرتا ہوں لیکن دوست کے ابر رحمت نے
بیاکہ خر قہ من گرچہ وقف میکند دست
آٹا کہ میری کرشمی، سزا بخش نون میں کر دی ہے

کجا ست یک صبا گو بیان کرے
صبا کا نام نہ کہاں ہے، کہہ دو آجسٹے ہم کرے؟
خوشامے کہ بیخاندہ بر کتم علی
وہ وقت کس کا تھا ہوگا کہ میں شرب خانہ پر چند اکھاڑوں گا
پاکہ گیر و سیاہم غیر خویش دے
پاکہ تمام، اعلیٰ زندگی میں غمگیزی دیر آرام کرے
بر و بدست کن اے مرد و دل مس دے
لے مرد و دل! جا کہسی سیر جیسے سانس والے کو حاصل کر
چو شبنمے ست کہ در بحر میکند رفتے
ہر شبنم کی طرح ہے جو سمندر پر نشان بناتے
یک پیالہ صافی و محبت صنمے
آپ صاف پیالے، اور ایک جگہ کہ محبت کے بے
اگر معاشراتی پوشش جام نغے
اگر تو ہمارا ساتھ ہے، تو کون تم سا جام بنی
بکشت زار جگہ خنداں نداد کے
خبر خستہ دلوں کی محبتیں کو، سیراب نہیں کیا
ز مال وقف نہ بینی بنام من لرے
تو وقت کے مال کا ہرے نام ایک درجہ نہ دیکھے گا

سدر مضامین ایک سوز
مہمان سے یقین، شک
جانسفر عید سنانی
جاتی ہے۔
سند و خطا بہر مجلس
میں ماں بچا ہوا ہے
ہو شیاری کو وہاں
نہ جانا چاہئے۔
سند و خطا کے بچے
شام کی ہے اسد ہر
اچھی چیز کا بری چیز
ہو گیا کہ رہی ہے اگر
زادہ میرا بچا کر رہا ہے
کیا شکر ہے۔

سند و خطا کا وصل
شاد وقت کی بڑی ہے
سے ماں پر سکتا ہے
بہ مکاری
سے تنگ
ہو چکا
جذاب
علی الاطلاق

زندگی اختیار کرو گنا
طبل زری عجمی جی رہی
پوشیدہ۔

سند و خطا
از سر باہمی ان بر سر
میرا بیسی
ہو جیسے
میں شرف
میں غرض
جانے۔
تہ ماشقوں کا کام
میں نے انا نہیں ہے
بکہ غم کے گوشہ نشین
میں پہنچا کر رہی تو
شراب خانوں میں گروی
کرتی تھے میرا کس وقت

کی زمین میں نہیں کرتے جیسا۔

ماخذ بادشاہ کی خدمت میں ملت کی دعوتیں پیش کر سکتا ہے۔

شاہ خاکیہ کی کسی چیز کو باطل قرار دینا یعنی نواپنے چہرے کے نقش و نگار سے کون کو کلام کی کتاب کو باطل بنا رہا ہے۔

ہاں آئی کے ساتھ پردے ہوا یعنی بیسے آنسو جو ست پردوں میں چھپ گئے تھے تو ان کو سر بازار لایا ہے۔

شاہ فرماں، شاہ زینہ یعنی تم اپنا سونے کے کوئی ہاں اگر تو یہ جو تم برداشت کرے۔

یہ ہمارے عزیز مشرق کی آنکھ یا عاشق مراد ہے۔

تو دنیا میں اس سے زیادہ اور کیا چاہئے مشرق ہوا اور آگ شراب۔

شاہ غلام شاہ وہ بڑا جو بھول کے گندہ ہوتا ہے اس کو نیرنگی کہتے ہیں۔

شاہ ایک نوروز کی یاد ہے اس سے جلاطف لفظ ہے۔

یہ میری صاحب شراب ہے۔

چرا ایک نئے قدس نمیخند آنرا
اس کو ایک گئے کے ہلے میں بھی کویں نہیں خریدتے ہیں؟

کہ کرد صد شکر افشانی از نئے قلے
جس نے قلم کی نے سے خاک کے سیکووں چھڑا کا ذکر دینے

سزائے قدر تو شاہ پدست حافظ جیت
لے بادشاہ تیرے مرتبہ کے مناسب ماخذ کے پاس کیا ہے؟

بجز نیاز شے یاد عاتے صبرے
سائے مات کی عاجزی اور صبح کے وقت کی دعا کے

زین خوش رقم کہ بر گل رخسار میکشی
اس میں نقش و نگار سے جو نور رخسار پر بناتا ہے

خطر صحیفہ شکل و گلزار میکشی
محل اور گلزار کی کتاب پر توفیق کھتا ہے

اشک حرم نشین نہا نختہ مرا
سیرے غلنے کے حرم نشین، آنسو کو تو

زانوئے ہفت پردہ بازار میکشی
سات پردوں کے پیچھے سے بازار کی طرف کھینچتا ہے

ہر دم بیاد ایل لب میگوں چشم مست
ان شراب جیسے ہوش اور مست آنکھوں کی یادیں ہر دم

از خلوتم بخانہ خمار میکشی
تو مجھ خلوت سے شراب خانہ کی طرف کھینچتا ہے

گفتی ستر توبتہ لفرک ما سزد
تو نے کہا، تیرا سر جاسے ترک سے بندھنے کے لائق ہے

سہلست اگر تو رحمت ایل بار میکشی
آسان ہے، اگر تو اس بوجھ کی حلیف برداشت کرے

با چشم و ایرفتے تو چہ تدبیر دل گم
تیری آنکھ اور ابرو کے مقابل میں، دل کی کیا تدبیر کہوں؟

و ذریں کہاں کہ بر شہر بیمار میکشی
اس کمان کو شاہی بخش ہے، جو تو ایک بیمار پر کھینچتا ہے

باز آ کہ چشم بد ز رحمت دور میکنم
لوٹھا، تاکہ بد نظر کو تیرے رخ سے دور کر دوں

لے تازہ گل کہ دامن ازیں خام میکشی
لے وہ تازہ پھول، جو اس کمنے سے دامن کھینچتا ہے

کاہل رھے جو باد صبارا بجئے زلف
باد صبار جیسی مست رفتار کلایف کی خوشبو کے لیے

ہر دم بقید سلسلہ درکار میکشی
ہر وقت زنجیر کی چوڑی کے ذریعہ، بیگانہ کھینچتا ہے

حافظ درجہ می طلبی از نعیم دہر
لے حافظ درجہ کی لذت تو اور کیا چاہتا ہے؟

مے می چستی و طرہ دلدار میکشی
تو شراب چیتا ہے، اور مشرق کی زلف کو کھینچتا ہے

زکوئے یاری آید نسیم باد نوروزی
مشرق کے کوہ سے، نوروزی ہوا کی خوشبو آ رہی ہے

ازیں بادار مدد خواہی چراغ دل بلوروزی
اس ہوا سے اگر تو مدد چاہے گھول کے چراغ کو روشن کرنا

چو گل گرزوۂ داری خدا تر صبر حشر کن
اگر تو بھول کن عاجز رہے، خدا کی صبر سے حشر کن

کہ قارول غلطاہا و سونائے زر اندوزی
اس سیکے تلوں کو سونا بن کر دینی قسمت سے غلطاہا، ہر پکائے

سخن در درود میگویم چو گل از پردہ پدل تھی
دیرہ بات کہتا ہوں، بھول کن تیرے برہے سے باہر نکل آ

کہ بیش از پنج روزے نیست حکم میر نوروزی
اسیکے کہ نصف کے سردار کا حکم پانچ دن سے زیادہ نہیں ہے

مے دارم چو قیاس صافی و صوفی میکش عیش
میں جان جیسی صاف شراب رکھتا ہوں اور صوفی میں عیش کھینچتا ہوں

خدا یا پنج عاقل را مبادا بخت بد روزی
اے خدا! کسی عقلمند کا بد بخت متقرر نہ ہو

طریق کا جستن حیثیت ترک کام خود گفتن
مقصود تو کس کرنے کا طریق کیلئے، اپنا مقصد خود دینا
جدا شد یا رہشہ نیت کنول، میں انا شمع
اے شمع! تیرا شیریں یا رہا جو کیا اب اکل تیری رہ
بغیب علم تو اس شد ز اسباب طرب محروم
علم کے خود کے بلت ہستی کے سب سے محروم نہیں ہو سکتے
نہ انا نم نوحہ قمری بطرف جو مثال حیثیت
مجھے معلوم نہیں قمری کا نور نہر کے گناہ کیوں ہے؟
بروے فوش زندی ز روز تکی سنی کن نہاد
اسے نہاد! جا شراب پی، رندی اختیار کرد اور کھڑے

کلاہ سروری اینست اگر این کن دوزی
سرطاس کی ٹوپی یہی ہے، اگر تو یہ ٹوپی سہی لے
کہ حکم آساں اینست اگر سازی گرسوزی
کیونکہ آساں حکم یہی ہے، خواہ تو موافقت کرے خواہ جگے
بیا ز اہد کہ جاہل را زیادت تیر سرد روزی
لے نہاد، اس لیے کہ جاہل کو روزی زیادہ پہنچتی ہے
مگر اونیز بچول من غمے دارو شاد روزی
شاید وہ بھی میری طرف دلالت کوئی غم رکھتی ہے
کزں بہتر نزدیگر عجب دارم گرا موزی
مجھے محبوب جو صا اگر تو اس سے بہتر نزدیکی ہے

برہستان زدو کہ از بلبل طریق عشق لہری یاد
بناج میں جا، تاکہ بلبل سے عشق کا طریقہ یاد کر لے
بمجلس آئی کہ حافظ سخن گفتن میاموزی
مجس میں آ، تاکہ حافظ سے بات کرنا سیکھ لے

ساقیا سایہ ابرست و بہار ولب جوی
اے ساقیہ! ہر کام سایہ ہے اور بہار ہے اور دیا کا کاندہ
پوشے بیکرنگی ازین قوم نیاید بر خیز
بیکرنگی کی خوبتر اس قوم سے نہیں آتی ہے، اٹھ
سفلیہ طبع ست جہاں بکرش تیر کیکن
دنیا کی طبیعت ہے اس کے نرم پر بھروسہ نہ کر
گوش بکشائی کہ بلبل بفعال میگوید
کان کول سہا کہ بلبل بیخ ہرچہ کر کہم رہی ہے
یک نصیحت گنت ایشو و صند گنج ہر
میں تجھے ایک نصیحت کرتا ہوں سن لے، اور سوزا لے جیسا
شکار یزدو کہ در بار رسیدی بہ بہار
فدا لا شکر ہے، تو دوبارہ موسم بہار کو پہنچا ہے
روئے جانان طلبی آئے را قابل ساز
تو مستحق کے چہرے کا طالب ہے، تو آئینہ کو قابل بنا
پیشتر آنا کہ شوی خاک در میکدہ ما
اس سے پہلے کہ تو خرا بنانا کن دروازے کی قلابتے
گفتی از حافظ ما بونے ریامی آید
تو نے کہا، بہار سے حافظ سے ریامی کی لڑائی ہے

من نگویم چکن از اہل دلی خود تو لگوی
میں نہیں بکتا، تو کیا کام کر تو ما جہل ہے خود ہی بتا
دلی آلودہ صوفی کے نواب بشوی
صوفی کی گندی گدی کو، خاص شراب سے دھو
اے جہان دیدہ ثبات قدم از سفلیہ جوی
لے جہان دیدہ: کہنے سے ثابت قندی نہ ڈھونڈ
خواجہ تقصیر مفر ما گل توفیق بجوی
اے خواجہ! اگر تاجی نہ کر، توفیق کا پیوں سو گنگ
از رو عشق در آو برو عیب مجوی
عشق کے راستہ چلا آ اور عیب کا راستہ نہ چل
نیخ نیکی نشان درو توفیق بجوی
نیکی کا بیج، پورا اور توفیق کا راستہ ڈھونڈ
ورنہ ہرگز گل و نسیم نہ دازا ہن مروی
در دنگل اور نسیم بھی لو سے، اور کاشی سے نہیں اٹھتے ہیں
یکے روزے بسر اندر روہ میخانہ جوی
ایک دور در شراب خانہ کے راستہ پر ہر کے بل خیل
آزین بلفت باد کہ خوش بردی بوی
تیرے سانس کو شائش، کہ خوب بوس نکلی

لفغان خود فرضی
چھوڑ کر جب کاشیں
تسا ہے تو مقصد
مائل ہوتا ہے اور
جب ہی سروری
مائل ہوتی ہے۔
تا مارو عشق میں علم
ایک پر عصب علم
کے خرد کو جسے
مستی سے محروم
نہ رہنا چاہئے۔
تسا میں جگر
میل سے عشق کرنا
سیکھیں جس میں اگر
حافظ سے شکر کہنے
کالیقہ مائل کر۔

مکے ظاہر سے
کسائی
شراب
نوشی کا
مشورہ دیکھا۔
بے مکار، صوفی نفس
نہیں ہیں بلکن میں
ریا کاری کا عیب ہے
ان کی گندی کو شرب سے
دھو کر ریا کاری سے
پاک کرنا چاہیے۔
مکے نصیحت سے خزانہ
کے برابر ہے کہ عشق کا
راستہ طے کر اور بلبل
میں نہ لگ۔
بے حقیقت تک طلب کو
صاف نہ کر کے گناہ
میں یا کہ جہانہ نظر
نہ آئے گا۔
بے حقیقت حافظ کا
ہونے کو خوب پہچاننا۔

شہ کے ہا سے میں
یہ نامی ہے کہ گویا وہ
شرب کا پانی ہوتا ہے
یہ گڑھے سے بہتا ہے
موسم آگیا ہے
شرب نوشی ہوتی ہے
گناہ نامہ ہا سے
اس نے قصداً کر لیا
جیسے بادشاہوں کی
سلطنتیں دیکھیں لیکن
کسی کو ہلاک نہ ہو سکا
سے صبح ہوئی ہے بند
مستی میں پھیلا ہے ہوا
بیدار ہو جا کر کہتے
سوز کر رہی ہے۔
گناہ نامہ کی گنت
اور نامہ اور انکل
نما کر رہے ہیں۔
شہ میں
آج بھی
مشق
اور جاگتا ہے
عاصل ہے اور دنیا
میں شرب کو شاد
خوشی ہے۔
شہ میں کی سلطنت
اور جاہ و جلال کو اور
پامال کر رہی ہے
اس کی پیشانی جھڑتی
ہی اور یہ ہیں
بدلتی جاتی ہیں۔
یہ شرب ہے جو اس
طبی رنگ مہلک
اس پر تو ظلمات ہیں
وہ بے حس و حرکت
وہ شرب ہے جو اس
ہی تھی۔
شہ ہا سے پھیلیا
کسی جاتی ہے اس لیے

ساقی بیا کہ شہ قبح لالہ پر زے
اس ساقی! آکر لاکھ پال شرب سے بھر گیا
گینڈر زکب و ناز کہ وہا است روزگار
نیکو اور ناز چھوڑ دے کیونکہ زمانہ دیکھ چکا ہے
بیشمار شوکر مرغ سحر گشت مست ہاں
ہاں ہوشیار ہو جا، کہ صبح کا ہر بندست ہو گیا ہے
خوش ناز کا نہ می جی لے شلخ نو بہار
لے نو بہار شام! اہبت خوب نازک سے نہیں رہا ہے
برتر مرغ و عشوہ او اعتماد نیست
آسان کی بخت اور اس کی ادا پر بھروسہ نہیں ہے
فردا شرب کو شرو و حوراز بیکے مات
کل کوڑکی شرب ماہر محمد ہا سے لے ہے
باد و صبا ز عہد صیقلی یاد میدہد
باد و صبا، بچیں سنا زمانہ یاد دلاتی ہے
حشمت بیہین و سلطنت گل کہ گسترید
پہلوں کی سلطنت اور زور و دیکھ کر کھسا دیا ہے
دردہ بیاد حاتم طے جام یک منی
حاتم طائی کی یاد پر، ایک منی جام دے
زائل ہے مے کا اور رنگ طبعی بار غواں
وہ شرب جس نے ارغواں کو طبی رنگ دیا
بشنو کہ مٹ پان چمن راست کر وہ اند
سن کیونکہ ہن کے مٹھلوں نے دست کر لیا ہے
مسند باغ برکہ خدمت چون بدگال
مسند کو باغ میں بیا کہ خدمتیں غلاموں کی طرح
اشیائے روزگار کے ساز در گرو
دنیا کی چیزوں کو ہمشاب کے ہے گندھک کے

طامات تابخند و خرافات تاکے
کلمات کی ڈنگیں کب تک اور خرافات کب تک!
چوین قبلتے قیصر و طرف کراہ کے
تھکر کی قبا کی شکن، اور ہیکر کی ٹوپی کا کتلا
بیدار شو کہ خواب عدم لپے ست ہے
خبر و ادا بیدار ہو جا، کہ خواب عدم وہ لپے ہے
کاشغلی مبادت از آشوب یاد نے
فکر سے کچھ دے کہ ہوا کے نقتے سے پریشانی نہر
لے وائے برکے کہ شد امن زکر نے
اس پر الحس ہے جو اس کے کرے ملتن ہو گیا
وامر و نیز دلبر مہر وی و جاہ مے
اصداغ بھی چاندی سے رخ و لادلا اور جاہ مے
جاں دار مے کہ غم پر دور وہ لے مے
اے لڑکے! جان کی دوا جو غم دور کر دے
فراش باہر و روتے را بزمیر لے
ہوا کے فراش لے، ہر پتی کو پیر سے چیتے
تاناہ سیاہ و بخیالان کینم طے
تا کہ ہر بخیالوں کا سیاہ نامہ اعمال لپٹ لیں
میروں قلند لطف مزاج از خوش سخنے
مزاج کی پاکیزگی نفاں کھنڈ سے پیکر نہیہ ہا پیکر ہی
آہنگ چنگ بر لب و طبقہ فرمای نے
چنگ جہد، فہرہ، تانی، اور ہا ساری کا آواز
اشادہ است سر و مو کہ رستہ است نے
سر و کڑا ہے اور ہا ساری کے کرانہ ہی ہے
کز مژدہ باز زمانہ است، بیچ شے
اس لپکے راست کے مرنے کوئی جزائی نہیں رہتے

حافظ حدیث سحر فریخی شت رسید
لے حافظ! تیری جاہوں کی طرح لپٹنے والے بھیاں پہنچ رہی ہے
تا حدیثین و شام و باقصا زوم نے
چمن اور شام کی حد تک اور دروازے کے قری نہتیک

سحر بابا دیگفتہ حدیث آرزو مندنی
صح کو جہا سے تم کہ آرزو مندنی کی ہا سے کہہ با سخا
خطاب آمد کہ واثق شو با لطف خداوی
آواز آئی تو خدا کی ہر با نیوں پر یقین رکھو

قلم را آن زبان نبود که قلم عشق گوید باز
 تمدک کے لئے وہ زبان نہیں ہے کہ عشق کا لہر کھل کر کہے سے
 دل آمد زلف ایل بندو کا عشق مجنون کن
 یعنی کہ زلف سے دل دلا ہوا ہے کہ مجنون کے عشق کا لہر نہ کر
 الائی یوسف مصری کہ دولت سلطنت مغرور
 آگاہ ہے مصری یوسف! تجھے سلطنت نے مغرور بنا دیا
 بستر غمخیز فتال دوا بخشی و در در انگیز
 قسمہ بگرہ زلیٰ آنغری ادا کے جاوے تو روا کھٹے والوں اور جاوے گا
 جہان پیر رعنا فرقت در جہت نیست
 بڑے خوبصورت جہان کی غفلت میں وقت نہیں ہے
 ہمارے جو توحالی قدر و ہر استخوان تاکے
 تجھ جیسا ہر مہ ۱۰ اور ہر کی محنت کس تک!
 درین باز اگر گم دوست بادرویش فرست
 اس بازار میں اگر نفع ہے، تو خوش و خرم فیکو ہے
 دماغ صبح و شام تو کلید گنج مقصودست
 تیری صبح اور شام کی دعا مقصود کے نولنے کی گئی ہے
 بخواب دل مدہ دیگر میں آل جو یافتہا
 سینوں کو دل دوسے، ان بھلائیوں کو پھر دیکھ

ورائے حد تقریر ست شرح آرزو مندنی
 آسودہ مندی کی تشریح تقریر کے حد سے آگے ہے
 کہ عاشق رازیاں دار و مقام آخرو مندنی
 اس لیے کہ عقلمندی کی باتیں عاشق کو نقصان پہنچاتی ہیں
 پندرباز پرس آخر کی شدہ ہر فرزندنی
 باپ کو پوچھو، آخر پرستی محبت کہاں پائی گئی؟
 بچہ بی لطف مشک افشان لاؤندی دلبری
 شک چڑھانے والے لڑکوں کے لگانے کو بیوقوفوں اور لاعلموں کو تیرا لڑا
 زہرا و چہ میخوای در وقت چہ می بندنی
 اس کی محنت سے تو کیا پا ہوتا ہے، اس کا لہر ہوں کہ ہے؟
 دریغ ایں سایہ دولت کہ برناہل افندی
 اس دولت کے سایہ پرانے بس جو تونے اہل پر ڈالا
 خدایا نغمہ گرواں بدروشی و خرسندی
 لے خدا! فقیری ماور خوشی سے مجھے مالدار بنا دے
 یاس راہ و روش میرو کہ با دلا در روندنی
 اس راست اور رفتار سے چلا ہوں، تو محبوب سے بجاتے گا
 کہ با تیغ زباں کردند مکاران آلودنی
 مجزبان کی تلواریں خدایا کو اوند کے رہنے والے مکاروں کی ہیں

ز شعر حافظ شیرازی میگویند و میرقصند
 شیراز کے حافظ کے اشعار کو پڑھتے ہیں اور قص کہتے ہیں
 یہ چشمان کشمیری و ترکان سمرقندی
 کشمیری سیاہ چشم، اور سمرقندی معشوق

سحر گرہ چہ روعے در سر زینے
 سحر کو ایک مسافر، ایک سرزمین میں
 کہ اے صوفی شراب آنگہ بود صاف
 کہ اے صوفی! شراب اس وقت صاف ہوتی ہے
 گراگشت سلیمانی نباشد
 اگر سلیمان کی عقل ۲ ہو
 خدا زان خرقہ ہزارت صد بار
 خدا اس گڑھی سے، سو بار ناراض ہے
 دروہنہایترو شد باشد کہ از غیب
 اہل تارک ہو گئے ہیں، بہر سکتا ہے کہ غیب سے

بھی گفت ایں معما باقرینے
 = منہ ایک سامنی سے کہہ رہا تھا
 کہ در شیشہ بماندار بعینے
 جبکہ چالیس روز، بوتل میں رہتی ہے
 چہ خاصیت دہا نقش ننگینے
 ننگ سا نقش کی تاثیر دکھائے گا؟
 کہ صد بخت باشدش در آستینے
 جس کی آستین میں سو بخت ہوں
 چراغ بر کند غلوت نیشینے
 کون غلوت نہیں، چراغ روشن کر دے

۱۔ دیوار بگرہ مجنون کے
 کام میں گم ہوا عقلمندی
 نقصان پہنچاتی ہے۔
 ۲۔ معشوق کو زوال
 پذیر ہیں ہر مغرور
 جو کہ عاشق کو زاریش
 نہ کرنا چاہیے۔
 ۳۔ تیری آنکھیں رو
 بھی بند کر لی ہیں اور
 وہ بھی در حق میری
 زلف دل کو خوش
 بھول گئی ہے اور
 دیکھ رہی ہیں۔
 ۴۔ مشہور ہے کہ گما
 کی غمگاہ صرف جہاں
 میں دوسرا مصرعہ پہلے
 مصرعہ کی تشبیح

۵۔ دنیا
 میں صرف
 خوش مزاج
 فقیر خوش دیکھتا ہے۔
 ۶۔ انسان صبح و شام
 چہ وہ جبہ میں لگا رہتا
 ہے تو مقصود حاصل
 ہوتی جاتا ہے۔
 ۷۔ منہا میں ہے کہ
 مشتیں ہواشت کرتا
 ہے تب اس میں صفائی
 پہنچتی ہے جس میں طبع
 شراب چالیس روز
 بیٹھے میں بند رہتی ہے
 تب کھرتی ہے۔
 ۸۔ شربت تارک یا بن
 ہو گئے ہیں۔ تارک سے
 از غیب ہوں آیا وہ
 کا سے بگرد۔

نہ دنیا میں مختلف ہے
عیسائی و نشاط و عجم ہر جگہ
جہاں وہی عام ہے
سہ شاہی میخانہ میں
کوئی ایسا آدمی ملے گا
جو جوش میں ہواسے
اپنا انعام معلوم کر لیا
یہ یقین کی تہی نہیں
ہی علم یقین کی چیز
کی حقیقت کو جان کر
یقین کرنا مثالیہ کہ
زہر کھانے والا وہی
ہے عین یقین کی چیز
سے دیکھ کر یقین
کرنا مثالیہ زہر کھا کر
مرنے والے کو دیکھ کر
یقین کرنا حق یقین

خود پھر کر کے
یقین حاصل
کرنا مثالیہ
زہر کھا کر
اپنے آپ کو

بلک کر کے زہر سے
قابل ہونا یقین کرنا
سہ فیضی آواز سے کہا تو
پلٹنا نہ سے جا جا کر
بی تاکہ تجھے عالم بالائی
یہ فریب ہے

یہ شعر
تو پڑھا
عالم بالائی
یہ شعر
تو پڑھا
عالم بالائی

یہ شعر
تو پڑھا
عالم بالائی

موت اگرچہ نام بے زناست
نردست، اگرچہ بے معنی لفظ ہے
ثوابت باشدے دارائے خرمن
اسے کھلیان بگنے والے؛ تجھے ثواب ہوگا
نئی بنیم نشاط و عیش در کس
میں کسی سے بھی عیش و نشاط نہیں دیکھا ہوں
اگرچہ رسم خواب تند خوئیست
اگرچہ بہ مزاجی، حسینوں کی عادت ہے
در میخانہ بکشا تا پر رسم
میخانہ کا دروازہ کھولتا کہ یہی مدیافت کر لیں
نہ ہمت را امید بر سر بلند لیست
نہ ہمت کو سر بلند ہی کی امید ہے

د حافظ را حضور در کس قرآن
نہ حافظ کو قرآن کے درس میں حضور قلب ہے
نہ دانشمند را علمت ایقین
نہ تفسیر کو، علم ایقین حاصل ہے

سرم با نیند میماند بدو تقوا ہی
صبح مجھے شراب خانہ کی فحشی آواز سے نیند نہیں چھوڑی کھوڑی
بچو مجھ جرم سے کش کہ زہر ملکوت
جوشید کی طرح شراب کا گھونٹ پی تاکہ عالم بالائے
باگدایان در میگردے سالک راہ
لے راستے سانسب! شرفیخانہ کے دروازے کی نقیروں سے
بر در میگردہ زندان قلندر باشد
بیکسے کے در پر کھنڈیر مند ہوتے ہیں
خشت زیر سر و تبارک ہفت اختر پائے
سر کے نیچے اینٹ اور چرسات ستاروں کے سر پر
اگر تہ سلطنت فقر بخشدے دل
اسے دل! اگر تجھے فقر کی یاد شاہی دیدہ ہیں
قطع ایں مرحلے ہر ہی خضر کن
خضر کی ہر لای کے بیڑ، اس منزل کو طے نہ کر
سر ماؤ در میماند کہ طرف با مش
پلاسٹک اور میخانہ کا دار، اسٹیل کے اس کے بالا خانہ کا کنارہ

نیازے عرضہ کن بر ناز نے
کسی نازنین کی خدمت میں، نیاز مندی پیش کر
اگرچہ کئی بر خوش معنی
اگر تو کسی خوش میں بر، ذرا دم کرتے تو
نہ در مان دلے نے درود دینے
نہ کسی دل کا علاج، نہ دین کا درود
چہ باشد گریزی باغینے
کیا ہو جائے گا، اگر تو ایک ٹھیک کی دھوئی کرے گا؟
مال حال خود از پیش بینی
کسی پیش میں سے اپنے مال کا احتیاج
نہ دعوت را کلب آئینے
نہ دعا کے پاس، لوہے کی کنبی ہے

گفت با ز آئی کہ دیر بیناں در گاہی
کہیکہ تو اس دبا ز کاہا ناسبتے والا ہے لوٹ آ
پر تو جام جہاں ہیں دہرت آگاہی
جہاں ہیں جام کا کلس، تجھے خبر دار کر دے
با ادب باش گرا ز ہر خدرا آگاہی
ادب کے ساتھ رہ، اگر تو خدائی ناز سے باخبر ہے
کہ تانند و دہند افسر شاہنشاہی
جو شاہی تاج، اتارتے، اور مٹا کرتے ہیں
دست قدرت تجھ کو منصب صاحب جاہی
قدرت کا ہاتھ، اور تہ والے کا تہہ دیکھ
کتریں ملک تو از ماہ بود تاناہی
تو چرا ب سے چروٹا تک، چاند سے، پہلوی تک ہوا
ظلمات تیرس از خطر مگر آہی
اندھیرے ہیں، گراہی کے خطر سے نہ
بفلک برشہ دیوار بایں کوتاہی
با جو دھوئے ہونے کے اس کی دیوار آسمان سے بند ہے

تو در فقر بمانی ز دن از دست مده
 تو تو کے دروازے کو کھٹکتا نہیں جانتا ہے، نہ چوڑ
 اے سکندر نشین و غم بیہودہ مخمور
 اے سکندر پیش رو، اور بیکار غم زدگار
 اے گدایان ترا عازر شاہنشاہ ہی
 ہے کہ تیرے گداؤں کو شہنشاہی سے عار ہے

منہ خواجگی و مجلس تو راں شاہی
 خواجگی کی سندہ اور تو راں سفینہ جس کر
 کہ نہ بخشند ترا آب حیات از شاہی
 اس لیے کہ شاہی کی وجہ سے تجھے آب حیات دینگے
 ہمہ کس را تو دہی منف۔ نیل حاج جابی
 سب کو تو ہی صاحب جاہ کا مرتبہ دیتا ہے

حافظ نام طمع تیرے ازین فقہ بلار
 اے غلط لالچ کرنے والے حافظ! اس فقہ کو بھڑک
 علمت چیست کہ مزدش ہو جہاں میخوای
 تیرا اکو ہے کہ تو اس کی اجرت دونوں جہاں چاہتا ہے

سَلَامُ اللّٰهِ مَا كَسَرَ اللّٰسَاتِي
 اللہ سلامت ہو، جب تک بھی زبیں تیز ہیں
 عَلِي قَادِي الْاِمْرَالِكِ وَمِنْ عَيْهَمَا
 علی کے جنگ پر، اور ان پر جو دباں ہیں
 دَعَا كَوْنِي غَرِيْبَانِ جِهَانِم
 میں دنیا کے مسافروں کا دعا گو ہوں
 مَنَال لِّدَلِّ كَدْرُ زَنْجِيْرِ نَفْسِ
 اے دل! نالہ نہ کر اس لیے کہ اس کی زنجیر کی زنجیریں
 اَمُوْتُ صَابِرًا كَيْلَا يَنْتِ شَعْرِي
 میں مہر کرتے ترا جاتا ہوں، لے کاش میں جان مانتا
 فَعِيْلَتٌ مَرَاتِحِي فِي كُلِّ حِيْنٍ
 ہر گھڑی، تیری محبت، میری راحت ہے
 سُوَيْدَا لِي دَلِّ مَن تَا قِيَامَتِ
 میرے دل کا سیاہ لفظ، قیامت تک

عَلِي مَلِيكِ الْمَكْرَمِ وَالْمَعَالِي
 بزرگیوں، اور بلند یوں کے بادشاہ پر
 وَكَارِي بِاللَّوِي فَوْقَ الرِّمَالِ
 اور میرے گھر پر جو لوئی میں رہتی زمین پر ہے
 وَادْعُوْنَا تَوَاتُرًا وَّ تَوَالِي
 اور میں متواتر اور لپے لپے دعا کرتا ہوں
 ہِمَّ جَمِيْعِي سَتِ اَشْفَتِ حَالِي
 پریشان حالی، پورا اطمینان ہے
 مَتْنِي لَطَقَ الْبَشِيْرُ عَنِ الْوَصَالِ
 وصل کی خوشخبری دینے والا کلب بولے گا؛
 وَذَكَرْتُكَ مُؤْنِسِي فِي كُلِّ حَالِ
 اور ہر حالت میں تیرا ذکر، میرا تسنن ہے
 مِبَادِازِ سُوْرٍ سُوْدَا لِي تُو خَالِي
 خدا کرے تیرے عشق، کی جہن سے خالی نہ ہو
 مِيْنِ بَدِنَا نَمِ لَانِدِ لَا اُبَالِي
 میں بدنام، لا پرواہ رہتا
 كَعُمْرَتِ بَادِ صَدَا لِي بِلَالِي
 خدا کرے تیری عمر، سو قری سالوں کی جو
 كَهْ رَدِّ مَدَشِدِ خَطِّ بِلَالِي
 جو چاہتے چاروں طرف بلائی خط کیچھتا ہے
 نَكْبِدَارِ شِسْ بِحَفِيْظِ لَا يَزَالِي
 دائمی حفاظت سے، تو اس کی حفاظت کر

اے آپ حیا سلطنت
 کے زور سے نہیں نہیں
 ہوتا ہے۔
 اے تو تمام انسانوں
 کو منصب جاہ دیتا
 ہے لیکن تیرے درکے
 گدا شاہی کو عار سمجھتے
 ہیں۔
 اے حافظ کے ایسے
 کون سے کارنامے
 ہیں جن کی اجرت میں
 دونوں جہاں انگشتا
 کے بادشاہ اور پادشہ
 پر چوہلو کے جھگڑیں
 مقیم ہتا اور
 میرے گھر
 خدا کا سلام
 ہے۔

اس کی
 زلف میں گرفتار ہوتے
 سے ہی دل جیسی حال
 ہے۔
 اے سولیا خون کا ایک
 لفظ ہے جو دل کے
 درمیان میں ہے اور
 وہی ماہر رنگ ہے۔
 اے سر سے چہرہ
 اور خطِ بلالی سے
 سبزہ خطِ مراد ہے۔

سے خدا بار بار دعا مانگا
 ہے لہذا مجھے سوال
 کر کے ضرورت نہیں ہے
 وہ میرا سگے دیکھ
 سہ دوست سب
 بچھڑ گئے کج سے میرا
 دل خون بہ رہا ہے
 شراب پلا
 سہ دیر مغالہ کی رہی
 مشکلیں آسان ہوئی
 سگے ایسی شراب دیکر
 ہے جو صورتوں کو
 بچھاڑ دے سگے لے
 کہیں ان کی یاد آری
 سے ماہر آیا ہوں
 یہ اگر ہے
 یزول
 لے بہت
 ہر چاہے
 لیکن ہر کچھ
 کیٹیوں کا احسان
 اٹھانے کے لیے تار
 نہیں ہے۔
 سہ سعادت کی کہنا
 یہ ہے کہ ہوں کہ
 صحبت نہ اختیار کریجے
 سہ میری خوب جو ہے
 دور ملاقا میں جا بسی
 میں بچھڑ کر مصائب
 برداشت کر رہا ہوں

تومی باید کہ باشی ورنہ سہلت
 چاہئے کہ تو رہے، ورنہ آسان ہے

خدا دانند کہ حافظ را غرض صیت
 خدا جانتا ہے، کہ حافظ کا کیا خدا ہے؟
 وَعَلَّمَ اللَّهُ مَحْسَبِي مِنْ سَوَالِي
 اور میرے اگنے کی جہائے اللہ کا جانتا میرے لیے کافی ہے

زبان مایہ حسانی و مالی
 جانی، اور مالی سرمایہ کا نقصان

بدان مردم دیدہ روشنائی
 ان روشن آدمیوں کی پستلی ہر
 بدان شمع خلوت تلو پار سانی
 اس، نیکی کی غلظت سمجھ کی روشن ہے
 دلم خون شد از غصہ ساقی کجائی
 لے ساقی! تو کہاں ہے، تم سے یزول خون چو گیا ہے؟
 فروشدن مفتاح مشک کشتائی
 مشکل کشتائی کی کنجی نہ فروخت کرتے تھے
 ز حد می برد شیوہ بیوفائی
 بے وفائی کی عادت امد سے بڑھاری ہے
 کہ در تانم از دست زہد ریائی
 اس لیے کہ ریاکاری کے زہد کے ہاتھوں میں کھار ہوں
 کہ گوئی بنو دست خود آشتائی
 کہ گویا، دوستی تنہی ہی نہیں
 نخواہد ز سنگیں دلاں مومبائی
 وہ پتھر جیسے دل دلوں سے ہوسبائی نہ آئے گا
 بسے بادشاہی کتم در گدائی
 فقیری میں بہت بادشاہی کروں گا
 زہم صحبت بد جدائی جدائی
 بڑے ہم صحبت سے، جہائی ہی جدائی ہو

سلائے چو پوتے خوش آشتائی
 آشتائی کی خوشبو جیسا، سلام
 دروے چو نور دل پار سالیان
 نیوں کے دلوں کے نور جیسا، سلام
 نمی بینم از ہمد ماں بیج بر جا
 میں ساتھیوں میں سے کبھی ملے پڑھیں، دیکھتا ہوں
 ز کوئے مغال روگردان کہ آنجبا
 مغلوں کے کوچ سے روگردانی نہ کر اس لئے کہ وہاں
 غروب جہاں گرید در جہنم ست
 دنیا کی دہن، اگرچہ جہنم کی حد میں ہے
 سگے صوفی افکن کجائی فروشدن
 صوفی کو بچھاڑ نہوای شہر، سب کہاں نیچے بھیجا؟
 رفیقان چنان عہد صحبت شکستند
 دوستوں نے دوستی کا عہد اس طرح توڑ ڈالا
 دل خستہ من گرش بیتے نیست
 اگرچہ سیر سے ٹٹے ہونے والے ہیں بہت نہیں ہے
 مرا اگر تو بگڈاری لے نفس طامع
 لے لاپچی نفس: اگر تو مجھے چھوڑ دے
 بتیا موزمت کمیائے سعادت
 میں تجھے نیک، بھئی کی کمیاب سیکھاتا ہوں

مکن حافظ از جور گردوں شکایت
 اسے حافظ از ماد کے ظلم کی شکایت نہ کر
 چہ دانی تو لے بندہ کار خدائی
 اسے بندے، خدائی سلام کو تو کیا جانے؟

أَلَا مَعِيَ فِي هَوَا مَا أَلَا مَعِيَ
 میں اس کی بھت میں برداشت کر رہا ہوں جو بھی لڑتے کر رہا ہوں
 سَلِمَتِي أَمْ تَذُحَّتْ بِالْعِرَاقِ
 پسادی سانی، جب سے عراق میں مقیم ہوئی ہے

الائے ساریاں محل دوست
 اے دوست کے کما دے کے مدد ان پس
 بسازے مطرب خوشنواں خوشگوی
 اسے خوش غلاں آذر خوشگو، مطرب ۱۴
 بیاساتی بدہ رطل گرام
 ساق آ، بچے بھاری پیانہ دے

جوانی بازی آرد بیاد م
 بچے جوانی بھر یاد زلا رہی ہے
 مے باقی بدہ قامت و خوشدل
 بچی ہوئی شراب دیدے، مست از خوش دل ہو کر

دروم خون شہداز نایب دوست
 دوست کے دد کھینے سے، میرا دل خون چوکیا
 دے مے با نیکوواں شفق باش
 تھوڑی دیر کے لیے خیر خواہوں کے ساتھ بیٹھ

سیمائے مجرور اطر ارد
 مجرور، سبھا کو تہ بات زب دیتی ہے
 عروس لب خوشی اے دختر زر
 اے انکور کی بیٹی! تو بہت حسین دہی ہے

سربیع العمیر فی مزی جماعتکم
 زندگی کا موسم بہانہ تیار سے مٹی کی چراگاہ میں ہے
 خرد در زندہ رود اندازو مے نوش
 عقل کو زندہ رود میںا ہیٹک مے اور شراب پی

نعمانی الشیب من کل العذارى
 بڑھا پے نے مجھے ہر بارہ لڑکی سے روک دیا
 وصال دوستاں چوں روزی مات
 چونکہ دوستوں کا وصال، ہمارا مقدر ہے

ذووی جہرا کم لا تحقروها
 ہمارے آسودہ تیار سے فراق میں جیسا ان کو حقیر نہ سمجھو
 مصمت فرم الوصال فما شعرتنا
 وصل کی فریفتیں گزریں، اور ہمیں پتہ نہ چلا

گو حافظ غزلہائے فراق
 اے حافظ! اب فراق کی غزلیں سوا

الی سرکبان کتم طال اشتیاقی
 تیار سے سواروں کی طرف، میرا شوق فریفتا ہے
 بشعر پارسی صوت عراقی
 فارسی اشعار، عراقی بچے میں

سقا لک الله من کابین دھاق
 فدا، تجھے لب لب پیانے سے سیراب کرے
 صدائے جنگ نوشا نوش ساقی
 جنگ کی آواز، اور ساقی کی نوشا نوش

بیاراں بر فشانم عمر باقی
 دوستوں پر تیرا بن کروں تیرے زندگی
 آلا لعمرا لا یام الفراق
 فراق کے دنوں کے لیے، ہاکی ہر

غنیمت داں امور اتفاق
 انسانی باتوں کو غنیمت سمجھو
 کہ باخورشید ساز دہم و شاقی
 کہ آفتاب کے ساتھ، ہم خانہ ہو

ولے کہ گزراوار طلاق
 لیکن کبھی کبھی، طلاق کے قابل ہے
 سحا لک الله یا عمدا السلاق
 اے طاقات کے زمانے خدا تیری حفاظت کرے

بگل بانگ جوانان عراقی
 عراقی جوانوں کی آواز پر
 سیوی تغیل حدی و اشتیاق
 سوائے رخسار کے پورے لپٹا اور گلے گانے کے

گو واعظ سخنبائے فراقی
 اے واعظ! جذبات کی باتیں نہ کر
 فکتم بحر جمعنا من سواق
 بہت سے سمندر ہیں، جو ہم نے نہروں سے جمع کئے ہیں

سچ کہ مجھ پر وراق
 چڑھی ہے لبنا اب
 مجھے فانی اشعار
 عراقی بچے میں پسند
 آتے ہیں۔

مے چنگسک آواغمانی
 کی نوشا نوش کی صدا
 جوانی کا زمانہ یا ولاق
 ہے فراق کے زمانہ کا
 خدا بڑا کرے میرے
 دل کو خون بنا دیا ہے
 مے تھوڑی دیر کے
 لیے ہمیں پھر خواہا
 کے ساتھ مل بیٹھنے کو
 قیمت کچھ۔

مے حضرت بیچ ملاطفا
 نے شادی نہ کی تمام
 عمر عالم مجرور

میر گزری
 اسی لئے
 ان کو مرغ
 چارم پر گزری

پرمسی گزریان خفت بیعت
 مافقہ مجرور کف خفت
 مے ریح، موکم مبار
 ملی، دو چراگاہ جو کوئی

اپنے لیے مخصوص کرے
 مے زرد روں اونہا
 کی شہر بندی ہے
 جس کا باقی بہت
 سحر ہے۔

مے بڑھا پے نے مز
 اسکی اجازت دے گی
 ہے کہ بارہ لڑکیوں سے
 بوس و کنار کر لیں۔

مے وصال کی فریفتیں
 غفلت میں، گزریں
 اب سوائے فراق کی فریفتیں
 بڑھنے کے اور کوئی چارہ
 میں ہے۔

را سلی کی ایک خاص مشق
کا نام تھا لیکن اب ہر
مشق کو سلی کہا جاتا ہے
جیسا کہ سلی
سے تکیہ لکت سے
زنیس مراد ہیں جنہاں
دل چاہتا ہے سب کو لیا
سکاس دنیا میں شریک
سکون دل سکتا ہے۔
سکون کی عقل مند عشق
کی پاکیزگی کو نہیں سمجھ
سکتا ہے۔
۵۔ نیک ترکستان میں
ایک حسن خیز شہر ہے
مشہور ہے کہ گیسو
کے دور میں رستم کا
بھائی بختیار
افریسیاب
شاہ توران
کی بیٹی شہزادہ
پر عاشق ہو گیا
افریسیاب نے سوچا
پاکیزگی کو گرفتار
کر لیا اور توری میں بند
کر دیا جب کہ ہم کو یہ
بیاد آوے تو آواز ہمیں سن
تورن کیا اور بختیار کو
چھوڑ لیا اس شہر میں
اسی واقعہ کی طرف
اشارہ ہے۔
۶۔ اس دنیا میں مالدار
نہیں رہے اب کسی
نئے آدمے کے نئی دنیا
بنانی چاہئے۔



سَبَّتْ سَلْمَى لِبَدْعِي مَا فَوَادِي
اپنی دونوں زلفوں سے سلی نے یہ لڑائی تیار کر لی
خدا را بر من بیدل بنمشی
خدا کے لئے، مجھ بیدل پر بخشش کر
آمن آنگز تویی عن حُب سَلْمَى
اے خدا خدا کو تو نے سلی سے بری ہوتے آکا کر لیا
بگارا در غم سودائے عشقت
اے محبوب! میرے عشق کے خون کے عیس میں

دل حافظ شد اندر چین زلفت
تیری زلفوں کی شکن میں حافظہ کا دل کم ہو گیا
بلیلی مظلوم کو اللہ ہاد
اندھیری راست میں ماور خدا راستہ دکھانے والا ہے

وَرَوَّحِي كُلَّ يَوْمٍ لِي يَمِينَادِي
اور میری ہر دن، مجھے ہر روز بھارتی ہے
وَأَوْصَلَنِي عَلَى زَعْمِ الْأَعْلَانِي
اور دشمنوں کی خواہش کے برخلاف مجھے وصل ملے گا
عَلَّقَ الْعَشِقُ فِي بَحْرِ الْوَدَادِ
میں رحمت کے سمندر میں عشق کا قند با ہوا ہوں
لَوْ كُنَّا عَلَى سَرَبِ الْعِبَادِ
ہم نے بدوں کے خدا پر تو عمل کیا ہے

سینہ مالا مال درد سے لے در غم میرے
سینہ درد سے مالا مال ہے، اے افسوس مرہم ہوتا
خیر تا فاطمہ بل ترک تم قندی و ہمیم
اٹھا، تاکہ ہم اس عرقی مشق کو دل دیں
چشم آسائش کہ در دوزن سپہ گرم رو
اس خیر قرار، آسان سے آدم کی آسائش کون رکھتا ہے؟
زیر کے رگفتہ اس احوال خود خندید گفتم
میں نے ایک عقلمند کو اپنے آسائش احوال سنا سنا، ہنسا اور ہلا
سو ختم در شاہ صبر از بہر آن شمع چنگل
اس چنگل کی شمع کی طرح میں صبر کے کوئلے میں جل اٹھا
در طریق عشق تازی امن آسائش خطاست
عشق بازی کے راستہ میں اطمینان اور آرام غلطی ہے
اہل کام آواز زار کوئے زنگل از نیست
غرض، آواز زار کوئلے کے کوئلے میں راستہ نہیں ہے
آدم خاکی بدیں عالم نمی آید بدست
فانی نہیں آدمی اس دنیا میں دستیاب نہیں ہوتا ہے

گر تیرے حافظہ پر سازشیں استغنائے دوست
دوست کی بے نیازی کے ساتھ مانتے کا روٹا کا کام آتا ہے،
کاندریں طوفان نمایاں ہفت دریا شبنم
اس لیے اس طوفان میں سائوں ختمدیکے شبنم ہیں

شد بہار و گذشت موسم دے
 موسم میلہ ختم ہو گیا، اور دے کا سینہ گدگیا
 سوتے من یار آمد و بگذشت
 یار میری جانب آیا، اور نکل گیا
 زیراں قصر صد ہزار گذشت
 اس قصر کے بچے، لاکھوں گز گئے
 دل تہ دنیا بسند اگر مردی
 اگر تو مرد ہے، دنیا سے دل نہ گنا
 زندگی یافتہم ز مے آرے
 باں میں نے شراب سے زندگی حاصل کی

آگہی گرز چرخ و گردش دے
 اگر تو آسمان، اور اس کی گردش سے بانہر ہے
 رفت بر باد عمر من سے ہے
 ہائے ہائے، میری عمر برباد ہو گئی
 ہچو کاوس و قیصر و جم و کے
 کاؤس، اور قیصر، اور مجید، اور کینسرو جیسے
 زانکہ دنیا ست لاشہ ولاشے
 اس لیے کہ دنیا مردار و اور ہیچ ہے
 وَ مِنَ الْمَاءِ كُلِّ شَيْءٍ حَيٍّ
 اور ہر زندہ، پانی ہی سے ہے

یار باہامست روز و شب حافظ
 اے حافظ! یار دن رات ہمارے ساتھ ہے
 ہچو جانے کہ ہمت در درگ ولے
 اس جان کی طرح جو رک، اور پتھ میں ہے

شہریت پڑھ لیاں از ہر طرف نگاہے
 غریبوں سے شہر میرا چڑا ہے، اور ہر جانب ایک مشرق ہے
 چشم فلک ندیدہ زیں خوبتر حریفے
 اس سے زیادہ حسین دوست، آسمان کی آنکھ نے نہیں دیکھا ہے
 لے رفتے خوبت از گل صد بار نازنینی
 اسے دکھاتے چہرہ، پھول سے سوگنا نازنین ہے
 چشمے کہ دیدہ باشد جسمے ز جاں مرکب
 ایسا جسم جان سے بنا ہو کسی کی آنکھ نے دیکھا ہوگا
 چون من شکستہ را از پیش خود چہ رانی
 تجھ جیسے شکستہ کو اپنے سامنے سے تو کون جھکا سبے
 مے بیخست است بشاب قت خوش است دریا
 خاص شراب ہے جلدی کر، آجھا وقت ہے جھانے
 چون ایں گرہ کشایم ویں راز و امنایم
 میں کس طرح پیچہ کھولوں، اندس اندس کس طرح ظاہر کروں
 در بوتال حریفان مانند لالہ و گل
 یار تو گوں نے، باٹ میں لالہ و گل کی طرح
 ہر تار مئے حافظ در دست ترک خوشت
 ہر تار مئے حافظ کا ہر تار، ایک شوخ ترک ہے ہاتھ میں ہے

یاراں صلواتے عشق است از مسکن کارے
 اے یارو! عشق کی پھار ہے، اگر کوئی سما کرے
 در دام کس نیتفد زیں خوبتر کارے
 اس سے بہتر حکایت کسی کے مجال میں نہیں ہے
 یارب کہ رہ نیاید بردامن تو خارے
 خدا کرے تیرے دامن کی طرف، کھانے کو رات نہ لے
 بردامش مباد ازیں خاکدان غبارے
 خدا کرے اس کے دامن میں اس خاکدان سے غبار نہ پڑے
 کتہ غایت تمنا لو سے ست یا کتا سے
 اس لیے کہ میری تمنا ہی تمنا، بوسہ یا معاف
 سال دگر کہ دارد امید نو بہارے
 دوسرے سال نو بہار کی امید کون رکھتا ہے،
 در دے و صعبے دے کارے و سخت کارے
 دوسرے اور سخت درد، کام سے اور مشکل کام
 ہر یک گرفتہ جامے بر یاد گلخانے
 ہر ایک نے مہم تھا، ہر کلمے کی نقل و خزاں مشرق کی یادیں
 مشکل تو ان شستن در اختیارے
 اس جیسے وطن میں، بیٹھنا مشکل ہے

یاد سے پاس سے
 ہو کر گزریا اور جاوے
 پاس نہ بجز آگاہی ہو
 عمر برباد گئی۔
 سے دنیا سے دل نہ گنا
 چاہے اس نے سیکڑیا
 ہنسے آدھوں کو ہنک
 کیا ہے۔
 سے شہر سے میرے
 دل سے شہر سے
 بہ زار گزریا جگہ کی کوئی
 شکر کسی کے مجال میں
 نہیں پھیلے۔
 لے اس کا ہم چھاری
 جان سے تنہا
 خدا اس کو
 مصاب
 سے چائے
 سلاک، اور آگ
 گفتف ہے یعنی میری
 تمنا صرف بوسہ کو
 ہے۔
 سے دوسرے موسم
 بہار کون مینا
 ہے اسی موسم میں
 کام کرے۔
 سے حافظ کا دل گنا
 دل گنا ایک شوخ
 مشرق کے ہاتھ
 میں ہے لہذا وہ
 چوں سے کیسے ٹیٹھ
 کتا ہے۔

لے چونکہ مسائیں محبوب
 کی زلف میں خوشبو ہے
 لہذا وہ یادگار رہیگی۔
 اس کی خوشبو میں
 کوئی لگشگر کامر نہیں
 ہے یہاں سے قد ہے
 کہ اس کے گلیان تخت
 مزاج ہیں۔

سے چونکہ محبوب لیا کی
 طرف توجہ ہے تو
 ہماری کس ہے۔
 سنا آواز سے سخن کا
 نکتہ مفلور ہو جائے
 تو کوئی ہرگز نہیں ہو سکتا
 خدہ دماغ کافی ہیں۔
 یہ دوسرے ستاروں
 کی روشنی آفتاب کی
 عطا کر رہے

لہذا وہ
 اگر حسن
 کا دعویٰ
 کرے تو اس کو

حق ہے۔ اسی طرح
 مشرق کی نماز آفتاب
 کے ہے اور دوسرے
 جہاں سے تیرے
 سے رو ہو چکے سائے
 جا کر اس کے قدم کے
 مقابلہ میں شرمناک
 ہے عشق کا کوئی نہ
 سے باہر قدم کھانے
 سے جان ہو سکتا۔
 ہے ہیں ایک فدا
 بیوی کا ہے، برگ
 سازد سامان میں۔
 ایک سیر بار چٹانک
 کا ہر تلبہ۔
 ۹۰ شعر

صبا تو نگہت اس زلف مشکبوداری
 اسے صبا تو اس نکتہ میں خوشبو لائی زلف کی خوشبو کی ہے
 دلم کہ گوہر اس حسن و عشق در صفت
 سیرا وہ دل، جس میں حسن اور عشق کے مانے کوئی ہیں
 دلال شامل مطبوع، بیچ تو قال گفت
 ان پسندیدہ اخلاق کے بارے میں کچھ نہیں کہا جاسکتا ہے
 نوازے بلبلت کے گل کو پائید افتد
 اسے پہول! تجھے بلبل کی آواز کب پائید گئی؟
 زجر عہ تو سرم مست گشت ولوشت یار
 تیرے ایک گھونٹے سے برابر مست ہو گیا، خدا کے تیرے لئے جو لگاؤ
 قبائے حسن فروشی ترا بزمید و بس
 حسن فروشی کی قبا، حرف تجھے زیب دیتی ہے
 زمانہ کہ بزمہ مشک فتن دہر بر باد
 اگر زمانہ نہیں کا سارا نکتہ بر باد کر دے
 دم از ممالک خوبی جو آفتاب زون
 آفتاب کی طرف حسین غلاموں کا دم بھرنا
 بسرکشی خود لے سرو و چوپا نماز
 اسے بڑے سروا اپنی سر بلند ی پر نماز نہ کر
 دعاش کفتم و خندان بزمیراب میگفت
 میں نے اس کو دعا مانگا، اور وہ میری بے سگڑا ہوا کہہ رہا تھا

بیادگار بہانی کہ بوئے او داری
 تو یادگار بنے گی کیونکہ تو اس کی خوشبو رہتے ہے
 تو اس بدست تو دادن گرش مشکبوداری
 تیرے ہاتھ میں دیا جاسکتا ہے، اگر تو اسکو اپنی بو کے
 جزا اس قدر کہ رقیبان تند خود داری
 اس کے علاوہ کہ تو بد مزاجی و تعجب ان رکھتا ہے
 کہ گوش ہوش بمرغان ہنر گو داری
 اس لیے کہ تیرا ہوش کسان ہی ہو وہ تو نہیں بلکہ فطرت
 خود از کہ ام خمت اینکہ در سبوداری
 یہ کون سے نکتے کی ہے، جو تیری شعلہ میں ہے؛
 کہ جو گل ہمہ آئین رنگ بوداری
 اس نکتے کو تیروں کی طرح جبکہ اور خوشبو کے سبب سے کہتے
 فدائے تو کہ خط و خال مشکبوداری
 میں تجھ پر قرآن کد تو مشک کی خوشبو لے لے خط و خال لکھتا ہے
 تیرا سز کہ غلامان ماہروداری
 تجھے جیتتا ہے، کیونکہ تو چاند جیسے چہرے لے لے فنا لکھتا ہے
 کہ گریادری از شرم چہرہ داری
 اس لیے کہ گری تو اس کے پاس ہونے سے شرم سے چہرہ چھپا لے
 کہ کستی تو بواجب گفتگو داری
 کہ تو کون ہے، اور تجھے ہم سے لے لے کہ نسبت؛

ز کج مادرہ حافظ مجوی گو ہر عشق
 اسے حافظ! مدرس کے گوشہ میں عشق کا گوہر تلاش نہ کر
 قدم بروں نہ اگر میل جستجو داری
 اگر جستجو کی خواہش ہے، تو باہر قدم نکال

ببرگ صبور ساز و بدہ جام یکنی
 صبح کی شراب کسان تیار کر دیکھ میں ولا ماہارے
 مے تا خلاص بخندم از مانی و منی
 شراب، تاکہ وہ مجھے خوری اور امانت سے نکلتا دیکھ
 در کار بار کوش کہ کاریت کرنی
 یاد کے معاذ میں کوشش کر، کیونکہ یہ کرنے کا کام ہے
 پشانی خسار جہاں یہ کہ بشلنی
 یہی بہتر ہے، کہ تو خسار سے بچو کہ بشلنی

صعشت و نزال میچکہ از ایرہ ہمینی
 صبح ہے، اور ہمیں کے بیڑے کے ایرے برف برس رہی ہے
 در تحمانی و منی افتادہ ام بیار
 میں خودی اور امانت کے سمندر میں پڑا ہوں، لا
 خون پیالہ خور کہ حلاست خون او
 پیالہ کا خون ہی، اس لیے کہ اس کا خون حلاوت ہے
 گر صیبت م خمار تر از در سرد بد
 اگر تجھے خمار سے بچنا ہے تو سردی میں بیٹھا کرے

ساتی بہوش باش کہ غم در کین ماست
اسے ساتی جو شہید ہو کر کہم ہاری گمانت میں ہے
مے دہ کہ سرگوش من اور دیک گفت
شراب دے، اس لیے کہ چنگ سر سے کہ کھاس لائی اور کہا
ساتی پٹے نیازی یزدان کہے سبار
اسے ساتی اچھے مذاک بے نیازی کی قسم، شراب

مطرب نگاہ دار ہمیں رہ کہ میزنی
اسے مطرب اس شرکائیاں رک کہ جو تو تھا باجے
خوش باش و پند بشنوازیں پر مغنی
غوش رہ، اور اس کہ سے بڑھے کہ نصیحت سستی کے
تابشوی ز صوت مفتی ہوا لغنی
تا کہ تو مطرب کی آواز سے "وہ بے نیاز ہے" سے

حافظ نہال قدور جو تار چشم

مانفٹے ترے قد کے پورے کو آنکھوں کی تیر میں

خول خورد و بر نشاند و تو خواہی کہ برنی

خون پیہ، اور نگایا، اور تو چاہتا ہے کہ اکیڑ سے

طفیل مہتی عشق نہ آدمی و پری

آدمی اور پری عقیق کے وجود کا طفیل ہیں

جو مستعد نظر مہتی وصال تجوی

جبکہ تمہارا دیکھنے کی استعداد نہیں ہے وصال تو خود

مے صبور و شکر خواب صبر م تا چند

صبری شراب، اور صبح کی بیٹھی نیشہ رکب لکھ

ہوتے زلف و رخت میر و زومی آئند

تیری زلف کی خوشبو اور رخ کے پاس آتے جاتے ہیں

کیوش خواجہ و از عشق لے نصیب مباح

اسے خواجہ اور کوشش کر اور عشق سے ہے نصیب رہ

بیاد و سلطنت از ما بخر بایہ حسن

آ اور حسن کے سرمایہ کے بدلے ہم سے سلطنت خرید لے

دعائے گوشہ نشیناں بلا بگرداند

گوشہ نشینوں کی دعا، مصیبت مال دیک ہے

مرا ازین ظلمات آنکہ رہنمائی کرد

جس نے میری ان تاریکیوں میں راہ چٹان کی

ز ہجر و وصل تو در حیر تم چہ چارہ کنم

میں ہجران ہیں، تیرے ہجر اور وصل کی کیا تدبیر کروں؟

طریق عشق طریقے عجیب خطرناک است

عشق کا راستہ عجیب خطرناک راستہ ہے

ہزار جان گرامی بسوخت ازین غیرت

اس غیرت سے ہزاروں قیمتی جانیں جل گئیں

ارادے بنامنا سعادتے بری

ارادے ظاہر کر، تا کہ تو سعادت حاصل کرے

کہ جام جم نہ بد شود وقت بے بصری

اس لیے کہ ناپائال کے دست جام جم ناپائے نہیں تیا ہے

بغذر نیم شبی کوشش و نالہ سحری

آدمی رات کے وقت غلام اور سحر کی گریہ فطری کی کوشش کر

صبا بغالیہ سانی و گل بجلوہ گری

صبا غر شہر مہا کے لیے اور پہل جلوہ دکھائی کہ وجہ سے

کہ بندہ را خرد کس پر عیب بے ہنری

اس بندے ہنری کا عیب ہر گئے تھے غلام لکھ نہیں فریت لے

ازین معاملہ غافل مشو کہ حیف خوری

اس معاملے سے غافل نہ ہو، ورنہ افسوس کرے گا

چرا بگوشہ چشمے بمانی مگر کی

تسکینوں سے، تو ہمیں کیوں نہیں دیکھتا ہے؟

دعائے نیم شبی بود و گریہ سحری

وہ آدمی رات کے دعا، اور صبح کا رونا تھا

نہ در برابر چشمی نہ غائب از نظری

نہ تو آنکھوں کے سامنے ہے، نہ نظر سے غائب ہے

نغوذ باللہ اگر رہ بمانے ہنری

غلگ بنا اور آگے کہیں اس کی جگہ کا راستہ نہ لے

کہ ہر صباح و مباح مجلس گری

کہ تو ہر صبح و شام دوسرے کی مجلس کی شہ ہے

شہ شہ شہ شہ شہ شہ
مرا ہے چونکہ وہ کہ پری
ہوتی ہے اور چونکہ
اس کا کٹ و منگے
کان کہا اس وقت ہے
ہذا سرگوش آواز کہا ہے
مے صدقات لہنا
ہے وہ ہندی شراب
خوری کر گیا رفت
کہ مہ، پڑھتی تیری وہ
اشرے بند ہے۔

سے ایک حدیث میں
آج ہے خدائے غافل
نے فرمایا، میری ذات
ایک شخص خدائے میں ہے
چاہا کہ سچا مانا جاؤں،
اسی پہاں کی خاطر
جن و انس

کو پیدا
فرمایا
سکینہ
صبا و سحر

کی آمد نص اس لیے
ہے کہ صبا تیری زلف سے
خوشحال کرے اور
بھول تیرے رخ سے
جلوہ گری حاصل کرے
مے ہماری طرف گوشہ
چشمہ صفاقت کرادیم
گوشہ نشینوں کا مائیں
لے۔

مے دنیا کی لہریوں
کے دعا اور نہ لے
نے نہات دی ہے۔
مے اگر عشق کا راستہ
کسی اس کی جگہ تک
دہر نہاے تو پھر بیت
ہی خطرے ہیں۔

دنیائی باتیں مجھے
حیرت میں ڈال رہی
ہیں اب شراب پیکر
اپنے آپ کو کھینچتا ہوا
مے وہ فاری کے
دونوں مصرعے اگلے
شعر میں نہ گھس گیا۔
مے کا لیندگی شراب
ٹوٹی ہے۔ دوسرے
مصرعے میں ساقی
کے لیے دعا ہے۔
مے معلوم نہیں دنیا
میں کیا شمس ہے
کہ بڑے بڑے
صوفیا اس میں پھینے
ہیں۔

مے شرع سے الوداع

ہے یہی جسم
کے چہرے
مے نکل
اور طوبی ہو
جنت کا درخت

ہے اس پر ہونچا۔
مے ساقی چلے جا ہے
ہیں اور تو خوار ہے غفلت
میں سوچا ہے۔
مے میں کل اس کے
غلاموں کے ہمراہ
مارا ہوا تو بھول گیا ہو
عارفانہ مجھ سے دریافت
کہ مے کو کس کا عاشق
ہے۔

مے اچھی کی آگ پر
خوشبوئی جاتی ہے
تاکہ وہ نیکے ہرے
میں دل کو آتش عشق
پر رکھ دیا ہے تاکہ
اس میں کھیلے ہو۔
مے خون جاتا ہے

چوہر خیر کہ شنیدم رے بے حیرت داشت
چوہر میں نے جو خیر کس سنی انے حیرت تکہ بو نیچا یا
زمن حضرت آصف کہ می برو بیغا
سیری جانب سے آصف کے دربار میں کون پیغام لکھا آتا ہے۔
بیا کہ وضع جہاں راجنا تکہ می رسم
آ، دنیا کی حالت کبھی نہیں دیکھ رہا ہوں
کلاہ سروریت ج مباد بر سر حسن
سن کے سر پر تیری بادشاہی کی ٹوٹی ٹیڑھی نہ ہونے

یہ زمین ہمت حافظ امید ہست کہ باز
مانڈکی باطنی توجہ کی برکت سے اتید ہے کہ پھر
آرئی اُسامو لیلای لیلتۃ الہم
میں اپنی سیٹی سے جانے والے میں نقد ٹوٹی کر کے آ رہا ہوں

عمر گزشتہ یہ بھی حاصل و بو الہوسی
ناباکی، اور بو الہوسی میں زندگی ہیست گئی
چہ شکر تاہست درس شہر کا قلع شہزاد
اپنا شہر میں کیا شمس ہے، کہ قلع ہو گئے ہیں
بال بختا و صیغہ از شہر طوبی زن
پر کھول اور، مہلے کے درخت سے بھیجا
کارواں رفت و تودر خواب کینکہ درویش
قافلہ چلا گیا اور تویس ہے، اور گات کی جگہ سامنے ہے
دوش درخیل غلامان درش میر فتم
کل میں اس کے پردے کے دروں کے گروہ میں چار ہاتھا
تا جو مجھ سے دامن جاناں گیرم
تاکہ اچھی طرح تھوڑی دیر کے لئے مسنون کاروں پر چلاؤں
مَعَ الْبُرْقِ مِنَ الظُّلْمِ الْتَابِہ
خود سے نکلی چسکی اور میں نے وہ دیکھی
با دل نول شدہ چوین نہ خوش باید بود
نادی طرح غم شردہ دل پر اسکو خوش چہنا چاہیے

چند پوید ہواے تو زہر شو حافظ
حافظ، ہر جانب سے تیرے عشق میں کتا ادرے
يَسِّرُ اللَّهُ طَرِيقًا يَكُنُ يَا مُلْتَمِسُ
اس کے ہرے مہر تھی؛ غم تیری طرف راستہ کہ آسان کر دے

ازیں پس من وساقی و وضع بیخری
اس کے بعد میں ہوں گا، اور ساقی؛ اور بیخری کی حالت
کہ یاد گیر و مصرع زمن بلفظ دری
کہ فارسی زبان کے ہرے دو مصرعے یاد کر لے
گرامتال کینی مے غوری و غم نخوری
اگر تو آزا نیچا تو شراب ہے گا اور مے کھائے گا
کہ زہر تحت و سزا و زحت تاج مہی
اس لیے کہ تو تحت کی زینت اور اقبال کے لائق اور مگر کتا ہے

اے پسر ہام شیم دہ کہ ہے پیری برسی
لے لڑکے؛ مجھے شراب کام لے تاکہ توڑے گا آپ کو کھینچے
شاہبازان طریقت بہ شکار مکی
طریقت کے شاہباز ہمیں کی شکار پر
حیف باشہرچو تو مرے کہ اسیر قفسی
انورس ہے کہ تو جیسا پر نہ نفس کا قیدی ہے
وہ کہیں بیخیز غفل بانگ جرسی
الوس ہے کہ تو گمشدگی آواز کے شور سے بہت بچ رہے
گفت کالے بلیس و بیچارہ تو یار چکسی
اس نے کہا کہ لے لے جس اور بے پارسے تو کس کا دوست ہے؟
دل بر آتش نہاد م نے خوش نفسی
میں نے دل کو آگ پر گھرایا، اس کو خوشی اور شہور بنا لیا ہے
فَلَمَعَنَّ لَكَ الْبَشَاهِبُ قَبَسْ
پس، شاید کہ میں تیرے لیے آگ شعلے آؤں
ہر کہ مشہور جہاں گشتہ بہ تمشکلیں نفسی
جو دنیا میں شکت ہے جیسے سانس میں مشہور ہو گیا ہو

لَتَبَّتْ قَصَّةَ شَوْقِي وَمَدَّحِي بِأَكْ
 لِمَا لَمْ يَنْشَأْ كَأَنَّهَا لَمْ تَكُنْ لِي
 بَلْ كُنْتُ لَهَا
 بسا کہ گفتہ ام از شوق با و دیدہ تو خوش
 بگذشتہ میں نے اپنی دہنوں آنکھوں سے اپنے شوق کا ہے
 عجیب واقعہ و میں غریب حارثیست
 عجیب واقعہ اور بہت نادر مادہ ہے
 کراستہ کہ کنز عجیب دامن پاکت
 کس کی طاقت ہے کہ تیرے پاک دامن پر چب لگائے
 ز خاک بایے تو داد آفرینے لا اولکل
 تیرے پیروں کو خاک سے اٹھا اور کل کو آبرو دی
 صبا غیر مثال گشت ساقیا پر خیز
 اسے ساقی اٹھو صبا میر چھڑنے والی میں گئی ہے
 اثر نامزد من بے شاکت آ کرے
 تیری صورت کے انبیر، میرا نشان نہ رہا، ہاں
 دَعِ التَّكَاثُلَ تَعْتَمِدُ فَقَدْ جَرَى مَشْوِ
 سستہ چھوڑ دے، بال غنیمت ماہل کر ڈھالے اور شہ
 بابر نے گل و خاک پٹے سر و کونیت
 بھول کر کہہ دو اور سر و کے پیروں کی خاک کی کسر کہ نہیں ہے

بیجا کہ بے توجہاں آدم ز غنا کی
 آجہا اس لیے کہ تیرے بنیہ کم کرے جو حسنات عاجز ہوں
 أَيْ مَا نَزَلَ سَلْبِي وَأَيْنَ سَلْبِي
 اسے سلی کے مقامات، اور تیری سلی کہاں ہے؟
 أَنَا أَصْطَرْتُ قَبِيلًا وَقَاتِي شَاك
 میں قتل ہوا کہ تیرا قبیلہ، اور میرا قاتل شاک ہے
 کہ مجھ کو قطرہ کہ بر برگ گل چلے یا کی
 اس لیے کہ تیرا اس قطرے کی جو بھول کر ہی پڑے چلے پاک ہے
 چو کلک ضنع رقم زرد ز آبی و خاکی
 جب قسمت کے قطرے آئی اور خاکی کا نقش بنایا
 وَهَاتِ مَسْمَةَ كَرَمٍ مَصْلِيَتِ نَرَاك
 اور پاک و صاف انگور کی شراب لا
 أَسْرَى مَا تَرَى كَيْفِي مَنِ مَحْتِيَاك
 میرا پھنی زندگی کے نشان تیری صورت سے جھٹھا ہوں
 کہ ز اور اہر و ان حتی ست و حیا لاک
 کہ سازوں کا گوشہ، چستی اور چالانی ہے
 چیں بدیع جمالے ز آبی و خاکی
 اچھے عمدہ جہاں دلا، آبی اور خاکی میں

ز وصف حسن تو حافظ جگہ لفظ زند
 حافظ تیرے حسن کی خوبیوں کو کس طرح بیان کرے؟
 کچوں صفات الہی ویلے ادراکی
 تو ذاتی صفات کی طرح، ادراک ہے ہے

کہ بر دینزد شاہاں زمین گد پیا مے
 مجھ فقیر لا بادشاہوں کے پاس کون پیا مے جاتے
 اگر اس شہرا غلام مست اگر ان حرفی پختہ
 اگر یہ شراب پختہ ہے، اگر وہ رجب پختہ ہے
 شدہ ام خراب بدنام و ہنوز امید وارم
 میں برا فائدہ نام ہو گیا ہوں، اور اب بھی امید دار ہوں
 تو کہ کمیافروشی نظرے بقلب ماکن
 تو کہ کمیافروشی ہے، وہ جسے قلب پاک لفظ لفظ ہے
 بکجا بزم شکایت بکہ گویم اس حکایت
 شکایت کہاں کیا ہوں، یہ حکایت کس سے کہوں

کہ کبوتے مے فروشاں دوز ہزارم بجامے
 کہ شراب فروشوں کے کوچہ میں دوز ہزارم جیسا کہ جام کہیں
 ہزار بار بہتر ہزار چختہ خامے
 ایک کچا ہزار بار، ہزار چختہ سے بہتر ہے
 کہ ز بد خلاص یا کم بد علے نیکنامے
 کہ کسی نیک نام کی دعا کے ذریعہ بدی سے نجات پا جائے
 کہ بضا عتے نزاریم و فلند ایم دلمے
 اس لیے کہ ہم کو یہ سرمایہ تو رکھتے ہیں اور نیک نامی حاصل ہے
 کہ بت حیات با و دوز ناشتی و دلمے
 کہ تیرے ہونٹ ہماری زندگی تھے اور تجھے نیک نام دیا

میں نے دیکھا ہے
 اس کو اپنے شوق کا حال
 مکھا اور کھا کر آب
 آجا۔
 یہ مہربان ہیں تہیں
 تک کہ ڈھال لیا کچھ
 اس کی شکایتیں رفتی
 نہ ہوں
 تا تو اس قطرے کو
 طرح پاک شامے جو
 بھول کر پڑے پڑے
 سے آدم کا
 چالانی اور
 منی سے
 نیا گیا لہذا
 انسان آبی اور

خالی ہے۔
 بے انسان چہی اور
 چالانی ہی سے کچھ
 کر سکتا ہے سست
 عمر و مہربان ہے۔
 یہ مہربان فلک مستور
 کھلے اور کھ نہیں
 کر سکتی ہے اس طرح
 تیری خوبیاں بھی ہوں
 ان کی تعریف کرنے میں
 کہ شراب فروشوں کے
 کو یہ بر دوز ہزارم
 تہمت ایک جا ہے۔
 یہ کچا شراب پختہ
 ہزار گنا بہتر ہے۔
 یہ ایک نیک نامی اور
 دل کی حالت بدل ہے۔

ہرگز شکایت بہتر ہے ہونٹوں سے بری زندگی واپس نہ لیا جائے وہاں سے ۴۷ نہیں آیا۔

سلاطین میں نے شہر
 فتح کیا کہ ساری اورنگ
 وہ کام کا سارا تروریا
 لہذا میرے پاس
 پاساں کا کوئی کام
 نہیں ہے۔
 اس لئے میں تیری
 تسبیح کے دانوں سے
 تیرے جال میں بندھ گیا
 کتا ہوں میرا ایک
 شرف تیرا ایک ہوں۔
 اس لئے جیسے تیرے
 کوہ میں آتل نہیں
 کیا ہوا کتا ہے لہذا
 تو ہے تامل مجھے تامل
 کر دے۔
 اس لئے کہ جو یوسف
 ثانی تھے ہیں
 لیکن جب
 میں نے
 خور سے
 دیکھا تو یوسف
 سے بڑھ کر ہے
 یہ لوگ تیرے مذکور
 غم سے تشدید ہیں
 کیسی غلط ہے یہی
 تک دینی سکریٹر
 نہیں ہے۔
 تیری آنکھیں جلا ہیں
 کیسے بڑی سخت کام
 والی ہیں، تیری آنکھ کا
 تیرے جال کو پار کرنا۔
 اس لئے کہ تو غم سے
 گرا دے وہ سونوں
 کی طرح لوگوں کو غم سے
 گرا رہا ہے۔
 اس لئے کہ میں چاہتا
 تھا کہ ہر کوئی تیرے
 پڑتا ہے۔

عجب از وفاتے ماہاں کہ تفتقے لفرمود
 مشورن کی وقار کی پر حجب ہے، کہ ہر بان نہ مستمانی
 بروید پار سایاں کہ نماذ پار سانی
 اسے نیکو، علیے ماہر، اس لیے کہ نکل پختہ ہوئی
 زار کا میفکن لے شیخ تو یانے شیخ
 اسے شیخ، شیخ کے دانوں سے تیرے کھجور سے نہ چنا
 سر خد مت تو دارم بحرم شیخ و مفروش
 کچھ تیری قدر ستاری کا خیال ہے، کچھ غم سے ملے اس لئے شیخ

نہ بہ نامہ فرمایے نہ پیرش مسلامے
 دو نامہ وہی نام سے، نہ پیرش اور سلام سے
 مے ناب رکشیدیم و نمازنگ نامے
 ہم نے خاص شرب لیا۔ اور شک و نام نہیں رہا
 کہ جو شیخ زریک افتد نقد پہنچ دلاے
 اس لیے کہ ہمدار پرند جب از تیرے تو کس حال میں پختہ
 کہ چونکہ کمتر افتد و مہار کی غلامے
 اس لیے کہ تیرے دل کی مہار کی غلامے ہوگا

بکشان تیر مرثگان و بریز خون حافظ

تو بکلوں کے تیرے یاد ہے، اور حافظ کا خون بہا دے

کہ چنیاں کشتہ زانکشد کس انتقالے

اس لیے کہ لہجے تامل سے کوئی جملہ نہیں لیتا

گفتہ خلاق کہ توئی یوسف ثانی
 لوگوں نے کہا، تو یوسف ثانی ہے
 در عشق تو ام شہرہ جو فرما دو عجب نیست
 میں تیرے عشق میں ہرگز ادنیٰ مشہور ہوں اور تجھ نہیں ہے
 تشبہ دانت نتوال کرد بہ سخنچہ
 تیرے شیخ جو غم سے تشبہ نہیں دیکھا سکتا ہے
 صمد بار بگفتی کہ دم زان ہنت کام
 تو نے سو مار کہا کہ اس تشبہ سے تیرا مقصد پورا کر دوں گا
 گفتی کہ دم کامت و جانت بتانم
 تو نے کہا، تیرا مقصد پورا کر دوں گا اور تیری جان لے لوں گا
 چشم تو خدنگ از سپر جاں گذرانید
 تیری آنکھ نے، تیرے جان کی ڈھال کے پار کر دیا
 چو ش اشک بیند زیش از دیدہ مردم
 آنھوں کی طرح، تو اس کو توڑوں کی نندوں سے گرا دیتا ہے
 گر سرد بماند از قدر قار تو بریائے
 اگر سرد تیرے قدر اور رفتار کے سامنے ٹھہرا دے گیا
 در لہ تو عاشق چو فکرم کرد ز سر یائے
 عاشق نے تیرے سامنے تامل کی طرح سر کو پیر بنا لیا
 حافظ بجھا از تو شکایت نماید
 حافظ تیرے غم کی شکایت نہیں کرتا ہے

چوں تک بدیدم حقیقت بہ ازانی
 جب میں نے خوب دیکھا، تو حقیقت تو اس سے بہتر ہے
 لے خسرو خواب کہ تو شیرین زبانی
 اسے حسینوں کے ارشاد پہلے زمانہ کی سستی میں ہے
 ہرگز نمود سخنچہ بایں تنگ دہانی
 غمچہ ایسا تنگ دہن کبھی نہیں ہو سکتا ہے
 چوں سوس آزاد چرا جملہ زبانی
 آزاد سوس کی طرح، تو مجھ سے زبان کیوں ہے؟
 ترسم نہ ہی کام و جانم بستانی
 مجھے نہ ہے، تو میرا مقصد پورا نہ کر سکا اور میری جان لے گا
 بیار کہ دیدہ است بایں سخت کمائی
 ایسی سخت کمائی والا بیچارہ، کس نے دیکھا ہے؟
 آنرا کہ دے از نظر خویش برانی
 جس کو تیرے ہی درک سے، تو اپنے غم سے ہٹا دے
 بخوام کہ از سر و گذشتی بروانی
 تو تو نہیں، اس لیے کہ تو رہائی میرے بڑھ گیا ہے
 چوں نامہ چرا یکدش از لطف سخانی
 تو بہرانی سے تمھاری دیر کے غم کو غم لگا کر میں نہیں پڑتا ہے
 زان رو کہ بہر جو تو لطفیست نہانی
 اس لیے کہ تیرے ہر غم میں ایک جیسے ہوتی ہر بان ہے

جب شیرے غم میں جگا کر ہے زمانہ غم کے لیے ہے۔

از پیش مرا حافظ عمیدہ خود را
 اپنے غزوه حافظ کو، سامنے نہ ہٹا
 کہ عشق رخت وادول و دین و جوانی
 اچھا کس نے ترے رخ کے عشق میں اول اور دین اور جوانی دے

گذشتی بر من عمیدہ از راه جفا کاری
 مجھ عم زود پر تو از روئے جفا کاری گذرا
 رقیبے در پے آزار جان ماست و اولیا
 ہستہ از سر بازیب ہاری جان کہ در پے آزار ہے
 خطا باشد بد و بر عارض و زلفین او لفتن
 اس کے رخسار افسانوں زلفوں کے دھریں غلط ہوگا کرنا
 ہدہ ساقی مے نام کہ یکدم بیخبر گروم
 لے ساقی مجھ خاص شراب ہے، تاکہ خدا جہاں پر جو جہاں

بے تو عمری و بر عمر کے باشد و فاداری
 ہاں تو زندگی ہے، اور زندگی میں وضاعاری کی ہوتی ہے؛
 سب کوئے تو پیدا کر دجھے مردم آزاری
 تیرے کوہ کے کتے نے مردم آزاری کی عادت بنا لی ہے
 سخن از لعنتان چینی و از مشک تاتاری
 باتیں چینی گزریں اور تاتاری مشک کی
 کہ جامہ بر لب آمد از کلفہاتے ہمشاری
 کیونکہ ہوش کا کھنڈر ہے، میری جان ہوشوں پر آگئی ہے

تو خواہی خون ماری زوی و خواہی لطف احسان کن
 تو خواہ جہاں خون بہائے، خواہ جہاں بانی اولحسان کرے
 عنان اختیار ما بدست تست و مختاری
 ہمارے اختیار کی باگ تیرے ہاتھ میں ہے اور تو تالی ہے

گشتہ از آتش مے عارض تو گل وائے
 شرب کی آگ سے تیرا رخسار بھوں جیسا ہو گیا
 دلبر از رخ زیبائے تو آں زلف سیاہ
 دلبر از رخ زیبائے تو آں زلف سیاہ
 اے دل بمان تیرے حسین رخ پر، وہ کان زلف
 وائے آگس کہ توشہ مے و زندگی کند
 اس شخص پر افسوس ہے، جو شراب نہ پئے اور زندگی نہ کرے
 میکن قمری محنت زود در گوشہ باغ
 سعیت زود قمری، باغ کے گوشہ میں ناگرمی ہے
 ظاہر آنت کہ از بہر پریشانی ماست
 یہ ظاہر ہے کہ ہمساری پریشانی ہی ہے

چوں نالم من دل سوخته تبلیل وارے
 میں دل جلا، ہمیں کی طرح کیے نالا نہ کر
 سایہ بر سن انداختہ سنبل وارے
 سمن پر سنبل کی طرح سایہ ڈالے جوئے ہے
 شیشہ مے جو صلا بر زوہات تل وارے
 جیکہ شرب کی بوتل میں تھے جھگڑا شراب کی طرح آواز دی ہے
 از غم لاله تو گل نالہ تبلیل وارے
 لالہ اور پھول کے غم میں ہمیں کی طرح
 حلقہ حلقہ شدہ آن زلف نسل وارے
 وہ سلسلہ وار زلف، ملحقہ در سلسلہ ہوئی ہے

کے شو غیر نفس چون تو گدائے حافظ
 لے حافظ اچھو ایسا نیم جہاں گدا کی بن سکتا ہے؛
 بادشاہے کہ بود اہل محل وارے
 وہ بادشاہ جو شان و شوکت و مالوں کی طرح ہے

لبش می رسم و در میکش مے
 میں اس کے بوٹوں کا بوسہ لیتا ہوں اور شراب پیتا ہوں

باب زندگان بردہ ام پے
 مجھے آب حیات کا پتہ تک گیا ہے

بے محبوب میری زندگی
 ہے اور زندگی گنبد خوں
 چہرے اس سے وفال
 امید غلط ہے۔
 نہ ریب کتا ہے اور نہیں کتا
 مردم آزار جو جاتے ہیں۔
 ست دنیا کا تکالیف سے
 عاجز ہوں شراب سے
 ہر جوش کر دے۔
 ست شراب ہی کی مشرق
 کا چہرہ گل کی طرت
 پتہ آشنا
 تو میں بیل
 بیٹے والے
 کیوں نہ
 کروں۔

مے چہرے کو سن باور
 زلفوں کو سنیل قرار
 دیا ہے۔
 مے زلفیں ہماری پریشانی
 میں اضافہ نہ کر کے
 گوہ درگاہ ہوتی ہیں۔
 مے آپ زندگان کی ہیں
 کہ مشرق کے کھنڈروں
 کو ہوسدا جاتے اور
 شراب پی جاتے۔

طہریم پہلا کیا ہے
 اسٹینٹھی کی طرح زہم کی
 بسا مگر طہر کے نہ ہوں
 شروع کرنی چاہئے۔
 سہا سب کی کو بیٹوں
 کہ ہمشیک ہوا تھا
 اور کھیر و کس زبان کا
 بادشاہ تھا لہذا اس
 دنیا کی ناپا ملدی کے
 پیش نظر شراب نوشی
 مناسب ہے۔
 سہا سب وہ ہے جس پر
 شراب کا فخر چڑھا ہوا
 ہو تو خورہ ہے جس پر
 فخر کا اندازہ ہو
 سہا جو شخص شراب سے
 سیراب ہوتا ہے اس کی
 زور جسم کو
 چھوڑتا
 نہ پا
 چاہتی ہے۔
 سہا اس کے

سہا کو سہا لہذا تو
 جام کو رشک سے پہلے ہوتا
 ہے اس کے رش کو
 دیکھتا ہوں تو بیچوں
 شرمندگی سے لہنتہ
 پس نہ ہوتا ہے۔
 سہا یعنی جب موسم ہار
 میں پرنہ چھپے لگیں
 تو شراب کا پیا لیا ہوا
 میں نہ پنا چاہئے۔
 سہا شرم
 بیٹوانے ہوں کلا سیکند
 نہ جہا کی شکایت سیکند
 سہا دریدہ و عشق زیادہ
 بہتر نہیں ہے کل کہ
 نہ ہی ہونی چاہئے
 سہا جو کہ ہوا ہوا ہوا

نہ رازش می تو انم گفت با کس
 میں نہ اس کا راز کسی سے کہہ سکتا ہوں

گل از خلوت باغ آورد مند
 پھول، خلوت سے باغ میں سندن لے آیا

بدرہ جام مے و از جسم مکن یاد
 شراب کا جام دے، اور جسم سے یاد نہ کر

بزن بر جنگ چنگ لے امطرب
 اسے ہانڈیئے مطرب! چنگ پر چل مار

چو چشمت مست را مخور ملذاز
 آجی آنخوں جیسے مست کما عفا غشی میں نہ چھوڑ

نجومد جاں از آں قالب جسدانی
 اس چشم سے، جان، جسدانی نہیں چاہتی ہے

لبش می یوم و نخل مخور و جام
 میں اس کے ہونٹ کو بوسہ دینا ہوں، اور جام کو پیئے تاکہ

چو مرغ باغ میگوید کہ ہو ہو
 جب باغ کا پرند نہ ہو تو کہے

چو مجنوں در بے دیدار لیلی
 لیلے کے دیدار کی خواہش میں مجنوں کی طرح

تو با سلطان گل خوش باش و مے نوش
 تو بیچوں کے بادشاہ کے ساتھ خوش رہا اور مے نوشی کر

ز کس را میتوانم دید باوے
 دس کے ساتھ، میں کسی کو دیکھ سکتا ہوں

بساط زہرا چوں غنچہ کن طے
 زہد کے بستر کو غنچہ کی طرح پیٹ دے

کہ میدان کہ جم کے بود و کے
 کون جانتا ہے کہ جمشید کب تھا اور کب نہ ہو

رکش نحر اش تا بخور و خم از دے
 اس کے تار کو رکت دے تاکہ میں اس سے خوش ہوں آؤں

بیاد لعش اے ساتی بدرہ مے
 اس کے ہونٹ کی یاد پر اے ساتی شراب دے

کہ با شد خون جامش در گ مے
 جس کے گدھے میں جام کا خون ہو

رخش می بنیم و گل میکند خوے
 میں اس کا رخبرد دیکھتا ہوں اور بیوں کو پیئے تاکہ

بدرہ از دست جام بادہ ہے ہے
 ہائے ہائے تو با تہ سے شراب کا جام نہ چھوڑ

بیاید شقن اے دل گرد ہرے
 ہر قبیلہ کے گرد اے دل اگر دش کرنی چاہیے

غنیست دال خلاص بہمن از دے
 نہیں کھوے سے نہ مات پائے کو غنیست سمجھ

ز بان درکش اے حافظ زمانے
 تو زبانی دیر کے لئے حافظ! اپنی زبان بند کرے

حدیث بے زباں را بشنواز نے
 بائسری سے، بے زبان کی بات سننے لے

پر کین قنچ کہ بے مے مجلس ندر آئے
 چاند بھروسے اس لیے کہ شراب کے لعل میں ہر دلی نہیں ہوتی؟

مطرب بزن نوائے ساتی بدرہ شرابے
 اسے مطرب بساز سہا، اے ساتی شراب دے

زیں در و گز نراند مارا ہیج بابے
 ہمیں پھراساں دھارے سے دوسرے در کی طرف نہ جھکائے

اے دل چہ سودواری در دیڈا اضطرالے
 اے دل! آنخوں کے اضطراب سے تجھے کیا فائدہ ہے؟

مخور جام عشق ساتی بدرہ شرابے
 اے ساتی شراب ہے، میں جام عشق سے خراب ہوں

عشق رخ چوماش در پردہ است ناید
 اس کے جانے میں، رسا کا عشق در پردہ چھپ گیا نہیں لگا

نمد قائم جو حلقہ تابعد ازین رقیبت
 میرا قہر ملکہ کی طرح ہو گیا تاکہ رقیب اس کے بند

چول آفتاب رویش در دید می نگنجد
 جیسا کہ اس کے چہرے کا سورج آنخوں میں نہیں ساتا ہے

اور یہ اہل نقل کی جو گیا ہے کہ حلقہ در سہا جانوں اور مے سے نہ جھکائے۔

در انتظار رویت ما و امیدواری
تیرے چہرے کے انتظار میں ہم ہیں اور امیدواری
دست غرض میا لاتی برکات سے روانی
تو فرض کا باعث آلودہ نگر ایچہ پال ہے جس کے ہلے ہلے تو جانتا؟

وز عشوہ لبانت ما و خیال خوابے
اور تیرے چہرے کی ادا کا خواب و خیال ہے عمار ہم
انجام کار نبود از وے امید آلبے
گر انجام کار اس سے پانی کی امید نہیں ہے

حافظ چمی نہیں تو دل بر وصال جانان

اے حافظ: محبوب کے وصال پر تو کیا دل کھاتا ہے؟
کے تشنہ سیرگر دوز از لمعہ سمرالے
ییار، سراسب کی چمک سے کب سیراب ہوتا ہے؟

منم واک زلف چوں زنجیر مارے
میں ہوں، اور وہ زلف زنجیر جیسا سنب
بغیر از عاشقی وے پرستی
سے پرستی، اور عاشقی کے سوا

پریشان حال و زو دیوانہ وارے
پریشان حال، اور دیوانوں جیسا چہرہ
ز دستم بر نیاید هیچ کارے
میرے ہاتھ سے کوئی کام نہیں بنتا ہے

نگر و درگرد او غم ہم کہ بگرفت
ہم اس کے پاس ہیں نہیں آسکتا جس نے ہنسی کر لیا
ز باران مرشک از چشم پُر خوں
پر خون آنھوں کے آنسوؤں کی آرش سے

چو چشمش گوشہ از کج غارے
اس کی آنھوں کی طرح، غلہ کا گوشہ
حریم کوئے او شد لالہ زارے
اس کے کوچہ کا صحن، لالہ زار بن گیا ہے

دریں صحرائے غم چوں گرد بادم
اس غم کے جگن میں ہیں، بگولے کی طرح ہیں
دریں گلشن ندیمم جانب گل
اس میں ہیں میرے ایسا بھول نہیں دیکھا

ہمیشہ بیقرارے خاکسارے
ہمیشہ ایک بے قرار، خاکسار
کز دور بایں دل نقشہ خارے
جس کی وجہ سے دل کے پیر میں کا نشان نوٹ گیا ہو

نباشد هیچ عاشق، بچو حافظ

کوئی عاشق ماندک طرح نہ ہوگا
فقیرے بلکے بے اعتبارے
فقیر، بے کس، بے اعتبار

ماتیم و غم عشق جوانے و خیالے
ہم ہر ایک اور ایک جوان کے عشق کا ہمہ و ایک جیسی
یا محنتیہ بجز تو شب و روز قرینم
میں محنتیہ بجز تو شب و روز قرینم

وز ما و خوش گشتہ تم، بچو ہلالے
اور اس کے رخ کے چاند سے، میرا جسم ہلال کی طرح ہو گیا ہے
تا با تو کجا دست دہر و زو والے
دیکھئے تیرے وصال کا دن کب مین آئے؟

احوال مرا عرضہ کنی پیش نگارم
میرے احوال، میرے محبوب پر پیش کر دینا
وز رنگہ ز حال من بچارہ برسد
اور اگر وہ مجھ کے چارے کا حال پوچھے

اے باد صبا اگر بود آنجات مجالے
اے باد صبا، اگر اس جگہ تیرا گزرتا ہو
گواز غم، بجز ان تو گشتہ ست خلالے
کہہ دینا تیرے فراق کے غم میں تنگ کیا گیا ہے

ساحر

روزِ غم سہا ہر اور ہم کیم اکتیاریں
چہ چہیز کہ اندر دست ناکندہ سار
سے چہ نکتہ میں اس کے
کوچہ میں خون کے
آنسو روتا
سیرتا
ہوں
لہذا اس
کا کہ لالہ زار



چاہا ہے۔
سے جس مستحق سے
میں ہمت کی بے صلاح
تکلیف اٹھائی ہے کسی
سے فی الحال تو شب
وروز زنجیر میں مبتلا
ہوں اب دیکھتے
وصال کا دن کب
آتا ہے۔

لے دنیا میں ہر شخص باد
 وصال کا طالب ہے
 لیکن تم کو مرخص نہیں
 حلق چاہتے ہیں۔
 سبھی نے نبل سے
 کہا، تو کیا کہتی ہے
 یہ سب کیا باتیں
 ہیں شراب نوشی کر
 اور گل افشانی کر۔
 سب! غم میں منہ کیا
 مشرق کے ہفتوں
 اور درخشاں کوسوں
 ساتی سے شراب پی
 اور بھول سو گئے۔
 سب! اسے شاد جیسے
 قد لے کر خوب مباح
 میں نبل تاکہ رو تیرے
 قد سے دلجوئی
 چل کرے
 یہ جو ہے
 سکرانے
 ہو کے ٹھوکر
 طرت سے اور زمین
 بھول کر کاش معلوم
 ہو تاکہ نہ معلوم
 اس کا وصل کس کے
 مقدر میں ہے۔
 سب محبوب کی زندگی
 ہر بال ہر سیرا دلوان
 نافرمانی خوشی و غم
 کا شہ اس میں خوش
 افروغی کی بھی خوشی ہوتی
 سب گنہگار کی خوشی
 جگے کا ہر وقت خطہ
 سب! اس میں حسن کی
 زوال نہیں ہے۔
 سب میں عشق و محبت
 کی رائی میں چارہ سے
 محبوب کی بارگاہ میں

ہر کس ز جہاں منصب و مالے طلبیدہ
 ہر شخص نے دنیا میں مرتبہ اور مال کی طلب کی ہے
 حشاکہ خواہیم بدنیا آوے عقیقے
 جیہاں ہے کہ ہم دنیا اور حقیقت کے برے میں پہچانیں

مارا غم عشق تو یہ از منصب و مالے
 جہاں سے لے لیتے عشق کا غم، مرتبہ اور مال سے بڑے
 جز خاک سر کوئے تو مالے و منالے
 کوئی مال دولت ہوا تے تیرے کوہ کہ خاک کے

گفتم بجاں آرزوئے وصل تو دارم
 میں نے تمہیں دنیا کے برے تیرے وصل کی آرزو کہا ہوں
 گفتا چہ کنی حافظ سو دوائے محالے
 اس نے کہا اے حافظ ایک تاکہن چیز کا نہیں کیا کرتے!

ایں گفت حکم کہ گل بلبل تو چہ میگوئی
 بھولنے سے صبح کے وقت یہ کہا، بلبل تو کیا کہتی ہے!
 لب گیری و رخ بوسی سے نوشی و گل بوئی
 ہونٹ بولے، پھر ہوسے، شراب پیے اور بھول کر گئے
 تا سر و میا موز دا زتہ تو دلجوئی
 تاکہ سر وہ تیرے تہ سے دلجوئی سیکھے
 اے شاخ گل رخا زات بہر کہ مروئی
 اے حسین بھول کر شاخ؛ تو کس کے لئے لگ رہی ہے؟
 دریا ب وینہ گنجے از سایہ نیلویی
 غنیمت تجھ کو رکھلائی کے سراہے سے غزا میں کرتے
 خوش ہونے اگر لوئے بویش ز خوشخوئی
 کیا اچھا ہوتا، اگر اس میں خوش افروغی کی خوشی ہوئی
 طرف بہرے بر بند از طور نکوروی
 خوشی ہونے کے طریقے سے کسی ہنر کا قلم مائل

تمے خواہ و گل افشاں کن از دہرہ مجوئی
 غراب ایک اور بھول ہو کہ نماز سے کھٹکوش کرتا ہے؟
 مند بگستاں بر تاشاہد و ساقی را
 مسند باغ میں بیجا، تاکہ تو مشرق اور آسمان کا
 شمشاد خرمال کن آہنگ گلستاں کن
 شمشاد کو شہلا، گلستان کا ارا دکر
 اے غمخیز خذانت دولت کہ خوابد بود
 اے سکرانے تجھے! تیری دولت کس کو مال ہوگی؟
 امروز کہ بازارت پر جوش خریدارست
 آج جبکہ تیرا بازار، خریداروں سے پر جوش ہے
 آن تظرہ کہ مر مولیش صد نافذ ہیں از رو
 وہ زلف جس کا ہر بال چین کے سونا فوں کی قیمت کا ہے
 چوں شمع نکوروی در رگدیر با دست
 خوبصورتی، شمع کی طرت ہوا کے راستے پر ہے

ہر فرخ پد رستا نے در گلشن شاہ آمد
 ہر ہند ایک داستان بیکر، بادشاہ کے باغ میں آیا ہے
 بلبل بنوا سازی حافظ بد عالمی
 بلبل نے نذر سزا کے ساتھ، حافظ کو نوبلی کے ساتھ

خیر کھوئے فلاں بر بدل زبان کہ تو دانی
 فلاں کے کوہ میں جو خوبیاں اس زبان میں تھو جوتی ہے
 گرم نما و لیر ما خیر حیرت ان کہ تو دانی
 گرم، بحر، ماورینا جس طرح کہ تو جانتی ہے
 ز لعل و روح فروایت بخش آرا مکہ تو دانی
 لعل و روح کوڑا ہنسا والے ہنر سے دو چیز جو جانتی ہے

تیسیم صبح سعادت بلال کہ تو دانی
 اے خوش نصیبی کی صبح کی شہماں سپر ہو تو جانتی ہے
 تو سیک حضرت شاہی مراد و دیر تر است
 تو شاہی نہ ہاں کہ قادر ہے، میری دونوں آنکھیں ستر ہیں
 بلکہ کہ جان ضعیف تر دست رفت خدارا
 محبت کہ میری کڑو ساں ہاتھ سے ہٹی کہ خدا کے لیے

من این دو حرف نوشتم چنانکه غیر زانت
 میں نے یہ دو حرف اس طرح لکھے ہیں کہ دوسرا دہان کے
 خیال تیغ تو با من حدیث تشو و آبت
 تیری تلوار کا خیال میرے لیے ہے پیار اور باقی کا قصد ہے
 امید و رکیز کشت چگونہ بپندم
 میرا تیرے نرمی کے کر بندے امید کیے ہاں صول!

تو ہم زور سے کر امت چنان بخواں کہ تو دانی
 تو بھی کرم کر کے ایسے طریقے پر چڑھ کر تیری جانے
 اسیر عشق تجھ کو رکھی بکش چنان کہ تو دانی
 عشق کا قیدی جب تیرے بندھا تو زماں میں تلخ تو جانے
 دقیقہ ایست بنگار ادراں میاں کہ تو دانی
 اسے مشوق بلا س کے اندر تک ایسا کتہ ہے میرا کہ تو جانتا ہے

ایسے نئے زب سے
 چھو کر تجھے خط لکھی ہے
 تو بھی چھو کر پڑھو۔
 میں تیرے ہاتھوں
 نقل کی ایسی ہی منتا
 ہے جیسے پیارے کو
 پانی کی۔
 ست ظاہر ہے نرمی
 کی بی بی کے درمیان کر
 ہے جو بیت دقیق اور
 پارک ہے۔
 ساتھ چنگ اپنے پرورد
 سانسے نصیحت منانی
 ہے اگر صلاح ہے
 تو نصیحت کا اثر ہوگا۔
 ۵ شعر

کیلیت ترکی و تازی دریں معاملہ حافظ

اے حافظ! اس معاملہ میں ترکی اور عربی زبان یکساں ہیں

حدیث عشق میان کن بہر زبان کہ تو دانی

عشق کی بات بیان کر، ہر اس زبان میں جو جانتا ہے

نوبہار ست در آن کوش کہ خوشدل باشی
 تو بہار ہے، اس میں کوشش کر کہ تو خوش دل رہے
 چنگ در پردہ ہی میدہد پند لے
 چنگ پر دوسے اندر تجھے نصیحت دیتی ہے، لیکن
 من نگویم کہ چہ کن با کہ تشین و پینوش
 میں نہیں جانتا کہ، کہ تو کیا کر، کس کے ساتھ چلے اور کپانی
 در چین ہر دورے بغیر حالے در گرت
 جس میں ہر وقت، دوسرے کے حال کا دفتر ہے
 گر چہ زاریست از ہم ز تاناہر دوست
 ہم سے دوست تک اگر چہ خطر ناک راستہ ہے
 نقد عمت برد غصہ دنیا بگراف
 دنیا کا رنگ تیرے نقد عمت کو ضول ہی ہر ہاڑ دوسے

کہ بے گل بد مد باز تو تو در گل باشی
 اس لیے کہ جو بیت بھول گئیں گے اور خوشی میں ہوگا
 وعظمت آنگاہ دیدر سود کہ قابل باشی
 تجھے وعظمت اس وقت فائدہ دینگے جبکہ تجھ میں صلاحیت ہو
 کہ تو خود دانی اگر زریک و عاقل باشی
 اس لیے کہ تو خود جانتا ہے اگر تو ذہین اور بھلا ہے
 حیفا باشد کہ ز حال ہمہ غافل باشی
 انوس ہوگا کہ تو سب کے حال سے غافل ہو
 رفتن آساں بودار واقف منزل باشی
 اگر تو منزل سے واقف ہے تو جانا آسان ہے
 گرشب و روز دریں قصہ باطل باشی
 اگر تو وہی راستہ اس باطل قصہ میں گئے گا

حافظ اگر مدد از بخت بلندت باشد

اے حافظ! اگر بلند نصیبی تجھے مدد حاصل ہوگی

صید آں شاہد مطہر شامل باشی

تو اس پسندیدہ اخلاق مشوق کا شکار ہوگا

نور خدا نایدت آئینہ محو دی
 کیونکہ آئینہ تجھے شہد کا نہ نکالے گا
 بادہ بدہ کہ دوزخ ارنا مگناہ مایرد
 شاپ بے ماہیٹے کہ آرزو دوزخ ہمارے گناہ تارے
 شعبدہ بازیے کنی ہر دم و نیست ایں رطا
 تو ہر وقت شعبدہ بازی کرتا ہے، اور یہ جانتے نہیں ہے

از دریاور اگر طالس عشق سردی
 جانے دروازے سے اندر آ، اگر تو دانی عشق کا لالہ ہے
 آب بر آتش زند مجرہ محمدی
 محمدی مجرہ آسن کی آب پر پانی چھڑکے گا
 قال رسول دنیا ما انا قاطب بمن ادنی
 ہاں ہے کہ رسول نے فرمایا ہے میں ادا کی نہیں ہوں کہ مجھ سے نیچے

کسی کو اس کا شکر کرنا اور اس کی مدد کرنا
 اس کا شکر کرنا اور اس کی مدد کرنا
 اس کا شکر کرنا اور اس کی مدد کرنا

تو میری کھینچو
 راست بہت خطرناک ہے
 وقت کار ہی منزل تک
 پہنچ سکتا ہے۔
 ۵ انسان مقدس ہی
 سے کسی مشوق کا
 شکار بن سکتا ہے۔
 ۵ بیگ انسان
 دنیاوی و دنیوی
 قبل تعلق نہیں کرتا
 ہے تو کا ہوا ہے
 نظر نہیں آتا ہے
 ۵ شرب دے
 آتش کا مجرہ
 کی آگ بجھا دے گا۔

سازان پاک پر ختم
 کے متعلق کیا ہے
 انصافاً علیہم مؤذنا
 فی عقدہ منقاد قوہ
 وہ آگ ان پر بند کر دی
 جائیگی، وہ لوگ آگ سے
 لے لے ستوں میں
 گھرے ہوں گے،
 یعنی تو مجھے قتل کرتا
 ہے اور اسے ایت ہے
 عقیدہ نہیں رکھتا ہے۔
 سنا کر تو عقل سے
 کاٹے گا تو کہ خودی
 کو فوراً چھوڑ دے گا
 ہے جام کا شکر کھا
 ہوا ہو لے لے لے کا
 سر بندھا ہوا ہے تاج
 کے برہنہ
 طرح
 کے رنگ
 پیدا ہوتے
 ہیں اور وہ
 دامن ہوتا ہے۔
 ہے نڈھال سے ہوتے
 سانس کا عیار نہ
 آئیے لے کا کھروسا
 صرف موجود سانس
 کا نام زندگی ہے
 یہ صورت سلیمان کی
 حکمرانی صرف انہی
 کی برکت کی ہے جس
 جہاں کی انگوٹھی پر کھلا
 ہوا تھا جب اس کی
 ناک میں سانس نہ تھا
 شبہ بیدار تھے
 بہت سے سامان کا
 دور کرتے ہیں ان کی
 قوت کا خود انازہ
 لگاتے۔

از چہ لہر میکشی تیغ جفا بکین من
 جان بر جگر تو ظلم کی تلوار ہی دشمنی کے لیے کروں سونتا ہے
 گرتو یاں جمال و فرسوسے چمن کنی گداز
 اگر تو اس حسن اور شانِ شکر سے چمن کی طرف گنہ گے
 نقش خودی ز لوح پاک کنی تو دریاں
 خودی کا نقش دلی گنہ سے تو اس وقت دھو ڈالے گا

فکر نمی کنی مگر فی عجب محمد
 شاید تو فی فخر محمد پر غر نہیں کرتا ہے
 سوسن و سرو و گل تو جو ہا شوہر مقتدی
 سوسن، اور سرو اور گل سب تیرے مقتدی ہیں
 گیری بجان و دل راہ بیگونے مخردی
 اگر تو عقل کے کوچہ کا دل اور جان سے ہلاک کرے گا

جان و دل تو حافظ ایتہ دہم آرزوست
 اے حافظ! تیری جان اصل ہنر کا ہے جان میں گرفتاری
 اے متعلق تجل دم مزن از مجردی
 اے شرمندگی میں بیٹھے ہوئے، آزادی کا دم ڈبیر

تا بیاں بیخِ عجم از دل کنی
 تاکہ اس کے ذہن تو دل سے جڑ کر نکال دے
 سر گرفتہ چند چوں جسم دنی
 تو کب تک کینہ لے کے طرح سر پہ لے رہے گا؟
 کم زنی از خویشتن لاف منی
 سپر خودی کی ڈینگیں اپنے حلقہ دہانے کا
 گردن سا بوس و تقویٰ لبکنی
 تو، کہ اور تقویٰ کے گردن مروڑ دے
 جملہ رنگ آمیزی و تردانی
 سب رنگ آمیزی، اور تردانی ہو

نوش کن جام شراب بکینی
 یہ شراب کا بکینی جام بی
 دل کشادہ دار چوں جام شراب
 جام شراب کی طرح دل کو کشت وہ رکھ
 چوں ز جام بخودی رطلے کشتی
 جب بخودی کے جام سے تو ایک رطل بی لگا
 دل بکے بر سندا تا مردانہ وار
 شراب سے دل لگا، تاکہ مردانہ وار
 خاک ساں شود رقدم نے پھو ابر
 قدموں میں، خاک کی طرح بنجا، نہ کہ ابر کی طرح

خیز و جہدے کن چو حافظ تا مگر
 اٹھ اور حافظ کی طرح کوشش کر تاکہ شاید
 خویش را در بایے معشوق اگنی
 تو اپنے آپ کو معشوق کے قدموں میں ڈالے

حاصل از حیات ایجاں یکدم مست تالانی
 اے جان! اگر تو کبے تو زندگی کا غصہ ایک سانس ہو
 با طیب نام عمر حال درد و نہانی
 بچے درد کا حال نام عمر طیب سے
 در پناہ یک اسمت خاتم سلیمانی
 سلیمان انگوٹھی ایک نام کی پناہ میں ہے
 جہد کن کہ از عشرت کام خویش بستانی
 کوشش کر کہ عیش و مست سے تو اپنا مقصد نکالے

وقت را غنیمت داں آنقدر کہ توانی
 جس قدر تجھ سے ہو سکے وقت کو قیمت بنا
 پیش ز اہل از زندگی دم مزن کہ تو اں گفت
 زندگی کی بات زیادہ سے نہ کہ ایسے کہ نہیں کہا کرتا ہے
 بادعاے شخراں لے شکر دیاں ستیز
 اے شہریں وہیں! قصب بیلہ روئی و عامے نلا
 کام بخوشی دوراں عمر در عوض دارد
 زمانہ سے مقصد باری کا بدل پوری عمر ہے

یوسف عزیزم رفت اے بردار مجھے
 اے بھائی ارگم کرو، میرا پھارا یوسف چلا گیا
 میری وفی و وفرا گنت خون سلق میریزد
 تو جانتا ہے، ان تیری پکلیں، تو گوں کا خون بہسا تو ہیں
 بند عاشقے بشنو زور و طرب باز
 عاشق کی نصیحت سن، اور خوشی اور سستی کے لئے سے لوش آ
 زاہد پیمان را شوقی باوہ در جالست
 شرمندہ، ز لہک حسان میں شہراب کا شوق ہے
 خم شکن نمیدانند این قدر کہ صوفی را
 حقا توڑنے والا، یہ نہیں جانتا ہے کہ صوفی کے
 گرتو فارغی از من لے نگارستین دل
 اے سنگین دل مشرق! اگر تو مجھ سے بے تیا ہے
 از دم در آمدست میز نمیشادی دست
 دست ہر کہ میرے دروازے ہے، آگیا میں خوشی میں آیا کہا ہوا
 باغبان چون زینجا بگذرم حرمت باد
 اے باغبان! اگر میں ہیں سے چلا جاؤں تو مجھے ہر ماہ
 دل زناوک حثمت گوشہ داشتتم لیکن
 میں لے تیری آنکھ کے تیرے دل کی حفاظت کرنی دیکھیں

کز غمش عجب دیدم حال پر کنعانی
 اس نے کہا اس کے ہم میں نہیں نے نکلنے کے لئے کا جب مال پر ہے
 تند میروی جانان تر سمت فرومانی
 اے جانان! تو تیرے چل رہا ہے میں نے کتابوں تو جھک ماہیجا
 کا نہیں نئی ارزد شغل عالم فانی
 کیونکہ فانی دنیا کے یہ تمام شغل کہ مجھ جت نہیں رکھتے
 عاقلان کن کارے کاورد پشیمانی
 اے عقلمند! وہ کام نہ کرو جو شرمندہ کرے
 جنس خانگی با شد مجھو لعل رتانی
 گھر کی جنس رتانی لعل جیسی ہوتی ہے
 حال خود بخود ہم گفت پیش آصف ثانی
 میں اپنا حال آصف ثانی کے سامنے جا کروں گا
 روشنی بہا پیوست راستی بہ ارمانی
 اگر تو واقعی قیام کرنے تو روشنی ہم سے وابستہ ہوگئی
 گر بجائے من سرفے غیر دوست بنشانی
 اگر تیری جگہ دوست کے علاوہ تو کوئی سرو لگانے
 ابرو نے کماند ارت می برد بہ آسانی
 تیرا کمانار ابرو اس کا سامنی سے لیبا تا ہے

جمع کن باحسانے حافظ پریشاں را

نذا اسما کی کہ پریشاں حافظ کو دل بھی صفا کرے

اے شکنج گیسویت مجمع پریشانی

اے وہ کہ تیری زلفوں کے غم پریشانی کا ٹھوس ہیں

قرآن عشق دل بقیصر بار من باشی
 میرے بیقرار دل کو اطمینان بخینے والا ہے
 شبے ایس دل سو گوار من باشی
 کسی رات کو میرے غمیں دل کا دوست ہے
 گرت ز دوست بر آید نگار من باشی
 اگر تجھ سے بھی یہ ہو سکے، تو تو میرا مشرق ہے
 امیر رفو من در وقت نگار من باشی
 میرے دن اور وقت کا یہی حاکم بن جائے
 ایس خاطر امید وار من باشی
 میرے امیدواروں کا دوست بھی بن جائے

ہزار جہد بگردم کہ یار من باشی
 میں نے ہزاروں کوششیں کیں، کہ تو میرا دوست ہے
 دے سبکلیہ احزان عاشقان آئی
 تھوڑی دیر کے لیے عاشقوں کی تھوڑی کی کوششیں تھانے
 دل آن چین کہ جتان دست عاشقان گیند
 جس چین میں مشرق، عاشقوں کی دیکھ کر کہتے ہیں
 چرخ و شیدہ شب زندہ دار من گردی
 تو میری شب بیدار آجھ کا چراغ بن جائے
 رفیق و مونس و آرام جان من گردی
 تو میری جان کا آرام، رفیق اور مونس ہو جائے

ما عاشقوں کے سامنے
 سے اس قدر تیری سے
 نہ گذر کر دیکھا کر
 رہ جائے گا۔
 ما غیب ہارے
 شکے پہڑ سا پھر لے ہے
 اس کو یہ معلوم نہیں
 کہ صوفی ہی گھر کی
 کہیں ہوتی باوہ پندر
 سے نست ہے۔
 سے میں آصف ثانی
 سے جا کر شکایت کرو گا
 خواہ صاحب آصف
 ثانی ہلاک ہو مولا ملک
 قلب علیہ کے گزیر
 کو کہتے ہیں۔
 ما جب ہم نہ لے
 پلے جائیں تو
 ہادی تیرے
 دوست
 کے قدم
 سا ہے۔

ہ نظروں کے تیرے
 تو میرا دل کو چھانگیا
 لیکن اورو سے نہ
 کلاہ احزان گوں
 کی کو تیری وہ گلہ بان
 ہے جہاں حضور پونچھ
 حضرت یوسف کے
 بجز میں دن گذرتے۔
 جس میں چمن مشرق
 عاشقوں کی دستگیری
 کہتے ہیں کہ تو میری
 دستگیری کرے تو میرا
 میرا ہو ہے۔
 شہادت میرا اقتدر
 سے لے بہر پڑا رخ
 کہ ہر ماہ میں میں ہیں
 اگر تو مجھ پانچا نے تو کیا

بہت سبب اپنے
 عاشقوں کی کورت پہ
 فخر کریں تو مجھے تو اپنا
 غلام شکر کا دے۔
 سزا اگر تو میرا بنائے
 تو میرا آفتاب سیرا
 معمولی خادم ہو۔
 سزا تو نے میری خدمت
 پر سے میرے لئے فخر
 کے نہیں گرد دے گا
 تو مقرر ہے دے گا۔
 سزا مانتا نہیں جو بیٹھے
 بارود کی قاتل نہیں
 ہوں اگر تو میرا یاد
 میں بندے تو سب
 عزت کرنے لگیں۔
 سزا کلاست گوان

چرخسروان ملاحظہ بیندگاہ نازند
 بہب حسرتیخ کے بادشاہ غلاموں پر فخر کریں
 ازال عقیق کخونیں دلم ز عشوة او
 اس عقیق کا جس کے باز سے میں غمخ دل ہوں
 شود غزالہ خورشید صید لاغریں
 سورج ۲ بہن مسیرا کرد شکار میں جائے
 سزا بوسہ کن دولت کردہ وظیفہ من
 اپنے دو ہونڈ کے تیرے مجھے جو تیرے لیے تو کھینچتا
 من میں مراد نہ بینم بے خود کر کے
 کیا میں اپنی زندگی میں یہ ملاساں نکار سکوں گا کہ کسی لبت کو

دراں میا ز خداوندگار من باشی
 اس وقت تو میرا آقا ہی جانتے
 اگر کسم گلہ راز دار من باشی
 اگر میں مشکوہ کروں تو مسیرا مارا داہن جانتے
 گر آہوئے چو تو کیم شکار من باشی
 اگر تو بیسا بہن محوڑی دیر کے لیے میرا فخر بجانتے
 اگر ادا نہ کنی و امدا ر من باشی
 اگر تو ادا نہ کرے گا تو مسیرا قرض دلر ہوگا
 بجائے اشک رواں دکنار من باشی
 جاری آسوں کی بجائے تو مسیری جہن میں ہو

من ارچہ حافظ شہرم جوئے نمی ازدم
 میں اگر شہر کا حافظ ہوں ایک جوئے کے برابر نہیں ہوں
 مگر تو از کرم خویش یار من باشی
 ہاں اگر تو کرم کر کے مسیرا یار میں جانتے

ہوا خواہ تو ام جانان و میدانم کہ میدانی
 اے جانان! میں تیرے خواہ ہوں اور مجھے سلام ہے کہ تو جانتا ہے
 ملا امت اگر چہ در یاد راز عاشق معشوق
 عاشق اور معشوق کے راز کو کلاست نگر کیا جان سکتا ہے
 نلک در سجده آدم زیں بوس تو نیت کرد
 فرشتے نے آدم کو بوس کرنے کی تیری زہیں بوس کی نیت کی
 حجم زلفت بنام ایزد کنوں مجوہہ دلہاست
 بنام خدا تیری زلفت کا نام، اچھ دلوں کا مجوہہ ہے
 بے فشان ازلف صوفی براہ بازی برقص اور
 زلفت کو حشک دے، ادا صوفی کو بہت کا اور شکر میں لا
 درینا عیش شیریکہ در خواب سحر کزشت
 اس رات مجھے کے حشر برافوس ہے جو کج فہم میں اندر گیا
 ملوں از بہر مال بولن طریق کلابالی نیست
 ساتھ میں سے نلک جونا، کجڑ کاڑی کا مالو نہیں ہے
 کشا و کار مشاقاں دلن ابروئے دلینہ نیست
 عاشقوں کے کا آئی کشا و دلن اس دلینہ ہر دوس ہے
 چراغ افروز در چشم نامیم زلف خوبانست
 جاری آنخوں کا چراغ روشن کر تیرا، سینوں کی زلف کا لہر ہے

کہم ناہیدہ میدانی و ہم ننوشتہ میخوانی
 کیونکہ تو بدوں مجھے بھی جانتا ہے، بدوں مجھے بھی پڑھتا ہے
 نہ بیند چشم تا بینا مخصوص اسرار پرہنانی
 اندر میں آنکھ لکھتے رازوں کو خاص طور نہیں دیکھتی ہے
 کہ در حین تو چیزے یافت غیر از طویر انسانی
 کیونکہ اس نے تیرے حش میں انسانی طور طریق کے علاوہ کوئی چیز نہیں
 مبادا میں جمع یاریاب علم از باد پریشانی
 ایذا اس لیے کہ پریشانی کی جو کسا کھتے ہیں
 کہ از بہر تو دلفن ہزاراں بت میں نشانی
 تاکہ اس میں گھڑی کے ہر پہلو سے خوبیاں بت جھار دے
 بلن قار وصال ایلک کہ در مجال فرومانی
 لے دل وصل کی قدر جان کے کیونکہ تو جہن ماجہ بہا نہیں
 بکش و شوری منزل یاد عبد آسانی
 آسانی کے زمانہ کی یاد صلازل کی کو غڑی کو برداشت کرنے
 خدار ایک نفس با ماگرہ بکشاں پیشانی
 خدا اتنے لے تمھاری دہر بہرے پیشانی کھنگول
 مبادا میں قوم یاریاب علم از باد پریشانی
 اے خدا! اس قوم کو پریشانی کی جو کسا کھتے ہیں

درد میان ہمیں ہر دو
 تابنا ہے۔
 نہ تیری زلفوں کے
 بیچ میں عاشقوں کے
 دلوں کا میں سے غلام
 کہ اس کو پریشانی ہو
 کہ اگر تو اپنا جان کا
 دے تو صوفی زلف
 کرنے لگیں اسوں کی
 کہ بڑوں کو بوسیت
 پر شہر ہے وہ مگر
 یا نہیں تو بیکاری
 ہی بہر ہو جانتے۔
 یہ شب وصال کوشش
 ہے کہ لانا چاہیے تاکہ
 بجز کی معیشتیں آسان
 معلوم ہوں۔

۵۔ غمخیز پریشانی ہونے میں تو عاشق کو مجھ سے ہے تو کلاست پریشانی جو تاج ہے تو ان کا دل غمخیز کلاست ہے۔

امید از نخت میبارم کہ بکشا کہ بک بندت
بچہ نصیبہ سے امید ہے کہ تیرا چکا کھوں گا

پاں شرطیکہ خاطر از اس مکیں نرخیانی
اس شرط پر کہ تیرا میں سے طبیعت کو تجھ پر کر کے

خیال چتر لکش فریبیت میدہفاظ
اسے حافظہ اس کے زلف کے ملنے کا خیال فریبیت ہے

نگر تعلقہ اقبال نامسکن نخبانی
دیگر تعلقہ اقبال کا ملازہ ہے

یار بچہ درخورد آمد گروت خط ہلالی
یاد خدا تیرے ہاں طرف خط ہلالی کس قدر اچھا ہے

یا صبا یحییٰ کجی در جاتین اللالی
اسے سو تیوں کی ذبیحہ سے مشابہ ہونٹ

قد صاع فی ہوا کم غنمی ولا امانی
تیرا ہی گنت ہی ہری غنما تیج غنمی اور تیرے ہاں نہیں کہ کرا

یادارے کبے اندر آعن مؤدنی و ہادی
یادارے کبے اندر آعن مؤدنی و ہادی

ان تلقی اهل تحب کما تحب حالی
اگر تم تیرا ہاں سے طوہ تیرے سب مال بات کہدینا

مند فر از دولت کان شکوہ و شوکت
دولت کہ مندر کونہ کر تو لا اور ہے اور شوکت کہ کا بن

بر بان ملک و ملت بونصر بوالمعالی
اور نہ ہوا مال، بر بان ملک و ملت ہے

دل فست و دیدہ غل شستن نخت مال شند
دل ہلا گیا، آغشیں غل بگئیں، جہم شستہ ہو گیا ہاں دلاں بگئیں

تا خود چہ لکش باز دایں صورت خیالی
دیکھتے اچھے = خیالی صورت کیا لکش کہتے

حالی صلحت خوش میدہ فریم
فی الحال تو تیرے وصل کا خیال ہے سب فریبیت ہے

عاشق دریں جو اہب عارف دریں عالی
عاشق ان جانوں کا، عارف اس ملاقات

خوشے تو گر نگزد دہر گز در گر نگزد
اگر تیری عادت نہ بدلے گی، پرگزہ بچہ چکر نہ گائیں گے

ماشوق ان جانوں کا، عارف اس ملاقات
اؤ ذیبت بالترہن یا ما لعمرونی و قانی

دل خوں شدم ز روش از ناز چم مشش
اس کے ہاتھوں میں دل خوں ہو گیا اس کی سب تکو کے ملے

طاسا القسوت طرا من فخر و العمال
سب حقلین از گین، پیادوں کے گھٹنے

لہ ذات دمل کان فحیب فیہا
اُسے ایک ستان کی حلقی خدایا کیلے ہے، جو ہیں دور سے تھا

فالقت ذاب فحدا فی ذمہ العزال
ہر ن کی دولت میں دل غم سے بھل گیا

العین ما استنامت شوقا باہل نجد
اہل نجد کے عشق میں میری آغوش میں سنی

فترتے عشق ہونست از مزہ موالی
اسے آگاہوں کی جا عفت ہوشی ما تیرے کیا ہے

ولبرہ عشق بازی خودم طلال دانست
دلبر نے عشق بازی میں تیرا خون مسلاں سمجھا

نومید کے توان بود از لطف لالی
اوری، ہر بان سے نا امید کہ مجھ جاسکتا ہے

دہ کہ گر چہ شتم نامر سیاہ عالم
شراب نے اگر چہ دنیا بھر کا سیاہ اہل ناز دلا بن گیا ہوں

امن و شراب بغیش مشوق و جانے خالی
الطمان، اور ہے میل شراب، مشوق اور تیرا نال گز

از چار چیز گذر زہر کی و عاقل
چار چیزوں کو نہ چھوڑا اگر تو عفت نہ اور ذبیحہ ہے

شیر و صل تو حال
ہے تیرا تیری زلف
کا خیال ہمیں فریب گیا
بتلا کے جو ہے ہے
ہاں میں نہ سکرانے واسطے
ہو نہ کوہ مومصل کی
ذبیحہ تیرا ہے۔
تا اصل شرطیہ تیرا
ہے جس کے کوئی گنج
میں نہیں ہتے تو
تیرا نعتو تا تم کے
تیرا جگہ دیا ہے ہونٹ
اور اہوی سے مراد چوہ
ہے۔
ملا تیرے وصل کا
خیال ہے بہت میں
فریب دیا ہے
دیکھتے تیرے
کارنگ
ہا ہے۔
شکر کرتے

انجید غمخیز چھوڑی
تو عاشقوں کا جگہ گشتا
غم ہونے کا۔
ذات و تیرا جگہ گشتا
ہیں اس عمار میں تیرے
حق اس عمار میں تیرے
پہاں لکھ کر دیکھ کر دیکھا
بھارے ہے تیرے
کے محبوب چارے
غول کو حلال کہتے
کیا تیرے تیرے ہے۔
ہا انسان کو چار
چیزوں کو چھوڑنا
چاہئے، اس وقت
شراب، مشوق اور
غز تیرا ہے۔

تا در بدر بگردم قلاش لا ابالی
 تا کہ من مفسس اور بے پروا در بدر پھروں
 قم قاسقی رجیقا آصفی من التکالہ
 کھڑا ہوں، اور مجھے نیرپائی سے بھی زیادہ صاف شراب ملا
 یارب کہ جاوداں بادا میں رواں معالی
 اسے خلیہ مرتہ اللہ یہ بلندیاں ہمیشہ رہیں

ساقی بیار جامے وز خلوتم بروں کن
 اسے ساقی! ایک جام لا، اور مجھے خلوت سے نکال
 صافیت جام خاطر درو آصف عہد
 آصف زمانہ کے نقشیں، دلہ کا جام صاف ہے
 الملك قد یاہی من جتہ قحجیہ
 حکم اس کے نصیب اور کوشش پر فخر کرنا ہے

چوں نیست نقش دوراں در مجمع حال عتقا
 جیہ کہ دنیا کا نقش کس حالت میں جتنے والا نہیں
 حافظ من شکایت کرے خور کم حالی
 اسے حافظ! شکایت ذکرہ اگر اب ہم شراب پڑ رہے ہیں

ذیوات تمام شد

ظہرت فشتی امی
 تہیں مست ہو کر
 صدمہ ملا پھرنا
 چاہیے۔

یہ سلطنت کا بقا
 اس وجہ سے ہے کہ وہ
 آصف کی عظمت
 اور تخت پر فخر کر رہی ہے
 اسے اب سوچنے تو
 شراب ہی پنی جیساتے
 دنیا پنا پنا ہے۔

متفرقات دیوان خواجہ حافظ رحمۃ اللہ تعالیٰ

افسردگی

زنجبٹ خویش بود شکر بشمار مرا
 عدا اپنے نصیب کا بے شمار شکر ادا کرتا ہوں
 دردم جانے گرفتہ است چنانچہ دست دوست
 دوست کی صحبت نے میرے دل میں ایسی صحبت اختیار کر لی ہے
 حرم منزل ہاناں جو حافظ است آدل
 اسے دل؛ جبکہ حافظ، محبوب کی منزل کا مقام ہے
 امر و زینے سخن تو باپردہ ظاہر است
 کتب تیرے سخن کا پردہ چور سے کے اجود ظاہر ہے
 شکر فیض تو چین چوں کند لے ابر بہار
 لے ابر بہار؛ تیرے فیض کا چین کس طرح شکر ادا کرتے؟
 کجالب صدف و شکر ابر نیماں است
 کہاں سیپ کا تھنہ اور ماونیاں کے ابر کا سکر یہ
 اگرچہ دلبر میں تجھ بوسلف است صبیح
 آرزو میرا دلبر، بوسلف کی طسرح صبح ہے
 مگر کوئے تو آمد نسیم وقت صباح
 شایہ، صبح کے وقت نسیم آتیرے کو چہ کہانی
 شیے باعارضش مہ ہمسری کرد
 چاند نے ایک رات اس کے رخسار کا متا بلکہ کیا
 صد شکر کہ آفتاب مقصود
 سورت شکر کہ مقصد کے آفتاب نے
 لے سپرد دولت باقی آداب یافتہ اند
 لے نفع دانی رہنے والی دولت انگوٹھی نے اپنے پانے ہے
 اگر بترن من زبان شود ہر موئے
 اگر میرے جسم کا ہر روٹھسا زبان بن جائے
 بوئے مشک متن از باد صبا می آید
 باد صبا نے متن کے مشک کی خوشبو آتی ہے

کہ در دیار خریدہ است در دیار مرا
 کہ مجھے وطن میں یا رہنے کے واسطے خرید لیا ہے
 ہر کجائی نلرم جلوه سخن مرغ اوست
 جہاں بھی دیکھتا ہوں اس کے مرغ کے سخن کا جلوہ ہے
 خوشا کہ کہ دریں گفتگوئی محرم است
 وہ کہ قدر عشق نصیب ہے مجھ اس گفتگو میں ہمارا محرم ہے
 در حیرتم کہ وعدہ فرود ابرائے حیت
 تیرا حیرت میں ہوں کہ کون کا وعدہ کس لیے ہے؟
 کہ اگر خار و گرن گل مہر پروردہ است
 ایسے کہ خواہ کا زنا ہے خواہ کھول سب تیرے پردہ میں
 کہ از شمار برون قطر ہائے باران است
 اس لیے کہ بارش کے قطرے اشار سے باہر ہیں
 ولیکن از سر و تا بقادہ است ملیح
 لیکن سر سے پیر تک ملیح دانے ہوا ہے
 کہ زندہ گشت بخیر لطیف ارواح
 اس لیے کہ اس کی لطیف خوشبو سے زود میں زندہ ہوں
 و گر شب دیدش قالب تہی کرد
 میں نے اس کو دوسری رات دیکھا کہ اس کا جسم گھٹ گیا
 از برج امید چہر بنود
 امید کے برج سے چہر بنو گیا
 در طلب باش کہ آنہا بطلب یافتہ اند
 طلب میں نکارو، کیونکہ انہوں نے جستجو سے پائی ہے
 یک شکر تو از ہزار متوا نغم کرد
 ہزاروں میں سے میں تیرا ایک شکر بھی نہیں ادا کرتا ہوں
 میں چہ باد است کہ ز بوئے شامی آید
 یہ کس عدا ہے ہمیں سے تمہاری خوشبو آتی ہے؟

۱۔ اس شعر میں دو جگہ
 در دیار ہے ایک جگہ
 دیو دیار ہے دوسری
 جگہ نہ۔ دیار ہے۔
 مع حرم ہاں درم نماز
 کہہ کے چاند لاف
 کی زمین کو کہا جاتا ہے
 لیکن فارسی والے
 مطلقاً مکان کے معنی
 میں استعمال کرتے
 ہیں۔

۲۔ ابر بہار کا تھنہ

۳۔ بھی احسان

۴۔ ہاں اور

۵۔ کھول پر

۶۔ بھی۔

۷۔ صحبت

۸۔ وہ جس سے ہو کر ہے

۹۔ شب کے ساتھ ہوا ہے

۱۰۔ ملاحت وہ سن سے ہوا

۱۱۔ گندم کو رنگ کے

۱۲۔ ساتھ ہو۔

۱۳۔ شبے قالب تہی کر دینا

۱۴۔ اس کا جسم گھٹ گیا۔

۱۵۔ آگے منہ کے ہر

۱۶۔ روٹھنے کی زبان پر

۱۷۔ اور وہ شکر ادا کیے

۱۸۔ تو بھی ہزاروں میں سے

۱۹۔ ایک شکر ہے بھی ادا

۲۰۔ نہ کر سکے گا۔

عجب تک اس کی
 زلف کا مشق ہے
 ہم شیلی اور عاشق
 چھٹیا ہے۔
 جس کو تیرا چہرہ
 ستر آجاستہ وقت
 کوئی پسند کر سچہ۔
 سے ہجر کی شاہ کی
 لاچار کوئی اتنا ہے
 لبلا اس قدر غم دانا
 چاہیے۔
 سے میرے دل کو لگ
 پر مدد کر بھی اگر لگایا
 گئے تو میری نفس
 اس سے نہ لے۔
 نے ذند کو
 سرور کا
 عاشق
 مانا جانے
 یعنی میری غم
 کی طرح تیرا عاشق ہوا
 اس ہی کے لیے قرار ہوا
 میں نے بہت کا
 اظہار کیا اس پرست
 لا حول چوں
 شہ راجھی چہرہ کو دیکھ کر
 زبان پر نہ لگا نام
 آجائے اس اس
 اس قدر بڑھا ہوا
 کہ اس کو دیکھ کر تپتے
 بھی خدا کا نام ہوتے
 گت ہے۔

ترک میرے کمر میں ہیں کہ چساں میگنزد
 میرے پانچ بیسے تمام مالے مشوق کو دیکھنا، کر کیے جا رہا ہے،
 سو ڈائے سوز نقش تادیر میرا باشد
 اس کی زلفوں کا مشق جب تک ہمارے سر میں رہے
 ہرگز خاک میر کوئے تو مسکن باشد
 جس کا ٹھکانا تیرے کوچہ کی زمین ہو
 صد شکر کرو ز شاد شب، ہجر
 تیرا شکر ہیں کہ ہجر کی رات، دن چرمی
 لے دل از شام فراق روز بچانم غم
 اسے دل! ہجر کے دن کی، جاؤ گی کی رات کا غم نہ کر
 گرم جو مشک در آتش نیند و بگدا زند
 اگر تجھے مشک کی ہرگز آگ نہیں اور بچائیں
 یا یار بیوفان تو مال گفت حال خویش
 بے وفا ہمارے اپنے دل کا سال نہیں کہا جا سکتا ہے
 آنکہ او فکر دل شاد نکرده است منم
 جس نے خوشگیاں کوئی نہ کرنا کی، وہ میں ہوں
 ذرہ شان من در ہوائے بہر خسار تو ام
 میں تیرے رسام کے آفتاب کی جھنڈی، لذت کی طرح ہوں
 صد شکر کہ یافت جانم آرام
 تیرا شکر چہا کہ میری جان کو راستی
 ز جو بہ چرخ بفریادم لے مسلماناں
 اسے مسلمانوں، آسمان کے نیک سے میری فریاد ہے
 گفت لے دوست شدم عاشق آن شعی ماہ
 میں نے کہا، اسے دوست اس پانچ بیسے ہر وہ کامیں عاشق ہو گیا پڑ
 از نیت پرست وقت تماشاے حسن او
 اس کے حسن کے دیدار کے وقت، نیت پرست سے
 جانان خیال رفتے تو در اندہ ہر کے
 اسے محبوب، تیرے ہجر سے، ہر نفس کو خیال ہے
 نیست در خیال سہاں مثل تو شاہ عجبی
 مشوق تو ان جو محنت تیرے جیسا وہی تیرے ہر سبب یا شاہ تیرے ہیں

آفتابیت پس پردہ نہبان میگنزد
 آفتاب ہے جو پردے کے پیچھے سے چہرہ کر مار رہا ہے
 گر عاشق سودایش با شیم روا باشد
 اگر ہم اس کے دیوانے عاشق رہیں، تو مناسب ہے
 پیش او شکن فردوس جو گلخن باشد
 اس کے نزدیک جنت کا باغ بھلاڑ کی طرح ہے
 دل یافت خلاص از تب، ہجر
 دل کو ہجر کے بھلاڑ سے نجات دل چاہی
 شام بچران تم رسد و نئے یہاں غم غم
 ہجر کی رات میں بھی کسی دن ختم ہوتی، ہضم نہ کر
 خیال نقش بنگارم نیر روز ضمیر
 مشوق کے نقش کو خیال میرے دل سے دلتے جا
 آن بود کہ دم کشم از قبل حال خویش
 یہنا سب کے کہ آفتابیل و قال سے دم بھر ہو جانوں
 وانکہ این غمکہ آباد نکرده است منم
 جس نے یہ غمکہ آباد نہ کیا، وہ میں ہوں
 نیست یک ساعت قرار از شوق دیدار تو ام
 مجھے تیرے دیند کے شوق سے خوشی دیکھنے بھی قرار نہیں ہے
 از دولت وصل آں دلا رام
 اس دل کو کہ آپہنچانے دلے وصل کی دولت کے ذریعہ
 فلک بکین من مستند بہت میاں
 مجھ مفسوم کے کیڑے پر آسمان نے کسی سے
 گفت لا حول ولا قوت الا باللہ
 اس نے کہا، لا حول ولا قوت الا باللہ
 حرفے بغیر نام خدا نشنود کے
 کوئی حرف نہ کہے، نام کے سوا کوئی نہیں سنا ہے
 لیکن زمن نباشد مشتاق تر کے
 لیکن مجھ سے زیادہ مشتاق کوئی نہ ہوگا
 بر فلک نیست چو رخسار تو ماہ عجبی
 آسمان پر تیرے رخسار کوئی عجیب چاند نہیں ہے



رُبَاعِیَات

درِ تُو ز جِیَاں وصالِ جاں افروزے
تعلیقِ ایسا جانِ افروز وصال

وامروز چنیں فراقِ عالم سوزے
اور آج ایسا عالم سوزِ نسواں

افسوس کہ دردِ فترِ عمرمِ آیام
افسوس کہ زمانہ میری زندگی کا کتاب میں

آنرا روزے نو لید ایں لاروزے
اس کو کبھی ایک دن گئے تھا اور اس کو کبھی لیکن

عمرے ز تے مراد ضائع دارم
مقصد کے پیچھے میری ایک عمر برباد ہو گئی ہے

در دورِ فلکِ چھیت کر نافع دارم
دورِ فلک سے دیکھ کر کیا مفید بات ملی ہے

وقتے کہ بگفتہ کہ ترا دوست شدم
جب وقت میں نے کہا کہ میں تیرا دوست ہو گیا ہوں

شد و سخن من میں کہ چہ طالع دارم
دو میرا دشمن میں گیا، و مجھو میرا کیا نصیب ہے!

چو نقش تو در نظر نیاید مارا
تیری صورت کے سوا میں کچھ نظر نہیں آتا ہے

جز کوئے نور بگذر نیاید مارا
تیرے کوچے کے سوا میں کوئی راستہ نہیں آتا ہے

خوش آمدہ خوابِ جملہ را در دیدہ
سب کی آنکھوں میں نہیں دیدہ، پیاری گنتی سے

حقا کہ بچشمِ در نیاید مارا
بیشک، ہماری آنکھوں میں وہ نہیں آتی ہے

برگیرِ شرابِ طربِ انگیز و بیا
ستی ۳ پیدا کرنے والی شراب لے اور آجا

پنہاں ندقیبِ سفلیہ بتیز و بیا
ور پڑو کینہِ رقیب سے لا پڑو اور آجا

مشو سخنِ خصم کہ بیشین و مرو
دشمن کی بات دشمن کہ نہ جادوست جا

بشنوز من اے نگارِ پر خیز و بیا
اے عشق! میری کسٹن لے، اتر اور آجا

روزیکہ فلک از تو بریدہ است مرا
جس دن کے آسمان نے مجھے تجھ سے جدا کیا ہے

کس بالیبِ بَرُخندہ ندیدہ است مرا
کس نے مسکراتے ہر بخوں کے ساتھ مجھے نہیں دیکھا ہے

چندان غمِ حجابِ ران تو بردل دارم
تیرے فراق کا اس قدر دل پر غم رکھتا ہوں

من دائم و آنکہ آفریدہ است مرا
میں جاانتا ہوں، اور وہ جس نے مجھے پیدا کیا ہے

بادوست نشین و بادہ و جامِ طلب
دوست کے ساتھ بیٹھو اور شراب اور دعا آنا

پوسد ز لبِ سر و گل اندامِ طلب
نگلاب جیسے جسم والے سرو کے لب کا پوسنا

مجرّح چوراحتِ جراحتِ طلب
زخمی، جب زخم کی راحت چاہے

تواز سر زخمِ نیشِ حجامِ طلب
تو زخم کے گتے سے حجام کا کشتہ مانتے

گفتہ کہ مگر باثفاقی اصحاب
میں نے کہا کہ شاید دوستوں کے ساتھ متفق ہو کر

در موسمِ گلِ ترکِ گنم بادۂ ناب
موسمِ بہار میں، خاص شرابِ چھوڑ دوں گا

طلبل ز حینِ لغو ز نالِ دادِ جواب
بلبل ہے میں سے نہر لگاتے ہوئے جواب دینا

کاسے پیچراں فصلِ گل و ترکِ شراب
کسلے بے خبر! بھول کا موسم اور ترکِ شراب!

کبھی اس کا جان افروز
وصال پیش آتا ہے،
کبھی عالم سوزِ بجز
مجھ اس پر افسوس ہے
کنتانہ بجز وصال
اور روزِ بجز وصال کو
بزرگ کہے گا ملائکہ
لغوی بجز وصال
سے بہت دانا ہوگا
دفعوں بزرگ س طرح
دیکھتے ہیں۔

مگر جب سے میں نے
تیری درستی کا نام کہا
ہے تو بڑے شرم
ہو گیا ہے
مگر ہر
تغویوں
مرفوعہ ساریا

ہے اور ہر سوائے تیرے
کوچہ کے کوئی راست
نہیں جانتے، اور ہم
تجلی سینہ سے محو
ہیما۔

میں رقیب تجھے اپنے
پاس بٹھاتا ہے ادا ملکر
میرے پاس آئے کو
منع کرتے ہیں اس کا
کتاب دان۔

میں عاشقِ زخمیوں دک
دو کا طلبگن نہیں جتا
ہے اور وہ کا سوا ہر
چاہتا ہے۔

شب پوش میر دو ہفتہ طرف کھبت
تیری لپا کا کنارہ جو دھریں کے چاکنا شب پوش ہے
وے صبح جنیت کش روتے چومت
لے دیکر ترسے پانچیسے ہرے کیے کھنکھن کر گوارا دیکھنے والے ہے

اے سایہ آفتاب زلف سیببت
اے وہ کہ تیری لانی زلف آفتاب کا سایہ ہے
اے شام شمیم آرخنیاہ تنگنت
اے دیکر تیرا فکین خطا خوشبو لائے والی شام ہے

نہ وقت نشاط و عیش با احباب ست
دوستوں کے ساتھ نشاط اور عیش کا وقت نہیں ہے
مے ہست و لے حرفیے نمایاب ست
شراب ہے، لیکن شراب کا سمائی نمایاب ہے

امروز کہ روز فرقت احباب ست
آج جبکہ دوستوں کی جدائی کا دن ہے
پیشار از ازل تیم کہ مے نیست مرا
میرا اس وجہ سے پریشانی نہیں ہوں کہ میرے پاس نہیں ہے

ماندیری چہرہ ز من پنہاں داشت
بہی کی طرح، مجھ سے پیہرہ چھپاتا تھا
گفاز کہ ازیں بیج طمع نتواں داشت
اس نے کہا کہ اس سے بچنے کوئی اتینہ نہیں رکھی جاسکتی

آں ٹرک بر بچہ کہ قصد جہاں داشت
وہ پری چہرہ مشوق تھا، جو جہاں لینا چاہتا تھا
گفتم دہن تنگ تو گوئی بیج ست
میرا نے کہا کہ تیرا تنگ نہ ہو گیا کہ معدوم ہے

حسن تو زادر اک خرد میر و نست
تیرا حسن، عقل کی سمجھ سے باہر ہے
یار بک دریاں شام غریم چونست
اے خدا اس شام میں میرا سزا کس حالت میں ہے؟

با آنکہ دلم در غم عشقت خونست
اس کے باوجود کہ میرا دل تیرے غم عشق میں خون ہے
در زلف تو بیچارہ غریب ست دم
میرا دل تیری زلف میں بے جا رہتا ہے

تا بندہ توشہ ست تا بندہ شہ ست
جب سے تیرا غلام بنا ہے، جگمگاتا ہے
خورشید میر و ما تا بندہ شدہ ست
آفتاب روشن، اور چاند، جگمگاتا ہے

تو بدمری و خورشید ترابندہ شدہ ست
تو بدمرا پانڈہ، اور صبح تیرا غلام بنا ہے
ز آنروز کہ از شعاع روتے میر تو
اس لیے کہ تیرے چاند میں ہے جسے کہ شعاعوں سے

برگردن دل شدہ ست مصمما غمت
دل کی گردن پر تیرے غم کی تلوار رکھی گئی ہے
تا خون جگر منخورم از جہا غمت
جب سے تیرے غم کے جام سے خون جگر بہا ہوا

تا مرغ دلم فت اوہ در دام غمت
جب سے میرے دل کا پند تیرے غم کے جال میں پھنسا
از شربت جام دہر بزار شد دم
زمانہ کے جام کے شربت سے تین ہزار ہو گیا ہوں

نزدیک تو میگانہ تر از ما کس نیست
تیرے نزدیک ہم سے زیادہ بیکار کوئی نہیں ہے
ز آنروئے کہ دیوانہ تر از ما کس نیست
اس لیے کہ ہم سے زیادہ دیوانہ کوئی نہیں ہے

در کوئے تو بیجانہ تر از ما کس نیست
تیرے کوچہ میں ہم سے زیادہ بے گمراہ کوئی نہیں ہے
در سلسلہ طنابت آویختہ ام
تیری لسان لہروں کی زنجیر میں لٹکا ہوا ہوں

بیچارہ دلم بوصل او مشاق ست
میرا بیچارہ دل اس کے وصل کا شلق ہے
شیریں سخن و ظریفیہ سین ساق ست
شیریں سخن، خوش طبع اور چاندی سین پستل میں ملا ہے

در شوخی و دلبری بہت من طاقت
میرا مشوق، شوخی اور دلبری میں طاقت ہے
پستہ دہن و لالہ رخ و سین تن
وہ پستہ دہن اور لالہ رخ، چاندی سین جسم والا ہے

مجھے شرب تو نہیں
ہے لیکن کوئی ایسا سنت
جنہی ہے جو ساتھ
بیچارہ شرب ہے۔
سے مشوق کے کھنکھن
ایک سوچم افکار
معدوم مانا جاتا ہے۔
ساق چاند
سورج
تیرے
قد سے
نور حاصل کرتے
میں لہذا وہ تیرے
غلا کریں۔
سکے دیوانے کو تیروں
سنا پانڈھا جاتا ہے
اس لیے میری تیری زلف
سین بندھا جا ہوا۔

مے نوش کر عمر جاودانی این مست
 شربانی، اس لیے کہ ہمیں کی زندگی بھی ہے
 جنگ نام گل ڈالا تو یار این مست
 عمل ابد لار کا موسم، آمد مرست دوست

فاصیت روزگار فانی این مست
 نانا زمانے کی فاصیت یہی ہے
 خوش باش دے کہ زندگانی اینست
 تموژی دیر خوشی مناسلے، اس لیے کہ زندگی بھی ہے

اے روئے تو در لطافت آئینہ ز روح
 اسے دیکھ کر ہر پا کیزگی میں روح کا آئینہ ہے
 در دیدہ کشم و لے ز خاں مشرہ ام
 آغوش میں رکھوں، اس کی اپنی پکوں کے کاٹھوں سے

خواہم کہ قد ہائے خیالت اب صبح
 میں چاہتا ہوں کہ تیرے خیال کے قد میں کوئی کھڑے
 ترسم کہ شور بایے خیالت مجروح
 خدا ہوں کہ تیرے خیال کے عدم زخمی ہو جائیں گے

اول بوفا جام وصالم در داد
 پہلے تو دنا سے مجھے وصال کا جام دیا
 بآب دودیدہ پیراز آتش دل
 دھواں دھلی ہوئی آنکھوں اور آگ مجھے دل کے ساتھ

چوں مست شدم دایم جفا را سردار
 میں جب مست ہو گیا، ظلم کا جہاں ڈال دیا
 خاک رہ او شدم ببادم درودار
 اس کے راستے کی خاک بنا، تو اس نے مجھے ہوا میں ڈال دیا

بایاز کے دست در آغوش نکر
 دوست کی ہنسن میں کسی نہ ہاتھ نہیں ڈالا
 لے ز ریت شوخ دیدہ ہرگز سختم
 شوخ چشم مشرق نے بغیر دیکھے پیسے کے ہرگز ڈالا

تاترک ز رویم دل و ہوش نکر
 جیسا تک اس نے سنا، چاندی ابد دل، اندھ پن کو دیکھو
 با آنکہ جو گوہرست در گوش نکر
 مالدار گوہر کی طرح ہے، کان میں نہ ڈالا

بامردم نیک بد نمی باید بود
 نیکوں کے ساتھ بد نہ بننا چاہئے
 مقتون معاش خود نمی باید شد
 اپنی معاشی کا دیوانہ نہ بننا چاہئے

در بادیر دیو و دزد نمی باید بود
 جگن میں دیو اور دزد نہ بننا چاہئے
 مغرور بعقل خود نمی باید بود
 اپنی عقل پر مغرور نہ بننا چاہئے

بامے بکنار جمتے می باید بود
 ہنر کے کنارے میں شراب کے ہونا چاہئے
 چوں عمر گرانمایہ مادہ روزت
 خوب چاری قیمتی عمر دش روزم ہے

وز غصہ کنارہ جمتے می باید بود
 اور رنج سے کنارہ کنے والا، ہونا چاہئے
 خندان لب تازہ روئے می باید بود
 خندان لب، اور تازہ رو ہونا چاہئے

تا حکم قضائے آسمانی باشد
 جب تک آسمان فیصلہ نہ کر جائی ہوگا
 گرتا جام مے ز دست تو نوش کنم
 اگر میں تیرے ہاتھ سے شراب کا جام پیوں

کار تو ہمیشہ شادمانی باشد
 تیرا کام ہمیشہ خوشی ہوگا
 سرمایہ عمر جاودانی باشد
 تو جاودانی عمر کا سرمایہ ہوگا

جاں در خم زلف یار جائے طلبید
 جاننے یار کی زلف کے خم میں جھکنا چاہی
 جاں پیشکش ابرئے جانان کردم
 میں نے جان محبوب کے ابرو کو پیش کر دی

وز بند و بلا گرہ کشائے طلبید
 اور تیرے بلا سے کسی گرہ کٹنا چاہی
 چوں حاجب او نعل بہائے طلبید
 جب اس کے ڈیڑھی بان سے، نذرانہ چاہی

۱۱۱ زندگانی بھی ہے
 کہ دنا میں یہ سب نہیں
 میرا ماں میں
 ساری خیالی تصویر
 کہ آنکھوں میں لانا
 چاہتا ہوں اس کی
 اعلیٰ ہے کہ پکوں سے
 اس کے عدم زخمی نہ
 ہو جائے۔
 سہ حاتم را دیکھا تھا
 پر لطف ہے۔

میں جب تک انسان
 دنیا کی ہر قیمتی چیز کو
 قربان کر کے دل
 دوست میرا نہیں
 آتا ہے، در گوش
 کر کے
 لطف
 انداز
 ہونا چاہئے۔

۵۰ شعر
 نہیں گنارے ہرگز
 اس کی بڑی قیمتی ہے
 ہاتھ
 سے
 چاہا
 شہزاد
 دل جانے تو ہر ماہ
 حاصل ہو سکتی ہے۔

کے نعل پہاڑ رقم
 کھلائی ہے جو کسی جہ
 آفرین کو دست کر
 دہیں کر دیا جائے
 یہاں ملازمت ہے

خفت بسراپروہ مہ میگردد
تیرا ہر غم چاند کے نیمہ کے گرد گوم ہا ہے
مارا خجیل و دروغ زن میگفتی
تو ہمیں سشمندہ اور جھوٹا کبتا تھا

راہ طلب تو خسار غمہا دارد
تیری طلب کے راستے میں غموں کے کانٹے ہیں
دانی تو کہ روشناس عقلت آل کو
تجے سلام ہے کہ وہ شخص تکلن ہی سے روشناس ہے جو

روزیکہ فسراق از تو دروم سازد
جس دن فراق تجھ سے مجھ کو ددر کر دے
گر چشم بر توئے دگرے باز کنم
اگر میں کسی دوسرے کے چہرے پر نظر ڈالوں

ز آل بادۂ دیر بین کہ در مقال پرورد
وہ برفانی شراب جو در مقال نے کھینچی ہے
مستم کن و بیخیز احوال جہاں
مجھے مست، اور دنیا کے احوال سے بے خبر بنا دے

شیریں و بہناں عہد سیاہاں نیرند
شیریں وہیں والے، عہد پورا نہیں کرتے ہیں
معتوق چو بر مرادورائے تو بود
اگر معشوق تیرے مقصد اور راستے کا ہو

گویند کہ سانیکہ ز مے پر مہیزند
جو لوگ غراب سے پر سیز کرتے ہیں وہ کچھ ہیں
بابا مے و معشوق ازین سیم ملام
ہم ہمیشہ شراب اور معشوق کے ساتھ اس لئے ہیں

من بندۂ آس کشم کہ شو قے دارد
میں اس کا غلام ہوں جو کچھ شوق رکھتا ہو
تو لذت عشق و عاشقی کے دانی
تو عشق اور عاشقی کی لذت کب جان سکتا ہے؟

نہ دولت دنیا بستم می ارزو
دنیا کی دولت، تکلم کی قیمت انہیں رکھتی ہے
نہ ہفت ہزار سال شادی جہاں
دنیا کی سات ہزار سال کی خوشی

بازار تکبرت تہ میگردد
تیرے تکبر کا بازار تباہ ہو رہا ہے
پیدا ست کہ رونے کے یہ میگردد
تلاش ہے کہ کس کا کالا کشتہ ہو رہا ہے؟

کوراہ روئے کہ این قدمہا دارد
وہ راہرو جہاں ہے جو اس راہ میں قدم رکھے؟
برجرعہ حال چسراغ غمہا دارد
جان کے سامنے غموں کا چراغ رکھے

در ہجر رخ تو نا صبورم سازد
تیرے رخ کے ہجر میں مجھے بے صبر بنا دے
حق نمک حسن تو کورم سازد
تو میرے حسن کا حق نمک مجھے اندھا بنا دے

دردہ کہ باطعم طے خواہم کرد
بے تاکہ عنسم کی اسال پٹ دون
ماتر جہاں بگویمیت لے سہ مرد
تاکہ لے عقاب انسان! میں تجھ سے دنیا کا لڑکپن

صاحب نظران ز عاشقی جاں نیرند
غریب، عاشقی سے جان نہیں بچاتے ہیں
نام تو میان عشقازاں نیرند
تو عشقازوں میں تیرا نام شمار نہ کریں گے

زآناں کہ مہیزند چہاں بر خیزند
جس طرح سے مریں گے، اسی طرح سے انھیں بچے
تا لکہ ز خاک ماچناں انگیزند
تاکہ شاید قبر سے، نہیں اسی حالت میں اٹھائیں

برگردن خود ز عشق طوقے دارد
اپنی گردن میں عشق کا طوق رکھتا ہو
ایں بادہ کے خورد کہ ذوقے دارد
یہ شراب وہی پیتا ہے جو کچھ ذوق رکھتا ہو

نہ لذت ہستی بہ الم می ارزو
نہ ہستی کی لذت تکلیف کی قیمت کھیتی ہے
باعتہ بیخ روزہ عنسم می ارزو
بیخ روزہ عنسم کی قیمت نہیں کھیتی ہے

تا تو ہمیں جھوٹا بنا
تو اسکی خطا میں آنے
سے نہ تیرا کال چاہے
سزا و عشق بہت
پر خاسے اس
راستے میں جو غموں کا
چراغ سامنے رکھے
وہی عقلمند ہے۔
ست تیرے سوا اگر کسی
رخ پر نظر ڈالوں تو
خدا کرے میں اندھا
ہو جاؤں۔

سے اگر معشوق بالکل
فرمانبردار ہو جائے تو
پھر معشوق ہی ختم ہے
عشق بازی کا کمال
یہی ہے کہ
ہجر اور
ما ایشہ
ہے کہ وہی میں

حالت میں رکھے گا
اسی حالت میں بیانی
قرے اسے گا میں
اسی لیے ہر وقت شرب
اور معشوق ساتھ
رکھتا ہوں تاکہ شرب
اسی حالت میں ہوں۔
سوائے غلو و لذت
کرنے سے دنیا کی لذت
لے تو مجھ سے خیرینا
چاہئے تو ہر اساعلم
برداشت کر کے اگر
رتی دنیا ک خوشی
لے تو مجھ سے زیادہ۔

ہجرت کہ بجان من درویش آمد
تیرا خزان جو نیمہ فقیر کی جان تو گناہے
تزییم از بس کہ تو شوم رونے دور
میں دڑتا تھا کہ کسی دن تجھ سے دور نہ ہوں

یا کار بجام دل مجروح شود
یا تو کام زخمی دل کے فشار کے معلق ہو گئے

امید من آنست بدرگاہ خدا
خدا کے در بار سے بچے یہ امید ہے

یاری جو نکر و بخت شوریدہ چہ سود
پریشان نصیب نے جب مدد کی تو کیا فائدہ!

آن مردم دیدہ بود کہ دیدہ برفت
وہ آنکھ کی پستلی تھا جو نگاہ کے سامنے پہاگیا

ایام شباب ست شراب اولی تر
تجوانی کا زمانہ ہے، عشق و شراب زیادہ بہتر ہے

عالم ہمہ سربسر خرابست و خراب
عالم ہی تمام خراب ہی خراب ہے

دویش از غم تو دے مخفتم تاروز
تیرے غم کی وجہ سے کل رات، دن نکلے گا گھر گھونڈنا

دردت کہ بکس نمیست تو ائم فتن
تیرا درد جو میں کسی سے نہیں کہہ سکتا ہوں

مردی ز کندہ در خمیر بس
بہادری کی بات خمیر کا درد دازہ اگلا نرالی ہے پوچھ

گر تشہ فیض رحمت اے حافظ
اے حافظ اگر تو فیض رحمت کا پیاسا ہے

چشم تو کہ سحر با بلیست استادش
تیری آنکھ، جس کا استاد، اہل کا مادہ ہے

آن زلف کہ کردلقہ در گوش جمال
وہ زلف جس نے حسن کے کان میں معلق ڈالا ہے

چو لب جامد زن بر کشد آن مشکبیں خال
جب وہ مشکبیں تل و لاہ، بدن سے ہڑے لٹارتا ہے

در سینہ دلش ز ناز کی بتوان دید
نراکت کی وجہ سے سینہ میں اس کا دل دکھا ہا کتا ہے

گوئی نکلے بر جگر ریش آمد
گویا، زخمی جگر پر نکلے گناہے

دیدم کہ ہماں روز بدام پیش آمد
توتے دیکھا مجھے وہی برادری میں آگیا

یا مرغ دلم بر فلک رُوح شود
یا میرا مرغ دل، ہنوز دل کے آسمان پر چلا جائے

کا یواب سعادت ہمہ منقوح شود
کہ نیک بختی کے تمام روزے کس جاتیں گے

شادی چون دیدایں دل غمزدہ چہ سود
اس غمزدہ دل نے جب خوشی نہ دیکھی تو کیا فائدہ!

چوں مردم دیدہ نیمت در دیدہ چہ سود
جب آنکھ میں پستلی ہی نہیں آنکھ سے کیا فائدہ!

ہر غمزدہ دست و خراب اولی تر
ہر غم زدہ کا دست اور خراب ہونا زیادہ بہتر ہے

در جائے خراب ہم خراب اولی تر
خراب جگہ میں خراب ہی رہنا زیادہ بہتر ہے

یا قوت بنوک مژہ سقتم تاروز
پکوں کی ٹوک سے صبح تک یا قوت آئینہ عبادت

ہم بادل خویشتن بگفتہ تاروز
پلنے دل سے ہی دن نکلے تک اکھٹا رہا

اسرار گرم ز خواجہ قبر بس
گرم کے راز، قبر کے آفتاب سے پوچھ

سر چشمہ آن ز ساقی کوثر بس
اس کا سر، چشمہ کوثر کے سمانی سے پوچھ

حقا کہ فسوں با نرود از یادش
یقیناً حساد اس کی یاد سے نہیں مٹتے ہیں

آوزہ ز در نظر حافظ بادش
اس نے بے حافظ کی آنکھ کے مونی کا آؤزہ پاجتے

حقا کہ نظیر خود ندارد بمثال
یقیناً اپنے جیسی کوئی مثال نہیں دیکھا ہے

مانندہ سنگ نرہ در آب زلال
جیسے کہ نیر پانی میں پتھر کا ٹوٹا

۱۔ محبوب کو آنکھ کی
پستلی قرار دیا ہے یعنی
جب محبوب نکلا ہوں
کے سامنے نہیں ہے
تو گویا آنکھ بغیر پستلی
کے ہے جو بیکار ہے
۲۔ میں تمام رات
ذرا سو یا اور غلے کے
آنسو روٹا مایا تیرا درد
کسی سے بیان بھی نہیں
کر سکتا دل سے ہی
رات بھر بجان کرتا رہا
۳۔ حضرت علیؑ کا اشارہ
دہ نے خیر کا درد نہ
اکھاڑا پھینکا تھا
اور آپ ہی
کے ایک
فلاں کا نام
۴۔ قہر تھا
ساقی کوثر سے
۵۔ مراد آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم ہیں۔
۶۔ مشہور ہے کہ
۷۔ بادست و دامت
دو جادو کرتے جو
چاہو باہل میں اسٹے
لٹکے ہوتے ہیں
۸۔ اسی لیے اہل کابل اور
مشہور ہے۔
۹۔ مشرق کے خم
کو صفائی میں شگفت
پانی اور دل کو تنگ کنی
کی وجہ سے سنگ نرہ
سے تشبیہ دی
۱۰۔

بمشرق زندگ ہے
 اور نہ گئے کسی
 سے وفا نہیں کی لہذا
 مشرق سے وفا کی
 آئید قبول ہے۔
 سدا جب تیرے
 ہونٹ سے مجھ کا پ
 زندگ لگیا ہے تو
 اب موت کا اندیشہ
 ہے۔
 سدا تیرے ہونٹ پر
 جس سے سب رو خط
 کرتے ہیں وہی جاتی
 ہے، اوت
 سدا تیرے
 ہے جس
 جنوں کو
 تشبیہ دیکتی
 ہے، مرغان، موگ
 سدا اہل دل کرستانا
 اچھا نہیں ہے ان کی
 بددعا من آنقدر
 ہے اگر تو اس سے
 ہلک ہو گیا تو خود
 ذمہ دار ہے۔

ہرگز نہ کنی یاد من اے شمع چکل
 اے چکل کی شمع! تو مجھے بھی یاد نہیں کرتے ہے
 دروے کہ من از غم تو دارم در دل
 تیرے غم سے جو درد میں، دل میں رکنا ہوں
 از یار وفا کہ دید تا من بی غم
 یار تھے کس نے وفا دیکھی ہے کہیں رکھوں،
 تو عمر منی و بیوفاتی چہ کنم
 تو میری عمر ہے اور بے وفا ہے، کیا رکھوں؟
 آواز پر مرغ طرب می شنوم
 میں سنتی تھے پرند کے ہنوں کی آواز سنتا ہوں
 یا یاد ہدیے ز لبش میگوید
 یا ہوا اس کے ہونٹ کی بات کہہ رہی ہے
 جاہاں چوشے تاو بروز آوردم
 اے جاہاں! جبکہ میں نے تیرے ساتھ آ کر لڑائی
 از مرگ نہ ترسم پس ازین کباب حیات
 اس کے بعدیں مرنے سے ڈرتوں ۱۱۶۴ اس لہجے کو کہتے ہیں
 دراز ز فے بوس و کنارت مردم
 میں تیرے بوس و کنار کی آمزوش میں
 قصہ چہ کنم دراز کوتاہ کنم
 قصہ کو دراز کیا کہوں، مختصر کرتا ہوں
 من شکرک تو اے نگار آساں ندیم
 اے مشرق! ہمارے آساں سے نہیں چھوڑ دے گا
 یا قوت بت کہ قوت جانست مرا
 تیرا قوت بے مثل ہونٹ جو میری جان غی رندی ہے
 اے باد بوز راہ دلداری من
 اے ہوا! میری دلداری کیو جہ سے کہہ دے
 تو خفتہ بہم بدیش شبہائے دراز
 تو لمبی راتوں میں بدیش کے گہوارے میں سہا پڑا ہے
 تاکہ بود ایں جور و جفا کردن تو
 کہ تک ہوا تیرا یہ ظلم دستم کرنا،
 تیغ مست بادست اہل دل خون آلود
 اہل دل کے ہاتھ میں، خون آلود تلوار ہے

زرد من اگر چہ مست کاے مشکل
 اگر چہ سیرے نزدیک = مجھ ۱۲۰ ہے
 دل داندوسن داکم و من ام و دل
 دل جانتا ہے اور میں، میں جانتا ہوں اور دل
 راحت ز جفا کہ دید تا من بی غم
 غم سے آرام کس نے دیکھا ہے کہیں رکھوں،
 از عمر وفا کہ دید تا من بی غم
 عمر سے کس نے وفا دیکھی ہے کہیں رکھوں،
 یا فخر گلزار ادب می شنوم
 یا ادب کے گلزار کا خوشبو سونگتا ہوں
 انقصہ حکایتی عجب می شنوم
 انقصہ، میں عجب حکایت سنتا ہوں
 گریے تو دے بر آوردم نامردم
 اگر تیرے ہنر ایک سانس بھی لوں تو میں نامرد ہوں
 از چشمہ نوشن آبدارت خوردم
 میں نے تیرے آبدار چشمہ کے پتھر سے پی لیا ہے
 در حسرت لعل آبدارت مردم
 میں تیرے آبدار لعل کی حسرت میں مر گیا
 باز آ باز اگر انتظارت مردم
 آہا، آہا اس لیے کہ میں تیرے انتظار میں مر گیا
 تا پیش زمر ز خطت جاں ندیم
 جب تک تیرے زمر جو بیے خدا کے سامنے باقی رہے گا
 آنرا بدو صد ہزار مر جاں ندیم
 اس کو لو کہوں مر جان کے بدلے میں بھی نہیں دوں گا
 آنرا کہ ناشد غم از زاری من
 اس سے جن کو میرے غم نظر ہی سے کوئی غم نہیں ہے
 آ باداری خبر ز ب بداری من
 آتا تھے میری بیداری کی بھی خبر ہے!
 بیہودہ ہمہ صلاح آرز دن تو
 نشام مخلوق کو بیکار رکھنا
 گر بر تو رسد خون تو بر گردن تو
 اگر تیرے گم جا جائے تو تیرا خون تیری ہی گناہ پر ہوگا

گویند کہ فردوس بریں خواہد بود
رنگ کہتے ہیں کہ فردوس بریں ہوگا

گرامے و معشوق نزدیک مہر پاک
اگر تم نے، شراب اور معشوق پسند کیا تو کیا ہوا!

اے شرم زدہ تخمچہ مستور از تو
ہاں وہ کہ چھپا ہوا نچوچہ تجھ سے شرمنا ہے

گل باتو برابری کجا آرد کرد
گل، تیری کب برابری کر سکتا ہے؟

آں باز طرب شکار درد ستم
وہ مستی کا شکار کرنے والا باز میرے ہاتھ میں ہے

آں زلفت چو زنجیر پیچید بر خود
وہ زلفت جو زنجیر کی طرح خود بخود بند کندی ہے

آئے کاش کہ بخت ساز گاری کرے
اے کاش بختیہ بختیہ مہاقت کرتا

از دست جو انیم چو ربود عشاں
جب جوان برے ہاتھ سے باگ پڑا بیٹھ

باشا پشوخ و شنگ و ہار بڑو نے
شرح اور بچھل مشوق اور بڑھ ادرے کے ساتھ

چوں گرم شود زیادہ مارا رگ وے
جب ہماری رگیں اور پٹھے، شراب سے گرم ہوئیں

گر بچوں افادہ ایں دام شوی
اگر تو سیری طرح اس جاں میں نہیں جانتے گا

ما عاشق و رند و مست عالم سوزیم
ہم عاشق اور رند اور مست عالم سوزیم

ما شبے کہ قدش لبر و میماند راست
وہ چاند جس کا قد سرور کے طرح میں چلے

و تارچہ پیشکش گرم گفت
میں نے تارچہ اس کو پیش کیا، تو بول

ہر روز و دم بزیر بارے و درگست
میرا دل ہر روز ایک نئے بوجھ کے بیٹھ ہے

من جہد می کنم قضا میگوید
میں کوشش کرتا ہوں، تو تقدیر کہتی ہے

فردا منے ناب حور میں خواہد بود
کل، خاص شراب اور خوش چشم حور میں کل

چوں عاقبت کار چنیں خواہد بود
جب انجام کار یہی ہوگا

حیران و حجل ز رنگی مخور از تو
نشیل رنگی تیری وجہ سے حیران اور شرمنا ہے

کو نور زہ دارد و مہ نور از تو
کیونکہ گلہ سے نور حاصل ہوتا ہے اور چاند کو توجہ

آں ساغر چوں نگار درد ستم
وہ معشوق جیسا ساغر، میرے ہاتھ میں دیکھ

دیواد مشدم بیار و برد ستم
میں دیوانہ ہو گیا، لا، اور میرے ہاتھ میں مال لے

یا چرخ زمانہ باز یاری کر دے
یا زمانہ سا آسمان دوبارہ مدد کرنا

پیری چو رکاب پایاری کر دے
سکڑ بڑھاپا رکاب کی طرح پاندی کرتا

کچے و کبالے و یکے شیشے
ایک گوشہ ہوا صکاب اور ایک بوتل شراب

منت نبرم بیک تجواز قائم طے
تو میں قائم طائی سا ایک جو برابر احسان و مضائق

ے بس کہ خراب بادہ و جام شوی
یقیناً شراب اور جام سے خراب ہو جائے گا

با انشین و گرنہ بد نام شوی
ہمارے ساتھ نہ بیٹھ، ورنہ تو بد نام ہو جائے گا

آئینہ بدست و رفتے خودی راست
ہاتھ میں آئینہ تھا اور چہرے کو سنوڑا تھا

وصلہ طلبی زہے خیالے کہ تراست
تو میرا وصل چاہتا ہے، تیرا خیال بھی کیا ہے

در دیدہ من زہ ہجر خالے و درگست
بھلا کچھ میں ہجر کا ایک نیا کاشا ہے

پیروں ز کفایت تو کالے و درگست
تیرے بس سے باہر کا ایک ادکام ہے۔

طہ جب کل جنت
میں معشوق اور شراب
شکل ہو کر تم نے
آج دنیا میں یہ جنت
مائل کر لیں ترکی
ہو گیا۔

ستہ باز طرب نظر
سے ملو شراب ہے
دیوانہ زنجیروں سے
بکھڑا ہوتا ہے میں
دیوانہ ہوں مجھے
زلف کی زنجیر سے
بکھڑا ہے۔

مبارکاب کا انقطاع
کی حسرت اور تڑپ
کی بنا پر استغناء

کر دیا ہے
یعنی جوانی
تو چلی گئی
اب کچھ بڑھاپا

ہی شہرے۔

مکے یعنی جب شہر کے

تمام اسباب ہوتا

ہو جائیں تو پھر مجھے

کسی کا احسان ہوتا

کر کئی ضرورت نہیں ہے

۵ یعنی مجھ کو نوافل

ہے کہ تجھے میرا وصل
میں ترسکے۔

میں وصل کی
کوشش کرتا ہوں میں
تقدیر کہتی ہے ابھی
ایک سال مشکل درگستا
ہے جو تیرے بس سے
باہر ہے۔

آں لعل در آبگینتہ سادہ بیار
 وہ لعل، سادے ٹیٹھ میں لا

چوں میدانی کہ ندرت عالم خاک
 جب تو جانتا ہے کہ خاک عالم کی ندرت

شب رفت بیابان و حکایت باقیست
 رات بیت پہلی اور قصہ باقی ہے

گستاخی مازہد بروں رفت لے
 چاری گستاخی حد سے بڑھ گئی، لیکن

پیوستہ خیال دوست در پیش من مست
 دوست کا خیال ہمیشہ میرے سامنے ہے

گر تر حجاز نند کہ تر کش نہ کنم
 اگر وہ نند کا تر چلائے تو بھی میں اس کو نہ چھوڑتا

وقت ست کہ لبیل بے گل آواز نند
 وقت ہے کہ لبیل، بچوں کو پکارتے

لبیل سخن فصاحت آغاز کند
 لبیل فصاحت کی باتیں شروع کرتے

لبیل بہ زار خون گلے حاصل کرد
 لبیل نے ہزار مصیبت سے ایک بچوں ماں کیا

طوطی بہتوئے شکرے دل خوش بود
 طوطی شکر کی خواہش تندر خوش دل تھی

از باد اجل چون سرافقت رہ شوم
 جب سوت کی ہوا سے میں سڑواں ہوں

ز نہار کلمہ بجز صراحی مکنید
 بجز صراحی میری امنی سے مرا کی طلاء بچو نہانا

عشق رخ یار بر من زار مگیر
 بخود عاجز ہوا کر کے رخ کے عشق کی گرفت نہ کر

صوفی چو تو رسم رہیوں میدانی
 اے صوفی! اگر تو راہبروں کی رسم جانتا ہے

کم گوی و بجز مصلحت خویش گوی
 کم بول، اور اپنی مصلحت کے علاوہ کچھ نہ کہہ

گوش تو دو دادند و زبان تو یکے
 جیسے دو زبان تھے ہیں، اور ایک زبان

وآن محرم و مؤنس ہر آزادہ بیار
 اس بے آزاد کے محرم اور مؤنس کو لا

بادست از دور گذر و بادہ بیار
 ہوا ہے اس سے قطع نظر کر، اور شراب لا

شکر تو بگفتیم و شکایت باقیست
 ہم نے بڑا شکر کیا تو ادا کر دیا، شکایت باقی ہے

المنتہ باللہ کہ عنایت باقیست
 خدا کا شکر ہے، کہ عنایت باقی ہے

گوئی غم و درد عشق او خوش من مست
 گو یا اس کے عشق کا درد و غم میرا مشتہ دل ہے

قرباں شرمم پیش او کیش من مست
 اس کے سامنے شرم مان بوجھانا ہی میرا غیب ہے

ایں نالہ در افزایش اول تاز کند
 یہ نالہ کہے اور وہ تاز کرے

تا گل پیش کر خندہ دہن باز کند
 تاکہ بچوں سے اس کا نہ کھول دے

باد از سر غیرتش پریشاں دل کرد
 بولنے غرت سے اس کا دل پریشان کر دیا

مرگ آمد و نقش آملش باطل کرد
 موت آئی اور اس نے اس کی امید کا نقش مٹا دیا

وز بیخ درخت عمر بر کندہ شوم
 اور عمر کے درخت کی بیخ سے میں اکھڑ دیا جاؤں

تا لو کہ ز باد پیر شود زندہ شوم
 ہوسکتا ہے کہ جب وہ خرابی بھڑکتے تو زندہ پیر جاؤں

بر رختہ دلاں خردہ بیکبار مگیر
 خستہ دلوں کی بیکبار ہی غلطی نہ بچو

بر مردم ز نکتہ بہار مگیر
 تو زندہ انسانوں پہ زیادہ نکتہ چینی نہ کر

چیزیکہ نرسند تو از پیش گوی
 جہات فتح سے نہ پوچھیں چیلے تھے

یعنی کہ دو بشنو و یکے پیش گوی
 یعنی کہ دو سس، اور ایک سے زیادہ نہ کہہ

ملہ شخص باہن متنا
 پوری کر سکی نہ کر سکی
 ہے لیکن موت سب
 امیدوں کو ختم کر دیتی
 ہے۔

سبب
 میں
 مر جاؤں
 تو میری تھی

سے صرف مرا
 بناؤں کہے کہ سبب
 وہ شرب سے میری
 جاسے تو میں زندہ
 ہو جاؤں۔
 تہ طالعے یک زبان
 اور دو کان اسی لیے
 دیکھیں کہ جب وہ
 باتیں سے تو ایک بات
 کہے۔

آنم کہ پدید گشتم از قدرت تو
 میں وہ ہوں جو تیری قدرت سے پیدا ہوں
 صد سال بہ امتحان گنہ خواہم کرد
 آزمائش کے طور پر سو سال گناہ کروں گا

اے باوجود بیش من نہانش میگو
 اے صاحب! میری بات اس سے چپکے چپکے کہنا
 اتنا بد انسان کہ ملاش گیرد
 لیکن نہ اس طرح کہ اس کو رنج پہنچے

لب باز میگیرد زماں از لب جام
 خموشی دور کے لیے نہیں، جام کے ہونٹ سے ہونٹ بنا
 در جام جہاں جو تلخ و شیریں ہم بست
 دنیا کے جام میں چونکہ کڑوا اور شیریں ملا ہے

عشق تو من غمزہ رادول خوں کرد
 تیرے عشق نے مجھ غم زدہ کے دل کا خون کر دیا
 تن کا ست مز عشق لیکن عشقت
 عشق سے بڑا ہم گھٹ گیا، لیکن تیرے عشق نے

دلدار من گفت مدار اندیشہ
 معشوق نے مجھ سے کہا، منکر نہ کر
 کو صبر و چہ دل کا سنجہ دلش میدانی
 صبر کہاں، اور دل کیا اس لئے کہ میں کو تو دل بھتا ہے

چشمان و خطت بیکدگر پیوستند
 تیری آنکھوں اور خط نے؛ ایہ اتفاق کر لیا
 قاضی تو دریں سئلہ فتویٰ یہ دہی
 اے قاضی تو اس مسئلہ میں کیا فتویٰ دیتا ہے؟

در صحبت آن کے کہ صاحب ہنرست
 اس شخص کی صحبت میں جو ہنر مند ہے
 امانفے بصیحت نااہلان
 لیکن خموشی دیر کے لیے نہیں نااہلوں کی صحبت میں

اے دوست ترا دوست کہ دار در جزین
 اے دوست! تجھے میرے سوکوں دوست بنا سکتا ہے!
 ہر جا کہ روں مخمے بدت خواہم گفت
 میں جہاں بھی جاؤں گا تیری بلا مشغولی بیان کروں گا

پروردہ شدم بتا ز در نعمت تو
 تیری نعمت میں تاز سے پلا ہوں
 تا جرم منت بیش یار حمت تو
 تاکہ مسلم ہو کر میرے گناہ زیادہ نہیں یا تیری رحمت

سوز دل من بصد زبانش میگو
 اس سے میرے دل کا سوز، سوز باؤں سے کہنا
 میگو سخن و در میانش میگو
 اس سے بات کہنا اور در میان طرز پر کہنا

با برداری کام جہاں از لب جام
 تاکہ تو دنیا کا مقصد اہل نام کے ہونٹ سے ماہل کرے
 این از لب یار خواہ و آن از لب جام
 = معشوق کے ہونٹ سے ماہل کر اور وہ جاگے ہونٹ سے

و آن خوں زره دودیدہ ام بیوں کرد
 اور وہ خون تیری دونوں آنکھوں کے زریں باہر نکال دیا
 چوں سخن تو ہر روز غم افزوں کرد
 تیرے سخن کی طرح روز بروز میرے غم کو بڑھایا

دل خوش کن و بر صبر گمار اندیشہ
 دل خوش رکھ، اور اپنی فکر کو صبر میں لگا
 یک قطرة خولت و ہزار اندیشہ
 حق ایک قطرہ ہے اور ہزاروں فکر میں

بر خون من دل شدہ محض بستند
 مجھ پر خون دل کے خون پر محضوں نے کھنڑا تیرا کیا
 خلیت پریشاں و گواہاں مستند
 خط تو پریشان ہے اور گواہ مست ہیں

گر زہم خوری بدان کہ شہد و شکر مست
 اگر تو زہر بھی کھائے، مجھے لے کہ شہادہ شکر ہے
 گر خلید بریں بود کہ نارسق مست
 اگر غلط بریں ہو تو جہنم کی آگ ہے

با خمے بدت یائے کہ دار در جزین
 تیری بد معنی کے منق باہ میرے سوکوں ہنر مند ہے
 تا پنج کت دوست نمدار در جزین
 تاکہ تجھے میرے سوکوں دوست نہ بناے

ما شعر
 اس سے
 زون سے
 کرنا چاہئے
 جو صبر
 کو گوارا
 نہ ہو۔
 شدنیانیاں تلخ شیرین
 بلا جلا سے لب محبوب
 سے شیریں ماہل کر
 اور لب جام سے تلخ۔
 مگر میرا جسم تو ہر روز
 گھٹنے پر ہے لیکن عشق
 تیرے حسن کی طرح ہر
 انزوں ہے۔
 میں محبوب کہتا ہے
 دل میں صبر کیاں
 پیکار جس
 کو دور
 بھانپے
 وہ تو ایک
 قطرہ خون ہے۔
 اور میں سوکر میں
 مگر وہ عقلمند ہونے
 چاہتے ہیں اس کی
 آنکھیں نشہ میں ہلور
 خط پریشان سے ظاہر
 ہے کہ تاجی بھی فتویٰ
 دیکھ کر خط پریشان
 اور گواہ مست ہوگی
 وجہ سے مقدمہ نااہل
 صاحب اور جرم غیر
 ثابت ہے۔
 خط ہنر مند کہ صحبت
 میں اگر زہر بھی تو
 اس کو شہادہ شکر کھنا
 چاہیے نااہل کی صحبت
 میں کہ جس میں شے تو
 اختیار کرنی چاہئے۔

ہر شے میں نماں دنیا میں تیری بلا جلا کا چر جا کر ان کا کہ تجھ سے کوئی بد معنی کرے پر وہ ہنر مند ہے۔

بل اس نے کہا باندگ
بیادے کچھ لے اور کچھ
لے میں نے کہا چاند
تیرے چہرے جیسا کہ
ہو سکتا ہے نہ تو صرف
پردہ صوفی راست میں تیرا
چہرہ کی طرح ہر لہے
آنہ دونوں میں ایسا
لا فرقی ہے جیسا کہ
میراجسم
مردن کے ساتھ تو
سوزن کھلا ہے کہ
میرا صوفی جان نکلے
تو مجھے جلا ہو گیا
میں تو اس قسم
بے کس ہوں کہ گروہ
مجھے آگ بھٹی چلانا

پا ہے تو
بیش
ماؤں کا
ہا اس پر
سکر ہے کہ
اگر اس کو آنکھوں پر
بھی ٹھکانا چاہوں
تو کبھی بیٹھے گا۔
مے شفر

بند
ہرگز نہ روئے اگر دشمن
مخفیہ سے یہی بظاہر
خواجہ حافظ کی نہیں
ہے جو صبح تر ہے
ہو سکتا تھا نہ قریر
کہ دیا گیا ہے گرجہ
عبادت اس کی زلیخہ
مستحق نہیں ہے۔

صوفی بجماعت دست آزاں افشانند
تو ان میں صوفی اس لیے رقص کرتا ہے
عاقلمندانکہ دایہ گہوارہ طفل
مقتصد جانتا ہے کہ دایہ بچے کے پالنے کو

اے چشم تو بادام و دہانت پستہ
اے وہ کہ تیرا آئینہ بادام ہیں اور تیرا نڈ پستہ ہے
آیا بود آنکہ ماؤ تو بنشینیم
آیا ہے جو سکتا ہے کہ تو اور ہم بیٹھیں؟
گفتی کہ بزم نظر کن و انگار منم
تو نے کہا چاند کو دیکھ لے اور بھلے کہ میں ہوں
مہ جو تو کجا بود کہ اندر ماہے
چاند تو جیسا کہاں ہو سکتا ہے اس لئے کہ چاند ایک مہینہ میں؟

من بودم و خورشید و مہ چوں ناہید
میں تھا اور آفتاب اور زہرہ جیسا چاند
روز آمد و خورشید میں از من رسید
دن نکلا اور میرا سورج مجھ سے بھاگ گیا

از بیگسی و عاجز می و مسکینی
بے کسی اور عاجزی اور مسکینی کی وجہ سے
بر آتش اگر نشانیم بنشینم
اگر تو مجھے آگ پر بنائے گا تو میں بیٹھ جاؤں گا

نوباوہ گلبن جوانی عشق ست
جوانی کی ششام کا تازہ پھول عشق ہے
چوں خضر گر آب زندگانی طلبی
اگر تو خضر کی طرح آب حیات چاہتا ہے

عشق تو زہرہ زنجیرے خالی نیست
تیرا عشق کسی بے زنجیرے بھی جدا نہیں ہے
ہر چند کہ در خلق جہاں می نلرم
میں جہاں میں نہ رہی دنیا کی مخلوق کو دیکھتا ہوں

جان تو با سرا را الہی پر داخت
تیری جان خدائی رازوں میں مشغول ہوئی ہے
در داگر چنان نقش مشغول شدی
ہائے انسوں! تو نقش میں ایسا لگا ہے

تا آتش دل بحیلہ بنشانند
کہ کسی تدبیر سے دل کی آگ بجھائے
از مہر کون طفل می جنبانند
بچے کو مہر آرام دینے کے لیے ہلانی ہے

از پستہ و بادام تو جانتم خستہ
تیرے پستہ اور بادام سے میری جان خستہ ہے
تو ساقی و من حریف و درہابستہ
تو ساقی ہو اور میں دوست! اور درہابستہ سے خبر ہوں

روئے تو ام آرزوست مہ را چلنم
مجھے تو تیرے چہرے کے تنہا ہے، چاند یا کیا کر رہا؟
یک شب چورخت باشد و بانوی تو خم
ایک صبح تیرے رخ کی طرح ہوتا ہے اور بانوی تو خم

بودیم بہم شستہ چوں صبح امید
ہم نے بیٹھے تھے، امید کی صبح کی طرح
روز آمدن و رفتن خورشید کہ دید
دن نکلتا اور سورج کا پھلا جاتا کس نے دکھایا؟

وز سرکشی و تکبر و خود بینی
اور سرکشی اور تکبر اور خود بینی کی وجہ سے
بر دیده اگر نشانت نشینی
اگر میں تجھے آنکھ میں بنائوں گا تو بیٹھے گا

مہر مایہ عمر جاودانی عشق ست
عمر جاودانی کا سر مایہ عشق ہے
مہر چشمہ آب زندگانی عشق ست
تو آب حیات کا سر چشمہ عشق ہے

درد تو زہرہ لب بصرے خالی نیست
تیرا درد کسی بے بصرے بھی جدا نہیں ہے
سودائے تو در ہج سے خالی نیست
تیرا جنون کسی سرے جدا نہیں ہے

نے در طلب نا متناہی پر داخت
میں نے، لا محدود کی طلب میں ناکامی ہے
کہ نقش بلیقاش نخواہی پر داخت
کہ نقش سے نقاش کی طرف مستہزہ ہو سکے گا

عس خمس وہ نظم کہلاتی ہے جس کے
پیلے بند میں پانچوں مصرعے ہم قافیہ کرتے ہیں

مخمس

۱۲ اس کے بعد جس قدر بند کہے جائیں ان کے
چار مصرعے ہم قافیہ اور پانچواں مصرع
پیلے بند کا ہم قافیہ ہوگا۔

در عشق تو اے صنم چنانم
اے صنم! میں تیرے عشق میں ایسا ہوں
کز ہستی خویش در گانم
گر دست دہر ہزار حانم
اگرچہ میں لاغر اور کمزور ہوں
اگر ہزاروں جانیں میرے ہاتھ آجائیں

دریائے مبارکت فشانم
ترتے بابرکت قدم پر نثار کروں

کو بختت کہ از سر نیازے
وہ، نصیب کہاں ہے کہ نیاز مندی سے
معرض کنم ہفتہ رازے
ایک بچھا ہوا راز پیش کروں
در حضرت چو تو دلنوازے
تجھ جیسے دلنواز کی خدمت میں
ہمہیات کہ چوں تو شاہبازے
شکاشش، کہ تجھ جیسا شہباز

لشرف دہر در آشیانم
مجھے آشیان میں شرف ملاقات بتائے

اے رستہ کمزور و زودیک
لے دیکہ جس نے دور اور نزدیک سے خلق کرانہ دی ہے
در مسکن اخلص الممالیک
فخلص ترین فسلام کے مکر میں
بر خون تمام ترک و تاجیک
تمام ترک اور تاجیک کی غمخیزی پر
گر خانہ محقرت و تاریک
اگرچہ گھر حیر اور تاریک ہے

در دیدہ و روشنت نشانم
میں تجھے روشن آنکھ میں بٹھاروں

ہر چند شگری تراخواست
اگرچہ تیری عادت شگری ہے
گیرم کہ دلت ز آہن و زوشت
میں نے مانا کہ تیرا دل لہے اور کائین کا ہے
کم کن تو جفا کہ امین نہ نیکو ست
تو ظلم نہ کر اس لیے کہ یہ اچھی بات نہیں ہے
آخر بزم گذر کن اے دوست
بالآخر اے دوست! میرے پاس سے گذر

انگار کہ خاک آستانم
بمچھ لے کہ میں جو کھٹ کی خاک ہوں

۱۔ میں تیرے عشق
میں ایسا کھو گیا ہوں
کہ مجھے اپنی ہستی میں
شک ہے۔

۲۔ چار اور ایک مصرع
کہاں ہے کہ ہم محراب
کی بارگاہ میں اپنا
ایک چھپا راز یعنی
عشق کہہ سکیں اور
وہ ہمیں اپنے دل
میں بہو بچھے کا روتق
دیدے۔

۳۔ تاجیک اور
تاجک وہ عربی لہجہ
لوگ کہلاتے

۴۔ ہمہ یوم
میں آج
ہو گئے ہیں
ان کا پیشرو

۵۔ تجارت تھا اہلباب
ہزارا جہاز کو تاجیک
کہا گیا تاکہ فخلص
تسین فخلا کہ خود
شاعر کی ذات مراد
سے رومی ایک ترکیب
دعات ہے جس کو
سانسی اور ہجرت بھی
کہا جاتا ہے۔

۶۔ یعنی تجھے اپنی جو کھٹ
کی خاک ہی سمجھ کر
میرے پاس سے
گذرے۔

گفتم کہ چو کشتیم بزاری
 میں نے کہا، جبکہ تو نے مجھے ہری طرح ادا کیا
 بر دل رستم و فائنگاری
 تو خود سر وصل مانداری
 دل پر وفا کا نشان قائم کر دے گا
 تجھے خود ہی ہارے وصل کا خیال نہیں ہے

من عادت بخت خویش داکم
 میں اپنے نصیب کی عادت جانتا ہوں

من از تو بجز وفا بخویم
 میں تجھ سے وفا کے سوا کچھ نہیں چاہتا ہوں
 بیرون زکل و فانبویم
 میں وفا کے بھول کے سوا نہیں چھوڑتا ہوں
 الا وہ بندگی پیویم
 میں غلامی کے راستے کے سوا نہیں چنتا ہوں
 اسرار تو پیش کس نکویم
 میں تیرے راز کسی کے سامنے نہیں بیان کرتا ہوں

اوصاف تو پیش کس نخویم
 تیری خوبیاں میں کسی کے سامنے نہیں بیان کرتا ہوں

گر غمزه تو زند بہ تیرم
 اگر تیری ادا سنیرے اویہ تر چلانے
 گر ترک فلک کدا سیرم
 اگر آسمان کا ترک مجھے قیدی بنانے
 یک دم نبودز تو کریم
 تھوڑی دیر کے لیے بھی مجھے تجھ سے چار نہیں ہوں
 من ترک وصال تو نیرم
 میں تیرے وصل کا خیال نہ چھوڑوں گا

الاب فراق جسم و جامم
 اگر یہ کہ جسم اور جان میں فراق ہو جائے

گتیرم نہ رہ و فاکتویم
 میں اتنا ہوں کہ ہم نے وفا کا راستہ نہیں کھولا
 لے مہر بہ مہر برفزودیم
 نہم نے جنت پر جنت کا اضافہ کیا
 نہ بود بر آخپ می نمودیم
 جو ہم نے دکھایا وہ نہیں تھا
 آخر نہ من و تو دوست بودیم
 آخر میں اور تو دوست نہ تھے

عہد تو شکست و من ہمامم
 تیرا عہد ٹوٹ گیا اور میں وہی ہوں

گر شر پبری بہ تیغ تیزم
 اگر تیز تلوار سے تیرا سر بھی کاٹ لے گا
 از کوئے وفات بر نخیزم
 میں تیری وفات کے کوچے سے ناخون نہ
 وز آنکہ کنند ریز ریزم
 اور اگر مجھے ریزہ ریزہ کر دیں گے
 من مہرہ مہر تو نریزم
 میں تیری جنت سے مہر نہ چھینوں گا

الاکہ بریزد استخوانم
 گریہ کی سیبی جہاں ریزہ ریزہ ہو جائیں

سب کو تو نے غلام کر کے
 مار ڈالا ہے اب تو
 رن کر گھا، تجھے میرے
 وصل کا خیال نہیں

ہے سب میرے
 نصیب کی بات ہے۔
 میں صرف ناکالاب
 ہوں ہر حال میں تیرا
 اور راز دار ہوں
 رعایت کے عوض
 تیری خریدیں گی کسی

نہیں کہتا ہوں۔
 سہ اگر تو تاک بھی
 کر دیکھا اور آسمان

مجھے قید
 کر لیا گیا
 تیری
 جیتے جیتے

وصل کا خیال
 نہ چھوڑوں گا۔

سایہ بھی بنا کر تجھے
 زیادہ وقار دے رہا
 ہوں اور جنت میں گیا

اضافہ ہوا ایسک
 ہر حال تو اور میں
 تھے تو نے عہد تو
 ڈالا میں مہر پر قائم
 ہوں۔

میں جب تک
 زندہ ہوں تب تک جنت
 نہ کروں گا۔

آتالہ نشان عہد جویند
 وہ لوگ جو وفاداری کا نشان تلاش کریں گے
 جزراہ مزار من پیویند
 ہرے مزار کے راستے کے سروانہ دفنیں گے
 خاک من زار چوں بویند
 جب مجھ ماجسز کی خاک سونٹھیں گے
 گر نام تو بر سرم بویند
 اگر نیوے سر ہانے تیرا نام میں گے

فسر یاد بر آید از رواقم

بیری زود سے فسر یاد بلند ہوگی

گر گزردم بہ پیش خیل
 اگر میرے سامنے سے ایک جماعت گزے
 ہر ایک بہ صفا بہ از سہیل
 جس میں ہر ایک روتق میں، سہیل سے بہتر ہے
 جز تو نہ کنم بغیر میل
 تیرے سوا کسی دوسرے کی طرف میں میلان نہ کروں گا
 مجنوں نیم ار بہائے لیل
 میں مجنوں نہیں ہوں، اگر سیال کی قیمت میں

انک عرب و عجم ستاکم

عرب اور عجم کا ٹکڑا لے لوں

کشم صنادر از رویت
 اے صنہا میں تیرے آرزو میں ہو گیا ہوں
 ہر چند نمی رسم بکویت
 ہر چند کہ میں تیرے کوچ تک نہیں پہنچتا ہوں
 آشفته و تیرہ دل چو مویت
 تیرے ہاں کی طرح ہریشان، اور سیاہ دل
 شب نیست کہ از فراق رویت
 کوئی رات نہیں گذرتی ہے کہ تیرے چہرے کے فراق سے

زاری لفلک نیمہ سامم

آہ زاری آسمان تک نہیں پہنچتا ہوں

اے وصل تو اصل شادمانی
 اے وصل کے تیرا وصل اصل خوشی ہے
 با حافظ خود بگو عیانی
 اپنے حافظ سے کلمہ کشف کی
 دائم بجز او دل بمانی
 خدا کرے تو ہمیشہ دلی مراد کے مطابق رہے
 ہر حکم کہ بر سرم برانی
 جو حکم بھی تو مجھ پر جاری کرے

سہل ست ز خویش تن مراکم

وہ آسان ہے، مجھے اپنے سے دور نہ کر

ما دلفے عیانتان
 صرت میری تہر ہوگی
 لوگ دفا کے نشان کا
 تلاش میں میری تہر کی
 طرف دفنیں گے
 اور اگر تیرے سر ہانے
 تیرا نام میں گے تو میں
 فریاد کرنے لگوں گا
 نہ اگر میرے سامنے
 حسین کی ایسی
 جماعت آئے جو ہر
 ایک سہیل ستارے
 سے بہتر ہے
 تو بھی
 میری
 کی طرف
 ہاں پہنچا
 اگر میں باقی ہو گیا
 بے تک غیب ہو گیا
 کوئی ناپسند کر لوں تو
 پھر میں مجنوں کی ہر
 نہ تیرا ہر حکم ماننا
 میرے لیے آسان ہے
 ہاں فرق کا حکم دیتا۔

نہج

مسدس

سرسبز و قمر بین
 ہے جس کسرت نہ بیخ
 صوغت چہ آہن مانتہ
 چاہے مرے ہوتے تھے
 ہر تہی لہر کھرا
 کاتھیرا گار ہوتے
 اللہ ہی نہ کہ تری
 دھارے پینے کے
 اتری دروں کا ہم
 کاتھیر ہوتے ہیں یہ
 مسکت حسرت علی
 اللہ کا حقیقت میں
 ہے جو لامر تو کے
 اللہ کا حکم اور حقیقت
 موی کا حکم اور حقیقت
 صاحبزادہ ہیں جن کا
 خوار خراسان میں ہے
 کہ ہے
 اللہ کا حکم
 حقیقت
 حسین زاد
 اللہ کا حکم
 یعنی تیرے گوارا حقیقت
 علی
 تیرے عابدین کے
 حضرت امام زین العابدین
 تیرے لڑائیاں حقیقت
 حسین رضی اللہ عنہ کے
 صاحبزادہ سلطان
 چلے ہیں حقیقت
 باقر کا حکم اور حقیقت
 تیرے عابدین کے
 صاحبزادے ہیں حقیقت
 جنہوں نے اللہ کا حکم
 اور حضرت محمد باقر
 صاحبزادے ہیں حقیقت
 موی کا حکم اور حقیقت
 حضرت جنہوں نے اللہ کے
 صاحبزادے ہیں حقیقت

اے حکیم بار کاہت کعبہ عزت و عملا
 اسے کہ تری بارگاہ کا دم، قوت اور لندی کا کہ ہے
 ماہ گردون ولایت شمع جمع اصطفا
 ولایت کے آسمان کا چاند، برگزیدہ جماعت کی شمع

نور چشم مصطفیٰ یعنی علی موسیٰ رضا
 مصطفیٰ آنگھوں کا زینت علی موسیٰ رضا
 میوۂ بستان جنت بلبل نیکوسرا
 جنت کے باغ کا میوہ، عمدہ گائیکوال نیکبل

داتا از غیب می آید بگو شمع این ندا
 چہ غیب سے برے کان میں آواز آتی ہے

کا السلام اے حضرت شاہ خراسان السلام
 کہ السلام، اے حضرت شاہ خراسان، السلام

چند تو سلطان کوین ست یعنی مصطفیٰ
 تیرے تانہ دونوں جان کے بادشاہ ہیں یعنی مصطفیٰ

چند دیگر حیدر صفدر علی رضی
 دوسرے دادا صفت سکن حیدر علی رضی ہیں

جدۃ تو فاطمۃ امّ امام مجتبا
 تیری نانی فاطمہ ہیں، برگزیدہ امام کا ماں

ہم غریب ہم شہیدی چوں سین کر بلا
 تو کر بلا کے سین کی طرح ہر دہی بھی ہے اور شہیدی ہے

در محبت ہر زمان گو تیم و باشد و در ما
 ہم ہر وقت محبت سے کہتے ہیں اور یہی ہمارا فائدہ ہے

کا السلام اے حضرت شاہ خراسان السلام
 کہ السلام، اے حضرت شاہ خراسان، السلام

نور چشمی بہر زین العابدین باقر امام
 اسلام اور زین العابدین اور باقر کا نور چشم ہے

باب تو موی کا ظلم اس شمع خاص عماد
 تیرے باپ ہر عام و عام کے شمع موی کا ظلم ہیں

جنہوں نے اللہ کے دادہ دین و دنیا را انعام
 اور جنہوں نے اللہ کے دادہ دین و دنیا را انعام ہے جس نے دین اور دنیا کا انعام کیا ہے

گنہ خورشید فلک در گہت یا شمع غلام
 اے شام کا ستارہ اور سورج، تیری در شاہ کا ظلم ہے

بعد ذکر حق ہمیں گو تیم مادر صبح و شام
 ہم اللہ کے ذکر کے بعد صبح اور شام کہتے ہیں

کا السلام اے حضرت شاہ خراسان السلام
 کہ السلام، اے حضرت شاہ خراسان، السلام

چوں نقی از حال باب خوشین آگاہ شد
 جبکہ نقی اپنے باپ کے حال سے آگاہ ہوئے

دید چون حال پدر با نالہ و با آہ شد
 جب باپ کا حال دیکھا آہ اور تارکیا

نزد باب خوشین آمد ز چندیں راہ شد
 اتنے دوسرے راستے سے اپنے باپ کے پاس آئے

پیش خود خواندش پدر تا واصل بانہ شد
 اپنے اپنے اسکو اپنے پاس لایا یہاں تک کہ اللہ سے واصل ہوئے

www.maktabah.org

بزرگان اور بعد ذکر الہ اللہ شد

انک زبان پر اللہ کے ذکر کے بعد جاری ہو گیا

کاتلام اے حضرت شاہ خراسان سلام

کاتلام، اے حضرت شاہ خراسان سلام

چوں نقی و عسکری با آرزویت ز خیال

جب نقی اور عسکری تیری آرزو کے خیال میں

شاہ سلطان خراسان اختر بروج کمال

خراسان کے سلطان کے شاہ کمال کے بروج کے تارے

در خیال بروئے تو گویند اے مقصود مال

تیرے چہرے کے خیال میں ملے حال کے تصور کچھتے ہیں

دیر دریاے ولایت بحر علم ذوالجلال

ولایت کے دریا کے موقی اللہ کے علم کے تمدد

دائما کفیم و میگویم ما از بروئے حال

اور برونے حال، ہم نے ہیش کہہا ہے اور کہیں گے

کاتلام اے حضرت شاہ خراسان سلام

کاتلام اے حضرت شاہ خراسان سلام

مہدی ہادی کر نور کل عالم بروئے اوست

مہدی ہادی کر کل عالم نور اس کا چہرہ ہے

روضہ اشبتان جنت فاطمہ با تو اوست

اس کا روضت کا باغ ہے، ہر لؤلؤ کی کوزے

آب حیوان شبنمے زبان آب کماندے جنت اوست

آب حیوان اس پانی کی شبنم ہے جہاں اس کی نہیں ہے

در خراسان روز و شب اندر دم باغے اوست

دن رات خراسان میں رہنے میں اس کی وجہ ہے اوست

بر دل مادا امانیت گفت و گوئی اوست

ہم سے دل پر ہمیشہ اس کی گفتگو ہے

کاتلام اے حضرت شاہ خراسان سلام

کاتلام اے حضرت شاہ خراسان سلام

چہ دست ایندم کہ وہ طوس از تقدیرش کف طور

اب طوس کا پہاڑ اس کی تقدیر آوری سے کہ طور ہے

دارد از فیض جمالت بروئے مہر و ماہ نور

تیرے رخس کے فیض سے اس کی ماہ جگہ چوہہ نور ہے

چوں تو موسیٰ نسبتی کردی دلائل منزل ناپور

تجہ جیسے موسیٰ نسبت دلائل نے اس منزل میں تہ کی ہے

روضت لبستان جنت آستان جاکو

تیرا روضت کا باغ ہے، تیری جگہ جگہ مقام ہے

آمدہ خلق با تمید شما از راہ دور

جہدی امید میں لوگ دور دور راستے سے آتے ہیں

کاتلام اے حضرت شاہ خراسان سلام

کاتلام اے حضرت شاہ خراسان سلام

خردہ بینانے کہ ایشان سکر برز میزند

وہ ہیک ہیں جو سونے کا سکر بنا تے ہیں

شہ نشیناں جملہ آنجا حلقہ میزند

شہ نشین لوگ سب اس جگہ دہ کی زنجیر لاتے ہیں

سکر دولت بنام آل حیدر میزند

مکرمت کا سکر آل حیدر کے نام چہ بنا تے ہیں

مؤذناں ہر صبح وشام اللہ کر میزند

مؤذن ہر صبح وشام اللہ اکبر کہتے ہیں

۱۔ حق تعالیٰ کا حکم
اور فریق کے ساتھ
عید حسرت کی صدم
یونہی ہر انداز نقی
کے عبادت کے ہیں
عمر بے پناہ کی طرف
دیکھ کر حسرت کی
کے عبادت کے ہیں
فرقہ ہائے عقیدہ
کے مطلقاً آپہناروں
کا بیچارہ ہے یہاں
اس کے کچھ
اورت
ای نہیں
کا کچھ
اورت چکا تو ظہر
چوگ
سے کچھ پر حضرت
موتی کی نقی حال میں
تھی اس کے کچھ
مندی مقام ہے ہی
کچھ ہوں کو اس کا
عقربان کے ہے
مندی حال چوگ
سے فرخہ بیچارہ کی
ہیں جو سکر کو حیدر
کے نام کا بیچارہ ہے

مقربیاں ہر چرخ ہر دم این ندا بر میزند
 بڑھنے والے آسمان پر ہر وقت یہ پکارتے ہیں
 کاتسلام اے حضرت شاہ خراساں السلام
 کہ السلام اے حضرت شاہ خراساں السلام

شیدام پر درود دل ز سینہ از غم می طپید
 بر لبہ در در سے بڑ اور دل سینے میں سے تر پید ہوتا ہے
 در عجب چون ہر خورد از دست ہارن شد
 جبکہ اس نے ہارن الرشید کے ہاتھ سے انگوڑی نہ رکھایا

چونکہ شہ در خانہ این آوازہ از رضواں شنید
 جب گویا اس کی شہرت ہو گئی تو روضوں سے اس نے سنا
 کاتسلام اے حضرت شاہ خراساں السلام
 کہ السلام اے حضرت شاہ خراساں السلام

دائما خورشید و مہ بر در گیت جا کردہ اند
 سورج اور چاند نے تیری درگاہ پر مستقل ٹھکانا لیا ہے
 شمع را از این سبب ہر روز بر با کردہ اند
 شمع کو اسی سبب سے ہر روز کھوٹا کیا ہے

باد را فراش آں درگاہ اعلیٰ کردہ اند
 ہوا کو اس بے بند درگاہ کا فراش بنا لیا ہے
 کاتسلام اے حضرت شاہ خراساں السلام
 کہ السلام اے حضرت شاہ خراساں السلام

صبح و شام اندر غم او شمع با سوز و گداز
 صبح و شام سوز گداز سے ساتھ اس کے غم ہیں۔ صبح و شام
 تا بروز اندر تملوات با خدا گویند راز
 دن نکلے تک قرآن خوانی میں خدا سے راز کہتے ہیں

بلبلان اندر گکلتاں کردہ اند این نغمہ ساز
 باغوں میں بلبلوں نے یہ نغمہ بھایا ہے
 کاتسلام اے حضرت شاہ خراساں السلام
 کہ السلام اے حضرت شاہ خراساں السلام

دوش بودم در طواف روضہ خیر الانام
 میں کل خیر الانام کے مزار کے طواف میں تھا
 آں امامے کہ شرف ذاتش بود دریں نام
 وہ امام جس کی ذات شرافت کیوہ سے دین میں ہمیشہ

شاہ سلطان خراساں آں امام ابن امام ہے
 کہ جو سلطان خراسان کا شاہ، اور امام ابن امام ہے
 قبیلہ اہل خراساں کتبہ ہر خاص و عام
 اہل خراسان کا قبیلہ اور ہر خاص عام کا کہ ہے

۱۰ مشہور

ہے کہ

آقا

علی رضا

کو خلیفہ ہارن

کرتیہ نے نگہوں

میں نہ ہر لوادیا تھا۔

بودم اندر وضو اش کا مدبو شوم اس کلام

میں اس کے مزار پر تھا کہ میرے کان میں یہ کلام آیا

کا سلام اے حضرت شاہ خراساں اسلام

کہ سلام اے حضرت شاہ خراساں اسلام

اس نے معجز کر دجوب خشک اصل شجر

اس نے سبز سے خشک کلائی کو درخت کی جڑ بنادیا

اہل معنی را توئی چون شاہ سلطان امیر

چونکہ اے شاہ سلطان! اہل باطن کا تو ہی لائبریر ہے

ہم بمعنی نقش بایت گشتہ پیدار در حجر

نیز حقیقتاً تیرے پیر کا نقش پتھر پر آگیا

گشتہ شہ پرودہ برادر از امرت پرودہ در

پرسے پر کا شہر تیرے حکم سے دشمن کا چہرہ چاک کر نوا لا گیا

داو جبریل امین در کل عالم اس خیر

جبریل امین نے تمام عالم میں یہ خیر پیر بچھاری

کا سلام اے حضرت شاہ خراساں اسلام

کہ سلام اے حضرت شاہ خراساں اسلام

ایکے دار در و وضو ات بر حنت الما و اشرف

اسے وہ کہ تیرا مزار حنت الساد کی بر شرف کتاب ہے

دوست باشد مر تر از دنیا و عقبی خلف

خاص تیرا دوست جو کا دنیا اور آخرت میں مانیں

در خراساں مشہدت باشد معنی چوں نجف

خراساں میں تیرا مشہد حقیقتاً نجف کی طرح ہے

گشتہ جان دشمنت تیرا امت را ہر طرف

تیرے دشمن کی جان تلاشت کے تیرے کا نشانہ بن گئی ہے

ہر زمان آید بکوش جان من از ہر طرف

ہر جانب سے ہر وقت میری جان کے کان میں یہ آواز آتی ہے

کا سلام اے حضرت شاہ خراساں اسلام

کہ سلام اے حضرت شاہ خراساں اسلام

مرغ روم در مہلے تست یا سلطانین

اسے دین کے بادشاہ ہیری ندج کا پرستاری بخت میں ہے

پھو مرغ نیم بسمل اوفتادہ در زمیں

نیم بسمل چمن کی صفحہ زمین پر پڑا ہوا ہے

یکے ماں اے شاہ من ہر جاں مسکینان میں

تمھاری دیکھ کے لئے اے میرے بادشاہ! مسکینوں کے حال کو دیکھو

خاصہ حافظ را کہ دار در داغ مہر پر جبین

خاص طور پر حافظ کو جو کہ پیشانی پر تیری جھٹکا ملا ہے

گوید از صدق و صفا ہر دم باواز حزمین

سچائی اور سادگی سے ہمیں آواز کے ساتھ ہر وقت کہتا ہے

کا سلام اے حضرت شاہ خراساں اسلام

کہ سلام اے حضرت شاہ خراساں اسلام

ط مشہر ہے کلام

علی الاضواء کی راست

سے سوسوں کلاری تیار

درخت بن گئی تھیں۔

نیز ان کی راست تھی

کہ ان کے پیر کا نقش

پتھر پر آجاتا تھا۔

ط مشہر ہے کہ حضرت

علی الاضواء کو عورت

طعام پر بلا گیا جب

کہ نادہ ستخوان پر چلی

دی گیا اور حضرت نے

کہنے کے لئے ہاتھ

بڑھایا تو جادو گدوں

نے ہارو کے

زور سے

کہا تھا۔

کردیا۔

حضرت کو اس پر

تاگواری ہرق اور آپ

پر سے پرش کی جو تصویر

بنی جہن تھی اس پر

توجہ ڈالی آپ کی توجہ

سے وہ واقعی شیر نگر

جادو گروں پر عمل آور

ہوا اور ان کا تمام

جادو کا کھیل ختم ہو گیا۔

قطعات

شب نختند و ز رز نشاندے
راست کونہ سولے اور انحر کی بیل لگاتے
جو بہارا اگلاب رانندے
نہروں میں عرق کلاب بہاتے
پاسپاناں باونشانندے
دہاں جو کسیدار بجھاتے
بنشانندے کس برانندے
بجھاتے جو تھیاں اداۃ

اے کمال تو بانواع ہزار زانی
لے دیکھتے کمال مختلف ہزاروں میں مسلم ہے
صیبت مسعودی و آواز شہ سلطانی
تیری سادہ بندی کی شہرت نے اور شہنائت کے آواز نے
اینکہ شدر وزیر مینم چو شب ظلمانی
یک میرادوش دن ہتا یک رات کی طرح ہو گیا ہے
ہم پر لوبو بیکدم فلک چو گکانی
چوگان کیلئے والا آسمان سب کو ایک دم لے گیا
گذر آفاد بر اصطلیل شہر مہنہانی
خفیہ طور پر شاہی اصطلیل کے میرا لوبڑا ہوا
تو برو افتاند و مین گفت مرا میدانی
اس نے تو برا جھاڑ دیا اور مجھ سے لولا کو لے جاتا ہے
تو لفر مائے کہ در فہم نداری ثانی
تو سنا، کیونکہ مجھ میں تیرا کوئی ثانی نہیں ہے
خیز اگر بر عزم نسخرے کہاں زہ میبندی
اٹھ اگر کسی فتح تھے لڑنے سے تو کہاں پہلے ہوتا ہے
آگہی و خدمت دلہائے آگہ میبندی
تو باخبر دل ہے اور باخبر دلوں کی خدمت کو تباہ ہے
کار برو فیق مراد صبغۃ اللہ میبندی
تو شہرت کے مقصد کے مطابق ۱۲ کرتا ہے

گر کساں قدر مے بدانندے
اگر لوگ شراب کی قدر جمان لیتے
تا کہہ راز چوب عود کنند
انگور کی بیل کے لیے عود کی کوٹیاں لگاتے
صدوسی گز کنند دیوارش
ایک تو تیس گز کی اسکی چہار دیواری بناتے
پائے ہر خوشہ کینزک ترک
ہر خوشہ کے نیچے ترک ہاندی کو

خسر و ادا دگر اشیر دلا بحر کفا
لے بادشاہ اسے نصف لے شہر لے لے عود پر چو پیلے
ہمہ آفاق گرفت و ہمہ اطراف کشاد
تمام ایلانہ کو لے لیا اور تمام آفاق کو فتح کر لیا
گفتہ باشد گرت چلمہم غیب احوال
شاید میرے سوال مجھے غیب کے احوال کو پوچھنے کے لیے کہہ سکتے تھے
در دو سال آنچہ بیند و تمام از شاہ و وزیر
میرے دو سال میں بادشاہ اور وزیر سے جو کچھ سنے کیا تھا
دوش در خواب چنان دیدنیالم کہ بحر
کس مدت میرے خیال نے خواب میں یہ دیکھا کہ بحر کے قریب
بستر بر آخو را و استر من جو مین خورد
میرا بستر اس کی چہر پر بندھا ہوا جو کما رہا تھا
پیش تعمیر نمیدانمش این خواب کہ صیبت
میں اس خواب کی کوئی تعبیر نہ جان سکا کہ کیا ہے
پادشاہ لشکر تو فیق ہمارا تو اند
اے بادشاہ! تو قین کے لشکر تیرے ساتھ ہیں
با چنین جاہ و جلال از پیشکاو سلطنت
سلطنت کی وجہ سے اس قدر مرتبہ اور جلال ہوتے تھے
بافریش این خم ز نگار گون نیلفام
اس نگار کی، نیلوفر شے کے فریب کے باوجود

لے قطعہ اشہر کس
مجھ کو کہا جاتا ہے
جس کے ایک شہر کا
مطلب دوسرے سے
متعلق ہوں اس آیت
کی طرح مطلب کے دوزل
مصرعہ ہم قافیہ ہونے
ضروری نہیں ہیں ہاں
قطعہ کے ہر شعر کا
مصرعہ ثانی ہم
قافیہ ہوگا۔ اس کے
اشعار کی تعداد دو
سے ایک سو شہر کا
ہو سکتی ہے۔
اے اگر لوگ شراب کی
صحیح قدر جان جائیں
تو انکو کس بیوں کی

انتہائی
قدر و منزلت
کریں بلکہ
طرح طرح
سے اس کی

حفاظت اور دیکھ
بجہاں رکھیں۔
سے وہ خارج غیب کی
باتیں دل میں ڈالتا ہے
اُس نے شاید بتایا ہوگا
کہ میں انتہائی پرشانی
میں ہوں۔
سے ظاہر ہے کہ اس
خواب کی کوئی تعبیر ہے
کہ حافظ کو مدد سے
کچھ حاصل ہو سکے
خبر نگار کی سے
آسان مراد ہے صیبت
خلایق کس سے
دین نبوی مراد ہے۔

اسکے وہ باہفت ونیم آور دیں دے کر
 جس نے دس کو ساڑھے سات بتا کوئی فائدہ کیا
سال فحال حال اصل دل بخت تحت
 سال اصلاح، مال اصلاح، امن اور نسل، نصیب اور نعت
سال خرم فال نیکو مال وافر حال خوش
 بلکہ سال نیک مال، گستاخ، خوش حال

شامہ بشر کے نہ ہشتم رسیدہ است
 اسے بادشاہ ایک صاحب نے بلانے کے لیے پوچھا ہے
خوش لفظ و پاک معنی و موزون و لہریں
 خوش منظر، پاک معنی، اور موزون، اور لہریں ہے
گفتہ دریں سراپہ ز بہر صآمدی
 یعنی کیا اس گرمیوں کو توں نے کیا ہے
اکنوں ز صحبت من مخلص بچاں رسید
 اب وہ مخلص کی صحبت سے تنگ ہو گیا ہے

آن کیست تا بکفرت سلطان اولکند
 وہ کون ہے جو بادشاہ کے دربار تک پہنچا ہے
زندے نشست بر تیر سماجہ قضا
 قضا کے سنے پر ایک زندہ بیٹا ہے
آن زندگفت چشم و چراغ جہاں منم
 وہ نہ لولا میں دنیا کا چشم و چراغ نہیں
اے آصف زمانہ ز بہر خدا بگوی
 اے آصف دوران خدا کے لئے کہے

شاما روا مدار کہ مفعول من براد
 لے بادشاہ اس کو جائزہ رکھ کر پیش مفعول جاس کے لیے
دل بیند ایجان من بر وعدہ شاہ دوزیر
 اسے میری جان، بادشاہ اور وزیر کے وعدے سے دلالت
ز تو توکل کن نمیدانی کہ نوک کلک من
 جاؤ توکل کر تو نہیں جانتا کہ میرے نام کی توکلنے
شاہ ہر موزمندی ہے سخن صد لطف کرد
 شاہ ہر موزمندی کے نہیں دیکھا اور نیرات کے سوا ہر نیرات
کارشایاں سخنیں بافتہ تو لے حافظ مخرج
 لے حافظ اور نیرت کے کردار شاہوں کے کا ایسے ہی ہوتے ہیں

فرصت باد کہ بہفت ونیم ارادہ مسکنی
 تیری عمر دواز چو تر ساڑھے سات کو دس بتا ہے
بادت اندر ہر دو کیتی برقرار و بردوام
 تیرے لیے دھول جہان میں ہمیشہ برقرار ہیں
اصل ثابت نسل باقی تحت عالی بخت رام
 پائیدار اصل، باقی رہنے والی نسل، بلند بخت، فانی اور نصیب

رضواں سر بر و جور و ش و سلیم موی
 جو رضوان طبیعت، جو صفت، سلیم جیسے بالوں والا ہے
صاحب جمال تازانک خوب لطف گوئی
 حسین، تازک، خوبصورت اور لطف گو ہے
گفتاں بہر مجلس شاہ غریب جوئی
 اس نے کہا مسافر تازانک، بادشاہ کی مجلس کے لیے
نزدیک خویش خویش خویش و کاموش بجوی
 اپنے پاس لے بلالے اور اس کے دل کا مضمون لے کرے

کہ جو چرخ گمشت تو کہ بہا پدید
 کہ آسمان کے تہ سزا تو گم گئے اور بیاں نکل پڑیں
جینے دگر بمرتبہ سروری رسید
 ایک اور بیٹا، سرداری کے نئے کو پہنچ گیا ہے
آن چیز گفت بچو منی در جہاں کہ دید
 وہ بیٹا لولا، جو جیسا تو دنیا میں کس نے دیکھا ہے
با آن شبے کہ دولت او باد پر مزید
 اس بادشاہ سے جس کی حکومت خدا کیسے ترقی رہے
گر دو بروز گار تو فعال مایید
 تیرے زمانہ میں من مانے کرنے والا جو

کس نمیداند کہ کارش از کجا خوار گشتاد
 کوئی نہیں جانتا کہ اس کا کام کجاں سے ہے
نقش چہ صورت کہ ز درنگے دگر دیوں فدا
 جس صورت کا نقش بنایا، دو سواہی رنگ نکلا
شاہ و بزم دید و محش گفتہ و بزم نداد
 شاہ و بزم نے کچھ دیکھا اور میں نے اس کی تشریح کی تو اس نے کچھ نہ دیا
داور بر وزی رساں توفیق نصرتاں باد
 مدنی پہنچانے والا خدا ان کو مدد کرے گی توفیق دے

۱۔ یعنی اسے صوح
 ۲۔ یعنی دنیا اور آخرت میں
 ۳۔ مرد سال اور خوش
 ۴۔ وغیرہ نصیب ہو۔
 ۵۔ یہ قطعاً ایک قضی
 ۶۔ اور ایک حاکم کی
 ۷۔ حکایت میں ہے اور
 ۸۔ حاکم پہنچا ہے آصف
 ۹۔ سے عداوت نمود، تعجب
 ۱۰۔ الیہ کا نہ بر موزم ہے۔
 مفعول من براد
 یعنی پیشانی
 کرانے کا
 مادی ہے
 فعال مایید
 یعنی آتا آتار حاصل
 ہو کر جو چاہے کر گذرے
 یہ تعلق شاہی رنگ
 شکایت میں ہے ہند
 تیرا کہے قریب کیج
 شہزادہ ہے اسی کے
 قریب ہرگز نہیں ہے۔

بچاؤ

سازد و ایک بخشم
 کی مری کہ کچھ ہے،
 کسب الغزال ہون کا
 شکر ہنساے کو کچھ ہے۔
 سے خراب کا ستر و خلیفہ
 وک گیا تھا اس پر سے
 قطع کرنا ہے، صبا
 کے اجنبی ہونے کا
 مطلب یہ ہے کہ کسی
 خاص تنہائی ہو کہ
 وہاں صبا بھی موجود
 نہ ہو۔
 سے صائم الدیر وہ
 شخص جو بارہ مہینے
 روزے رکھتا ہو
 مجاہد نزل اور
 آب سے
 بنا ہے
 وہ شربت
 جو عربی گلاب
 سے تیار کیا گیا ہو۔
 سادع الغدس،
 جبریل، یعنی جبرئیل
 نے وہ دعائی جو
 اگلے اشعار میں نکر
 ہے، تیرے آسمان
 مراد ہے۔
 عہ یہ شاہ شجاع
 کا کھتیو ہے جس نے
 اس کے بیٹے سلطان
 زین العابدین کو شکست
 دیکر شیراز پر قبضہ
 کیا تھا۔

فغان

گفتند شعر من ز بنفشہ شکر رباست
 تر کچھ میں میرے اشعار نے بنفشہ کی جیہیں تیز دوزی
 با داد ما بش تلخ کہ عیب نبات گفت
 اُس کا ہنر ڈو دا ہو، جو مری میں عیب نکالے
 آنکس کہ کوز از ما در با بر خویش
 جو شخص ہاں کے پیش سے اندھا پھلا ہوا ہو وہ اپنی مرض
 بسمع خواجر رساں لے رقی وقت تناس
 اسے وقت تناس دوست خواجہ کے کان تک پہنچا دے
 لطیفہ بمیان آرو خوش بخنداش
 کوئی لطیفہ سنا، اور اس کو خوب ہنسا دے
 پس آنکے ز گرم آفتدیریں ز لطف
 پھر اس وقت گرم کر کے زری سے اس کو تھیل چولے
 ز داتش مطلقا بے بہرہ باشد
 وہ عقل سے بالکل بے بہرہ ہوگا
 بود از شرب شادی صائم الدیر
 وہ خوشی کے شربت سے بیش کا مرفہ دار ہوگا
 کے چول نوشدارو جوید از دہر
 جب کوئی شخص زیاد سے نوشدارو لگتا ہے
 بلب اندنا لہ وکل خندہ خوش میزند
 لبلیں نالہ کر رہی ہے اور گلاب خوب تہہ لگا رہا ہے
 ناخوشہا دیدہ ام زائل ز لہ پشمینہ پوش
 اس کیلن پوشش، زیاد سے ہنسا کے نام نہانے ہیں
 ز لہ از تیر مزگانش حد کر دن چہ سود
 اسے زیاد! اس کی کیلن کے تیرے بچنے سے کیا فائدہ؟
 ز روح القدس آں سر و ش فرخ
 وہ مبارک عیسیٰ زشتہ، جبرئیل
 میگفت سحر کہاں کہ یارب
 صبح کے وقت سحر کہاں کہ یارب
 بر مسند خسروی بماناد
 شاہی مسند پر رہے

ز آن غیرت طرز و کعب الغزال شد
 اسی وجہ سے وہ مری اور تباہی کے لیے افسانہ لکھی
 خاکش بسر کہ منکر آب زلال شد
 اُس کے سر پر خاک، جو صاف پانی کا منکبہ
 کے مشتری دلبر صاحب جمال شد
 کب میں، دلبر کو محسوس ہوا ہنسا ہے!
 بخلوئے کہ در آن اجنبی صبا باشد
 اس غلویت میں جہاں صبا بھی اجنبی ہو
 بہ نکمۃ کہ دش را در آن رضا باشد
 اس نکتہ سے جس سے اس کا دل راضی ہو جائے
 کہ گر وظیفہ تقاضا کنم روا باشد
 اگر گریں، وظیفہ کا قضا خا کروں تو مناسب ہوگا؟
 کہ از دنیا شادی بہرہ جوید
 جو دنیا سے خوشی کا حصہ طلب کرنے کا
 کہ جلاب طرب از دہر جوید
 جو خوشی کا عرق صلاب زمانہ سے چاہے گا
 کد امی نوشدارو زہر جوید
 نوشدارو کی، وہ زہر باجھت ہے
 چون نوزد دل کہ دلبر دروے آتش میزند
 دل کیوں نہ جلے کہ مشوق اس میں آگ لگا رہا ہے
 من غلام مطربم کما بر شمش خوش میزند
 میں اس مطرب کا غلام ہوں جو شمش کے آواز خوب کار رہا ہے
 زخم نہاں چوں بارشے کما ش میزند
 جبکہ وہ زخم شیدہ زخم نہاں، جیسے بردوں سے لگاتا ہے
 از قتم طارم زبر جد
 زبر خدی بالا خاند کے قتم سے
 در دولت و حشمت محمد
 دولت اور مستقل حشمت میں
 منصور مظفر محمد
 محمد منصور کا تاج
 چرا دیگرے بایست محتسب
 دوسرا محتسب تجھے کیوں چاہئے؟

زبردور باش و پستی بکوش
بڑے کام سے دور رہ اور نیکی کی کوشش کر
چودانی کہ روزی و دہنت خلافت
جب تجھے معلوم ہے کہ تجھے روزی دینے والا خدا ہے

چو دونال دریں خاکدان دنی
کیوں کی طبع اس کینی دنیا میں
وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ
جو تم سے ڈرتا ہے فلاں کے لیے رہاں کی صورت میں فلاں دیتا ہے

بگوش ہوش تھے منبے نادر داد
ایک سٹ کوش ہوش میں ایک خبر دینے والے نے کہا
کہ لے عجز کے را کہ خواریت نصیب
کہ اسے عجز میں شخص کے نصیب میں ڈلتے ہے
باب زہم و کوثر سفید نتوال کرد
زہم اور کوثر کے سفید نہیں کیا جاسکتا ہے

آں حین خضر انور کز لہئے سبکو دجی
وہ سبز و لعل مزاج کی سنگ گنگلی کی وجہ سے
آں ذرہ کہ اعضا را در ولولہ اندازد
وہ ذرہ جو اعضا کو ولولہ میں ڈال دے

سگت برآں آدمی شرف دارد
اس آدمی پر کشتا نصیبت رکھتا ہے
ایک سخن را حقیقتے باید
اس کلام میں کوئی حقیقت ہونی چاہئے

آدمی باتو دست در مطوم
آدمی کا ہاتھ تیرے ساتھ کھانے میں ہے
حیف باشد کہ سگ وفادار د
انہوں سے ہے کہ کشتا وفاداری کرے

صاجم دوش بادہ نفرستاد
میرے دوست نے کل شراب نہ بھیجی
لعل و یاقوت جام او کوئی
اس کے جام کا نسل اور یاقوت گویا
قطعہ پیش او فرستادم
میرنے اس کے پاس ایسا قطعہ بھیجا

مکن عمر ضائع بلبہو و لعب
کمیل کو میں اپنی عمر ضائع نہ کر
مدار از طمع قلب را منتقل
اپنی بوجہ سے دل کو اٹھنے پٹنے والا ذہن

ز بہر دونان از چہ مضطرب
دو دونوں کے لیے تو کیوں پریشان ہے
و یکرزقہ من حیثا لا یجیب
اور اس کو ایسی جگہ سے رزق دیتا ہے کہ اس کو گناہ نہیں چھاتا ہے

ز حضرت احدی لا آک الالہ
اس اللہ کے دربار سے جس کے سوا کوئی معبود نہیں
یقین بدار کہ نیاید ز و منصب جاہ
یقین کر سلطنت سے منصب اور مرتبہ نہیں پاسکتا
کلیہ بخت کے را کہ بافت ندیہ
اس شخص کے نصیب کی کل کو جس کو کمان تھا وہ نہ لے سکتا ہے

ہر کو خور دیک جو بر سنج زند سیرغ
جو کوئی ایک جوگے برابر کا ہے سیرغ کے کلب بنا ہے
یک ذرہ و صدتی یک جہ صد سیرغ
ایک ذرہ ہے اور سو ستیاں، ایک ذرہ ہے اور سو سیرغ

کہ دل مرد ماں بیازا رد
جو قوموں کے دلوں کو آرزو کرے
تامعانی بدل فرود آید
تاکہ منفی دل میں اتر جائیں

سگ زہرون آستان محروم
کتا چو کشت کے باہر محروم ہے
و آدمی دشمنی روا دارد
اور آدمی دشمنی کو روا رکھتے

آں خطا میں خطاب می اززد
وہ غلطی اس خطاب کے لائق ہے
ملک مالک رقاب می اززد
گردنوں کے مالک کے ٹنگ کی قیمت رکھتا ہے
کہ بصد خم شراب می اززد
جو شراب کے آٹھ منوں کی قیمت کا ہے

سید کلام اللہ ایک
آیت کا آنتیاں ہے
جس میں فرمایا ہے
کہ جو شخص ظلم بخورد
کرتے ہے فلاں کو
بلسان و گمان رزق
دیتا ہے۔

یہ جس کے مقدس
ذلت ہے اس کو
نصیب نہیں ہو سکتی
نہے گا کسی دشمن
سے سفید نہیں ہو سکتی

یہ سب تو اس کا گورا
ہاں ہزار ہے یعنی شریک
وہ نشانہ لگتا ہے
کہ انسان سیرغ کا کیا

بنانے والا
کرتا ہے
مکروم
آواز ان
فلاں کی کہ

آں کشتا وفاداری تو
یہ انسان کتے سے بھی
زادہ ذلیل ہے۔

یہ اس کے شریک
نہ سمجھنے کی غلطی ہے
یہ اس بات کا سخن
ہے جو اگلے شعر میں
کہی گئی ہے۔

یہ پڑھو شعر تو
کے ہیں۔ دم معلوم
تعلقت کے ذلیل ہیں
کیوں گئے تھے ہیں۔

اشراب نے کہا میں پا
کے چار گروہوں کی
طبع ہوں انگوٹھی کی
پر عیب تک ہلندہ رو
ہوں شیشہ کی کر
سرخ عقیق ہوں شکے
تیس سہیل ستارہ اور
پام میں آفتاب ہوں
بچے کی حالانکہ حرام
زادہ سے مستاز
ہو جاتا ہے شرب
پینے کے بعد انسان
کی اس حقیقت اور
اس کے خلاق طاہر
ہو جاتے ہیں۔
سے بر تقدیر کی شکایت
ہے یعنی تیری ذات

نظارت

حوس سے
پاک ہے
تیری
بزدگی کے
یہ شایان شان
نہیں ہے کہ دوسرے
تیرے عیادت سے
نااہل اٹھائے اور
میں غور ہوں۔
سے نظر طلب کرنا
وستانہ کو کہا جاتا ہے
لیکن یہاں اگر نظر بازی
اور شاہ بانہ کی
موتی لے جائے تو تیرے
اچھا ہے۔
سے نظر کسی بچے کے
میں نہیں کہا ہے۔
لوح میں چاندی کی
تعمیر لوح سنگین سے
تیرا پتھر ملا ہے
یہ یعنی دیکھنے میں
آخرت کا نقصان ہے۔

اے یادِ صبا اگر توانی
اے صبا اگر تجھ سے برگے
از من خبر سے یار کے پاس سے جا
می مُردز اشتیاق و میگفت
اشتیاق سے مرا جاتا تھا اور کھتا تھا
شرابِ اصل مرقوق بجا گفت کہ من
صاف سرخ شراب نے عام میں کہا کہ من
ز مردم بربتاک و عقیق در شیشہ
میں انگوٹھی سیل پر نروہوں۔ شیشہ میں عقیق نہیں
مرا حرام کہ گوید کہ وقت خوردن من
بچے حرام کون کہتا ہے اس لئے کہ مجھے بچے کرتے

اے مضر اصل عالی جو ہرمت از حق و حرم
اے دیکھ تیرے جوہر کی بلند اصل کیجئے اور حوس سے پاک ہے
از نیرنگی کے روا باشد کہ تشریفات را
بزدگی کی وجہ سے کب جائز ہوگا کہ تو انعامات کر
سمرائے مدرسہ و محبت علم و طاق مروق
مدرسہ کمارتے اور علم کی بحث، اور محراب اور پردہ
سرتے قاضی بزدار چہ منبع فضل است
بزد کے قاضی کا ساکان اگرچہ علم کا سرچشمہ ہے
ایک از روزگار می طلبی
اے وہ کہ تو زمانہ سے طلب کرتا ہے
فکر مال و منال و حمت و جہاد
مال تو منال اور حمت اور جہاد کا فکر

دلالتی کہ آں فرزند فرزند
اے دل، تو نے دیکھا کہ اس عقلمند بچے نے
بجائے لوحِ سیمیں در کنارش
اس کی بنسلی میں چاندی کی تختی کی بجائے
پتھر سے در طلب مال جہاں کرم سی
میں نے ایک دست تک دیا کہ مال طلب سے نہیں کرش کی
عوض ہر چہ فلک داد بمن باز شد
جو چیزیں آسمان سے کہے دیں ان کا بدلہ واپس لے لیا

از را و وفا و مہر بان
تو وفا اور مہر بان کی راہ سے
کو سوختہ تو در نہانی
کہ وہ جو تیرا پوشیدہ طور پر جلا ہوا ہے
اے بے تو حرام زندگی
لے دوست تیرے بندہ زندگی حرام ہے

چہاں گوہر م اندر جا جائے ملام
چہیزہ چار چنگوں میں چہاں گوہر ہوں
سہیل در خم و آفتاب اندر جا
میں تھکے میں سہیل ہوں اور جام میں آفتاب ہوں
حلال زادہ بروں آید از تاراج حرام
حرامی نظفے سلطان زادہ پیدا ہوتا ہے

وے مر بلا زات سیمون آخرت از رزق و لوبو
اور لہوہ اکبر سے مہنگ ستارے اور اللہ تعالیٰ کی انعام ہے جو
از فرشتہ باز گیری و آئینے بخشی بدبو
فرشتہ سے لڑنے اور پھر شیطان کو دینے

چہ سود چوں دل دانا فچہم بنائیت
کیا قائمہ جبکہ دانا دل اور جہاں آئینہ نہیں ہے
خلاف نیت کہ علم نظر در آنجا نیت
اس میں کسی اختلاف نہیں ہے کہ نظر بازی کا نام وہاں نہیں ہے
فرح و عیش و غزنی و طرب
فرحت، اور عیش، اور غزنی اور سستی
ہمہ بگزار و ساغرے لطلب
سب چھوڑ اور ایک ساغرے مانگ

چہ دید اندر خم این طاق نیلیں
اس نیلیوں عواجب کے خم میں کیا دیکھا
فلک بر سر نہادش لوح سنگین
آسمان نے اس کے سر پر پتھر رکھ دیا
ما باخر خیرم شد کہ زلفش ضرست
یہاں تک کہ تو میں مجھے پہن گیا اس کا کٹنا تو میں نقصان ہے
کنند فائدہ فریاد جوانی پر سرست
جوانی کی فریاد کوئی فائدہ نہیں دیتی ہے کیا خیال ہے

عمر ضائع شد و از مال زیادتی دارو
 عمر ضائع ہوئی ، اور مال میں بھی نقصان ہے
 بعد از میں بکفایت از عمر بملک دو جہاں
 اس کے بعد عمر کا ایک سانس دروں جہاں کے تک گئے
 مالک ملک شاعت چشمہ گفتم فاش
 میں جہت نامت کے تک ملک ہو گیا تو کلمہ کہ میں نے کہا
 گویا از ہم در دل و ویراں ز ہنر
 میں نے اپنے دل و دل میں ہنر کے دو اسے پائے ہیں
 بعد از میں ہر میر سزا برو نیکے حافظ
 اسے حافظ اس کے بعد جو کچھ نیک امید ہوں

ہر کہ آمد در جہان پر ز شور
 پڑ نثار دنیا میں جو آیا
 در رو عقبی ست دنیا چون پلے
 آفت کے راستے میں دنیا ایک پتھر کا ہے
 دل گمنہ بر این بل برترس و بیم
 اس پر خوف و خطر تمہارے دل کا
 نژد اہل معنی این کاخ پنج
 یہ کچھ نکل ، الہی ! اہل کے نزدیک

دور باش از دوستی مال و جاہ
 مال اور دوستی کی دوستی سے دور رہو
 من گرفتہ خود توئی بہرام گور
 میں نے H گرفتہ خود توئی بہرام گور ہے
 گرد گوری گوری میں گفتت
 میں نے گور سے گور میں گرفتہ ہوں کہ تو نہ جانیں ہے مجھے بزرگ چھاپا ہے
 ہمیکس را نیست زیں منزل گزیر
 اس منزل سے کسی کو چہارہ نہیں ہے
 لے کہ ہر ما بگذری دامن کشاں
 اسے دیکھو ہلرے پاس سے دامن کھینچتا ہر گز رہا ہے

فساد رخ نہ بینم و شونیم ہموز
 ہم ایک جگہ آسان کا درد دیکھتے ہیں سنتے ہیں
 بسا کساں کہ مرہ و ہر باشدش با لیں
 بہت سے وہ لوگ بھی کہ مرانے سرج اور ہنر نہیں

انڈہ عمر کنوں از ہمہ غمنا ترست
 اب ہر سب غموں سے تر ہے
 نفروشم کہ کچشم دو جہاں مختصرست
 میں دیکھوں کہ اس لیے کہ میری آنکھوں میں دونوں جہاں غم ہیں
 کہ ز سر ہر چیز زیادت مراد در دست
 کہ سر کے حلال ہر کچھ زیاد ہے میرے لیے دوسرے ہے
 گرچہ بگویت ضمیر کہ سزا سزاست
 اگرچہ بولوں کہ سزا سزا ہے جو سزا سزا ہے
 غم خورشاد بزی زانکہ جہاں گذرست
 غم نہ کر ، خوش رہ اس کے ، کہ در نمانانی ہے

عاقبت عیبا بدش ز رفتن بگور
 انجام سار اس کو تم میں جانا پڑے گا
 بے بقا جائے و ویراں منزلی
 زیادتی رہنے والی جگہ اور ایک دیوان منزل ہے
 برگ رہ سازو مشوا اینجا مقیم
 راستہ کا سامان تیار کر ، اور اس جگہ رہیں
 ہست چوں ویرانہ خالی ز بخی
 اس ویرانے کی طرح ہے جو خزانے خالی ہے

زانکہ مال تو مارو جاہت ہست چاہ
 اس لیے کہ تیرا مال ، سنا ہے اور مرتبہ ، کون ہے
 خواہی افتاد آخر اندر دام گور
 بالآخر تو قبر کے جال میں پھنسے گا
 یک زماں بیکار من شیں گفتت
 میں نے تجھ سے کہا ، استوری در سیکھتے بھی بیکار نہ بیٹھ
 از گد او شاہ و از برنا قویر
 خواہ فقیر ہو یا بادشاہ ، خواہ جمان ہو یا بڑھا
 از میر اخلاص الحمد ہے بخواں
 حلقہ نام طوریہ سورۃ فاتحہ پڑھو

کہ چشمہ ہمہ کور دست و گوشہا ہمہ کر
 اس لیے کہ سب آنکھیں ہندی ہمہاد سب کان ہر کس
 بعاقبت ز رگل و خاک باشدش بتر
 انجام کاران کا بتر منی اور خاک سے جوتا ہے

سال بھی ضائع ہوا
 اور عمر بھی برباد ہو گئی
 عمر کی بربادی کا زیادہ
 افسوس ہے۔
 طاعت حاصل
 ہو جانے کے بعد میں نے
 کہہ دیا کہ میں انسان کو
 اپنے سزا کا کھ ہوتا
 چاہتا ہوں اس سے علاوہ
 اگر کچھ ہے تو وہ دوسرے
 سری کا باعث ہے۔
 سزا میں آنے کے
 بعد بلا عمل ہر شخص کو
 قریب ملتا ہے۔
 میں دعا کرتا ہوں کہ
 ہے ہمیں پر کئی شخص
 قیام نہیں کرتا ہے
 بکہ بعض
 گنہ جاتے
 کے لئے
 پڑتا ہے۔
 میں ہر ما ہوا شاہ

گور ز کے شکا بہت
 زیادہ شوق تھا اس لئے
 بہرام گور کہلانے کا
 دام گور میں گرفتہ
 جاتے گا۔
 میں جو خوش بیکار ہوں
 چاہی ہر میرے گزرنے
 اس کو سورۃ فاتحہ پڑھ کر
 ہیں ایصالِ ثواب
 کرنا چاہیے۔
 میں چونکہ ہم جلد سے
 اور میرے ہیں اس لئے
 زمانے کے فنا کو د
 دیکھتے ہیں نہ سنتے
 ہیں۔

مذکر غسان آہنی
 تلوں میں بھی رہے
 تو موت کا وقت آنے
 پر لا محالہ چلے گا۔
 سائنس کے لئے
 میں بہت سے کنویں
 ہیں اور اس کے جاک
 میں نہر سچا کوش
 سے کھانکا جا چکے۔
 سنیہ تھکد ایسے مزاروں
 کی گرفتاری پر کھلے ہے
 یعنی دنیا یا آخرت ہے
 اس پر سہو رسنا
 نہیں ہے۔
 مٹے دنیا کی ہر رحمت
 تکلیف سے ملی ہوئی

دکان
 سے دنیا
 مرا ہے
 شاہ
 غازی سے۔

ایر سہانہ اور ہون
 مرا ہے جس کا سر
 بیٹے شاہ شہانے
 گرفتار کر کے اور
 آنکھوں میں گرم سناٹا
 پھر دارم مزل گردیا
 تھا اور پھر خود شہزاد
 کا بادشاہ بن گیا تھا۔



خیمہ فائدہ زرزہ بکاشا تیسر قضا
 قضا کا تیرے جوئے پر زہ سے کیا ناکرہ؟
 اگر ز آہن و فولاد سودہ حصن کنی
 اگر تر پے ہوتے لہے اور فولاد سے قلعہ بنا ہے
 بروشنی خوش و عیش و نوش غرہ مشو
 اچھی روشنی اور عیش نادر پینے پلانے سے عو کا دکھا
 دے کہ بر تو کتائید از ہوا کشتائے
 خواہش نفسانی لا دور وا زہ بگر کوس ما سے کول
 براہ تو ہمہ چاہ است سر نہاد مرو
 تیرے راستے میں کونسی کنویں ہیں، سر نہاد سے کول
 عیار چرخ بگمرو نہاد و دور نگر
 آسان کی آرائش کرنا اور ماند کی فطرت دیکھ

دل مٹے برد دنیا و اسباب او
 دنیا اور اس کے سامان سے دل نہ کھا
 کس عمل بے نیش ازیں دکاں نخورد
 اس دکاں سے کسی نے بغیر نمک کے شہنیر کھایا
 ہر کہ ایامے چراغے بر فروخت
 جس نے چند دن چراغ جھلایا
 بے تکلف ہر کہ دل برے نہاد
 جن نے اس سے بے تکلف دل لگایا
 شاہ غازی خسرو گیتی ستاں
 نرسی بادشاہ۔ دنیا کا فاسخ بنسرد
 کہ بیک حملہ سپاہی می شکست
 پہن ایک حملہ سے شکستوں کو شکست دیتا تھا
 سرواں را بے گنہ میگرد جس
 سرداروں کو بے گناہ قید کر دیتا تھا
 از نہیںش پیچی می افگند شیر
 اس کے خوف سے شیر بچے ڈھیلے کر دیتا تھا
 عاقبت شیرازو تبریز و عراق
 انجام کا۔ جب اس نے شیراز اور تبریز اور عراق کو
 آنکہ روشن بد جہاں بنیش باو
 جس کی وجہ سے اس کی آنکھ روشن ہوئی

چہ منفعت از سپر بالف از تیغ قدر
 تقدیر کی تلوار چھٹنے پر ڈھال سے کیا فائدہ
 حوالہ حول بر سر زو داخل ہو بود
 جب وقت آجاتا ہے تو بہت جلد دوا لے لگھٹا کر دیتا ہے
 کہ ظلمت از نے نور ست در زہر زہر
 اس لیے کہ تاریکی نور کے بدلے ہے اور ظلمت کے بدلے نور
 رہے کہ بر تو سنا بند از ہوس سپر
 جو سنی کی عوارہ کجے دکھا میں اس پر دہل
 بجام تو ہمہ زہر ست ناچنیدہ مخور
 تیرے حکام میں سب زہر ہے بغیر کچھ نہی
 بساط حرصن پھین و لباس از بیدر
 حرص کی بساط لپیٹ دے اور لکی لباس بھارتی ہے
 زانکہ از نے کس وفا داری ندید
 اس لیے کہ اس نے کس کے وفا داری نہیں دیکھی ہے
 کس طب بے خار ازیں نساں نجد
 کسی نے مہلک کاٹنے کے اس باغ سے کھیری نہیں
 چوں تمام افروخت بادش در مدید
 جب پورا رو اسٹن ہو گیا، ہوائے اموکھا دیا
 چوں بدیدم خصم خود می پر ورید
 جب میں نے دیکھا تو وہ اپنا دشمن ہاں رہا تھا
 آنکہ از تم شیر او خوں می چکید
 وہ کہ جس کی تلوار سے خون چکنا تھا
 کہ بیہوتے قلب کچے می درید
 کبھی ایک چوسے پہاڑ کا دل پھاڑتا تھا
 گردناں را بے سخن سرمی برید
 بے بات لوگوں کے سر کاٹتا تھا
 در سیا باں نام او چوں می شنید
 جھلک میں جب اس کا نام سن لیتا تھا
 چوں مسخر کرد وقتش در رسید
 فتح کر دیتا تو اس کا وقت آگیا
 میل در چشم جہاں بنیش کشید
 اس نے اس کی گہنیاں میں آنکھیں سلائی پھونکی

بعید سلطنت شاہ شیخ ابواسحاق
 شیخ ابواسحاق بادشاہ کی سلطنت کے زمانے میں
 تخت پادشہ، تاج و ولایت بخش
 تھا۔ اس جیسا حکم بخشنے والا بادشاہ
 وگرمی اسلام کا شیخ محمد الدین
 دوسرے اسلام کے مرقی شیخ محمد الدین
 وگرم شہنشاہ دانش عضد کہ تصنیف
 ہے۔ مقل کا بادشاہ عضد الدین کا تصنیف میں
 وگرم قبیلہ ابدال شیخ امین الدین
 جو تھے ابدال کے قبیلہ شیخ امین الدین
 وگرم کریم چو جامی توام دریادل
 پانچویں، مامی توام بیباکی دیا دل
 نظیر خویش زنگد اشتد وگلد شتد
 انہوں نے اپنی مثال نہ بھڑکی اور چنے گئے

برہنہ شخص عجب ملک فارس بود آباد
 ملک فارس پانچ مجیب نعمتیں کی وجہ سے آباد تھا
 کہ جان خوش پرورد داد عیش بلاد
 جس نے اپنی جان کی ہمدردش کی اور عیش کی داد دی
 کہ قاضی بہ ازل آسمان ندر دیار
 کہ ان سے بہتر کوئی قاضی آسمان کو یاد نہیں ہے
 زمین ہمت او کار ہمتے بستہ کشاد
 اس کی توجہ کی برکت سے بندھے ہوتے کام کھلے
 بناتے کار موافق بنا مشاہ نہاد
 جنہوں نے موافق سما کی بنیاد اپنے شاہ کے نامہ بھی
 کہ نام نیک بر داز جان بخش داد
 جو بخش اور عطایہ جو صد نامیں نیک نامہ لکھ گیا
 خدائے عزوجل جملہ را بسا مرزاد
 اللہ تعالیٰ سب کی بخش کرے

۱۔ شاہ ابواسحاق
 وہی شیراز کا والی ہے
 جس کو امیر مہاندین
 نے شکت دی تھی
 اس تخلص پر مہمان
 کے دور کی پانچ (۵)
 شخصیتوں کا ذکر ہے۔
 ۲۔ مثنوی کے معنی
 دو دو والا ہے چونکہ
 مثنوی کے ہر شعر میں
 دو دون مصرعے ایک
 قافیہ کے ہوتے ہیں
 گویا ہر شعر دو
 قافیوں کا
 ہے۔
 قافیہ کے
 اقدار سے
 مثنوی کا ہر شعر دو لائن
 ہوتا ہے، لیکن چونکہ
 سلسل ہوتا ہے۔
 اس واسطے ہر لائن
 خود شاعر مراد ہے۔
 اس واسطے اور ہم سے
 تعلق نظر کر کے ایک
 دوسرے کی مدد کریں۔
 ۳۔ دشت موش
 سے میدان عشق مراد
 ہے۔

مثنوی

الائے آہوئے وحشی کجائی
 اسے وحشی ہرگز تو کہاں ہے؟
 دو تنہا و دو سرگردان بیکس
 دو تنہا، اندو حیراں، بیکس ہیں
 بیات حال یک دیگر بیہیم
 آجا، تاکہ ہم ایک دوسرے کا مال جان ہیں
 حدیث درد دوری را سخوامیم
 فراق کے درد کا قصہ ہم نہ پڑھیں
 کہ می بینم درین دشت موش
 اس لیے کہ اس کشتور تار جنگ میں دیکھتا ہوں
 کہ خواہد شد بگو تیراے جیبیاں
 اسے دوست بناؤ کون ہوگا؟
 مگر خضر مبارک لے درآید
 شاید بابرکت خضر آجائے

مراباقت بسیار آشنائی
 بچے تجھ سے بہت محبت ہے
 دوراہ اندر میں از پیش واز پس
 آگے اور پیچھے سے دورا تھے گات ہیں ہیں
 زلمنے پیش یکدیگر نشینیم
 تھوڑی دیر میں یکدیگر بیٹھیں
 مرادے ہم بجویم ارتوانیم
 اگر ہوسکے تو ایک دوسرے کی مراد و خود ہیں
 چراغکامے ندرم خسر م و خوش
 کہ تیرے پاس کوئی سرسبز اور اچھی چراگاہ نہیں ہے
 رفیق بیکساں یار غریباں
 بیکسوں کا دوست، غریبوں کا یار
 زمین، تمشش اس رہ مرآید
 اس کی توجہ کی برکت سے یہ راستے پر جاتے

۱۔ شاہ ابواسحاق
 وہی شیراز کا والی ہے
 جس کو امیر مہاندین
 نے شکت دی تھی
 اس تخلص پر مہمان
 کے دور کی پانچ (۵)
 شخصیتوں کا ذکر ہے۔
 ۲۔ مثنوی کے معنی
 دو دو والا ہے چونکہ
 مثنوی کے ہر شعر میں
 دو دون مصرعے ایک
 قافیہ کے ہوتے ہیں
 گویا ہر شعر دو
 قافیوں کا
 ہے۔
 قافیہ کے
 اقدار سے
 مثنوی کا ہر شعر دو لائن
 ہوتا ہے، لیکن چونکہ
 سلسل ہوتا ہے۔
 اس واسطے ہر لائن
 خود شاعر مراد ہے۔
 اس واسطے اور ہم سے
 تعلق نظر کر کے ایک
 دوسرے کی مدد کریں۔
 ۳۔ دشت موش
 سے میدان عشق مراد
 ہے۔

بے تکران پاک ہیں ہے
 سب لائسنی فرما
 فائز خیر الدارین
 اسے خدا کے آگیا
 دھڑا اور توبہ
 وارثوں سے بہتر ہے
 اس شخص کو کسی
 آیت کی طرف اشارہ
 ہے۔

سے ساک نے جواب
 میں کہا کہ تازہ ہے
 لیکن میں اس سے
 سیرغ کا شکار کرنا
 چاہتا ہوں۔

سے میں اس دنیا
 میں پریشانی ہونا
 وطن کا راز
 اختیار
 کر لیا
 اگر مست
 بھی آئے تو

وطن کے دوست میں
 آئے جو اور مسافر
 میں گئے وہ تویری
 نسبت پر نہیں گئے
 اس لیے کہ مسافر
 مسافر کا ہمدرد ہونا
 سے جس طرح ظلمت
 کی تاریکی میں سے
 کی روشنی نمودار ہونا
 ہے اس طرح میرے
 ظہور سے خوشی نمودار
 فرما سکتا ہے۔

یہ یعنی جب محبوب
 قائد کے ساتھ چلا،
 اندھیرے کی ملتیں
 کرنے لگا۔

گر وقت عطا پروردن آمد
 شاید: عطا پروردی کا وقت آگیا ہے

کہ روز کے رہنے در سز مینے
 اس لیے کہ ایک دن ایک راہ چلنے والا ایک جگہ

کہ اے ساک چہ در نیا نہ داری
 کہ اے ساک: تر تھیے میں کیا کرتا ہے!

جو این داد و گفت داد دارم
 اس لیے اس کو جواب دیا: میرے پاس داد تو ہے

بگفتا چون بدست آری نشان
 اس لیے کہا، تو اس کا پتہ کیسے لگائے گا!

بگفتا اگر میں امر مجال ست
 اس لیے کہ یہ: اگر یہ یہ مجال بات ہے

ہمی تا جاں بود در تن بگو شمش
 جب تک بدن میں جاں ہے: میں کو شمش کر دوں گا

مرا بگذشت آب فرقت از سر
 چہرہ پانی میرے سر سے گذر گیا ہے

ہم اکنون راہ ملک خویش گیرم
 حال اب تک: کار راستہ اختیار کرتا ہوں

غریبانے کہ عالم را بپسیند
 جو مسافر میرا جہاں دیکھیں گے

غریبان را غریبان یاد آرند
 پردہ سیریں کو پردہ سیر یاد رکھتے ہیں

خدا یا چارہ بیمار گانی
 اے خدا: تو میری بے چاروں کا چارہ ہے

چنان کہ شب بر آری روز روشن
 جس طرح تو رات سے روشن دن بنا کر دیتا ہے

ز بچرانت ہمی دارم شکایت
 تیرے زانے سے مجھے شکوہ ہے

رفیقان قدر یکدیگر بدانید
 اے ساتھیو! ایک دوسرے کی قدر پہچانو

چو آن سرور و اول شد کاروانی
 جبکہ وہ سروروں کا نالہ والا بن گیا

کہ قالم لاتذرنی فردا آمد
 اس لیے کہ: مجھے اکیلا نہ چھوڑ میری مثال میں ہے

ہمی گفت این مقاماً قرینے
 ایک ساتھی سے یہ مقام: سبب رہا تھا

بیاد اے سب نہ گردانہ داری
 آ، جاں بچھا، اگر داد رکھتا ہے

ولے سیرغ می باید شکارم
 لیکن میں سیرغ کا شکار کرنا چاہتا ہوں

کہ از مالے نشان آشنائش
 کیونکہ میں اس کے اطمینان کا کوئی پتہ نہیں ہے

ولیکن نا امیدی ہم ویاں ست
 لیکن ناامیدی ہم بھی ویاں ہے

بود کہ جام او یک جرعه نوشم
 ہو سکتا ہے کہ میں اس کے جام سے ایک گھونٹ پی لوں

دریں عالم مدار اینست درخور
 اس حالت میں تو مجھ کو مست رکھنا مناسب ہے

وگر میرم ہم اندر راہ میرم
 اگر مریں تو ہمیں تو راستہ میں مروں گا

بمگر کم بر سر بالین نشیند
 مرنے پر میرے سر بنانے بیٹھ جائیں گے

کہ ایشان یکدیگر را یاد کارند
 اس لیے کہ وہ ایک دوسرے کی یادگار ہیں

مرا د بندہ را چارہ تو دانی
 بندے کے مقصد کی تو پتہ میر جانتا ہے

ازیں اندہ بر آورشادی من
 اس پر ہم سے میری خوشی برآمد کر دے

نمی گنجد در انتخاب این حکایت
 اس جگہ اس قصہ کی گنجائش نہیں ہے

مرادے ہم بچو تیار تو انید
 اگر کر سکتے ہو تو کسی مراد کی جستجو کر دو

بگفتا صبر کن تا می توانی
 بولا، جب تک تجھ سے ہر کے مبر کر

مہ جامے وہ پائے گل از دست
 شراب کا جام اور گلزار ہاتھ سے نہ چھوڑ
 لب سرخ حشہ زہر طوف جوئے
 چترے کتارے، اور نہر پہ
 بیاد ز فنگان و دوستداراں
 دستوں اور گزرے ہڈوں کی یاد پہ
 چونا لائے آیدت ابر رواں پیش
 جب ابر رواں، تیرے سامنے رونا ہوا کے
 فکرواں ہلکے دم دیریں ہمدارا
 اس تدمیم ساتھی نے مرقت نہ ہوتی
 چناں پیر حم زد تیغ جسدانی
 ہوائی کی تلوار اس قدر بے رحمی سے چلائی
 برقت و طبع خوش باشم جزں کرد
 وہ چاہے اور میری خوش ہے نہ ملاطبت کو تمہیں کرگا
 مگر خضر مبارک لے لے تو اند
 شاید مبارک قدم، خضر قرعے
 نیاز من چہ وزن آرد بدیں ساز
 اس شام میں میری نیاز مندی کا کیا دن ہے
 تو گو ہر بین و از خر مہرہ بگذر
 تو مرنے کو دیکھ اور کوڑی کو چھوڑ دے
 چو من ماہی کلک آرم تھریک
 جب میں قلم کی پھٹی کو حرکت میں لاؤں
 رواں را با خرد در ہم شرس تند
 تند کو عقل کے ساتھ گوندھا
 بیاد ز مکتبے زآں طیب امید
 اس امید کی خوش خبری سے ہک
 کہ ایں ناف ز چین زلف حورست
 اس لیے کہ یہ ناز، جھگی زلف کی شکن کا ہے
 چرا با بخت خود چندیں ستیزم
 میں اپنے نصیب سے اس قدر کین ہوں؟
 درین وادی ز بانگ جنگ شنو
 اس میدان میں جنگ کی آواز سے سر

و لے غافل مشواں چرخ ہست
 لیکن ہست آسان کے قاضی نہ ہو
 نم اشکے و یا خود گفتگوئے
 آفسونوں کی تمی ہو اور اپنے آپ سے بائیں
 توافق کن تو با ابر بہاراں
 تو موسم بہار کے اہمے، موافقت کر
 مد بخش ز آب دیدہ خویش
 اپنی آنکھ کے آفسونوں سے اس کی مدد کر
 مسلماناں مسلماناں خدارا
 لے سلانا ڈھائی ہے
 کہ گوئی خود نودہ است آشنائی
 کہ گویا دوستی تمہی ہی نہیں
 برادر یا برادر کے چنیں کرد
 بھائی نے بھائی کے ساتھ ایک باک کیا ہے؟
 کہ ایں تہا باں تہا رساند
 کہ اس نیکے کو اس آئیلے کے پاس پہنچا دے
 کہ خورشید غمی شد کیسہ پرداز
 اس لیے کہ اللہ صدمت خیالی تمہیں والا چوکیا
 ز طرزے کاں نگر دوشہرہ بگذر
 اس طرزے گذر جس سے شہرت نہ ہو
 تو از نون والقلم می پرس تفسیر
 تو نون اور قلم کی تفسیر پوچھنے
 وزاں تخمے کہ حاصل بود کشتند
 اس سے جو بیج پیدا ہوا اس کو بویا
 شام جان معطر ساز جاوید
 جان کے دماغ کو ہمیشہ معطر بنا
 نہ زآں آہوک از مردم نفورست
 اس میں جو کا نہیں ہے جو ان لوگوں سے متنفر ہے
 چرا از طالع خود می گریزم
 میں اپنے مقدر سے کیوں بھاگوں؟
 کہ صد من خون مظلوماں بسک بخور
 کہ مظلوموں کا سو من خون ایک بھگت کا ہے

۱۔ جام اور گلستان
 کو ترک نہ کرنا چاہئے
 لیکن آسان کی بدستی
 سے غفلت میں واقفیل
 کرنی چاہئے۔
 ۲۔ جس طرح ابر بہاری
 آسمان ہلکے تو بھی
 گندے چھوڑ
 کی بائیں ز
 ۳۔ میچ
 تہا کی
 میری تک
 خضر مبارک قدم ہی
 پہنچا سکتا ہے۔
 ۴۔ ق و القلم و
 ماہی و نون پاک
 کی آیت ہے جس کی
 طرف اس شعر میں اشارہ
 ہے بیاد ز مکتبہ امرا ظاہر
 کرتا ہے۔
 ۵۔ میلن عشق میں
 عاشقوں کے خون کی
 کوئی قدر و قیمت نہیں
 ہے۔

شہید اس قدر ہے کہ وہ اس قدر
 ہے نیاز ہے کہ وہ اس
 بات کہ لے کی بھی کہاں
 نہیں ہے۔
 مستقصہ ہوا شاعر
 مجروح کو بلا ہے چہ نہیں
 کسی کی تفریق یا نیست
 ہو اس کا حضور سلسل
 ہوتا ہے، اس کے
 مطلع کے دونوں
 مصرعوں کا قافیہ
 یک ہوتا ہے، باقی
 اشار میں ہر شعر کے
 دوسرے مصرعوں کا قافیہ
 مطلع کے قافیہ
 مطابق ہر جگہ یہ قافیہ
 شاہ منصور کی آغوش
 میں ہے چہ
 شاہ شجاع
 کے بیٹے
 زین العابدین
 کو شکست دیکر
 شہزاد پر قہس کیا تھا۔
 شہزاد سے مراد جو
 مراد نہیں ہے بلکہ وہ
 آسمانی شکل مراد ہے
 جس میں ایک مرد
 کہیں پر کھڑا ہے
 اور ایک تلوار لٹکے
 لٹکا ہے ہرے ہے۔
 کے بادشاہ کو کھینچ کر
 غرض سے بڑھایے ہیں
 جراتی کے نہایت
 پیدا ہوئے ہیں۔
 ۵ ہزار سال سے مراد
 اتل ہے یا ہولنا
 ۳ مہارت وہ عہد
 ہے جو ان میں فضا
 اپنے بندوں سے

پر جبریل را اینجا بسوزند
 اس جگہ پر جبریل کے پر جلا دیتے ہیں
 سخن گفتن گریا راست اینجا
 اس مقام پر کسی کو بات کرنے کی طاقت ہے؟
 برو حافظ درین معرض مزین دم
 اسے حافظ جا! اس میدان میں ساں دے

بدامن کو دکال آتش فروزند
 بچے دامن سے آگ روشن کر دیتے ہیں
 تعالی اللہ ہے استغناست اینجا
 خدا بلند ہے تا کہ اس جگہ کی بے نیازی ہے!
 سخن کو تماش کن واللہ اعلم
 بات مختصر کر اور جہاں زیادہ جہاں ہے

قصائد

خوڑا سحر نہاد حملات برابرم
 صبح کو، جوڑا نے پر تالا میرے سامنے رکھ دیا
 ساتی بیا کہ از مد و بخت بازگار
 اسے ساتی آ جا اس لیے کہ موافق نصیب کی مدد
 جاتے بدہ کہ باز شادی رفتے شاہ
 ایک جام ہے، اس لیے کہ شہزاد کے دیوانہ خوشی میں
 را ہم مزین بوصف زلال خضر کہ من
 خضر کا تیرا لہ کی تعریف کر کے مجھے نہ جھٹکا بیٹھ کر
 شامان من ابرعش رسام سر فضل
 لے بادشاہ اہمیں بزم کا منت عرش پر بھی پہنچا دوں
 من جرعہ نوش بزم تو بودم ہزار سال
 میں ہزاروں سال تیری فضل کا جرعہ نوش رہا ہوں
 گر با ورت نمی شود از بندہ این حدیث
 اگر کچھ ضلالت کی اس بات پر یقین نہیں ہے
 گر بر کم دل از تو بودم از تو مہر
 اگر تجھ سے دل جاناں، اور تجھ سے محبت جاناں
 منصور بن محمد غازی کا بیٹا، میری حفاظت کا ذریعہ ہے
 عبد الست من ہم با مہر شاہ بود
 میرا لہا عہد الست شاہ کی محبت پر تھا
 گردوں جو کرد نظم شریا بت ام اشاہ
 جب آسمان کے شہزاد کو شاہ کے نام پر پڑا ہے

یعنی غلام شاہ ہم و سوگت در مخورم
 میں میں شاہ کا غلام ہوں، اور میں تم کو کما نہیں
 کامے کہ خواستم ز خدا شہد شرم
 جو مقصد میں نے خدا سے مانگا، وہ مجھے مل گیا
 پیرانہ سر ہولتے جوانی ست بر سرم
 بڑھاپے میں، جوانی کی خواہش میرے سر پر سوار ہے
 از جام شاہ جرعہ کش حوض کو شرم
 شاہ کے جام سے حوض کوثر کے گونفہ پی رہا ہوں
 مملوک امیں جنابم و مسلمین امیں دم
 تیرا، اس دربار کا غلام اور اس در سے نصیب ہیں
 کے ترک آبخور کند امیں طبع خوگرم
 میری عادی طبیعت اس آبخور کو کب چھوڑ سکتی ہے؟
 از گفتمہ کمال دلیلے بی اورم
 ممکن بات سے ہر ایک دلیل لاؤں گا
 آل مہر برکہ افکنم آن دل کجا برم
 وہ محبت تم سے کہوں، اس دل کو کہاں لیاؤں؟
 وز امیں خجستہ نام بر اعدا منظرم
 اس بابرکت نام کو جسے میں دشمنوں پر تجھاب ہوں
 در شاہراہ عمر امیں عہد نلگرم
 زندگی کی شاہراہ میں، میں اس سے چھوٹوں گا
 من خود چرا چینم نہ کنم از کہ کمترم
 میں خود ایسا کیوں نہ کروں، میں کس سے کم ہوں؟

۴۵۸ اپنے سب جوڑے کا لایا تھا جن میں میرا عہد است شادی کی محبت پر ہوا تھا۔

شاہیں صفت چو طعمہ چشیدم بدست شاہ
 مہبت نے باز کی طرف شاہ کے ہاتھ کا تر کھلیا ہے
 اے شاہ شیرگیر کہم گرد دار شود
 لے کر کوہ پرنے والے بادشاہ کا کہم جلتے ٹھکر ہونے
 بال و پور سے نلام و این طرفہ ترک نہایت
 میں ہاں اور پھر نہیں رکھتا ہوں، اور یہ عیب بات ہے
 برگشتے اگر بگذشتہ تم جو باو صبح
 اگر کسی چمن پر صبح کی ہولناکی طسرح گذرا
 ہونے تو می شنیدم و میر یاد رونے تو
 میں نے فریاد خوشبو سو گئی اور تیرے سحر کی یاد پر
 مستی بآب یکد و قح وضع نہایت
 ایک حدیث میں ہے کہ پانی سے مست ہو جانا بندہ کو وضع نہیں ہے
 باسیا خرو فلکم داوری بے ست
 ستارے اور آسمان کی رفتار سے میرا تیرے بھرا ہے
 شکر خدا کہ باز دریں اوج بار گاہ
 خدا شکر ہے کہ پھر اس دربار کی بلندی میں
 نامم ز کار خاندان عشاق حو باد
 خدا کرے ما عشقوں کے سارے غاد سے یہ امانت بھگائے
 شہیل الاسد بصید دلہ حملہ کر دو من
 شیر کے پچھلے نے میرے دل کو شکار کرنے کیلئے لوکا اور کیا
 اے عاشقان رونے تو از درہ بیشتر
 آئے وہ کہ تیرے عاشق موتی سے بھی بڑھتے ہیں
 بنامن کہ منکر حسن رخ تو کیت
 مجھے دکھا کر تیرے رخ کے کسی کا منکر کون ہے؟
 مقصود از میں معاملہ بازار تیرے کیت
 اس معاملہ سے مقصود تیرا تیسرا بازار ہے
 بر من فتادہ سائے خورشید سلطنت
 میرے اوپر سلطنت کے آفتاب کا سایہ پڑ گیا ہے
 شرم منین مرع تو صد ملک دل کشاد
 جیسے خدا شکر ہے تیری تعریف کی برکت سے دل کے سولہ گن تر
 حافظ ز جان محبت سؤل ست و آل او
 حافظہ جان سے رسول اصحاب کی اولاد کا نسب ہے

کے باشد التفات بصید کو ترم
 کبوتر کے شکار کی طرف میری توجہ کب پرستی ہے؟
 در سایہ تو ملک فراغت میترم
 تیرے سایہ میں مجھ کو فراغت کا ملک حاصل
 غیر از ہوائے منزل سیمرخ در رم
 کہ میرے نہیں کوئی خواہ میں تیرے کی قیامت کے سوا نہیں ہے
 نے عشق سرو بود و در شوق صنوبرم
 تو نہ مجھے کسی سرو کا عشق تھا نہ کسی صنوبر کا شوق
 داوند ساقیان طرب یکد و ساغرم
 عشق کے ساتھیوں نے مجھے ایک دوسرا فریاد
 من ساخور و میر خرابات پر دم
 میں شراب خانہ میں پل ہوا، پڑانا بودھا ہوا
 انصاف شاہ بادوریں قصہ داوم
 اس قصہ میں بادشاہ کا انصاف میرا ہنسنے جو
 طاووس عرش می شنود صیت شہرم
 تخت کا تختہ میرے شیر کے آواز میں رہا ہے
 گرز محبت تو بود شغل دیگرم
 اگر تیری محبت کے سوا میرا کوئی دوسرا شغل ہے
 گر لاغرم ولیک شکار غضنفرم
 اگرچہ لاغر ہوں لیکن شیر بجز شکار نہیں
 من کے رسم بصل تو کو ذرہ کمترم
 میں تیرے وصل تک کبھی نہیں کھتا ہوں کہ ذرہ کمتر ہے
 نادیدہ اش بجز لک بغیرت بر آدم
 کہ میں اپنی بغیرت کی چھری سے اس کی آنکھیں کھلاؤں
 نہ جلوہ می فروم و نہ عشوہ می خرم
 دنیا جلوہ فرستی کرتا ہوں نہ تازہ دنیا ہوں
 انکوں فراغتت ز غور شید خاوم
 مجھے اب مشرق کے سورج سے فراغت ہے
 گوئی کہ تیغ کت زبان سخنورم
 گویا کہ میری سخنیں زبان تیری تلوار ہے
 بر اس سخن گواست خداوند اکبرم
 اس بات پر میرا رب اکبر گواہ ہے

شہین اگرچہ کو در
 اور بے طاقت ہوں
 لیکن محبوب کامل کی
 جیت میں ہوں۔
 بلکہ پانا شراب
 نوش ہوں ایک دو
 پیالوں سے پرت
 نہیں ہوتا ہوں۔
 سے شاہی تخت کو
 شرم کی مثل نہیں بیلا
 جاہا تاشا جہاں کا
 مشہور تحت طاووس
 بھی مثل طاووس ہی
 تھا
 کا یعنی مولیٰ ہے
 کا مورخ مجھے اپنا
 قصہ خواں
 نہیں بنا
 سکتا ہے۔
 شہینے
 چہرے کے
 وہ بھی مشتاق ہیں
 جو بجز لڑ مراد کے
 ہیں۔
 سے میں ایک مقدمہ
 فہ ہوں مجھے تیسرا
 وصل کیے میسر
 آسکتا ہے۔
 جس طرح تیری
 تلوار کھینک کر تی
 ہے، میرے شہد
 بھی دلوں کے ذراخ
 ہیں۔

قصیدہ نمبر ۲

ازیر تو سعادت شاہ جہانیاں
 دنیا نازوں کے بادشاہ کی نیک بختی کے سایے
 صاحبقران خسرو و شاہ خلیجیاں
 صاحب قرآن بادشاہ ، اور شہنشاہ ہے
 دارائے عدل گستر و کسرتے کے نشانی
 حلہ کرنے والا دارا ہے اور کسرو جیسا کسری ہے
 بالائین منہ ایوان لامکاں
 لامکاں کے محل کی منہ بالا نشانی ہے
 دارد ہمیشہ تو سن اتام زیر راں
 ناز کے گوشے کو بھڑوایں کے بچے گنتی ہے
 خاقان کا مکار و شہنشاہ نو جوان
 کامیاب خاقان اور نوجوان شہنشاہ ہے
 شاہیے کہ شد ز تمش افرختہ ز ماں
 ایسا بادشاہ جس کی بہت کا باز آسجاند بنا آئے
 آسجاند کا باز ہمت او اساز آشیان
 جین اول اس کی بہت کا باز آسجاند بنا آئے
 از یکدگر جدا شود اجزائے آسمان
 آسمان کے اجزا ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں
 جہش رولن جو روح بر عصا اس جہاں
 اس کی بہت انسانوں کے جنوں کے اعضا پر روح کیلئے جہاں
 وے طلعت تو جان جہان جہان جہاں
 اور اسے دیکھ کر تیرا جو دنیا کی جان اور جان کی کوسد دنیا ہے
 تاج تو عین افسردار او داراں
 تیرا تاج دارا اور شاہ ہونگے کے تاج کا سردار ہے
 چوں سایار تفتانے تو دولت بڑواں
 شاید کیلئے تیرے پیچھے سلطنت چلتی ہے
 گردوں نیار و در جو تو اختر بصد قرآن
 ستر قرآن سے ہیں آسمان تجھ جیسا ستارہاں ہر کجا ہے
 بے نعمت تو مغرب بند در آسمان
 تیری نعمت کے بغیر ہوں میں گودا پیدا نہیں جتا ہے

شد عرصہ زمین جو بساط ارجواں
 زمین کا بساط جنت کے فرش کی طرح ہوا ہے
 خاقان شرق و غرب کہ در غرب شرق او
 مشرق اور مغرب کا خاقان جو کہ مغرب و شرق میں
 خورشید ملک پرور و سلطان وادگر
 ملک پرورد آفتاب ہے، اور نصف بادشاہ ہے
 سلطان نشان عرصہ اقلیہ سلطنت
 سلطنت کی اقلیم کے میدان کا سلطان کی علامت ہے
 اعظم جلال دولت و دریاں نگر تمش
 سلطنت اور زمین کے بڑے جہاں والا ہے یہی بلندی
 دارائے دہر شاہ شجاع آفتاب ملک
 وقت کا بادشاہ شجاع جو سلطنت کا آفتاب ہے
 ماہیے کہ شد طلعتش افروز تریں
 ایسا چاند جس کی چمک سے زمین روشن ہو گئی ہے
 یسرخ و ہم را بنورد قوت عروج
 دہر کے سورج کو بھی بڑھنے کی طاقت نہیں ہے
 گرد ز خیال چرخ قد عکس تیغ او
 آراں کی تلوار عکس آسمان کے خیال میں آجاتے
 حکمش رواں جو باد اطراف بحر و بر
 اس کا حکم بحر و بر کے اطراف چرہ ہوا کی طرح جاری ہے
 اے صورت تو ملک جہاں جہاں ملک
 اے دیکھ تیری صورت حسن کی سلطنت اور سلطنت کا حسن ہے
 تخت تو رشک منہ جمشید و کیقباد
 تیرا تخت جمشید اور کیقباد کی منہ کا رشک ہے
 تو آفتاب ملکی و ہر جا کہ میروی
 تو سلطنت کا سورج ہے اور جہاں کہیں تو جاتا ہے
 ارکان پرورد جو تو گوہر پہنچ قسرن
 کس زیادتی میں جوئی عناصر اور ہر جہت میں توفیق پیدا نہیں کر سکتے
 بے طلعت تو جہاں نگر اید بجا لید
 تیرے چہرے کے بغیر، جہاں جمہور میں نہیں ہوتی ہے

خاقان ازل ہی بادشاہ
 آفتاب تمام اسباب
 قرآن وہ چمک ہوتا ہے
 جس کی طلعت کے
 وقت زہر اور شوری
 ستارے مل گئے ہر لایا
 چمک بہت ظاہر بادشاہ
 بنا ہے
 شہنشاہ زمانہ کو قدر
 اس کے قابو میں ہے۔
 ہر کجا ہے کہ
 جہاں سے
 جلال مالک
 طلعت شاہ
 مولود جو پڑشاہ
 شجاع کا وزیر تھا۔
 شاہ شہنشاہ نے اپنے
 باپ مبارک اللہ کو
 شکست دیکھ کر شہزادہ
 قید کیا تھا۔
 اس کی تلوار کا تصور
 بھی آسمان کو پار پار
 کر دے گا۔
 سزا دہ کا جسم ہے
 قلعہ تیرے چہرے
 کی وجہ سے ہے،
 تہیوں کا گودا تیسری
 فتنوں کی پیداوار ہے۔

ہر دانے کے در دل دفتر تیار ہواست
عقل کی ہر وہ بات جو کسٹ لول میں نہیں سما سکی ہے
دست ترا با بر کہ آرد شہید کرد
تیرے ہاتھ کا ہر گس تا کون تشہہ دیکھا ہے،

بابا یہ جلال تو افلاک یا میال
تیرے چہاں کے رتبہ گھرے سامنے آسمان یا مال ہیں
علم از تو با کہ امت و عقل از تو با فرغ
علم تیری وہ ہے با حق ہے اور عقل تجھ سے برفق ہے
بر جہنم علم ماہی و برفق بہر تاج
تو علم کے آسمان کا پانچواں اور صفت کے سر پہ تاج ہے

اے خسرو فریغ جناب و منبع قدر
لبندہ بارگاہ و سلطان محفوظ رہے ہالے بادشاہ
اے آفتاب ملک کہ در جنب بہتت
اس سلطنت کے آفتاب تیری بہتت کے پہلو میں

در جنب بحر خود تو از زوہ کتر ست
تیری نگار کے سمندر کے پہلو میں جس سے کہیں کہ ہیں
عصمت نہ ہفتہ رخ بر سر ابرو مجیم
خیر کے سر پر دے میں عصمت نہ دیکھے ہونے ہے

گر دول بلانے خیمہ خورشید فلکات
آسمان نے تیرے آفتاب جیسے خیر کے فلک کے لئے
اے طلسم منقش ز تو ی زر نگار
اس فریغ والے زر نگار، منقش، طلسم کو

بودی درون گلشن و از پر دلان تو
تو چمن میں تھا اور تیرے بہادر دل کو جس سے
در دشت روم خیمہ زوی تاغ کو کوس
تو نے دم کے گلشن میں خیمہ لگایا ہاتھ کا نقارہ کو تیرے

اے کیت کو جنگ کند با تو ہم سری
وہ کون ہے جو سلطنت میں تیری برابر ہی کرے
تو شاکری ز خالق و خلق از تو شاکرند
تو انہماک شکر گزار ہے اور مخلوق تیری شکر گزار ہے

اے طلسم کہ در صدف کو بیان قدس
اے وہ طلسم جو عالم قدس کے فرشتوں کی صف میں ہے

دار و جواب خانہ تو بر سر زباں
تیرے علم کا جواب اس کو کوب زبان پر رکھتا ہے
چوں بدرہ بدرہ این ہر قطرہ قطہاں
جیسے یہ تخیلی جھلی دیتا ہے اور وہ قطرہ قطرہ

وز بہر جو دوست تو در دہر داستان
زمانہ میں تیرے ہاتھ کی سخاوت کی داستان پھیل رہی ہے
شرح از تو در حمایت و دین از تو در ماں
غریت تیری وہ ہے پناہ ہے اور دین تیری وہ ہے علم ہے

در چشم فضل نوری و در حرم ملک جمال
تو بندگی کی آنکھ لا رہا اور سلطنت کے حرم کی جان ہے
اے داویر عدیم مثال و عظیم شان
اے وہ مثال اور عظیم الشان بادشاہ!

چوں ذقہ حقیقہ بود رخ شایگان
سخاوت شایگان، حقیقہ ذقہ کی طرح ہے
صد گنج شایگان کہ بہ بخشی بر شایگان
سو گنج شایگان، جو تو بلا وجہ بخش دیتا ہے

دولت کشادہ رو بصفارین کنڈال
دولت پھیلائے والے خیر میں دولت نہ کہنے ہوتے ہے
از کوہ ابر ساختہ تا زیر سیاباں
پہاڑوں سے سانبان کے نیچے تک ابر تیار کر دیا ہے

چتر بلند بر سر زر گاہ خویشاں
اپنے خیمہ پر بلند چتر، سیمو
در ہند بود غفل و در زنگت فعال
ہندوستان میں غور تھا اور زنگت میں فراد

در دشت رند رفت بیابان بیتاں
سندھ کے جنگل اور بیتاں کے بیابان میں چہو پھی
از مصر تا بروم و ز چین تا بقیر واں
مصر سے بروم تک اور چین سے بقیر تک

تو شاد ماں بدلت ملک از تو شاد ماں
تو سلطنت سے خوش ہے اور سلطنت تجھ سے خوش ہے
فیض رسد بخاطر پاکت زمان زمان
تیری پاک طبیعت کو ہر وقت فیض پہنچتا ہے

۱۔ اسماوت میں تیرا
۲۔ ہاتھ سے بڑھاؤ گا
۳۔ ابر سے قلت دے
۴۔ بھی تیرے ہاتھ سے
۵۔ دعوں کی تسلیں
۶۔ سچ شاکر گزار
۷۔ ایک خانہ کا نام

۸۔ سمندر کا نام ہے
۹۔ شہر ہے جس کے قریب
۱۰۔ بھی بڑا ہوا ہے
۱۱۔ ہے تیرے عصمت

۱۲۔ اور دولت کی
۱۳۔ پانچ گاہ
۱۴۔ ہے
۱۵۔ تیرے

۱۶۔ دیکھ کر صفاک
۱۷۔ ہندوستان اور
۱۸۔ تک ہے
۱۹۔ کہ کو بیابان قدس
۲۰۔ وہ فرشتے جو جناب

۲۱۔ باری میں مقرب ہیں
۲۲۔ انہم وہ شخص جس کو
۲۳۔ خدا کی جانب سے الہام
۲۴۔ ہوتا جو۔

یعنی جس ہوا کا لطف
 کی وجہ سے رنگ
 جانا بنا ہوا ہے۔
 یہ تعصیب و تشاہد بوسوق
 کی توفیق میں ہے۔
 جس نے سلطان ابو
 سعید باہر کو شکست
 دیکھ کر لڑا پر قہقہا کیا
 تھا۔
 سلاستی، سلازرد
 یعنی ہلے ہلے گلاب کی
 خوشبو کے پردے
 کان دیتے ہیں اور
 اقی پر شفق گستاخ
 بنائے ہوئے ہے۔
 کا شہر سپر سے لڑ
 سورج ہے۔
 عموماً اقی
 سے ملا
 ہے جو عموماً
 شکل میں نمودار
 ہوتی ہے۔
 کے زاغ سے راست کی
 سیاہی اور شاہ باز
 سے سوسن، زعفران
 زنگاری سے آسمان
 ملا ہے۔
 یعنی ناز و لعین
 صبا گلاب اور شاہ باز
 کے لڑنے لڑ رہی ہے۔
 یہ صبح کی نسیم ہستی
 کس مبارک سانس
 والے کلاس ہے۔

داؤد فلک عنان ارادت بدست تو
 آسمان نے ارادہ کی پاک تیرے ہاتھوں دیدی ہے
 خصمت کجا ست در تیرے لئے خودت کن
 پڑا دشمن کہاں سہنہ، اس کو اپنے ہر کے بچے ڈال دے؛
 ہم کاما من بخد مت تو گشت منتظم
 میرے مقصد کا کچھ تیری خدمت کی وجہ سے بندوبست ہو گیا

قصیدہ نمبر ۳

یعنی کہ من کیم: بھرا د خودم رساں
 یعنی میں کسی چیز میں تو مجھے میری لڑائی کے ہونے کا
 یار تو کیست بر سر دہ چشم منشاں
 تیرا دوست کون ہے، اس کو میرے سر دہ چشم پر چھادے؛
 ہم ناما من بحد مت تو گشت جاوداں
 میرا نام کچھ تیری توفیق کو جو سے ہمیشگی، اختیار کر گیا

سیدہ دم کہ صبا پوئے بوتال گیرد
 صبح کے وقت جب صبا چین کی خوشبو ماحول کرتی ہے
 ہوا ز نکتہ شکل در چین تنق بندد
 ہوا پھول کی خوشبو کی وجہ سے چین میں ہرنے تان دیتی ہے
 نواتے چنگ بلالان سے صلائے صبح
 چنگ کی آواز اس طور پر صبح کی شراب کی دعوت دیتی ہے

چمن ز لطف ہوا نکتہ بر جناں گیرد
 چمن ہوا کی لکڑی کی طرح جسے چتروں پر نمسہ ہوتی کتاب ہے
 اقی ز رنگ شفق رنگ گلستاں گیرد
 شفق کے رنگ کی وجہ سے، اقی گلستاں کو رنگ لگاتا ہے
 کہ میری صومعہ راہ در مغساں گیرد
 کہ عبادت خاند کاہر بیوں کے دوڑنے کے کاروائے لیتا ہے
 یہ تیغ صبح و عموماً اقی جہاں گیرد
 صبح کی تلوار اداقی کے گزرنے کے ذریعہ دنیا پر قبضہ کرتا ہے
 دریں مقررش ز نگاری آیشاں گیرد
 اس زخمی تلمہ میں لکھو سلا بنا لیتا ہے

سپہ پہر چو زریں سپر کشد بر سر
 آسمان کا بادشاہ جب سر پر زریں سپر لگاتا ہے
 بزغم زراغ سیاہباز زریں بال
 سیاہ توڑے کی ذلت کے لئے زریں پر والا سفید باز
 بزمگاہ چمن رو کو خوش تماشاہیت
 چمن کی مٹھل میں جا کر بہترین منظر ہے
 چو شہسوار فلک بنگر دہ جام صبح
 جب آسمان کا شہسوار صبح کے جام کے ذریعہ دیکھتا ہے

چوللا کاہ زریں ارغواں گیرد
 جبکہ لالہ، ارغواں کا زریں پسیا دھاتا ہے
 کہ خورشعشہ خود ہم زسا وراں گیرد
 یعنی آفتاب اپنی شاعری سے سترق کو فتنہ کرتا ہے
 گہے لب گل و گز زلف ضمیراں گیرد
 کبھی گلاب کے ہونٹ اور کبھی ضمیران کی زلف، پختی ہے
 خرد زہر گل و نقشے مرغ تباں گیرد
 عقل پر بیوں اور نقش سے سترق کو کارخ بنا دیتا ہے
 کہ وقت صبح دریں تیرہ خاکدان گیرد
 جو کہ صبح کے وقت اس تاہیک زین میں پھیلتا ہے
 چہ آتش ست کہ در مرغ صبح خوں گیرد
 وہ کیا آگ ہے جو صبح کو پختنے والے پر نہیں لگتی ہے؟

صبا نگر کہ دام چو زہر شاہ باز
 صبا کو دیکھ کر مسروق باز نہ کی طرح ہے در ہے
 ز اتحاد ہویلی و اختصار صور
 ہویلی کے اتحاد، اور صور کو اختیار کر کے
 من اندراں کہ دم کیست آں مبارک دم
 میں اس نگہ میں ہوں کہ وہ مبارک سانس کس کا سانس ہے

چہ حالت کہ گل در چین نمایاں روی
 وہ کیا حالت ہے کہ پھول چین میں رخ نمائی کرتا ہے
 چہ پرتلاست کہ نور چراغ صبح دہر
 وہ کیا روشنی ہے جو صبح کے چراغ کا نور دیتا ہے؟

ضمیر دل بمخاکیم بکس مرا آن بہ
 میں دل کا راز کسی کے سامنے دکھولنا میرے لیے بہتر ہے
 جو شمع ہر کہ بافتائے راز شد مشغول
 چراغ کی طرح راز پھیلانے میں مشغول ہوا
 کجاست ساقی مدیونے من کہ از سر مہر
 پہلوانہ مجھے مزہ والا ساقی کہاں ہے جو منت ہے؟
 پیامے اور داز نیاز و از پیش جامے
 دوست کا پیام لانے اور اس کے ہمدانک پیام
 نوائے نغمہ نے راجو برکش مطرب
 جب مطرب بالاسری کے نغمہ کا سر پہ یاد کرتا ہے
 چرا صد غم و حسرت سپہر دائرہ شکل
 دائرہ کی شکل والا آسان کس لیے سوگم از حسرت میں
 فرشتہ بحقیقت سروش عالم الغیب
 وہ حقیقتاً ایک فرشتہ، عالم غیب کی آواز ہے
 سکندر کے کہ مقیم حریم او چون خضر
 وہ ایسا سکندر ہے کہ اس کے حریم میں نہ ہے والا غفلت
 جمال چہرہ اسلام شیخ ابواسحق
 اسلام کے چہرے کا حسن شیخ ابواسحاق
 کیسے برفلک سروری عروج کند
 وہ شخص کہ جب سرداری کے آسمان پر بڑھتا ہے
 چراغ دیدہ محمود آنکہ دشمن را
 محمود کی آنکھوں کا چراغ وہ دشمن کے
 باوچ ماہ رسد موج خوں جو تیغ کشد
 جب وہ تلوار سونٹتا ہے تو خون کی موج چاٹتی ہندی کنگھے
 عروس خاوری از شرع رائے اور شاہ
 مشرقی دو لہا، شاہ کی روشن رائے کے طریقہ کی وجہ سے
 ای اعظیم وقائے کہ ہر کہ بندہ است
 اسے ایسے بڑے وقار والے کہ جو شخص تیرا غلام ہے
 رش ز چرخ عطار دہزار تہنیت
 عطار کے آسمان سے ہزاروں مبارکبادیاں پونجی میں
 مدام در بے لطف است در وجود صدق
 تیرا دشمن ہمیشہ اپنے وجود میں لطف شب کند ہے

کہ روزگار غیور است و ناگہاں گیرد
 اس لیے کہ گناہ جبرئیل ہے اور اچانک پکڑ لیتا ہے
 لبش ز ماہ چو مقراض در میاں گیرد
 زماہ کے ہونٹ کو تپتی کی طرح پکڑ لیتا ہے
 چو چشم مست خودش ساغر گراں گیرد
 اپنی سانس آنکھوں کی طرح ہماری سوغات لے لیتا ہے
 یثا دستہ رخ آں ماہ مہر ماں گیرد
 اس مہرین ہانکے رخ کی خوشی میں پھلنے
 گنجے عراق زندگاہ اصفہاں گیرد
 کبھی عراقی ماہ کو بھی اصفہانی ناز شروع کرتا ہے
 مرا جو نقطہ پر کار در میاں گیرد
 مجھے ہر کار کے نقطہ کی طرح در مہیاں میں لے جاتا ہے
 کہ روضہ بکر مش نکتہ بر جناں گیرد
 کہ اس کے درمہا باغیچہ جنتوں پر نکتہ چینی کرتا ہے
 ز فیض خاک درش عو جا وواں گیرد
 اس کے خاک کے فیض سے عواموں کا دل تپتا ہے
 کہ ملک نکتہ مش زب لبستان گیرد
 کہ ملک اس نکتہ میں باغ کی زینت چاہتے تھے
 نخت پاپے خود فرق فرداں گیرد
 تو اپنی پہلی سیڑھی شہر فرداں کے سر کو چاہتے تھے
 ز برق تیغے آتش بد و دواں گیرد
 فائدہاں میں آگ تلوار کی بجلی سے آگ لگتی ہے
 بہ شیر حرث تند حملہ جوں کہاں گیرد
 جب لہا، آنحضرت سے تو آسمان کے شیر پر حملہ کیجے
 بجائے خون و دار را و قیر واں گیرد
 اگر قیر و لہا کا سدا اختیار کر لے تو مناسب چو کہ
 ز رفق قدر مہربند تو اماں گیرد
 مرتبہ کی ہندی کیجے سے جوارہ کی پہلی چوٹی سے
 چو فکر تہفت امکن نکال د
 جبکہ تیری تدبیر کے ناکامی تہفت اختیار کرتی ہے
 سماک راجع دل روز و شب ماں گیرد
 اس لیے کہ جسے زہد والا سماک ہاتھ لگا گا اوقات ہے

شع کوزبان لذت اور
 لذتوں کا اظہار کرتی زبان
 ناگہیا سے تپتی ہے
 شع کے گل کو کھانا لگاتے
 سلاطین و اصفہاں
 دو مشہور شہر بھی ہیں اور
 برستی کے دو پہلوں
 کے ہم ہیں ہیں
 سگندار کب حیات
 کو خوش ہیں نکلا سدا
 مشہور ہے کہ زلفی بہت
 طویل ہے۔
 سگندار ایک تارا
 ہے جو قطب شمالی کے
 پاس سے لینے شروع
 کے شروع ہوا ابتداً
 قدم بھی فرقان سے
 اڑتا ہے۔
 جب
 دشمنوں پر
 تلوار تاپے
 تو خون سے
 ایسے نہ یاد ہوا دیتا
 ہے کہ جو میں جگہ
 تک پہنچتی ہیں اور
 مان سے ہرج اسدا
 یہ محمد ہے۔
 سگندار کے رائے
 سمجھنے سے بھی زیادہ
 رکھتے ہیں اس کے
 دیکھتے ہیں جوش
 شہ جادو ہوا سدا
 چو کہ
 سگندار کا بھی
 اتنے تھک رہتا ہے کہ
 لوہے میں نہیں چو کہ
 سگندار کے دیتا ہے
 تو۔ سے بہت جوار
 مرد ہے جو جوار



منازاد صوح کی
اس لیے آوازوں کرنا
ہے کہ اس کھل کی
صفائی سے رہبری
مائل کرے درد
اس کی ذات تو ان کی
طرح حرف گہری ہے
پلا تار ہے۔
۱۔ جو صوح کے
شکر کی سرکش نشانی
رکھے زیادہ
اس کا شکر
مخ نہیں
کر سکتا
۲۔
۳۔ وہ میر پریم ہی ہے
اور میر پریم بھی۔
۴۔ سخیلی جھینے کے
بہر اکتیں پہلوئی
ہیں شکر کہ ہر یوں میں
بہر کر دیا جاتا ہے۔
جب سکر شکر بیقی ہے

فلک جو جلوہ کنایں بنگر دسمند ترا
آسان جس تیرے گھوڑے کو ہلوانے دیکھتا ہے
ملا متے جو کشیدی سعادتے دہمت
جہک تو کوئی نامناسب احمد داشت کرتے وہ بھی مجھے پتہ نہ پڑتا ہے
ز امتحان تو ایام را عرض آنت
تیر امتحان لینے سے زیادہ کی یہ عرض ہے
وگر نہ پائیہ صوف از ازل بلند ترست
درد قرآن کا مرتبہ اس سے زیادہ بلند ہے
ز عمر خود را نکس کہ در سبہ صفتے
انجی زندگی سے وہ جس فائدہ اٹھاتا ہے جو کرتا اسلحہ
مناق جانش ز بلخی غم شود امین
اس کی جان کا لائق کم کی تلو او ہٹ سے محظوظ ہوتا ہے
چو تے جائے جنگ نہ بند بجا آرد جنگ
جب کہ وہ جنگ کا موقع نہیں دیکھتا ہے باہر تیرے لیے
ز لطف غیب لہجنتی رخ امید متاب
سختی میں، غیبی مہربانی سے امید کا رخ نہ بچر
شکر کمال جلالت پس از ریاضت یافت
سکر کو، مکمل مشیر کی محنت کے بعد ہی
و طائل مقام کہ سیل حوادث از چو پلست
اس جگہ جہاں کہ حوادث کا بہاؤ، آئیں اور دلیں سے
چرخم بود بہر حال کو وثابست را
مجھے بہتے پیمانہ کو، بہر حال کیا تم ہے!
اگر خم تو گستاخ میر و وحالی
اگر چہ تو آدمی ہی، الحال گستاخاد رو شکر دکھتا ہے
کہ ہر چہ در حق این فائدان دولت کرد
اس لیے کہ اس نے ہر کوئی اس سلسلے کے خاندان کے ختمی بنا دیا
خیال شاہی اگر نیست در سر حافظ
اگر حافظ کے سر میں باد شاہی کا خیال نہیں ہے

کینہ یا بگوش اوج لکھشال گیرد
اس کا آواز، اطمینان کھٹان کی بندی اختیار کرتا ہے
کہ مشتری لسیق کار خود از ازل گیرد
اس لیے مشتری نے کام کا اختلاک اس سے مال لکھتا ہے
کہ از صفاتے ریاضت دلت نشان گیرد
کہ ریاضت کی صفائی لکھو جسے تیرے دل کا پتہ معلوم کرے
کہ روز کار بر آں حرف امتحان گیرد
کہ زیادہ اس پر امتحان کی حرف گہری کرے
نخست بنگر د آنگہ طریق ال گیرد
پہلے غم کرے اس کے بعد اس کا راستہ اختیار کرے
کیسے شکر شکر تو درد پاں گیرد
جو غم تیرے سر شکر کی سکر تیرے میں رہنے لے
چو وقت کار بود تیغ جانستال گیرد
جب کا اورت آتا ہے جان لینے والی تلوار تمہارا سر پہ ہے
کہ مغر لغز مقام اندر استخوان گیرد
اس لیے کہ وہ مغر مغر ہو جان میں مقنا ہاتا ہے
نخست در شکن تنگ آں مکال گیرد
پہلے پوری کی شکنوں میں وہ مقام بناتا ہے
چنان رسد کہ اماں از میاں کراں گیرد
اس طرح پہنچتا ہے کہ اس درمیان سے گستاخ اختیار کر لیتا ہے
کہ حملہ ہاتے چنان قلزمے جہاں گیرد
اس لیے کہ اے سفید کے محلے دنیا کو شکر کہ لیتے ہیں
تو شاد باش کہ گستاخیش عثمان گیرد
تو خوش رہ اس لیے کہ اس کا گستاخی اس کی کھانچا لڑکے
جوازش برزن و فرزند و خاندان گیرد
اس کی مزاد و بیوی اور اولاد، اور فخر پر چلنے کا
چرا بیخ زباں عرصہ زمان گیرد
کیوں وہ زیادہ کا میلاں زبان کی تلوار سے بیخ کر لیتا ہے

زمان عمر تو پایندہ باد کاین دولت
تیری زندگی کا زمانہ دراز جہاں ہے کہ دولت
عطیہ ایست کہ در کار انس و جان گیرد
ایک ایسا عطیہ ہے جو انسانوں اور جنوں کے کام آئے گا

ہاں نہ خداری کہ تنہا مین بر قلب خصم
 بد تو یہ خیال دگر کر دشمن سے تلبہ تو تہا چو شاہد ہے
 شرح احوال تو الحق بوالعجب نہ فریست
 نیز احوال کی شرح یقیناً محب و فتر ہے
 تاہم مجبور بود از خاک بوس در گت
 تیری اور گاہ کی خاک بوس سے جب میرا ہوش کو چھا
 باشما اخلاص ہر یک جات قر نیت
 تیرے ساتھ ہر شخص کما فلاص کو جانا تک ضرورت نیت
 تا جہاں باشد بنگی در جہان بلو نام
 جب تک و دتا ہے، بیسکی کے ساتھ دغا میں تیلہ ہے

ہمت ار با بیل باست ارا کے م
 اسباب دل اور ارا باب کیم کی تو تیرے ساتھ ہے
 بندہ یار کے تو اند کر دشگر میں لعم
 اسے خدا! بندہ ان نعمتوں کا شکر ب اداکر سکتا ہے
 در دوش درد بوم باند یما ان ندم
 شرمندہ دوستوں کے ساتھ درد کا چھٹ ڈوش تھا
 علم آصف یہ وہ باشد سالہا دعا جم
 جامعہ کے میں سالوں آصف کا علم دیکھا چہا
 این عمارتس جہاں گشت بدل نم ہاں منم
 وہ دلالوں اور جنوں پر دل اور جان سے فرض ہے

قصیدہ نمبر ۱۰

مقدر یک ز آثار صنع کرد اظہار
 اشیاء اماندہ کا نیا لہے جس نے صنعت اپنے کے ظاہر کیا
 مدار سیر کو اکب بامر کن فیکون
 کن نشیوں کے حکم سے ستاروں کی رفتار کھلا
 ز مہفت کو اکب ستارہ و دو وزدہ برج
 سات پھر شوالے ستارے اور بارہ برج سے
 نہ آسمان ز ملائک بامر حق مشغول
 فرشتوں کے نو آسمان غلامی کلم جہاں سے مشغول ہیں
 چہا عنصر از مختلف پدید آورد
 چار عنصروں سے مختلف چیزیں بنائیں
 قرار داد ببالائے خاک و باد آتش
 خاک اور ہوا کے اور آگ کو شہر ایا
 بدوستی نبی و ولی اساس نہاد
 نبی اور ولی کی دوستی پر، بنیاد دھری
 اگر نہ ذات نبی و ولی بدے مقصود
 اگر نبی اور ولی کی ذات مقصود نہ ہوتی
 نوشتہ بر در فردوس کاتبان قضا
 تقدیر کے کاتبوں نے، جنت کے دروازے پر لکھا ہے
 امام جنتی و انسی علیؑ بود کہ عالی
 جنوں اور انسانوں کے امام علیؑ ہیں اس لیے کہ علیؑ

سپہر و مہر و مہ سال و ماہ و لیل و نہار
 آسمان اور سورج اور چاند سال اور مہینے اصلت دن
 قرار داد بریں طاق گنبد دوار
 اس گنبد کے والی گنبد کی محراب پر بنایا
 گنبد سیر مخالف کو اکب ستار
 جو چلنے والے ستاروں کے مخالف، رفتہ چلتے ہیں
 بہ سجود در آئین تسبیح و ذکر و استغفار
 بوقت تسبیح اور ذکر اور استغفار کبھی مشغول ہیں
 مدار آتش و آب غبار خاک بہار
 وہی آگ، پانی، مٹی و غیرہ کا مدار ہے
 گرفتہ کوہ وز میں در میان آب رار
 پہاڑ اور زمین، پانی کے درمیان شہرے چھتے ہیں
 جہاں و ہر چہ در ہمت خالق جبار
 دنیا کی اور ہر چہ اس میں ہے، خالق جبار نے
 جہاں بکتہ عدم رفتے، ہمو اول بار
 پہلے کی طرح دنیا عدم کے ہونے پر پہلے جہاں
 نبی رسول و ولی عہد حیدر گزار
 نبی رسول ہے اور حیدر محمدؐ اور ولی عہد ہے
 ز کحل خلق فرو نشت از صفار و کبار
 تمام مخلوق سے بڑھے ہوئے ہیں، چھوٹوں اور بڑوں سے

۱۔ دشمنوں پر تہا
 تو ہی حمل آور نہیں
 چہا تہا بلکہ بزرگوں
 کی دعائیں بھی تیرے
 ساتھ ہوتی ہیں۔
 ۲۔ یہ قصیدہ حضرت علیؑ
 کرم اللہ وجہہ کی شہادت
 میں ہے مقبرہ سے
 مروا تھا ہے۔ یہ قصیدہ
 لفظوں اور معنیوں کی حسن
 کی وجہ سے الحاق آئی مملوک
 ہر تہا ہے۔
 ۳۔ چہا
 عنصر سے
 آگ، خاک،
 پا، ہوا اور پانی۔
 ۴۔ آگ نے تمام
 کائنات نبی اور ولی
 کی دوستی کی وجہ سے
 پیار فرمائی ہے۔
 ۵۔ انہ کی بر محبت
 علیؑ کو نبی کا جانشین
 اور ولی عہد بنا دیا
 گیا تھا۔
 ۶۔ حضرت علیؑ کی وجہ و
 انس کے امام ہونے
 اس لیے کہ سب سے
 افضل ہیں۔

ز نام اوست معلق سدا و کرسی و عرش
 انہی کے نام است آسمان اور کرسی و عرش معلق ہیں
 علی امام و علی امین و علی ایماں
 علی امام ہیں اور علی با برکت ہیں اور علی ایماں ہیں
 علی علیم و علی عالم و علی علم
 علی علیم ہیں اور علی عالم ہیں اور علی علم ہیں
 علی نصیر و علی ناصر و علی منصور
 علی نصیر ہیں اور علی ناصر ہیں اور علی منصور ہیں
 علی عزیز و علی عزت و علی افضل
 علی عزیز ہیں اور علی عزت ہیں اور علی افضل ہیں
 علی سلت فتوح و علی ست رحمت روح
 علی فتوح ہیں اور علی رحمت ہیں اور علی روح ہیں
 علی تسلیم و علی سالم و علی مسلم
 علی تسلیم ہیں اور علی سالم ہیں اور علی مسلم ہیں
 علی صغی و علی صافی و علی صوفی
 علی صغی ہیں اور علی صافی ہیں اور علی صوفی ہیں
 علی نعیم و علی ناعم و علی منعم
 علی نعیم ہیں اور علی ناعم ہیں اور علی منعم ہیں
 علی زبیر محمد زبیر و علی زبیر
 علی زبیر محمد زبیر ہیں اور علی زبیر ہیں
 بحق نور محمد آدم و بیہ خلیل
 بحق نور محمد آدم ہیں اور بیہ خلیل ہیں
 بحق یوسف و یعقوب و یحییٰ و یلقان
 بحق یوسف اور یعقوب اور یحییٰ اور یلقان ہیں
 بحق عزت توریت و حرمت انجیل
 بحق عزت توریت اور حرمت انجیل ہیں
 بحق دانش اسحق و شوق اسمعیل
 بحق دانش اسحق اور شوق اسمعیل ہیں
 بحق یوشع و الیاس و لوط و اسکندر
 بحق یوشع اور الیاس اور لوط اور اسکندر ہیں
 بحق محمد سلیمان و زبیر ابراہیم
 بحق محمد سلیمان اور زبیر ابراہیم ہیں

ز ذات اوست مطبق زمینیں و بیخار
 انہی کی ذات سے زمین اس طور پر طبقہ دار ہے
 علی امین و علی سرور و علی سردار
 علی امین ہیں اور علی سرور ہیں اور علی سردار ہیں
 علی حکیم و علی حاکم و علی گفتار
 علی حکیم ہیں اور علی حاکم ہیں اور علی گفتار ہیں
 علی مظفر و غالب علی سرور سردار
 علی مظفر ہیں اور غالب ہیں اور علی سرور ہیں
 علی لطیف و علی انور و علی انوار
 علی لطیف ہیں اور علی انور ہیں اور علی انوار ہیں
 علی ست قائل و فضل علی سرور سردار
 علی ست قائل اور فضل ہیں اور علی سرور ہیں
 علی قسیم قصور و علی ست قائم نار
 علی قسیم قصور ہیں اور علی ست قائم نار ہیں
 علی وافی و علی صفدر و علی سردار
 علی وافی ہیں اور علی صفدر ہیں اور علی سردار ہیں
 علی بوذا و علی قابل کفار
 علی بوذا ہیں اور علی قابل کفار ہیں
 اگر تو مومن پاکی نظر دریغ مدار
 اگر تو پاک مومن ہے مجھ نہ ہشا
 بحق شیب و شعیب و ہود و کم آثار
 بحق شیب اور شعیب اور ہود و کم آثار ہیں
 بحق نوح جی در میان دریا بار
 بحق نوح جی در میان دریا بار ہیں
 بحق جمع زبور و بحق روز شمار
 بحق جمع زبور اور بحق روز شمار ہیں
 کہ در رضائے خدا کرد جان خویش نثار
 جس نے خدا کی رضائے میں اپنی جان نثار کی
 بحق لغزہ داؤد و وصوت خوش گفتار
 داؤد کے لغزہ اور خوش گفتار آواز کی قسم
 بحق عیسیٰ و موسیٰ و یونس غنوار
 عیسیٰ اور موسیٰ اور یونس کی قسم

شہیدان علی حضرت
 علی کو تخت اور جہنم
 کا تقسیم کنندہ کہتے
 ہیں۔

سزا تمام انبیاء کے
 حق کی قسمیں کھا کر
 کہہ کر کہتے ہیں
 وہی راہی

حضرت
 علی ہی
 حضور
 کے بعد امام
 ہیں۔

سزا کو کہتے ہیں
 اپنی قرینہ دینے پر
 راضی ہو گئے تھے
 اسی لیے ان کو بیخ و
 کجا جاتا ہے۔

بخت تویت جبریل و صور اسرافیل
 جبریل کی قوت، اور اسرافیل کے صور کی قسم
 بخت عامل عرش و لقب میکائیل
 عرش کو اٹھانے والے اور میکائیل کے ترس کی قسم
 بخت جہاد قرآن برصغیر ابراہیم
 پورے قرآن اور ابراہیم کے صحیفوں کی قسم
 بخت سوز فقیران بیگنہ در بند
 بے خطا تیدی فقیروں کے سوز کی قسم
 بخت چہرہ زرد فقیر سرگرداں
 پریشان فقیروں کے زرد چہرے کی قسم
 بخت ضرب جوانان راہ دریں با کفر
 دین کے راستے کے جوانوں کی انفرکے ساتھ تلوار بازی کی قسم
 بخت دین محمد خون پاک حسین
 نور کے دین اور حسین کے پاک خون کی قسم
 کہ نیست دین ہدیٰ بقول پاک رسول
 کہ نہیں ہے پاک رسول کے قول کے مطابق دیدہ کی قسم
 ز بعد او حسن ست و حسین بعد او
 ان کے بعد حسن ہیں اور ان کے بعد حسین
 بچہ غافل مستغرق بغفلہ ہی
 تو جبہل میں غافل اور دبا ہوا بچہ غفلت کی قسم
 بچہ وسعی من شستہ دل چہ سود ترا
 محفل شستہ کی کوشش اور سعی سے تجھے کیا فائدہ؟
 بچہل شیردیش آسچنیاں، قسم
 میں جہالت میں اس قدر زیادہ جہل
 سیاسی و منت و عزت خدائے را کہ نمود
 اس خدا کا احسان اور شکر ہے، جس نے دکھایا
 بگا ہہ مقصد و ہفتاد بد کہ در شیراز
 سات سو ستر کا وقت تھا، کہ شیراز میں
 بد شمتاں نشین ماقظا تو لا کن
 دشمنوں کے ساتھ نہ بیٹھنے لے حافظ تو لا کہ
 حرام زادہ و زید فعل و شوم بے بنیاد
 حرام زاد، اور بد معاش نمونوس، اور بے اصل

یہ شعر تمام توہوں
 کا جواب ہے۔
 میں نے یہ قصیدہ
 ایک دن میں شیراز
 میں سنہ ۱۱۰۰ میں لکھا
 ہے۔
 ہے تو لا
 سے حضرت
 علیؑ کو
 وجہ کی دوستی
 مراد ہے ہشت
 اور چاہے یہ
 امام مراد ہیں۔
 سے جو حضرت علیؑ کے
 مذکورہ اوصاف کا
 قائل نہیں ہے وہ
 ان اوصاف کا آری
 ہے۔

بخت قابض ارواح در کیمین و لیسار
 دائیں اور بائیں طرف میں مدعوں کو قبضہ کرنے والی قسم
 بخت جاہ کتاب ستودہ جبار
 خدا کی تعریف کی ہوتی ہے اور کتابوں کی قسم
 بخت جملہ مردان واقف اسرار
 رازوں کے جان کار ہستام عرفوں کی قسم
 بخت زاری رنجور بیکس و بے یار
 بے یار یا ماہ بے کس، بے یارگی کی آہ و زاری کی قسم
 بخت درد و اسیران خانماں بیزار
 گرفتوں کے بیزار، قیدیوں کے درد کی قسم
 بخت زاری پیران خوار و نزار
 ذلیل، اور کورہ، اور عاجز بظہروں کی عاجزی کی قسم
 بخت مردم نیک مہاجر و انصار
 مہاجرین اور انصار، نیک مردموں کی قسم
 امام غیبر علی بعد احمد مختار
 امام علیؑ کے سوا احمد مختار کے بعد
 مجوئے جہل بریں کار مومن دیدار
 لے دیندار مومن، اس کام میں نادانانہ نہرت
 زنگ می نشانی سفیدی از رنگار
 رنگ کی وجہ سے تو سفیدی کو زنگ سے شناخت نہیں کرتے
 مگر خواب جہالت ہی شوی بیدار
 شاید نادان کی نیند سے تو بیدار ہو جاوے
 کہ کس مہیا چنناں کا دم در اول بار
 کہ خدا کرے کوئی ایسا نہ ہو جیسا کہیں پہلے ہوا
 رو سخات و شد م از جہات بر خودار
 نہایت کا سامنا اور میں زندگی سے قطع اندھ چوا
 تمام گشت بیکر وز جملہ این اشعار
 ایک دن میں یہ تمام اشعار پورے ہوئے
 سخات خوش طلب کن بجان ہشت چہار
 آٹھ اور چار کے طفیل سے اپنی سخات کا طالب بن
 بلخ شاہ جہاں کے کجا کہند اقرار
 دنیا کے ہوشیار کی تعریف کا کتب اقرار کرتا ہے؟

متابعت بنافق چو میکنی گلذر
سنانق کی پیروی تو کیوں کرتا ہے! چھوڑا

زیادہ گفتن نامش ہزار استغفار
اس کا پیورہ نام لینے سے ہزار استغفار ہے

ترکیب بند

شاہے کہ پناہ ملک و دین مست
وہ بادشاہ جو کہ دین اور ملک کی پناہ ہے

نوادۂ خاندان ملک مست
نیک کے خاندان کا تازہ پھول ہے

ہم نسل شہنشاہ زمان مست
زمانہ کے شہنشاہ کا ہم نسل ہے

آثار و دلائل سعادت
عرش نصیب کی نشانیوں اور دلیلیں

در ملک جہاں بفر شاہی
ملک دنیا میں شاہی دہرے کے ساتھ

در خاتم قدر او نہفتہ
اس کے مرتبہ کی انگوٹھیوں پر شہیدہ

تیغش بمیان کفر و اسلام
اس کی تلوار کفر اور اسلام کے درمیان میں

در خورد ہزار آفرین مست
ہزار آفرین کے لائق ہے

گلدستہ بوستان دین مست
دین کے باغ کا گلستانہ ہے

ہم نقد خلیفہ زمین مست
موجودہ وقت میں خلیفہ زمین ہے

آئندہ چو لور ش از جہین مست
اس کی پیشانی سے نور کی طرح چمکنے والی ہیں

انصاف او کو کب یقین مست
اس کا انصاف یقین کا ستارہ ہے

فیروزہ چرخ چوں نیکین مست
آسمان کا فیروزہ نیک کی طرح چمکاتا ہے

سدرے مست و لیک آئین مست
دیوار ہے لیکن لہجے کی ہے

کلک از کف دست اوست دربار
تلم اس کے ہاتھ سے موتی برسائے والا ہے

شمشیر بازو ش سزاوار
تلوار اس کے بازو کے لائق ہے

اے سایہ رحمت الہی
اے اللہ کی رحمت کے سائے!

ہرگز بشما آئ تو سروے
تیری خوبیوں والا کوئی سرو بھی

ہم چرخ جمال را تو مہری
تو جمال کے آسمان کا بھی سونچ ہے

دخواستہ از خدائے بیخوں
لے ماخذ، خدا سے مانگا ہوا ہے

وے غنچہ باغ یاد شاہی
اے بادشاہی باغ کے گلچے!

نارستہ ز بوستان شاہی
نہیں آسمان شاہی باغ میں

ہم برج جلال را تو ماہی
تو جلال کے برج نما بھی چاند ہے

بخت بدعلے صد گاہی
تیرا نصیب، کہ صبح کی دعا کے ذریعے

ترکیب بند اس
نظم کو کہا جاتا ہے
جس میں ایک نزل
مع مطلع کے کہیں
جاتے اس کے بعد
ایک متفق بیت لکھا
قافیہ نزل کے ساتھ
جدا ہوا ہوا بطور گروہ
لایا جاتے وہ نزل
مع اس گروہ کے ایک
نہ ہوگا اسی طرح
چند بند کے جائیں
ترکیب بند اور تین
بندیں صرف اتنا
فرق ہے کہ کہیں
بندیں ہر
گروہ برابر
ذاتی ہیں
جاتے۔

ترکیب بند ہاتھ بیل
سے فیروزہ نہ نگاری
رنگ کا ایک پتھر ہے
میں ہر سامان اس کی
انگوٹھی کا گیند ہے۔
سے سدا رنگ یعنی آگے
تلوار کفر کے حملوں کی
رنگ ہے۔
ہے یعنی وہ تلوار و سزوار
ظفر کا دھنی ہے۔
سے شمس چولی میں
اخلاق کو کہا جاتا ہے
فارسی دلمے وضع لاکہ
صورت کے مستحق ہیں
بھی استعمال کرتے
ہیں۔

برنام تو مُسر کردہ گردوں
 آسمان نے تیرے نام پر ہر گلابی ہے
 برسلطنت تو نے تکلف
 تیری سلطنت پر بے تکلف
 نام تو یقین کی می برآرد
 یقین تیرا نام
 منشورِ اوامر و نواہی
 کرتے اندر کرنے کے احکام کے فرمان پر
 تمکین تو مید ہر گواہی
 تیرا دھار گواہی دیتا ہے
 آوازہ زماہ تا بجاہی
 شہرت ماسل کرے گا، جانے پہلے تک

گردوں کے لطیفہ با برآرد
 آسمان جو کہ عجاہت ظاہر کرتا ہے
 ڈرے چو تو در صدف ندرد
 سب میں تمھ جیسا کہ مہیہ مہیہ

وئے عرّۃ دولت تو غزا
 لے کر تیری حکومت کی پیشانی روشن ہے
 بر شکل و شامل تو مشید
 تیری شکل اور عادتوں پر عاشق ہوتے ہے
 از روئے مبارکت ہویدا
 تیرے مبارک چہرے سے ظاہر ہوتا
 امیں اطلس نیلگون والا
 نیلا، بلند، اطلس

اے خلعت ملک بر تو زیا
 اے کہ شاہی پوشاک تجھ کو زیب دیتی ہے
 اے آمدہ نو عروس دولت
 اے کہ دولت کا نئی دلہن!
 انوار شکوہ و شہ یاری
 دیدہ اور شاہی کے نور
 بر قامت حشمت تو کوتاہ
 تیری حشمت کے تد پر کوتاہ ہے

از سقف نہم رواق خضرا
 سبز آسمان کی زین پخت سے
 ہر لحظہ کشیدہ جام صہبا
 ہر لحظہ شرب جام جزا ہا ہے
 نرگس ہم دیدہ گشت عمدا
 قصداً نرگس ہم آکھری گئی ہے
 لو لوئے خوشاب گشت لالا
 آہار موتی چسکدار بن گیا ہے

بگذشت صدائے صیت عدلت
 تیرے اصناف کی شہرت کا چرچا گندگی
 بر شادی مجلس تو خورشید
 تیری مغل کی خوشی میں سورج
 تاروئے مبارک تو بسند
 تاکہ تیرا سبک بھرمہ دیکھے
 از بہر قبولیت دریں گوش
 اس گان میں پسندیدگی کے لئے

در قعر تو چرخ آستانے
 آسمان، تیرے محل کی ایک چوکت ہے
 کیواں بدر تو پاسمانے
 زمل تیرے در کا محافظ ہے

تا بار خدائے باد یارت
 جب تک ہادی تھانے تیرا مددگار ہے
 جز عیش مساد بیج کارت
 میں کے سوا تیرا کوئی کام نہ ہو

۱۔ منشور فرمان اور
 ۲۔ حکم الامور اور مشور
 ۳۔ یعنی آسمان کی جگہ
 ۴۔ نیک کی چیزیں نمودار
 ۵۔ کرتا ہے لیکن تیرا جیسا
 ۶۔ کوئی دیکھا کر سکا۔
 ۷۔ عرّۃ پیشانی کی
 ۸۔ سفیدی، غراہ،
 ۹۔ روشن۔
 ۱۰۔ عرّۃ پیشانی،
 ۱۱۔ دولت۔

۱۲۔ وہ ہوا یا ظاہر
 ۱۳۔ یعنی تیری پیشانی
 ۱۴۔ سے شاہی نور
 ۱۵۔ چمکتے ہیں۔
 ۱۶۔ اطلس
 ۱۷۔ نیلگون
 ۱۸۔ سے مزاد
 ۱۹۔ آسمان ہے

۲۰۔ یعنی تیری دستیں
 ۲۱۔ آسمان سے زیادہ کی۔
 ۲۲۔ شہداتی خضر سے
 ۲۳۔ ملاؤ آسمان ہے۔
 ۲۴۔ کیوں نہ تسل
 ۲۵۔ تانے کو کہہا
 ۲۶۔ جاتا ہے جو ساتویں
 ۲۷۔ آسمان پر ملا گیا ہے
 ۲۸۔ یعنی آسمان تیرا
 ۲۹۔ چوکت ہے اور
 ۳۰۔ زمل تیرا مددبان
 ۳۱۔ ہے۔

ہر آرزو تے کہ درد ل آید
جو تیرے دل میں آئے

توفیق رفیق در کمینت
و تو میں تیرے دا بنے ہاتھ کا دست ہے

نصرت کہ مباد از تو خالی
نصرت جو تجھے جسماد رسے

آراستہ چوں بہشت لیتی
دنیا، بہشت کی طرح حسین ہے

تا چرخ پیاست دور دورت
جب تک آسمان تا کم ہے تیرا دور دور ہے

جاوید بچوں جاہ و عزت
میرے وہ عزت کی بند سے، ہمیشہ

آسودہ چو حافظ اندر ظلال
تمام دنیا، حافظ کی طرح چین و آرام سے ہے

کارت ہمہ حفظ ملک و دین باد

تیرا تمام کام دین، اور ملک کی حفاظت ہو

تا باد ہمیشہ ایسے خنیں باد
جب تک ہو، ہمیشہ اسی طرح ہو

ایام نہادہ در کنارت
نہاد تیری آغوش میں ڈالے

تا آئید ندیم در یارت
تا آید تیرے ہائیں ہاتھ کا دست ہے

در رزم کیندہ دستیا رت
میدان جنگ میں تیرا اوستا ہتھیار ہے

از کوشش تیغ آبدارت
تیری آبدار تلوار کی کوشش سے

تا دہر بجاست کار کارت
جب تک زمانہ موجود ہے تیرا ہی کام کام ہو

بادا ہمہ چیز بر قرارت
تیری ہر چیز برقرار رہے

در سایہ بخت کامگارت
تیرے کامیاب نصیب کے سایہ میں

سروے چو تو بوستان ندارد
تجھ جیسا، سرو، باغ نہیں رکھتا ہے

نیکیست ولیکن آل ندارد
اچھا ہے لیکن کوئی ادا نہیں رکھتا ہے

کز هیچ صفت نشان ندارد
اسلئے جو کوئی خوبی میں، کوئی مثال نہیں رکھتا ہے

در غور و رُخت بیاں ندارد
تیرے رُخ کے حساب بیان نہیں رکھتا ہے

دیگر ہر آشیاں ندارد
سہر گوئی کے سائیاں نہیں کرتا ہے

میدان بقیں کہ جاں ندارد
سمجھ لے کہ یقیناً اس میں جان نہیں ہے

کا بروئے تو در کساں ندارد
جسے تیری ابرو مکان میں نہیں رکھتی ہے

ما ہے چو تو آسماں ندارد
تجھ جیسا چاند، آسمان نہیں رکھتا ہے

باروئے تو آفتاب دیدم
تیرے چہرے کے سائے میں نے سورج کو دیکھا

از حین تو چوں کنم عبارت
تیرے حق کو کیسے بیان کروں؟

حیران شدہ ام کہ هیچ وصفی
میں حیران ہو گیا ہوں، اس لئے کہ کوئی تریب

مرغ کہ سوئے تو کرد پرواز
جس پرندے تیری جانب پرواز کرتی

ہر دل کہ ز جاں ندارد دوست
جو دل کہ جان سے تجھے دوست نہ رکھے

از بہر دلم کدام تیرست
میرے دل کے لیے کونسا تیرے

۱۔ دستیار ہتھیار
یعنی کامیابی تیرا
ادنی ترین غلام
ہے۔

۲۔ یعنی سورج
اپنی جگہ
خوبصورت
چیز ہے
لیکن تیرے
چہرے کے باقیوں
پر ہے۔

۳۔ تیری تریب
کے لئے بیان اہل
افغانا کا تریب۔

مست و سرچاں نمارد
مست ہے اور اس کو دنیا کا ٹھیکال نہیں ہے
پر وائے شکستگان نمارد
ماجروں کی پرواہ نہیں کرتا ہے

چشم نظرے برآمد اخت
تیری آنکھ نے ہم پر ذرا نگرہ ڈال
منظور شہنشاہ است و از ناز
باد شاہ کا منظور نگر ہے اور نازکہ وجہ سے

سلطان زمانہ ناصر الدین

شاہِ دوساں ناصر الدین
شد مقتضیٰ لم بغزو تمکین
عزت اور وقار کی وجہ سے میری حالت پتہ ہے

جز بادہ میاں پیش ماٹے
شراب کے علاوہ ہمارے سامنے کچھ نہلا
بفروش و بیار جرعہ
دے اور شراب کا گھونٹ لا

در گلشن جاں صدائے یاق
جان کے چمن میں یاقی کی آواز
کو نین نگر ز عشق لائے
عشق کی وجہ سے دونوں جان کو بچ کے

بہتر ز ہزار حاتم طے
بترے کے ہزار ماحموں سے بہتر ہیں
می آمد و خلق مشہاز لے
آ رہا تھا اور شہر کی فیلوں کی پیچھے تھوٹے

وز شرم رواں ز عارش خاکے
اور شرم سے اس کے رخسار پر پینہ پڑا تھا
آخر دل من شکستہ تاکے
آخر میرا دل کب تک ٹوٹا رہے

وز عیش جہاں کنار باشم
اور دنیا کے عیش کے کنار سے پرہیزوں

ساقی اگر تے ہوائے ماٹے
ساقی، اگر تجھے ہم سے جنت ہے
سجادہ و خرقہ در خرابات
نہٹے اور گڑھی کو شراب خانہ میں

گر زنده دلی شنوز متاں
اگر تو زندہ دل ہے تو مستوں سے سن
بادرد در آموئے درماں
علاج کی امید پر درد لے کر آ

اسرار دولت در رہ عشق
عشق کے راستے میں دل کے راز
سلطان صفت آل بُت پر یوش
وہ پر ہی جیسا بت، مشاہدہ انداز سے

مردم نگر اں بروئے خوبش
لوگ اس کے حسین رخ کو دیکھ رہے تھے
حافظ ز غم تو چند نالد
حافظ تیرے غم سے کب تک نالاں رہے

بادرد و غم تو یار باشم
تیرے درد و غم کا یار رہوں

مستقیم، جلتے پتہ
اور مستقیم، مشہور
عاشق فلیطہ کا نام
کے ہیں۔

سٹے چھوری زیا
کا لفظ ہے اور
اسی معنی میں استعمال
ہے جن معنی میں
اُردو میں استعمال
کیا جاتا ہے۔

سے غم سے، بیروز
نئے سدول
داؤ کے
ساتھ
پینہ

سے ترجیح بندھا
مطلب ہم ترک کیا ہے
کی تشریح میں کہا
چکے ہیں۔ یعنی اس کے
پرہیز میں وہی گروہ
لگانے جاتے گی جو
پہلے بند نہیں ہوتی ہے
یہ یعنی تو نے دوستی
کو بر باد کر دیا وفا
کا تقاضا کیا ہے کیا ہے تقاضا؟

ترجیع بند

لیں بود وفاؤ عہد یاری
وفا اور دوستی کا یہی عہد تھا؟

اے دادہ بباد و ستاری
اسے کہ جس نے دوستی کو بر باد کر دیا؟

آخر دل ریش درد مند
 آخر میرے زخمی، درد مند دل کو
 از زلف تو حاصلے ندیدم
 تیری زلف سے میرے کوئی فائدہ نہ دیکھا
 ایجان عزیز برضعیفان
 اے پیاری جان! کز وصل پر
 ہر چند کہ سوختی بجورم
 ہر چند کہ تو نے مجھے غلم سے جلا یا
 گفتم مگر از سر ترحم
 میں نے کہا شاید رحم کھا کر
 چوں نیست امید آن کہ رونے
 چمکے یا تسید نہیں ہے کہ کس دن

تا چند بدست غم سیاری
 تو کب تک غم کے سپرز رکھے گا؟
 جز شیفقتی بقیاری
 سوائے دیوانگی بے تزاری کے
 تا چند کنی جفا و خواری
 جفا اور ذلت کب تک کرے گا؟
 کردم من خستہ سازگاری
 مجھ خستہ نے موافقت کی
 دست از ستم و جفا برداری
 ظلم دست سے تو ہاتھ اٹھانے
 بر عاشق خستہ رحمت آری
 خستہ عاشق پر تو رحم کرے

آں بہ کہ ز صبر رخ نتابم
 یہی ہنر ہے کہ صبر سے نڈنہ موڑوں
 باشد کہ مراد دل بیابم
 ہر سکتا ہے کہ دل کی مراد پاؤں

اے ساقی از آن تم شبانہ
 اے ساقی! اس وقت کہ بھی ہوئی شراب سے
 تادرس من ز عقل باقیت
 جب تک میرے سر میں عقل باقی ہے
 برداشته اند صوت داؤد
 داؤدی نثر بلند کیا ہے
 اتے مطرب ما تو نینز یکدم
 اے ہمارے مکتوب، تو تھوڑی کے لئے بھی
 بر کوئی بیاد وصل جاناں
 محبوب کے وصل کی یاد میں
 مے نوش تو حافظا بشادی
 اے حافظ! آخر شہسے سے شراب پیا
 دیر کیت کہ آتش غم دل
 غم صہ ہر گیا ہے کہ دل کے غم کی آگ
 چوں نیست ہیچگونہ پیدا
 جب کہ کسی طرح بھی پیدا نہیں ہے

درودہ دوسہ جام عاشقانہ
 دو، تین عاشقانہ جام دے
 از دست منہ مے مرغانہ
 گنوں والی شراب ہاتھ سے نہ چھوڑ
 مرغان چمن ز آشیانہ
 چمن کے پرندوں نے آشیانہ سے
 مگزار ز کف دف و چغانہ
 ہاتھ سے دف اور چغانہ نہ چھوڑ
 چوں خود بیوز دل ترانہ
 خود کی طرح، دل کے سوز کے ساتھ، ترانہ
 تا چند خوری غم زمانہ
 زمانہ کا غم کب تک کھائے گا؟
 در سینہ ہی کشد زبانہ
 سینہ میں نہیں مار رہی ہے
 در یائے فراق را کرانہ
 فراق کے دریا کا تہ

دل میں تیسرے جلائے
 پراسی دوسے
 راضی رہا کر شاید
 کسی وقت دم کرے۔
 مے یعنی جب تک
 سر میں کچھ بھی عقل
 باقی ہے ہر شراب
 پلانے جانا کہ چٹا
 ہر ماؤں۔
 مے چغانہ
 ایک
 ساز کا
 نام ہے اور
 موسیقی کا ایک پڑہ
 بھی ہے۔
 سنگ ز بانہ گنگ شلہ
 یعنی میں ایک غم
 سے فراق کی آگ میں
 جل رہا ہوں۔

آں بہ کہ ز صبر رخِ نساہم
یہ بہتر ہے کہ صبر سے منہ نہ منوں
باشد کہ مراد دل بیام
نہر سکتا ہے کہ دل کی مراد پاؤں

در سختی عشق اگر بمیرم
اگر میں عشق کی سختی سے مر رہی ہوں
پیشک دل ماہ و خور بکیرد
یقیناً چاند اور سورج دگر ہو جائے
پیوستہ کمان ابرو وانش
اس کی ابروؤں کی کمان مسلسل
نتواں بہ قلم نوشت شوقش
اس کا عشق قلم سے نہیں لکھا جاسکتا ہے
بہ غم عشقم ارچہ طفلم
میں بہ غم عشق سے بڑھا ہوں اگرچہ لڑکا ہوں
دارم سراں کہ ہمچو سعدی
میرا یہ خیال ہے کہ سعدی کی طرح
چوں کہ در زمانہ ستکار
جب ظالم زمانے تجھ سے دور ہو چکی وجہ

مذہب و آواز، نور
یعنی اگر میرے لئے
آسان کی طرف نہیں
تو ان کو سن کر ماہ اور
خورشید
ظن گزرت
پڑ جائیں
گئے
میں جوانی

آں بہ کہ ز صبر رخِ نساہم
یہ بہتر ہے کہ صبر سے منہ نہ منوں
باشد کہ مراد دل بیام
نہر سکتا ہے کہ دل کی مراد پاؤں

میں اگر کی وجہ سے
پڑھا ہو گیا ہوں۔
میں غمناک بہت زیادہ
تو اندازہ لگا کر بولا۔
یہ جیکر عشق کے
آغاز میں ہو جسے تو
دوسلوں انجام کیا ہوگا۔

اتے غیرت لعبتان طناز
اے نازنین گروہوں کے لئے با صفت غریب
تا من ز سر جہاں نہ کلی
تاکہ میں بالکل دنیا کے خیال سے
اے دوست ز رگہ زار دیدہ
اے دوست آنکھوں کے راستے تھے
تا خود چہ بود مرا سرانجام
دیکھئے نمودیر ایک انجام ہوتا ہے!
سرمایہ عمر داد برباد
اپنی عمر کا سرمایہ برباد کر دیا
برقع ز رخ چو سہ برانداز
چاند جیسے رخ سے برقع اٹک دے
بر خیزم و تو بہ بشکنم باز
ہٹ جاؤں اور سہر تو بہ توڑ دوں
شد فاش میان مرد ماں راز
لوگوں میں راز کھل گیا
در عشق چو ہجر کرد آغاز
جب عشق میں ہجر نے آغاز کیا ہے
ہر کو بغم تو گشت انباز
جو تیرے غم کا شریک بنا

درا آتش عشق و بزمِ عنم
 عشق کی آگ، اور ہم کو آگیشی میں
 حالی چونمید ہر مراد دست
 اب چونکہ مجھ کو میسر نہیں ہے

میسوز دلا چو عودوی ساز
 لے دلا اگر کی طرح بل اور غم سے موافقت کر
 بوسیدن بایں آں سرافراز
 اس سریشد کی قدم بوس

آں بہ کہ ز صبر رخ نتابم
 یہی بہتر ہے کہ میرے غم نہ مٹوں
 باشد کہ مراد دل بیابم
 ہو سکتا ہے کہ دل کی مراد پاؤں

اے سرو سمن بر شکل اندام
 اے میں مجھے ہم والے، بھول مجھے دن لے سرو
 باز آتے کہ ہجر جاگد ازت
 لٹ آ، اس لیے کہ کھیرا جاگد از نرفق
 از دانت خال و دام زلفت
 تیرے گل کے داغ اور زلف کے گل کی وجہ سے
 چوں کام نشد بہ سعی حاصل
 جب کہ کوشش سے مقصد حاصل نہ ہوا
 مایم و عنم فراق حالی
 اب تو ہم ہیں اور فراق کام
 جز محنت و درد گویا نیست
 گویا درد اور تکلیف کے سوا نہیں ہے
 مقصود وجود حافظ اپیت
 اے حافظ! وجود سے مقصود یہ لکھا ہے
 حالی چونمی شود مہیا
 اب چونکہ حاصل نہیں ہوتا ہے

از عارض تو خجل میر شام
 تیرے رخسار سے شام کا چہرہ شرمندہ ہے
 برداز دل من ترار و آرام
 میرے دل سے سکون اور آرام لے گیا
 مرغ دل من فتادہ در دام
 میرے دل کا پر تھا مجال میں پھنس گیا ہے
 قانع شدہ ام بہ ہجر ناکام
 ناکام ہجر پر صابر بن گیا ہوں
 تا خود بہ کجا رسد سرانجام
 دیکھئے انجام کہاں تک پہنچے؟
 دور از توفیق من بایام
 زمانہ سے سیرا حقد (جھوٹے دوست)
 جز صحبت یار و بادہ و جام
 دوست کی صحبت اور شراب اور جام کے سوا
 کام دل از تو اے دلار لم
 میرے دل کا مقصد اے دل آرام، تجھ سے

آں بہ کہ ز صبر رخ نتابم
 یہی بہتر ہے کہ میرے غم نہ مٹوں
 باشد کہ مراد دل بیابم
 ہو سکتا ہے کہ دل کی مراد پاؤں

اے راحت جان بیقرارم
 اے میری بے قرار جان کی راحت!
 شادم بغت کہ در ہمد حال
 میں تیرے غم پر خوش ہوں اس لیے کہ ہر حال میں

امید دل امید وارم
 اے میرے امید وار دل کی امید!
 سوز عنم تہت سازگارم
 تیرے غم کی سوز بخش میرے موافق ہے

عشق کی آگ میں
 اگر کی طرح بل ہند
 صبر کر

دل تیرے
 دل کی
 داد کی
 وجہ سے

زلف کے حال میں
 پھنس گیا ہے۔
 شگویا ز ما میں
 میرے لیے دوا اور
 غم کے سوا کچھ نہیں ہے
 فدا تجھ سے اس
 درد کو دور رکھے

مترجم
 میر تقی میر کی لکھی ہوئی
 اور حافظ کی لکھی ہوئی

تارفتہ از کنارم ایدوست
 اسے دوست چہ سے تو میری بھل سے گیا ہے
 در آرزوئے وصال جانے
 ایک مشرق کے وصال کی آرزو میں
 امشب بگذشت خواب از دوش
 آج کی رات کا نہ سے سے گزر جائے گا
 تا مرگ نہ گیرم گر میباں
 جب تک موت میرا گر میباں نہ چھوڑے گی
 چوں بیخ نشد بسعی حاصل
 جب کہ کو شمش سے کچھ حاصل نہ ہوا

یکبار ز عیش برکنارم
 میں ایک دم عیش سے جدا ہو گیا ہوں
 عمے بفرق میگذرم
 زندگی فراق میں گزار رہا ہوں
 طوقان سرشک اشکبارم
 میرے اشکبار آنسوؤں کا طوقان
 من دست زدا منت نہ دارم
 میں تیرے ہاتھ سے دست بردار نہ ہوں گا
 کام دل خستہ فگارم
 میرے زخمی غم سے دل کا قصد

آں بہ کہ ز صبر رخ نتابم
 یہی بہتر ہے کہ میرے غم نہ ٹھنڈا
 باشد کہ مراد دل بیابم
 ہو سکتا ہے کہ میں دل کی مراد پاؤں

ساجد سے تو مجھ سے جدا ہو گیا ہے
 رنج اور غم کو جسے
 لے کر رہوں۔
 سائیں جیسے ہی تجھ سے دست بردار

عشق تو انیس و مہر دل
 تیرا عشق دل کا محبوب اور مہر ہے
 لعل تو نیکین خاتم دل
 تیرا نسل دل کی انگوٹھی کا سنگ ہے
 چوں چشم تو گشت مالک دل
 جبکہ تیری آنکھ دل کی مالک ہو گئی ہے
 مارا غم اوست نے غم دل
 جہیں اسکا غم ہے ذکر دل اسکا
 گیرم گم خویش یا گم دل
 اپنے آپ کو گم کر دوں گا یا اول کو
 نودے ز حضور عالم دل
 دل کی دنیا کے حضور سے کوئی سوز
 آسان آسان مسلم دل
 آسانی سے دل کے زیر فرمان نہیں ہوتا ہے

انے زخم غم تو مہر دل
 اسے وہ بکرتے غم سا زخم دل کا مہر ہے
 زلف تو کند گردن جاں
 تیری زلف، جان کی گردن کی کند ہے
 ابروئے تو بود شمش جاں
 تیری ابرو جان کی کو تو ال ہے
 او در دل ماو مادر آتش
 وہ ہمارے دل میں ہے اور ہم آگ میں ہیں
 نزدیک شد آنکہ من بدوری
 یہ بالکل قریب ہے کہ میں ہجر کی وجہ سے
 حافظ چہ شود اگر بیانی
 اسے حافظ آگیا ہر جائے گا اگر تو ماہل کہے گا
 چوں ملک وصال او نگردد
 جب کہ اس کے وصال کا سنگ

غیر ہو سکتا ہوں۔
 سب مشرق چارے
 دل میں ہے، اوسوں ہجر کی آگ
 میں میں رہا ہے مجھے دل کی تو نہیں
 اس کی فکر ہے۔
 نہ دوس کی سلطنت جیکسا سانی سے کالوایا
 نہیں لڑی ہے تو ہجر اختیار کرنا چاہئے۔

آں بہ کہ ز صبر رخ نتابم
 یہی بہتر ہے کہ میں صبر کے غم نہ ٹھنڈا
 باشد کہ مراد دل بیابم
 ہو سکتا ہے کہ میں دل کی مراد پاؤں

سای نامہ

سرفتنہ دارد و گر روزگار
زمانہ، پھر نکتہ سا خیال رکھتا ہے
ہمی ماتم از دور گر دوں شکفت
یعنی زیاد کی گرفتاری سے تپ میں ہوں
یکے راقلمزن کند روزگار
کسی پر زمانہ تسلیم پھیر دیتا ہے
وگر همچو زند آتشی میزند
اور اگر وہ چاقو کی طرح آگ جھمکتا ہے
فریب جہاں قصہ روشنت
زمانہ سا شکر، ایک کلا ہوا سمانہ ہے
دلبر جہاں دل منہ زنیار
اسے دل، دنیا سے ہرگز دل نہ کا
ہماں مرحلہ است ایں بیابان دور
یہ طریقی جنگ دہی مقام ہے
ہماں منزست ایں جہاں خراب
یہ جہاں خراب دہی مقام ہے
کجا رائے پیران شکر کشش
اس کے شکر کش پیران کی رائے کہاں ہے؟
دشمناندا ایوان و کاشس بیاد
اس پر عمل اور قلم ہی مرنہ برہنہ ہوا ہے
چہ خوش گفت جمشید با تاج و کج
بارہ صبح اور عباد ممل ہوئے تھیں کیوں کہاں ہے
بیا سا قیا جام جسم دہ مرا
اسے ساتی آئے جام جمشید دے
مغنی کجائی بھلیا تک رود
اسے مطلب تو کہاں ہے ہر دو کی آواز سے
پرستان نوید سرودے فرست
مستور کسی سانسے کی دولت بیچ

من مستی وفتنہ چشم یار
میں ہوں اور مستی اور یار کی آنکھ زانفتنہ
ولے نیت دروے مجال گرفت
لیکن اس میں گرفت کی گمنما نیش نہیں ہے
یکے رادھد تیغ درکارزار
کسی کو لڑائی کے میدان میں تلوار دیدیتا ہے
مذامم چراغے کہ بر میکت
معلوم انہیں کہ، چراغ بجھاتا ہے،
بہین تاج ز اید شب آستن ست
دیکھو کیا جنتی ہے، رات حاملہ ہے،
کہ کس بر سر پل نیگرد قرار
اس لئے کہ کوئی شخص پل پر نہیں ٹھرتا ہے
کہ گم شد درو شک سلم و تور
جہاں سلم اور تور کے شکر گم ہو گئے ہیں
کہ دیدست ایوان افراسیاب
جس نے افراسیاب کا عمل دیکھا ہے
کجا مشیدہ ترک خجروش
اس سوا، خجروش مشیدہ ترک کہاں ہے؟
کہ خاکش ندارد کے ہم بیاد
بلکہ اس کی قبر بھی کسی کو یاد نہیں ہے
کہ یک جو نیز درمراے پینج
کہ کتنی سوائے ایک جو کے لائق بھی نہیں ہے
تعقل کن دمبدم دہ مرا
بہانے ذکر مجھے بے دہے دے
بیاد آور آں خسروانی سرود
دہ خسروانی سمانا یاد دلا
بیاران رفتہ دروے فرست
گذرے ہوئے دوستوں پر مدد و بیچ

یہ جو کلمہ نہ بکھے کسی
تنتے میں مبتلا کرنے کی
تکریں ہے لہذا میں
محبوب کی آنکھوں
کے منتھے میں جھانکوں
اس سے بچنے کی تدبیر
کرتا ہوں۔

سہ ہر بات اپنے اندر تر
تنتوں کو کہے آتی ہے۔
سہ تنگایک جگہ ہے
جس سے گزر کر عالم
آزت میں پہنچتا ہے۔
سہ سلیمان صد فریاد
کے دواؤں کے کاٹک
سہ پیران۔

افراسیاب
کے وزیر کا
نام ہے جو
دانی میں شہر

مشیدہ افراسیاب
کے لڑکے کا نام ہے۔
سہ جمشید مشہور بادشاہ
گزر رہے جس نے غلطی
کا دعویٰ بھی کیا تھا۔
اور شکر کے ہاتھوں
مرا گیا تھا۔



بر از دم فکر دنیاے دوں
کنی دنیا کا منکر میرے دل سے محال
کہ نبود ز غم باغے آلائیے
کہ اُس کے ہوتے ہوئے تم سے آلودگی نہ ہو
جو با حریفان با آواز رود
رود کی آواز سے دوستوں سے کہ

مرا بر عدو عاقبت نصرت ست
انجام کار، دشمن پر مسیروں فتح ہے
بقول غزل قصہ آغاز کن
غزل کہہ کر قصہ شروع کر

بضر ابصوم بر آوزر جائے
میری ہر ذل پر پار کر مجھے جگے کا ڈوب
بہیں تا چہ گفت از حرم پردہ دار
دیکھ، حرم سے پردہ دار نے کیا کہا ہے؟

کہ ناہید چنگی برقص آوری
کہ چنگ دانے ناہید کہ ہموادے
بیاران خوش نعم آواز دہ
آچھے سکانے والے دوستوں کو بچار

بہ مستی و صلاش حوالت رود
وہ اس کے دل کی مستی کے حوالہ ہو جائے
کہے بر دُخزن کرت جنگ نیست
اگر تیرے پاس چنگ نہیں ہے تو ذنب نہ تھا

خروشیدن ذنب بود سود مند
ذنب کا شور مہا! مفید ہوتا ہے
ز بلبل چمنہا پر از غلغل ست
جس و بلبلوں سے گونج رہے ہیں

دم چنگ را در خروش آوری
چنگ کے سانس کو شور میں لائے
نو آیین نوائے نو آغاز کن
نیا طرز کا، نیا نغمہ شروع کر

دلم نیز چون خر قہ صد بارہ ساز
میرے دل کو گدڑی کی طرح تھوڑے بنا دے

مغنی بزن چنگ بر اغنوں

اسے مطرب اور غنون پر چنگ مار
مگر خاطر م یاد آسا لٹے
شاید میری طبیعت ایسا آرام حاصل کرے

مغنی بزن خسروانی سرود
اسے مطرب! شاہی گمان کا

کہ از آساں مشرودہ فرصت است
کیونکہ آساں سے فرصت کی خوشخبری آرہی ہے
مغنی نوائے طرب ساز کن
اسے مطرب! مستی کا نغمہ گما

کہ با غنم بر زمیں دوخت پای
اس لیے کہ نمکے بوہرنے میرے پیر زمین میں دھنسا لیتے ہیں
مغنی ازین پردہ لفتہ برآر
اسے مطرب! اس پردے سے کوئی نقش باہرا

چنان برکش آہنگ این داوری
اس داوری کی تیمان کو ایسا بند کر
مغنی دف و چنگ را ساز دہ
اسے مطرب! دف اور چنگ کو بجا

کے سخن کہ صوفی بحالت رود
ایں شرکھا کو صوفی کو حال آجائے
مغنی شیبا منت جنگ نیست
اسے مطرب! آجاہیری مجھ سے لڑائی نہیں ہے

شنیدم کہ چون غنم رساند گزند
میں نے سنا ہے کہ جب غنم کھینچ پھونچنے
مغنی کجائی کہ وقت گل ست
اسے مطرب! تو کھیاں ہے، بہار کا موسم ہے

مہاں بہ کہ خودم بچوش آوری
یہی بہتر ہے کہ تو میرے خون کو بوش دیدے
مغنی بشیا عود را ساز کن
اسے مطرب! آہ سارنگی بجا

بیک نغمہ دردم را چارہ ساز
ایک نغمہ سے میرے درد کا علاج کر دے

ملا غنوں ہا یک
شہور با جاسے یعنی
دنیا کا نغمہ اور غنوں کے
ذمہ دہ کر دے۔
ٹاٹاے مطرب کوئی
غون سا، غون کے
پر جسے قدم اٹھائی
طاقت نہیں ہے کوئی
ایسا نغمہ جس سے
وجہیں آجائیں۔

سے داوری ایک
با جاسے ناہید نہ ہو
شاعر جس کو کہتا ہے
خنگ، ناگیا ہے۔

کے حالت
میں کی طبیعت
وجہ سخن
مستی کی طبیعت

وصل ہے
سے اگر چنگ موجود
نہیں ہے تو ذنب بجا
اس کی آواز بھی غنوں
کو دور کر دیتی۔

سے: اسے مطرب کوئی
تیا نغمہ سا، صوفی
وجہ کے حالت کی بکری
سما ڈالتے ہیں یعنی
کہ روں کی طرح میرے
دل کے بھی ٹھوکے
کر دے۔

مغنی کجائی کہ لطف کنی
 اے مطلب! تو کہاں ہے کہ ہر بات کرے
 بڑوں آری از فکر خود یکدم
 مجھے اپنی فکر سے ایک دم کمال دے
 مغنی کجائی نوائے یزن
 اے مطلب! تو کہاں ہے کوئی گانا
 جو خواہش دن عالم از ماتہی
 جب دنیا ہم سے غالی بھی ہوگی
 مغنی یگو قول بردار ساز
 اے مطلب! قوالی کہ ساز اشما
 زوان بزرگان خود شادوار
 اپنے بندوں کو نوحہ کو خوش رکھ
 مغنی از آن پردہ نقشہ ساز
 اے مطلب! سر پردے سے کوئی نقش بنا
 تو بستی را و عراقم بزود
 تیرے ماہ عراق جلد دکھا
 مغنی بیابشو و کار بند
 اے مطلب! آہن اور عمل کر
 چو غم شکر آرد بیار اصف
 جب غم اشد کشی کرے تو صوف آراستہ کر
 مغنی تو سر مرا محرمی
 اے مطلب! تو میرا محرم راز ہے
 کے دور کن دولت گر غمست
 اگر تیرے دل میں کوئی رکھ ہے، شراب سے دور
 مغنی کجائی یزن بر لب
 اے مطلب! تو کہاں ہے کوئی بربلہ بجا
 کہ با ہم نشینم و عشے کنیم
 تاکہ ہم ہر کھڑکیشیں اور کچھ ہمیش کریں
 مغنی ز اشعار من یک غزل
 اے مطلب! میرے اشارے سے ایک غزل
 کہ تا وجہ شد راکار سازی کنم
 تاکہ میں بے خودی پیدا کروں

زے آتے دردم افگنی
 میرے دل میں شراب سے آگ بجادے
 بہم برزنی کار و بارم
 میرے کم کے کاروبار کو برباد کر دے
 بیکتائی او دو تائے یزن
 اس کی بیکتائی کی قسم دو تارا بجا
 گدائی بے ہر زشا ہنشی
 تو شہنشاہی سے گدائی بہت بہتر ہے
 کہ بیچارگان را توئی چارہ ساز
 اگلے گریبے چاروں کا تو ہی چارہ ساز ہے
 ز روز خسرو ماندگی یاد دار
 ماجھی کے دن کو یاد رکھ
 بیس تا چہ گفتم از آن پردہ ساز
 دیکھ میں نے اس پردہ ساز سے کیا کہا؟
 کہ بکشایم از دیدہ صد زندہ رود
 تاکہ میں آنہوں سے سوزندہ رود جاری کروں
 ز قول من ایں پند دانا پسند
 میرے قول سے عقلمند کی یہ نصیحت پسند کر
 ز چنگ و رباب وز نای و زنی
 چنگ اور رباب، اور نئے، اور روت کی
 زمانے بہ نے زن دم ہمدی
 تم کوڑی دیکھ کے لینے کے ذریعہ ہماری لادم بھر
 دے پیش دانا بہ از عالمیست
 عقلمند کی محبت کا تم کوڑا سادقت دنیا بھر بہتر ہے
 بید اساقی پر کن از مے لبط
 اے ساقی! تم شراب سے ایک بچ بھر
 دے خوش بر آیم و عشے کنیم
 ذرا سا خوشی لاسنا میں اور ایک بچہ تیار کریں
 با چنگ چنگ آر اندر عمل
 چنگ کی دھن پر کام میں لا
 برقص آیم و خرقة بازی کنم
 میں ناچنے لگوں اور گڈڑی کا تکمیل بناؤں

۱۔ یعنی مجھے بجز روزگار
 تاکہ غم سے نہات
 پا جاؤں۔
 ۲۔ بے چاروں کی چارہ
 تیار ہی ہے۔
 ۳۔ عراق ہماز کے
 پردے کا نام بھی
 ہے اور ایک ٹیکس بھی
 ہے۔ زندہ رود صوفیوں
 کی شہد ہے۔
 ۴۔ جب غم کو نظر
 علاوہ ہو تو اس کے
 مقابلے کے لئے چنگ
 و رباب وغیرہ
 سے
 آسانی
 کرنی چاہیے۔
 ۵۔ ہر لفظ ایک ساز
 کا نام ہے، بلکہ شہزاد
 کی مزا جو بلبل کی
 صورت کی بناؤں جانی
 ہے۔
 ۶۔ میری ایک غزل
 چنگ پر ہے۔
 ۷۔ وہ میں ساق
 لطف دیتا ہے۔
 ۸۔ رقص میں صوفیوں کی
 گڈڑی کھلنے کے
 طرح معلوم ہوتی ہے۔

باقبال دارائے دیہم و تخت
اقبال مندی سے تخت و تاج کا مالک

پناہ زمیں بادشاہِ زمان
زمین کی چٹا، زمانہ کا بادشاہ

کہ تکلیں اور نگِ شاہی ازوست
کیونکہ شاہی تخت کا وقار اس سے ہے

فروعِ دل و ودیۃ مَقبال
دل و بائیں گولہ کے دل اور آنکھ کا تر ہے

الا اے مہاتے بہایوں اثر
سن، اے برکتوں والے ہاں

جہاں دار و دین پرورد قاجور
وہ جہاں نماز ہے، اور دین پرورد تاجور ہے

چشگونہ درہم شرحِ اکمار او
جس اس کی تحریروں کی کس طرح شرح کر دوں

چو قدرے از حدِ مست بیش
جبکہ اس کا مرتبہ تفریق کی حد سے باہر ہے

برآرم باخلاص دست دعا
میں اغلاص سے دعا کا ہاتھ اٹھاتا ہوں

کہ یارب آلائے و نعمائے تو
کہ اتنے غلا اپنی نعمتوں اور بخششوں کے طفیل

بحق کلامت کہ آمد قدیم
اپنے قدیم کلام کے طفیل

کہ شاہ جہاں باد فیروزِ تخت
کہ دنیا کا بادشاہ کا سیاب نصیب والا رہے

زمین تابو در مظہرِ عدل و جور
زمین جب تک انصاف اور ظلم کا مظہر رہے

خدیو جہاں شاہ منصور یاد
شاہ منصور عالم کا بادشاہ رہے

بحمد اللہ اے خسرو جسمِ نکین
بمحرور اے جمشید کی انگوٹھی والے بادشاہ

بمنصورت در جہاں رفت نام
تیرا نام دنیا میں منصور مشہور ہوا ہے

بہیں میوۃ خسروانی درخت
شاہی درخت کا میوہ جیسی میوہ

میر برج دولت شہِ کامران
دولت کے برج کا چاند، کامیاب بادشاہ

تن آسانی مرغ و ماہی ازوست
مرغ و ماہی کا آرام اس سے ہے

ولی نعمت جملہ صاحبِ دلاں
تمام صاحبانِ دل کا ولی نعمت ہے

خجستہ سروش مبارکِ خبر
مبارک آواز مبارکِ خبر والے

کز تختِ جم گشت بازیب و فر
جس کی وجہ سے جمشید کا تخت ٹان و شکرک والا ہے

کہ عقل ست حیران در اطوار او
اس کے طہ طریقوں میں عقل حیران ہے

سر اندازم از عجز و تشویر پیش
ماجری اور شرمندگی سے میں سر نہا کر لیتا ہوں

کہ تم روئے در حضرت کبریا
اللہ کے دربار کی طرف متوجہ ہوتا ہوں

با سرار اسنائے خنائے تو
اپنے اسنائے خنائے کے اسرار کے طفیل

بحق رسول و مخلوقِ عظیم
رسول کے حق اور بلند اخلاق کے طفیل

باقبال ہموارہ با تاج و تخت
اقبال کے ساتھ ہمیشہ تاج و تخت والا رہے

فلک تابو در مرغِ جدی و ثور
فلک جب تک جدی اور ثور کی چوگا رہے

غبارِ غم از خاطرش دور باد
غم نہا غبار اس کی طبیعت سے دور ہے

شجاعِ بیدان دنیا و دین
دنیا اور دین کے میدان کے بہادر

کہ منصور باشی بر اعدا مُدام
تاکہ تو دشمنوں پر ہمیشہ کامیاب رہے

میں اس بادشاہ کی
تفریق کرتا نہیں ہے
اس کی غریباں بیان
سے باہر ہے
دلا خدا کے شانہ سے
ناسوں کو اسنا پیشی
کہا جاتا ہے۔
سے کلام اللہ کا شکر

صفت ہے
اصد تک
چہ
تک جری
اور نور آسمان

کہ دو برجوں کے
نام ہیں اور جدی و ثور کی
کا پتہ اور ثور بیل کے
معنی میں بھی آتا ہے۔

فریدوں شکوہ ہی در ایوان بزم
توکل میں فریدوں پیچے وہ یہ والا ہے

فلک را گھر در صدف چوں تو نیست
آسمان کی سیپ میں تجھ جیسا سونے نہیں ہے

ز تنہا خراجت و چند از فرنگ
تجھ مرنے فریگی ہی خراج نہیں دیتے ہیں

اگر ترک و مہندست و گروم و مین
خواہ ترک اور چند ہو، خواہ روم اور چین

چہائیت چہرت بہاویں نظر
تیرا چہتر مبارک نظر ایسا نما ہے

ز حل کمتر میں ہندویت و شوق
زل، بیٹھی میں تیرا ادے غلام ہے

سکندر صفت روم تا چہیں تراست
سکندر کی طرح روم سے چین تک تیرا ہے

بجائے سکندر بہاں سالہا
شکندر کی جگہ تو سالہا سال رہ

چو در بایے و صفت نادر دکنار
چکے تیرے وصف کے دریا کا کنارہ نہیں ہے

ز نظم نظامی کہ چرخ کہن
اس نظامی کی نظم میں سے کہ پرانا آسان

بیام بضمیں سہ بیت میں
تصنیف میں تین عمدہ شعر لاتا ہوں

از آن بیشتر کاوری در ضمیر
اس سے کہیں زیادہ جتنا تو دل میں خیال کرے

ز ماں تازماں از سپہ بلند
ابلا باد تک بلند آسمان کی مہرت سے

از آن مے کہ جاں را بد و ہوش با
وہ شراب جس سے جان کو ہوش رہے

بیاساقی آن مے کہ یکنبارگی
اے ساقی آ، وہ شراب جو ایک دم

بمن دہ کہ سلطان دل بودہ ام
مجھے دے، اس لیے کہ میں دل کا بادشاہ ہوں

تہمتن نبردی بمیدان بزم
جنگ کے میدان میں رستم جیسا جنگجو ہے

فریدوں و حم را خلف چوں تو نیست
فریدوں اور حمید کا جانشین، تجھ جیسا کوئی نہیں ہے

کہ قہراج با جت فرستد زنگ
بلکہ زنگ سے مہاراجہ تجھے خراج بھیجے ہیں

چو جسم جملہ داری بزرگیں
تو سب کو جھسیہ کی طرح حکم کے تحت رکھتا ہے

کہ دارد بیط زمین زیر پر
جو کہ دے زمین کو پر کے نیچے رکھتا ہے

سپہرت غلام مے وضع نطق
آسمان، تیرا جڑا پر تے والا غلام ہے

گراو داشت آئینہ آئین تراست
اگر اس کے پاس آئینہ تھا تو تیرا حکم ہے

بدانادی کشف کن حالہا
حقامت دل سے حالات معلوم کر

نثار انکم برد عا اختصار
اس لیے تعریف کو دسا پر ختم کرتا ہوں

نادر دچو او، سیج زیبا سخن
اس جیسا کوئی سین کا نام نہیں رکھتا ہے

کہ نزد خسرو بہ ز در زمین
جو عقل کے نزدیک قیمتی مورتی سے بہتر ہیں

ولایت تال باش و آفاق گیر
مکب لینے والا اور دنیا کو فتح کرنے والا ہو

لفتح دگر باش فیروز مند
تو ہی فتح کے ساتھ کامیاب رہے

مراشرت و شاہ را نوش باد
میرے لیے محربت اور بادشاہ کے لیے شہر ہے

بچارہ رساند ز بیبارگی
بہلے چارگی سے چارہ تک پہنچا دے

کنول دُورم از مے کہ آلودہ ام
اب اس سے دور ہوں، کیونکہ ناپاک ہوں

سہا تہم بختی قوی اور
بزرگ سگت، بختی تہم
یعنی قوی جسم والا ہے
رستم کا لقب تھا۔

سے مہراج، بڑا
بادشاہ یہ ہندوستان
اور عیش کے بادشاہ
کا لقب تھا۔

سے تیرا چہتر شاہی منزل
تہا کے ہے اور اپنے

بدوں میں
روئے
زمین کو
لئے ہوئے
ہے۔

سکا چونکہ نظامی سے
بہتر کوئی شاعر نہیں
ہے لہذا اس کے کلام
کے تہہ دعائیہ اشار
پر تعریف ختم کرتا ہوں
مے یہ شعر اور اگلے
شعر نظامی کے ہیں۔

ملہ اور ایک لہو راہ
 نام ہے کاویانی علم
 وہ جینے کو لہو آتسا
 جو فریضہ بادشاہ
 کے پاس تھا
 ملہ ویرورین سے
 ملہ ویرورین سے
 کھانگی رحمت یا ہر
 پکار کر کجا جانتے
 سے حضور نوح کی
 اور تاروں کا کھنڈ
 کثرت میں شریک
 ہے۔

مسترحم
 ہر عالم
 بالان
 طرف
 پر وازارہ

دنیا سے لاپرواہی
 ہوتی ہے۔
 ہے شراب پیئے تے
 وہ ہلکی کیفیت پیدا
 ہوتی ہے اور کرات
 اور کمال کے مراتب
 بلند ہوتے ہیں۔
 سے گریہ پیر سے ملو
 آسان ہے بیٹھنا
 کے تمام کو فریب کا
 حال پہاڑوں ہوں۔
 سے بیکر ستور پر ہے
 نشین کو لڑی میں شراب

فریڈوں صفت کاویانی علم
 فریڈوں کی طسرح ۲ دیوانی جنتا

بیاساتی اس نکتہ بشنوز نے
 اسے ساتی ز کجا ہنری سے یہ نکتہ بس

بن وہ کہ درکیش مردان راہ
 بچے اسے کہ راست کے موهل کمنہ ہیں

دم از سیر اس دیر دیر سینہ زن
 اس پرانے آنکھہ کی سہ ۱۳ سیر

بیاساتی آن کیمیائے فتوح
 تے ساتی! آہ سالیہ کی وہ کیمیا

بدہ تا برویت کشایند باز
 دے تاکہ تیرے سامنے کھول دیں

بیاساتی آن ارغوانی قسح
 اسے ساتی! آہدہ ارغوانی پیلا

بن وہ کہ از محنم خلاصم دید
 بچے دے تاکہ تم سے وہ بچے نہات دے

چیساتی آن مے کہ جاں پر درست
 اسے ساتی! آہدہ شراب ہ جان پر در ہے

بدہ کہ جہاں خیمہ پیروں زخم
 دے تاکہ دنیا سے باہر خیمہ کھاڑوں

بیاساتی آن مے کہ حال آورد
 اسے ساتی! آہدہ شراب جو حال لائے

بن وہ کہ بس بیدل افتادہ ام
 بچے دے اس لیے کہ میں بہت بے دل ہوا پڑا ہوں

بیاساتی آن آب اندیشہ سوز
 اسے ساتی! آہدہ پانی جو فک کو بھینٹ رہے

بدہ تا روم بر فلک شیر گیر
 فتح کا میں آسان پر شیر پھرنے والا میں کہ جہاڑوں

بیاساتی آن بکرت تور مست
 اسے ساتی! آہدہ پردہ نشین ہست، بگرہ

بن وہ کہ بدن نام خواہم مشن
 بچے دے کہ کوئی میں بد نام ہونا چاہتا ہوں

برافرازم از پستی جام جسم
 جام حید کی مد سے میں بلند نمودں

کہ یک جر صمے بزدلیم کے
 کہ شراب کا ایک گونہ کیمو کے ہے تیرے

چہ طاعت در آسجا چہ آسجا کتاہ
 اس جگہ کیا عبادت اور کیا گناہ

صلائے پشاپان پیشینہ زن
 گزشتہ باد شاہوں کو پھل

کہ با گنج قاروں دہ عمر فوج
 جو تلہوں کے خوانے کے ساتھ فوج کی مرو تہ ہے

در کامرانی و عمر دراز
 کامرانی اور دراز عمر ۳ دروازہ

کہ بایز فیض دل و جاں فرج
 جس کے فیض سے دل اور جاں نرسد مالک ہے

نشان رہ بر زم خاصم دید
 خاص لوگوں کی محفل کا مجھے پتہ تہ

دل خسترا ہوجاں در نورست
 جو زخمی دل کے لیے جاں کی طسرح خرو ہے

سر اپر دہ بالائے گردوں زخم
 آسان پر شہ گھاڑوں

کرامت فزاید کمال آورد
 کرامت بڑھائے اور کمال پیدا کرے

وزیں ہر دو بے حاصل افتادہ ام
 اور ان دونوں سے خالی پڑا ہوں

کہ گر شیر نوشد شود پیشہ سوز
 اگر شیر پھلے تو کھار بس سوز

بہم بر زم دامن اس گر کبیر
 اس پرانے بیٹھے کا جہاں پہاڑوں

کہ اندر خرابات دار دلشت
 جو حشراب خانوں میں بیٹھ ہے

مریدے و جام خواہم مشن
 شراب اور جام کا مرید ہونا چاہتا ہوں

ساقی نامہ (۲)

بیاساقی آں مے کہ حور بہشت
اسے ساقی! کدہ شراب کہ ہشتی جمعہ نے
بدرہ تا بخورے بر آتش کمن
دے و پکار آگ پر کچھ دھونے دوں
بیاساقی آں مے کہ تیزی کند
اسے ساقی! کدہ شراب جو تیزی دکھائے

بدرہ تا بنوشم بیاد کے
دے، تاکہ اس شخص کی یاد میں ہوں

بیاساقی از مے ندرم گزیر
اسے ساقی! گھر سے لیے شراب سے پاہ نہیں ہے

کہ از دور گردوں سبحاں آمدم
اس لیے کہ آسمان کے گوشے میں جان سے ماہر آ گیا ہوں

بیاساقی از بچ دیر مغان
اسے ساقی! مغزوں کے آفتلہ کے گوشے سے عمل آ

ورثت شیخ گوید موعنے دیر
اور اگر تجھے شیخ ہے کہ آفتلہ کے طرف ذبا

بیاساقی آں جا اصفانی صفت
آے ساقی! آوہ، وہ شفا ن جام

بدرہ تا صفائے دروں آردم
نہے تاکہ مجھ میں اندرون صفائی پیدا کر دے

بیاساقی آں آتش تا بناک
اسے ساقی! آوہ، جسکتی چہنی آگ

بمن دہ کہ در کش رندان مست
کچھ دے، اس لیے کہ مست زدوں کے مذہب میں

بیاساقی انوں کہ شرجوں بہشت
اسے ساقی! آہاب جگہ بہشت کی طرح ہو گئی ہے

خدا لجام لا تخش فیہ الجناح
جام ہے، اس بارے میں نگاہ سے نہ

عبیر لانا تک درآں مے سرشت
ز سرشتوں کی خوشبو اس شراب میں گنہی ہے

دماغ خرد را مے خوش کمن
حموڑی دیر کے لئے حق کا دماغ خوش کر دوں

بیباغ دلم مشک بیزی کند
بیسے دل کے باغ میں مشک بھیسے

کہ ہست از غمش در دلم خون بے
جس کے خم سے برسے دل میں بہت خون نہریا ہے

بیک جام باقی مراد استگیر
ایک باقی جام سے مسیری دستگیر کی

دواں سوئے دیر مغان آمدم
منوں کے آفتلہ کے کی طرف سما گستا ہوا آ گیا ہوں

مشو دور کا سجاست سنج رواں
درد دہا کیونکہ سنج رواں اسی جگہ ہے

جو ابش چہ گوئی بلو شب بخیر
تو اس کو کیا جواب دے؟ شب بخیر کہہ سے

کہ بردل کشاید در معرفت
جو دل پر معرفت کا مدعا زہ کو لہے

دے از کدورت بروں آردم
حموڑی دیر کے لیے مجھے کدورت سے باہر نکال دے

کہ زردشت میجویش زیر خاک
جس کو زردشت خاک کے نیچے ڈھونڈتا ہے

چہ دنیا پرست و چہ آتش پرست
کیا دنیا پرست اور کیا آتش پرست!

ز روئے تو امیں بزم عبیر سرشت
یہ مزاج مجلس تیرے رنگ کی وجہ سے

کہ در باغ جنت بلو دے مباح
اس لیے کہ جنت کے باغ میں شراب ملا لہتی ہے

۱۔ میریک خوشبو ہے
جو مندل کا گلاب اور
مشک سے بنائی جاتی
تھی۔

۲۔ بخور، خوشبودار
دھونی جو اگر لوہان
دھیرو سے دیکھتی ہے
سگ گچھ مغان بخور
کے خزانہ کا نام ہے۔
۳۔ شراب ہے۔

۴۔ دیر سے
مرد آتش

۵۔ کو ہے
میں شیخ کو
شب بخیر کہو کہ

۶۔ رخصت کر دے۔
۷۔ زردشت کا نقش

۸۔ پرستی کے مذہب کا
بانی ہے جو منوچہر کی
نسل سے تھا اور حکیم

۹۔ فیضا حضرت کا شاگرد
تھا۔ زہرا اسی کی کتاب
ہے، آتش تا بناک

۱۰۔ سے مراد شراب ہے،
۱۱۔ زہرا کا سے مراد شیخ

۱۲۔ شساقی کے گنہ سے ہے
۱۳۔ دنیا جنت میں گئی ہے
اور رشت میں شراب کا

۱۴۔ پینا جانتے ہے۔

بیاساتی آں جام یا قوت و ش
 اے ساتی! آدہ یا قوتے جیا جام
 کہ بردل کشاید در وقت خوش
 جکہ دل پر اچھے وقت کا دروازہ کھولتا ہے
 بدہ ویں نصیحت زمن گوش کن
 دستے اور یہ نصیحت مجھ سے کسے لے
 جہاں جملہ ہیچیت مے نوش کن
 دنیا سب ہیچ ہے، شراب ہی

بیاساتی نامہ (۳)

ببین وزمے کن گدانی عمر
 دیکھو، اور شراب سے عمر کی بیکس انگ
 درے ہر دم از غیب بکشایدت
 ہر وقت تیرے لئے غیب کا ایک دروازہ کھول دیتی
 کہ دنیا ندر دوفابا کے
 اس لیے کہ دنیا کسی کے ساتھ دفا نہیں کرتی
 از وبازمانی و حسرت خوری
 اس سے رُکے گا اور حسرت کرے گا
 کہ بے م ندرم من آرام دل
 اس لیے کہ شراب کے بغیر مجھے دل کا آرام نہیں ملتا
 دل از مے تو اندک دوری کند
 تو جو سکتا ہے کہ دل شراب سے دوری اختیار کرے
 بر آنت کت خول بریز دلچہر
 اس پر آدہ ہے کہ کلمہ سے تیرا خون بہا دے
 تو خون صراحی و ساغ بریز
 تو صراحی اور ساغرا خون بہا
 کہ از فاک آخرنہ از آتشی
 اس لیے کہ آخر تو فاک کی ہے، نہ کہ آتشی
 خصوصاً کہ صانی و بیغش بود
 خصوصاً جو صاف اور خاص ہو
 بمن وہ کہ نہ زربماند نہ سیم
 مجھے دے، اس لیے کہ دوسرا ہے نہ چاندی
 بے کہ درمان دلہامے ست
 شراب میں مغمی کر دے اس لیے کہ دُفن کا طلاق قریب ہے

بیاساتی از بیوفانی عمر
 اے ساتی! آہ عمر کی بے وفائی کو
 کہ تم عمر باقی بیفزایدت
 اس لیے کہ شراب تیری باقی عمر کو بڑھا دے گی
 بیاساتی از مے بنہ محلے
 اے ساتی! آہ شراب کی ایک مجلسی نما
 کہ چوں بگذرد عمر و تو بگذری
 اس لیے کہ جب عمر اور تو گزرے گا
 بیاساتی از مے طلب کا دل
 اے ساتی! آہ شراب سے دل کا مقصد طلب کر
 گر از ہجر جاں تن صبوری کند
 اگر جان کے ہجر پر، جسم صبر کرے
 بیاساتی ایمین چہ باشی کہ دہر
 اے ساتی! آہ مہلتن کیا ہوتا ہے، اس لیے کہ زمانہ
 دریں خول فشاں عرصہ رستخیز
 بچنے کے اس غوریز میدان میں
 بیاساتی از من کن سرکشی
 اے ساتی! آہ مجھ سے سرکشی دکر
 قدح پر کن از مے مے خوش بود
 شراب سے پیلا بھرا اس لیے کہ شراب اپنی چیز ہے
 بیاساتی آں راج رہاں نسیم
 اے ساتی! آدہ رحمان کی خوشبودالی شراب
 زرے را کہ بیشک تلف ہرے ست
 جس سوسنے کے، ہمارے سب پر بادی زد ہے

مے مجھے بھی بلا دے
 نصیحت سے لے لیا
 پیچھے تو بھی پی لے
 بلاننگ کا لطف
 شراب ہی سے حاصل
 ہوتا ہے۔
 شراب پینے سے
 عمر بڑھتی اور
 غیب کے راز
 کھلیں گے۔
 شراب
 سے جلدی
 ایسی ہی ہے
 جیسا کہ جسم کی روح
 سے جلدی۔
 دنیا خون ریز
 میدان جنگ ہے تو
 ساغرا اور صراحی سے
 خون مٹی شراب
 لڑنا۔
 مے آگ میں سرکشی
 اور فاک میں فروغ
 ہفتی ہے آگ کی
 پشت اور کھو جاتی
 ہے خاک زیر پور گرتی
 ہے۔

بیاساتی آن بادۂ لعل صاف
 اے ساقی! کدوہ صاف مل جیسی سغراب
 ز تیش و خرقۂ ملولم تمام
 میں تیش اور گدڑی سے بالکل ملول ہوں
 بیاساتی آن بادۂ زوچ بخش
 اے ساقی! کدوہ زوچ بخش سغراب
 تہمتن صفت رو بیدار کنم
 رستم کی طرح میدان کا رخ کروں
 بیاساتی از من برو پیش شاہ
 اے ساقی! آہیری طوط سے شام کے پاس جا
 دل پیغویان مکیں بجوی
 کے سرو سامان سکتوں کی دل جوئی کر
 بیاساتی آں مے کز آن جام جم
 اے ساقی! آدوہ شراب میں سے جمیدہ کا جام
 بمن دہ کہ باشم تیتاید جام
 مجھے دے تاکہ میں جام کی تیتاید سے ہو جاؤں
 بیاساتی آن جام پر کن ز مے
 اے ساقی! آدوہ جام، شراب سے میر
 بستی تو ان ذرا سرافست
 مستی میں نازوں کے موتی بندھے جالے تیر
 بیاساتی آن مے کہ فکش ز جام
 اے ساقی! آدوہ شراب کہ جن کا عکس ہاں ہے
 بدہ تا بگویم باواز نے
 دے تاکہ میں بازاری کی آواز کے ذریعہ کہوں
 بیاساتی آن مے کہ شاہی دبد
 اے ساقی! آدوہ شراب جو شاہی عطاکرے
 بمن دہ کہ تاگردم از غیب پاک
 مجھے دے تاکہ میں غیب سے پاک ہو جاؤں
 بیاساتی آن جام چوں جہوماہ
 اے ساقی! آدوہ جام جو جامادہ زوچ لیر ہے
 چو شد باغ ز وحانیال مسکنم
 جگہ رومانیت والوں کا باغ و نخل ٹھکانا میں گیا

بادۂ ناکے ایں شیر و زور و لاف
 دے، یہ مکر اور جھوٹ اور لاف زنی کب تک
 بے رہن کن ہر دور او اسلما
 دونوں کو شراب میں گروی کر دے دلہنشا
 بدہ تاشینیم پر پشت رخس
 دے، تاکہ ہم المین گویا کی پشت پر پیش
 بکام دل آہنگ جو لاں کنم
 دل کی تمنا کے مطابق گونے کا قصد کروں
 بگویش زمن کانے شہ جم کلاہ
 میری جانب سے اس سے کہہ کر لے جمیدہ کے تلخ دلہنشا
 پس آنکھ جام جہاں میں بجوی
 پھر جام جہاں نہ تلاش کر
 زندلاف بینائی اندر عدم
 عدم میں بینائی کی ڈھنگیں مارے
 جو جم آگہ از سر عالم تمام
 پڑھو، کہ جمیدہ کی طرح تمام دنیا کے رازے
 کہ گویم ترا حال کس نے وکے
 کہ میں تجھ کو کس نے اور کس نے راز بتاؤں
 کہ در بخودی راز نتوال نہفت
 اس لیے کہ بخودی میں راز نہیں چھپایا جا سکتا ہے
 بکینرو و جم فرستد پیام
 کینرو اور جمیدہ کو پیام بھیجتا ہے
 کہ جمشید کے بودو کاؤس کے
 کہ جمشید کب تھا اور کس کاؤس کب تھا
 بسا کی او دل گوا ہی دبد
 دل اس کی پاکی پر گواہی دے
 خرا تم بعشرت بیتیرہ مُغاک
 از میرے گولے میں عیش سے شہل
 بدہ تازنم بر فلک بارگاد
 دے تاکہ میں آسمان پر مجلس جاؤں
 درس جا چرا تختہ بند تمنم
 تو اس جگہ میں اپنے جہم کا قیدی کیوں بنوں؟

مذہبیں اور فرقے
 زخمیہ ہو چکا ہوں
 دونوں کو خیر باد کہو
 اور شراب میں گروی
 کر دے۔

سازش، شمشاد
 سفید رنگ، چونکہ
 رستم کے گولے
 کا بکن رنگ تھا
 لہذا اس کے گولے
 کو کھتے تھے پھر مطلقاً
 گولے کے مستقیم
 آئے گا۔

جام جم
 گوجم
 ہر کچھ
 لیکن وہ شراب

گراس کو مستی ہو جائے
 دو بارہ موجود ہو جائے
 کہ وہ شراب دے
 جس کے پیشے بہ
 شاہ مزاج بن سیتہ
 سے رومانوں کا ٹھکانا
 عالم بالا ہے۔ لہذا
 کہے کہیں عالم ہلاؤں
 پھر چننا چاہیے اور
 جہم کی قیدی سے
 آزاد ہو جانا چاہیے

بیاساتی آں جام چوں سلسبیل
 اتے ساقی! آئندہ جام جو سلسبیل کی طرح ہے
 بدستم در و دروئے دولت میں
 تیرے ہاتھ میں دے اور دولت کا پتھر دیکھ
 بیاساتی از بادہ ہائے کہن
 اتے ساقی! آہ بھائی شکر اہوں کے
 چو شتم کنی از قہ بے غشت
 جبکہ تیرے اپنے خاص شراب سے مست کر دیکھا
 اگر بچو جسم جام گیری بدست
 اگر تو جسد کی طرح، ہا ستم میں جام ہے
 بختی در پار سانی زنی
 توستی میں نہیں کسی کا دروازہ کھٹکائے گا
 کہ حافظ چو متانہ ساز درود
 اس لیے کہ جاننا جب ستاد گمانا گانا ہے
 بتا شیر صبح از طبقہ ہائے لود
 لود کے طبقوں سے صبح کی ہاشیر کی پیڑھے
 کہ لے خوشنوا مرغ شیریں نس
 کہ لے شیریں نس، خوشنوا گمان ہرند!
 بیاسا خرد را قلم در کشیم
 آہنا کہ ہم عقل پر قلم پھیریں
 ز جام دادم دے دم ز نیم
 ہے دہے جام یا تھوڑی دیر کے لیے دم بہر
 یک ام روز بایکد گرمے خوریم
 آج تھوڑی دیر کے لیے لکھ شراب ہا میں
 کہ آہنا کہ بزیم طرب ساختند
 اس لے کہ جن لوگوں نے مفصل طرب بنائی
 بایں تختت فیروزہ فیروز کیت
 اس فیروزی تختت پر کون کا میاب ہے؟

کہ دل را بفردوس باشد دلیل
 جو دل کی بخت سے لطف رہنمائی کرتا ہے
 خراجم کن و رنج حکمت میں
 بے مست کر دے اور حکمت کا خزانہ دیکھ
 ز جام پیالے مرا مست کن
 پھندہ چڑھتا ہوں سے مجھے مست کرنے
 بستی بلویم سر و دروغشت
 میں تیرے لئے اچھا کامی ہستی میں گاؤں گا
 یہ بیستی در آں آئندہ ہر جہت
 اس آئندہ میں، ہر موجود کو دیکھ لے گا
 در خسروی در گدانی زنی
 فیزی میں، بادشاہت کا دروازہ کھٹکائے گا
 ز چرخش در زہرہ آواز رود
 تو زہرہ ٹھک سے اسکو روک کر آواز سنانے ہے
 بگوش آیدم ہر دم از لفظ حمد
 ہر وقت ہر سانس میں حمد کے الفاظ آئیں
 سیفشاں پر وبال و بشکن نفس
 پر اور بال جھاڑ، اور بھرا سر توڑ ڈال
 زمستی بعالم علم در کشیم
 عالم پر، ہستی کا جھینکا، سناڑ دیا
 ز مے آب بر آتش غم ز نیم
 شراب سا پانی، غم کی آگ پر چھڑک دیں
 چو فرصت نباشد در گمے خوریم
 جب فرصت نہ ہوگی پھر کب ہیں گے؟
 یہ بزیم طرب ہم نر داختند
 وہ خود مفصل طرب میں دنگ سے
 ز ایام عمر آنکہ بہروز کیت
 جو زندگی کے ایام سے راحت میں بھونکے؟

مے مجھے شراب چاہو
 تاکہ تجھے یکساں دیکھا
 ستانند
 مے میں سستی میں
 تیرے لیے بہترین
 صفا گاؤں گا۔
 مے سستی میں
 ریا کاری
 ختم ہو جائے
 ہے اور
 انسان گدائی
 میں بارشما کی کرتا ہے
 مے صبح کے وقت
 نور کے طبقات سے
 حور کا وہ گانا لائیں
 آتا ہے جس کا بیان
 آگے شروع میں ہے
 مے آگے ہر پانی نکالتا
 یعنی اس کو کھیا۔

دریغا جوانی کہ بر باد شد
 اس جوانی پر افسوس ہے جو بر باد ہوئی
 خنک آنکہ از عالم آزاد شد
 وہ آرام سے ہے جو دنیا سے آزاد ہو گیا

ساتی نامہ (۴)

بدہ ساتی نامے کہ تادم ز نیم
 لے ساقی ا شلہب سے تاکہ ہم ساتس میں
 سبک باش و رطل گر انجم بدہ
 چنت ہوں اور مجھے سہاری پہناندے
 کہ امیں چرخ و امیں انجم انوس
 اس لیے کہ یہ آسانہ اندہ یہ آئیں کے ستدے
 کے کوزدے کوس بر پشت پیل
 دشمن جو ہا کھی پشت پر نشا رہ بھاتا ستا
 جز امیں مرکز ہفت پر کار نیست
 سات پر کاروں کے اس مرکز کے علاوہ کچھ نہیں ہے
 تو درخانہ ششدری ششدری
 تو اس چور دوازے والے گہریں پریشان ہے
 بڑا یوان شش طاق خضر انشین
 چہ سبز حراوں والے تلہ پر چہ
 بزد ساتی آل آب آتش نشان
 اے ساتی! وہ آگ بر سائے وہ پانی نے
 کہ در آتش ست امیں دل روشنم
 کیونکہ میرا یہ روشن دل آگ میں ہے
 کہ فیروز فرخ منوچہر چہر
 اس لیے کہ منوچہر کا سیاب بیلک چہرے والے نے
 نوشته است بر جام نوشیرواں
 نوشیرواں کے جام پر کسا ہوا ہے
 اگر پوژ زالی و گر پیر زالی
 خواہ تو زالی کا بیٹا ہے خواہ لہڑی عورت
 ز من بشنوائے پیر اموزگار
 اسے سکھانے والے پوڑتھ کے سے لے
 کہ امیں منزل درو وہائے غمت
 کہ یہ مدد کی منزل اندہ کی جگہ ہے

قلم بر سر ہر دو عالم ز نیم
 بدنون کے سر پر قلم پیر دریں
 و گر فاش نقواں نہ نام بدہ
 اگر کلمہ کلمہ نہ ہو کے تو بھنپا کر دے
 بے یاد دار دروچہرام و طوس
 بہرام اور طوس پیسے کو نہ بھٹ یاد رکھتے ہیں
 ز دندش بنا کام طبل حیل
 ناکامی کے ساتھ اس کے کوچ کا نہیں لے تھا پہا
 جز امیں ہفت پر کار نیست
 ان ساتوں پر کار کے سوا کوئی چالاک نہیں ہے
 کہ او ماندہ تابنگری بگذری
 کہ وہ رہے گا جب تک تو دیکھے گا اندھیل
 بمنزل کہ جاں نشین گزیں
 جان کی منزل میں گونگوتا
 از آل پیش کز مانیابی نشان
 اس سے قبل کہ تو ہسلا نشان بھی نہ پائے
 ہمانا کہ آئے بر آتش زخم
 شاید کہ میں آگ پر کچھ پانی پھونکوں
 شنیدم کہ در عہد بو زر چہر
 میں نے سنا ہے کہ ہونہ پہرے کے زمانہ میں
 کہ بفراتے از جام نوشیرواں
 کہ کھری جام سے مدح کہ بڑھا
 بدستان غمانی شوی یا یہ سال
 عمر سے تو نہ بچو، پانچ بولتے گا
 مکن تنگیہ بر گردش روزگار
 زمانہ کی گردش پر بھروسہ نہ کر
 دریں داگہ شانامانی کم ست
 اس جاں کی جگہ میں غرضی کم ہے

ہا ہم سب شرب
 فکر دنیا اور آخرت
 کے مجھے آزار
 ہو جائیگا۔

سدا تجھ آجوس
 اس لیے کہا ہے
 کہ آسان سیاہ بیکری
 کی طرح ہے جس میں
 تھامے نظر آتے
 ہیں ہلوس بہرام
 گور باد شاہ کا پوتا
 تھا۔

سہ ہفت پر کار
 ساتوں آسان مدار
 میں تمام نعمت
 اور تفرات انہیں کی
 بدولت ہیں

اسی لیے
 آسان کی
 مٹکی
 نہی بلش ہے

سدا ششدرے
 ملو دنیا ہے اسی لیے
 کہ اس کی چھ ستیریں
 شش شلاق
 خنڈے ملو جیسا کہ
 ہیں۔

سدا منوچہر بہشت
 جیسے چہرے والا ہے
 بلو شاہ گندرا ہے۔
 ہونہ چہرہ و نوشیرواں
 شاہ ایران کا شہزادہ
 نہی ہے۔

سدا ہمنزل یعنی دل
 کا بیٹا ملو رہتا ہے
 و نال بڑھیا۔

نذاریم غم گزنداریم کم
 ہیں غم نہیں اگر ہمارے پاس کچھ بھی نہیں ہے
 کہ بردار زرخ لعل و یا قوت رنگ
 جس نے لعل اور یا قوت کے رخ سے رنگ اڑا دیا ہے
 نہ آب رواں کا قباب عیاں
 نہ صرف بیٹے پان کلاخ سے بلکہ روشن قباب کا بیٹے ہے
 برفتند و از کس نہ گردنمدار
 وہ جلد سے اور انہوں نے کسی کو یاد نہ کیا
 سلیماں کی گرفت و حاتم کی جاست
 سلیماں کہاں گیا، اور حاتم کہاں ہے؟

پدیں شاد ما نیم کز درد و غم
 ہم اس پر خوش ہیں کہ درد اور غم کی دھڑ سے
 پدہ ساقی آل لعل یا قوت رنگ
 آجے ساقی! وہ یا قوت جیسے رنگت والا لعل دے
 رواں خوردہ آں سے جو آب رواں
 فوراً وہ شراب دے جو بیٹے پانی کا گسرت ہے
 شہانیکہ اینجا نشستند شاد
 وہ بادشاہ جو اس جگہ خوش بیٹھے
 کد ام مست جام جم و جم کی جاست
 جام جم کون سا ہے، اور ام جہ کی جاست؟

کہ میداند از فیلسوفان
 قبیلہ کے فلسفیوں میں سے کون جانتا ہے؟
 کہ جمشید کے بود و کاؤس کے
 کہ جمشید کب تھا اور کاؤس کب تھا؟

ختم شد

مسترحم یعنی غم نہیں ہے
 کہ درد سے ہماریے
 مدد پر خوش ہیں کہ غم کی دھڑ سے
 کد ام نہیں ہے۔

ساقی! وہ یا قوت جیسے رنگت والا لعل دے
 رواں خوردہ آں سے جو آب رواں
 فوراً وہ شراب دے جو بیٹے پانی کا گسرت ہے
 شہانیکہ اینجا نشستند شاد
 وہ بادشاہ جو اس جگہ خوش بیٹھے
 کد ام مست جام جم و جم کی جاست
 جام جم کون سا ہے، اور ام جہ کی جاست؟





www.maktabah.org



www.maktabah.org

ہماری میجاری اور خوبصورت کتب

امام احمد رضا و علمائے لاہور
ڈاکٹر مجید اللہ قادری

موط امام محمد رحمۃ اللہ علیہ
ترجمہ: مولانا محمد یسین قصوری

احیاء العلوم

ترجمہ: علامہ محمد صدیق ہزاروی

کشف المحجوب

ترجمہ: مفتی سید غلام معین الدین نعیمی

کیمیائے سعادت

ترجمہ: مولانا سعید احمد نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

بہجت الاسرار

مصنف: حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

منہاج العابدین

ترجمہ: مولانا سعید احمد نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

بہشت بہشت

مجموعہ نوجوان چشت اہل بہشت

مکتوبات امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ

مصنف: حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ

ملفوظات اعلیٰ حضرت

مرتب: مولانا محمد مصطفیٰ رضا خان رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ الخلفاء

ترجمہ: حضرت شمس بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

تذکرہ اولیاء پاک ہند

ڈاکٹر فہور الحسن شارب

نفحات الانس

حضرت عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ

شمال ترمذی

ترجمہ: مولانا محمد صدیق ہزاروی

عوارف المعارف

حضرت شیخ شہاب الدین ہروردی رحمۃ اللہ علیہ

تذکرہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ

میاں جلیل احمد شرقیوری

غنیۃ الطالبین

ترجمہ: حضرت شمس بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

قرآنی علوم

عبدالواحد قادری

پروکسیون کتب
۴- بی، اردو بازار لاہور
فون: ۳۵۲۹۵۰

Maktabah.org

This book has been digitized by www.maktabah.org.

Maktabah.org does not hold the copyrights of this book. All the copyrights are held by the copyright holders, as mentioned in the book.

Digitized by Maktabah.org, 2011

Files hosted at Internet Archive [www.archive.org]

We accept donations solely for the purpose of digitizing valuable and rare Islamic books and making them easily accessible through the Internet. If you like this cause and can afford to donate a little money, you can do so through Paypal. Send the money to ghaffari@maktabah.org, or go to the website and click the Donate link at the top.

www.maktabah.org